اردو ترجمہ

# تفسیرِ عزیزی
مجیدی

## سُورۃ البَقرۃ حِصّہ اوّل

مؤلفہ

عُمدۃ المفسّرین فخر المُحدّثین

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

ناشر:

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

اُردو ترجمہ

# تفسیر عزیزی

موسوم بہ

# تفسیر فتح العزیز مجیدی

## سورۃ بقرہ

حصہ اول

مؤلفہ


عمدۃ المفسرین فخر المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح



باہتمام نیاز مند حاجی محمد زکی نبیرۂ حاجی محمد سعید صاحب غفراللہ لوحید

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل پاکستان چوک، کراچی۔



marfat.com

مطبوعہ
ایجوکیشنل پریس
پاکستان چوک، کراچی

marfat.com

# فہرست مضامین تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ (اردو) اوّل حصہ


| صفحہ | مضامین | صفحہ | مضامین |
|---|---|---|---|
| ۱۲ | فائدہ بیان تعوذ اور فضائل بسم اللہ میں | ۹۴ | بیان لطائف تمام سورۃ کے |
| ۲۹ | | ۹۹ | حکایت حضرت ابراہیم ادہمؒ |
| ۳۷ | سورہ بقرہ میں تفسیری نکات | ۹۹ | بیان سورۂ فاتحہ کے ناموں کا |
| ۴۳ | بیان الحمد کے تعلق کا | ۱۰۰ | بیان صناعات آدمی کا |
| ۴۶ | بیان اُن چیزوں کا کہ متعلق ساتھ رب العالمین کے ہیں۔ | ۱۰۴ | بیان اس کا کہ نماز مومن کی معراج ہے |
| ۴۸ | فرشتوں کی قسموں کا بیان | ۱۲۶ | بیان اُن چیزوں کا جن کے سبب سے شیطان آدمی کے اندر داخل ہوتا ہے۔ |
| ۴۹ | بیان اسباب سعادت | ۱۲۸ | بیچ بیان بعض فضائل اس سورۃ کے |
| ۵۰ | بیان حواسِ خمسہ | ۱۳۰ | بیان زاری ابلیس کا بیچ عمر اپنی کے |
| ۵۲ | بیان رکنِ خلافت | ۱۳۲ | تفسیر سورۂ بقرہ کی شروع ہوئی |
| ۵۵ | بیان الرحمٰن الرحیم | ۱۵۴ | بیان حروف مقطعات کا |
| ۶۱ | بیان مالک یوم الدین | ۱۶۵ | بیان مراتب تقویٰ کا |
| ۶۸ | بیان ایاک نعبد کا | ۱۶۹ | بیان سات گروہ آدمیوں کا |
| ۶۹ | ذکر ارواح پاک کی مدد کا | ۱۷۳ | اختلاف علماء کا بیچ معنی ہدایت کے |
| ۷۵ | بیان ایاک نستعین کا | ۱۷۴ | بیان حقیقت ایمان کا |
| ۸۰ | ذکر استعانت بالغیر کا | ۱۷۷ | بیان اقسام ایمان کا |
| ۸۲ | بیان اہدنا الصراط المستقیم | ۱۸۳ | خرچ کرنا مال کا سات طرح سے عبادت ہے |
| ۸۴ | آدمی کو تین قومیں ہیں | ۱۸۶ | خواص سورۂ فاتحہ کے |
| ۹۰ | بیان صراط الذین انعمت علیہم کا | ۱۸۶ | بیان پڑھنے آیتوں سورۂ بقرہ کا |
| ۹۲ | بیان غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کا | ۱۸۷ | حفاظت خود |


marfat.com

| صفحہ | مضامین |
|---|---|
| ۱۹۷ | تقیہ کی بُرائی کا بیان |
| ۲۰۱ | من النّاس سے کیا مراد ہے |
| ۲۰۴ | فساد منافقوں کا کس قسم پر تھا |
| ۲۱۳ | بیان تاریکیوں کا |
| ۲۲۱ | پیدائش ابر و رعد وغیرہ کی |
| ۲۲۵ | حقیقت عبادت کی |
| ۲۲۵ | بیان آیت مکی اور مدنی کا |
| ۲۲۷ | بیان عجائب صنع الٰہی کا |
| ۲۴۴ | بیان ان شخصوں کا کہ وہ چھ گروہ ہیں |
| ۲۴۵ | فرق در بیان اطاعت اور عبادت کے |
| ۲۶۵ | بیان اُن حقیر چیزوں کا کہ انجیل مقدس میں ہیں |
| ۲۶۹ | بیان معنی فاسق کے |
| ۲۷۲ | قطع رحم کس طرح پہ ہے |
| ۲۷۷ | بیان علم عقائد کا مع دلائل |
| ۲۷۸ | بیان اُن چیزوں کا جو سب انسان کے کام آتی ہیں |
| ۲۸۴ | فائدے بیچ پیدائش آسمان اور زمین کے |
| ۲۸۵ | مادۂ آسمان کا بیان |
| ۲۸۷ | طبقات آسماں کا بیان |
| ۳۰۰ | بیان معصومیت فرشتوں کا |
| ۳۱۹ | بیان فضیلتوں علم کا |
| ۳۲۱ | حکایت |
| ۳۲۲ | بیان اُن فرقوں کا کہ اصحاب پیغمبر کو ظالم جانتے ہیں |
| ۳۲۲ | بیان فضیلتوں عالموں کا |

| صفحہ | مضامین |
|---|---|
| ۳۳۰ | آنا ابلیس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس |
| ۳۳۱ | بیان پیدائش حضرت حوّاؑ کا |
| ۳۳۹ | بیان لفظ بحقِ فلاں کا |
| ۳۴۰ | بیان دعاؤں حضرت آدمؑ کا |
| ۳۴۲ | بیان روزوں ایام بیض کا |
| ۳۵۰ | بیان ترکیب حقیقت توبہ کا |
| ۳۵۰ | بیان فرق الم اور حزن کا |
| ۳۵۵ | بیان اُترنے حضرت آدم اور حوّا اور ابلیس اور سانپ اور طاؤس کا زمین میں |
| ۳۵۶ | بیان پیشہ پیغمبروں کا |
| ۳۵۷ | دعا حضرت آدم علیہ السلام کی واسطے اولاد اپنی کے |
| ۳۵۸ | دعا ابلیس کی واسطے اولاد کے |
| ۳۵۹ | بیان ابتدا بننے اشرفی اور روپیہ کا |
| ۳۶۰ | ذکر وفات حضرت آدم علیہ السلام کا |
| ۳۶۱ | بیان کتاب اور قرآن اور رسول اور سجدہ ابلیس کا |
| ۳۶۲ | اعتراض کرنا حضرت موسیٰؑ کا حضرت آدمؑ پر |
| ۳۶۳ | بیان عہد بنی اسرائیل کا |
| ۳۶۸ | بیان اولاد حضرت یعقوبؑ کا |
| ۳۷۵ | بیان ثواب تین آدمیوں کا |
| ۳۷۹ | بیان ملامت کا |
| ۳۷۹ | لڑکے پڑھانے والے کہ نوکر ہوتے ہیں لاتشتروا بآیاتی ثمناً قلیلاً میں داخل نہیں |

| صفحہ | مضامین | صفحہ | مضامین |
|---|---|---|---|
| ۳۸۰ | بیان عدم جواز اُجرت | ۴۲۱ | بیان جانے حضرت موسیٰؑ کا واسطے لانے کتاب کے |
| ۳۸۰ | بیان ان لوگوں کا کہ عمل سے باز رکھتے ہیں | ۴۲۷ | بیان تحقیق لفظ موسیٰ کی |
| ۳۸۹ | بیان عذاب واعظ بے عمل کا | ۴۳۱ | بیان تحقیق چالیس دن کی واسطے عبادت کے |
| ۳۹۱ | شمار پیغمبروں بنی اسرائیل کے | ۴۳۱ | بیان نسب حضرت موسیٰؑ کا |
| ۳۹۹ | بیان دفع کرنے عذاب کا | ۴۳۲ | بیان حقیقت من سلویٰ |
| ۴۰۰ | بیان شفاعت کا | ۴۵۱ | بیان توبہ کرنے کا |
| ۴۰۲ | بیان اقسام عذاب کا | ۴۵۷ | بہتری بیعت کی۔ |
| ۴۰۷ | بیان وجہ دشمنی فرعون | ۴۵۸ | بیان ممانعت بھاگنے کا طاعون سے |
| ۴۰۹ | بیان پیدائش حضرت موسیٰ علیہ السلام کا | ۴۶۵ | بیان عصائے حضرت موسیٰؑ کا |
| ۴۱۱ | بیان جواز لینے اُجرت کا اور عبادت کے | ۴۷۷ | بیان سنتوں سے سستی کرنا |
| ۴۱۵ | بیان مقدار لشکر فرعون کا | ۴۷۹ | بیان وجہ تسمیہ یہودیوں کا |


marfat.com

# نسبؑ نامہ

# محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

# تا

# حضرت ابراہیم علیہ السّلام

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | انبیاؑ ابراہیم ۱۹۹۲ ق م | ۱۵ | عنان | ۲۹ | کالح |
| ۲ | اسمٰعیل ۱۹۱ ق م | ۱۶ | ارعو | ۳۰ | بدلان |
| ۳ | قیدار | ۱۷ | بلجی | ۳۱ | یلدرم |
| ۴ | عوام | ۱۸ | بجرے | ۳۲ | حسربا |
| ۵ | عوص اوّل | ۱۹ | ہری | ۳۳ | ناسل |
| ۶ | مُر | ۲۰ | یسن | ۳۴ | ابی العوام |
| ۷ | سمٰے | ۲۱ | حمران | ۳۵ | متساویل |
| ۸ | رزاخ | ۲۲ | الرصا | ۳۶ | برو |
| ۹ | ناجب | ۲۳ | عبید | ۳۷ | عوص دوم |
| ۱۰ | معصر | ۲۴ | صفہ | ۳۸ | سلامان اوّل |
| ۱۱ | ابہام | ۲۵ | عسق | ۳۹ | الیسع اوّل |
| ۱۲ | افناد | ۲۶ | ماخی | ۴۰ | ولول |
| ۱۳ | بیلے | ۲۷ | ناحد | ۴۱ | عدنان اوّل |
| ۱۴ | حسّان | ۲۸ | فاجم | | ۶۰۰ قبل مسیح |

marfat.com

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۴۲ | معد اول ۵۰۰ ق م<br>یمک معصر او میانبی | ۵۱ | | ۶۱ | غالب |
| | | ۵۲ | نزار | ۶۲ | لوے |
| ۴۳ | حمل | ۵۳ | مضر | ۶۳ | کعب |
| ۴۴ | نابت | ۵۴ | الیاس | ۶۴ | عمرہ |
| ۴۵ | سلامان دوم | ۵۵ | مدرکہ | ۶۵ | |
| ۴۶ | الیسع دوم | ۵۶ | خزیمہ | ۶۶ | عبدمناف |
| ۴۷ | الیسع | ۵۷ | کنانہ | ۶۷ | ہاشم |
| ۴۸ | ادد اول | ۵۸ | النضر | ۶۸ | عبدالمطلب |
| ۴۹ | اد | ۵۹ | مالک | ۶۹ | عبداللہ |
| ۵۰ | عدنان دوم | ۶۰ | فہر | ۷۰ | محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم |

marfat.com

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لواہب العطایا۔ والشکر لخالق البرایا۔ سبحان اللہ کیا شان ہے جناب باری کی کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر برابر لطف کرتا ہے کوئی اس کی نظرِ رحمت سے محروم نہیں امیر و غریب فقیر و غنی سب اُس کے خوانِ نعمت کے محتاج ہیں یہ نیرنگ زمانہ ہے گردش فلکی ہے کہ ہر وقت حال کسی کا ایک طرح پر نہیں رہتا دیکھو دہلی و اہل دہلی کس کس مصیبتوں میں پھنسے کیا کیا صدمے اٹھائے پھر اسی کارساز کے لطف و کرم سے کچھ کچھ جبر نقصان ہو گیا بہر کیف بندہ کو چاہیئے کہ ہر دم اُس کے شکر میں بدل و جان مصروف رہے کہ باعث زیادتی نعمت و واسطہ فراوانی دولت ہے مدائح سید البشر خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم احاطۂ تحریر و تقریر سے افزوں ہیں کہ یہ جہان اور زمین و آسمان جن و ملک سب اُنھیں کی آفرینش کے سبب ظہور میں آئے خدا نے ان کی شان میں مضمون لولاک کا انشا فرمایا معراج میں عرش بریں پر بلا کر دیدار دکھایا یہ مرتبہ کاہے کو کسی نبی یا رسول کو ملے تھے سچ ہے محبوب کا مرتبہ ہی اور ہوتا ہے شعر محمدؐ ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا ۔ کرے گر بندہ اسکی مدح دعوی ہے خدائی کا

بعد حمد و نعت کے یہ ہیچ کارہ جہان محمد یمین خاں غفرلہ الرحمن مہتمم مطبع مصطفائی دہلی شائقین علم تفسیر کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب سے تفسیر عزیزی دو پارہ آخر قرآن مجید بندر بمبئی میں بزبان اُردو مطبوع ہوئی تھی اکثر احباب باخصاص اور میر شیر علی خان اور یہ عاجز بھی بدل و جان چاہتے تھے کہ تفسیر عزیزی پارہ الم بھی اُردو ہو جائے چنانچہ ایک مدت دراز میں خداوند کارساز نے طرفۃ العین میں سب اسباب سامان مہیا کر دیئے اور روز بروز اہل دہلی کے طالع کا ستارہ ترقی پر آنے لگا ہر فن کے کمال والے جمع ہوتے اس عاجز کو اپنی آرزوئے دیرینہ کا خیال آیا بہت کوشش کی اور زر کثیر خرچ کیا تب بھی بے نہایت عالم بے بدل فاضل اجل آفتاب فلک تفسیر دانی ماہ آسمان نیکو بیانی مقبول ازلی مولوی محمد علی صاحب چاندپوری سلمہ اللہ الوالی ترجمہ پارۂ اول حسب مراد و موافق محاورہ اور بول چال دہلی کے لکھا گیا اور باہتمام فقیر چھپ کر شائع ہوا کہ نفع عام اور فائدہ تمام اہل اسلام و شائقین تفسیر کو پہنچے اور ہر مشتاق کو تفسیر جان و دل سے عزیز ہو اور نام اس کا بستان التفاسیر اس لئے رکھا کہ یہ ضمیمہ ہے اُنھیں دو پارۂ آخر کا گو پارۂ اول ہے اُسی نام سے مشہور کرنا مناسب تھا اور مولانائے ممدوح نے اس ترجمہ میں اصل مطلب کو بڑی خوبی سے تحریر کیا ہے کہیں کمی بیشی نہیں کی مقام مشکل کی تفسیر اور تفسیروں سے حل کر دی ہے۔ اپنی طرف سے سر مو دخل نہیں دیا اور نہ کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا اجمال کو تفصیل سے بیان فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے سب بھائیوں کا خاتمہ بخیر کرے اور اس تفسیر سے سب کو نفع پہنچائے۔ آمین ثم آمین

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد کو ہے تجھ سے وہ نسبت درست ! آئے ہر اک در سے تیرے در پہ دوست

سب زبانوں کی حمد و ثنا اُسی کی طرف رجوع کرتی ہے اور ہر وقت تعریف اُسی کی بارگاہ کے لائق ہے انسانوں کی جوارح سے اُس کا شکر ادا کرے ؎ کیا ہاتھ کیا زباں یہ لکھیں یا کہیں ثنا + عہدے سے شکر حق کے بر آئیں مجال کیا۔ اور بندہ ہزار گناہ سے شرمندہ کا کیا منہ کہ اپنے حرف نا قبول اور صورت بے اصول سے اس کی حمد کو انجام دے ؎ اس رشتہ سے ہوں کم تر امید ذرہ سے ہو کیا پاسِ خورشید اور درود نا محدود ازل سے ابد تک اُس ذات عالی صفات پر نثار ہو کر بزرگی اخلاق اس پر تمام ہوئی اور جہان واہل جہان کا برگزیدہ ہے بزرگ ترین افراد عالم افضل بنی آدم بیت خاکی اور اوجِ عرش منزل ☆ اُمی اور سارے علم در دل ☆ سیاحِ جہانِ ہفت افلاک ☆ نیر درخشاں بحر لولاک۔ آدم ہم تن تھے آب و گل میں ☆ جاری حکم اُن کا جان و دِل میں۔ جن لوگوں کے دِل میں ظلمت بت پرستی چھا رہی تھی اور دریائے بدمستی میں غرق تھے ان کو نور شمع پر نور ہدایت دکھا کر راہ راست پر لائے اور دروازے نور و سرور حصول و وصول کے اُن پر کھول دیئے کہ مقام قرب حضور میں پہنچ جائیں اور ہزار ہزار آفرین اوّل سے آخر تک اُس پر اور اُس کی آل و اصحاب پر بعد حمد و نعت یہ معتل الذات ناقص الفکر اجوف الباطن مثل حرف ترخیم از نظر افتادہ و مانند الفِ وصل بے اصل شعور سے خالی سر تا پا بے تمیز عبد العزیز بخشے اللہ گناہ اس کے اور چھپائے یہ عیب اُس کے اگر بنظرِ اتصال ظاہری اپنے نسب کا بیان کرے کہہ سکتا ہوں کہ میں بیٹا ہوں لسان العرفان ترجمان القرآن خاتم المحدثین وارثِ علومِ سید المرسلین حکیم بیمارانِ اُمتِ مصطفےٰ خلاصۂ معجزاتِ رسولِ خدا حضرت شاہ ولی اللہ کا اور پوتا ہوں صاحب حالات روشن مقامات برتر پیشوائے اہلِ سلوک و عرفان جامع جذب و احسان حضرت شیخ عبد الرحیم دہلوی کا بلند کرے اللہ درجے ان دونوں کے علیین اعلیٰ میں اور حشر کرے اُن کا شہیدوں اور صدیقوں کے گروہ میں بہر کیف نظر بفقدان نسبت معنوی ڈرتا ہوں کہ روئیں کی طرح ما آتش اور کرم کی صورت تنگ آب بن جاؤں ایک ہزار دو سو آٹھ (۱۲۰۸) ہجری نبوی میں علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ والف الف تحیہ بسبب خواہش و شوق برادر دینی جوہر نتیجۂ حق برگزیدہ رہبر و منازل خدا جوئی لازم گیرندہ طریقہ راست گوئی مقبول بارگاہِ عالی جناب فضائل باب مولانا و بالفضل اولینا فخر الملۃ والدین محمد قدس اللہ سرہ الامجد شیخ مصدق الدین عبد اللہ توفیق دے اس کو اللہ اُس چیز کی کہ اُس کو دوست رکھتا ہے اور خوشنود ہوتا ہے اس سے اور معاملہ کرے اس سے دنیا و آخرت میں لطف اور احسان سے اوّل تفسیر سورۃ فاتحہ اور دو پارہ اخیر قرآن مجید کی نفع پہنچائے ہم کو اللہ تعالےٰ اُس کی آیتوں سے دنیا اور آخرت میں کہ اکثر مسلمان نماز پنجگانہ اور جمعہ اور جماعت اور وقت حضور محفل ارواح مقدسۂ انبیاء

اور اولیاؑ و زیارت قبور صالحین و عارفین ان سورتوں کو پڑھ کر سعادت دارین حاصل کرتے ہیں اور معنی دریافت کرنے کی حاجت ہوتی ہے اور دوسرے سورۂ بقر کی بحکم شعر شربت الحب کأسًا بعد کأسٍ۔ فما نفد الشراب ولا رویت شعر جام پر جام پیا بادۂ الفت کا مگر + نہ ہوئی مے میں کمی اور نہ ہوا دل سیراب۔ بمزید رغبت برادر مذکور رسالے مطلب اور دقیقے حل کر کے بزبان سلیس فارسی روزمرّہ کے موافق مع تمثیلات رائجہ زمانہ و بخیال طول لاطائل عربیت و توجیہات بعیدہ و روایات ضعیفہ غیر معتبرہ لکھی اور اس برادر دینی نے لفظ بلفظ نقل کی اور اس تفسیر کے لکھنے میں کسی کتاب یا انتخاب سے استعانت نہیں چاہی ہر چند کہ استعداد کامل اور طبیعتِ ذکی اور قوتِ خیال اور فیضِ مبدأ فیاض اور تصفیۂ باطن اور جمعیت اور طمانیت خاطر اس شغل کی بڑی شرطیں ہیں اور یہ سب یک قلم مفقود مزید برآں پریشانی خاطر تفرقۂ باطن کثرت مرض و شدت الم ضعف دل و دماغ تنگی ظرف کہ یہ سب مواقع تو یہ ہیں موجود جب ختم ہو چکی معلوم ہوا کہ دریوزہ گر نئے کچکول کی طرح ہر طرح کے نوالوں سے لبریز ہے اور فقیروں کی گدڑی کی صورت ہر رنگ کے کپڑے سے بنائی ہوتی ہے صاحب نظران بلند فکر اور ارباب استعداد صاحب دانش سے اُمید یہ ہے کہ جب اس طعام گدائی کی طرف توجہ کریں جو لقمہ لائق مذاق پائیں نوش جان فرمائیں جو نوالہ لذت بخش کام جاں ہوں تناول کریں بعد حصول ذائقہ کام و زبان دندان ادراک سے کام لیں اور اس جامع اوراق کو سفرۂ چین سے زیادہ سمجھیں کہ انّما انا قاسم واللہ یعطی سوا اُس کے نہیں اللہ عطا کرتا ہے میں تقسیم کرتا ہوں اور تفسیر کلام خدا کی اس کی ذات کی طرح غیر متناہی ہے ایک طرح پر نہ سمجھیں اور فیوض الٰہی بھی ایک طور خاص پر منحصر نہیں اگر ان کا دل اس کے دیکھنے سے خوش ہو خدا سے دعا مانگیں اور میں بھی دعا مانگتا ہوں۔

مِنْ فَضْلِهٖ اَنْ یُّوَفِّقَنِیْ لِاِتْمَامِهٖ كَمَا وَفَّقَنِیْ لِخِتَامِهٖ وَهُوَ الَّذِیْ بِعِزَّتِهٖ وَجَلَالِهٖ
الصَّالِحَاتُ وَعَلَيْهِ الْمُعَوَّلُ فِیْ جَمِيْعِ الْحَالَاتِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا
مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَخُدَّامِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ترجمہ یعنی اور میں بھی سوال کرتا ہوں فضل اُس کے سے یہ کہ توفیق دے مجھ کو واسطے تمام کرنے اس کے کی جیسے کہ توفیق دی مجھ کو واسطے ختم اُس کے کے اور وہی ہے کہ ساتھ عزت اور جلال اپنے کے پورا کرتا ہے نیک عملوں کو اور اوپر اُسی کے بھروسہ ہے بیچ سب حالتوں کے اور رحمت بھیجے اللہ تعالیٰ اوپر سردار ہمارے اور مددگار ہمارے کے کہ نام پاک اُن کا محمدؐ ہے ایسے کہ نبی ہیں اور اُمّی ہیں اور اوپر آل اُن کی کے اور اوپر اصحاب اُن کے کے اور بیبیوں اُن کی کے اور اوپر اولاد اُن کی کے اور اوپر تابعداروں اُن کے کے اور اوپر خادموں اُن کے کے سب پر۔

marfat.com

# فائدہ بیان تعوذ اور فضائل بسم اللہ میں

جاننا چاہیئے کہ اصل کتاب میں اس جگہ تعوذ کا کچھ بیان نہیں ہوا لیکن ذکر اس کا بھی فائدہ سے خالی نہیں اس واسطے تفسیر کبیر وغیرہ سے تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی ہر امر میں خواہ دینی ہو یا دنیوی بالکل محتاج ہے یعنی نہ کوئی نیکی اُس سے بغیر اعانت ذات باری کے ہو سکتی ہے اور نہ کسی بدی سے ہٹنے کی اُس کو طاقت ہے جب تک کہ اُس کی عنایت نہ ہو اور نیکیاں بھی بے شمار ہیں اور بُرے کام بھی بے نہایت ہیں پس آدمی کو لازم ہے کہ جس وقت ارادہ کسی نیکی کا یا کسی بُرائی سے دُور ہونے کا کرے تو پہلے اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہے تاکہ اس نیکی کی توفیق دے اور شر شیطان سے بچاوے اور بلا سے دل کو ہٹا دے کہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی کسی حاکم زبردست کی پناہ میں آجاتا ہے تو شر دشمنوں سے امن میں رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ پکڑنی یہی ہے کہ مضمون اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کا دل اور زبان سے بجالاوے اور بندہ کو وقت استعاذہ کے یہ باتیں ضروری ہیں کہ اپنے تئیں یہ سمجھے کہ میں عاجز ہوں محض نہ کسی طرح کا نفع دینی ہو یا دنیوی حاصل کر سکتا ہوں اور نہ کوئی نقصان دینی ہو یا دنیوی اپنے سے دُور کرنے کی طاقت رکھتا ہوں اور یہ بھی جانے کہ ان دونوں باتوں کی اللہ تعالیٰ بخوبی قدرت رکھتا ہے اور یہ بھی اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات اور احوال سے خوب واقف ہے اس واسطے کہ اگر قدرت یا اُس کے حال سے اُس کو خبر نہ ہو تو حمایت پناہ ڈھونڈنے والے کی کیونکر کرے اور بھی جانے کہ اللہ تعالیٰ جواد ہے یعنی ہر وقت بخشش اُس کی جاری ہے بخیل نہیں ہے اس واسطے کہ بخیل سے طلب کرنا کسی شے کا عبث ہے اور حاصل یہ ہے کہ جب تک کمال عجز و انکسار اپنا اور عزت اور عظمت خدا کی دل میں دلنشین نہ ہو گی تو اُس کا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہنا صحیح نہ ہو گا اور تعوذ کی عبارتیں کئی طرح پر کلام اللہ اور احادیث سے سمجھی جاتی ہیں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک یہ عبارت متعین ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور وجہ ان کی یہ ہے کہ نزیح کلام اللہ کے سورۂ نحل میں آیا ہے فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور بعض حدیثوں میں بھی یہ الفاظ آئے ہیں اور امام احمد فرماتے ہیں بہتر اس طرح سے کہنا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اس واسطے کہ دوسری جگہ

marfat.com

کلام اللہ میں بعد استعاذہ کے یہ لفظ بھی آیا ہے پس اس عبارت میں دونوں آیتوں کے الفاظ جمع ہوگئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہنا بہتر ہے کہ اس میں بھی جمع بین الآیتین پائی گئی اور بعضی حدیثوں میں بھی یہی الفاظ آئے ہیں اور امام ثوری اور اوزاعی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بہتر یہ عبارت ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور وجہ ذکر کرنے سمیعٌ علیمٌ کے بعد اعوذ باللہ کے یہ ہے کہ غرض استعاذہ سے بچنا ہے بُرائی وسوسہ کی سے اور وسوسہ امر پوشیدہ ہے انسان کے دل میں پایا جاتا ہے اور کوئی اس کے اُوپر مطلع نہیں ہوتا پس گویا بندہ کہتا ہے تیری ایسی ذات ہے تو سنتا ہے ہر چیز کو گو کہ اوروں کو سُننا اس کا ممکن نہ ہو کر جانتا ہے تو ہر چیز پوشیدہ کو اور سُنتا ہے تو وسوسہ شیطان کا اور جانتا ہے کہ کیا غرض ہے شیطان کی اس وسوسہ سے اور تو قادر ہے اوپر دُور کرنے اُس کے کے ساتھ فضل اپنے کے اور عاجز ہونا انسان کا بیچ تمام کام دنیا اور آخرت کے کہ اُس کے حق میں بہتر ہوں ظاہر ہے حاجت دلیل کی نہیں اور دلیلیں اُس کے عجز ثابت کرنے کے واسطے کتابوں میں مذکور ہیں سو اس جگہ بھی بمنزلہ نمونہ کے کچھ بیان کیا جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ جو چیز آدمی کے حق میں بہتر ہے دو قسم ہے علم یعنی عقیدہ یا عمل اور انسان ان دونوں باتوں میں نہایت عاجز ہے پس عاجز ہونا عقیدہ سچے سے اسواسطے ہے کہ ہر شخص قصد اسی امر کا کرتا ہے کہ دین حق میرے واسطے حاصل ہو اور اعتقاد میرا صحیح اور سچا ہو اور جہل اور کفر سے دُور رہوں اور اگر یہ بات بندہ کے بالکل اختیار میں ہوتی سب لوگ عقائد حقہ پر ہو جاتے اور واقع میں ایسا نہیں بلکہ سچے عقیدے والے بہ نسبت جھوٹے عقیدے والوں کے ایسے ہیں جیسے بیل سیاہ کی جلد میں سپید بال پائے جاویں اور عمل صالح کرنے میں بھی ایسا ہی عاجز ہے اس واسطے بدن انسان کا منزلہ دوزخ کے ہے اور دوزخ پر اُنیس[19] چیزیں پائی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں پانچ حواس ظاہر کے باصرہ اور ذائقہ اور شامہ اور لامسہ اور سامعہ اور پانچ حواس باطن کے حس مشترک اور خیال اور متفکرہ اور واہمہ اور قوتِ حافظہ اور شہوت اور غضب اور سات قوتیں طبعی ہیں یعنی جاذبہ اور ماسکہ اور ہاضمہ اور غاذیہ اور دافعہ اور نامیہ اور مولدہ ہر چیز ان میں سے نفس کی بہت سے ایسی خواہش کرتی ہے کہ تاریکی دل کی اُس سے ہو مثلاً آنکھ سے حرام شئے کے دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے وعلیٰ ہذا القیاس

marfat.com

یہ سب امور نیک باتوں سے منع کرنے والے ہیں جب انسان سست بنیان میں صد بلا طرح کے موانع موجود ہوتے پس بچنا اس کا بُرے کاموں سے اور اچھے عقیدے رکھنے اور نیک کام بجالانے بغیر مدد اس کی کے ممکن نہیں پس جو امر نیک انسان شروع کرے چاہیئے کہ اول اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے کہ پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ تیرے سب آفتوں سے اور قرأت قرآن کی بھی بڑا نیک عمل ہے اس واسطے جو شخص کہ قرآن پڑھے اور اس پڑھنے سے عبادت اللہ کی کا ارادہ ہو تو وہ شخص فکر کریگا درمیان وعدوں اور وعیدوں اُس کی کے اور غور کرے گا بیچ آیتوں اس کی کے پس زیادہ ہو جائے گی رغبت اُس کی بیچ بندگیوں اللہ کے اور نفرت ہو جائے گی محرمات سے اور ہر گاہ کہ پڑھنا قرآن کا بڑی عبادت ہوئی پس شیطان اس سے ہٹانے میں بہت کوشش کرے گا اور بندہ کو زیادہ تر حاجت شر شیطان سے بچنے کی اس جگہ ہوئی تو قرأت قرآن کے اول میں اعوذ کا پڑھنا ٹھہرایا گیا اور کیفیت وسوسۂ شیطان کی یہ ہے کہ بیچ بعضے آثار کے ذکر کیا گیا ہے کہ شیطان داخل ہو جاتا ہے اندر انسان کے اور رکھتا ہے سر اپنا اوپر دل اُس کے کے اور بُری باتیں سجھاتا ہے کہ آں حضرتؐ سے روایت ہے کہ تحقیق شیطان اس طرح آدمی کے اندر چلتا پھرتا ہے جیسا کہ خون رگوں میں چلتا ہے خبردار ہو پس تنگ کرو تم راستے چلنے پھرنے اُس کے کے ساتھ بھوک کے اور انسان جس وقت صدق نیت سے اعوذ باللہ کہے گا سب مکروہات اور آفات سے اللہ کے حکم سے محفوظ ہو جاوے گا اور اعوذ کا لفظ مشتق ہے عوذ سے اور عوذ کے دو معنی ہیں ایک معنی التجا اور پناہ پکڑنے کے ہیں اور دوسرے معنی ملنے کے پس معنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ کے باعتبار وجہ پہلی کے یہ ہیں کہ پناہ پکڑتا ہوں اور التجا لاتا ہوں طرف رحمت اللہ کی اور باعتبار وجہ دوسری کے ملاتا ہوں نفس اپنے کو ساتھ فضل اللہ کے اور رحمت اُس کی کے اور لفظ شیطان میں دو قول ہیں بعضے کہتے ہیں مشتق ہے شَطَن سے اور شطن کے معنی دُور ہونے کے ہیں پس ہر سرکش کو خواہ چہارپایہ ہو شیطان کہا جاوے گا واسطے دُور ہونے اُس کے کے راہ راست سے جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ پس انسان کے اوپر بھی اطلاق شیطان کا آ گیا اور ایک روایت میں ہے کہ سوار ہوئے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ایک چارپایہ پر پس اُس نے اُچھلنا شروع کیا ہر چند کہ مارا اُس کو مگر وہ اُسی طرح کودتا رہا پس حضرت عمرؓ اُس چارپایہ سے اُتر پڑے اور فرمایا کہ نہ سوار کیا تم نے مجھ کو مگر اوپر شیطان کے اور بعضے کہتے ہیں

marfat.com

کہ شیطان مشتق ہے شیط سے اور شیط کے معنی ہلاک ہونے اور باطل ہونے کے ہیں اور جو سرکش ہوتا ہے وہ بھی ہلاک اور باطل ہوتا ہے بسبب ضائع کرنے اس کے کے مصالح نفس اپنے کے اور رجیم معنی مرجوم کے ہے اور مرجوم کے معنی لعنت کیا گیا چنانچہ کلام اللہ میں آیا ہے فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ وَاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اور لعنت کو رجم کہتے ہیں یا معنی مرجوم کے پھینکا گیا یعنی آسمانوں سے نکالا گیا طرف زمین کے یا مارا گیا ساتھ ستاروں کے جس وقت کہ آسمان کی طرف آتا ہے واسطے چرانے باتیں فرشتوں کی اور ہر گاہ کہ آفتیں دین اور دُنیا کی غیر متناہی ہیں اور قدرت خلائق کی کفایت نہیں کرتی کہ اُن آفتوں کو دُور کرے اس واسطے لفظ اعوذ باللہ کا مقرر کیا گیا کہ مضمون اس کا یہ ہے کہ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اس ذات کے کہ قادر ہے اوپر تمام مقدورات کے سب طرح کی آفتوں اور خوفوں سے اور بعضے نکتے جو اعوذ باللہ سے تعلق رکھتے ہیں بیان ہوتے ہیں ایک یہ ہے کہ اعوذ باللہ میں رجوع کرنا ہے خلق سے طرف خالق کے اور ممکن سے طرف واجب کے اور اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے واسطے اوّل یہی طریق مقرر ہے کہ احتیاج خلق کی دیکھ کر دلیل پکڑی جاوے اوپر وجود ایسی ذات کے کہ غنی اور قادر ہے پس بیچ لفظ اعوذ کے اقرار بندہ کا اس طرح پر پایا گیا کہ میں فقیر اور محتاج ہوں اس واسطے کہ پناہ وہ شخص چاہتا ہے جو ایسا ہووے اور لفظ باللہ میں دو باتوں کا اقرار ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اوپر موجود کرنے تمام بھلائیوں کے اور دور کرنے تمام آفتوں کے دوسرے اس بات کا اقرار ہوا کہ سوا اللہ کے کوئی روا کرنے والا حاجات کا اور نہ دُور کرنے والا بلیات کا ہے پس جس وقت یہ حالت بندہ نے مشاہدہ کی مضمون فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ کا فوری اس کے ذہن میں جانشین ہوا اور یہ حالت وقت بولنے لفظ اعوذ کے حاصل ہے بعد اس کے جب آستانہ حق پر داصل ہوا اور بیچ نور اجلال اُس کے کے غرق ہوا پس اُس وقت اس کی زبان سے اعوذ باللہ ظاہر ہوا اور نکتہ دوسرا یہ ہے اعوذ باللہ کہنے سے اقرار ہوا ساتھ عاجز ہونے نفس کے اور عجز نفس کے سے اقرار ہوا ساتھ قدرت حق کے پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ کوئی وسیلہ واسطہ قرب الٰہی نہیں سوا عجز اور انکسار کے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ یعنی جس نے پہچانا نفس اپنے کو ساتھ عجز اور قصور کے کہ میں عاجز اور قاصر ہوں پہچانا اُس نے رب اپنے کو ساتھ اس طرح کے کہ وہ قادر ہے اوپر ہر مقدور کے اور جس نے پہچانا نفس اپنے کو ساتھ جہل کے پہچانا اُس نے

marfat.com

رب اپنے کو ساتھ فضل اور عدل کے اور جس نے پہچانا نفس اپنے کو ساتھ پراگندہ ہونے حال اپنے کے پہچانا اُس نے رب اپنے کو ساتھ کمال اور جلال کے اور نکتہ تیسرا یہ ہے کہ شیطان دشمن انسان کا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا اور اللہ تعالیٰ اولیٰ انسان کا اور خالق اُس کا ہے اور درست کرنے والا کاموں اُس کے کا ہے پس جس وقت کہ انسان عبادت شروع کرتا ہے خوف دشمن کا اس کے دل پر غالب ہوتا ہے اس واسطے کوشش کرتا ہے بیچ رضامندی اُس کی کے تاکہ دشمن کی آفتوں سے اُس کو بچاوے بعد اس کے ہر گاہ اُس کی بارگاہ میں پہنچا اور انواع انواع کی کرامتیں اور بزرگیاں حاصل ہوئیں تو بالکل متوجہ جیب کی خدمت میں ہوا پس وہ مقام کہ بھاگ کر دشمن سے بارگاہ الٰہی میں آیا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ہے اور وہ مقام کہ قرار پکڑنے کا بیچ حضرت اُس کے کے ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے چوتھا نکتہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی نہ چھوئیں قرآن کو مگر پاک لوگ اور دل آدمی کا ہر گاہ کہ غیر کی اُس میں جگہ ہوئی اور ایسے ہی زبان جس وقت کہ غیر کا ذکر اُس سے جاری ہوا تو ایک قسم کی آلودگی حاصل ہوئی پس ضرور ہوا پاک کرنا ان دونوں کا اور جس وقت کہ اعوذ باللہ کہا پاکی اُس کو حاصل ہوئی اور نماز حقیقی کے لائق ہوا اور نماز حقیقی ذکر خدائے تعالیٰ کا ہے پس کہا اُس نے بسم اللہ اور پانچواں نکتہ یہ ہے کہ دل مومن کا سب جگہوں سے اشرف ہے اس کے برابر نہ کوئی گھر ہے اور نہ کوئی باغ مومن کا دل سب سے پاک اور بزرگ ہے بلکہ دل مومن کا مثل آئینہ کل ہے بیچ صفائی کے بلکہ آئینہ سے بھی زیادہ صاف ہے اس واسطے کہ آئینہ پر کچھ حجاب اور پردہ آجاوے تو کوئی چیز اُس میں نظر نہیں آوے گی اور دل مومن کا ایسا ہے کہ آسمان اور زمین اور عرش اور کرسی بھی اُس کی صفائی کو مانع نہیں ہوتے جیسا کہ کہا ہے اللہ تعالیٰ نے اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ بلکہ دل مومن کا باوجود ان تمام پردوں کے مطالعہ جلال الٰہی کا کرتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے قبر ایک باغ ہے باغوں جنت کے سے قبر کو اس بہت سے باغ ٹھہرایا کہ مکان مردہ صالح کا ہے پس آدمی کا دل اشرف ہے سب جگہ سے کیونکر نہ ہو کہ اللہ کے نام کا مکان ہے اور معرفت اس میں حاصل ہوتی ہے حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اے بندے دل تیرا باغ میرا ہے اور جنت میری باغ تیرا ہے پس اگر بخل کرے تو اس بات سے کہ اپنے دل میں میری جگہ کرے میں بھی بخیلی

marfat.com

فرزند کروں گا اس بات سے کہ اپنی جگہ میں تجھ کو دوں اور جس وقت یہ ثابت ہوا کہ دل آدمی کا باغ اللہ کا ہے اور تخت ہے اُس کی معرفت کا گویا اللہ تعالےٰ کہتا ہے اے بندے میرے تحقیق مقرر کی میں نے جنت اپنی واسطے تیرے اور تو نے مقرر کی جنت اپنی واسطے میرے مگر تو نے انصاف نہیں کیا اس واسطے کہ آیا دیکھی ہے تو نے جنت میری یا داخل ہوا ہے تو جنت میری میں بندہ کہتا ہے نہیں اے رب میرے پھر اللہ تعالےٰ بندے سے کہتا ہے کہ میں تیری جنت میں بھی داخل ہوا ہوں یا نہیں بندہ کہے گا ہاں پھر کہے گا اللہ تعالیٰ اے بندے تو اب تک میری جنت میں داخل نہیں ہوا لیکن قریب ہے کہ داخل ہوگا مگر تیری خاطر کے واسطے دشمن تیرا کہ شیطان ہے جنت اپنی سے نکال دیا ہے اور کہا اُس کو ہم نے اُخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا پس پہلے تیرے آنے سے دشمن تیرا نکل گیا اور اے بندے ہم تیری جنت میں ستر برس ہوئے کہ موجود ہیں اور اب تک تو نے دشمن ہمارے کو اپنے باغ میں سے نہیں نکالا ہے تیرے واسطے یہ لائق نہیں کہ ہمارے دشمن کو نہ نکالے پس بندہ جواب دیتا ہے الٰہی تو قادر ہے اوپر نکالنے اُس کے کے جنت اپنی سے اور میں عاجز ہوں اور ضعیف ہوں مجھ کو قدرت اوپر نکالنے اُس کے کے نہیں ہے پس کہا اللہ تعالیٰ نے کہ عاجز جس وقت حمایت بادشاہ زبردست کی میں آجاتا ہے قوی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ قادر ہو جاتا ہے اوپر نکالنے دشمن کے پس اے بندے داخل ہو جا تو بیچ حمایت میری کے یہاں تک کہ نکال دے گا میرے دشمن کو دل اپنے میں سے اس طرح پر کہ کہہ تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اگر کوئی شبہ کرے کہ جبکہ دل انسان کا باغ اللہ تعالیٰ کا ہوا اللہ تعالیٰ نے کس واسطے اپنے باغ میں سے شیطان کو نہیں نکالا تو اس کا جواب یہ ہے گویا اللہ تعالےٰ کہتا ہے اے بندے کہ تو نے بادشاہ کو اپنے گھر میں مہمان کیا ہے اور حجرہ دل میں اُس کو اتارا ہے اور قاعدہ ہے جو شخص کسی کو اپنے گھر میں مہمان کرتا ہے تو اُس شخص کے لئے اندر صاف کرنا اور جھاڑو دینی اُس گھر کی ہوتی ہے اور بادشاہ کے اوپر یہ واجب نہیں پس تو اپنے حجرۂ دل کو آلودگی وسوسہ کے سے صاف کر اور کہہ تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور چھٹا نکتہ یہ ہے کہ شیطان کے اوپر الف لام داخل کیا گیا تاکہ جنس شیطان کی سے پناہ مانگی جاوے اس واسطے کہ شیطان بہت ہیں بعضے دیکھنے میں آتے ہیں اور بعضے آنکھوں سے غائب ہیں اب چند فضائل استعاذہ کے بھی بیان کئے جاتے ہیں جاننا چاہیئے کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ تمام بندوں کو امر ہے کہ اس طرح کہیں اور خاص کسی



marfat.com

شخص کے واسطے نہیں اس واسطے کہ انبیاؤں اور اولیاؤں نے بھی استعاذہ کیا ہے چنانچہ حضرت نوح ؑ سے منقول ہے کہ کہا اُنھوں نے اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ پس جس وقت یہ الفاظ کہے عطا ہوئیں اللہ کی طرف سے اُن کو دو خلعتیں ایک سلام دوسری برکات جیساکہ کلام اللہ میں منقول ہے یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ اور حضرت یوسف علیہ السلام سے نقل ہے کہ جس وقت کہ حضرت زلیخا نے اُن سے کچھ خواہش نفسانی کی تھی کہا تھا۔ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ پس اُن کو بھی اللہ تعالیٰ نے دو خلعتیں عطا کی تھیں بچانا اُن کا سوء اور فحشا سے جیساکہ کلام اللہ میں مذکور ہے لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اور بھی کہا تھا حضرت یوسف ؑ کو اُن کے بھائیوں نے خُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ اور حضرت یوسف ؑ نے جواب میں یہ کہا تھا مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ پس بزرگی دی اللہ تعالے نے اُن کو جیساکہ کلام اللہ میں ذکر ہے وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا اور حضرت موسیٰ ؑ سے نقل ہے جس وقت حکم کیا تھا اپنی قوم کو واسطے ذبح کرنے گاؤ کے اور انھوں نے کہا تھا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا اور حضرت موسیٰ نے کہا تھا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ پس عطا کی اللہ تعالیٰ نے دو خلعتیں دُور کرنا تہمت کا اور زندہ کرنا مقتول کا جیساکہ کلام اللہ میں مذکور ہے فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى اور جس وقت ڈرایا تھا ان کو قوم نے ساتھ مار ڈالنے کے کہا تھا اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ اور دوسری آیۃ میں ہے اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ؁

---

**حکایت** ہے بعضے واعظین سے کہ انھوں نے اپنی مجلس میں کہا تحقیق آدمی چاہتا ہے تصدق کرنا اللہ کے واسطے تو اس کے روکنے کے واسطے ستر شیطان حاضر ہوتے ہیں بعضے اُس کے ہاتھوں پر لٹکے جاتے ہیں بعضے پیروں پر بعضے دل پر پس منع کرتے ہیں اس کو صدقہ دینے سے پس ایک شخص نے اُس محفل سے سُنا اور کہا کہ آج ان شیطانوں سے لڑوں گا اور صدقہ دوں گا اور آیا وہ شخص اپنے گھر میں اور بھرا اس نے دامن اپنا گیہوں سے اور چاہا کہ باہر لیجا کر تصدق کرے ناگاہ کود دی عورت اسکی اور اُس سے لڑنے لگی یہاں تک کہ وہ گیہوں اس کے دامن سے چھین لے گئی وہ شخص خالی ہاتھ مجلس میں آیا واعظ نے حال دریافت کیا اُس شخص نے کہا کہ ستر شیطانوں کو میں نے بھگا دیا مگر پیچھے سے ماں اُن کی آئی اور مجھ پر غالب ہوئی اور بھگا دیا مجھ کو فقط ۱۲

marfat.com

پس عطا کر دی اللہ تعالیٰ نے مراد انکی یعنی ہلاک کیا دشمن کو اور اس کی جگہ اُن کو قائم کر دیا اور حضرت مریم کی ماں علیہا السلام نے کہا تھا اِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پس عطا ہوئی تھی حضرت مریم کو خدمت خدا کے گھر کی اور قبول ہونا جیسا کہ کلام اللہ میں مذکور ہے فَتَقَبَّلَھَا رَبُّھَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا اور حضرت مریم نے جس وقت دیکھا تھا، جبریل کو مرد کی صورت میں خلوت کے وقت اور کہا تھا اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا پس پائی حضرت مریم نے دو نعمتیں بیٹا بالغیر باپ کے اور پاک کرنا اللہ کا اس کو تہمت سے اُس بچّہ کے کلام سے اور وہ کلام یہ ہے اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی کرّات اور مرّات حکم استعاذہ کا ہوا ایک جگہ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ اور اسکے بعد کہا وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ اور اور جگہ کہا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور سورۂ اعراف میں فرمایا خذ العفو و امر بالعرف و اعرض عن الجاھلین و امّا ینزغنك من الشیطٰن نزغ فاستعذ باللہ انّہٗ ھو السمیع العلیم ان آیات سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ استعاذہ کرتے تھے شیاطین انس اور جن کے شر سے اور احادیث بھی اس باب میں بہت ہیں معاذ بن جبل سے روایت ہے خصومت کی دو شخصوں نے پاس آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کثرت کی خصومت میں پس فرمایا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق میں جانتا ہوں ایک کلمہ اگر کہیں یہ دونوں شخص اُس کلمہ کو البتہ دُور ہو جاوے ان سے یہ خصومت اور وہ کلمہ یہ ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور پڑھنا تین آیتیں آخر سورۂ حشر سے مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُوپر اس کے ستر ہزار فرشتے کہ دُعا کرتے ہیں واسطے اُس کے پس مر جائے اگر اُس دن میں مرا وہ شہید ہو کر اور جو شخص کہ کہے وقت شام کے اُس کا بھی یہی حال ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تحقیق فرمایا آں حضرت علیہ السلام نے جو شخص استعاذہ کرے ساتھ اللہ کے ایک دن میں دس بار مقرر کر دیتا ہے اللہ اوپر اُس کے ایک فرشتہ کو دُور کرتا ہے اُس سے شیطان کو اور روایت ہے ابن عباس سے تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم تعویذ کرتے تھے امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے واسطے اور فرماتے تھے اُعِیْذُكَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ وَّ هَامَّةٍ وَّ مِنْ كُلِّ

marfat.com

عَیْنٍ لَّامَّةٍ اور فرماتے تھے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ تھے ابراہیم باپ میرے کہ تعویذ کرتے تھے ساتھ ان کلمات کے اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کو اور معلوم ہوئے کہ لفظ اعوذ باللہ کا باعتبار ظاہر کے مضارع کا صیغہ ہے مگر معنی اس کے دُعا کے ہیں گویا بمنزلہ اس عبارت کے ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَعِذْنِیْ اے بار خدایا پناہ دے مجھ کو اب آگے ذکر بسم اللہ کا آتا ہے۔

روایت:۔ اور روایت ہے خولہ بنت حکیم سے کہ روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقیق فرمایا آں حضرتؐ نے جو شخص کہ اُترے کسی منزل میں پس کہے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ نہ ضرر دے گی اُس کو کوئی شے یہاں تک کہ کوچ کرے اُس منزل سے اور روایت ہے عمرو بن شعیب سے انھوں نے روایت کی دادے اپنے سے اور اُن کے دادا نے روایت کی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آں حضرتؐ نے جس وقت چونک پڑے کوئی تمھارا نیند اپنی سے پس چاہیے کہ کہے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَغَیْظِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ شَرِّ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ پس شیطان نہیں پہنچے گا اُس کو اور تھے عبداللہ بن عمر کہ سکھاتے تھے ان کلمات کو جو کہ نابالغ ہوتا غلاموں ان کے سے اور لکھتے ان کلمات کو بیچ ایک کاغذ کے پس لٹکا دیتے اُس کو بیچ گردن کے جو کہ نابالغ ہوتا غلاموں کے سے۔ فقط۔

٭

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

شروع ؎ اللہ کے نام سے جو مہربان ہے بخشنے والا۔ جاننا چاہیئے کہ بسم اللہ میں تین نام اس لیئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ شروع ہر کار کا ساتھ استعانت ان ناموں کے پایا جائے اور وجہ خصوصیت انھیں ناموں کی باوجودیکہ اسماء الٰہی اور بھی بہت ہیں یہ ہے کہ حصول ہر کام کا خواہ دنیوی ہو یا اخروی تین چیزوں پر موقوف ہے اوّل موجود ہونا تمام اسباب اس کام کے اور یہ امر ساتھ اسم اللہ کے کہ تمام صفتوں کمال کو متضمن ہے مناسبت رکھتا ہے۔ دوسرے باقی رکھنا ان اسباب کا اس کام کی ابتدا سے تمام ہونے تک اور یہ صفت رحمانیت کا ثمرہ ہے اس واسطے کہ بقاء عالم اسی صفت کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ تیسرے اس کام کا فائدہ مند ہونا یہ صفت رحیمی کا کام ہے کہ اپنی رحمت سے اپنے بندوں کی سعی برباد نہیں کرتا ہے اور شانِ نزول سورۃ فاتحہ کا اس طرح پر ہے کہ مولانا یعقوب چرخی رحؒ نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ سورۃ مکہ معظمہ میں اُتری اور حال اس کے اُترنے کا یہ ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں جنگل کو جاتا تھا تو ایک آواز میرے کان میں آتی تھی کہ کوئی شخص کہتا ہے یا محمّد اور میں دیکھتا تھا کہ ایک بہت ستھرا تخت آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہے اور اس پر ایک نورانی شخص بیٹھا ہوا ہے، میں اس آواز سے ڈر کر بھاگتا تھا۔ جب یہ ماجرا کئی بار دیکھا تو ورقہ بن نوفل سے جو حضرت بی بی خدیجہ رضؓ کا چچا زاد بھائی تھا اور توریت اور انجیل کا عالم تھا اور علمائے نصاریٰ سے بہت علم سیکھا تھا اس حال کو بیان کیا۔ اس نے کہا آئندہ جو تو وہ آواز سُنے نہ بھاگیو اور کان رکھیو کہ کیا کہتا ہے۔ ایسا ہی کیا۔ جب پھر وہی آواز آئی میں نے کہا لبیک یعنی میں حاضر ہوں۔ تب اُس نے کہا میں جبرئیل ہوں اور تُو نبی اس امت کا ہے پھر مجھ سے کہا کہ کہہ اَشْهَدُ اَنْ

---

؎ اور ربط بسم اللہ کا ساتھ سورۃ فاتحہ کے یہ ہے کہ پہلا بسم اللہ کے اللہ کی تعریف ساتھ رحمت کے کی اور شروع اس سورۃ کا ساتھ الحمد کے ہے اور رحمت سبب انعام کا ہے اور انعام سبب حمد اور شکر کا ہوتا ہے اس واسطے کہ جو کوئی فیض پہنچاتا ہے لائق ثنا اور شکر کے ہوتا ہے اور اعادہ کرنا لفظ رحمٰن اور رحیم کا اشارہ اسی ربط کی طرف ہے جیسا کہ بعض تفاسیر میں مذکور ہے ۱۲ "منہ"

marfat.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اور دُوسری بار کہا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یعنی تا آخر سورہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سب تعریفیں اللہ کے لیئے ہیں کہ پروردگار عالموں کا ہے۔ یہ سورۃ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی زبان سے فرمائی۔ مناجات اور دُعا کی حالت میں اس طرح کہنا چاہیئے **ف** اگرچہ لفظ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ تک کلام خدا ہو سکتا ہے چنانچہ اور جگہ بھی قرآن میں اس قسم کے الفاظ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف میں فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور دُوسری جگہ فرمایا وَ رَبُّکَ یَعْلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوْرُھُمْ وَمَا یُعْلِنُوْنَ وَھُوَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَۃِ وَلَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ لیکن اس جگہ لفظ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور ایسے ہی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ کلام الٰہی نہیں بلکہ بندوں کا کلام ہے یعنی عبادت اور استعانت اور طلب ہدایت کی خاص انھیں کے لیئے ہے۔ اسی لیئے کہا گیا ہے کہ یہ تعلیم ہے اور لفظ قُوْلُوْا کا بیچ اوّل الحمد کے مقدر ہے یعنی اے بندو اس طرح کہو کہ الحمد للہ تا آخر سورۃ معلوم کرنا چاہیئے کہ لفظ الحمد للہ کے بعد لفظ رب العالمین کا ذکر کیا۔ فائدہ اس کا یہ ہے کہ لائق تعریف اور ثنا کے اسی کی ذات ہے سوائے اس کے کوئی مستحق اس کا نہیں اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ربوبیت یعنی پرورش کرنے کے ہے یعنی کسی چیز کو درجہ بدرجہ حدِ کمال کو پہنچا دینا جیسا کہ باغبان پہلے زمین میں بیج بوتا ہے جب وہ پودا ہوتا ہے پانی دے کر اور شاخیں کتر کر درست کرتا ہے اور سوائے اس کے جو کام اس کے مناسب ہے بجا لاتا ہے تاکہ حدِ کمال کو پہنچے اور پھول اور پھل لائے ایسا ہی ماں باپ بیچ حق فرزندوں کے اور یہ پرورش دو قسم کی ہے ایک خاص دوسرے عام۔ خاص کی مثال پرورش والدین کی بیچ حق اولاد کے کہ خاص اپنے فرزندوں کے لیئے ہے خواہ ایک ہو خواہ کئی ہوں اور باغبان کی پرورش ایک باغ کے حق میں یا دو باغ کے بھی۔ ایسے ہی اور پرورش بادشاہ اور امیر کی بیچ حق متعلقین کے بھی اسی قبیل سے ہے اور اس قسم کی پرورش کو کوئی باعث عبادت کا نہیں جانتا نہ موحد اور نہ مشرک اور ربوبیت عام دو طرح پر ہے۔ ایک یہ کہ ایک نوع یا دو نوع یا چند نوع کی پرورش ہو لیکن باوجود اس کے تمام انواع کو شامل نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ تمام انواع اور اشخاص کو وہ پرورش گھیرے۔ سو پہلی قسم کو ان دونوں قسموں سے مشرک لوگ باعث

marfat.com

عبادت کا اعتقاد کرتے ہیں مثال اس کی ربوبیت آفتاب اور ماہتاب یا ربوبیت عناصر یعنی پرورش روحانیات کی کہ متعلق ان کے ہیں مانند جوالہ کے کہ تعلق اس کا آگ کے ساتھ ہے اور بحیروں کے کہ تعلق اس کا پانی کے ساتھ ہوتا ہے اور بسبب اس اعتقاد کے مشرک لوگ ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور اشراقی اُن روحانیات کو اربابِ انواع کہتے ہیں اور فلاسفہ ارواح اور نفوس اور دل کو پڑھتے ہیں اور اہل دعوت و عزیمت انہیں موکلات کا نام دیتے ہیں اور اہل حق کے نزدیک ایسی پرورش باعث عبادت کا نہیں اس لیئے کہ یہ پرورش محض بیچ بعض اشیاء کے ہے مثلاً ربوبیت آفتاب کی فقط بیچ عالم گرمی اور خشکی کے ہے کہ جو چیزیں گرمی اور خشکی قبول کرتی ہیں اُن میں یہ تاثیر کرتا ہے ایسا ہی ربوبیت ماہتاب کی فقط بیچ عالم سردی اور تری کے ہے و علیٰ ہذا القیاس حاصل یہ ہے کہ یہ پرورش بھی خاص ہے گو کہ بہ نسبت قسم پہلی کے عام ہے کہ وہ پرورش خاص بعض اشخاص کی تھی اور یہ پرورش انواع کی خواہ واحد ہو یا متعدد پس بسبب خصوصیت کے یہ بھی مقتضی عبادت کی نہ ہوگی کہ خصوصیت اس کی اور کی طرف سے ہے اور جو مقتضی اس خصوصیت کا ہے وہی ہے قابل عبادت اور لائق حمد اور ثنا کا یعنی ذات باری عزّ اسمہٗ کہ پرورش اس کی اس طرح سے نہیں کہ کسی شے کے واسطے پرورش ہو اور کسی کے واسطے نہ ہو بلکہ پرورش اس کی تمام چیزوں کو شامل ہے خواہ اشخاص ہوں خواہ انواع اور ہر وقت ہر مکان میں موجود ہے اور اہل حق کے نزدیک ایسی ہی پرورش موجب عبادت کا ہے اسی جہت سے کہ پرورش اس کی عام ہے جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے سوال کیا کہ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ یعنی کیا ہے ربّ العالمین انھوں نے بیچ جواب کے فرمایا کہ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا یعنی رب آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ درمیان آسمان اور زمین کے ہے لیکن فرعون کو اس بات سے تعجب آیا کیونکہ اس نے مخلوقات کی پرورش پر اس کی پرورش کو قیاس کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے دوسری بار فرمایا کہ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ یعنی رب تمھارا اور رب تمھارے باپ دادوں کا کہ پہلے ہیں۔ اوّل مرتبہ فرمایا کہ پرورش اس کی بیچ مکانات مختلفہ کے ہے اور دوسری بار فرمایا کہ حق تعالیٰ بیچ اوقات جدی جدی کے پرورش کرنے والا ہے۔ فرعون نے جو یہ امر مستبعد جانا کہ ایک ذات بیچ مکانوں مختلف اور زمان ہائے دراز میں کسی قسم کی پرورش کر سکے اور حضرت موسیٰؑ کے حق میں گمان کیا کہ یہ شخص سودائی ہے۔ تیسری بار حضرت موسیٰؑ نے بڑھ کر پرورش اس کی ثابت کی اور فرمایا کہ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا یعنی ربّ مشرق اور مغرب کا اور ان چیزوں کا کہ درمیان دونوں کے ہیں حضرت موسیٰؑ کا مطلب یہ

marfat.com

تھا کہ ربوبیت اس کی جیسی مکانوں اور اوقات مختلف میں پائی جاتی ہے ویسی ہی ساتھ اوضاع اور حالات غیر متناہی کے موجود ہے پس ہر گاہ کہ اقسام پرورش کی معلوم ہوئیں اور یہ بھی جانا گیا کہ پرورش اللہ تعالیٰ کی خاص کسی شے کے ساتھ اور مقید ساتھ کسی وقت اور کسی مکان اور کسی وضع کے نہیں اور اوروں کی پرورش مقید ساتھ بعض اوقات اور بعض زمان کے ہے اور موجب اس خصوصیت کا ذات باری کی ہے تو ثابت ہوا کہ قابلِ عبادت اور لائق ثنا کے فقط ذات باری کی ہے کہ ہر چیز اس کی طرف محتاج ہے اور اس کی پرورش میں کسی غرض یا عوض کو دخل نہیں اور یہ بھی معلوم رہے کہ اگرچہ بیان کیا گیا کہ ربوبیات خاص خاص ذات باری کی اوروں میں بھی پائی جاتی ہیں لیکن یہ بھی باعتبار ظاہر کے ہے اور حقیقت میں ہر طرح کی ربوبیت خواہ خاص ہو خواہ عام اسی کی ذات کے لئے ہے۔ اس واسطے کہ ربوبیت اس وقت پائی جاتی ہے کہ پیدا کرے کسی شے کو عدم محض سے اور پیدا کرے اسباب نفع لینے اور پرورش اس کی کے اور قدرت دے اوپر انتفاع کے اور دُور کرے موانع انتفاع کے اور یہ سب باتیں سوائے ذات اُسکی کے غیر میں موجود نہیں کیونکہ اور پرورش کرنے والے وقت پرورش کے مخلوقات اللہ تعالیٰ کی اپنی پرورش کے کام میں لاتے ہیں اور قدرت اوپر پرورش کرنے ان چیزوں کے کہ منع پرورش کو کرتی ہیں۔ ایسے ہی اوپر موجود کرنے شرائط پرورش کے نہیں رکھتی نہایت درجہ یہ ہے کہ یہ ارباب منجملہ شرائط اور سامان پرورش کے ہیں کسی طرح کا استقلال ان کو نہیں، اسی واسطے حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہٗ نے ان سب چیزوں کو اعتبار سے ساقط فرمایا اور ملت حنیفی اختیار فرمائی چنانچہ مقولہ ان کا کلام اللہ میں منقول ہے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ تحقیق منہ پھیرا میں نے طرف اس ذات کی کہ پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ایک طرف کا ہو کر اور نہیں ہوں میں شریک کرنے والوں میں سے۔ اور حق تعالیٰ نے یہ عقیدہ اُن کا پسند کیا اور ان کو پیشوا سب ملتوں کا کیا۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ معنی اس کے بسم اللہ میں بیان ہوئے پوشیدہ نہیں ہے کہ لفظ رحمٰن اور رحیم کا مادہ یعنی اصل ان کی ایک ہے کہ لفظ رحمت سے بنے ہیں پس ان دونوں میں فرق اس طرح ہے کہ صفت پرورش کے بعد ان دو لفظوں کو بیان کیا اور پرورش کو دو قسم کی رحمت لازم ہے ایک وہ رحمت کہ خاص حالت پرورش میں ہوتی ہے اور اگر یہ رحمت نہ ہو پرورش پائی نہ جائے اور حقیقت اس رحمت کی یہ ہے کہ مربی بیچ روا کرنے حاجتوں اپنے پروردہ کی خوب طرح مشغول ہو اور ہر وقت خبرداری ضروریات کی اور جستجو ہر چیز

marfat.com

مناسب اور غیر مناسب اس کے کی کرتا ہے اور یہی مراد لفظ رحمٰن سے ہے دوسری قسم رحمت کی یہ ہے کہ حد پرورش اور کمال کو پہنچنے کے بعد اس سے ثمرات اور فائدے حاصل کرنے کی تدبیر کرے اور اس کمال کو رائگاں نہ کرے والّا وہ پرورش صرف عبث اور کھیل ہو جائے گی اور اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ ایک شخص نے ساتھ مشقت تمام کے درخت کو پرورش کیا کہ پھل اس پر آگیا اور اپنے کمال کو پہنچا لیکن اس پھل سے شیرہ یا سرکہ یا مربّہ یا اچار وغیرہ درست نہ کیا کہ مدت تک فائدہ اس کا باقی رہتا اور اس قسم کی رحمت کو ساتھ لفظ رحیم کے تعبیر فرمایا۔ پس بیچ ذکر کرنے ان دو ناموں کے اس جگہ یہ اشارہ ہے کہ پرورش خدا تعالیٰ کی بیچ حق تمام جہان کے ہمیشہ پائی جاتی ہے جب تک کہ ہیئت مجموعی اس کی موجود ہے پرورش اس کی مصروف ہے اور بعد متفرق ہونے اور بکھر جانے اجزا اس کے بھی باقی ہے اور یہی ہے معاش اور معاد یعنی پہلی حالت کا نام معاش اور دوسری کا معاد اور اگر صاحب عقل صائب فکر کرے تو معلوم ہو کہ بیچ ہر شئے کے اشیاؤں جہان کی سے معاش اور معاد ہے یعنی جب تک بنیاد اُس شئے کی قائم ہے اس وقت میں معاش نام رکھتے ہیں اور بعد درہم برہم ہونے اس کی بنیاد کے معاد بولتے ہیں جیسے کہ کھانا کہ وقت بوٹے جانے دانہ کے سے تا ہضم ہونے معدہ میں اس کی معاش ہے اور بعد اس کے معاد اس کی کہ کچھ اس سے خون ہو کر جزو بدن کے ہو اور کچھ بلغم اور کچھ صفرا اور سودا ہو کر بیچ مزدوری کاموں کے صرف ہوتا ہے اور کچھ فضلہ ہو کر راہ بول و براز سے نکلتا ہے اور کچھ سنک اور تھوک اور میل آنکھ اور بال بدن کے بن کر اور سوائے اس کے نکلتا ہے اور ایسا ہی بیچ تمام اشیا کے معاش اور معاد پائی جاتی ہے اور انتظام معاش ہر چیز کا بیچ ہر عالم کے ساتھ صفت رحمانیت کے تعلق رکھتا ہے اور خبر لی معاد ہر چیز کی بیچ ہر عالم کے صفت رحیمی کا تقاضا ہے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مالک دن جزا کا بیچ بعضی قرأت کے مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ یعنی بادشاہ دن جزا کا۔ جاننا چاہیئے کہ یہ دونوں صفتیں یعنی مالکیت اور بادشاہت کی حقیقۃً اللہ کے واسطے ہیں اور اللہ تعالیٰ مالک اور بادشاہ تمام چیزوں کا ہے اور ہر وقت ہے۔ ایسا نہیں کہ ایک وقت میں ہو اور ایک وقت میں نہ ہو یا بعض چیز کا ہو اور بعض چیز کا نہ ہو سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے مالکیت یا بادشاہت اپنی خاص دن قیامت کے ساتھ کیوں فرمائی یعنی فرمایا کہ مالک ـــــ دن جزا کا، اس طرح نہ کہا کہ مالک ہر شئے کا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جہان میں مالک ہونا اور بادشاہت باعتبار ظاہر کے اوروں کے واسطے بھی ثابت ہے گو مجازاً ہو

marfat.com

اور قیامت کے دن سوائے ذات اُسی کے نہ کوئی مالک ہوگا اور نہ بادشاہ جو کچھ تصرف ہے اس کے ہی اختیار میں ہوگا اور اس روز بیچ نظر ہر خاص و عام کے غلبہ اُس کا ظاہر ہوگا اور بسبب اُس کا کہ دُنیا میں اوروں کو بھی کچھ اختیار دیا اور قیامت کے دن بالکل ہر چیز اپنے قبضۂ قدرت میں رکھی یہ ہے کہ دُنیا دار العمل ہے اور کارخانہ عمل کا بغیر اختیار کے درست نہیں ہوتا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آدمی کی جبلت میں استعداد تکلیف احکام شرع اور قبول کرنے احکام الٰہی کی ہے اور اسی واسطے اس کو پیدا کیا ہے پس جو بعضی اشیاء اسکی ملک میں یا اختیار میں نہ ہوں اور آدمی کو غیر اپنے پر بالکل دخل نہ ہو، اعمال نیک اور بد اس سے کیونکر ظاہر ہوں خاص کر وہ اعمال کہ علاقہ ساتھ مال اور ذبح حیوانات اور دینے صدقات اور ادا کرنے نفقات کے رکھتے ہیں اور ایسے ہی وہ اعمال کہ تعلق ساتھ رعیت اور لونڈی غلاموں کے رکھتے ہیں کہ جب تک اختیار اور حکم آدمی کا پایا نہ جائے کیونکر ہو سکیں پس اللہ جل شانہٗ نے بمقتضائے حکمت اپنی کے اس جہان میں تھوڑا سا اختیار اور تصرف اوروں کو بھی عطا فرمایا ہے تاکہ روز قیامت کے عذر بے اختیاری اور لاچاری کا پیش کریں اور حجت ان کی بالکل منقطع ہو جائے اور چونکہ دن قیامت کا روزِ جزا کا ہے نہ اعمال کا یعنی جو دنیا میں کار کئے ہیں خواہ نیک خواہ بد اس دن بدلہ ان کا ملے گا تو اس وقت میں اللہ تعالیٰ نے اور کسی کو کسی طرح کا اختیار اور تصرف نہ دیا و الّا جزاء اعمال کی متحقق نہ ہو اور اسی نکتہ کے واسطے لفظ یوم الدین کا فرمایا یعنی دن جزاء کا اور بجائے اس کے لفظ یوم القیٰمۃ یا یوم البعث والنشور یا اور کوئی ناموں قیامت کے سے ذکر نہ کیا تاکہ وجہ خصوصیت بادشاہت اور مالک ہونے اس کے کی اس دن میں اور نہ خاص ہونے بادشاہت ملکیت غیر کی اس دن میں ظاہر ہو اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ جناب باری عز اسمہٗ نے پہلے حمد کو ساتھ اسمِ ذات کے متعلق فرما کر پیچھے اس کے تین صفتیں علی الترتیب ذکر فرمائیں۔ پہلی صفت ربوبیت کی دوسری صفت رحمت کی۔ تیسری صفت جزاء کی اور اس طرح کے ذکر کرنے میں ایک نکتہ باریک ہے اور وہ یہ ہے کہ دُنیا میں جو کوئی مدح اور ثنا کسی کی کرتا ہے تین طور سے خالی نہیں یا یہ کہ زمانہ سابق میں نمک پروردہ اس کا تھا اور اس ممدوح نے اس مادح کے اوپر انعام کیا تھا گو فی الحال اُس کو اس شخص سے کچھ نفع نہیں اور نہ آئندہ کو توقع فائدہ کی اس سے رکھتا ہے یا بالفعل اس سے فائدہ ہے گو زمانہ گزرے ہوئے میں کسی طرح کا فائدہ نہ تھا اور نہ آئندہ کو ہے یا یہ کہ فقط توقع نفع کی رکھتا ہے گو بیچ زمانہ گزرے ہوئے اور حال کے کسی طرح کا نفع نہیں ہے

اور یہ تینوں چیزیں دنیاداری اور دین داری میں بھی آزمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ پوشیدہ نہیں پس بیچ لانے ان تینوں صفات کے اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بندے راہ مروت کی اختیار کریں اور اپنے خالق کی جو بلحاظ نعمتوں پہلی کے کہ اُن کے تئیں عطا ہوئیں شکر کریں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں صفت ربوبیت کی رکھتا ہوں اور نعمتیں بے شمار ان کے اُوپر میری طرف سے ہیں اور جو نظر اوپر ان نعمتوں کے کریں کہ فی الحال موجود ہیں بھی ممکن ہے کہ میں رحمٰن بھی ہوں اور رحیم بھی اور اگر طریق دُور اندیشی کا اختیار کریں یہ بھی لائق اس کے کہ ہوں میں کہ مالک جزا کا جزا کا میری طرف رجوع کرے گا بہر کیف لائق حمد اور ثنا کا ہوں میں اِيَّاكَ نَعۡبُدُ اس سے پہلے جب بندہ مشغول ساتھ ثنا اور صفت اس کی کے تھا اس سے غائب تھا اس واسطے کہ نظر اس کی طرف نعمتوں اس کی کے اور طرف دوسری اشیاؤں کے کہ جائے ورود نعمتیں اس کی ہیں بالکل متوجہ تھی مگر ہر گاہ کہ صفتیں بڑی بڑی یعنی پرورش کرنے تمام جہان والوں کی اور رحمت اُن پر اللہ تعالیٰ کی تعریف میں ذکر کی توجہ بندہ کی طرف معبود اپنے کے بڑھتی گئی یہاں تک کہ جس وقت صفت پچھلی یعنی مالک ہونا سب چیزوں کا دن قیامت کے واسطے اُس کے ثابت کیا کمال توجہ اس کی ذات کی طرف ہو گئی اور رتبہ حضوری کا حاصل ہوا سو ناچار اِيَّاكَ نَعۡبُدُ ساتھ صیغہ خطاب کے اسکی زبان سے نکلا یعنی خاص تیری ہی بندگی کرتا ہوں اور جیسا کہ شخص حاضر کے ساتھ کلام کرتے ہیں ویسے ہی کیا اللہ تعالیٰ کو اس جگہ مخاطب کیا تو اب ذکر عبادت کا آنا چاہیئے کہ حقیقت عبادت کی بیان کی جائے۔ عبادت یہ ہے کہ نہایت درجہ تعظیم کا بڑھ کر اس سے تعظیم نہ ہو بجالائے اور عبادت شرع شریف میں کئی اقسام پر ہے یعنی عبادات ظاہر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور بعض ساتھ باطن کے وہ کہ ظاہر کے ساتھ علاقہ رکھتی ہیں۔ پس عبادت زبان کی ہے اور ذکر یاد رکھنا اس کا اور پڑھنا قرآن کا اور تسبیح اور تہلیل اور دُعائیں پڑھنی اور دُعا کرنا اور عبادت آنکھوں کی ہے اور وہ دیکھنا اُن چیزوں کا کہ خیر کی چیزیں ہیں مثل کعبہ شریف کے اور قرآن مجید کے اور دیکھنا صلحا کا مثل انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رضی اللہ عنہم اجمعین کے اور زیارت کرنی قبروں شہیدوں اور صلحاء کی کہ اُن لوگوں نے جان اپنی کو درمیان راہ خدا کے خرچ کیا ہے اور عمر اپنی بیچ یاد اُسی کے گزاری ہے اور ایسے ہی دیکھنا اور مخلوقات کا جیسے کہ آسمان اور ستارہ اور دریا اور کشتی اور سوا ان کے مگر اس جہت سے کہ قدرت اللہ تعالیٰ کی ان میں نظر آتی ہے اور حکمت اس کی معلوم ہوتی ہے اور عبادت کانوں کی ہے اور وہ سُننا کلام اللہ کا اور سُننا ذکر کا اور ایسے ہی سُننا ان چیزوں کا کہ محبت اللہ تعالیٰ کی اُن چیزوں سے بڑھتی ہے اور شوق بندگی کا

marfat.com

انگی چیزوں کے سُننے سے اُٹھتا ہے اور عبادت ہاتھ پاؤں کی ہے اور وہ لکھنا قرآن کا اور لکھنا اس کے ناموں کا اور جانا مسجد کی طرف اور جانا حج کے واسطے اور ایسے ہی جانا واسطے زیارت صالحین کی اور واسطے جہاد دشمنانِ خدا کے اور جانا واسطے کار روائی حاجتمندوں کی اور وہ عبادت کہ علاقہ باطن کے ساتھ رکھتی ہے پس منجملہ اس کے عبادت عقل کی ہے اور وہ فکر کرنا بیچ نشانیوں اس کی کے اور بیچ معنیٔ قرآن کے اور بیچ حکم شریعت کے اور عبادت نفس کی ہے اور وہ صبر کرنا اور چھوڑ دینے مرغوب چیزوں کے اللہ کے حکم کے واسطے مثل روزہ کے اور اعتکاف کے اور صبر کرنا اوپر مصیبتوں کے اور چھوڑنا واویلا کا وقت مصیبت کے اور روکنا اپنے تئیں حرام چیزوں سے اور گناہوں کی باتوں سے اور عبادت دل کی ہے اور وہ محبت کرنی ہے ساتھ دوستوں اُس کے کے اور دشمنی رکھنی ساتھ دشمنوں اس کے کے اور اُمید رکھنی ثواب کی اس کے اور ڈرنا عذاب اس کے سے اور عبادت روح کی ہے اور وہ کوشش کرنی بیچ مشاہدہ اسکے کے اور آرام اور لذت پانا مراقبہ اس کے سے اور عبادت سر[۱] کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈوبا رہنا بیچ معرفت اس کی کے اور بعض عبادت مال کے ساتھ علاقہ رکھتی ہے اور وہ زکوٰۃ اور صدقہ اور خیرات ہے وعلیٰ ہذا القیاس اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عبادت حقیقت میں مشغول کرنا تمام اعضاءٔ اور قوتیں ظاہر اور باطن کی بیچ راہ اُس کی کے اور بیچ مرضیات اس کی کے وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ یعنی تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم اس لفظ کو اس لیئے ذکر کیا گیا تاکہ لفظ نعبد سے کہ اس میں نسبت عبادت کی اپنی طرف کی ہے خود پسندی پیدا نہ ہو پس گویا بندہ کہتا ہے کہ عبادت تیری بغیر چاہنے مدد کے تیرے ساتھ نہیں ہو سکتی اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ درمیان اس عالم کے تین قسم کے آدمی ہیں ایک جبریہ ہیں کہتے ہیں کہ کسی طرح کا ہم اختیار نہیں رکھتے اور مانند پتھر اور لکڑی کے بلا اختیار حرکتیں ہم سے سرزد ہوتی ہیں دوسرے قدریہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ بالکل ہم کو اختیار ہے اور جو حرکت اور فعل ہم سے صادر ہوتا ہے اُس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں اور یہ دونوں گروہ مردود ہیں اس واسطے کہ پہلا فرقہ تمام امور شرعیہ اور تکلیفات کو باطل کرتا ہے اور فرقہ دُوسرا دعویٰ شرکت کا ساتھ خالق اپنے کے کرتا ہے پس یہ دونوں لفظ واسطے رد کرنے عقیدہ ان دونوں فرقوں کے لائے ہیں اِیَّاكَ نَعْبُدُ میں رد ہے عقیدہ جبریوں کا اور اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ میں رد ہے عقیدہ قدریوں کا اور راہ راست نصیب فرقہ تیسرے کا ہے اور وہ فرقہ سُنیوں کا ہے وہ کہتے ہیں کہ بندگی ہم کرتے ہیں اور توفیق تجھ سے ہم چاہتے ہیں یعنی ہم نہ بالکل بے اختیار ہیں اور نہ بالکل اختیار رکھتے ہیں اور اہلِ باطن

---

[۱] سر ایک لطیفہ کا نام ہے یعنی جوہر مجرد ہے کہ محل اس کا برابر پستان بائیں کے بفاصلہ دو انگشت کے مائل طرف وسط سینہ کے ہے اسلم ۱۲ منہ طعنہ

نے کہا ہے کہ استعانت اس جگہ ساتھ معنی طلب عون یعنی طلب مدد کے نہیں بلکہ بمعنی طلب معاینہ کے ہے
یعنی عبادت طرف ہمارے سے ہے اور مرتبہ معاینہ کا دینا اور عین الیقین کو پہنچانا کام تیرا ہے۔ شیخ
سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک روز بیچ نماز مغرب کے امامت کرتے تھے جس وقت کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ
نَسْتَعِیْنُ زبان سے نکلا بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش میں آئے لوگوں نے کہا اے شیخ کیا ہوا تھا۔
جواب دیا کہ جس وقت اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں نے کہا خوف میرے دل پر غالب ہوا کہ میرے تئیں کہیں کہ
اے جھوٹے کس واسطے طبیب سے دوا طلب کرتا ہے اور امیر سے روزی اور بادشاہ سے مدد چاہتا ہے تو
اسی واسطے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ اپنے دل میں نادم اور شرمندہ ہو کہ پانچ مرتبہ روبرو
پروردگار اپنے کے کھڑا ہو کر جھوٹ بولوں لیکن اس جگہ ایک امر جاننا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مطلق استعانت
غیر سے حرام نہیں بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت چاہنے والا اسی شخص پر بھروسہ کرے اور یہ نہ سمجھے
کہ حاجت روا خدا تعالیٰ ہے اور یہ شخص سبب ظاہری ہے اور اگر ایسا اعتقاد کر کے استعانت ساتھ غیر کے
کرے اور اس غیر کو مظہر عونِ الٰہی کا سمجھے سو ایسی استعانت شرع میں جائز اور روا ہے اور انبیاء اور اولیاء
نے بھی اس طرح کی استعانت ساتھ غیر کے کی ہے اور حقیقت میں ایسی استعانت بالغیر نہیں بلکہ استعانت خدا
کے ساتھ ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ؕ دکھلا ہم کو راہ سیدھی۔ جاننا چاہیئے کہ اگرچہ آدمی بیچ
بعض امور کے راہ راست پر ہو لیکن اس پر بھی اس کے تئیں طلب کرنا راہ راست کا ضروری ہے اس واسطے
کہ راہ راست کے مراتب مختلف ہیں ایک دوسرے سے کم زیادہ ہیں اور بعضے ادنیٰ اور بعضے اعلیٰ ہیں
پس جو کہ صاحب مرتبہ ادنیٰ کا ہے وہ طلب کرنے والا مرتبہ اعلیٰ کا ہے اور جو اعلیٰ بھی حاصل ہوا ہو پس
اس اعلیٰ سے جو اعلیٰ ہوگا اس کو طلب کریگا وعلیٰ ہذا القیاس اور استقامت اور راستی راہ کی کئی اعتبار سے ہے
ایک باعتبار نزدیک ہونے کے کہ جو راہ نزدیک ہے بہ نسبت راہ دُور کے راہ راست ہے اور دوسرے باعتبار
صفائی کے ایک راستہ صاف بہتر اور مٹی اور کانٹے وغیرہ سے ہے اور دوسرا خلاف اس کے پس صاف
راستہ کو راہ راست کہیں گے اسی جہت سے کسی قائل نے کہا ہے ؎ راہ راست برو گرچہ دور است
تیسرے باعتبار امن کے کہ ایک راہ میں امن ہے قزاقوں سے اور درندوں سے اور تکلیف کی چیزوں
سے مثل نہ ملنا آب و دانہ کا اور سوا اس کے کسی طرح کی خرابی نہ ہو سو ایسا راستہ راست ہے بہ نسبت اُس
راستہ کے کہ ایسا نہ ہو اور استقامت راہ کی تینوں طرح سے واسطے پہنچنے طرف مطلب کے شرط ہے پس جو کوئی

marfat.com

راہ راست پر باعتبار ایک معنیٰ کے ہو اس کے تئیں لازم ہے کہ باعتبار دو معنیٰ دوسروں کے بھی راہ راست طلب کرے تفصیل اس اجمال کی کہ اُس سے مثالیں نزدیکی اور دُوری اور صفائی وغیرہ راہ کی واضح ہو یہ ہے کہ واسطے حاصل ہونے معرفت الٰہی کے بھی راہیں مختلف ہیں ایک راہ توجہ کی ساتھ وجہ خاص کے اور دُور کرنا علاقات نفسانیہ کا ساتھ ذکر کے اور مستغرق ہونا بیچ مشاہدہ کے اور یہ راہ قریب ہے راہ عبادت اور فکر کرنے سے بیچ نشانیوں کے کہ پھیلی ہوئی ہیں بیچ عالم ارواح اور اجسام کے اور راہ اتباع شریعت کا زیادہ امن رکھتا ہے محض توجہ سے ساتھ وجہ خاص کے اور راہ شریعت کی کہ ہر طرح اُس میں اللہ تعالیٰ نے آسانی اور تخفیف کر دی ہے زیادہ صاف ہے راہ رہبانیت کی سے کہ انواع انواع شقتیں اور تکلیفیں بے جا بعضے بے دین اختیار کرتے ہیں اور استقامت کی اور بھی تین قسم ہیں ایک استقامت اقوال کی دُوسرے استقامت افعال کی تیسرے استقامت احوال کی اور جو کہ صاحب ایک استقامت کا ہو یعنی ایک قسم کی استقامت اُس کو حاصل ہو اُسکے تئیں طلب کرنا دو استقامت اور کا بھی ضرور ہے پس ثابت ہوا کہ طلب کرنے راہ راست کی خواہ منتہی ہو خواہ متوسط چارہ نہیں اس واسطے کہ مرتبے اس کے بہت ہیں بلکہ غیر متناہی سو جو مرتبہ راستی کا اس کو حاصل ہو گا فوق اس کے مرتبہ دوسرا ہے اسی واسطے تعلیم بندوں کو کیا کہ پانچوں وقت اس دُعا کو وقت مناجات کے پڑھیں اور استقامت میں میانہ روی اور ترک کمی بیشی کا ہر امر میں خوب ہے مثلاً میانہ روی عقیدہ میں یعنی نہ مبالغہ تشبیہ میں کرے کہ ذات باری کو مانند مخلوقات کے سمجھے چنانچہ متمکن ہونا کسی مکان میں اور متوجہ ہونا طرف جہت کے اور محتاج ہونا طرف اسباب کے ثابت کرے اور یہ مذہب باطل ہے اور اُسے راہ تفریط یعنی گھٹا دینا حد سے اعتبار کیا اور نہ مبالغہ تنزیہ میں کرے کہ اس طرح پاکی اور تنزہ اس کا ثابت کرے کہ بالکل اس کی ذات کو بیکار قرار دے اور یہ مذہب بھی باطل ہے اور اس میں افراط ہے اور حد سے بڑھنا و علیٰ ہذا القیاس اور عقائد میں اور میانہ روی اخلاق میں یہ ہے کہ قوت عقلیہ کو یعنی جس قوت سے ادراک ہوتا ہے اس کو افراط اور تفریط سے نگاہ رکھے اور افراط اُس کے کا نام جربزہ ہے (فریبندگی ۱۲) کہ تیزی طبیعت کی حد اعتدال سے بڑھ جائے اور تفریط اس کی کا نام غباوت اور بلادت ہے (کندی ذہن ۱۲) کہ بالکل قابل فہم کے نہ رہے اور ایسے ہی قوت شہویہ کے تئیں فجور سے بچائے کہ افراط اس کا ہے اور خمود[۱] سے بھی نگاہ کرے کہ تفریط اس کی ہے اور ایسے ہی قوت غضبیہ کو تہور اور جُبن سے بچائے تہور افراط اس قوت کا ہے کہ کمال درجہ مردانگی[۲] کا ہو اور جُبن کرنا مردانگی کو کہتے ہیں

---

[۱] خمود یعنی ایسی سستی نہ کرے کہ قوت شہویہ کو مباح کی جگہ بھی استعمال نہ کرے ۱۲ [۲] کہ مخالف شرع کے بھی کام مردانگی کا کرنے لگے ۱۲

marfat.com

تفریط اس کا ہے اور اعمال میں بھی میانہ روی مطلوب ہے اسی واسطے کہ کثرت اعمال کی بسبب نورانی ہونے روح اور لطائف کے ہے اور یہ تاثیر بغیر ہمیشگی عمل کے حاصل نہیں ہوتی اور جس وقت بندہ کو فرمایا کہ راہ راست کو طلب کرے لازم ہوا ذکر ان شخصوں کا کہ بسبب اُن کے راہ راست طرف اور بندوں کے پہنچی اور افعال اور اقوال ان کے دیکھ کر اور سن کر راہ راست دوسری راہ سے جدا ہوئی اور نہیں تو ہر کوئی مذاہب باطلہ سے بھی دعویٰ کرتا ہے کہ میں راہ راست پر ہوں پس چاہیئے کہ ایک جماعت اپنے ذہن میں مقرر کرے کہ اس جماعت سے راہ راست ظاہر ہوتی اسی واسطے راہ راست کو ساتھ اس طریق کے تعلیم فرمایا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی راہ اُن لوگوں کی جن پر تُو نے فضل کیا اور اس لفظ کی اور جگہ قرآن میں تفسیر فرمائی ہے ساتھ چار گروہ کے اور وہ یہ ہیں انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور صالحین اور ان چاروں کا بیان قریب آتا ہے پس معلوم ہوا کہ راہ راست راہ ان چار گروہ کی ہے اور بندے کے تئیں چاہیئے کہ بیچ وقت مناجات کے ساتھ پروردگار اپنے کے ان چاروں گروہ کو اپنے ذہن میں حاضر رکھے اور راہ انھیں فرقوں کی طلب کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ بیچ قرآن مجید کے سُورۂ نساء میں فرماتا ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا یعنی جو کہ اطاعت خدا اور رسُول کی بجالاوے اور ساتھ ان دونوں کے کام کرے پس وہ شخص ہمراہ ان لوگوں کے راہ میں چلتا ہے کہ انعام کیا ہے اللہ تعالےٰ نے اوپر اُن کے اور وہ چار قسم کے لوگ ہیں انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ گروہ اچھے رفیق ہیں پس بیچ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے طلب راہ حق کی ہوگئی اور بیچ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے طلب رفیق کی پائی گئی کہ الرفیق قبل الطریق یعنی پہلے رفیق پیدا کرے پھر ارادہ راستہ کا کرے اور اس جگہ جاننا چاہیئے کہ یہ چاروں گروہ آپس میں برابر نہیں بلکہ ایک دوسرے سے افضل ہے پس چاہیئے کہ عام مسلمین رفاقت صالحین کی طلب کریں اور صالحین رفاقت شہیدوں کی ڈھونڈیں اور شہید رفاقت صدیقین کی اختیار کریں اور اگر کوئی عوام میں سے چاہے کہ انبیاء کی رفاقت کی خواہش کرے اُس کے تئیں چاہیئے کہ اوّل رفاقت ان تین گروہ کی درجہ بدرجہ پیدا کرے اُس وقت انبیاء کی رفاقت حاصل ہوگی جیسا کہ کوئی رفاقت بادشاہ کی چاہے پہلے رفاقت جمعدار کی اور اس کے باعث سے رفاقت رسالدار

کی اور اس رسالہ دار کی رفاقت سے ایک بڑے امیر کی رفاقت حاصل کرے بعد اس کے رفاقت بادشاہ کی ممکن ہے اس واسطے داخل ہونا بیچ سلسلۂ اولیاء اللہ کے اور وسیلہ اُن کے ساتھ ڈھونڈنا نزدیک اہلِ اسلام کے مستحسن ہوا اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ اصل لگاؤ بارگاہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو تعلیم ہوا اور ان کے واسطہ سے صدیقوں کو حاصل ہوئی اور صدیقوں کے واسطہ سے شہداء کو اور شہداء کی طرف سے صالحین کو پہنچی پس ضرور ہوا کہ ان چاروں گروہ کی حقیقت سمجھے اور علی الترتیب یعنی پہلے انبیاء کی معرفت بعد اس کے ان تینوں کی معرفت حاصل کرے تاکہ طلب رفاقت کی اُن سے میسر ہو اس واسطے کہ جب تک شے معلوم نہ ہو طلب اس کی کیونکر ہو سکے۔ پس حقیقت نبی کی یہ ہے کہ نبی ایک انسان ہے اور ہر انسان میں دو طرح کی قوتیں ہیں ایک قوت کا نام نظریہ ہے اور یہ ایسی قوت ہے کہ اس کے ساتھ اشیاً کا جاننا ہو سکتا ہے دوسرے قوت عملیہ اور وہ ایسی قوت ہے کہ بسبب اس کے اعمال نیک! ور بد اُس سے ظاہر ہوتے ہیں پس نبی ایسا انسان ہے کہ اللہ تعالےٰ اُس کے تئیں بلا واسطہ غیر تربیت البشری کامل فرماتا ہے اس طرح کہ تاثیر نور پاک کی بیچ قوت نظریہ اُس کی ایسی ہو جاتی ہے کہ غلطی اور شبہ اُس کی معلومات میں راہ نہیں پاتا اور اُس کی قوت عملیہ میں ایسا ملکہ پیدا کر دیتا ہے کہ بسبب اس کے اعمال نیک ساتھ کمال رغبت کے اُس سے ہونے لگتے ہیں اور بُرے کاموں سے نہایت نفرت سے بچا رہتا ہے اور جس وقت تجربہ عقل کا انتہا کو پہنچتا ہے تب اس کو اللہ تعالیٰ طرف خلق کے بھیجتا ہے اور اُس کے سچے ہونے کے واسطے معجزے اس کو عطا کرتا ہے اور معجزے انبیاء کے بعضے جنس کلام کے ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید اور بعضے جنس فعلوں کے مثل جاری کرنا پانی کا انگلیوں سے اور ہمراہ ان معجزات کے اور نشانیاں عقلی بھی اس کو بخشتا ہے اور نشانیاں عقلی کئی قسم پر ہوتی ہیں منجملہ ان کے اخلاق اچھے اور بعضے ان میں سے علوم سچے اور بعض اُن میں سے تقریر صاف جس سے تسلی حاصل ہو اور دلیل ظاہر کی نہ ٹوٹ سکے اور انھیں نشانیوں میں سے تاثیر ان کی صحبت کی اور روشنی دل کی حاصل ہوتی ہے اور عوام لوگ اور کم استعداد اُن کے معجزات سے دلیل پکڑتے ہیں اور کامل آدمی ساتھ کمالات اُن کے کے دلیل پکڑتے ہیں خصوصاً جس وقت علاج بیماریوں رُوحانی کا اور کامل کرنا نفوس ناقصین کا اور اُترنا انوار کا اُوپر ہم صحبتوں کے دیکھا جاتا ہے یقین قطعی ہر شخص کو کہ عقل رکھتا ہے ساتھ نبوت ان کی کے حاصل ہوتا ہے اور جاننا

marfat.com

چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام دو قسم کی خبریں بیان کرتے ہیں کہ عقل بھی ان کو مان لیتی ہے جیسا کہ وجود خداتعالیٰ کا اور صفات کمال اُس کے اور بعض وقت اُن چیزوں کا بیان کرتے ہیں کہ صرف عقل معلوم نہیں کر سکتی جیسا کہ احکام روزہ کے بندوں کے واسطے اور بیان تفصیل ثواب اور عذاب کے اُوپر کاموں نیک اور بد کے اور ایسا ہی بیان حال اُن کاموں کا کہ کبھی اچھے ہوجاتے ہیں اور کبھی بُرے، پس اگر معجزے اور نشانیاں عقلی ہمراہ نبیوں کے نہ ہوں تو فقط عقل خصوصاً عقل عوام کی ان کی بات کو قبول نہ کرے اور فائدہ نبوت کا حاصل نہ ہو اور ہرگاہ کہ معنیٰ نبی کے معلوم ہو چکے اب معنیٰ صدیق کے چاہیئے جاننا صدیق وہ ہے کہ قوت نظریہ اس کی مثال قوت نظریہ انبیاء کے کامل ہوتی ہے اور ابتداء عمر سے جھوٹ بولنے اور دورنگی بات کہنے سے دُور رہے اور بیچ امور دین کے خاص خدا کے واسطے کوشش کرے کہ ہرگز خواہش نفس کو دخل نہ ہو اور نشانیاں صدیق کی ہیں کہ بیچ ارادہ اپنے کے تردّد نہیں کرتا ہے اور بیچ نماز کے اگرچہ کوئی حادثہ سخت پیش آئے بائیں اور دائیں توجہ نہ کرے اور ظاہر اور باطن ایک سا ہو اور کسی کے تئیں لعنت نہ کرے اور علم تعبیر خواب کا جانے اور شہید وہ ہے کہ دِل اس کا بیچ مشاہدہ تجلیات الٰہی کے مستغرق ہو اور جو کچھ انبیاء نے اس کو پہنچایا ہے اس طرح دِل اس کو قبول کرے کہ گویا دیکھتا ہے اسی واسطے جان دینا بیچ امر دین کے نزدیک اس کے آسان کام ہوتا ہے اگرچہ ظاہر میں مقتول نہ ہو اور قوتِ عملیہ قریب قوت انبیاء علیہم السلام کے ہو اور صالح وہ ہے کہ دونوں قوتیں اس کی مرتبۂ کمال انبیاء کے سے کمتر ہوتی ہیں لیکن بسبب کمال متابعت کے ظاہر اپنے کو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور باطن اپنے کو اعتقادات فاسدہ اور اخلاق رذیلہ سے دُور رکھتا ہے اور یادِ حق اس کے اندر ایسی سما جاتی ہے کہ گنجائش دوسری چیز کی اُس میں نہ رہے اور لفظ ولی کا اگرچہ شامل ان تینوں گروہ کو ہے لیکن اکثر اوپر صالحین کے بولا جاتا ہے اور جو علامتیں اور نشانیاں مشترک ہیں اور ان چاروں گروہ میں پائی جاتی ہیں وہ یہ ہیں کہ خداتعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے اور ضامن رزق ان کے کا رہتا ہے اس طرح سے کہ سب آدمیوں سے ممتاز رہتے ہیں اور دشمنوں انکے سے اُن کو محفوظ رکھتا ہے اور بیچ سفر کے ہمراہ ان کے رہتا ہے اور ان کے تئیں ایسی عزت دیتا ہے کہ بسبب اس عزت کے بیچ خدمت بادشاہوں اور امیروں کے راضی نہیں ہوتے اور ہمت ان کی ایسی بلند کر دیتا ہے کہ ہرگز ساتھ آلودگی نجاستوں دنیا کے راضی نہیں ہوتے اور



marfat.com

سینے اُن کے اس طرح کھول دیتا ہے کہ بسبب پہنچنے محنتوں دنیا اور مصیبتوں کے اور مرنے قریبوں اپنے کے سے دل تنگ نہیں ہوتے اور ان کی ہیبت ایسی ہوتی ہے کہ سرکش لوگ اور بڑے متکبروں کے دل میں بھی اثر کر جاتی ہے اور برکتیں بیچ کلام اور دم انکے کے اور بیچ کاموں اور مکانوں اور بیچ ہم صحبتوں اور اولاد اور نسل ان کی کے اور بیچ زیارت کرنے والوں اور ان کے پیروؤں کے کرتا ہے اور نزدیک اپنے اُن کے تئیں مرتبہ اور عزت بخشتا ہے کہ ان کی دُعا قبول ہو جاتی ہے بلکہ جو شخص کسی حاجت میں ساتھ اُن کے وسیلہ ڈھونڈے حاجت اس کی روا ہو جاتی ہے اور چونکہ اس جگہ ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ بسبب اُس کے صراط مستقیم ساتھ غیر مستقیم کے مل جاتا ہے اور جدائی حاصل نہیں ہوتی ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ بعضے فرقے اپنے تئیں طرف ایک کے ان چاروں گروہ سے کہ صاحب طریق مستقیم کے ہیں نسبت کرتے ہیں اور اپنے تئیں تابعداروں اس بزرگ میں سے سمجھتے ہیں اور حقیقت میں اس کے تابعدار نہیں بلکہ اس کا راستہ چھوڑ کر راہ شیطانی میں پھنسے ہیں پس بسبب اس جھوٹے دعوے اور نسبت کے عام آدمیوں کو اُن کا اُلٹا راستہ سیدھا دکھلائی دیتا ہے جیسے یہود اور نصارٰی کہ اپنے تئیں تابعدار حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰی علیہم السلام کا جانتے ہیں اور واقع میں یہ لوگ ان نبیوں کی راہ سے ایک طرف اور دُور رہیں اور اس امت میں فرقے رافضیوں کے ہیں کہ دعوای محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم کا کرتے ہیں اور اپنے تئیں ان کی طرف نسبت دیتے ہیں اور حقیقت میں عقائد اور اعمال انکے ان میں موجود نہیں بلکہ سراسر مخالف ہیں اور ایسے ہی مداریہ اور جلالیہ اس زمانہ میں اور بے دین کہ نسبت اپنی طریقہ سہروردیہ اور قادریہ اور چشتیہ کی طرف کرتے ہیں اور بالکل اعمال اور اشغال ان طریقہ والوں کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتے پس واسطے دُور کرنے اس شبہ کے عبارت دُوسری ملایا اور فرمایا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ یعنی نہ راہ اُن لوگوں کی کہ غصہ خدا کا اُوپر اُن کے ہے اور نہ راہ گمراہوں کی گویا بیچ اس آیت کے تعلیم ہے اس امر کی کہ بیچ طلب کرنے راہ مستقیم کے احتیاط کرنی چاہیئے اور راہ ان لوگوں کی جو گمراہ ہیں اور جن پر غصہ اللہ کا ہے راہ مستقیم نہ جاننا چاہیئے۔ اگرچہ وہ لوگ اپنے تئیں جانیں کہ ہم راستے سیدھے پر ہیں اور اپنے آپ کو نبیوں کی اور ولیوں کی طرف نسبت کریں بلکہ وقت دُعا کے ایسے راستے سے بچنا دل میں ٹھہرانا چاہیئے اور غصہ ایک حالت کا نام ہے کہ آدمی میں ہوتی ہے اور سبب اس کے خون دل کا جوش کرتا ہے اور روح حیوانی واسطے دُور کرنے مخالف طبیعت کے اور مغلوب کرنے اس کے کے اندر سے باہر کی طرف نکلتی ہے اور یہ بات اللہ تعالٰی کے حق میں محالات سے ہے سو اس جگہ کہ لفظ غصہ کی اللہ کی طرف

marfat.com

نسبت ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شخصوں سے اسباب حکمت کے غائب کرے تاکہ اپنے
مقصود کو نہ پہنچیں اور سبب غضب کا ان کے اُوپر ناشکری نعمتوں کی ہے اور اثر اس کا لعنت اور مذمت
ہے اور مقابل غضب کے رضا ہے کہ رضامند ہونا اللہ کا یہ ہے کہ اسباب حکمت کے ساتھ نہایت درجہ کے مہیا کرے
اور باعث اس کا شکر ہے اور اثر اس کا ثناء اور عطا ہے یعنی جو شخص شکر خدا کا کرے اللہ کا فضل اُس پر
زیادہ ہوتا ہے اور ضلالت اختیار کرنا ایسے راستہ کا ہے کہ طرف مطلب کے نہ پہنچاوے اور سبب اختیار ایسے
راستہ کا کبھی غفلت ہوتی ہے اور ظاہر کی لذتوں کو آدمی اختیار کر لیتا ہے اور باطن کی لذتوں کو چھوڑ دیتا
ہے اسی واسطے لڑکے کے نزدیک کھیلنا بادشاہت سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ بادشاہت کے مرتبہ سے
بے خبر ہے اور کبھی سبب یہ ہوتا ہے کہ نفس بسبب شبہ اور غلطی فہم کے اپنی خواہش کے موافق کام کرتا ہے
جیسا کہ کہتے ہیں نقد بہتر ہے اُدھار سے۔ پس نفس امارہ دنیا کو نقد سمجھتا ہے اور آخرت کو اُدھار اور
واقع میں یہ اس کی کج فہمی ہے اس واسطے کہ دس روپیہ ادھار کہ ان کے ملنے میں کسی طرح کا شبہ نہ ہو
ایک روپیہ نقد سے بہتر ہیں اور معاملہ آخرت میں انبیاء اور اولیاء اور علماء کو کسی طرح کا شبہ نہیں اسی واسطے
یہ لوگ دنیا کی لذتوں کو چھوڑ کر مجاہدے اور ریاضتیں اللہ کی راہ میں کرتے ہیں کہ یقین جانتے ہیں کہ
ہمارے عملوں کا آخرت میں زیادہ بدلہ اُن سے ملے گا اور اگر نافہم لوگ کہنے لگیں کہ ہم کو اس بات کا یقین
نہیں سو اُن سے کہیں گے کہ تم کو پیروی انبیاءؑ اور اولیاء کی لازم ہے اگرچہ تم کو شک ہے جیسا کہ مریض دوا
کو تلخ جانتا ہے اور شفا ہونے میں اس کو شک ہے لیکن اس کو پیروی طبیب کی لازم ہے اور کبھی
سبب یہ ہوتا ہے کہ خواہش نفس کی دل پر غالب ہو جاتی ہے اور ایسا غلبہ ہو جاتا ہے کہ نیک عمل کرنے
سے دل اس کا تنگ ہونے لگتا ہے اور عمل بد کرنے میں اس کی طبیعت کھلتی ہے اور خوش ہوتی ہے
اور یہ بیماری نہایت خوفناک ہے اس واسطے کہ جو جتنی مدت اسی حال پر رہے گا رین کو پہنچے گا
اور رین کے معنی غلبہ کے ہیں جیسا کہ کلام اللہ میں آیا ہے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ
بعد اس کے غشاوہ کی نوبت پہنچے گی اور غشاوہ کے معنی پردے کے ہیں پھر نوبت طبع کی پھر نوبت
ختم کی اور طبع اور ختم کے معنی مہر کے ہیں پھر نوبت قفل کی پہنچتی ہے چنانچہ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا
کلام اللہ میں مذکور ہے بعد اس کے نوبت موت قلب کی ہے کہ بعد اس کے نہ آئتیں اس کو نفع دیتی ہیں
اور نہ ڈرانے والوں کی بات تاثیر کرتی ہے **فـ** حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمان جس وقت گناہ کرتا

marfat.com

ہے پس ایک نقطۂ سیاہ بیچ دل اس کے کے ہو جاتا ہے پس اگر توبہ کر لیتا ہے صاف ہو جاتا ہے دل اُس کا اُس سیاہی سے اور اگر توبہ نہیں کرتا اور پھر گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہی دل کی بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام دل کو گھیر لیتی ہے جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ یعنی جب فاسد ہوا دل فاسد ہوا تمام بدن اور جب حال گناہ گار مومن کا یہ ہے پس حال کا فر کا کیا ہو گا اور مراد طبع اور ختم اور اقفال اور غشاوہ سے کہ کلام مجید میں ذکر اُن کا آیا ہے یہی سیاہی دل کی اور نہ تاثیر ہونا اچھی بات کی اس میں مراد ہے اور جس وقت معلوم ہوا کہ بسبب اختیار کرنے رستہ گمراہی کے ایسے نقصانات ہوتے ہیں پس اگر راہ راست اختیار کریں کہ باوجود خواہش نفس کے خلاف شرع امور کی طرف نہ آئیں اور صبر اور نیکیوں کے کریں تو بسبب اس کے دل ان کا کھل جائے گا بعد اس کے دل ان کا قابل آزمائش تقویٰ کے ہو جائے گا اور پھر سکینت آجائے گی کہ ان کے دلوں کو اللہ کے ذکر سے آرام اور کیفیت آنے لگے اور جب یہ مرتبہ نہایت کو پہنچتا ہے تو عصمت حاصل ہو جاتی ہے اور دو لفظ یعنی غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ذکر کیے اور ایک لفظ پر کفایت نہ کی باوجودیکہ معنی ان دونوں لفظوں کے قریب قریب تھے اس واسطے اس جگہ مراد دونوں سے جدا جدا ہے اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد وہ لوگ ہیں کہ کفر اختیار کر کے مخالفت راہ حق کی کی اور دیدہ و دانستہ انکار احکام الٰہی کا کیا اور یا جان کر گناہ کی باتیں کیں جیسا کہ یہود کہ ان کے حق میں مذکور ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور دوسری جگہ فرمایا ہے وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ اور ایک اور جگہ فرمایا ہے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور ضالین سے مراد وہ لوگ ہیں کہ اپنے بزرگوں کی پیروی کر کے راہ باطل اختیار کی اور عناد کے رستہ پر چلے یا بسبب کوتاہی فکر اور فہم کے گمراہی اختیار کی جیسا کہ نصاریٰ کہ ان کے حق میں آیا ہے اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ یا بسبب اس کے گمراہی اختیار کی کہ اللہ غفور رحیم کو بخش دے گا اور گناہ ہمارے معاف کرے گا یا اس طرح ان کی گمراہی ہو کہ عبادت کا محل اور وقت نہ ہو اور اس کو عبادت سمجھے جیسا کہ شراب پلائی اس شخص کو کہ بسبب خمار کے بے تاب اور بے قرار ہے وعلی ہذا القیاس ف مشہور یہ ہے کہ المغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں جیسا کہ

marfat.com

کلام اللہ میں آیا ہے مَنْ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ اور ضالون سے مراد نصاریٰ ہیں بوجہ
اس آیت کے کہ قریب ذکر ہو چکی اور بعضوں نے کہا کہ خاص کرنا ان دونوں لفظوں کا ساتھ ان دونوں
گروہ کے قول ضعیف سے ہے اس واسطے کہ جو لوگ منکر خدا کے یا مشرک ہیں یہود و نصاریٰ سے بھی
اخبث ہیں ان کے دین سے احتراز کرنا ضروری ہے بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد
وہ لوگ ہیں کہ اعمالِ ظاہرہ میں خطا کرتے ہیں اور وہ فاسقین ہیں اور ضالون سے مراد وہ لوگ ہیں
کہ خطا اعتقاد میں رکھتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد کفار ہیں اور ضالون

## سورۂ بقرہ میں تفسیری نکات

سے مراد منافقین ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ علم لطیفوں اور نکتوں قرآن مجید کا بے نہایت ہے اور ہمیشہ
بڑھتا رہتا ہے اور سبب ترقی کا یہ ہے کہ ہر صاحب فن موافق حوصلہ اور استعداد اپنی کے جو باتیں
اس فن کی ہیں کلام اللہ سے نکالتا ہے اور سلسلہ اہلِ کمال کا قیامت تک رہے گا پس پورا پورا بیان اس
علم کا بیچ دنیا کے ممکن نہیں اسی واسطے بیان اس علم کا اس تفسیر میں نہیں کیا گیا مگر بیچ اس سورۃ کے تھوڑا
سا بطور نمونہ کے ذکر کیا جاتا ہے معلوم ہو کہ نکتے اس سورۃ کے دو قسم کے ہیں بعضے نکتے ایسے ہیں کہ ہر آیت
کے ساتھ علٰحدہ علٰحدہ تعلق رکھتے ہیں پس پہلی قسم میں جو نکتے کہ تعلق ساتھ بسم اللہ کے رکھتے ہیں یہ ہیں
کہ تمام علوم جہان کے چاروں کتاب آسمانی میں موجود ہیں اور چاروں کتاب کے علوم کلام مجید میں مندرج
ہیں اور سب علوم کلام اللہ کے سورۂ فاتحہ میں پائے جاتے ہیں اور علوم سورۂ فاتحہ کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
کے اندر ہیں اور علوم بسم اللہ کے فقط اندر حرف 'ب' کے کہ بسم اللہ کے سرے پر ہی رکھی ہوئی ہے توضیح
اس مذکور کی یہ ہے کہ مقصود سب علموں سے وصل ہو جانا بندہ کا ساتھ ذات پاک باری کے ہے اور
ہر گاہ کہ بندہ بیچ کمال نقصان کے ہے اور نجاستوں بشریت میں آلودہ ہے اور ذات اللہ تعالیٰ کی نہایت
کمال اور پاکیزگی میں پس طرف ذات اُس کی کے پہنچنا ممکن نہیں مگر اس طرح سے کہ اس کے ناموں کو یاد
کرے اور اس کے نام سے چمٹا رہے اور ایسا اُس کی یاد میں مشغول و مستغرق ہو کہ آپ کو فنا کرے اور
اس درجہ کو پہنچ جائے کہ ذکر اور ذکر کرنے والا اور ذکر کیا گیا ایک ہو جائے اور دوئی درمیان سے اُٹھے
اور یہ اتصال لفظ با کے معنیٰ کہ نحو میں الصاق کہتے ہیں اور اُس کے معنیٰ چمٹا رہنے کے ہیں اور معلوم
رہے کہ لڑکوں کو وقت تعلیم کے الف سے شروع کرواتے ہیں اور کلام مجید کا شروع بے کے ساتھ کیا،
سبب اس کا یہ ہے کہ الف میں بلندی اور بڑائی پائی جاتی ہے اس واسطے محل نظر رحمت الٰہی کا نہ ہوا اور

marfat.com

بے میں انکسار اور پستی پائی جاتی ہے اس جہت سے مقبول بارگاہ الٰہی کی ہوئی اور جاننا چاہیئے کہ بادشاہ اور امیر جس وقت کوئی چیز دل پسند اپنی خرید کرتے ہیں اور پر اس کے مہر کر دیتے ہیں تاکہ ارادہ چوروں کا اس کے چرانے سے ہٹ جائے اور ایسے ہی جو کسی جانور کو اصطبل خاص بادشاہی میں داخل کرتے ہیں اس کے اوپر داغ لگا دیتے ہیں تاکہ کوئی چور اور قزاق اس کے لینے کا ارادہ نہ کرے پس بندہ جس وقت کوئی کام نیک اور عبادت شروع کرے چاہیئے کہ اس کو مہر خدا تعالیٰ کے نیچے داخل کرے اور داغ اوپر اس کے لگا دے اور وہ مہر مضمون بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کا ہے کہ جس وقت بسم اللّٰہ کے ساتھ اس کلام کو شروع کیا تو لائق مقبولیت کے ہو گیا اور شیطان کے تصرف سے بچ رہا کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت نوح علیٰ نبینا و علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے اور ڈوبنے اس کے سے ہراساں تھے پس واسطے نجات پانے کے ڈوبنے سے یہ الفاظ کہے بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖىهَا وَمُرۡسٰٮهَا کشتی ان کی ڈوبنے سے بچ رہی غور کرنا چاہیئے کہ آدھی بسم اللّٰہ کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ڈوبنے سے بچ گئی جو شخص کہ تمام بسم اللّٰہ کو عمر بھر بیچ شروع ہر کار کے پڑھتا ہے کیونکر محروم اس کی عنایت سے رہے گا کہتے ہیں کہ ایک عارف باللہ نے بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم لکھوا کر وصیت کی تھی کہ اس کو میرے کفن میں رکھ دیجیو۔ آدمیوں نے سبب اس کا اس سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ سُنا ہے میں نے کوئی فقیر اُوپر ایک دروازہ بہت بلند کے سائل ہوا وہاں سے تھوڑا سا اس کو ملا فقیر چلا گیا اور تیشہ لایا اور دروازہ کو گرانا شروع کیا مالک دروازہ کا آیا اور کہا کہ کیا کرتا ہے کہا کہ یا اس دروازہ کو موافق بخشش اپنی کے کر یا بخشش اپنی کو لائق دروازہ کے کر۔ یہ آیت بھی یعنی بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم دروازہ اس کی کتاب کا ہے پس دن قیامت کے یہ ایک دستاویز کامل ہے کہ اس کے ذریعے سے اللّٰہ تعالیٰ سے درخواست رحمت کی کروں گا۔ علماء نے کہا ہے کہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم میں انیس ۱۹ حرف ہیں اور فرشتے دوزخ کے بھی انیس ۱۹ ہیں پس ایک ایک حرف کی برکت سے ایک ایک فرشتہ عذاب کا دُور ہو سکتا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ رات اور دن کی چوبیس ۲۴ ساعت ہیں منجملہ اُن کے پانچ ساعتوں کے واسطے پانچ نمازیں مقرر فرمائیں کہ ان ساعتوں میں عبادت اُس کی پائی گئی اور واسطے انیس ۱۹ ساعتوں کے یہ انیس ۱۹ حرف عنایت ہوئے ہیں تاکہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ساتھ ذکر خدا کے کہ انیس ۱۹ حرفوں میں ہے انیس ساعتوں باقی کو مشغول رکھے اور ان کی برکت سے جو گناہ کہ ان انیس ۱۹ ساعتوں میں ہوتے ہیں

marfat.com

بخشے جائیں اور یہ بھی علماء نے کہا ہے کہ سورۃ برأت میں حکم قتال کفار کا مذکور ہے اسی واسطے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے خالی ہے اور ایسے ہی وقت ذبح کے بسم اللہ واللہ اکبر کہتے ہیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہتے کہ ذبح ظاہر میں صورت قہر کی ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رحمت کا تقاضا کرتی ہے پس جو شخص اس کلمۂ رحمت کو ہر وقت اور ہر لحظہ ہمیشہ پڑھے اور اس سے کم نہیں کہ سترہ بار البتہ نماز فرضوں کے میں پڑھے گا یقین ہے کہ غصے اللہ اور عذاب اُس کے سے محفوظ رہے اور ثواب اس کے سے محظوظ ہو اور بعضے خواص اس آیت کے یہ ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی پائخانہ میں جائے چاہیئے کہ پہلے بسم اللہ کہے تا آنکہ یہ آیت درمیان شرمگاہ اُس کی کے اور درمیان نظر جنوں کے پردہ ہو جائے اور جس وقت یہ کلمہ درمیان اس کے اور درمیان دشمنوں دنیاوی اُس کے کے پردہ ہو، پس بیچ آخرت کے یہ کلمہ اس میں اور عذاب آخرت میں پردہ ہو جائے گا ف جاننا چاہیئے کہ یہ نکات کہ مذکور ہو چکے تفسیر کبیر میں موجود ہیں پس بعض نکتے اور بھی کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے نکل سکتے ہیں اس تفسیر میں لکھے جاتے ہیں ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دردِ شکم ہوا اور نہایت شدت ہوئی پس جناب الٰہی سے التجا کی خدا تعالیٰ نے ایک بوٹی جنگل کی بتائی حضرت موسیٰؑ نے اس بوٹی کو کھایا حکم اللہ سے فی الفور شفا ہو گئی بعد ایک مدت کے وہی مرض پھر ہوا مگر جناب الٰہی میں عرض نہ کی خود بخود وہی بوٹی کھائی مرض زیادہ ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب پہلے اس بوٹی کو کھایا تھا شفا ہو گئی تھی اور اب جو کھایا اُلٹا نقصان کیا جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ پہلی مرتبہ میری طرف ہو کر بوٹی کی طرف گیا پس شفا ہو گئی تھی اور دوسری بار اپنی طرف سے اُس بوٹی کی طرف گیا پس بیماری زیادہ ہو گئی کیا نہیں جانتا ہے تو کہ دنیا تمام زہر قاتل ہے اور تریاق اس کا نام میرا ہے اور فرمایا ہے رسول علیہ السلام نے جو شخص اٹھائے اُس کاغذ کو زمین سے جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی ہے اللہ کے نام کی تعظیم واسطے لکھا جاتا ہے وہ شخص نزدیک اللہ تعالیٰ کے صدیقوں میں اس کے علاوہ تخفیف عذاب کی کی جاتی ہے والدین اُس کے سے اگرچہ مشرک ہوں اور روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوہریرہ جس وقت وضو کرے تو پس کہہ تو بسم اللہ پس تحقیق فرشتے لکھنے والے اعمال کے نہیں قرار پکڑیں گے لکھنے نیکیوں کے واسطے تیرے یہاں تک کہ فارغ ہو تو اور جس وقت خلوت اور صحبت کرے تو ساتھ بیوی اپنی کے پس کہہ تو بسم اللہ پس جو فرشتے نگہبان تیرے ہیں لکھیں گے واسطے تیرے نیکیوں کو،

marfat.com

یہاں تک کہ غسل کرے جنابت کا پس اگر ہو جائے اس جماع سے بچہ لکھی جائیں گی واسطے تیرے نیکیاں ساتھ شمار دم اس بچے کے اور ساتھ شمار دموں اولاد اس بچے کے اگر ہو گا واسطے اس کے کوئی فرزند یہاں تک کہ نہ باقی رہے ان میں سے کوئی اور جس وقت سوار ہو کسی چار پائے پر پس کہہ بسم اللہ والحمد للہ لکھی جائیں گی واسطے تیرے نیکیاں ساتھ شمار ہر قدم کے اور جس وقت سوار ہو تو کشتی میں پس کہہ بسم اللہ والحمد للہ لکھی جائیں گی نیکیاں واسطے تیرے یہاں تک کہ نکلے تو اس کشتی سے اور معلوم ہو کہ با بسم اللہ کی نکلی ہوئی ہے لفظ بر سے کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور احسان کرنے والا ہے اوپر مومنین کے ساتھ طرح طرح کی بخششوں کے بیچ دنیا اور آخرت کے اور بڑی بخشش اور نہایت کرم اس کا یہ ہے کہ بزرگی دے گا دن قیامت کے اپنے دیدار کی مروی ہے کہ بعض اصحاب کے ہمسایہ میں ایک یہودی رہتا تھا اور وہ بیمار ہوا اُس مومن نے کہا اسلام لے آ۔ یہودی نے کہا کس چیز پر اسلام لاؤں اور کیا حاصل ہو گا کہا دوزخ سے نجات ہو گی اس نے کہا کہ اس کی پروا میں نہیں رکھتا پس اُس مومن نے کہا کہ جنت میں اسلام کی برکت سے جائے گا اُس نے کہا یہ بھی نہیں چاہتا ہوں کہا پھر کیا چاہتا ہے تو کہا اسلام اس شرط پر لاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنا دیدار مجھ کو عنایت کرے کہا انھوں نے کہ اسلام لے آ یہ مطلب تیرا حاصل ہو جاوے گا پس یہودی نے کہا اس بات کو ایک کاغذ پر لکھ دے پس ایک خط اُس کو لکھ دیا پھر مسلمان ہوا وہ یہودی اور مر گیا اسی وقت پس نماز جنازہ کی اُوپر اس کے پڑھی اور دفن کیا جن کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا وہ فرماتے ہیں کہ دیکھا میں نے اس کو بیچ خواب کے گویا کہ خوش پھر رہا ہے کہا میں نے اس سے کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا اور کہا کہ واسطے شوق میرے کے اسلام لایا تو اور سین بسم اللہ کا نکلا ہوا ہے نام اس کے سے کہ سمیع ہے یعنی سُنتا ہے دُعا خلق کی عرش سے تحت الثریٰ تک روایت ہے کہ زید بن حارث ایک منافق کے ہمراہ مکہ سے طرف طائف کے گئے پس جس وقت پہنچے ایک جنگل میں منافق نے کہا یہاں آؤ آرام کریں دونوں اس جنگل میں داخل ہوئے اور سو گئے پھر منافق نے اُٹھ کر خوب مضبوط ان کو باندھ لیا اور اس بات کا ارادہ کیا کہ ان کو مار ڈالوں زید بن حارث نے کہا کہ کس واسطے مجھ کو مارتا ہے تو اس منافق نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دوست رکھتا ہے تجھ کو اور میں اس کو دشمن رکھتا ہوں پس کہا زید نے اے رحمٰن فریاد کو پہنچ میری پھر منافق نے ایک آواز غیب سے سُنی کہ ہلاکت ہو تجھ کو مت قتل کر

marfat.com

اس کو وہ منافق اس جنگل سے نکلا اور دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا پس پھرا اور دوسری دفعہ ارادہ اُن کے مارنے کا کیا پھر ایک آواز قریب سے سُنی کہ کوئی شخص کہتا ہے ست قتل کر اس کو اور ناگاہ ایک سوار ظاہر ہوا کہ اس کے پاس ایک نیزہ ہے پس اس سوار نے ایک ضرب اس کے ماری کہ مر گیا اور اس جنگل میں آکر زید کو کھول دیا اور کہا کہ مجھ کو نہیں پہچانتا میں جبرئیل ہوں جس وقت دُعا کی تُو نے میں ساتویں آسمان پر تھا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہنچ تو پاس بندے میرے کے اور دُوسری مرتبہ میں آسمان پہلے پر تھا اور تیسری دفعہ میں منافق کے پاس پہنچ گیا اور رحیم لبسم کی مراد اس سے یہ ہے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک ملک اس کا ہے اور وہی مالک ہے سدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سلیمانؑ کے عہد میں خشک سالی ہوگئی لوگوں نے حضرت سلیمانؑ سے دعا کرنے کی درخواست کی حضرت سلیمانؑ نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی اپنے پاؤں پر کھڑی ہے اور دونوں ہاتھ پھیلا رہی ہے اور کہتی ہے اَللّٰهُمَّ انا خلق من خلقك ولا غنى لى عن فضلك یعنی اے پروردگار میں ایک مخلوق ہوں مخلوقات تیری سے اور نہیں بے پروائی مجھ کو فضل تیرے سے۔ کہتے ہیں کہ مینہ برسایا اللہ تعالےٰ نے اُوپر ان کے حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ یہ دعا کی اور مینہ تمھارے اوپر برسا؛ اور فرمایا رسول علیہ السلام نے جو شخص وضو کرے اور اللہ کا ذکر نہ کرے تو لبسبب وضو کے فقط اعضاء اس کے پاک ہوجائیں گے اور جس نے وضو کیا اور اللہ کا نام بھی لیا تو تمام بدن کی پاکی حاصل ہوئی پس جس وقت ذکر الٰہی وضو کے اوپر باعث طہارت تمام بدن کا ہوا سو ذکر اس کا ساتھ دل بدرجہ اولیٰ ہوا اور پاک کرے گا دل کو کفر اور بدعت سے اور گزرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوپر ایک قبر کے پس دیکھے فرشتے عذاب کے کہ عذاب کرتے ہیں میت کو پس اپنی حاجت رفع کرکے پھر اس قبر پر گزرے پس اس قبر پر دیکھے فرشتے رحمت کے ساتھ ان کے طبق نور کے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس بات پر تعجب ہوا پس نماز پڑھی اور اللہ سے دُعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اے عیسیٰ یہ بندہ گنہگار تھا اور جب سے مرا تھا بیچ عذاب کے گرفتار تھا اور یہ ایک عورت چھوڑ گیا تھا اس نے ایک فرزند جنا اور اس کو اس عورت نے پرورش کیا یہاں تک کہ بڑا ہوا بعد اس کے اس عورت نے اس فرزند کو مکتب میں بھیجا اُستاد نے اس کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھائی پس حیا آئی مجھ کو بندے اپنے سے کہ عذاب کروں میں اس کو ساتھ آگ کے اندر زمین کے اور فرزند اس کا لیتا ہے نام میرا اوپر زمین کے۔ لازم ہے انسان کو

marfat.com

ذکر اللہ نزدیک جان اپنی کے رکھے یہاں تک کہ دُور نہ ہے اس سے دونوں جہان میں روایت ہے
رسول علیہ السلام سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری اپنی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دی اور
فرمایا کہ اس پر لا الٰہ الا اللہ کندہ کروالو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انگوٹھی نقاش کو دی اور کہا لکھ
اس میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس نقاش نے بھی لکھ دیا پس حضرت ابوبکرؓ اس
انگوٹھی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اس میں لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ؟
ابوبکر صدیقؓ سے حضرت نے فرمایا اے ابوبکر یہ زیادتی کیا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ
میری طرف سے فقط یہ بات ہوئی کہ اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام میں نے لکھوادیا اس واسطے کہ .
یہ بات مجھ کو خوش نہ آئی کہ نام آپکا اللہ کے نام سے جدا ہو لیکن باقی کے واسطے میں نے اس نقاش
سے نہیں کہا اور حضرت ابوبکر اپنے دل میں شرمندہ ہوئے کہ میرا نام انگشتری میں کیوں لکھا گیا پس
جبرئیل حضرت کے پاس آئے اور کہا یارسول اللہ نام ابوبکر کا میں نے اس انگشتری میں لکھ دیا ہے
اس واسطے کہ مجھ کو یہ بات خوش نہ آئی کہ ابوبکر کا نام تیرے نام سے جدا ہو اور نکتہ اس جگہ پر یہ ہے
کہ جس وقت حضرت ابوبکر کو بسبب ملادینے نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نام اللہ کے یہ
بزرگی حاصل ہوئی پس جو شخص کہ اپنی جان اور دل کو اللہ کے نام کے ساتھ وصل کرے کیا بزرگی
حاصل ہوگی اور درر نظم میں لکھا ہے کہ جعفر صادقؓ سے منقول ہے جس شخص کو کوئی حاجت ہو پس
چاہیئے کہ لکھے ایک رقعہ اور اس میں یہ عبارت ہو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
من العبد الذلیل الی الرب الجلیل ربّ انی مسّنی الضّر وانت ارحم
الرّاحمین پھر ڈال دے اس رقعہ کو پانی جاری میں اور کہے اللّٰھم بمحمّد وآلہٖ
الطّیّبین الطّاھرین وصحبہ المرضیّین انتھٰی حاجتی
یا اکرم الاکرمین ____ اور اپنی حاجت کا نام لے پس تحقیق وہ
حاجت اس کی پوری ہوجائے گی انشاءاللہ تعالیٰ اور اسی کتاب میں ہے کہ بیان کیا مجھ سے
بعض عالم نیک بخت نے تحقیق جو شخص پڑھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بارہ ہزار مرتبہ اس طرح سے
کہ ایک ہزار بار بسم اللہ کو پڑھے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے حاجت چاہے جو
حاجت رکھتا ہو بعد اس کے پھر بسم اللہ ہزار بار پڑھے اور دو رکعتیں نماز پڑھے اور دُعا مانگے

marfat.com

اور حاجت چاہے اس ترکیب سے حاجت روا ہونے تک بارہ ہزار پورا کرے انشاء اللہ حاجت اس کی روا ہوگی اور یہ منقول ہے ابو محمد عبدالمہیمن خضری سے اور بعضے عارفین نے کہا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم چار کلمات ہیں اور گناہ بندے کے بھی چار قسم کے ہوتے ہیں ایک گناہ دن کے دوسرے گناہ رات کے تیسرے گناہ ظاہر کے چوتھے گناہ باطن کے۔ پس جو شخص بسم اللہ کو ساتھ ایمان اور اخلاص اور صاف نیت سے پڑھے گا برکت اس کی سے چاروں قسم کے گناہ اللہ تعالیٰ اس کے بخشے گا اور نکات بسم اللہ کے اور تحقیقات اس کی بہت ہیں مگر اسی قدر کافی اور شافی ہے جس کو زیادہ خواہش ہو تفسیر کبیر وغیرہ میں ملاحظہ کرے کہ اور عجائب و غرائب ظاہر ہوں گے فقط اور بیان اُس شے کا کہ ساتھ الحمد للہ کے تعلق رکھتی ہے یہ ہے کہ بیچ اس جگہ کے تین لفظ ہیں حمد اور مدح اور شکر لیکن مدح زندہ کے واسطے بھی ہوتی ہے اور غیر زندہ کے واسطے بھی جیسا کہ مدح باغ اور شہر اور جواہر وغیرہ کی مشہور ہے اور حمد زندہ ہی کے لئے ہوتی ہے اور مدح بیشتر احسان کے بھی ہوتی ہے اور حمد بعد احسان کے ہی ہوتی ہے اور مدح کبھی ممنوع بھی ہوتی ہے اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے احثوا التراب فی وجوہ المداحین یعنی خاک ڈالو تم بیچ منہ مدح کرنے والوں کے اور حمد ہمیشہ جائز بلکہ مستحب ہے جیسا کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا من لم یحمد الناس لم یحمد اللہ یعنی جس نے آدمیوں کی تعریف نہ کی اس نے اللہ کی تعریف بھی نہ کی اور شکر نعمت کے ہی اوپر ہوتا ہے کہ کسی کی طرف سے پہنچی ہو اور حمد دونوں طرح ہوتی ہے خواہ نعمت اس کی طرف سے پہنچی ہو خواہ نہ پہنچی ہو بلکہ حمد اوپر ذاتی کمال شخص کے بھی ہوتی ہے پس بسبب انہیں وجہوں کے اس جگہ حمد کا لفظ

## بیان الحمد کے تعلق کا

اختیار کیا مدح یا شکر کا لفظ نہیں ذکر کیا ف اگر المدح للہ کہتا یہ معلوم نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ در اصل مختار ہے اس واسطے کہ مدح میں شرط نہیں کہ ممدوح فاعل ہو جیسی کہ مثالیں اس کی بیان کی گئیں اور الحمد للہ سے یہی بات سمجھی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مختار ہے اپنے فعلوں میں اختیار رکھتا ہے چاہے کرے چاہے نہ کرے پس الحمد للہ کہنا بہتر ہوا کہ اس میں مذہب فلاسفہ کا رد ہو گیا وہ کہتے ہیں اپنے فعلوں میں اللہ کو اختیار نہیں بلا اختیار صادر ہوتے ہیں اور الحمد للہ کا لفظ الشکر للہ سے اس واسطے اَولیٰ ہوا کہ اس لفظ سے استحقاق حمد کا واسطے ذات کے ہر طرح ثابت ہوا خواہ انعام اس کا بنسبت حمد کرنے والے کے اعتبار کرو یا نہ کرو گویا بندہ کہتا ہے حمد تیرے واسطے ثابت ہے چاہے دے تو

یا نہ دے تو مجھ کو اور اَلشُّکْرُ لِلّٰہِ کے معنی یہ ہوئے کہ شکر ثابت ہے واسطے اللہ کے اور نعمتوں کے کہ دیں اس نے مجھ کو پس یہ خاص ہوا بہ نسبت حمد کے کہ وہ عام ہے جاننا چاہیئے کہ یہ مقام ایسا ہے کہ لفظ احمد اللہ کا بولا جائے یعنی بندہ اس طرح کہے کہ حمد کرتا ہوں میں خدا تعالیٰ کی لیکن ہر گاہ کہ آدمی نہایت عاجز ہوتا ہے کہ بسبب عجز کے حمد لائق ذات اُس کے ہے نہیں کر سکتا اس واسطے کہ جو چیز کہ اس کی طاقت سے باہر تھی الٰہی تکلیف اس کی نہ دی بلکہ اس عبارت کو تعلیم فرمایا کہ الحمد للہ یعنی حمد کامل حق اور ملک اس کی ہے خواہ بندہ اُوپر ادا کرنے اُس کے کے قدرت رکھے یا نہ رکھے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیچ جناب باری تعالیٰ کے عرض کی یَارَبِّ کَیْفَ اَشْکُرُکَ یعنی کس طرح شکر کروں میں تیرا اور کیونکر ذمہ شکر تیرے سے باہر آؤں اس واسطے کہ توفیق شکر کی اور تعلیم اس کی تیری طرف سے ہے اور یہ بھی ایک انعام ہے اس کے واسطے اور شکر کرنا چاہیئے اور ایسے ہی سلسلۂ غیر متناہی شکر کا چلا جائے گا اور کہیں ٹھہرنے کا نہیں پس شکر ممکن نہ ہوا جناب الٰہی سے ارشاد ہوا اے داؤد جب تو نے اپنے تئیں شکر میرے سے عاجز جانا پس تیرا یہی شکر ہے اور بھی اگر حمدُ اللہ کہا جاتا اس سے یہ سمجھا جاتا کہ حمد اللہ تعالیٰ کی یہ شخص کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ بیشتر تعریف کرنا ئے تعریف کرنے والوں سے حمد کیا گیا ہے اسی واسطے فرمایا الحمد للہ یعنی ہر حمد اور ثنا لائق اس کے ہے اگر چہ کہنے والا موجود ہو یا نہ ہو اگر گمان کیا جائے کہ جو کوئی کسی پر انعام کرے منعم علیہ کی نسبت وہ انعام کرنے والا مستحق حمد کا ہوا جیسا کہ پیر مرید کی نسبت سے استحقاق حمد کا اور استاد شاگرد کی نسبت سے اور بادشاہ عادل رعیت کی نسبت سے اور ماں باپ فرزند کی نسبت سے حق ستائش کا رکھتے ہیں پس سب حمدوں کا حق اللہ کے واسطے کس طرح ثابت ہوا پس جواب یہ ہے کہ ایسی صورتوں میں بھی محمود خدا تعالیٰ ہے اور ان صورتوں کو پردہ سمجھنا چاہیئے اس واسطے کہ صاحب نعمت کے دل میں ارادہ انعام کا ڈالنا اور اس نعمت کو اس کے تئیں عطا کرنا اور تصرف دے دینا اس نعمت کا دوسرے کو اس منعم کے تئیں بخشنے کا اور جس کو نعمت دلوائی ہے نفع اس نعمت کا اس شخص کو دلوانا اور کھوئے جانے اور گم ہونے نعمت کے سے امن میں رکھنا کام اللہ تعالیٰ کا ہے کہ مَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ یعنی جو نعمت کہ ساتھ تمہارے ہے اللہ کی طرف سے ہے پس اور انعام کرنے والے خدمت گار اور اٹھانے والے ہیں کہ ساتھ حکم مالک کے خوانوں کو اوروں کی طرف پہنچاتے ہیں یہ نعمت ان کی طرف

marfat.com

منسوب نہیں اور یہی ہے کہ جو شخص ہم جنس اپنے کو کوئی نعمت پہنچاتا ہے ضرور عوض اس نعمت کا چاہتا ہے یا ثواب یا تعریف منظور ہوتی ہے یا خصلت سخاوت کی پیدا کی جاتی یا دُور کرنا بخل کا ارادہ کرتا ہے یا حال ہم جنس کا دیکھ کر کہ اُس کے دل کو جو شکستگی حاصل ہوئی تھی اس کو دُور کرتا ہے جو شخص کہ عوض طلب کرتا ہے منعم نہ رہا اور استحقاق حمد کا اس کے واسطے ثابت نہ ہوا اور اللہ تعالیٰ ہر درجہ سے کامل ہے کسی طرح سے طلب کرنا کمال کا اور دُور کرنا نقصان کا اپنی ذات سے اس کو منظور نہیں کہ موجود شے کا طلب کرنا محال ہے پس انعام اس کا محض بخشش ہے اور اس کے سوائے کوئی مستحق حمد کا نہیں اور اس جگہ ایک شبہ ہوتا ہے کہ ہر جگہ تسبیح مقدم تحمید سے ہے اسی واسطے کہا جاتا ہے سبحان اللہ والحمد للہ اس سورۃ میں کس واسطے تحمید کو پہلے ذکر کیا اور جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ تسبیح اس وقت مقدم تحمید پر ہوتی ہے کہ دونوں ایک کلام میں ذکر کئے جائیں اور اس سورۃ میں فقط تحمید مذکور ہے تسبیح کا ذکر نہیں ہے اس جگہ اس کی وجہ چاہیئے کہ فقط تحمید ذکر کی اور تسبیح کا ذکر نہیں کیا پس وجہ یہ ہے کہ مضمون تسبیح کا تحمید میں داخل ہے اس واسطے کہ مضمون تسبیح کا یہ ہے کہ ذات اس کی تمام نقصانوں سے پاک ہے اور مضمون تحمید کا یہ ہے کہ جو کمال اور نعمت کہ خیال بشر میں آوے تمام اُسی کی ذات سے ہے اور جس وقت تمام کمالات اور نعمتیں اس کے واسطے اعتقاد کریں۔ یہ بات لازم ہوئی کہ کسی طرح کا نقصان اس میں نہیں کہتے ہیں کہ لفظ الحمد للہ کے آٹھ حرف ہیں اور دروازے بہشت کے بھی آٹھ ہیں پس جو شخص کہ خلوص نیت سے ان آٹھوں کو پڑھے گا مستحق آٹھوں دروازوں جنت کا ہوگا اور حمد کا دو چیزوں کے ساتھ تعلق ہے ایک ساتھ ماضی کے اس وجہ سے کہ حمد کرنے سے شکر نعمتوں پہلی کا ادا ہوتا ہے دوسرے تعلق اس کا ساتھ مستقبل کے کہ یہ کلمہ شکر کا ہے اور شکر سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں جیسا کہ فرمایا ہے لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ پس باعتبار تعلق پہلے کے دروازے دوزخ کے حمد کرنے والے سے بند ہوئے اس واسطے کہ مواخذہ بابت شکر کے اس کے ذمہ نہ رہا اور باعتبار تعلق دوسرے کے مستحق کھلنے دروازوں بہشت کا ہوا عقلا نے کہا ہے کہ الحمد للہ نہایت بزرگ کلمہ ہے لیکن چاہیئے کہ اچھے محل میں اس کو کہا جائے تاکہ ثمرہ اس کا اچھا حاصل ہو حضرت سری سقطی قدس اللہ سرہ العزیز سے نقل ہے کہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے الحمد للہ کہی اس وقت سے اب تک تیس برس ہو چکے ہیں کہ اُس الحمد للہ کہنے سے استغفار کرتا ہوں سبب

marfat.com

یہ ہے کہ ایک دفعہ بغداد میں آگ لگی اور جس بازار میں میری دکان تھی تمام جل گیا۔ کوئی شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ تمام بازار جل گیا اور تیری دکان بچی میں نے الحمد للہ کہا۔ پھر جب میں نے فکر کیا کہ یہ کلمہ مخالف دین اور مروت کے مجھ سے سرزد ہوا کہ مسلمانوں کی مصیبت سے غمناک نہ ہوا میں اور واسطے تھوڑے سے نفع اپنے کے خوش ہوا میں اس واسطے اسی وقت سے استغفار کر رہا ہوں اسی واسطے کہا ہے کہ حمد اوپر نعمتیں دین کے بہتر ہے حمد کرنے سے اوپر نعمتیں دُنیا کے اور حمد کرنی اوپر اچھے احوالوں دل کے بہتر ہے حمد کرنے سے اوپر نیک کام بدن کے اور حمد کرنی نعمتوں پر اس نیت سے کہ جو عطا یا محبوب حقیقی کی ہیں بہتر ہیں اس جہت سے کہ لذت اور خوشی نفس کے واسطے حمد کی جائے۔ پس ایسے مقامات ہی حمد کرنے میں فکر کرنا چاہیئے تاکہ حمد غیر موقع میں پائی نہ جائے اور نقل ہے کہ جب روح حضرت آدم علیہ السلام کی ناف تک پہنچی تھی کہ چھینک آئی الحمد للہ رب العالمین فرمایا اور کلام اللہ میں مذکور ہے کہ پچھلا کلام بہشتیوں کا جنت میں بھی الحمد للہ رب العالمین ہے پس ابتدا عالم انسانی کا اوپر حمد کے ہوا اور خاتمہ اس عالم کا بھی اوپر حمد کے پایا گیا بندہ کے تئیں بھی چاہیئے کہ ابتدا اعمال اپنے کو اور اخیر اعمال کو ساتھ کلمہ حمد کے ملایا کرے اس جگہ جاننا چاہیئے کہ نزول اس سورۃ کا واسطے تعلیم بندوں کے ہے کہ بیچ وقت مناجاتِ الٰہی کے اس طرح کہیں اصل اس لفظ کی یہ ہے قُوْلُوْا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنی کہو تم الحمد للہ لیکن قُوْلُوْا اس جگہ پوشیدہ کیا اور ظاہر میں نہ لائے نکتہ اس کا یہ ہے کہ اگر ظاہر اس لفظ کو ذکر کر دیتے پس یہ صیغہ امر کا ہے اور امر کی مخالفت سے عتاب ہوتا ہے جیسا کہ باپ اگر بیٹے اپنے کو کہے کہ فلاں کام کرو اور بیٹا فرماں برداری اُس کی نہ کرے پس بیٹے پر عقوق ثابت ہو جائے اور اگر باپ بیٹے کو اس طرح کہے کہ فلاں چیز اچھی ہے یا کرنے کے لائق ہے ایسی صورت میں اگر بیٹا فرماں برداری نہ کرے عقوق بیٹے کا ظاہر میں نہیں ہوتا پس رحمت کاملہ الٰہی بندوں کے واسطے ہوئی کہ الحمد للہ کو ظاہر میں صیغہ امر کا ذکر نہ کیا بلکہ بطریق تلقین کرنے تعریف اپنی کے فرمایا تاکہ مخالفت صریح امر کی لازم نہ آئے اور بندہ ہونے کی جہت سے اس کے اوپر عمل کریں اور جو چیز کہ تعلق

## بیان ان چیزوں کا کہ متعلق ساتھ رب العالمین کے ہیں

ساتھ رب العالمین کے رکھتی ہے یہ ہے کہ جو کچھ بیچ جہان کے دیکھا یا سُنا یا دریافت کیا جائے دو حال سے خالی نہیں یا واجب لذاتہ ہے یعنی ایسی ذات ہے کہ خود بخود موجود ہے اور کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا اور نہ ہونا اس کا محال ہو اور وہ ذات اللہ کی ہے یا ممکن لذاتہ ہے کہ دونوں امر

یعنی ہونا اور نہ ہونا اس کا برابر ہو اور اللہ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوا ہو اور اس قسم کا نام عالم ہے
خواہ موجود ہو چکا ہو یا آئندہ کو موجود ہو گا اور عالم مشتق ہے علامت سے اور اس قسم کا نام عالم
اس واسطے رکھا ہے کہ یہ علامت ہے اوپر اسماء اور صفات الٰہی کے اس واسطے کہ جو فرد افراد عالم میں سے
ہے مظہر کسی اسم یا صفت اس کی کا ہے اور جنسیں اور نوعیں عوالم کی مظہر اسمار کلیہ اور صفات
مطلقہ کی ہیں اور جب ہر فرد افراد جہان میں مظہر اسم خاص کا ہے اسماء الٰہی سے پس شمار عالموں کی
اس اعتبار سے حد میں نہیں آسکتی مگر اصُول اور کلیات عالم کے جو شرع شریف میں مقرر ہیں بیان
کئے جاتے ہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ جو کچھ جہان میں موجود ہے یا ذات ہے یا صفتیں ذات اسے
کہتے ہیں کہ وجود اس کا بغیر شے دُوسری کے قائم ہو سکے جیسا کہ آسمان اور زمین اور صفت وہ ہوتی
ہے کہ دوسری شے کے ساتھ مل کر پائی جائے جیسا کہ رنگ اور بو اور مزہ اور سوا اس کے معقولیوں
کی اصطلاح میں ذات کو جوہر کہتے ہیں اور صفت کا نام عرض رکھتے ہیں اور ذات بھی دو قسم کی ہے
جسم اور رُوح۔ جسم وہ ہوتا ہے کہ ایک اندازہ اور شکل معین رکھے اور اس مقدار کو نہ چھوڑے اور رُوح
وہ ہے کہ مقدار اور شکل معین نہ رکھے اور ساتھ شکلوں جدا جدا کے ظاہر ہو اور جسم بھی دو قسم ہے
علوی اور سفلی اور علوی کی بہت قسمیں ہیں عرش اور کرسی اور سدرۃ المنتہیٰ اور لوح اور قلم اور مکان
بہشت کی اور مکان دوزخ کی اور ستارے خواہ ثابت ہوں یعنی حرکت نہ کریں خواہ سیارہ کہ حرکت کریں
اور سات آسمان اور جسم سفلی بھی دو قسم کا ہے ایک بسیط ہے کہ کسی اجزاء سے مرکب نہ ہو جیسا کہ عناصر
اربعہ یعنی خاک اور پانی اور ہوا اور آگ اور قسم دُوسری مرکب وہ بھی دو قسم ہے اس واسطے کہ یا
مرکب ہو گا تمام عناصر سے یا بعض عناصر سے اوّل کو مرکب تام اور دوسرے کو مرکب ناقص کہتے ہیں
اور مرکب تام منحصر بیچ تین عالم کے ہے ایک عالم معادن کا یعنی کانوں کا دوسرا عالم نباتات کا یعنی جو
چیزیں اُگنے کی ہیں جیسے گھاس درخت وغیرہ اور تیسرا عالم حیوان کا یعنی جاندار چیزیں اور ان
تینوں میں عالم بے شمار ہیں کہ تفصیل اس کی طول چاہتی ہے اور مرکب ناقص کی بھی تین قسمیں ہیں
ایک بخار یعنی پانی، ہوا اور دوسرا غبار یعنی مٹی اور ہوا اور تیسرا دھواں یعنی آگ اور ہوا اور ان
تینوں عالم سے بھی بہت چیزیں پیدا ہوتی ہیں پس غبار محض سے بگولے پیدا ہوتے ہیں اور بخار سے
مینہ برستا ہے اور جس وقت بخار زیادہ بلند ہو جاتا ہے اور بیچ مقام سردی کے جاتا ہے جم کر اولہ

marfat.com

اور برف پیدا ہو جاتی ہے اور دھوئیں سے بجلی اور ستارہ گرنے والے اور ستارہ دُم دار اور ہوائیں
تیزوں کی پیدا ہوتی ہیں اور جس وقت بخارات اور دھواں الٹ کر زمین میں بند ہو جاتے ہیں نیچے
زمین کے بگولے پیدا ہوتے ہیں اور اس کو زلزلہ کہتے ہیں اور جو بخار زمین کے نیچے جا کر بند ہو جاتا ہے
اور ساتھ قوت ہوا کے نکلتا ہے چشمے جاری ہوتے ہیں اور جو بخار ہلکا درمیان آسمان اور زمین کے
بسبب رات کی سردی کے جم جاتا ہے پھر اوپر زمین کے گرتا ہے اس کو شبنم کہتے ہیں اور اگر جم کر درمیان
آسمان اور زمین کے پھیلا رہتا ہے اس کو صقیع اور ہندی میں کہر کہتے ہیں اور بعض شہروں میں بھی
بخار ہلکے اور تھوڑے تھوڑے جم کر مانند شکر سفید کے اور سُرخ کے اُوپر زمین کے برستا ہے اس کو
ترنجبین وخشک انگبین اور من شیر خشت کہتے ہیں یہ اقسام مرکب ناقص کے موافق عادت کے ہیں اور کبھی
بطور خرق کے عادت اور چیزیں طرح طرح کی پیدا ہوتی ہیں اور درمیان آسمان اور زمین کے معلق
کھڑی رہتی ہیں اور زمین پر بھی گر پڑتی ہیں اور تفصیل اس کی اپنی جگہ مذکور ہے اور درمیان کتابوں
عجائبات کائنات الجو کے لکھی ہوئی ہے اور رُوح یا نیک محض ہے اور اس کو فرشتہ کہتے ہیں یا شرِ محض
بد ہے اور اس کو شیطان کہتے ہیں یا ملی ہوئی نیک اور بد سے اور وہ دو قسم ہیں جن اور رُوحیں۔ بنی آدم

## فرشتوں کی قسموں کا بیان

کی اور فرشتوں کی بھی تین قسمیں ہیں۔ بعض فرشتے ایسے ہیں کہ علاقہ ان کو جسموں کے ساتھ ہے۔ بعض اجسام
علویہ کے ساتھ علاقہ رکھتے ہیں جیسا کہ اٹھانے والے عرش کے اور محافظ کرسی کے اور داروغہ بہشت کے
اور دوزخ کے اور رہنے والے سدرۃ المنتہٰی کے اور مجاور بیت المعمور کے اور کھینچنے والے ستاروں کے اور
حرکت دینے والے آسمانوں کے اور دربان آسمانوں کے اور بعض اجسام سفلیہ کے ساتھ علاقہ رکھتے
ہیں جیسے وہ فرشتے کہ ابر اور ہوا کے اوپر موکل ہیں اور ہمراہ ہر قطرہ کے اترتے ہیں اور وہ فرشتے
کہ اوپر دریاؤں اور پہاڑوں اور درختوں کے موکل ہیں اور وہ فرشتے کہ بنی آدم کے محافظ ہیں اور
عمل ان کے لکھتے ہیں اور وہ فرشتے کہ بیچ اعانت اُن لوگوں کی کہ اسماء الٰہی کا وظیفہ رکھتے ہیں اور
عزیمت پڑھنے والوں کے مصروف ہیں۔ دوسری قسم کے فرشتے ایسے ہیں کہ بیچ عبادت الٰہی کے
ڈوبے ہوئے رہتے ہیں اور خدمت ان کی یہی ہے کہ یاد خداوند اپنے کی کریں اور یہ فرشتے اس کثرت
سے ہیں کہ شمار ان کا ممکن نہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ درمیان آسمانوں کے ایک بالشت
کی بھی جگہ خالی نہیں کہ اس جگہ فرشتہ نہ ہو کہ عبادت اللہ کی میں مشغول کھڑا ہے یا بیچ رکوع کے ہے

marfat.com

یا پیچ سحبکد کے تیسری قسم ملائکہ مقربین کی ہے کہ کام بڑے بڑے جہان کے ان کی تدبیر سے اور ان کے واسطے سے سرانجام ہوتے ہیں جیسا کہ اتارنا وحی اور شریعت کا اور پہنچانا رزق کا اور دولت کا اور مدد کرنی اور تصرف کرنا اور خراب کرنا ملکوں اور دولتوں کا اور قبض کرنا ارواح بنی آدم کا اور چار فرشتے یعنی حضرت جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام اور لشکر اور مددگار ان کے بھی اس قسم میں داخل ہیں اور مطلق فرشتوں کے حال میں اور ان کی کثرت میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ یعنی نہیں جانتا ہے لشکروں رب تیرے کو مگر وہی یہاں تک اقسام ذات کا بیان ہو چکا اور صفت کے بھی عالم بہت ہیں جیسا مکان اور زمان اور کم اور کیف اور وضع اور نسبت اور جہت اور پورا پورا بیان ان عالموں کا پیچ کتابوں بڑی بڑی حکمت کے ہے حاصل یہ ہے جس کسی کو احاطۂ احوال موجودات اور تفصیلوں ان کی کا زیادہ تر ہو گا رب العالمین کی تفسیر سے اس کو خوب واقفیت ہوگی اس جگہ ایک بات دل میں چبھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب نزول اس سورۃ کا اس واسطے ہے کہ بندے بیچ وقت مناجات پروردگار کے ساتھ اس نوع کے شکر نعمتوں اس کی کا بجا لائیں پس ذکر کرنا پرورش تمام جہانوں کا اس جگہ کیا مناسب ہے چاہیئے تھا کہ پرورش عالم انسانی کی فقط اس جگہ ذکر کی جاتی ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ پرورش خدا کی نے ہر جہان کو ساتھ جہان دوسرے کے ایک ربط اور ملاپ دے دیا ہے کہ آپس میں محتاج ایک دوسرے کے ہیں پس جاننا ربوبیت انسانی کا بغیر دریافت کرنے ربوبیت تمام جہانوں کے ممکن نہیں اور جس وقت بندے جانیں گے کہ تمام جہانوں کو بیچ پرورش ہماری کے مصروف کیا ہے پس قدر نعمت اللہ کی ان کے ذہن میں نہایت درجہ حاصل ہوگی اور موافق اس کے عاجز ہونا شکر اللہ تعالیٰ کے سے ان کو معلوم ہوگا اور اسی قدر انکسار نفس بمقابلۂ انعام و منعم حقیقی کے کہ خلاصہ شکر کا ہے اور اصل حمد کا ہے حاصل ہوگا تفصیل اس اجمال کی طول چاہتی ہے لیکن واسطے نمونہ کے تھوڑا سا بیان کیا

## بیان اسباب سعادت

جاتا ہے تاکہ باقی کو اسی پر قیاس کیا جائے مثلاً جو تربیت اللہ کی کہ آدمی کے حق میں ہوئی ہے ابتداء اس کی وجود سے ہے اور انتہا اس کی حصول سعادت دائمی اور سعادت ابدی ہے اگر اسے کھولا جائے اور اجزا اس کے جدا جدا کرنے میں آئیں تو تین چیزیں نکلتی ہیں ایک اعتقاد سچا دوسرے عمل نیک تیسرے خلق نیک اور یہ تینوں چیزیں موقوف ہیں اور چار بدنی چیزوں پر کہ ایک صحت دوسرے قوت



marfat.com

تیسرے جمال چوتھے طول عمر کا اور یہ چاروں چیزیں موقوف اوپر اور چار چیزوں کے ہیں مال اور اہل اور مرتبہ اور کنبہ اور اور مددگار اور معاون اور ربط فضیلتوں بدنی کا ساتھ فضیلتوں نفسی کے کہ یہ اجزا سعادت ابدیہ کے ہیں سوائے اور پانچ دو کے نہیں ہو سکتا اول ان کی ہدایت ہے یعنی پہچاننا طریق بھلائی اور برائی کا ساتھ عقل اور شرع کے دوسرے ثمرہ مجاہدوں اور ریاضتوں کا یعنی روشنی نور کی کہ عالم نبوت اور عالم ولایت سے بعد کرنے مجاہدہ کے ظاہر ہو تیسرے مرشد یعنی وہ کہ باعث ہو اوپر توجہ کے طرف سعادت کے چوتھے توفیق اور تائید یعنی آسان ہونا راہ ثواب پر چلنا اور پہنچنا طرف مطلب کے پانچویں استقامت یعنی باقی رہنا عزم قوی کا آخر کار تک اور کھل جانا بصیرت کا اس کام میں پس ان سولہ چیزوں کے اوپر تربیت آدمی کی موقوف ہے اور سب سے ادنیٰ ان میں صحت ہے اور صحت کے واسطے بہت اسباب ہیں کہ تفصیل ان کی کتب طب میں موجود ہے اور ادنیٰ ان اسباب کا کھانا ہے اور ہر گاہ کہ کھانا فعل اختیاری ہے اس کو حاجت طرف ایک جسم کے ہے جس میں قدرت اور ارادہ اور علم ہو اور نباتات اگرچہ قدرت اور علم اور ارادہ نہیں رکھتے ہیں مگر قوت جذب کرنے غذا کی ان کو بھی دی گئی ہے اسی واسطے نباتات کو جماد سے کامل کیا ہے لیکن نبات طلب کرنے اس غذا سے کہ اس سے دور ہو عاجز ہے اس واسطے کہ اس کو نہ علم مکان اس غذا

## بیان حواس خمسہ

بعید کا ہے اور نہ طلب چلنے کی اس کی طرف پس حیوان کو یعنی ذی روح کو پانچ حواس دیئے ہیں ایک قوتِ لامسہ ہے کہ بسبب اس کے معلوم ہو جاتی ہے گرمی آگ کی اور سردی برف کی اور کاٹنا تلوار کا، پس بھاگتا ہے ایسی چیزوں سے اور محفوظ رہتا ہے مگر جس حیوان میں فقط یہی قوت ہے جیسا کہ بعض کرم پس وہ عاجز ہوتا ہے اس بات سے کہ دشمن سے دُور بھاگے یا جو چیزیں کہ مرغوب ہیں اور دُور ہیں ان کو طلب کرے پس واسطے دریافت کرنے ان اشیاء کے کہ دُور ہوں قوت دوسری عطا فرمائی اور اس کو شامہ کہتے ہیں تاکہ اس قوت سے بُو سونگھی جائے اور چونکہ بُو سُونگھنے سے بھی معلوم نہیں ہوتا ہے کہ شے مطلوب اور مرغوب کس طرف ہے اس کے واسطے قوت دوسری عطا فرمائی کہ اس کو باصرہ کہتے ہیں اور بسبب اس قوت کے اس کی جانب معلوم ہو جاتی ہے اور چونکہ اس قوت سے بھی جو شے کہ پردہ میں ہو معلوم نہیں ہوتی پس شے مطلوب کا طلب کرنا کہ پردہ میں ہو اور شے نامرغوب سے بھاگنا کہ پردہ میں ہو متصور نہیں ہو سکتا مگر بعد پاس

marfat.com

آجانے کے پس معلوم کرنے اشیاء پوشیدہ کے قوت دوسری دی گئی کہ اس کو سامعہ کہتے ہیں اور جو کسی شخص کو رغبت کسی غذا کی طرف ہو اور وہ غذا جو حواس خمسہ سے غائب ہے پس اس کے طلب کرنے کے واسطے بنی نوع کو اپنے سے کلام عنایت کیا کہ مرکب حرفوں سے ہے تاکہ بسبب اس کلام کے ان کو فرمائش کرے کہ فلاں فلاں چیز بازار سے لاؤ اور درست کرو اور جب غذا پہنچی اس کی لذت دریافت کرنے کے واسطے قوت ذائقہ بخشی تاکہ بسبب لذت کے اُس غذا کی طرف طبیعت متوجہ ہو اور جذب اُس کا طبیعت پر آسان ہو پھر حس مشترک اور قوتِ خیال بھی بخشی تاکہ مجموع محسوسات کو خیال میں محفوظ رکھے اور وقت غیبت کے طلب کرے مثلاً ترنج کی شیرینی اور زردی اور خوشبوئیں حس سے دریافت کرکے صورت مرکبہ اس کی خیال میں رکھے تاکہ وقت حاجت کے طلب کرے پھر ایک قوت شہوانیہ بھی عطا فرمائی کہ بسبب اس کے خواہش شے مطلوب کی ہو اور ایک قوتِ کاہیہ عنایت کی کہ بسبب اس کے شے مکروہ سے نفرت کرے اور قوتِ غضبیہ واسطے دفع کرنے خصم کے دی گئی تاکہ غذا حاصل کی ہوئی کو غصب نہ کرے اور پاؤں دیئے تاکہ واسطے طلب کرنے غذا کے جائے اور ہاتھ دیئے تاکہ غذا کو اس سے پکڑ کر منہ کی طرف پہنچائے اور منہ واسطے پہنچانے غذا کی طرف معدہ کے اور جبڑہ اور دانت واسطے پیسنے کھانے کے تاکہ نگلنا اس کا آسان ہو اور زبان واسطے حرکت دینے طعام کے بیچ منہ کے اور واسطے چکھنے مزہ کے اور واسطے لینے نام اُس غذا کے وقت حاجت کے اور لب واسطے کو ندہنی کے اور مری اور حنجرہ یعنی حلق واسطے پہنچنے طعام کے طرف معدہ کے اور معدہ اس واسطے دیا کہ کھل جاوے اور طعام کو اپنے اندر لے لے اور پھر مل جائے تاکہ کھانا رات تک اس میں رہے اور پکے اور کھانے کے اجزا ہضم ہو کر ایک سے مثل آش جو کے ہو جائیں اور واسطے پکانے غذا کے معدہ کے اندر حرارت اور تلی اور ثرب کہ ایک پردہ شکم کا ہے بھی ضرور ہوئے اس واسطے ان اعضاء کو حرارت دی گئی تاکہ کھانا معدہ کے اندر طبخ پا کر اور کیلوس ہو کر رگوں کے راستے سے جگر میں پہنچے اور اس جگہ پک کر خون ہو جائے اور بسبب پختت کے کچھ اس غذا میں سے سودا ہو جاتا ہے مثل تلچھٹ کے اور اس کو تلی لے لیتی ہے اور جو کچھ صفرا ہو جاتا ہے مثل کف کے جیسا کہ ہانڈی کے اوپر آجاتا ہے اور اس کو پتہ جذب کرتا ہے اور چونکہ خون میں ابھی تک پتلا پن اور رطوبت باقی ہے اس واسطے دو گردہ عنایت ہوئے

marfat.com

تاکہ خون صاف ہو کر مائیت اس کی ان کی طرف آجائے اور جس وقت خون صالح غذا کا ہوگیا،
اس کی تقسیم کرنے کے واسطے کوئی شے چاہیئے تاکہ تمام بدن میں اس کو بانٹ دے اور بدن کو غذا
پہنچے اس واسطے رگیں عنایت فرمائیں۔ رگیں بڑی بڑی اور باریک بھی اور ہر گاہ کہ غذائے معدہ
میں طبخ پایا تھا اور فضلہ بعد پکنے کے باقی رہا تھا اگر معدہ میں رہ جاتا باعث بیماریوں کا ہوتا اس
واسطے سودا کو قوت دی اور راستہ بھی کھول دیا کہ تھوڑا سا صفرا امعاء کی طرف بھیجے اور وہ صفرا
اس امعا کو کہہ جائے کہ احتیاج دفع کرنے فضلہ کی پائی جائے اور راہ مقعد کے سے نکلے اور بدن
ہمیشہ تحلیل ہوتا ہے اس واسطے سودا میں سے طحال نے جذب کیا تھا اور اس میں ترشی اور قبض
آگئی تھی کچھ طرف فم معدہ کے پہنچایا کہ قوت شہوانیہ حرکت میں آئے اور طبیعت غذا کو چاہے اور جو
مائیت گردہ نے جذب کی تھی اپنی غذا کے موافق لے کر باقی کو مثانہ کی طرف ڈال دیتا ہے تا راستے باریک
سے کہ سوراخ ذکر کی طرف آتا ہے دفع ہو اور پیشاب ہو کر نکلے بعد اس کے جاننا چاہیئے کہ آدمی کے
واسطے کھانے کی چیزیں بہت درکار ہیں کہ تخم ان کا باقی رہے اور اگر تخم جاتا رہے گا وہ چیزیں گم ہو

## بیان رکن خلافت

جائیں اور آدمی بھوکا رہے گا اس واسطے ایک پیشہ تعلیم کیا کہ بسبب اس کے تخم ان چیزوں کا باقی رہے گا
اور وہ پیشہ کھیتی کا ہے اور اس کے واسطے تین رکن ہیں اول مٹی کہ تخم کو اس میں نگاہ رکھے۔
دوسرے پانی تیسرے ہوا تاکہ وہ تخم پھول کر شاخ اور پتے لائے اور ہوا کو ضرور ہے کہ سخت حرکت
کر کے زمین میں گھسے اور تخم کے اجزا میں آوے اور درمیان تینوں چیزوں کے کمال خلط ہو جائے
اور باوجود اس کے گرمی موسم گرما کی ضرور ہے اس واسطے کہ بغیر گرمی کے ہوا سے اجزا تخم کے اوپر
کو اٹھ نہیں سکتے اس جہت سے کہ ہوا ٹھنڈی سے شے جم جاتی ہے اور باعث اوپر کو اٹھنے کا
نہیں ہوتی پھر واسطے پانی دینے کھیتی کے احتیاج کھودنے کنوئیں اور نہر اور جاری کرنے چشموں کے
اور درست کرنے نالیوں پانی کی ہوئی اور ایسے ہی حاجت آلات پانی دینے کی کنوؤں سے پڑتی ہے
اور بعض زمینیں بلند ہوتی ہیں کہ نہروں کا اور چشموں کا اور کنوؤں کا اس جگہ پانی نہیں پہنچتا اس
واسطے جناب باری نے ابر پیدا کر دیئے اور ہواؤں کو ان کے اوپر مقرر کیا تاکہ ابر کو ہر طرف لے جائیں
اور چونکہ پانی باران کا ہر وقت میسر نہیں اس واسطے پہاڑوں کو خزانہ معینہ کے پانی کا مقرر فرمایا تاکہ
نہریں اور چشمے بتدریج جاری ہوں اور شہروں کو غرق نہ کریں اور گرمی کے واسطے آفتاب کو ہیچ وقت

marfat.com

حاجت کے فرمانبردار کیا تاکہ نزدیک ہو کر ہوا میں گرمی پیدا کرے اور جب سبزہ زمین سے بلند ہو سختی اور بستگی اس میں پیدا ہو جائے اور رطوبت پانی اور ہوا کی اس سبزہ کو کمتر پہنچتی ہے اور ابھی تک رطوبت بہت درکار ہے سو اس رطوبت کے واسطے چاند کو فرماں بردار کیا اور ایسے ہی جو ستارے کہ آسمان میں ہیں زراعت میں اُن کا فائدہ ہے کہ بعد تفتیش کے معلوم ہوتا ہے اور مسخر کرنا آفتاب اور چاند اور ستاروں کا بغیر حرکت آسمانوں کے متصور نہیں اور سرانجام حرکات افلاک کا فرشتوں کے ذمہ ہے بعض فرشتے واسطے تدبیر غذا کے آدمی کے بدن پر مؤکل ہیں اس واسطے کہ فائدہ غذا کا یہ ہے کہ جز غذا کا قائم مقام جز بدن کے بسبب حرکتوں کے تحلیل ہو گیا ہے ہو جائے پس ضرور ہے کہ ایک فرشتہ ایسا ہو کہ غذا کو طرف گوشت اور استخوان کے کھینچ کرے جائے اس واسطے کہ غذا جسم ثقیل ہے میل اس کا نیچے کی طرف ہے اور طرف کو میل نہیں اور ایک فرشتہ ایسا چاہیئے کہ غذا کو عضو کے اندر رکھے اور تیسرا فرشتہ بھی ہوتا ہے کہ صورت خون کی غذا سے جدا کرے اور چوتھا فرشتہ اور ہو کہ صورت گوشت اور پوست کی ہڈیوں کو پہنائے اور پانچواں فرشتہ واسطے دفع کرنے فضلہ کے اور چھٹا تاکہ جنس کو ساتھ جنس کے چپٹائے اور ساتواں فرشتہ ایسا چاہیئے کہ رعایت مقدار کی کرے کہ اونچا پن اور نیچا پن عضو کی صورت میں پیدا نہ ہو پس یہ سات فرشتے واسطے غذا ہر عضو کے درکار ہیں اور بعضے اجزا بدن کے ایسے ہیں جیسے آنکھ اور دل کہ سو فرشتوں سے زیادہ کی طرف احتیاج رکھتے ہیں اور تمام فرشتوں زمین کے کو آسمان کے فرشتوں سے مدد پہنچتی رہتی ہے اور آسمان کے فرشتوں کو مدد پہنچتی ہے ان فرشتوں سے جو اٹھانے والے عرش کے ہیں پس یہ تمام جو مذکور ہوا ایک شاخ ہے شاخوں تربیت الٰہی سے کہ فقط کھانے کی صورت میں پائی گئی اور کھانا ایک سبب صحت کا ہے اور اسباب صحت کے اور بھی ہیں اور صحت ادنیٰ چیز ہے کہ اعلیٰ درجہ تربیت کا اس پر موقوف ہے اور جو شخص تمام اسباب صحت کے اور چیزیں جن کے اوپر تربیت موقوف ہے ساتھ نظر تفصیل کے مشاہدہ کرے یقین ہو جائے کہ حقیقت تربیت کی بغیر ربط ہونے تمام عالموں کے آپس میں ممکن نہیں اسی واسطے بیچ مقام شکر نعمتوں کے لفظ رب العالمین کا ذکر کیا گیا تاکہ اشارہ ہو اس طرف کہ تربیت ہر فرد کا ہمہ داخل ہے اور حقیقت میں تربیت تمام عالم کی تربیت اس کی ہے اور کیا اچھا ہے کہ کہا گیا بیت

marfat.com

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نہ بری

جاننا چاہیئے کہ لفظ رب کا بیچ لغت عرب کے کئی معنوں کے واسطے آتا ہے اور سب معنی اس جگہ مناسب ہیں پس ایک معنی رب کے مالک کے ہیں اور مالک ہونا تمام جہانوں کا اس کے واسطے ظاہر ہے اس واسطے کہ جب سب چیزیں مخلوق اس کی ہیں مملوک بھی اس کی ہوئیں اور آدمی کی ملکیت ایسی نہیں ایک اس وجہ سے کہ ملکیت اس کی بطور عاریت کے ہے مالک حقیقی سے اور دوسرے معنی رب کے پیدا کرنے والا اور یہ معنی بھی مناسب مقام حمد کے ہیں بلکہ خالق ہونا اس کا سزاوار حمد ہے اور اعلیٰ درجہ حمد کے کو چاہتا ہے کہ نعمتیں اُس کی مخلوقات کی طرف پہنچ گئی ہیں باوجودیکہ کچھ استحقاق ان کا نہیں تھا اور اب بھی پہنچتی رہتی ہیں بغیر استحقاق ان کے تیسرے رب کے معنی سید کے ہیں یعنی سردار گروہ کا اور باعتبار اسی معنی کے رب النوع کہتے ہیں یعنی سردار نوع کا اور حقیقت اس معنی کی بلند ہونا مرتبہ کا ہے اور یہ وصف بھی چاہتا ہے کہ اس کے واسطے اعلیٰ درجہ کی حمد کی جائے اور چوتھے معنی رب کے مربی کے ہیں یعنی درستی کاموں کی کرنے والا اور پہنچانے والا ہر چیز کو اوپر مرتبہ کمال کے مثلاً نطفہ کو خون کے ساتھ ملا کر علقہ کیا اور علقہ کو منجمد کر کے مضغہ کیا اور مضغہ میں اعضا جدا جدا بنا کر روح اس پر قابض کی اور ہر عضو کو جو قوت کہ لائق اس عضو کے ہے عطا فرمائی۔ پھر روح کو ساتھ شریعت اور طریقت کے اور حقیقت کے کامل کیا پس سزاوار حمد کامل کا ہوا اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ تربیت دو قسم ہے ایک قسم وہ ہے کہ کوئی شخص اپنے نفع کے واسطے کسی کی پرورش کرے تاکہ وہ چیز اس کے کام میں آئے اور تربیت بھی اس قسم کی ہے کہ پابند غرضوں اور حاجتوں کی ہے دوسری قسم تربیت کی یہ ہے کہ اس شے کے فائدے کے واسطے تربیت کی جائے اور شان خالق کی یہی ہے کہ مخلوقات کے فائدے کے واسطے تربیت ان کی کرتا ہے اور اس کو اس بات کی حاجت نہیں کہ بسبب مخلوقات کے کمال اپنا چاہے اور اسی واسطے اللہ تعالےٰ کے حق میں یہ حدیث شریف آئی ہے إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُلِحِّيْنَ فِي الدُّعَاءِ یعنی اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے گڑگڑا کر دعا مانگنے والوں کو اور بھی آیا ہے مَنْ لَا يَسْئَلُ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ یعنی جو شخص نہ مانگے اللہ سے اللہ غصے ہوتا ہے اوپر اس کے اور اس جگہ جانا گیا ہے کہ رب العالمین بڑی کامل صفت اللہ کی میں سے ہے جل شانہٗ اس واسطے کہ ابتدا ظاہر ہونے تو وجود کی سے تا انتہا

marfat.com

پہنچنے ہر شخص کے طرف معاد اپنی کے سے اسی اسم اعظم کے حیطہ میں داخل ہے اور جو نسبت اور علاقہ کہ جہان کا دیکھا یا بنا جاتا ہے ایک پرتو انواروں اسی اسم مبارک کا اسی واسطے بعد اسم مبارک اللہ کے اس اسم کو بیچ حمد کے لائے بسبب اس کے کہ اسم اللہ کا دلالت اوپر تمام اور کمال کے کرتا ہے یعنی ذات اللہ تعالیٰ کی اپنے آپ کامل اور پوری اور واجب ہے کسی شئے کی طرف اسے کمال میں احتیاج نہیں اور یہ اسم دلالت اوپر مافوق تمام اور کمال کے کرتا ہے یعنی ذات اس کی باوجود کمال اپنے کے آگے کو بڑھے یعنی ان کی مکمل کی ہوئی اور چیزوں کا کمال بسبب اس ذات کے حاصل ہو پس تربیت اور چیزوں کی ناقص ہوئی اور اس کی تربیت کامل کہ یہ محتاج کسی کا نہیں اور اور چیزیں محتاج اس کی ہیں

## بیان الرحمٰن الرحیم

اب آئندہ بیان اُن چیزوں کا ہوتا ہے جو متعلق ساتھ الرحمٰن الرحیم کے ہیں کہ حقیقت رحمت کی حق تعالیٰ کے حق میں یعنی جو رحمت کہ صفت اللہ کی ہو سکتی ہے وہ کیا ہے پہنچانا خیر کا اور دفع کرنا شر کا ہے اور رحمت الٰہی دو قسم کی ہے ایک ذاتی ہے دوسرے صفاتی اور ذاتی بھی دو قسم ہے عام اور خاص رحمت عام عطا کرنا وجود کا یہ رحمت سب موجودات میں پائی جاتی ہے اور رحمت خاص استعداد قرب الٰہی کا بخشنا کہ یہ بات بعضے بندوں کے واسطے ثابت ہے اور رحمت صفاتی بھی دو قسم ہے عام اور خاص عام یہ ہے کہ جو صفات اور اعراض لائق ہر موجود کے ہیں اس کے تئیں عنایت کرنا اور خاص یہ ہے کہ ہر موجود کو ایسی شے عطا کرنی کہ اس کو بسبب اس شے کے اور چیزوں پر فضیلت حاصل ہو اس جگہ سے معلوم ہوا کہ رحمٰن اور رحیم کا دوسری بار اس سورۃ میں ذکر کرنا باوجودیکہ بسم اللہ میں بھی ان دونوں قسموں کے ذکر کرنے کے واسطے دونوں لفظ رحمٰن اور رحیم کے اس وجہ سے میں ذکر کئے رحمت صفاتی بھی دو قسم کی ہے عام اور خاص اس واسطے اس جگہ بھی دونوں اسم ذکر کئے تاکہ دونوں قسم کی رحمت پر دلالت کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ بسم اللہ میں ذکر رحمٰن اور رحیم کا واسطے تسکین ہیبت کے ہے کہ اسم اللہ کا ذکر کرنے سے دل پر آتی ہے اور خوف سے دل مدہوش ہوتا ہے اور اس جگہ کہ رحمٰن اور رحیم کا ذکر ہوا واسطے امیدوار کرنے بندوں کے ہے تاکہ خوف مالک یوم الدین کے سے بے قرار نہ ہوں اور جو بیچ کلام آئندہ کے عبادت کا ذکر ہے اور عبادت نہایت شاق فعل ہے پس ضرور ہوا کہ دوام ہمراہ اس کے ہوں ایک رجا اور دوسرا خوف پس دونوں جگہ دو دو اسم ذکر کئے کہ پہلا دلالت اوپر تسکین عوام کے کرتا ہے اور دوسرا خواص

marfat.com

کے واسطے ہے اور یہ بھی علمائے نے فرمایا ہے کہ ابتدا ظہور عالم کی ساتھ رحمت عام اور خاص کے ہے۔ اور ۔ ان انتہا اس کی بھی دونوں قسم کی رحمت کے ساتھ ہے۔ پس پہلے ذکر دونوں اسموں کے اندر اشارہ طرف رحمتوں ابتدا کی ہے اور اس جگہ ذکر کرنا انکا اشارہ طرف رحمتوں انتہائی کے ہے اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ ابتدا حمد کی رحمتیں عام اور خاص ہیں عام بیچ نظر عام کے اور خاص بیچ نظر خاص کے پس چاہیئے کہ منتہیٰ حمد کا بھی دو قسم کی رحمتیں ہوں ساتھ اسی تفصیل کے اس میں اور یہ بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ حمد اگرچہ کامل اور پوری پوری ہو لیکن مکافات نعم الٰہی کی کہ سابقہ ہیں خواہ عام ہوں خواہ خاص نہیں کر سکتے ملکہ کیا عجب کہ اس جگہ رحمت موجب جزائے مزید کی ہو سکے مگر ساتھ اس طرح کہ دو قسم رحمت کے اور اس حمد کے ساتھ مل جاویں اور موجب جزائے مزید کا ہوں عام واسطے مزید عام کے اور خاص واسطے مزید خاص کے حاصل یہ ہے کہ حمد اگرچہ کیسی ہی پوری اور کامل ہو لیکن کیا ممکن کہ اس کی نعمتوں کے کہ پہلے سے ذمہ اس کے ہیں مکافات کر سکے پس اسی سے لازم آیا کہ جب حمد نے اس کی نعمتوں کا مقابلہ نہ کیا لائق جزائے مزید کیونکر ہوا اس واسطے دوبارہ رحمتیں ذکر کیں کہ ان رحمتوں کے سبب سے جزائے مزید حامد کو عطا کی جائے اور یہی اشارہ دوبارہ ذکر کرنے میں ہے کہ جیسے رحمت دنیا کی دو قسم ہے ایک عام کہ وہ ایجادی ہے اور خاص کہ تفضلی ہے یعنی ساتھ انعام بزرگ کے مشرف کرنا کہ بعض خاص لوگوں کے واسطے ہو ایسی ہی رحمت آخرت کی بھی دو قسم کی ہے ایک عام ہے کہ جس کے سبب سے نجات عذاب سے ہو اور دوسرے خاص کہ جس کے سبب سے قرب الٰہی حاصل ہو اور اس کی طرف بھی اشارہ نکل سکتا ہے کہ رحمت اللہ تعالیٰ کی سبب حمد اس کے کا ہے بلکہ واسطے خاص کے سبب حمد خاص کی ہے اور عام سبب عام کی اور یہ بھی کہا وہی رحمت سبب عبادت کا ہے اگر مضمون مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کا ملاحظہ کیا جائے رحمت عامہ واسطے عبادت خاصہ کے پس حمد کے تئیں ساتھ دو وجہ کے ضرور جاننا چاہیئے اوّل یہ کہ مقتضا رحمت کا ہے اور دوسرے یہ کہ مقصود عبادت سے بھی حمد ہے اور عبادت مقصود ہے انسان کے پیدا کرنے سے اور انسان کا پیدا کرنا مقصود ہے پیدائش تمام جہان کی سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ رحمٰن اور رحیم کے معنی ایک ہیں جیسے کہ ندمان اور ندیم کے پس جمع کرنا دونوں لفظوں کا تاکید کے واسطے ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں

marfat.com

تیز اور تند ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ رحمٰن میں مبالغہ زیادہ ہے رحیم سے اس واسطے کہ رحمٰن میں پانچ حرف ہیں اور رحیم کے چار حرف اور زیادتی لفظوں کی دلالت کرتی ہے اوپر زیادتی معنوں کے اور اسی واسطے رحمٰن خاص ہوا ساتھ ذات باری کے غیر کے اوپر بولا نہیں جاتا ہے اور بسبب غلبۂ اسمیت کے حکم علم کا اس نے پیدا کیا ہے اسی واسطے جو کوئی غیر اللہ کو رحمٰن کہے کافر ہو جائے گا اور جو مبالغہ کہ رحمٰن میں پایا جاتا ہے اسے تین طرح سے سمجھنا چاہیئے اوّل باعتبار کثرت رحمت ایجادی کے دوسرے باعتبار کثرت افراد مرحومین کے اور یہ دونوں قسم کا مبالغہ زیادتی بیچ کمیت کے ہے تیسرے باعتبار زیادتی کیفیت کے کہ اسم رحمٰن کا خاص ہے ساتھ رحمتوں بڑی کے کہ ہمیشہ ہوں اور جو کوئی کہتا ہے کہ رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمُ الدُّنْيَا اشارہ طرف ایک کے انھیں تین وجہ مبالغہ کی طرف ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَرَحِيْمُ الْاٰخِرَةِ اس کی وجہ یہ ہے کہ رحمتِ دنیا کی عام ہے نیک اور بد اس میں شریک ہیں بخلاف رحمت آخرت کے کہ خاص مومنین کے واسطے ہے پس اس وجہ سے رحمٰن میں مبالغہ نکل آیا اور یہ بھی کہا ہے کہ رحمٰن باعتبار لفظ کے خاص ہے اور باعتبار معنی کے عام اس واسطے کہ سوائے ذات باری کے دوسرے کو رحمٰن نہیں کہا جاتا اور خالقیت اور رازقیت اور نفع رسانی کہ معنی اس میں شامل ہیں تمام موجودات کو اور رحیم باعتبار لفظ کے عام ہے اور باعتبار معنی کے خاص اس واسطے کہ مخلوقات کے اوپر یہ لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہتے ہیں فلاں رحیم ہے اور لطف اور توفیق کہ معنی اس کے ہیں خاص مومنین کے واسطے ہے ضحاک نے کہا ہے کہ رحمٰن میں اشارہ طرف ظہور رحمت اس کی کے ہے اوپر اہل آسمانوں کے اور رحیم میں اشارہ ہے طرف نزول رحمت اس کے اوپر اہل زمین کے ابن مبارک نے کہا ہے کہ رحمٰن وہ ہے کہ جو اس سے سوال کریں پورا کرے اور رحیم اس کو کہتے ہیں کہ جو اس سے کچھ نہ طلب کریں ناخوش ہو اور غصہ میں آوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ نعمتیں طرح طرح کی دُنیا اور آخرت کی آثار رحمت رحمانی کی ہیں اور دُور کرنا بلیات کا اور آفات دارین کا بسبب رحمت رحیمی کے ہے اور ہر تقدیر پر لفظ رحمٰن ابلغ رحیم سے ہے پس بیچ ترتیب ان اسماء کے کہ اوّل اللہ کو ذکر کیا پھر رحمٰن کو پھر رحیم کو مناسبت تنزیہی ہے یعنی درجہ بدرجہ ذکر ہے کہ پہلے ذکر اسم ذات کا کیا پھر ذکر اس اسم کا اسماء صفات میں کیا کہ مانند اسم ذات کے ہے بیچ

اختصاص کے کہ اس کا اطلاق نہیں ہوتا بعد اس کے اسماء صفات میں سے ایسے اسم کا ذکر فرمایا کہ وہ عام ہے لیکن اس جگہ ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب لفظ رحمٰن کا کہ دلالت اوپر کمال کے کرتا ہے ذکر ہو گیا پھر حاجت ذکر رحیم کی کیا ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ ذکر رحیم کا لستم پشتم کے قبیل سے ہے یعنی جو رحمت کہ اس میں مندرج تھی لفظ رحیم کے ساتھ اس کا ذکر کیا اس واسطے کہ لفظ رحمٰن کا شامل ہے نعمتوں بزرگ اور کلیات اور اصول منافع کو اور لفظ رحیم کا نعمتوں حقیر درجات اور فروع کو شامل ہے اور یہ تتمیم اس واسطے کی گئی تاکہ بندہ کو بیچ مانگنے حاجتوں چھوٹی چھوٹی کے مثل نمک کے اور پاپوش کے اور گھاس جانور کے جناب الٰہی سے شرم دامن گیر نہ ہو اور بے دھڑک ہو کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ہم اپنی تئیں فقط رحمٰن کہتے حشمت ہماری تیرے دل پر غالب ہوتی اور سہل سہل چیزوں کا سوال ہم سے بے ادبی جانتا تو اب کہ اپنی تئیں رحمٰن اور رحیم کہا ہم نے اجازت اور پروانگی دی کہ ہر حاجت خواہ بڑی ہو خواہ چھوٹی ہم سے طلب کر اور یہ اُس کا کمال احسان بندوں کے اوپر برخلاف عادت بادشاہوں اور امیروں اور متکبروں دُنیا کے ایک کتاب میں دیکھا گیا کہ ایک شخص نے کسی سہل مقدمہ میں عرضی بیچ حضور بادشاہ کے گزاری بادشاہ نے فرمایا کہ اس کو تادیب کریں کہ مقدمات سہل کے تئیں سہل آدمیوں سے چاہیئے طلب کرنی مدد اس جگہ کمال رحمت الٰہی ظاہر ہوتا ہے کہ بندہ کو ساتھ اس مرتبہ کے دلیر کر دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ رحمٰن دلالت کرتا ہے اوپر ان نعمتوں کے کہ ملنا ان نعمتوں کا بندوں سے نہ ہو سکے جیسا کہ زندگی دینی اور قوت شنوائی اور بینائی کی عطا کرنی فرزند دینے اور رحیم دلالت اُوپر ان نعمتوں کے کرتا ہے کہ آدمیوں کے خیال میں حاصل ہونا اس کا آدمیوں سے بھی ممکن ہے جیسا کہ تشخیص مرض کی اور معالجہ کرنا ساتھ دوا کے اور رقمیں روزینہ کی مقرر کرنی اور جاگیر دینی اور اعانت کرنی بیچ امور معاش اور معاد کے پس گویا فرماتا ہے کہ میں رحمٰن ہوں نطفہ گندہ کو تو میرے حوالہ کرتا ہے میں اس کو آدمی خوش تالب اور خوب صورت بنا کر حوالہ تیرے کرتا ہوں اور تخم خشک بوسیدہ مجھ کو سونپتا ہے تو میں اس کو درخت مع شاخ اور پتوں کے پھل لانے والا بنا کر تیرے تئیں عطا کرتا ہوں میں اور عبادت ناقص میرے واسطے بھیجتا ہے تو میں اس کو ایک محل بلند کہ حوریں اور مکانات اور درخت اور نہریں اس میں ہوں بنا کر تیرے حوالے کرتا ہوں اور رحیم بھی ہوں کہ جو کچھ باپ اور ماں اور

marfat.com

خاوند اور مالک اور اُستاد اور پیر اور طبیب اور عطار اور آقا اور مربی تربیت ساتھ کرتے ہیں اُنکی بھی توقع رکھ اور اسی واسطے کہا ہے ؎

بکلّ شیٔ اذا فارقتہ عوض ولیس للّٰہ ان فارقت من عوض

یعنی واسطے ہر شے کے جس وقت مفارقت ہو جائے تیری اُس سے بدل ہے اور نہیں ہے واسطے اللہ کے اگر مفارقت کرے تو اس سے کوئی بدلا۔ اس جگہ ایک شبہ ہے بہت مشکل اور وہ یہ ہے کہ جب وہ رحمٰن اور رحیم ہے پس کس واسطے اس نے بُری چیزیں اور قباحت کی باتیں پیدا کیں اور افعال مذمومہ اور اخلاق نکمے اور غم اور طرح طرح کی سوچ اور فکر اور حاجتیں ہمارے ساتھ لگائیں اور یہ کیا تقاضا رحمت کا ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ حقیقت میں کوتاہ نظری ہماری ہے کہ ان چیزوں کو خلاف رحمت کا جانیں اگر باپ شفیق بیٹے کے تئیں تادیب کرے البتہ رحمت کے موافق اس نے کام نہ کیا اور ظاہر میں تادیب صورت عذاب کی ہے لڑکے سے پوچھنا چاہیئے کہ اس پر کیا گزرتی ہے جس وقت صبح کے وقت اُٹھتا ہے تب اس کو گھر میں سے ہم جنسوں سے علیحدہ کر کے مکتب میں لے جاتے ہیں اور معلم مکروہ صورت کہ کوڑا ہاتھ میں ہے اور چین پیشانی پر پڑی ہوئی ہے حوالہ کر دیتے ہیں اور وہ استاد اُس کو فرصت ایک لحظہ کی نہیں دیتا ہے کہ تھوڑا سا کھیل میں مشغول ہو کر آرام کرے پھر جب دن جمعہ کا ہوتا ہے اس بلا سے خلاصی ہوتی ہے حجام کے حوالہ کرتے ہیں کہ ناخن اور بال اس کے مونڈے پھر جب گھر میں آوے پانی گرم سے اس کو غسل دیتے ہیں اور میل بدن سے کیسے مَل کر دور کرتے ہیں اور جو کہیں کچھ صورت بدہضمی کی ہو جاتی ہے پانی اور کھانا اس کا بند کر دیتے ہیں تمام گھر کو دیکھتا ہے کہ کھانے لطیف اور شربت لذیذ کھاتے ہیں اور پیتے ہیں اور یہ ایک لقمہ اور ایک گھونٹ کے واسطے ترستا ہے اور ہر چند فریاد کرتا ہے کوئی نہیں سُنتا ہے پس یہ باتیں صورت کمال عذاب کی ہیں اور حقیقت میں عین رحمت ہے من لم یود بہ الابوان ادبہ الملوان اگرچہ طفل ناقص العقل ہرگز نہیں سمجھتا ہے کہ یہ سب پیچ حق اس کے کے رحمت ہے پس جو کچھ روز و شب جہاں میں محنت اور بلا ہے حقیقت میں رحمت اور نعمت ہے عسٰی ان تکرھوا شیئًا وھو خیرٌ لکم وعسٰی ان تحبوا شیئًا وھو شرٌ لکم واللّٰہ یعلم وانتم لا تعلمون قصہ حضرت

marfat.com

موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا عبرت کے واسطے اس مقام میں کافی اور شافی ہے جس جگہ ایسے پیغمبر اولوالعزم کے تئیں اسرار بعضے فعلوں الٰہی کے ظاہر نہ ہوئا اور حضرت خضر کے اوپر انکار سے پیش آئے دوسروں کو کہاں تک کشف ظاہر عالم کا بھی میسر نہیں حکمتیں اللہ تعالیٰ کی معلوم کرنی کیونکر ممکن ہو طریق عام اور خاص کا یہ کہ اس کو رحیم مطلق اور رحمٰن برحق اعتقاد کریں اور اپنا کو مثل طفل ناقص العقل کے ناعاقبت اندیش سمجھیں کہ ہر چند وہ لڑکا کوشش کرے ہرگز وجہ تعذیب اور تادیب والدین کی نہیں سمجھتا ہے اور اس جگہ جاننا چاہیئے کہ جو چیزیں دنیا اور آخرت میں خلق پر وارد ہوتی ہیں چار قسم کی ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ نافع بھی ہو اور ضروری بھی ہو جیسا دم لینا دنیا میں کہ جو لحظہ بھر دم رک جائے اور ٹوٹ جائے آدمی مر جائے اور مثل معرفت الٰہی کے بیچ آخرت کے کہ جو یک لحظہ دل سے دور ہو مستحق عذاب ہمیشگی کا ہو قسم دوسری وہ چیز ہے کہ نفع دینے والی ہے اور ضروری نہیں جیسا کہ مال دنیا میں اور کثرت علوم اور معرفتوں کی اور کثرت نوافل اور طاعتوں کی آخرت میں قسم تیسری وہ ہے کہ وہ ضروری ہے اور نفع دینے والی نہیں جیسے آفات اور امراض دنیا کے اور آخرت میں اس قسم کی کوئی نظیر نہیں چوتھی وہ ہے کہ نہ نفع دینے والی اور نہ ضروری مثل فقر کے دنیا میں اور عذاب کے آخرت میں پس جو چیز کہ نفع دینے والی ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں تقاضا رحمت خاص کا ہے اور وہ کہ ضروری ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں تقاضا رحمت عام کا ہے کہ کل عالم کے ساتھ اس کا تعلق ہے اور وہ کہ نہ نفع دینے والی ہے اور نہ ضروری ہے دنیا میں اور آخرت میں بھی تقاضا رحمت اضافی کا ہے یعنی بہ نسبت بعضوں کے رحمت ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ جو دنیا میں فقر نہ ہو تونگری اور جو لوازم اس کے ہیں بادشاہت اور امارت وغیرہ کی صورت نہ ہو اس واسطے کہ جب کسی کو کسی کی طرف احتیاج نہ ہو کس واسطے بیچ سرانجام کاموں کے وہ اپنے تئیں ذلیل کرے اور اوقات اپنی کو بیچ تابعداری اور اوامر و نواہی میں اس کے خرچ کرے پس یہ سب منصب برہم ہوں اور بالکل انتظام جڑ سے اکھڑ جائے بلکہ رہنا ایک جگہ اور جمع ہونا بنی آدم کا اور مدد ایک دوسرے کی کرنی بالکل یک قلم جاتی رہے اور خلقت انسانی مثل خلقت جانوروں کے پراگندہ اور بے سر ہو۔ پس رحمت اضافی اللہ تعالیٰ

marfat.com

کی کہ بہ نسبت ہر منصب اور ہر مرتبہ اور ہر حرفت اور پیشہ کے کہ تعلق پکڑے ہوتے ہے تقاضا کرتی ہے
فقر اور احتیاج کا لاحق ہونے مرضوں اور مصیبتوں اور آفتوں کی ہوئی فرض کیا چاہیئے کہ جو بیچ جہان
کے چور نہ ہو تو چوکیدار کیا کرے گا اور اگر بیماری نہ ہو طبیب اور جراح اور سالوتری معطل رہیں گے
اور اگر فقر اور احتیاج نہ ہو بادشاہ بے لشکر اور امیر بے خدمت گار کے اور تاجر بے گماشتہ کے اور
متصدی بے پیشکار کے کیا کریں اس جگہ سے حقیقت رحمت الٰہی کی ظاہر ہوئی کہ بیچ ہر شہر کے
اس کی آفت مخفی ہے اور باوجود اس کے آفتیں اور بلائیں چلتی پھرتی تمام عالم میں پراگندہ گردی
ہیں بہت بادشاہ قدرت والے مرضوں میں گرفتار ہیں اور محتاج طبیبوں اور عطاروں اور دوا سازوں
کے ہیں اور بہت فقیر ہیں کہ کسی سے خوف نہیں رکھتے ہیں اور ساتھ امن کے گزارتے ہیں حاجت
لشکر اور چوکیدار کی نہیں رکھتے ہیں اور بادشاہ اور امیر اور تونگر رشک ان کے حال پر کرتے ہیں
پس مرض بادشاہ کا رحمت عظیم ہے طبیبوں کے حق میں اور مفلسی اور احتیاج طبیبوں کی رحمت ہے
بادشاہوں کے حق میں اور اوپر اسی کے قیاس کرنا چاہیئے تمام آفتوں اور بلاؤں کو کہ ظاہر بیچ
خلاف رحمت کا دکھائی دیتی ہیں ہاں یہ بات ہے کہ کسی کو مخلوقات میں سے سب قسم کی رحمتیں
نہیں دی ہیں الّا انتظام عالم کا فاسد ہو جائے اور صفت قہر اور غضب کی بے مظہر رہے اس جگہ
ایک نکتہ باریک ہے کہ حضرت مریمؑ کو ایک رحمت عطا کی کہ سبب نجات اُن کی طعنہ کفاروں بدبخت
کے سے ہوئی جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا اور تمام امت
مصطفوی کو بھی ایک رحمت عمدہ تر عنایت فرمائی ہے کہ وہ وجود مسعود رسول مقبول کا ہے جیسے کہ
فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ پس کیا بعید ہے کہ بسبب اس رحمت

## بیان مالک یوم الدین

کے عذاب دوزخ کے سے خلاص ہوں اور وہ چیز کہ متعلق ساتھ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے ہے
وہ یہ ہے کہ مقتضا عدالت کا فرق کرنا درمیان نیکی کرنے والے اور بدی کرنے والے اور مطیع اور
عاصی اور موافق اور مخالف کے اور یہ فرق ظاہر نہ ہوگا مگر قیامت کے دن اس واسطے کہ اگر دُنیا
میں نیکوں کو دولت اور صحت دیں اور بدوں کو فقر اور مصیبت اور مرض حوالہ کریں کل آدمی بالطبع
راہ نیکی کی اختیار کریں اور بدی سے پرہیز کریں بباعث طمع حصول دولت اور عافیت کے اور
ایمان کی جہت سے نیکی نہ قبول کریں پس امر تکلیف کا برہم ہو جاوے اور کام نیک بلا اختیار

marfat.com

آدمیوں سے ظاہر ہوں نہ ساتھ حکم الٰہی کے اسی واسطے دن جزا کا جدا مقرر کیا اور دن عمل کا جدا تاکہ حقیقت تکلیف کی اور معاملہ امتحان کا متحقق ہو جانا چاہیئے کہ اس جگہ دو قرأتیں صحیح اور متواتر ہیں مَالِک اور مَلِک دونوں طرح سے پڑھنا اس کا درست ہے لیکن علماء نے بیچ ترجیح کے کلام کیا ہے کہ کون سی قرأت افضل ہے جو لوگ کہ قرأت مالک کی پڑھتے ہیں کئی وجہ سے اس قرأت کو ترجیح دیتے ہیں اوّل یہ کہ مالکیت عام ہے اس وجہ سے کہ آدمی اور غیر آدمی کے ساتھ بھی متعلق ہوتی ہے بخلاف ملوکیت اور بادشاہت کے کہ خاص آدمیوں کے ساتھ ہے۔ دوسرے یہ کہ مالک کو اوپر مملوک کے کمال قدرت ہے اگر چاہے مملوک اپنے کو بیچ ڈالے یا بخشے بخلاف بادشاہ کے یہ قدرت رعیت کے اُوپر نہیں رکھتا ہے تیسرے یہ کہ نسبت مالکیت کی قوی زیادہ نسبت بادشاہت کے سے ہے اس واسطے کہ مملوک کے تئیں ملک مالک سے نکلنا ممکن نہیں اور رعیت کیلئے ممکن ہے کہ رعیت ہونے بادشاہ کے سے ساتھ اختیار اپنے کے نکل جائے۔ چوتھے زیادتی مرتبہ مالک کی بہ نسبت مملوک کے اعلیٰ ہے زیادتی مرتبہ بادشاہ کے سے بہ نسبت رعیت کے اس واسطے کہ مملوک کمتر درجہ میں ہے رعیت سے پس غلبہ اور قہر مالکیت میں زیادہ ہوتا ہے بادشاہت سے۔ پانچویں غلام پر خدمت مولیٰ کی واجب ہے اور رعیت پر خدمت بادشاہ کی واجب نہیں چھٹے غلام بغیر اذن مالک کے کچھ نہیں کر سکتا بخلاف رعیت کے کہ بغیر پروانگی بادشاہ کے کام کر لیتی ہے ساتویں بندہ کو طمع خاوند سے لازمی ہے اور بادشاہ کو رعیت سے طمع ہوتی ہے آٹھویں نہایت اُس چیز کا کہ بادشاہ سے اُمید ہے عدل اور انصاف ہے اور ہیبت اور سیاست اور غلام کو کہ مولا اپنے سے اُمید ہے طرح طرح کی چیزیں دلا کہ جیسے خوراک اور پوشاک اور پرورش اور مہربانی اور رحمت پس قرأت مالک کی میں زیادہ تر امید جناب الٰہی سے نکلتی ہے اور آدمی کو احتیاج طرف بخشش اور تربیت اور مہربانی اور رحمت کے زیادہ ہے احتیاج ہیبت اور سیاست اور عدل اور انصاف سے جیسے حدیث قدسی میں آیا ہے یاعبادی کلکم جائع الامن اطعمتہ فاستطعمونی اطعمکم یاعبادی کلکم عار الامن کسوتہ فاستکسونی اکسکم یعنی اے میرے بندو سب تم بھوکے ہو مگر وہ شخص کہ اُس کو کھلاؤں میں پس کھانا مجھ سے مانگو تم تاکہ کھانا دوں میں تم کو اے میرے بندو تم برہنہ ہو مگر

وہ کہ پہناؤں میں اس کو پس طلب پوشاک کی کرو تم مجھ سے تاکہ پوشاک دوں میں تم کو۔ نویں بادشاہ جس وقت خبر لشکر اپنے کی لیتا ہے۔ بڈھے اور ضعیف اور شکستہ حال اور مریض اور عاجز کو نظر سے دور کرتا ہے اور مالک جس وقت تفحص غلاموں اپنے کا کرتا ہے اور ضعیفوں اور مریضوں اور بڈھوں کے زیادہ ترحمت فرماتا ہے اور ساتھ معالجہ اور اعانت کے مشغول ہوتا ہے پس مرتبہ مالک کا بہتر مرتبہ بادشاہ کے سے ہے۔ دسویں مالک میں ایک حرف زائد ہے مَلِک کے لفظ سے پس اس کے پڑھنے میں ثواب زیادہ ہوگیا ہے۔ گیارھویں قیامت میں بادشاہ بہت ہوں گے اور سب ساتھ حالت اپنی کے گرفتار اور مالک سوائے خدا کے کوئی نہ ہوگا۔ بارھویں بندہ کو ساتھ خاوند اپنے کے اتصال زیادہ ہے رعیت کے اتصال سے ساتھ بادشاہ کے اسی واسطے فقہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ جو خاوند کسی غلام کے لئے نیت سفر کی یا نیت اقامت کی کرے بسبب اختیار مسافر اور مقیم ہوتا ہے بخلاف رعیت کے اور جو لوگ لفظ مَلِک پڑھتے ہیں کہتے ہیں کہ ہر بادشاہ مالک ہے اور ہر مالک بادشاہ نہیں پس وصف بادشاہی کا بہتر وصف مالکیت کے سے ہے و نیز حکم بادشاہ کا اوپر مالک کے نافذ ہے اور حکم مالک کا اوپر بادشاہ کے نافذ نہیں اور یہ کہ سیاست بادشاہ کی اقویٰ اور اتم اور اکمل اور اعم ہے ہزار مالک مقابلہ ایک بادشاہ کا نہیں کرسکتے اور مالک بہت سے شہر میں موجود ہیں اور بادشاہ سوائے ایک شخص کے نہیں ہوتا ہے اور لفظ رب العالمین دلالت اوپر مالک کے کرتا ہے پس اگر اس جگہ بھی لفظ مالک پڑھا جائے تکرار لازم آتا ہے اور یہ کہ لفظ ملک کا نودونہ نام حسنیٰ میں واقع ہے کہ بمعنی مالک کے ہے اور یہ کہ لفظ ملک کا بیچ آخر قرآن کے مذکور ہے یعنی مَلِكِ النَّاسِ اور ختم کلام کا اشرف چیز پر ہوتا ہے پس شروع کلام کا بھی ساتھ اسی چیز کے مناسب دکھلائی دیتا ہے اور اطاعت بادشاہ کی اوپر کل کے واجب ہے اور اطاعت مالک کی واجب نہیں مگر اوپر مملوکوں اس کے یہ مذکور وجوہ ترجیح دونوں قرأتوں کے تھیں اور ان وجوہ میں بحثیں ہیں پہلی قرأت کی وجوہ میں اس سبب سے بحثیں ہیں کہ بادشاہت ساتھ غیر آدمیوں کے تعلق نہیں پکڑتی وجہ اس کی یہ ہے کہ سوائے آدمیوں کے اور چیزیں سرامر اور نہی بادشاہ کا نہیں سمجھتی ہیں باوجود اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عام بادشاہی بھی حاصل تھی اور بادشاہت میں ساتھ ایک وجہ کے

marfat.com

عموم تھا اسواسطے کہ بادشاہ کو غلبہ اور نفرت اوپر غلاموں اور دیگر اشخاص کے حاصل ہوتا ہے اور اوپر
اور لوگوں کے اختیار کامل ہے اور رعیت کو نکلنا ولایت بادشاہ کی سے اس صورت میں ممکن ہے
کہ ولایت اس کی عام نہ ہو اور اس جگہ جو اضافت طرف یوم الدین کے واقع ہوئی عموم ولایت
کا سمجھا گیا اور غلام کافر حربی کے واسطے جائز ہے کہ دارالاسلام میں بھاگ کر چلا آوے اور ملک
مالک کے سے باہر ہو بلکہ اس کو شرعاً جائز ہے کہ مولی اپنے کو مغلوب کر کے غلام بنالے اور جیسا کہ
غلام کے تئیں خدمت آقا اپنے کی واجب ہے ایسے ہی رعیت کو فرماں برداری عام بادشاہ کی واجب ہے
اور یہ بھی ایک قسم خدمت سے ہے اور غلام کو کبھی مستقل ہونا بیچ کسب کرنے کے ساتھ اجازت مولی
کے حاصل ہوتا ہے چنانچہ کتب فقہ میں عبدماذون کی بحث میں مذکور ہے اور رعیت کو اخذ کرنا حقوق کا
اور اجرا حدود اور قصاص کا بغیر اذن بادشاہ کے متصور نہیں اور خاوند اور مولی کو ہر چند کہ
طمع غلام کے مال میں نہیں ہے لیکن بیچ خدمت غلام کے اور دیگر منافع میں ہمیشہ طمع رکھتا ہے
اور یہ کہ مولی کو اوپر غلاموں اپنے کے ہیبت اور سیاست ہوتی ہے اور عفو اور مہربانی اور رحمت اور
تربیت کی بادشاہ سے بھی رعیت کے ضعیف آدمیوں کو امید ہوتی ہے کہ بادشاہ کو واجب ہے کہ
ضعیفوں کو کھانا کپڑا اور دوسرے حوائج ضروری مالوں صدقے کے سے پہنچائے اور باوجود اس
کے تمدن اور اجتماع میں احتیاج ہیبت اور سیاست کی زیادہ ہوتی ہے اور اسی واسطے بادشاہ
رعیت کو دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے اور بہتر نوع در نوع تربیت اور رعایت کا ہے اور کثرت
ثواب کی سبب حرفوں کے اس وقت ہے کہ دو کلمے ثواب میں برابر ہوں اور اگر کلمہ تھوڑے
حرفوں والا اشرف اور افضل ہو بہت حرفوں والے کلمہ سے پس ایسی صورت میں ثواب چھوٹے
کلمہ کا بھی زیادہ ہو جائے گا جیسے سورۂ اخلاص بہ نسبت دوسری سورتوں کے اور باوجود اس کے
یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ لفظ ملک کا چھوٹا ہے مالک کے سے پس ملک بہتر ہوا اس واسطے کہ بیچ پڑھنے
لفظ مالک کے طول عمل لازم آتا ہے کہ جائز ہے پہلے تمام کرنے کے سے موت آجائے اور تمام کرنا اس کا
ممکن نہ ہو اور وہ بحثیں کہ بیچ وجوہ قرأت ملک کے ہیں یہ ہیں کہ بادشاہت بادشاہ کی مالکیت
مالک کی نسبت سے اس صورت میں عام ہوتی ہے کہ مالک کی اضافت طرف کل موجودات کے
نہ کریں اور اس جگہ اضافت مالک کی طرف یوم الدین کے ہے کہ طرف محیط ہے کل موجودات

marfat.com

کو پس عموم میں دونوں لفظ برابر ہو گئے اور حکم مالک کا کہ بادشاہ کے اندر ناقص نہیں اس جہت سے ہے کہ بادشاہ اس کے ملک میں داخل نہیں اور اس جگہ ذکر اس مالک کا ہے کہ مالکیت اس کی شامل تمام بادشاہوں اور رعیتوں کو ہے اور سیاست مالک کی کہ سب سے زبردست ہے تمام بادشاہوں کی سیاست سے قوی ہے اور جس مالک سے کہ مقابلہ بادشاہ کا نہیں ہو سکتا وہی مالک مراد ہے کہ مالکیت اس کی عام نہیں اور وہ کہ کہا ہے کہ شہر میں مالک بہت ہوتے ہیں اور بادشاہ سوائے ایک آدمی کے نہیں ہوتا یہ بھی اُسی مالک کیلئے ہے کہ ملک اس کی محیط نہ ہو اور اس جگہ مالک علی الاطلاق ہے کہ سوائے اس کے کوئی مالک نہیں اور ذکر مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کا بعد رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کے از قبیل ذکر کرنے خاص کے ہے عام سے اور یہ تکرار نہیں اور یہ لازم نہیں کہ جو نو ونہ نام میں ہو افضل اور اعلیٰ غیر سے ہو اس بات سے افضلیت جب ثابت ہو کہ تخصیص کا اس جگہ کچھ دوسرا فائدہ منظور نہ ہو اور اخیر کلام اللہ میں اس لفظ کے لانے کا فائدہ اور ہے جیسا کہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بہر حال وجوہ ترجیح کی دونوں طرف سے موجود ہیں اور تواتر دونوں طرف میں موجود پس تطویل کلام کی اس جگہ محض فضول ہے ناچار ساتھ اور تحقیق کے ہم مشغول ہوتے ہیں جاننا چاہیئے کہ لفظ یوم کا عرف میں ابتدا طلوع آفتاب سے غروب اُس کے تک لیتے ہیں اور شرع شریف میں طلوع صبح صادق سے تا آنکہ آفتاب غروب ہووے اور کبھی ساتھ معنی مطلق وقت کے آتا ہے خواہ دن ہو خواہ رات ہو خواہ سال ہو خواہ ماہ جیسا کہ کہتے ہیں جس روز فلاں آئے ایسا ہوگا یعنی جس وقت فلاں آئے اور بھی کہتے ہیں کہ روز صفین کے ایسا ایسا واقع ہوا کہ اور روز خندق کے ایسا اتفاق پڑا حالانکہ یہ مدتیں مہینوں اور دنوں کی تھیں پس اس جگہ جو یوم کی اضافت طرف دین کے کی گئی معلوم ہوا مُراد اس سے مطلق وقت ہے اور ہونیکے اس کی ابتدا نفخہ ثانیہ سے ہے اور انتہا اس کی یہ ہے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں اور اگرچہ اس درمیان میں وقائع بہت اور حالات بے شمار ہوں گے لیکن مقصود سب چیزوں سے جزا ہے اسی واسطے اضافت یوم کی طرف دین کے کی گئی اور دین کے معنی جزا کے ہیں اور ہر چند کہ بعضے وقتوں میں دُنیا میں بھی صورت جزا کی پائی جاتی ہے مگر اصلی جزا کہ انعام صرف اور انتقام صرف ہو دُنیا میں نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ جزا انعام



marfat.com

دُنیا میں پایا جاتا ہے ملا ہوا ساتھ ایک نوع انتقام کے ہے اور ایسے ہی جو انتقام کہ دنیا میں ہے ملا ہوا ہے ساتھ طرح طرح کے انعاموںؒ کے باقی رہی یہ بات کہ عہد کو اوپر اس مالکیت کے کس واسطے معلق کیا اور مالکیت کی جہت سے استحقاق حمد کا کس واسطے ہے جواب یہ ہے کہ اُس دن میں بزرگی فضل اور احسان خالق تعالیٰ کا کمال مرتبہ کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ ایک کلمہ پر اور اوپر عمل ایک ساعت کے ثواب غیر متناہی کہ ہمیشہ باقی رہے عنایت فرمائے گا اور ایسا ہی کمال عدل اُس کا بھی اُس دن ظہور فرمائے گاؔ کہ فرق کرنا درمیان نیک اور بد کے مقتضا کمال حکمت کا ہے اور اس وجہ سے بھی مالکیت جزا کی سبب استحقاق حمد کا ہو سکتی ہے کہ جزا فی نفسہٖ ایک بڑی عمدہ نعمت ہے کہ اصلاح ظاہر اور باطن کی کرتی ہے اور حجابوں تاریکی کو پیروی شہوت اور غضب سے جمع ہو جاتے ہیں دفع کرتی ہے اور حال تمدن اور اجتماع کا ساتھ اس کے سرانجام پاتا، ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ایسی صفت ہے کہ رتبہ اس کا بعد رحمٰن ورحیم کے ہے کہ رحمت خاص حقیقت میں سعادت ہمیشگی کی ہے کہ ظہور اس سعادت کا دن جزا کے ہوگا اور ربوبیت کی بھی مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فرع ہے اس واسطے کہ انجام ربوبیت کا اصلاح کرنا ظاہر اور باطن انسان کا ہے تاکہ سعادت ابدی کی طرف پہنچائے اور ربوبیت مقتضا الوہیت کا ہے پس ہر صفت کو اوپر صفت اوپر والی اپنی کے ترتب ہے یعنی مافوق والی کے سبب سے وجود نیچے والی صفت کا ہے اب جاننا چاہیئے کہ اس سورۃ میں دو مضمون ہیں ایک حمد اور ثنا کہ زبان بندہ کی سے جناب الٰہی میں معروض ہوتی ہے دُوسری خواہش اور چاہت مطلب کی کہ بعد حمد و ثنا کے منظور رہے اور اس سورت میں پانچ نام اللہ تعالیٰ کے ذکر ہوئے ہیں اللہ رب رحمٰن رحیم مالک یوم الدین کہ اس کے اور دیّان کے ایک معنی ہیں اور ان پانچوں ناموں کو ساتھ دونوں مضمونوں کے کمال ربط ہے حمد کے ساتھ اس واسطے کہ پہلے حمد باعتبار کمال ذاتی اللہ تعالیٰ کے ہے کہ لفظ اللہ سے سمجھا جاتا ہے بعد اس کے حمد باعتبار عطا کرنے وجود اور توابع اُس کے ہے اور ربط حمد کے ساتھ اسم رب کے یہی معنی ہیں بعد اس کے حمد باعتبار آسانی اور میسّر کرنے اسباب معاش اور

---

لہ یعنی دنیا میں ہر شخص کے حق میں دونوں باتیں موجود ہیں کسی وجہ سے لطف اور کسی وجہ سے قہر بخلاف آخرت کے کہ جو لوگ بہشت میں چلے گئے ان کو کسی طرح کا رنج نہ ہوگا اور جو دوزخ میں گئے ان کو کسی طرح کی راحت نہ ہوگی ۱۲ منہ نظر

ےہ کہ وجود پائے جانے اسباب محسنہ کے اور قدرت انتقام کے جزئی حد سے تجاوز کریگا اور منا سب افعال اور اعتقادوں کے جزا دے گا اور ایسی

marfat.com

گزران دُنیا کے ہے کہ یہ بھی نعمت ہے اور لفظ رحمٰن کا یہی مفہوم ہے بعد اس کے حمد باعتبار مہیا کر دینے اسباب اصلاح معاد کے ہے اور یہ مضمون رحیم کا ہے بعد اس کے حمد اوپر نعمت جزا کے کہ حصول اُس کا اوپر کامل کرنے حمد اور شکر کے یا ترک کرنے اس کے کے موقوف ہے اور دُوسرے مضمون کے سے ساتھ ربط اس طرح ہے کہ جن چیزوں کا سوال منظور رہے کئی چیزیں ہیں اوّل عبادت اور یہ الوہیت کا مقتضا ہے دوسرے استعانت اور وہ مقتضا ربوبیت کا ہے تیسرے ہدایت اور وہ مقتضا رحمانیت کا ہے چوتھے استقامت اور یہ مقتضی رحیمیت کا ہے پانچویں انعام اور یہ مقتضا مالکیت کا ہے وقت استقامت کے اور غضب بھی مقتضا مالکیت کا ہے مگر بیچ صورت عدم استقامت کے اور بعضوں نے وجہ خاص کرنے ان پانچوں اسموں کی بعد حمد کے اس طرح بیان کی ہے کہ حمد اور ثنا درمیانی آدمیوں کی ان چار وجہوں میں سے ضرور کسی کے ساتھ ہوتی ہے۔

اوّل باعتبار کمال ذاتی کہ اس کی ذات میں پایا جائے گو کہ وہ محمود صاحب احسان نہ ہو دوسرے وجہ تعریف کی یہ ہوتی ہے کہ احسان اُس شخص کا طرف تعریف کرنے والے کے پہنچا ہو تیسرے اس طرح پر ہوتی ہے کہ امید اور توقع احسان کی اُس سے رکھے چوتھے وجہ تعریف کی خوف اور ڈر غصے اُس کے سے پس کمال ذاتی کو ساتھ لفظ اللہ کے بیان کیا کہ اسم ذات ہے اور دلالت اوپر استجماع کمالات کے کرتا ہے اور پہنچنا احسان کا بسبب عنایت کرنے وجود کے اور توابع اس کے ساتھ لفظ رب العالمین کے ارشاد کیا اور اصلاح معاش، اور معاد کو کہ ہر بندے کو امید اُس کی جناب سے ہے ساتھ دو لفظ رحمٰن اور رحیم کے ظاہر ہوئی اور خوف اور ڈر کو دن جزا کے ساتھ مٰالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کے بیان کیا پس گویا ایسا ارشاد ہوا کہ جو بندے تعظیم میری واسطے کمال ذاتی میرے کے کریں پس لائق اُس کے ہوں میں اس واسطے کہ نام میرا اللہ ہے اور جو باعتبار احسان کرنے کے ثنا میری بجا لاویں تو بھی مستحق اس کا ہوں میں کہ رب العالمین صفت میری ہے اور اگر بسبب توقع انعام اور احسان میرے کے تو کہ دنیا اور آخرت میں پایا جائے تعریف میری کریں تو سزاوار ہوں میں کہ رحمٰن اور رحیم ہوں میں اور جو خوف عذاب میرے کے سے حمد اور ثنا کریں تو میں قابل ہوں اس کے کہ مالک روز جزا کا ہوں رباعی

من بندگیت بجا نیارم چکنم احسان ترا گذر بارم چکنم خوبیت ترا وبیم و امید تو ہیچم کہ وجود انہ تو دارم چکنم

marfat.com

اور یہ بھی کہا ہے کہ تخصیص ان پانچ اسموں کی اس واسطے ہے کہ نعمتیں عمدہ آدمی کے اوپر آثار ان پانچ ناموں کی ہیں اس واسطے کہ پہلے آدمی کو بتقاضائے الوہیت کے عدم سے طرف وجود کے لایا اور پھر ساتھ طرح طرح کی نعمتوں کے تقاضائے ربوبیت کے سے پرورش کیا پھر گناہ اور عیب اس کے دنیا میں پوشیدہ رکھے اور رسوا نہ فرمایا اور یہ مقتضا صفت رحمٰن کا ہے پھر گنجائش توبہ کی دی اور اگر توبہ کرے قبول کرے اور بخشے اور یہ مقتضا صفت رحیمی کا ہے پھر موافق اعمال اُس کے کے جزا دے گا اور یہ

## بیان ایاک نعبد کا

مقتضا مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کا ہے اب بیان اس چیز کا ہوتا ہے جو اِيَّاكَ نَعْبُدُ سے تعلق رکھتی ہے اس کلمہ میں تقدم مفعول کا فعل کے اوپر ہے اور اہل عربیت کے نزدیک تقدیم مفعول کی اختصاص کا فائدہ دیتی ہے یعنی کسی کی سوائے تیرے عبادت نہیں کر رہا ہوں میں اور اگر مفعول کو مقدم نہ کریں اور نَعْبُدُكَ کہا جائے اختصاص نہیں سمجھا جاتا ہے اور وجہ خاص ہونے عبادت کی اُس کی ذات کے واسطے یہ ہے کہ حقیقت عبادت کی نہایت ذلیل ہونا ہے اس واسطے نہایت تعظیم غیر کی جو اختیار سے صادر ہو عبادت کے خصائص میں شمار کی جاتی ہے پس جو تذلل کہ اختیار سے نہ ہو بلکہ کسی کے زور سے وہ تذلل ہوا تو اس کو عبادت نہیں کہتے اور ایسے ہی تمسخر اور تھوڑی تعظیم کو کہ نہایت درجہ کی نہ ہو اس کو بھی عبادت نہیں کہتے اور ایسے ہی جو تذلل کہ بلا اختیار پایا جائے وہ بھی عبادت میں شمار نہ ہوگا اور عبادت حقیقی کے لائق کوئی نہیں مگر وہ ذات کہ جس کی طرف سے نہایت درجہ کا انعام اس شخص کو پہنچا ہو پس وہ ذات اللہ تعالیٰ کی ہے کہ کمال درجہ انعام کا اس کا کام ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ بندے کے تین حال ہیں ماضی اور حاضر اور مستقبل ماضی کا حال یعنی پیشتر کا پس بندہ بیچ ایک وقت کے نیست اور نابود تھا وہ اس کو عدم سے طرف وجود کے لایا وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا پھر بیچ حالت نطفہ ہونے کے مردہ تھا اس کو زندہ کیا كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ پھر جاہل تھا اس کو تعلیم کیا اور اسباب علم کے کہ حواس اور عقل ہیں اس کو بخشے اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ اور حال حاضر کا یعنی حال بالفعل کا پس حاجتیں اُس کی حد شمار سے زیادہ ہیں اوّل عمر سے آخر تک طرح طرح کی حاجتیں قیاس کرنی چاہئیں کہ کس قدر پہنچتی ہیں اور باوجود گوناگوں تقصیروں اور نافرمانیوں کے کہ دم بدم اُس سے سرزد ہوتی ہیں حاجتیں اُس کی حد شمار سے زائد رفع ہوتی چلی جاتی ہیں اور کمال

marfat.com

فضل اور احسان سے کار برآری اس کی ہوتی رہتی ہے اسی پر حال آئندہ کا قیاس کر دیکھ پس ابتدائے موت سے پہنچنے جنّت تک طرح طرح کے انعام اور بچنے انواع عذاب سے اس کی ذات سے اُمید ہے پس بندے کو کسی حال میں جائے پناہ سوائے ذات اس کی کے نہیں پس بندے کی عبادت کا بھی وہی مستحق ہے اور کوئی نہیں سوائے اس کے اور جو چیز کہ جہان میں دیکھی جاتی ہے اور سُنی جاتی ہے یا ایسی شے ہے کہ نفع اس کا فی الحال ہے نہ پہلے وجود سے تھا اور نہ بعد موت کے ہوگا مثل آفتاب اور ماہتاب کے اور دریا اور زمین اور پہاڑ کے یا نفع اس کا بیچ زمانہ گزرے ہوئے کے پہنچا بعد اس کے منقطع ہوا مثل باپ دادوں کے

## ذکر ارواح پاک کی مدد کا

اور دودھ پلانیوالی کے اور مانند ان کے یا نفع کی توقع اس سے آئندہ کو ہو جیسے امداد روحوں پاک کی اور ایسا نفع کہ تینوں حال میں بندہ کے واسطے ثابت ہوا ہے اللہ کی ذات سے متصور ہوا ہے اس واسطے کہ جو چیز سوائے اللہ کے ہے ممکن ہے اور محتاج طرف ذات اس کی کے ہے اور جو کہ محتاج ہونا ہے بیچ نفس کے گرفتار ہے۔ پس فائدہ غیر کو پہنچانا بے تائید غنی مطلق کے کہ روا کرنے والا حاجتوں تمام مخلوق کا ہے ممکن نہیں پس استحقاق عبادت کا منحصر اسی کی ذات میں ہے اور اسی واسطے فرمایا ہے وَقَضٰی رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ آئے ہم اُوپر اس مطلب کے کہ بعضے ملحد بطور شبہ کے کہتے ہیں کہ ہر گاہ کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز مطلق ہے ہماری عبادت کی پروا نہیں رکھتا ہے پس ہم کو کیا ضرور ہے کہ مشقت بے فائدہ اٹھائیں اور بھید اس میں کیا ہے کہ تمام دینوں میں اللہ کی عبادت واجب ہے اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ بسبب کمال ذات اور صفات اور افعال اپنے کے تقاضا اس امر کا کرتا ہے کہ جو شخص خالی نقصان سے نہ ہو واسطے اس کے اپنے تئیں پست کرے اور ذلیل ہونا اپنا آگے اس کے ظاہر کرے اور نہایت درجہ کی تعظیم اس کی بجا لائے واسطے رعایت حکمت کے اور وہ یہ ہے کہ وضع كلّ شيءٍ في مرتبته یعنی رکھنا ہر شئے کا اپنے مرتبہ میں پس واجب کرنا عبادت کا مقتضا حکمت کا ہے نہ اس جہت سے کہ اس کو کچھ حاجت عبادت کی ہے یا نفع اُس کا ہے اور ظاہر ہے کہ جس شئے کو صاحب کمال تقاضا کرے بیچ مقابلہ اُس کے کے صاحب نقصان تذلل اور پستی کرے والّا مساوات نقصان اور کمال کی لازم آئے اور یہ خلاف حکمت کا ہے اور اسی جہت سے ہے کہ دُنیا میں ہر صاحب کمال کو چھوٹے مرتبے والے معظم اور مکرم اور استاد شریک ٹھیرتے ہیں اور واجب ہونے عبادت کی یہ بھی وجہ ہے کہ انعام اللہ جلّ شانہٗ

marfat.com

کا دُنیا میں خاص کر انسان کی نوع پر اس درجہ کو پہنچ گیا ہے کہ زیادہ اس سے خیال میں نہیں آتا اس واسطے کہ انسان کو دفتر الوہیت سے اختصار کیا ہے اور صفات کاملہ اپنے سے کہ وجود اور حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور سمع اور بصر اور کلام ہے پرتو اس کے اوپر ڈالا اور تمام جہان اس کے اندر گھیر لیا ہے جیسا کہ تھوڑا سا سابق میں بیان اس کا ہو چکا پس لازم ہوا انسان پر کہ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اس کو عنایت کی ہیں اُسی کے حکم میں صرف کرے اور جس چیز کے واسطے کہ وہ نعمتیں پیدا ہوئی ہیں اس میں خرچ کرے پس عقل ایک نعمت ہے کہ واسطے معرفت کے دی ہے اور آلات جسمانیہ ہاتھ پاؤں وغیرہ اس واسطے عطا کئے ہیں کہ اللہ کی عبادت میں ان کو مشغول رکھے اور عبادت نگہبان معرفت کی ہے اگر عبادت نہ ہو تخم معرفت کا محفوظ نہیں رہتا ہے بلکہ اگر خیال کیا جائے اصل مال آدمی کا معرفت ہے اور عبادت اُس کا ثمرہ اور بڑھانا اُس کا ہے اس واسطے کہ حضور اور توجہ نہایت کامل ہو جاتا ہے اگر عمل بدن کے موافق عمل قلب کے ہوں اس واسطے کہ آپس میں ان دونوں کو نہایت ارتباط ہے ہر عمل دل کے کو تاثیر ہے بیچ عمل بدنی کے اور ہر عمل بدنی کو تاثیر ہے بیچ عمل دل کے پس انسان کو پیدا کیا ہی واسطے معرفت اور عبادت کے ہے اگر یہ دونوں چیزیں ترک کر دے حقیقت میں وہ انسان نہیں اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عبادت جیسا کہ مقتضیٰ حکمت کا ہے ایسا ہی صورت احسان کی بھی تقتضی عبادت کی ہے اور اگر کوئی ملحد شبہ کرے کہ حاجت شرع کی کیا ہے معرفت میں اور عبادت میں عقل بھی کفایت کرتی ہے جواب اس کا یہ ہے کہ عقل کو اوپر طور اس کے نہیں چھوڑا ہے بلکہ اُس کے ساتھ وہم اور خیال لگا دئے ہیں اور یہ دونوں عقل سے جھگڑتے رہتے ہیں شاید کہ عقل تنہا غلطی میں اگر اور طرف چلی جائے اس واسطے اس کی تائید شرع سے کر دی ہے تاکہ عقل ادراک بعض امور سے کہ معرفت اور عبادت میں ضرور ہیں عاجز نہ ہو پس عقل بمنزلہ بصارت کے ہے اور شرع بمنزلہ شعاع آفتاب کے کہ بغیر اس کے دیکھنا اشیاء کا اچھی طرح ممکن نہیں ونیز آدمی زندگی اپنی میں محتاج طرف اس بات کے ہے کہ آپس میں آدمی ایک دوسرے کی مدد کریں معاملہ جاری کریں اور اس کی زندگی ایسی نہیں جیسے اور جانور اپنی زندگی کرتے ہیں کہ ان کو حاجت مدد اپنے ہم جنس کے نہیں اور انسان کو اسی واسطے الطبع کہتے ہیں یعنی اس کی طبیعت اس طرح پر مخلوق ہوئی ہے کہ آپس میں مل کر رہیں اور امر ایک جگہ رہنے سہنے کا اور اجتماع کا اور معاملات اور معاونات کا کہ آپس میں جاری ہے مضبوط تر ہے جب تک

کہ قاعدے عدل کے مقرر نہ ہوں اور اتفاق آدمیوں کا اوپر قاعدوں عدل کے حاصل نہیں ہوتا ہے جب تک یہ نجانیں کہ یہ حکم خدا کا ہے اور اس سے پھرنا گناہ ہے اور یہ بات حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ امید ثواب کی اور خوف عذاب کا نہ ہو اور امید اور خوف دل میں آتے وقت پائدار اور نا محکم ہوتا ہے کہ صفات اس کی کرات اور مرات دل پر گزرتی ہیں اور دل میں ہمیشہ صفات کا رہنا نہیں ہوسکتا مگر اس طرح پر کہ افعال جوارح بھی اس کے ہمراہ ہوں اور اسی کا نام عبادت ہے اور یہ کہ کمال انسان کا یہ ہے کہ آئینہ دل کا صفائی اور روشنی قبول کرے اور مقابل نظر اس کی کے ہو اور نہایت صفائی دل کی سے فرشتوں کے ساتھ مل جائے اور اگر اس طرح نہ ہو تو زنگ آئینۂ دل کا بسبب پیروی کرنے خواہشوں نفس کے بڑھتا جائے گا اور چوپایوں کے رتبہ کو پہنچا دے گا اور صفائی آئینہ دل کی حاصل نہیں ہوتی مگر ساتھ مجاہدہ کے اور حقیقت مجاہدہ کی اکھاڑ دینا اور دور کرنا تاریکیوں روحانی کا ہے کہ بیماریاں دل کی ہیں اور روح کو وقت جدا ہونے کے کمال الم پہنچاتے ہیں اور تاریکیوں روحانی کا دور کرنا اور ان کا اکھیڑنا بغیر عبادت کے متصور نہیں اور ہمیشگی عبادت کی ایسی شے ہے کہ دل کو بسبب مشاہدہ کے نورانی کر دیتی ہے اور زبان کو ذکر کے ساتھ مشرف کرتی ہے اور اعضا اور جوارح کو خدمت کے ساتھ زیب اور زینت دیتی ہے پس عبادت ظاہر میں ذلیل ہوتا ہے لیکن باطن میں کمال عزت اور زینت ہے اور باوجود اس کے جو کوئی عبادت میں توجہ دلی کے ساتھ مشغول ہوتا ہے ایسی لذت اور خوشی اس کو حاصل ہوتی ہے کہ بیان میں نہیں آتی ٹھنڈک آنکھوں کی اور روشنی دل کی اور خوشی روح کی سب اس میں موجود ہیں اور جو کوئی انکار لذت عبادت کا کرے اس کی مثال نامرد کی ہے کہ لذت جماع کی جانتا نہیں اس واسطے انکار کرتا ہے یا مثل اندھے مادر زاد کے ہے کہ دیکھنے کی لذت کا منکر ہے اور حقیقت عبادت کی انتقال کرنا عالم غرور کے سے طرف عالم سرور کے اور سفر کرنا ظلمت خانۂ خلق سے طرف حضرت نور حق کے اور مشاہدہ جمال ازلی کا بلکہ ثابت کرنی نسبت امکان کی ہے اور اسی سبب سے ہے کہ عبادت باعث دلوں کے کھل جانے کا ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ف اس آیت میں اول ذکر ضیق صدر کا فرمایا بعد اس کے امر چار چیزوں کا کیا ایک تسبیح کا چنانچہ لفظ فسبح کا دلالت کرتا ہے دوسرے

marfat.com

تحمید کا جیسا لفظ بحمدک سے سمجھا جاتا ہے تیسرے سجود کا چنانچہ لفظ کُنْ مِنَ السَّاجِدِیْنَ کا مدلول ہے چوتھے عبادت کا جیسا کہ لفظ وَاعْبُدْ رَبَّکَ سے نکلتا ہے پس معلوم ہوا کہ عبادت تنگی دل کی دور کرتی ہے اور کھل جانا دل کا اس سے حاصل ہوتا ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ عبادت ہٹا دیتی ہے آدمی کو خلق سے اور متوجہ کرتی ہے طرف حق کے اور اسی سے تنگی دل کی جاتی ہے۔

روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ فرمایا پڑھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قول اللہ تعالیٰ کا اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَہُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ کہا میں نے یا رسول اللہ کس طرح کھل جاتا ہے دل اُس کا فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت حاصل ہوتا ہے نور دل میں کُھل جاتا ہے اور فراخ ہو جاتا ہے پھر کہا میں نے نشانی اس کی کیا ہے یا رسول اللہ فرمایا اَلْاِنَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ وَالتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالتَّاَھُّبُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْمَوْتِ یعنی رجوع کرنا طرف گھر ہمیشگی کے اور دُور ہونا گھر فریب سے یعنی دنیا سے اور تیار ہونا واسطے مرنے کے پہلے آنے موت سے نقل ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حال میں کہ ایک روز ایک سانپ چھت میں سے گرا جتنے آدمی وہاں موجود تھے بسبب خوف کے بھاگ گئے اور امام صاحب نماز میں مشغول تھے اُن کو اس کے گرنے کی خبر بھی نہ ہوئی اور حضرت عبداللہ بن الزبیر کے حال میں لکھا ہے کہ ان کے کسی عضو میں ایک زخم تھا اور حاجت اس کے کاٹنے کی پڑی پس جس وقت نماز پڑھنی انھوں نے شروع کی اس عضو کو کاٹ لیا اور ان کو بسبب کمال استغراق کے معلوم بھی نہ ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز شروع فرماتے تھے پس سینہ مبارک سے ایسی آواز سُنتے تھے کہ ہانڈی پکتی ہوئی خوب جوش کر رہی ہے اور جو شخص ان باتوں کو بعید سمجھے پس چاہیئے کہ مضمون اس آیت کا فَلَمَّا رَاَیْنَہٗٓ اَکْبَرْنَہٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ معلوم کرے جبکہ عورتوں کا یہ حال ہوا کہ بسبب دیکھنے جمال یوسف علیہ السلام کے اپنے وجود سے غافل ہوئیں اور ہاتھ کاٹ ڈالے اور حضرت یوسف علیہ السلام مخلوقات الٰہی سے ہیں اگر بسبب عظمت الٰہی کے اور ہیبت اُس کی کے کہ انسان کے دل پر غالب ہو جائے کیا عجب ہے کہ اپنے وجود سے غافل ہو کر بے خود ہو جائے اور اس کی مثال یہ ہے کہ جو شخص بادشاہ ہیبت ناک کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور بیٹے اُس کے اور باپ اُس کا اس جگہ موجود رہتے ہیں اور وہ ان کو دیکھتا ہے بسبب غلبہ دہشت اس بادشاہ کے ان کی تمیز پہچاننا نہیں ہو سکتا اور بالکل شعور اُس کا جاتا رہتا ہے جس وقت بادشاہ مجازی کے

marfat.com

کے رُوبرو یہ حال ہو لائق ہے کہ سامنے بادشاہ حقیقی کے اس سے بڑھ کر حال ہو جائے یہ سب تفسیر کبیر میں مذکور ہے باقی یہ بات رہی کہ لفظ ایاک نعبد کو مالک یوم الدین کے ساتھ کیا مناسبت اور ربط ہے کہ اس کے پیچھے اس کو ذکر کیا جواب اس کا یہ ہے کہ عبادت کے تین درجے ہیں ایک یہ ہے کہ واسطے رغبت حور و قصور اور باغوں اور نہروں کے عبادت کی جائے اور یہ حقیقت میں معاملہ اور مبادلہ ہے اس واسطے کہ جو شخص صاحب عقل ہو یقیناً جانے کہ دنیا اور لذتیں اور اسباب اس کے سب فانی ہیں اور طرح طرح کے رنج اور نقصان اس میں موجود ہیں اور ایک جہاں دوسرا بہتر اس سے اور ہمیشہ رہنے والا کہ کبھی اس کو فنا نہیں آگے آنے والا ہے پس ایسا شخص اوقات عزیز اپنے کو اس دار فانی سے ہٹا کر بیچ حاصل کرنے اُس باقی کے خرچ کرتا ہے اور ثمرہ اس عبادت کا نہیں حاصل ہوگا مگر دن قیامت کے اس واسطے کہ تمام اقسام ثواب کے اُسی دن حاصل ہوں گے دوسرے یہ کہ عذاب کے ڈر سے عبادت کرے اس واسطے کہ تمام انبیاؑ ڈراتے چلے آئے ہیں کہ جو بندے عبادت نہ کریں تو لائق عذاب کے ہوں اور خبر ایک آدمی کی سے کہ سچا اور امین ہو یقین آجاتا ہے اور جس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کہ سچے اور امانت دار ہیں ایک امر کو کہیں کیونکر یقین نہ آئے پس ایسی عبادت مانند تابعداری لونڈی اور غلام کے ہے کہ مار کوٹ کے خوف سے چار ناچار مالک کی خدمت سے کسی طرح کا قصور نہ کرے اور ظاہر ہونا ثمرہ اس عبادت کا کہ وہ خصوصی نجات گوناگوں عذاب سے ہے یہ بھی دن قیامت کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے تیسری یہ ہے کہ عبادت واسطے مشاہدہ حق کے ہو اور یہ پہلے درجوں سے اعلیٰ ہے اور اسی واسطے نماز کی نیت میں بھی یہی تعلیم ہوا ہے کہ اصلّی[1] للّٰہ اور اس طرح تعلیم نہیں ہوا کہ للثواب[2] من اللہ و للخلاص[3] من عذاب اللّٰہ اور حقیقت میں درمیان خداوند اور بندے کے ایسا رابطہ ہے کہ قطع نظر ثواب اور عذاب سے عبادت کا تقاضا کرتا ہے اس واسطے کہ الوہیت عزت اور ہیبت کو چاہتی ہے اور عبودیت عاجزی اور ذلت کا تقاضا کرتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ مشاہدہ خدا کا پورا پورا بھی اسی دن ہوگا اور دُنیا کے مشاہدہ سے کچھ نسبت نہیں اگرچہ ان لوگوں نے کہ غلبہ عشق الٰہی کا ان کے اُوپر غالب ہوا ہے حالت سکر میں خلاف اس کے دم مارا ہے جیسا کہ کسی کہنے والے نے کہا ہے۔ بیت

---

[1] یعنی نماز پڑھتا ہوں خالص واسطے ثواب کے [2] یعنی واسطے ثواب کے اللہ کی طرف سے [3] یعنی واسطے خلاصی کے عذاب اللہ کے ۱۲

امروز چوں جمال تو بے پردہ ظاہرست — درحیرتم کہ وعدۂ فردا برائے چیست

پس عبادت کو باعتبار تمام درجوں کے تعلق روز جزا کے ساتھ ہے اسی واسطے اِیَّاكَ نَعْبُدُ کا پیچھے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے ذکر کیا اور ذکر معبود کا مقدم فرمایا یعنی لفظ اِیَّاكَ نَعْبُدُ سے پہلے لائے تاکہ باعث ہیبت اور اجلال کا ہو اور عبادت میں التفات بائیں اور داہنے نہ رہے جیسا کہ مشہور ہے کہ ایک پہلوان نامی ساتھ ایک آدمی کمینہ کے کشتی کرنے لگا اور لوگوں نے عین کشتی میں اُس آدمی کمینہ سے کہا کہ کچھ جانتا ہے تو یہ کون ہے فلانا پہلوان اور اُستاد ہے وہ شخص بمجرد سُننے نام بڑے پہلوان کے گر پڑا اور مغلوب ہوا جس وقت نام پہلوانوں کے سے اس قدر خوف اور اجلال دل میں آجاوے نام احکم الحاکمین سے کہ سب سے زبردست ہے کس قدر ہیبت اور اجلال ہونا چاہیئے اور یہی وجہ مقدم کرنے ذکر اللہ کی ہے تاکہ بندہ کو اللہ کے نام سے ایک قوت حاصل ہو کہ بسبب اُس قوت کے تحمل عبادت کا اس کے اُوپر آسان ہو جائے جیسا کوئی شخص زور کا کام کرنا چاہے پیشتر اُس سے یا قوتی یا غذا مقوی کھائے تاکہ وہ کام بھاری بسہولت کرے اور یہ بھی وجہ ہے کہ جب بندہ نے عبادت سے پہلے نام اللہ کا یاد کیا بسبب اُس کے حضور معنوی محبُوب کا حاصل ہوا اور عاشق کو بیچ حضور محبُوب اپنے کے کچھ کلفت محسوس نہیں ہوتی ہے پس بندہ کو بیچ حضور محبُوب کے عبادت کے اندر کچھ کلفت اور ملال حاصل نہ ہوگا اور شوق اور ذوق کے ساتھ ادا کرے گا اور یہ بھی خاصیت ذکر الٰہی کی ہے کہ شیطان کو دل سے بھگا دیتی ہے۔
قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۤئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ[1] پس بندہ کو چاہیئے کہ پہلے عبادت سے ذکر معبُود کا بجا لائے تاکہ شیطان کہ دشمن عبادت کا ہے بسبب سُستی دلانے اور غافل کرنے کے نقصان نہ کرے اور عبادت اُس کی محفوظ رہے اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ عبادت کرنے والا ایک بندہ ہے اور صیغہ نعبد کا واسطے جمع کے ہے یعنی ہم سب عبادت کرتے ہیں اس صیغہ کے لانے میں کیا نکتہ ہے نکتہ یہ ہے کہ بندہ عبادت ناقصہ اپنی کو بیچ عبادت ناقصہ تمام عبادت کرنے والوں کے ملا کر بیچ حضور اقدس کے عرض کرتا ہے تاکہ وہ کریم بموجب کرم اپنے کے عبادتوں کے اندر فرق نہ کرے اور سب عبادتوں کو بسبب نقصان بعضوں کے رد نہ فرمائے اور ہمراہ عبادتوں انبیاؤں اور اولیاؤں بلکہ فرشتوں

---

[1] یعنی تحقیق وہ لوگ کہ ڈرتے ہیں جس وقت پڑ گیا اُن پر گزر شیطان کا چُوک گئے پھر بھی ان کو سُوجھ آگئی ۱۲

marfat.com

مقرب کے اس کی عبادت ناقصہ بھی مقبول ہوجائے جیسا کہ فقہ میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دس چیزیں ملا کر ایک قیمت ان کی کر کے بیچے اور بعضی ان میں ناقص ہوویں اور بعضی کھری ہوں اس صورت میں خریدار کو نہیں جائز کہ اچھی اچھی لے لے اور ناقص کو پھیر دے بلکہ یا سب کو خریدے یا کُل کو پھیر دے اور ہر گاہ کہ اس جگہ معاملہ اکرم الاکرمین کے ساتھ ہے رد کرنا مقصود نہیں ضرور سب مقبول ہوں گی اور کیا اچھا کہا ہے کسی کہنے والے نے بیت

می پذیرند بداں را بہ طفیل نیکاں　　رشتہ واپس ندہد آنکہ گہر میگرد

اور یہ کہ جمع کے صیغے لانے میں اشارہ ہے طرف فضیلت نماز جماعت کے گویا مقام عبادت کا مقام اجتماع کا ہے اور بدون اجتماع کے عبادت ناقصہ ہوتی ہے **ف** فضیلت جماعت کے اوپر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دلالت کرتا ہے اَلتَّكْبِيْرَةُ الْاُوْلٰى فِيْ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا یعنی تکبیر اُولیٰ جماعت کی نماز میں بہتر ہے دُنیا سے اور جو چیزیں دُنیا میں ہیں چنانچہ تفسیر کبیر میں منقول ہے اور بھی بیچ تلقین صیغہ جمع کے کمال بزرگی ہے بندہ کے واسطے اللہ کی طرف سے گویا ایسا فرمایا ہے کہ جو عبودیت اپنی میرے ساتھ درست کی تو نے اور میری بندگی سے تنگ نہ ہوا تو پس ہم نے تیرے تئیں برابر ایک امت کے مقرر کیا اور لفظ جمع کا تلقین کیا ہم نے قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً[1] اور یہ کہ اگر اِیَّاکَ اَعْبُدُ کہتا، مضمون اُس کا یہ ہوجاتا کہ میں بندہ تیرا ہوں اور جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا یہ مضمون ہوا کہ میں ایک بندہ ہوں بندوں تیرے میں سے اور اس مضمون میں کمال ادب اور تواضع ہے اور جو کچھ

## بیان اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا

تعلق اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے ساتھ رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ حقیقت استعانت کی طلب کرنا معونت کا یعنی یاری کا کسی سے اور معونت ہر کار میں چار قسم پر ہے اوّل وہ چیز کہ قدرت اوپر کار کے بخشے دوسرے وہ چیز کہ اس کام کو آسان کرے تیسرے وہ چیز کہ ساتھ اس کام کے نزدیک کر دے چوتھی وہ چیز کہ اوپر اس کے برانگیختہ کرے اور رغبت پیدا کرے مثلاً عقل اور شعور اور ہاتھ اور پاؤں عبادت کے واسطے قسم اوّل کی چیزیں ہیں اور دُور کرنا موانع اور اشغال اور فراغت خاطر کی دینی یہ قسم ثانی میں ہے اور داعیہ اُس کا دل میں ڈالنا اور حسن اُس کا نزدیک عقل کے

---

[1] یعنی تحقیق ابراہیم تھا امام ۱۲

marfat.com

ظاہر کرنا اور لذت عبادت کی اور کھل جانا دل کا زیادہ کرنا یہ تیسری قسم سے ہے اور مرشد انبیاؤں اور اولیاؤں میں سے پیدا کرنا تاکہ دمبدم ساتھ نصیحت کے رغبت اور تاکید اوپر عبادت کے کرے یہ قسم چوتھی سے ہے اور مقدم کرنا ایاکَ کا نستعین کے اوپر اس جگہ بھی مفید حصر اور اختصاص کا ہے یعنی غیر تیرے سے ہم استعانت نہیں رکھتے اور یہ استعانت یا خاص عبادت کے واسطے ہے یا عام ہے سب کاموں میں دنیا اور دین میں اگر مراد خاص ہے پس بھید بیچ استعانت کے یہ ہے کہ عبادت ہرچند کسب اور عمل بندہ کا ہے لیکن بندے کا عمل موقوف اس کے اوپر ہے کہ اس کے دل میں تصور اس فعل کا آوے کہ جب تک خیال اس کا دل میں نہ آئے کیونکر اس کو کرے اور پیدا کرنا تصور کا خدا کے اختیار میں ہے اور یہ کہ علم نفع اور ضرر عبادت کا پھر اس علم کو اس کے دل میں بٹھانا اور محکم کرنا یہ سب پیدا کیا ہوا خدا کا ہے بندے کو اس میں دخل نہیں اور یہ بھی بھید ہے کہ عقل اور نفس آپس میں لڑتے رہتے ہیں عقل کا کام یہ ہے کہ انجام کو سوچتی اور جس شے کا مآل اچھا ہو اس کو اختیار کرتی ہے اگرچہ فی الحال اس میں رنج اور مشقت ہو جائے اور خواہش نفس کی اس چیز کو اختیار کرتی ہے کہ فی الحال اس کا نفع ہو اور انجام کاموں کا اس پر پوشیدہ رہتا ہے اور اس جھگڑے میں اکثر لشکر خواہش نفس کا غالب ہو جاتا ہے اور باعث ہلاکت دل کا ہوتا ہے اور دور کرنا اس لشکر کا بغیر عون الٰہی کے ممکن نہیں اور یہ کہ عبادت آسان نہیں ہوتی مگر ساتھ دور کرنے موانع کے اور وہ چار چیزیں ہیں دنیا اور خلق اور شیطان اور نفس اور یہ بھی ممکن نہیں مگر ساتھ دور کرنے عوارض کے اور عوارض کتنی چیزیں ہیں مصیبتیں اور خطرے مصیبتوں کے اور انواع ہموم و غموم کے اور بغیر اس کے بھی عبادت درست نہیں ہوتی کہ جو چیزیں توڑنے والی عبادت کی ہیں ان کو دور کیا جائے جیسا کہ ریا اور سمعہ اور عجب اور سوا اس کے اور بغیر اسکے بھی عبادت تمام نہیں ہوتی ہے کہ خوف اور رجا اور اشتیاق مشاہدہ حق کا موجود ہو اور یہ سب چیزیں گھاٹیاں سخت ہیں کہ قطع کرنا ان کا سوائے عون الٰہی کے متصور نہیں لیکن اس جگہ دو شبہ وارد ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر عبادت مقدر ہے اعانت بھی ضرور ہو گی فائدہ طلب کرنے اعانت کا کیا ہے ہم کہتے ہیں کہ مدد خدا کی اکثر وقت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے کہ استعانت اُس کی جناب میں چاہتے ہیں پس یہ سبب عادی ہے واسطے حاصل ہونے عون کے اور اسباب عادیہ میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیا فائدہ رکھتے ہیں۔ فائدہ ان کا

یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عادت کے اندر اُن چیزوں کو سبب حاصل ہونے مطلب کا کر دیا ہے جیسا کہ کھانا طعام کا پیٹ بھرنے کے واسطے ہے عادت میں سبب ہو گیا ہے اور پینا پانی کا کہ پیاس کے دُور کرنے کا سبب ہے۔ پس اعتراض جبریہ اور قدریہ کا ساقط ہے۔ دُوسرا شبہ یہ ہے کہ استعانت کسی کام کے شروع کرنے سے پہلے مناسب ہے نہ پیچھے اس کے پس چاہیئے تھا کہ استعانت کو اُوپر عبادت کے مقدم کرتے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ عبادت وسیلہ ہے اور استعانت حاجت ہے اور وسیلہ کو اوپر حاجت کے تقدم ہے اور ہر گاہ کہ استعانت واسطے تمام کرنے عبادت کے ہے اور تمام کرنا ہر چیز کا بعد شروع کرنے اُس کے کے ہوتا ہے اس واسطے استعانت کو بھی بعد عبادت کے لائے گویا بندہ اس طرح کہتا ہے کہ میں نے عبادت تیری ساتھ حکم تیرے کے شروع کی ہے لیکن تمام کرنا اُس کا بیچ ہاتھ میرے کے نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی مانع منع کرے اور حرج پیش آوے۔ پس ساتھ تیرے استعانت کرتا ہوں بیچ تمام کرنے اس کے کے فَاِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یعنی تحقیق دل مومن کا درمیان دو انگلیوں رحمان کے ہے اور اگر مراد استعانت سے عام ہے کہ تمام کاموں دنیا اور دین میں ہو پس وجہ اس اختصاص کی یہ ہے کہ جو کوئی غیر اپنے کی اعانت کرتا ہے نہایت کار اس کا یہ ہے کہ اُس شخص کے دل میں داعیہ اعانت کا ڈالا جاتا ہے یعنی اس کے دل میں یہ بات مضبوط ہو جاتی ہے کہ میں اعانت اس شخص کی کروں اور یہ دل میں خیال ڈال دینا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ پس گویا بندہ کہتا ہے کہ سوا تیرے کسی سے اعانت میری ممکن نہیں مگر جس وقت تو اعانت اس کی فرماوے تا کہ اسباب اعانت کا بہم پہنچاوے پھر اس کے دل میں داعیہ اعانت میری کا ڈالے تو پس میں وسائط سے قطع نظر کرتا ہوں اور سوائے اعانت تیری کے نہیں دیکھتا ہوں میں۔ توضیح اس مقام کی یہ ہے کہ بندے کو ظاہر میں قدرت دی ہے کہ بسبب اس قدرت کے گمان کرتا ہے کہ کرنا اور نہ کرنا میرے اختیار میں ہے لیکن ترجیح کرنے کی اوپر چھوڑنے کے ہرگز اپنی طرف سے اُس کو میسّر نہیں اس واسطے جو مرجح بندے کی طرف سے ہو پس اس مرجح میں کلام کیا جائے گا کہ اس کے وجود کو ترجیح اوپر عدم کے کہاں سے آئی۔ یہاں تک کہ تسلسل لازم آئے پس وہ مرجح نہ ہوگا مگر خدا کی طرف سے پس اعانت سوائے خدا کے کسی سے لائق نہیں اور یہ بھی ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مخلوقات اپنے مطلب طلب کرتے ہیں اور اپنی قدرت اور عقل اور شعور اور کوشش میں کوئی قصور نہیں کرتا ہے اور مطلب کو نہیں پہنچتے ہیں مگر بعضے پس حاصل ہونا مطلب کا بغیر اعانت غیبی کے ممکن نہیں

marfat.com

اور بھی بارہا دیکھا گیا کہ ایک انسان نے دوسرے انسان سے حاجت طلب کی اور وہ شخص مدت تک ٹالتا رہا اور لیت ولعل میں گزارتا رہا پھر دفعۃً حاجت اس کی پوری کر دی۔ اس جگہ سے معلوم ہوا کہ اُس کے دل میں خیال اُس کی حاجت روائی کا آجانا غیب کی طرف سے ہے پس مردِ مومن کو کہ شرک سے بھاگتا ہے اول ہی مرتبہ میں چاہیے کہ غیر کی اعانت کو کہ فقط ظاہر میں اعانت ہے اور حقیقت میں کسی طرح کی قدرت نہیں رکھتا ہے نظر سے ہٹا دے اور ساتھ اعانت قادرِ حقیقی کے کفایت کرے۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو نمرود لعین نے ہاتھ اور پاؤں باندھ کر آگ میں ڈال دیا حضرت جبرئیل علیہ السلام پہنچے اور کہا اگر تجھ کو حاجت میرے سے ہو بتائے۔ حضرت خلیل علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ طرف تیری کچھ حاجت نہیں رکھتا ہوں میں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ خدا سے التجا کر۔ حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہے۔ حاجت عرض میری کی نہیں اور ہرگاہ کہ بندۂ مومن نماز میں کھڑا ہوا دونوں پاؤں اُس کے چلنے پھرنے سے بند ہوتے اور دونوں ہاتھ کام کرنے سے معطل رہے اور زبان سوائے قرأت اور ذکر کے کچھ نہیں کہہ سکتی گویا اسباب طلب اور ہرب کے جیسا کہ حقیقت میں بیکار تھے ظاہر میں بھی بیکار دکھلائی دیئے۔ اس وقت میں ان اسباب کو بیکار دیکھ کر کھوج طرف حقیقت کام کے لے گیا اور کہا اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اور یہ بھی علماء نے کہا ہے کہ جس وقت بندہ مومن نے اِیَّاكَ نَعْبُدُ کہا اس بات کا خوف کہیں ایسا نہ ہو کہ نسبت عبادت کی صرف اپنی ہی طرف کروں اور خود پسندی میں پڑوں ہیں۔ واسطے دُور کرنے اس خوف کے اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تعلیم فرمایا اور اس جگہ سے بھید مقدم کرنے نَعْبُدُ کا اوپر نَسْتَعِیْنُ کے بھی ظاہر ہوا۔

کہتے ہیں اس سورت میں دو مقام ہیں۔ ایک مقام معرفت ربوبیت کا دوسرا مقام عبودیت کا اور جس وقت یہ دونوں مقام جمع ہو جائیں معاملہ بندے کا خدا کے ساتھ پورا پورا ہو جائے اور معنی اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ کے جلوہ گر ہوں۔ شروع سورۃ سے مالک یوم الدین تک بیان مقام ربوبیت کا ہے مبدأ سے معاد تک اور ایاک نعبد بیان شروع مقام عبودیت کا ہے اور ایاک نستعین بیان کمال اس کے کا ہے اور جس وقت وفا دونوں عہدوں کی طرف سے ثابت ہوئی ثمرہ اس کے اوپر مترتب ہوا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہے۔ اکثر علماء نے بیچ وجہ التفات کے غیبت سے طرف حضور کے کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ میں موجود ہے

marfat.com

ایسا فرمایا ہے کہ مصلی نے وقت شروع نماز کے اجنبی کی مانند کھڑا ہو کر ثنا خدا تعالیٰ کی ساتھ لفظ غائب کے شروع کی یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لفظ غائب ہے اس واسطے کہ اسم ظاہر بیچ حکم غائب کے ہوتا ہے اور جس وقت ثنا کو ساتھ کمال کے پہنچایا وہ حجاب کہ درمیان میں تھا اُٹھ گیا اور دوری ساتھ نزدیکی کے بدل گئی اور اجنبیت ساتھ یگانگت کے ملی۔ پس یہ شخص قابل اس کے ہوا کہ ساتھ لفظ خطاب کے تکلم کرے اور یہ بھی کہا ہے کہ دُعا اور سوال کے واسطے حضور بہتر ہے۔ سوال غائبانہ چنداں مفید نہیں ہوتا ہے اور ثنا اور تعریف پس پشت کرنی بہتر ہوتی ہے تا کہ گمان خوشامد کا نہ کیا جائے اس جگہ جاننا چاہیئے کہ مشرکین ساتھ اہلِ اسلام کے برخلاف ہیں بیچ خاص کرنے عبادت اور استعانت کے کہ سوائے خدا کے اوروں کی عبادت کرتے ہیں اور استعانت اُن سے چاہتے ہیں بعضے مشرک اجسام معدنیہ کے تئیں جیسا کہ بڑے بڑے پہاڑوں، چاندی اور سونے کی عبادت کرتے ہیں اور بعضے درختوں کی پرستش کرتے ہیں جیسے کہ درخت پیپل اور تلسی اور سوائے اس کے اور بعضوں نے روحانیت غیبیہ کو مُربی اپنا قرار دیا ہے بلکہ ایک جماعت نے ان میں سے ہر اقلیم کے واسطے ایک رُوح کو ارواح فلکیہ سے مقرر کر رکھا ہے کہ اس رُوح کو اس اقلیم کا مدبر اور مربّی مانتے ہیں اور جتنے انواع عالم کے ہیں ہر نوع کے واسطے ایک رُوح کو مربّی اور مدبّر اعتقاد کرتے ہیں اور واسطے دُور کرنے ہر مرض کے اور واسطے حصول ہر کیفیت کے بدن میں کہ حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست ہے بھی ایک رُوح مقرر کی ہے کہ اس رُوح سے استعانت چاہتے ہیں اور جو کہ وہ ارواح نظروں سے غائب ہیں، صورتیں اور شکلیں ان کی بنا کر نہایت تعظیم اور عاجزی سے پیش آتے ہیں اور بعضے مشرکین سے ایسے ہیں کہ جو انسان کامل ہیں انہیں کی عبادت کرتے ہیں اور بعضے اجسام لبسیط کی عبادت کرتے ہیں خواہ سفلیہ ہوں مثل آگ کے کہ معبود مجوس کی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ جسم نہایت لطیف اور نورانی ہے اور باوجود اس کے بیچ ہر صنعت آدمی کے دخل رکھتی ہے پس ظہور ربوبیت الٰہی کا اس میں کامل ہے اور کسی شئے کو انواع حیوانات سے طرف اس عنصر کے بیچ معاش اپنی کے احتیاج نہیں مگر آدمی کو پس عنصر کہ خاص ساتھ نوع انسان کے ہے اور ربوبیت خاص انسان کی نے اس عنصر میں ظہور پایا ہے قابل اس کے ہے کہ نہایت تذلل بہ نسبت اس کے کیا جائے اور ایک جماعت اجسام علویہ مثل ماہتاب اور آفتاب اور ستاروں کی پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تدبیر عالم کی موقوف اُوپر بدلتے رہنے

marfat.com

نور اور ظلمت کے ہے کہ دن اور رات کا انتظام اسی سبب سے ہے اور بھی موقوف ہے اوپر بدلنے فصلوں اور اختلاف کے اور زیادتی رطوبت کی بیچ بعض وقت کے اور قوت یبوست کی دوسرے وقت میں اور یہ چیزیں آثار انہیں جسموں کا ہے پس بہ نسبت ان اجسام کے نہایت تعظیم کی رعایت کرنی چاہئے اور باوجود اس کے ان جسموں کے واسطے ارواح بھی ہیں کہ انھوں نے کمال مناسبت اسماء الٰہی کے ساتھ بہم پہنچائی ہے پس بالاولی قابل عبادت کے ہوئے اور تمام ان مذاہب کو مرد مسلمان ساتھ ان دو کلمہ کے رد کرتا ہے اور حقیقت ملت حنیفی کی کہ مقرر کی ہوئی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی کی ہے تفصیل انھیں دو کلموں کی ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ باقی رہی تفصیل عبادت

## ذکر استعانت بالغیر کا

کی اور استعانت چاہنی غیر سے اور وہ یہ ہے کہ عبادت یعنی غایت تذلل واسطے نہایت تعظیم کے مطلقاً اس ملت میں خاص واسطے خدا تعالیٰ کے ہے اور کسی ذی حق کے واسطے جیسا کہ ماں باپ یا اُستاد یا پیر یا آقا اور خاوند اور سوائے اُن کے اور جو مظاہر انعام حق کے مثل عناصر کے اور فلکیات کے اور ارواح عالیہ کے جائز نہیں اس واسطے کہ اسباب نہایت تعظیم کے اُن میں پائے نہیں جاتے اور اس وجہ سے وہ نہایت تعظیم کے مستحق نہ ہوئے تو نہایت تذلل بے موقع اور بے جا ہے اور تلف کرنا حق مالک الملک علی الاطلاق کا ہے اور ظلم ہے نہایت بڑا اعاذنا اللہ منہ اور استعانت ساتھ ایسی چیز کے ہے کہ توہم استقلال اس چیز کا بیچ وہم اور فہم کسی شخص کے خواہ مشرک ہو خواہ موحد نہیں گزرتا ہے جیسا کہ استعانت ساتھ اناج وغیرہ کے بیچ دُور کرنے بھوک کے اور استعانت ساتھ پانی کے اور شربتوں کے بیچ دُور کرنے پیاس کے اور استعانت واسطے راحت کے بیچ دور کرنے تھکی کے بیچ سایہ دار درخت وغیرہ کے اور استعانت طرف دواؤں اور بوٹیوں کے بیچ دُور کرنے بیماریوں کے اور استعانت ساتھ امیر اور بادشاہ کے بیچ معین وجہ معاش ہونگے کہ حقیقت میں معاوضہ خدمت کا مال کے ساتھ ہے اور موجب تذلل کا نہیں اور ایسے ہی استعانت ساتھ طبیبوں اور علاج کرنے والوں کے کہ بسبب تجربہ اور زیادتی واقفیت کے اُن سے طلب مشورہ کی ہے اور استقلال کا وہم نہیں کیا جاتا پس اس قسم کی استعانت بلا کراہت جائز ہے اس واسطے کہ حقیقت میں تذلل نہیں ہاں اگر استعانت ہے تو بھی استعانت بخدا ہے اور یا استعانت ایسی چیز کے ساتھ ہو کہ توہم استقلال اس چیز کا مشرکین کے ذہنوں میں بیٹھا ہوا ہے جیسا کہ استعانت ساتھ ارواح اور روحانیات فلکیہ یا عنصریہ یا ارواح سائرہ

marfat.com

کے مثل بہوانی شیخ سدو وزینخان اور جو مانند اُن کے ہوں اور اس قسم کی استعانت عین شرک ہے اور منافی ملّت حنیفی کی ہے اور اگر کوئی دلیل اس کی طلب کرے کہ حصر عبادت اور استعانت کا اللہ کی ذات میں کیوں ہے کہیں گے ہم کہ تین آیتیں پہلی دلیل حصر کی ہیں اس واسطے کہ عبادت اور استعانت اس واسطے ہے کہ وہ شخص کمال ذاتی رکھتا ہے اور یا اس واسطے ہے کہ انعامات اُس کے ہمیشہ سے خلق کے اوپر مبذول ہیں تا کہ اُن کے مقابلہ میں شکر اس کا ادا کرتے ہیں اور طلب زیادتی کی ہمیشہ ہوتی رہے اور اعانت اس کی مستمر ہے یعنی ابدالآباد تک موجود ہے اور کسی دم موقوف نہیں یا بسبب اس کے ہے کہ ربوبیت اس کی شامل اور گھیرنے والی تمام خلق کو ہے اور اعانت بھی تتمہ حق ربوبیت کا ہے یا واسطے خوف تلف ہونے کسی نعمت یا کسی کمال کے یا باعث لاحق ہونے کسی آفت اور نقصان کے ہے اور یہ چیزیں ساتھ وصف عموم اور احاطہ کے اور باعتبار خلقت اور ایجاد کے اور اقدار اور تمکین کے خاص اللہ کی ذات کے ساتھ ہیں۔ اس جگہ جاننا چاہیئے کہ اس مقام میں کئی عبارتیں اس مطلب کے ادا کرنے کے واسطے ذہن میں آتی ہیں اور سب کو چھوڑ کر یہ عبارت خاص کیوں اختیار فرمائی اور نکتہ اس میں کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَنَسْتَعِیْنُ نہ کہا بلکہ دوبار ایاک ذکر کیا کہ کوئی وہم نہ کرے۔ کہ استعانت ساتھ عبادت کے ہے بلکہ بمجرد فضل الٰہی کے ہے اور لک نعبد بھی نہ کہا تا کہ کوئی وہم نہ کرے کہ بیچ عبادت بندے کے اللہ تعالیٰ کو نفع ہے اس واسطے کہ لام لغت عرب میں واسطے نفع کے آتا ہے جیسا کہ بیچ مَالَہٗ اور مَا عَلَیْہِ کے مشہور ہے اور ایسے ہی بک نستعین نہ کہا تا کہ کوئی وہم نہ کرے کہ حق تعالےٰ کو واسطہ اور آلہ مقرر کیا ہے درمیان اپنے اور درمیان مطلوب اپنے کے اور لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاکَ بھی نہ کہا باوجودیکہ اس عبارت میں تصریح کے ساتھ نفی تھی اور حصر بھی اس واسطے کہ خبردار کیا اور یہ کم التفاتی کے طرف منقبات کے یعنی مصلّی کو بیچ مقام مناجات کے التفات ساتھ نفی کے بھی نہیں

اور غرض ثابت کرنے مقصد اپنے سے ہے اور عِبَادَتِی لَکَ بھی نہ کہا تا کہ آگاہی ہو اُوپر اُس کے کہ عبادت اُس کی آرام لے لیکر ہر وقت ہوتی رہتی ہے کہ محصل استمرار تجددی کا ہے یعنی لحظہ بہ لحظہ ہونا اور اس عبارت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ برابر عبادت ہمیشہ چلی جائے اور منقطع نہ ہو اور یہ طاقت بشری سے خارج ہے اور اِیَّاکَ عَبَدْتُ اور عَبَدْنَا بھی نہ کہا تا کہ کوئی وہم نہ کرے کہ عبادت سے فراغت ہو گئی اور اُس کو چھوڑ دیا اور اِیَّاکَ اَعْبُدُ اَنَا بھی نہ کہا تا کہ آگاہی ہو ساتھ ضعف اس عبادت کے گویا بسبب



marfat.com

کمال ضعف کے قابل تاکید کے نہیں اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ نحن بھی نہ کہا تاکہ آگاہی ہو ساتھ قصور عبادت تمام خلق کے حق اس کے سے گویا ساتھ اس عبادت ناقصہ کے نہیں کہہ سکتا کہ یہ سب عابد ہیں۔ حاصل کلام یہ ترکیب کہ اختیار کی گئی سب ترکیبوں سے کہ تصور اور خیال میں آتی ہیں بہتر ہے اور اَعِنَّا بھی نہ کہا جیسا کہ اِہْدِنَا تاکہ اطلاع کرے اوپر اس بات کے کہ حاجت بندے کی حقیقت میں طلب کرنا عبادت کا ہے اور ذکر استعانت کا محض واسطے درخواست اجازت طلب حاجت کے ہے اور وہ شے کہ تعلق ساتھ

## بیان اہدنا الصراط المستقیم

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ رکھتی ہے یہ ہے کہ معنی ہدایت کے نشان دینا مطلب کا ہے یا ساتھ الہام کے یعنی خود بخود اللہ تعالیٰ اُس کے دل میں ڈال دے جیسا کہ چوسنا پستان کا بغیر سکھلانے اور سوچنے کے لڑکے کے دل میں آجاتا ہے اور جیسا کہ ظاہر کرنا شکایت کا ساتھ رونے کے کہ ابتدا پیدا ہونے کے ماں کے پیٹ سے بچہ کو تعلیم ہوتا ہے اور یا نشان دینا مطلب کا ہے ساتھ حواس ظاہرہ اور باطنہ کے یا ہدایت عقل کی یا دلائل نظریہ یا ساتھ بھیجنے رسولوں کے پس مرتبے ہدایت کے علی الترتیب ہیں یعنی بعضے پہلے اور بعضے پیچھے اوّل ہدایت الہامی ہے کہ لڑکپن کی حالت میں حاصل ہے بعد اُس کے ہدایت احساسی کہ جس وقت حواس آدمی کے ظاہر اور باطن میں قوت پکڑتے ہیں۔ نیک اور بد چیزوں کو پہچانتا ہے اور جس چیز کی طرف حواس نہیں پہنچتے اس کے دریافت کرنے کے واسطے ہدایت عقل کی عنایت کی تاکہ مدرکات ظاہرہ اور باطنہ سے کلیات اُن کے نکال کر کام میں لائے اور جو چیز ہدایت عقل سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔ واسطے دریافت کرنے اُس کے کے دلائل نظریہ عطا فرمائے کہ ان دلیلوں سے نتیجہ نکال کر مطلب حاصل کرلے اور جو چیزیں کہ نظر عقل سے بھی دور ہیں اور حسن و قبح اُن کا قوتِ عقلیہ سے معلوم نہیں ہوتا یا اس کے ادراک کرنے میں وہم اور خیال اُس سے معارضہ کرتے ہیں واسطے دریافت ان چیزوں کے پیغمبروں کو بھیجا ہے اور جو ہدایت کہ ساتھ بھیجنے رسولوں اور اُتارنے کتابوں کے پائی جاتی ہے دو قسم ہے عام اور خاص۔ عام وہ ہے کہ راہ خیر اور شر کی ظاہر کریں اور یہ بھی دو قسم ہے تبیانی اور توفیقی۔ تبیانی کھول دینا اُس چیز کا کہ رسول اس کو لایا ہے اس طرح پر کہ کسی طرح کا احتمال اور شک و شبہ بیچ سمجھنے مراد کے راہ نہ پائے اور اس کو عرف فقہا میں ابتلا کہتے ہیں اور توفیقی وہ ہے کہ اسباب چنگل مارنے کے ساتھ ہدایت انبیاء علیہم السلام کے بیچ حق کسی شخص کے جمع کریں اور راہ اوپر اس کے یہ طریق آسان فرمائیں تاکہ ساتھ سعادت ہمیشگی کے پہنچنے والا ہو اور بیچ مقام اصطفائی کے مشرف ہوجائے اور غایت اس توفیق کی بہشت ہے

آخرت میں یا دریافت کرنا حق کا ہے دنیا میں اور خاص وہ ہے کہ ایک نور عالم نبوت یا عالم ولایت سے اُس پر قوت مدرکہ اس شخص کے روشن ہو اور حقیقتیں جیسے کہ نفس امر میں ہیں اُس پر کھل جائیں اور یہ تین درجے رکھتی ہیں یا من اللہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى یا اِلَی اللہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ یا باللہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے لولا اللہ ما اهتدینا اور اسی ہدایت خاص میں داخل ہے یہ بات کہ آدمی کو درمیان سیر سلوک کے انتقال ایک حال سے طرف دوسرے حال کے اور ایک مقام سے طرف دوسرے مقام کے کسی بندہ کی امداد سے مثل مرشد کے حاصل ہوتا ہے اس جگہ جاننا چاہیئے کہ اگر ہدایت سے نشان دینا راہ کا مراد ہوتا ہے اس کو ساتھ الیٰ کے متعدی کرتے ہیں اور اگر پہنچانا راستہ کا منظور ہوتا ہے ساتھ لام کے متعدی کرتے ہیں اور اگر قطع کروانا راستہ کا اور پہنچانا طرف مقصد کے مراد ہوتا ہے تو متعدی بنفسہا[1] ہوتی ہے۔ پس بیچ لفظ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے کہ متعدی بنفسہٖ ہے ظاہر کرنا کمال عجز اور ناتوانی بندہ کا ہے کہ کفایت اوپر نشان دینے اور اوپر پہنچنے راستہ کے سرے پر نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ راہ مطلب کی طرف نہیں لے جاتا ہے جب تک کہ دم بدم ہدایت اللہ تعالیٰ کی دلیل راہ کی اور توفیق سفر کی اور ہاتھ پکڑنے کی نہ ہو اور لانا صیغہ جمع کا بیچ اهدنا کے واسطے اُسی نکتہ کے ہے کہ نعبد میں مذکور ہوا علی الخصوص بیچ اس جگہ کے کہ مقام دُعا کا ہے اور دُعا جماعت مسلمانوں کی قریب تر طرف قبولیت کے ہے اور یہ کہ حمد میں شامل تمام حمد کرنے والوں کو کیا ہے اور ایاک نعبدُ میں بھی سب کی عبادت شامل ہے اور استعانت بھی سب کی طرف سے بیان ہوئی لاچار طلب ہدایت کی بھی سب کے واسطے چاہیئے اور بھی اگر تمام گھر والوں میں یا ایک محلہ والوں میں یا ایک شہر والوں..... یا ایک ملک والوں میں سے ایک شخص کو ہدایت حاصل ہو اور دوسرے گمراہی میں گرفتار رہیں پس اس شخص کو نہایت مشکل پڑ جائے اگر ان کی موافقت کرے تو دیدہ و دانستہ ہلاکت میں پڑتا ہے اور اگر مخالفت ان کی کرے تو مسخرہ ان لوگوں کا بننا پڑتا ہے اور صحبت بُرے لوگوں کی اختیار کرنی پڑتی ہے اور اوقات بیچ قیل و قال

---

[1] تفسیر بحر مواج میں یوں لکھا ہے: ہدایت را چوں بلام ذکر کنند چنانچہ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ بمعنی علامت کہ راہ وراں گوشہ است نزدیک جنیب درخت است یا در دامن آں کوہ است باشد و چوں بالی ذکر کنند چنانچہ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ بمعنی رہنمونی کردن تا سر راہ و رسانیدن بر سر جادہ شود و چوں بیچ صلہ ذکر نہ کنند ادا ایصال الی المطلوب گویند بمعنی او رہنمونی کردن تمام راہ تا وصول مقصد باشد ۱۲ منہ

اور لڑائی جھگڑے کے بے مزگی سے گزرتے ہیں اور علاقے قرابت اور صداقت اور عون اور نصرت کے تمام برہم ہو جاتے ہیں ناچار اپنے تئیں اور ہمجنسوں اپنے کو ہدایت کی دُعا میں شامل کرنا چاہیئے تاکہ کشاکش ان لڑائیوں کی سے محفوظ رہے اور لفظ صراط کا ہم معنی طریق اور سبیل کا ہے اور ان سب کے معنی راہ کے ہیں اور اس جگہ اس لفظ کو اس واسطے اختیار فرمایا ہے کہ مسلمان کو ذکر کرنے اس لفظ کے سے گزرنا پُل صراط کا یاد آئے کہ اس میں صراط کا لفظ ہے اور یہ جانے کہ مجھ کو اس راہ پر گزرنا ہے اور گزرنا اس سے سوائے چلنے طریق مستقیم کے ممکن نہیں اور مشہور یہ ہے کہ طریق مستقیم پر چلنا اختیار کرنا میانہ روی کا ہے یعنی نہ افراط اس میں ہو اور نہ تفریط کہ یہ دونوں مذموم ہیں مثلاً عبادت میں افراط یہ ہے کہ جس جگہ ظہور کسی صفت کا صفات الٰہیہ سے دیکھا جائے بے اختیار پرستش اُس کی کرنے لگے جیسا کہ مذہب ہنود کا ہے اور تفریط یہ ہے کہ کسی وقت شغلوں دنیا اور طلب معاش سے اپنے تئیں فراغت نہ کرے اور عالم غیب کی طرف متوجہ نہ ہو جیسا کہ معمول فرقہ انگریز اور دوسرے بے دینوں کا ہے اور افراط استعانت میں وہ ہے کہ ہر چیز کے واسطے بباعث وہم کے سب درخواست کریں اور ہیچ کاموں مطلوبہ کے اُس کی طرف رجوع کریں اور تاثیریں ستاروں کی اور سعادت اور نحوست دنوں کی اور خواص پوشیدہ معادن اور نباتات اور حیوانات کی رعایت کریں اور شوم اور یمن کو بیبیوں اور اولاد اور غلاموں اور لونڈیوں اور گھوڑوں اور حویلی اور تلوار اور دوسری چیزوں میں خیال میں لائے اور اوقات زندگی کے اپنے اوپر تنگ کریں اور مثل سودائیوں کے ہر چیز سے ڈریں اور ہر چیز سے توقع بروئے نفع کی رکھیں اور تفریط یہ ہے کہ اسباب اعتبار کئے ہوؤں کو بھی مثل دوا اور غذا کے اور پرہیز کے اور مثل صحبت نیکوں کے اور صحبت بدوں کے اور مثل دُعا اور التجا کرنے کے جناب باری میں سب کو ساقط الاعتبار جانیں اور اسی قیاس پر میانہ روی تمام کاموں میں بہتر ہے اور بیشی اور کمی مذموم ہے جیسا کہ بالتفصیل کتابوں علم اخلاق وغیرہ میں مذکور ہے اور طریق نمونہ کے اس جگہ کچھ ذکر کرتے ہیں

## آدمی کو تین قوتیں ہیں

کہ آدمی کے واسطے تین قوتیں ہیں ایک قوتِ نطقیہ کہ اس کو عقلیہ بھی کہتے ہیں صفت اس کی جاننا اشیاء کا اور دریافت کرنا حقیقتوں کا ہے اور حقیقتیں یا ذات اور صفتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں یا افعال اور آثار اُس کے دُنیا اور آخرت میں اور اس قسم کے علم کو علمِ الٰہی کہتے ہیں اور افراط اور تفریط اس قسم میں وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں تفکر کرے اور درپے دریافت کرنے بھید اس کے کے ہو یا صنعتوں کا مثلاً

marfat.com

انکار کرے واسطے تنزیہ کے یا ثابت کرے صفتوں کو اوپر طریق تشبیہ کے کہ خالق کو مخلوق کے ساتھ ہم رنگ کرے یا جن صفات کو شرع نے ثابت کیا ہے ساتھ تاویل باطل کے انکار ان کا کرے مثل کلام کے اور سمع کے اور بصر کے اور رویت اور رضا کے اور غضب کے یا افعال اللہ تعالیٰ کے تئیں مثل افعال اپنے کے غرضوں کے ساتھ ملے ہوئے جانے یا اصلح یا الطف کے تئیں موافق قرارداد عقل اپنی کے اوپر اس کے واجب پہچانے اور افعال بندہ کے طرف بندے کے نسبت کرے اور خلق اور تاثیر اللہ تعالیٰ کی سے ان فعلوں میں منکر ہو یا بندہ کو مثل پتھر کے بے دخل اعتقاد کرے اور جبری ہو جائے اور سوائے اس کے اور عقائد باطلہ کہ مائل افراط اور تفریط کی طرف ہیں اور یا حقائق ارواح اور ملائکہ اور انبیاء اور اولیاء اور ائمہ دین کے ہیں اور اس قسم کے علم کو علم نبوت کہتے ہیں اور افراط اور تفریط اس قسم میں وہ ہے کہ بالکل ان مرتبوں اور منصبوں کا انکار کرے یا ان کی عصمت کا اور محفوظ رہنے کا گناہوں سے اور خطاؤں سے اعتقاد نہ کرے اور مثل اپنے آلودہ ساتھ غرضوں دُنیاوی اور طلب کرنے مطلبوں کمینوں کے اور مطلوب گردانتے حاجتوں نفسانیہ کا جانے یا رتبہ اماموں اور اولیاءؒ کا برابر رتبہ انبیاؤں اور مرسلین علیہم السلام کے مقرر کرے اور انبیاء مرسلین علیہم السلام کے واسطے لوازم الوہیت کے جیسا کہ علم غیب اور فریاد سُنی ہر کسی کی ہر جگہ میں اور قدرت اوپر تمام مقدورات کے ثابت کرے اور ملائکہ اور ارواح اور اولیاءؒ کے تئیں بیچ پردہ صورتوں اور رتبوں اور قبروں اور تعزیوں کے معبود ٹھہرائے اور رزق اور فرزند اور خدمت اور منصب کی ان سے بالاستقلال درخواست کرے اور شفاعت اور عرض ان کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واجب القبول جانے گو کہ جناب باری کے نزدیک یہ امر مکروہ ہو یا وہ حقائق کہ معاملات قبر کے اور دوزخ اور بہشت کے اور حساب اور میزان اور دوسرے امور آخرت کے ہیں اور اس علم کو علم معاد اور علم سمعیات کا بھی کہتے ہیں اور افراط اور تفریط اس قسم میں وہ ہے کہ مثلاً ایمان کو اس حد کے ساتھ مؤثر بیچ نجات کے پہچانے کہ بالکل خوف کو دل سے اٹھائے اور یہ بات جانے کہ کوئی گناہ اگر ایمان دل میں ہو ضرر نہ کریگا یا ایمان کو اس مرتبہ پر ساقط الاعتبار گردانے کہ ساتھ ہر گناہ کے تاثیر اس کی دُور ہو جائے گی اور گناہ گار ایمان والے مانند کافروں بے ایمان کے دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے یا اعمال نیک اور بد کو تاثیر ذاتی آخرت میں ثابت کرے اور جانے کہ اللہ تعالیٰ بیچ مقام جزا دینے کے بے اختیار ہے اور تابع اعمال بندے کے ہے معاف کرنا گناہوں

marfat.com

کا یا نہ قبول کرنا طاعت کا اُس سے ممکن نہیں یا بہشت اور دوزخ کو اور لذت اور الم اس جگہ کے مانند انقلابات دُنیا کے زائل اور فانی اعتقاد کرے اور اوپر اسی کے ہے قیاس اور چیزوں کا یادہ حقائق اجسام اور اعراض دوسرے ہیں کہ اس علم کو علم الجواہر والاعراض کہتے ہیں اور علم طبیعی اور ریاضی بھی نام رکھتے ہیں اور افراط اور تفریط اس قسم میں وہ ہے کہ مثلاً بیچ شرح اور بسط ان چیزوں کے غور تمام کرے اور قوت مدرکہ اپنی کو بیچ حاصل کرنے لعینی احوال اور اوضاع اور خواص اور تاثیرات ان کے کے مصروف کرے مثل تعمق کرنے کے علم ہیئت اور ہندسہ اور حساب اور فنون ریاضی میں اور موسیقی اور جر الاثقال اور مناظرہ اور شعبدہ اور طلسمات اور نیرنجات اور علم فلاحت اور علم حیوان اور خواص نباتات اور احجار اور علم طب میں اور سوا اس کے یا ان چیزوں کا مطلق انکار کرے اور ان سے بے بہرہ اور بے نصیب رہے اور جس قدر علم ان چیزوں کا نافع دین اور دنیا میں ہو اس میں بھی متوجہ نہ ہو اور دوسری قوت شہویہ ہے کہ باعث کھینچنے منافع کی اور وسیلہ خواہش مرغوبات کی ہے اور افراط اس کا فجور ہے اور خلاعت بھی کہتے ہیں یعنی ڈوب جانا لذتوں اور رغبت کی چیزوں میں زیادہ اس قدر سے کہ حاجت ہو اور تفریط یعنی نقصان اس کے کو جمود کہتے ہیں یعنی سکون اور باز رہنا اس چیز سے کہ عقل اور شرع اس کی طرف رغبت دلاتی ہے جیسا کہ نکاح حلال اور کھانا لذیذ کہ بے شبہ کا ہو اور مرتبہ توسط کا عفت ہے یعنی تابع کرنا شہوت کا ساتھ حکم عقل اور شرع کے تاکہ خواہش نفس سے سلامتی حاصل ہو اور اس میانہ روی سے اخلاق پسندیدہ بہت پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ حیا اور صبر اور قناعت اور تواضع اور جواں مردی اور سخاوت اور توابع سخاوت سے ایثار اور کرم اور معاف کرنا اور مروّت اور آسانی کرنی معاملات میں اور تیسری قوت غضبیہ ہے کہ منشا پیش دستی کرنے کا اوپر چیزوں خطرناک کے ہے اور مقتضا اس کا تسلط اور بلندی اور دُور کرنا ضرر غیر کا ہے آپ سے اور متعلقوں اپنے سے اور افراط اس قوت کا تہور ہے یعنی دلیری کرنی بیچ اُس جگہ کے اوپر اس چیز کے کہ نہیں چاہیئے اور تفریط اس کا جبن ہے یعنی ڈرنا اس چیز سے کہ نہ چاہیئے اس سے ڈرنا اور توسط اس کا شجاعت ہے اور اس توسط سے بہت اخلاق پسندیدہ پیدا ہوتے ہیں مثل علو ہمت اور استقلال اور حلم اور تحمل اور حمیت اور سوا اس کے اور توسط استعمال قوت نطقیہ کے تئیں حکمت کہتے ہیں اور اُس سے ذکا اور سرعت فہم کی اور صفائی ذہن کی اور آسانی سے سیکھ لینا کسی فن کا اور اچھی طرح

یاد کرنا اور سمجھنا اور سوچنا حاصل ہوتا ہے اور اس کے افراط کا نام جربزہ ہے اور تفریط اس کی کا نام بلادت
اور غباوت ہے اور جس وقت تینوں قوتوں میں توسط حاصل ہو جائے اس کا نام عدالت ہے اور
توابع عدالت کے سے دوستی اور الفت اور وفا اور شفقت اور بدلہ دینا احسان کا اور نگاہ رکھنا علاقول
اور حسن صحبت کا اور مشارکت کا اور توکل اور ادا کرنا حق معبود مطلق کا اور ملائکہ اس کے کا اور پیغمبرول
ائکے کا اور اولوالامر کا اور فرمانبرداری کرنی اوامر و نواہی شرع کی پابندی اور یہی ہے کمال تقوی لیکن اس
جگہ ایک نکتہ ہے اُس کو بھی معلوم کرنا چاہیئے اور وہ ہے کہ قوت نطقیہ انسان کی ذات میں داخل ہے
اور اس کی روح کے واسطے پہلے بدن کے آنے سے حاصل تھی اور قوت شہویہ اور غضبیہ بعد تعلق پکڑنے
رُوح کے ساتھ بدن کے حاصل ہوئیں۔ پس کمال توسط کا قوت نطقیہ کے اندر وہ ہے کہ استعمال اس کا
اس حد کو پہنچائیں کہ زیادہ اس سے ناممکن ہو اور کمال توسط قوتِ شہویہ اور غضبیہ کا وہ ہے کہ ان کے
تئیں بقدر ضرورت کے استعمال کریں ساتھ اس حد کے کہ کمتر اس سے متصور نہ ہو لا چار طریق توسط کا
دریافت کرنا بغیر رہنمائی انبیاء علیہم السلام کے اور رفاقت صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں کے دشوار
ہے اور اسی واسطے کہا ہے کہ صراط مستقیم پیروی کرنی ساتھ انبیاء علیہ السلام کے ہے اور قدر مشترک وہ ہے،
کہ انسان اپنے دل سے ماسوی اللہ سے اعراض کرنے والا ہو اور دل اسکا فکر اور ذکر کے ساتھ بالکلیہ طرف
خالق اپنے کے متوجہ ہو یہاں تک کہ اگر اسکی جناب سے حکم پہنچے کہ بیٹے اپنے کو بیچ راہ خدا کے ذبح کر، تو
تابعداری کرے مثل حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے اور اگر حکم ہو کہ جان اپنی کو بیچ راہ خدا کے قربان
کر ساتھ کمال رضامندی اور خوشی کے تو قبول کرے مثل حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے اور اگر فرمائیں کہ
اپنے تئیں دریائے ذخار میں ڈال دے تو فرمانبرداری کرے جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے کیا اور اگر پیچھے حاصل ہونے
منصب بڑے کے اور مرتبہ بلند کے اشارہ فرما دیں کہ اپنے تئیں مانند شاگردوں کے آگے ایک شخص مجہول الحال کے پہنچا
اور اس سے ایک دو بات کام کی سیکھ تو عار نہ کرے اور ننگ اپنی طرف نہ آنے دے جیسے حضرت موسٰی علیہ السلام کہ طرف
حضرت خضر علیہ السلام کے دوڑے اور شاگردی اُن کی اختیار کی حدیث شریف میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تئیں
جس وقت مکہ معظمہ میں کفاروں کے ہاتھ سے اذیت بہت پہنچی اور آں حضرت سے شکایت کی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے فرمایا کہ پیشتر تمہارے ایمان داروں کو کفاروں کے ہاتھ سے بڑی بڑی مصیبتیں پہنچی
ہیں اس حد تک کہ بعضوں کے تئیں زمین میں گاڑ کے کھڑا کر دیتے اور آرہ تیز لا کر سر پر چلاتے تھے یہاں تک بدن اُن کا

marfat.com

دو ٹکڑے ہو جاتا تھا اور وہ لوگ ہرگز دین اپنے سے نہ پھرتے تھے اور بعضوں کے تئیں لوہے کی کنگھیوں سے پوست اور ہڈیاں چھیلتے تھے اور ہرگز خلاف دین اپنے کے کوئی بات زبان پر نہ لاتے تھے کہتے ہیں خطِ مستقیم اُس خط کا نام ہے کہ سب خطوں سے کہ دو نقطوں میں فرض کرسکیں چھوٹا ہو گویا بندہ کہ صراط مستقیم کی اپنے واسطے دُعا کرتا ہے عجز اور ضعف اپنا بیان کرتا ہے یعنی لائق ناتواں میرے کے نہیں مگر طریق مستقیم اور اسی واسطے جو کوئی بوڑھا یا ناتوان کسی حاجت اپنی کے واسطے جاتا ہے نزدیک کا راستہ تلاش کرتا ہے اور دُور کے راستہ سے بھاگتا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ بندہ جب تک دُنیا میں ہے پیچ کش مکش مشورہ دینے والوں اور راہ جتلانے والوں کے ہے عورت اور فرزند ایک راہ کی طرف بُلاتے ہیں اور ماں باپ دوسرے راستے کی ہدایت کرتے ہیں اور دوست اور شفیق اور راہ کی صلاح دیتے ہیں اور دشمن اور حاسد دوسری راہ کی عقل بتاتے ہیں اور اپنا نفس اور طرف کو کھینچتا ہے اور شیطان راستہ دوسرا سکھاتا ہے اور شہوت اور غضب اور طریق سمجھاتے ہیں اور عقل اس کی ضعیف ہے اور عمر اس کی کوتاہ ہے میدان کوشش کا تنگ حیران ہو کر اپنے تئیں خاوند کے دروازہ پر لا کر فریاد کرتا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ اس جگہ بعض جاہل شبہ کرتے ہیں کہ جس وقت مرد مسلمان کو یہ دُعا تعلیم ہوئی کہ نماز میں رُوبرو پروردگار کے اس طرح عرض کرے سوال کرنا ہدایت کا بے موقع ہے اس واسطے کہ مومن نمازی کو اس قدر ہدایت حاصل ہوئی ہے کہ حضور میں پہنچ گیا پھر طلب کرنا ہدایت کا تحصیل حاصل کی ہے اور اس کا کیا فائدہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ مرتبے ہدایت کے جیسے کہ ذکر بھی ہو چکا بہت ہیں پس آدمی ہر وقت میں ہدایت کے مانگنے سے مستغنی نہیں کہ علم آدمی کا ایک ہی چیز کے ساتھ دو طرح سے ہمیشہ بڑھتا ہے اوّل دوام اس علم کا یعنی برابر چلا جانا تمام وقتوں میں اور کم ہونا فترات کا یعنی دفعوں کا جو درمیان میں غفلت کے آجاتی ہے دوسرے ساتھ زیادتی دلیلوں کے اس واسطے کہ جو علم ایک دلیل سے حاصل ہوا ہے اور دوسرا علم کئی دلیلوں سے حاصل ہوا ہے دونوں علم برابر نہیں ہو سکتے اور جو چیز اقسام کی ممکنات سے جہان میں موجود ہے اس میں دلالت اوپر وجود ذات الٰہی کے اور علم اور قدرت اور کرم اور رحمت اور حکمت اس کی کے رکھی ہوئی ہے جیسا کہ کہا ہے شعر

وفی کلّ شیٔ لہٗ اٰیۃ تدل علیٰ انّہٗ واحد

فرد ہر گیاہے کہ از زمیں روید وحدہٗ لاشریک لہ گوید

marfat.com

پس علم آدمی کا ہر وقت زیادتی قبول کرنے والا اور استعداد رکھنے والا ترقی بڑی کلہے فرد

در بند آں مباش کہ مضمون نماندہ است صد سال می تو سخن از زلف یار گفت

معہٰذا فرماں برداری تمام اوامر اور نواہی اُس کے کی اور حاصل کرنا فضائل اور مرتبوں بلند کا میدان بہت بڑا ہے یعنی اس کے بہت مرتبے ہیں اور سب سے اعلیٰ مقصود ثابت رہنا آدمی کا اوپر اس مرتبۂ ہدایت کے ہے کہ اس کو حاصل ہے اسی واسطے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ اِھْدِ نَا کی تفسیر ساتھ ثَبِّتْنَا عَلَى الْهِدَايَةِ کے فرمائی ہے یعنی ثابت رکھ تو ہم کو اُوپر ہدایت کے اور کلامِ مجید میں گویا اسی کلمہ کی شرح کے واسطے بیچ جگہ دُوسری کے ارشاد فرمایا ہے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا یعنی اے رب ہمارے نہ پھیر تو دل ہمارا بعد اس کے کہ جس وقت ہدایت عطا کی تو نے ہم کو اور بھی اس جگہ شبہ دُوسرا وارد ہوتا ہے کہ سوال کرنا مطلب کا غیر سے دو وجہ سے خالی نہیں ہوتا یا یاد دلانا اس مطلب کا ہوتا ہے کہ وہ شخص بھول گیا ہو یا برانگیختہ کرنا بخیل کا اوپر سخاوت کے ہوتا ہے اور یہ دونوں وجہیں حکیم مطلق اور جواد برحق کی شان میں متصور نہیں ہو سکتیں پس فائدہ اس مانگنے کا اور اس دُعا کا کیا ہوا علی الخصوص کہ دُعا رضا بالقضا کے بھی منافی ہے ہم کہتے ہیں کبھی حکمت حکیم کی تقاضا کرتی ہے کہ مطلب طالب کا سوائے تضرع اور زاری کے نہ دیویں تا کہ نفس اُس کا ٹوٹے، تکبر اس کا پست ہو پس شاید کہ مانگنا اور ذلیل ہونا ہمارا کارگر پڑ جائے اور جو شرط کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت میں رعایت کی گئی ہے صورت پکڑے فرد

تا نگرید طفل کے جو شد لبن تا نگرید ابر کے خندد چمن

اور دعا منافی رضا بالقضا کے بھی نہیں اس واسطے کہ جائز ہے رضائے الٰہی اسی میں ہو کہ بندہ خواری اور زاری اپنی ظاہر کرے اور عطا بعد طلب اُس کی کے واقع ہو اب سمجھنا چاہیئے کہ سوال ہدایت کا اوپر استعانت کے متفرع کیا ہے اس واسطے کہ عبادت جب مجاہدہ کے سبب سے کمال قبول کرتی ہے۔ مفید اعلیٰ درجہ کی ہدایت کو ہوتی ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ...... یعنی اور جنھوں نے محنت ہمارے واسطے کی ہم سوجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں اور مجاہدہ محتاج طرف استعانت کے ہے اور جس وقت عبادت اور استعانت ملحوظ ہوئیں۔ تفرع ہدایت کا مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پر بھی ظاہر ہوا اس واسطے کہ کمال نفع ہدایت کا اُس دن میں بسبب عبادت کاملہ کے

marfat.com

کہ بے اعانت اس کی کے میسّر نہیں ظاہر ہوگا اور تفرع ان تینوں چیزوں کا اوپر رحمت عام اور رحمت خاص بلکہ اوپر رب العالمین کے کہ بہتر سب ترتیبوں سے ہدایت ہے خوب تر ہے اور وہ شے کہ تعلق خاص صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے رکھتی ہے وہ ہے کہ حقیقت نعمت کی کیا ہے ایک منفعت ہے کہ بطریق احسان کے غیر کی طرف پہنچائیں اور نفع اپنا اس میں منظور نہ ہو اور اسی واسطے منعم حقیقی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں اس واسطے کہ مخلوقات کو انعام کرنے میں منافع اپنے بھی خیال میں ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا اور کافروں اور فاسقوں کو کہ نعمتیں دی گئیں حقیقت میں وہ نعمتیں نہیں اس واسطے کہ انعام اس کے ساتھ منظور نہیں اور جو چیزیں کہ جنس منافع سے ان کو عطا ہوئی ہیں ظاہر میں وہ نعمت ہے اور باطن میں بلا اور آفت ہے۔ پس اس کی مثال یہ ہے کہ زہر قاتل حلوا میں لپیٹ کر دیں یا حلوہ لذیذ اگرچہ زہر اس میں ہو ایک سخت مزاج بگڑی ہوا اس کو کھلائیں کہ اس کے معدہ میں اخلاط سمیہ کی طرف مستحیل ہو کر حکم زہر قاتل کا پیدا کرے یا ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو حلوہ لذیذ دیں اور وہ شخص اس کو بے وقت یا بھوک سے زیادہ نوش جان کرے اور باعث بدہضمی اور ہیضہ کا ہو اور اسی واسطے کلام مجید میں فرمایا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا۔ یعنی یہ نہ سمجھیں منکر کہ ہم فرصت دیتے ہیں ان کو تو کچھ بہتری ان کے حق بیچ ہے ہم فقط اس واسطے ان کو فرصت دیتے ہیں تاکہ بڑھے جائیں گناہ میں اور اسی واسطے نعمت الٰہی کو دوسری آیت میں خاص فرمایا ہے ساتھ چار گروہ کے کہ عبارت انبیاؤں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین سے ہیں پس اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کا لفظ اگرچہ ظاہر میں شامل سب کو ہے لیکن حقیقت میں خاص انھی چار گروہ کے ساتھ ہے

## بیان صراط الذین انعمت علیہم کا

اور اس جگہ میں مفسرین نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فرمایا اور اس طرح نہ فرمایا صراط مَنْ انعمت علیہم اس واسطے کہ لفظ مَنْ کا کبھی لغت عرب میں نکرہ موصوفہ ہوتا ہے پس مَنْ کہنے سے علم خاص ان شخصوں کا کہ مشہور ہے اور ساتھ انعام الٰہی کے مذکور ہوچکے ہیں حاصل نہ ہوگا اس جہت سے کہ نکرہ شے غیر متعین کے اوپر دلالت کرتا ہے اور جس وقت علم خاص اُن کا حاصل نہ ہوا طلب کرنی متابعت مجہول کی لازم آئی اور یہ محال ہے اور اَلَّذِيْنَ موصولہ ہے اور معرفہ اس جگہ استعمال کریں گے کہ مدلول اُس کا معین اور معلوم ہو اور لفظ اَنْعَمْتَ فرمایا اور نسبت

marfat.com

انعام کی طرف ذات الٰہی کے کی تاکہ آگاہی اوپر کمال انعام کے ہو اس واسطے کہ ذات الٰہی سب طرح سے کامل ہے اور جو چیز کامل سے حاصل ہو وہ بھی کامل ہوتی ہے اور لفظ خطاب کا اس میں ذکر کیا۔ تاکہ بندہ کو بعد حضور کے طرف غیبت کے رجوع نہ ہو کہ وہ حور بعد کور یعنی نقصان پیچھے کمال کے ہے اور علیہم کو انعمت کے اوپر مقدم نہ فرمایا اس واسطے کہ تقدیم کرنے سے تخصیص سمجھی جاتی یعنی انعام خاص انھیں کے واسطے ہے اور تخصیص منع کرتی ہے طلب کرنے مثل کے سے اور بندہ درپے طلب کرنے مثل اسی انعام کے ہے پس تخصیص منافی اُس کی غرض کے ہے اور انعمت کو ساتھ صیغہ ماضی کے ذکر کیا ہے تاکہ کوئی وہم نہ کرے کہ وہ انعام مشکوک ہے اس واسطے کہ مستقبل محل شک کا ہے اور مفعول انعام کا حذف کیا تاکہ انعام دنیوی اور اُخروی کو شامل ہو اور اس جگہ ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ صراط مستقیم ایک راستہ ہے اور یہ چاروں گروہ راستہ جدا جدا رکھتے ہیں پس راستہ واحد ان چار گروہ کا کس طرح ہو سکے اور ایسا ہی ہر نبی کا طور اور شریعت اس کی جُدا جُدا تھی اور ایسا ہی ہر ایک ولی اذکار اور اشغال جدا جدا طریقت میں برتتا ہے پس باوجود کثرت راستوں کے کہ بیچ قول مشہور کے کہ اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ[1] مذکور ہے وحدت راستہ کی کیونکر ٹھیک بیٹھے جواب اس شبہ کا ساتھ ایک مثال کے ذہن نشین کیا جائے اور وہ یہ ہے کہ طب یونانی کو بطور مثال سامنے رکھئے کہ بقراط اور جالینوس کے وقت سے علوی خاں کے عہد تک برتاؤ اس کا چلا آتا ہے باوجود اس کے معالجات بقراط اور جالینوس کے اپنے زمانہ میں اور طرح پر تھے اور معالجات علوی خاں اور حکیم علی گیلانی کے اپنے وقت میں دوسری طرح پہلے طبیب مفردات کو استعمال کرتے تھے اور تنقیہ سے کہ فصد اور اسہال سے ہو کمال احتراز رکھتے تھے اور پچھلے لوگ مرکبات معجونیں اور شربتوں وغیرہ کو کام میں لاتے ہیں اور ہر مرض میں علاج تنقیہ اور مسہل کے ساتھ کرتے ہیں پس معلوم ہوا کہ اس طرح کے اختلافات اور کثرتیں منافی وحدت راستہ کو نہیں ہیں اور یہ کہ بعض اطبا یونانی قاعدوں کے بنانے والے ہوئے ہیں اور بعض پیروی کرنے والے انہیں قاعدوں کے پس یہ اختلاف بھی موجب اختلاف راہ کا نہیں ہوتا ہے جیسا کہ ایک قافلہ ایک شہر سے دوسرے کی طرف ایک ہی راستہ میں جاتے ہیں لیکن بعضے آدمی اُس قافلہ میں پیشہ تجارت کا کرتے ہیں اور بعضے بوجھ اٹھانے والے ہیں اور بعضے کرایہ کرنے والے اور

---

[1] یعنی راہ طرف اللہ کے ساتھ شمار نفسوں خلق کے ہیں۔

marfat.com

بعضے بدرقہ اور چوکیدار ہیں اور حال یہ ہے کہ سب ایک ہی راستہ میں چلے جاتے ہیں لیکن کام مختلف موافق خدمتوں اور منصبوں اپنے کے عمل میں لاتے ہیں۔ ایسے ہی انبیاء علیہم السلام اس راہ میں راہبر اور بدرقہ ہیں اور صدیق اور شہید اور صالحین مرتبہ مرتبہ رفیق اور دست کش اور بوجھ اٹھانے والے اور چوکیدار ہیں یہ سب ترتیب وحدت راستہ کے منافی اور مخالف نہیں اور جو اختلاف کہ انبیاؤں کی شریعت میں ہے اصل دین میں نہیں بلکہ بسبب اختلاف استعداد امتوں کے اور مختلف ہونے مصلحتوں ہر وقت کے احکام جدا جدا عوام کی نظر میں معلوم ہوتے ہیں اور گمان مخالف کا ہو گیا ہے اور حقیقت میں منظور سب انبیاء علیہم السلام کو ایک امر مشترک ہے کہ مختلف نہیں مثلاً ایک طبیب اگر کسی مریض گرم مزاج والے کو گرمی کے موسم میں آبزن میں بیٹھنا فرمائے اور تڑیڑے پانی کے ڈلوائے اور دوائیں سرد اور غذائیں تر اس کے واسطے تجویز کرے اور طبیب دوسرا واسطے مریض سرد مزاج والے کے جاڑے کے موسم میں حمام میں بیٹھنے کا حکم کرے اور دوائیں گرم اور غذائیں خشک تجویز کرے ہرگز آپس میں مخالف نہیں اس واسطے اگر طبیب پہلا بجائے طبیب دوسرے کے یا دوسرا بجائے پہلے کے ہوتا اور مریض ایک کا دوسرے کے پاس جاتا وہی حکم بعینہٖ کرتا اور اسی واسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ لَوْکَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ یعنی اگر موسیٰ زندہ ہوتا نہ گنجائش ہوتی اس کو

## بیان غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کا

مگر پیروی میری کی اور وہ چیز کہ تعلق ساتھ غیر المغضوب علیہم کے رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اس جگہ ایک شبہ ہے کہ جس وقت انعام الٰہی دنیا اور آخرت میں نصیب بندہ کے ہوا پس احتمال غضب اور گمراہی کا نہایت اس بندہ سے دُور ہوا حاجت احتراز کرنے کی غضب اور گمراہی سے کیا ہے جواب اس کا بیشتر ذکر ہو چکا ایک جماعت اپنے تئیں طرف صاحب نعمتوں کے یعنی انبیاؤں اور اولیاؤں کے نسبت کرتے ہیں مبادا کہ وہ راہ الٰہی عوام کے ذہنوں میں راستہ سیدھا نظر آوے اور دونوں راہیں آپس میں مل جائیں اور پیروان لوگوں کے کو پیرو انبیاء اور اولیاء کے گمان کریں اور اللہ کے غصہ میں اور گمراہی میں نہ جا پڑیں۔ واسطے دُور کرنے اس اشتباہ کے یہ لفظ لائے ہیں اور اکثر مفسرین بیچ تعیین کرنے مغضوب اور ضال کے اقوال مختلف لاتے ہیں تھوڑے سے ذکر کئے جاتے ہیں۔ بیضاوی کہتا ہے مغضوب علیہ گنہ گار لوگ ہیں اور ضالین سے مراد جاہل ہیں اس واسطے کہ پورا پورا انعام الٰہی بندوں کے حق میں وہ ہے کہ اس کو معرفت حق کی اور عمل نیک دونوں عنایت ہوں اور جس شخص کے تئیں

marfat.com

دونوں نصیب نہ ہوں نعمت تمام نہ ہو۔ پس اگر فقط معرفت حق کی رکھتا ہے اور عمل نیک نہیں رکھتا ہے فاسق ہے اور محل غضب کا ہے اور جو شخص معرفت حق کی نہ رکھے گو عمل نیک کرتا ہے جاہل اور گمراہ ہے اور پیشتر گذرا کہ مغضوب علیہ دو قسم ہیں ایک کافر عناد کرنے والا کہ دیدہ و دانستہ انکار کرتا ہے اور دوسرا گناہگار کہ قصداً گناہ کرتا ہے اور ضال بھی دو فرقہ ہیں ایک کافر کہ ساتھ تقلید کے کفر میں پڑا ہوا ہے یا بسبب قصور فکر کے کہ حقیقت دین کی اس کے اوپر ظاہر ہوئی اور دوسرا گناہ گار کہ اللہ کے کرم اور بخشش پر بھروسا اور اعتماد کر کے گناہ کرتا ہے اور وہ بغیر دریافت کرنے کے اہل ذکر سے نادانستہ منہیات کو اختیار کرتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے مغضوب علیہ کافر ہے اور ضال مبتدع اور بعضوں نے کہا ہے مغضوب علیہ وہ شخص ہے کہ یقیناً قیامت کے دن انتقام اس سے لیں گے اور سزا دیں گے اور ضال عام ہے احتمال عفو کا بھی رکھتا ہے اور حدیث شریف صحیح میں بیٹے حاتم طائی کے سے کہ عدی نام رکھتا تھا اور بیچ حضور پُر نور پیغمبر علیہ السلام کے پہنچا تھا روایت ہے کہ اس نے جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معنی ان دو لفظ کے پوچھے فرمایا کہ مغضوب علیہم یہودی ہیں اور ضالین نصاریٰ اور تصدیق اس کی قرآن مجید میں موجود ہے۔ یہود کے حق میں یہ ہے وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور نصاریٰ کے حق میں یہ ہے وَضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ اور بعضوں نے کہا ہے کہ جو کوئی اعتقاد حق اور خلق نیک اور عمل صالح میں طرف تفریط کے گیا یعنی جو چیز چاہیے تھی اس سے کوتاہی کی مغضوب علیہ ہے اور جو شخص افراط کی طرف گیا وہ گمراہ ہے اور اس جگہ جاننا چاہیے کہ ظاہر میں حاجت اس لفظ کی معلوم نہیں ہوتی اگر ایسا فرماتے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ کافی اور شافی ہو جاتا اور ذکر ضلال اور غضب کا اتنا درکار نہ تھا لیکن ایمان کے دو بازو ہیں کہ مومن کو ان دونوں بازوؤں کے زور سے سیر اور سلوک اس راہ کا میسر ہوتا ہے اور وہ بازو عبارت خوف اور رجا سے ہیں اور دونوں ایسے چاہییں کہ اعتدال پر رہیں اور اسی واسطے قرآن مجید میں جا بجا وعدہ کو ساتھ وعید کے ملا کر ذکر فرمایا ہے اور صراحۃً ارشاد فرمایا ہے نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝ یعنی خبردار کر دے بندوں میرے کو

کریں بخشنے والا مہربان ہوں اور تحقیق میرا عذاب دردناک ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ لَوْ وُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرَجَاءُهٗ لَاعْتَدَلَا یعنی اگر تولے جائیں خوف اور رجا مومن کے البتہ برابر اُتریں پس ہرگاہ کہ ذکر انعام کے نے دلالت رجا کے اوپر کی لازم آیا کہ ذکر غضب اور ضلال کا کیا جائے تاکہ دلالت خوف کے اوپر کرے اور دونوں رکن ایمان کے برابر ہیں اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ غضب کو ذات حق کی طرف نسبت نہ فرمائی ایسے ہی گمراہی کو بخلاف انعام کے کہ اس کی نسبت ذات باری کی طرف کی اس واسطے کہ انعام محض فضل اس کا ہے بے ثابت ہونے استحقاق کے اور غضب اور ضلال ساتھ شرکت بندوں کے اور استحقاق اُن کے کے اُس سے صادر ہوتے ہیں اور اس جگہ غَیْرِ الَّذِیْنَ غَضَبْتَ عَلَیْہِمْ نہ فرمایا اس واسطے کہ اس صورت میں اشخاص خاص اس کے اندر داخل ہوتے اور یہ مطلوب نہیں کہ جو لوگ غضب اور ضلال کے ساتھ مشہور ہیں اُنھیں سے احتراز ہو بلکہ جس میں غضب اور ضلال پایا جائے کوئی ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ منعم علیہ کا ایک مقابل ذکر ہو گیا کہ وہ مغضوب علیہ ہے پس ضالین کہ بیچ مقابلہ مہتدین کے ہے منعم علیہ کے مقابل میں اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں لیکن ہرگاہ کہ منعم علیہم یقیناً مہتدین یعنی راہ پائے ہوئے بلکہ ہادین ہیں یعنی راہ بتلانے والے اس واسطے کہ راہ اُنھیں کی طلب کرتا ہے اور ہدایت ساتھ اُسی راہ کے چاہتا ہے ناچار ضالین بھی بیچ مقابلہ منعم علیہم کے مذکور ہوئے اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ مقدم کرنا مغضوب علیہم کا اوپر ضالین کے اشارہ اس امر کی طرف کرتا ہے کہ مغضوب علیہم زیادہ تر تباہ ہیں اور آخرت میں رسوائی ان کی بہت ہے بہ نسبت ضالین کے پس ان دونوں لفظوں کی تفسیروں میں مغضوب علیہم کی برائی حال کی زیادہ تر بہ نسبت برائی ضالین کے رعایت کرنی چاہیئے تاکہ خلاف نظم قرآنی کا لازم نہ آئے اور قسم دُوسری یعنی وہ

## بیان لطائف تمام سورۃ کے

چیزیں کہ تعلق ساتھ تفسیر تمام سورۃ کے رکھتی ہیں یعنی حیثیت مجموعی کے ساتھ یہ ہے کہ اس سورۃ کو نماز میں واجب القرأۃ مقرر کیا ہے اور اعمال محسوسہ بیچ نماز کے سات رکن ہیں اور آیتیں اس سورۃ کی بھی سات ہیں ارکان سات نماز کے قیام اور رکوع اور قومہ اور سجدہ پہلا اور جلسہ درمیان دو سجدوں کے اور سجدہ دوسرا اور قعدہ ہیں پس یہ سات فعل بغیر اس سورۃ کے مثل سات بدن جسم انسانی کے ہے کہ بغیر روح کے ہو اور یہ سورت بمنزلہ رُوح کے ہے اور جس وقت رُوح

marfat.com

بدن کے ساتھ متصل ہو حیات اور زندگی حاصل ہو۔ ایسے ہی یہ سورت کہ سات آیتیں ہیں جس وقت نماز میں پڑھی جائے ساتوں ارکان نماز کے کمال قبول کریں گے پس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو مقابلہ قیام کے تصور کیا چاہیے اس واسطے کہ قیام وجود ہر چیز کا ساتھ ظہور اسم الٰہی کے ہے اُس چیز میں اور یہ بسم اللہ واسطے ابتدا ہر کام کے مقرر ہے اور قیام بھی ابتدا اعمال نماز کا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مقابل رکوع کے ہے اس واسطے کہ بیچ حمد کرنے کے ساتھ اس صیغہ کے نظر حق کی طرف بھی ہے اور نظر خلق کی طرف بھی ہے اور ملاحظہ منعم کا بھی ہے اور ملاحظہ نعمت کا بھی اس واسطے کہ حمد اسی کو کہتے ہیں کہ ثنا کی جائے بسبب انعام کے کہ مبذول ہے طرف بندہ کے اور بندہ اس حالت میں منعم کی طرف بھی متوجہ ہے اور نعمت کی طرف بھی پس ہر ایک حالت متوسط ہے درمیان غفلت اور استغراق کے جیسا کہ رکوع بھی ایک حالت متوسط ہے درمیان قیام اور سجود کے یا یہ سبب ہے کہ جس وقت حمد میں اوصاف بے شمار اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ کئے پشت بوجھ کے مارے جھک گئی اور خم ہو گئی اور صورت رکوع کی نمودار ہوئی اور الرحمٰن الرحیم مناسب قومہ کے ہے اس واسطے کہ جو بندہ بڑائی اور بلندی اپنی کو خدا کے واسطے عاجزی اور پستی کے ساتھ بدل کرے رحمت الٰہی اس کو پھر طرف بلندی کے پھیر دیتی ہے کہ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ اور مالک یوم الدین مناسب سجدہ پہلے کے ہے اس واسطے کہ یہ لفظ دلالت کرتا ہے اوپر تجلی قہری جلالی کے کہ پیدا کرنے والی خوف شدید کی اور ثمرہ دینے والی کمال خواری اور عاجزی کی ہے اور خاک ہونا اور منہ کو خاک پر ملنا کمال اس کے آثار سے ہے اور یہ کہ ابتدا یوم الدین کا بعد مرنے کے ہے اور موت رجوع ہونا بنیۃ انسانی کا طرف اصل اپنی کے ہے کہ وہ خاک ہے اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ مناسب قعدہ کے کہ درمیان دو سجدوں کے ہے اس واسطے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ بیان فراغت کا پہلے سجدہ سے ہے کہ کمال ذلیل اُس میں ہوتا ہے اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ طلب کرنے مدد کی دوسرے سجدہ کے واسطے ہے اور لفظ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سوال بڑے مطلوب کا ہے پس مناسب سجدہ دوسرے کے ہے کہ محل اجابت کا ہے اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ گویا فال ہے حاصل ہونے مطلب کے اور پہنچنے انعام الٰہی کے پس مناسب قعدہ کے ہے اس واسطے کہ عادت

marfat.com

مقررہ بادشاہوں اور سلاطین کی اُوپر اس کے جاری ہے کہ جس وقت بندے اور غلام ان کے ساتھ کمال تواضع کے ادا کرنے مجرا اور التجا سے فارغ ہوتے ہیں واسطے بیٹھنے کے اُن کو حکم کرتے ہیں اور اکرام اور انعام اُن کے اُوپر پہنچتا ہے اور بیٹھنا رُوبرو خاوند اپنے کے کمال مرتبہ کا انعام ہے اور اسی واسطے بعد حاصل ہونے اس مرتبہ کے تحیات کہ اُس میں ذکر اور شکر اور ثنا منعم حقیقی کی ہے اور درود اور سلام اوپر وکیلوں اس راہ کے اور رفیق اس طریق کے ہے مقرر ہوئی اور بعضوں نے ایسا کہا ہے کہ لفظ بسم اللہ کا مناسب طہارت کے ہے اس واسطے کہ نور اسم الٰہی کا تاریکی حدث کو دُور کرتا ہے اور لفظ رحمٰن کا کہ بسم اللہ میں ہے مناسب استقبال قبلہ کے اس واسطے کہ رحمت ایجاد کا حاصل اس کا متوجہ ہونا حق کا طرف اشیاء کے اور متوجہ کرنا اشیاء کا طرف حق کے ہے اور استقبال قبلہ میں بھی بدن متوجہ طرف اصل اپنی کے کہ وہ مٹی کعبہ کی ہے ہوتا ہے اور جوہر مٹی کا زیادہ سب عناصر سے بدن میں ہے اور مٹی سب کی کعبہ کے نقطہ سے پھیلی ہے جیسے کہ احادیث میں موجود ہے اور یہ حالت باعث متوجہ ہونے روح کی طرف پیدا کرنے والے اپنے کے ہوتی ہے اس واسطے کہ بعد بنا ہونے کعبہ کے اس جگہ مبارک میں وہ متجلی ہے پس لانا دو لفظوں کا یعنی رحمٰن اور رحیم کا اشارہ ہے طرف استقبال بدنی اور توجہ روحانی کے اور حمد مناسب قیام کے ہے اس واسطے کہ اشارہ کرتا ہے ساتھ قائم ہونے خلق کے ساتھ حق کے یہاں تک کہ تمام تعریفیں مخلوقات کی رجوع ذات باری کی طرف ہوئیں اور رب العالمین مناسب رکوع کے ہے اس واسطے کہ شامل ہے پرورش کرنے والے اور پرورش پائے ہوئے کو جیسا کہ رکوع شامل ہے قیام اور قعود کے معنی کو اور ذکر رحمٰن اور رحیم کا مناسب اعتدال کے اس واسطے کہ بعد فنا ہونے کے بقا لازم ہے اور بقا کو اعتدال لازم ہے اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مناسب سجدہ کے ہے اس واسطے کہ تمام مخلوقات اس دن میں بیچ نہایت فروتنی کے ہوں گے اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ مناسب جلسہ کے ہے کہ درمیان دو سجدوں کے ہے اس واسطے کہ بسبب سجدہ کے کمال نزدیکی حاصل ہوئی اور مقرب حضور کا مستحق بیٹھنے کے ہوتا ہے اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ مناسب سجدہ دوسرے کے ہے اس واسطے کہ استعانت بسبب کمال عاجزی اور تذلل کے ہے کہ تکرار سجدہ کے سے لازم آتا ہے اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ مناسب قعدہ تشہد کے ہے اس واسطے کہ آگاہی کرتا ہے اُوپر

بزرگی صاحب استقامت کے اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ آخر تک مناسب قرأۃ تشہد اور درود
اور دُعا کے ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور اس جگہ شبہ عوام کے ذہن میں گزرتا ہے اور ارکان ایک
ایک مرتبہ کئے جاتے ہیں اور سجدہ دو دفعہ کس واسطے مقرر ہوا جواب اس کا یہ ہے کہ پہلا سجدہ
مناسب ازل کے ہے دوسرا سجدہ مناسب ابد کے ہے اور جلسہ کہ درمیان دونوں سجدوں کے ہے
صورت دُنیا کی ہے پس ساتھ ازلیت اُس کی کے اس بات کو پہچانتے ہیں کہ وہ اول ہے اور اس
سے اوّل کوئی نہیں اس صفت کو خیال کر کے سجدہ کرنا چاہیئے اور ساتھ ابدیت اس کی کے یہ
بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ آخر ہے اور اس کے واسطے دُوسرا آخر نہیں اس صفت کا لحاظ کر کے
سجدہ دوسرا کیا گیا اور یہ بھی اشارہ ہے کہ پہلے سجدہ سے فنا دنیا کی سمجھی جائے کہ آخرت میں ہوگی
اور سجدہ دوسرے سے فنا آخرت کی کہ بیچ جلال الٰہی کے ہوگی معلوم کی جائے اور بھی سجدہ پہلا
اشارہ طرف فنا کل مخلوقات کے ہے باعتبار ذات اُن کی کے اور سجدہ دوسرا اشارہ ہے طرف
بقا سب کائنات کے ساتھ بقا اللہ تعالیٰ کے ہے اور یہ کہ سجدہ پہلا دلالت کرتا ہے اوپر فرماں برداری
عالم ارواح کے بیچ ملاحظہ ہیبت و عزت کے اور یہ کہ سجدہ پہلا سجدہ شکر کا ہے اوپر نعمت معرفت
ذات اور صفات کے اور سجدہ دوسرا سجدہ خوف کا ہے تقصیر ادا ہونے حقوق کبریائی کے سے
اور یہ بھی مشہور ہے کہ نماز بیٹھ کر پڑھنا آدھا ثواب رکھتی ہے بہ نسبت کھڑا ہو کر کے پڑھنے
پس سجدہ ہر گاہ کہ بیٹھ کر ادا ہوتا ہے اس واسطے دو سجدوں کو قائم مقام ایک رکوع کے کیا گیا
اور بھی ہر شے کے واسطے دو گواہ درکار ہیں یہ دونوں سجدے بھی قیامت کے دن دو گواہ عادل ہیں
واسطے بندگی بندہ کے اور یہی ابتدا وجود کی وحدت سے طرف کثرت کے ہے اور فردیت
سے طرف زوجیت کے پس مناسب وجود کی ابتدا اور انتہا کے بھی ہے کہ دو سجدے مقرر ہوں
اور یہ کہ سیدھا ہونا قد کا صفت انسان کے سے اور خمدار پشت ہونی صفت چارپایوں کی ہے اور
زمین کے اوپر سر رکھنا صفت حشرات اور ہوام کی ہے پس رکوع میں شکستگی نفس کی بیچ ایک مرتبہ
کے ہے اور سجدہ میں دو مرتبہ اور سجدہ میں دو کے عاجزی ہے لاچار سجدہ کو مکرر کیا تا کہ ٹوٹنا نفس کا زیادہ
حاصل ہو فائدہ واضح ہو کہ سورۃ فاتحہ میں دس چیزیں ہیں پانچ چیزیں صفتیں ربوبیت کی اللہ رب
رحمٰن رحیم مالک اور پانچ چیزیں صفتیں بندہ کی عبادت استعانت طلب ہدایت و استقامت طلب

نعمت کی اور پناہ غضب سے عبادت اللہ کے ساتھ علاقہ رکھتی ہے اور استعانت رب کے ساتھ اور طلب ہدایت کی رحمٰن کے ساتھ اور طلب استقامت کی رحیم کے ساتھ اور طلب نعمت کی اور پناہ غضب سے ساتھ مالک کے تعلق رکھتی ہے اور ہر آدمی مرکب پانچ چیزوں سے ہے بدن اور نفس شیطانی اور نفس سبعی اور نفس بہیمی اور جوہر ملکی کہ عقل ہے اور ذات پاک باری تعالیٰ کی نے اُوپر پانچوں کے تجلی فرمائی اور ثمرات ان کے ان چیزوں پر ظاہر ہوئے پس اطمینان جوہر ملکی کا ساتھ تجلی اسم اللہ کے ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اور نرم اور فرماں بردار ہونا نفس شیطانی کا ساتھ تجلی اسم رب کے ہے اس واسطے کہ جب اللہ تعالیٰ اُس کی طرف انعام اور احسان کے ساتھ متوجہ ہوا وہ اپنی شرارت سے باز آیا اور فرماں برداری اختیار کی رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ اور اصلاح نفس سبعی کی بسبب تجلی اسم رحمٰن کے ہے اس واسطے کہ یہ اسم مرکب قہر اور لطف سے ہے جیسے کہ فرمایا ہے اَلْمُلْكُ یَوْمَىٕذِ ﹰالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ اور اصلاح نفس بہیمی کی بسبب تجلی اسم رحیم کے ہے اس واسطے کہ جب اُس کے واسطے پاک چیزیں اور طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں نافرمانی سے بچا جیسا کہ فرمایا ہے مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور دُور کرنا غفلت اور کثافت بدن کا ساتھ تجلی صفت مالکیت کے ہے اس واسطے کہ بدن غلیظ اور کثیف ہے اس کے واسطے قہر بھی شدید چاہیے اور وہ قہر یہ ہے کہ خوف قیامت کے سے حاصل ہو جیسے کہ فرمایا ہے لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اور ہر گاہ کہ بسبب ان تجلیات خمسہ کے آدمی ساتھ تمام اجزا اپنے کے درست اور آراستہ ہوا پچھلے پاؤں پھرا اور راہ اطاعت کی طرف متوجہ ہوا پس واسطے اطاعت بدن کے اِیَّاكَ نَعْبُدُ کہا اور واسطے اطاعت نفس بہیمی کے تا کہ ترک کرنا لذتوں کا اور گناہ کی باتوں کا آسان ہو اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ذکر کیا اور واسطے خلاصی کے غلبۂ نفس سبعی کے سے اِہْدِنَا کہا اور واسطے دُور کرنے مکر وں نفس شیطانی کے طلب استقامت کی کی اور واسطے اصلاح جوہر ملکی کے رفاقت ارواح مقدسہ کی دُرخواست کی اور دُور ہونا ارواح خبیثہ سے ساتھ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے چاہا اور یہ کہ ہر گاہ کہ بندہ بیچ مقام مناجات کے کھڑا ہوا اور صفات کمال ذات باری کی الحمد للہ سے شروع کر کے مالک یوم الدین تک ملاحظہ کئے یکا یک بے اختیار اُس کو شوق سیر الی اللہ کا دامن گیر ہوا ناچار قصد

marfat.com

اس سفر کا مصمم کیا اور ہر سفر کے واسطے توشہ درکار ہے توشہ اس سفر کا عبادت ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا اور جس وقت جانا کہ سفر نہایت دُور دراز ہے اور توشہ نہایت تھوڑا اور طاقت بھی اس قدر نہیں کہ پا پیادہ اتنی مسافت کو قطع کرے سواری بھی چاہیئے ناچار اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا ذکر کیا کہ برکت توشہ میں اور سواری واسطے قطع کرنے مسافت کے جناب الٰہی سے عنایت ہو نقل ہے حضرت ابراہیم

## حکایت حضرت ابراہیم ادہمؒ

ادھمؒ کے حال میں کہ ایک وقت بے سواری حج کے راستہ نکل جاتے تھے ایک اعرابی نے اُن سے کہا اے شیخ تیرا کیا حال ہے کہ یہ سفر بڑا ہے اور تو نے بغیر سواری کے اس کا ارادہ کیا انھوں نے فرمایا کہ میرے پاس سواریاں بہت ہیں اگر بلا میرے اوپر آتی ہے سواری صبر کی رکھتا ہوں میں اور اگر نعمت مجھ کو پہنچتی ہے سواری شکر کی اور اگر قضا مقدر ہوتی ہے او پر سواری رضا کے سوار ہوتا ہوں میں اور اگر نفس خلل انداز ہوتا ہے اُوپر سواری قناعت اور زہد کے سوار ہوتا ہوں میں اور اگر شیطان وسوسہ ڈالتا ہے ساتھ بدرقہ ذکر کے پناہ میں رہتا ہوں میں۔ اعرابی نے کہا کہ تجھ کو یہ سفر مبارک ہے اور حقیقت میں تو سوار ہے اور میں پیادہ ہوں اور جب بندہ نے توشہ اور سواری سے خاطر اپنی جمع کی راستے مختلف اس کی نظر میں نمودار ہوتے ناچار طلب کرنا راہ مستقیم کا شروع کیا اور جس وقت راہِ مستقیم بھی ظاہر ہوتی۔ راستہ میں رہنما اور رفیق بھی چاہیئے ہے نبی کو رہنما اپنا کیا اور اولیاؤں کو رفیق اپنا ٹھیرایا اور حجاب اور پتھر اور کانٹے کہ اس راستہ میں درپیش آتے ہیں ساتھ لفظ

## بیان سورۂ فاتحہ کے ناموں کا

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے اُن سے اجتناب کیا جاننا چاہیئے کہ اس سورۃ کے نام بہت سے ہیں تھوڑے سے نام ساتھ بیان وجہ تسمیہ کے ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ وہ فائدے کہ بیچ تمام اس سورۃ کے رکھے ہوئے ہیں منکشف ہوں بعض اُن ناموں سے فاتحۃ الکتاب ہے اور وجہ تسمیہ کی اس نام کے ساتھ یہ ہے کہ کتاب الٰہی ساتھ اسی سورۃ کے شروع کرتے ہیں لکھنے اور پڑھنے اور نماز سے بھی فراغت کا شروع اسی کے ساتھ ہے بلکہ بسم اللہ اور حمد اس سورۃ کی شروع ہر کتاب کا ہے اور اس سورۃ کا نام فاتحہ بھی اسی سبب سے مقرر کیا کہ کھولتی ہے فضائل علوم کے پس بسم اللہ اشارہ ہے طرف ظہور ذات اور صفات اللہ تعالیٰ کے بیچ جہان کے اور انتہا علوموں کی جاننا اسی بھید کا ہے اور حرف با کا کہ واسطے الصاق کے ہے اشارہ کرتا ہے طرف متصف ہونے خلق کے ساتھ اسماء الٰہی کے کہ غایت کمال نوع انسانی کی یہی ہے اور حمد اشارہ طرف شکر نعمتوں اُس کی کے ہے کہ

تمام جہان میں پھیلی ہوئی ہیں اور جو نعمتیں خاص بدن انسان میں موافق اس کے کہ بڑے بڑے طبیبوں نے ذکر کیا ہے پانچ ہزار اور بلکہ زائد ہیں اور اس قدر نعمتوں کو اگر بہ نسبت کل نعمتوں اس کی کے قیاس کیا جاوے جیسے قطرہ کو دریائے زخار سے جو نسبت ہے اس سے بھی کمتر ہے اور بیچ ضمن معرفت اس کی کے معرفت نفس حاصل ہوتی ہے کہ بسبب اس کے معرفت تمام خلائق کی میسر ہوتی ہے اور رب العالمین اشارہ ہے طرف اقسام موجودات کے خواہ ارواح ہوں خواہ اجسام اور وہ بھی شہادی ہوں یا مثالی اور خواہ اعراض ہوں شہادی سے مراد یہ ہے کہ عالم شہادت میں پائی جاتی ہیں اور مثالی سے مراد یہ ہے کہ عالم مثال میں موجود ہو اور الرحمٰن الرحیم اشارہ ہے طرف خیرات کے اور وجوہ خلاصی کے تمام آفتوں سے اور یہ مبحث بڑا مقصد سب علموں میں سے ہے اور مالک یوم الدین اشارہ ہے طرف معاد اور باقی رہنے نفسوں کے بعد مفارقت کے بدنوں سے اور نیک بخت ہونے بعضوں کے اور بدبخت ہونے بعضوں کے اور طرف خراب ہونے عالم اعلیٰ اور عالم اسفل کے اور نفخ صور کے اور کیفیت زندہ ہونے کی بعد مرنے کے اور کھڑے ہونے کی بیچ میدان قیامت کے اور طرف حساب اور میزان کے اور درجوں جنت کے اور طبقوں دوزخ کے اور مرتبے شفاعت انبیائوں اور اولیائوں اور عالموں اور شہیدوں کے اور یہ کیفیت بزرگ تر مطلبوں علم اعتقاد میں سے ہے اور ایاک نعبد اشارہ ہے طرف انواع عبادت قلبی اور قالبی کے یعنی عبادت دل اور اعضا کے کہ بیچ کتابوں فقہ اور سلوک اور رسائل کے اور اوراد اور اشغال ہر طریقہ کا تھوڑا سا سے بیان ہو اور ایاک نستعین اشارہ ہے طرف طرح طرح کی حرفتوں اور پیشوں کے کہ جہان میں رائج اور معمول ہیں اس واسطے

## بیان صناعات آدمی کا

کہ تمام پیشہ بنی آدم کے اور کاریگری ان کی میں استعانت پکڑی ہے ساتھ مخلوقات اللہ تعالیٰ کے مثلاً پیشہ کھیتی کا کہ اس میں استعانت ہے ساتھ مقتضائے صورت نوعیہ تخم کے اور مقتضائے کیفیت زمین کے اور ساتھ آب ہوا اور آفتاب اور ماہتاب اور لوہے اور بیل اور چمڑے وغیرہ کے کہ یہ سب چیزیں مخلوقات الٰہی ہیں اور اسی قیاس کے تمام پیشہ اور حرفتیں سمجھنی چاہئیں اور اسی واسطے کہا ہے کہ کاریگری میں بنی آدم تین چیزوں کی طرف رجوع کرتے ہیں ایک استنتاج دوسرے استخدام تیسرے نقل اور حکایت استنتاج یہ ہے کہ کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ جمع کریں اور تیسری چیز اس سے حاصل ہو جیسے زراعت اور درخت کہ جمع کرنے تخم اور زمین سے پیدا ہوتے ہیں۔ یا مثل

marfat.com

نسل اور دودھ اور دہی اور گھی کے کہ جمع کرنے حیوان نر کے سے ساتھ مادہ اُس کی کے حاصل ہوتے ہیں یا جیسے کہ حیوانات میں ایک نوع کے حیوان نر کو اوپر مادہ دوسرے نوع کے ڈال کر بچّہ اور قسم کا حاصل ہوتا ہے یا جیسے قیاسات کے اندر ایک مقدمہ کو دوسرے مقدمہ کے ساتھ ملانے سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے اور استخدام وہ ہے کہ قوت اور نفع کسی چیز کا اپنے کام میں صرف کیا جائے۔ جیسا سواری کرنا اوپر جانوروں کے اور خدمت لینی غلاموں سے اور لونڈیوں سے اور سائیسوں اور درزیوں اور ملاحوں سے اور دوسرے مزدُور خاص اور مشترک سے اور نقل اور حکایت وہ ہے کہ ساتھ واسطہ بعض مخلوقات کے بیچ بعض مخلوقات دوسرے کے ایک ہیئت اور شکل اور کیفیت پیدا کریں کہ حکایت چیز مرغوب کی کرے مثلاً جس وقت چاہیں کہ سونے اور چاندی کو پہننے میں استعمال کریں پہلے اُن کو مصالح لگاکر آگ سے گرم کرکے پانی کرلیں بعد اُس کے سُوت یا رُوئی پر اس کو دوڑا دیں تاکہ چمک اور صفائی اور رنگت سونے چاندی کی روئی میں پیدا ہووے اور وہ روئی حکایت سونے اور چاندی کی کرے جیسے کہ کناری اور طاش اور ہاوا علیٰ ہٰذا القیاس بیچ حکایت کرنے آواز جانوروں کے اور نغموں تاروں کے اور بیچ خوشبوؤں پھولوں اور کلیوں اور رنگتوں اُن کی کے فکر کرنا چاہیئے کہ علم موسیقی اور عطاری اور رنگریزی اس سے پیدا ہوا اور اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ اشارہ ہے طرف دو طریق حاصل ہونے علموں اور معرفتوں کے کہ ایک بطور استدلال کے حاصل ہوتا ہے اور دوسرے بطور تصفیہ کے اور اول کو طریق مشائین کا اور دوسرے کو طریق اشراقین کا کہتے ہیں اور صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ اشارہ طرف مباحث نبوّت اور ولایت اور اعتقادات صحیحہ اور اخلاق پسندیدہ اور اعمال نیک اور تاریخیں انبیاؤں اور تذکرے اولیاؤں اور مقامات اور ملفوظات اُن کی کے ہے اور غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ اشارہ ہے طرف فرقوں کفار اور مبتدعوں کے اور طرف اعمال فاسدہ اور اخلاق ردیہ اور اعتقادات باطلہ کے جو تمام ولایتوں میں اور ہر ایک زمانہ میں پھیلے ہوئے تھے اور ہیں اور انھیں ناموں سے نام اس کا سورۃ الحمد ہے اس واسطے کہ ابتدا اس سورۃ کی ساتھ لفظ حمد کے ہے اور حمد اس سورۃ کی شامل ہے اوپر تمام حمدوں قرآن اور غیر قرآن کے جیسا کہ انشاء اللہ درمیان مقام اپنے کے بیان کیا جائے گا اور انھیں ناموں سے ہے سورۃ الشکر اس واسطے

marfat.com

کہ حمد بنیاد شکر کی ہے اور اس سورۃ میں کئی وجوہ شکر کے جمع کئے ہیں اور وہ تین وجہ ہیں محبت دل کے ساتھ اور ثنا ساتھ زبان کے اور خدمت ساتھ اعضا کے جیسا کہ تفصیل ان سب کی گزری اور اُنھیں ناموں سے سورۃ الکنز ہے اس واسطے کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ نزلت سورۃ الفاتحۃ من کنز تحت العرش اسرار معارف سے کہ شامل ہیں معرفت ذات اور اسماء اور افعال اور صراط مستقیم اور جزاء اور علم مخاصمہ اور علم احکام کو پس اللہ ایک اسم ہے جامع ذات اور اسماء کو اور ساتھ باء الصادق کے اشارہ طرف اُس کے فرمایا ہے کہ وجودات اشیاء کے قائم ساتھ ذات اور اسماء اللہ تعالیٰ کے ہیں جیسا کہ قائم ہونا جسد کا ساتھ روح کے اور یہی ہے سر وجود اشیاء کا لیکن ساتھ طریق ایجاب کے نہیں یعنی بلا اختیار صادر نہیں بلکہ تقاضا رحمت اُس کی کا ہے کہ افاضہ وجود کمالات ذاتیہ کا فرماتا ہے پس درمیان لفظ رحمٰن اور رحیم کے معرفت افعال کا بیان ہوا اور سر افعال کا بھی ظاہر ہوا کہ افعال اُس کے واسطے کمال ذاتی اُس کے کے ہیں اور اسی جہت سے اللہ تعالیٰ مستحق حمد کا ہوا اس واسطے کہ شان کامل کے سے یہ ہے کہ تکمیل غیر کی کرے نہ استکمال نفس اپنے کا اس واسطے کہ وہ رب سب کا ہے پس عطا کرنا کمالات تمام مخلوقات کہ اسی کی طرف سے ہے اور اگر اس کو اس کے سبب سے تحصیل کمال کی منظور ہو لازم آتا ہے کہ طالب عوض کا ہو اور کمال اُس کے میں نقص آجائے اور ساتھ لام استغراق اور لام اختصاص کے بیان فرمایا کہ حمد اللہ تعالیٰ کی گھیرنے والی ہے سب حمدوں کو یعنی تمام حمدیں اُسی کی طرف رجوع کرتی ہیں اس واسطے کہ کوئی چیز جہان میں ساتھ کسی وجہ کے استحقاق حمد کا رکھے اُسی کے فیض کے سبب سے ہے پس وہ بالاولیٰ ساتھ اُس حمد کے حمد کیا گیا ہو اسی واسطے کہا ہے **بیت**

حمد را با تو نسبتے است درست بر در ہر کہ رفت بر در تست

پھر اشارہ کرتے ہیں طرف حمد کے یعنی بھید اس کا کیا ہے کہ حمد اُس کی کی جائے اس واسطے کہ جناب باری تربیت فرماتا ہے کل عالم کو ساتھ تربیت رحمت کے کہ اول ہر چیز کو جیسا کہ چاہیئے پیدا کیا پھر جس شے کی طرف کہ بقا اپنی میں حاجت اُس کو ہے بخشی اور تمام کمالات غیر متناہی کی اُس کو استعداد عطا فرمائی اور طرف معاد کے اشارہ فرمایا ہے ساتھ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے

marfat.com

اور ساتھ اضافت کرنے مالکیت کے طرف زمانہ کے یعنی یوم الدین کے اشارہ طرف احاطہ مالکیت کے فرمایا اس واسطے کہ دن قیامت کا تمام بندوں کو گھیرنے والا ہوگا جبکہ مالک اُس دن کا ہوا مالک تمام بندوں کا بھی ہوا اور معاد کے بھید کی طرف بھی اشارہ فرمایا کہ یہ بھی مقتضا رحمت اُس کی کا ہے اس واسطے کہ اوپر مظلوم کے رحمت تمام نہیں ہوتی بدون بدلہ لینے کے واسطے اُس کے ظالم سے اور نعمت عابدوں کے اُوپر تمام نہیں ہوتی مگر ساتھ بخشنے ملک ہمیشگی کے اوپر ایک کلمہ کے اور اوپر ایک عمل کے پھر اشارہ طرف صراط مستقیم کے فرمایا اور اس کے دُو رکن ہیں۔ آراستہ ہونا ساتھ عبادت کے اور تزکیہ کرنا ساتھ استعانت کے اور صراط مستقیم کا بھید بھی بیان فرمایا کہ حاصل اُس کا شکر ہے کہ لفظ حمد سے سمجھا گیا اور صبر ہے کہ لفظ عبادت سے ظاہر ہوا پھر ارشاد فرمایا ساتھ لب لباب اور مغز عبادت کے کہ دُعا ہے اس واسطے کہ وہ متضمن ہے تضرع اور زاری کو کہ ظاہر کرنا نسبت امکان اور افتقار کی ہے اور وہ روح عبودیت کی ہے اور اشارہ فرمایا طرف جزا کے ساتھ ذکر انعام اور غضب کے اور بھید دینے جزا کا بھی بیان فرمایا کہ عبادت اور استعانت سے پیدا ہوتا ہے اس واسطے کہ حق ربوبیت کا عبادت ہے اور حق عبودیت کا اعانت ہے اور جب دونوں جمع ہوئے لابد حصول جزا کا واسطے ہر ایک چلنے والے راستہ ہدایت اور گمراہی کے ضرور ہوا اور طرف تعلیم حجت کے بھی کہ مسلمان لوگ مشرکین کے مقابلہ میں لاویں اور اُن کو الزام دیں ارشاد فرمایا اس طرح سے کہ الوہیت اور ربوبیت اور رحمت اور مالکیت اس کی بلا واسطہ تمام مخلوقات کی طرف منسوب ہے پس حاجت مقرر کرنے واسطوں کی کیا ہے اور ان امور میں اعتقاد شرک کا کرنا اس واسطے کہ جس وقت پرورش تمام مخلوق کی اور رحمت سب کے اُوپر اس کی طرف سے ہے اور مملوک بھی اُس کے ہیں پس شریک ٹھہرانے سے برابری عابد کی ساتھ معبُود کے لازم آتی ہے اور نہایت تذلل ایک طرف میں اور نہایت تعظیم دُوسری طرف میں نہ رہی اور ساتھ لفظ عبادت اور استعانت کے تمام احکام شرع کی طرف اشارہ کیا کہ سب عبادتوں اور معاملات کو شامل ہے اور انھیں ناموں سے نام اس کا سورۃ المناجات ہے اس واسطے کہ مصلی مناجات کرتا ہے ساتھ اس سورۃ کے پروردگار اپنے سے اور اللہ تعالیٰ اُس کو نجات دیتا ہے سختیوں دنیا اور آخرت سے اور انھیں ناموں سے سورۃ التفویض نام اس کا ہے اس واسطے کہ اس

marfat.com

میں استعانت خاص جناب باری کے ساتھ فرمائی اور انھیں ناموں سے نام اُس کا وافیہ ہے اس واسطے کہ مضمون اس کا پیچ معراج ہونے نماز کے واسطے مومن ہے اس واسطے کہ بابسم اللہ کی اشارہ ہے طرف ظاہر ہونے تمام موجودات کے ذات اُس کی سے پس وہ سب سے زیادہ تر ظاہر ہے لیکن بسبب نہایت ظہور کے آنکھوں سے غائب ہے اور یہاں تک رحمت اُس کی عام ہوئی کہ خلق اور تمام کمالات اُس کے فیض سے موجود ہوتے یہاں تک کہ مستحق تمام حمدوں کا ہوا اور ہر چیز کی پرورش اُس نے فرمائی اولاً ساتھ عطا کرنے وجود کے اور ثانیاً ساتھ عطا کرنے اُن خواص کے کہ تابع ماہیات کے ہیں اور یہ کمالات اُن اشیاؤں کی ذاتوں کا مقتضا نہیں اس واسطے کہ دن قیامت کے بسبب قہر الٰہی کے تمام کمالات اُن کی ذاتوں سے جدا ہو جائیں گے مگر بدلے اُن کمالات کے اہل عبادت اور استعانت کو کمالات دوسرے عطا ہوں گے پس طریق طلب کرنے ان کمالات کا وہ ہے کہ ہدایت اور استقامت

## بیان اس کا کہ نماز مومن کی معراج ہے

اور انعام اُس سے چاہیں اور نقصان کو بعد کمال کے معرجان کر اُس سے بچیں فائدہ ہر گاہ کہ ذکر اس بات کا آیا نماز معراج مومن کی ہے کچھ تفصیل اس کی بیان کی جاتی ہے کہ کس طریق سے ہوئی ہے جاننا چاہیئے کہ معراج سے مراد یہ ہے کہ پستی سے طرف علو کے پہنچے اور تنزل سے طرف ترقی کے جاوے اور ہر عارف کے واسطے بقدر اپنے مرتبہ کے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ عالم سفلی سے طرف عالم علوی کے سیر کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو طرح کی معراج ہوئی تھی ایک معراج جسمانی اور دوسری معراج رُوحانی۔ معراج جسمانی اس طرح سے تھی کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے گئے اور وہاں سے طرف انتہا عالم ملکوت کے گئے اور معراج رُوحانی یہ تھی کہ عالم شہادت سے طرف عالم غیب کے اور عالم غیب سے طرف غیب الغیب کے انتقال فرمایا اور یہ دونوں بمنزلہ دو قوسوں ملی ہوئی کے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کی طرف فائز ہوئے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى اور ادنٰی اشارہ طرف مرتبہ فنا کے ہے عالم شہادت جسم اور جسمانیت سے عبارت ہے کہ مشاہدہ اور دیکھنے میں آتا ہے اور عالم غیب عبارت ہے عالم ارواح سے پس سفر کرنا روح کا عالم اجسام سے طرف عالم ارواح کے اسی کا نام سفر کرنا عالم شہادت سے طرف عالم غیب کے ہے اور

marfat.com

عالم ارواح بہت بڑا عالم ہے بلکہ بے نہایت ہے اس واسطے کہ تمام ارواحوں کے مرتبوں سے پچھلا مرتبہ ارواح انسانی کا ہے بعد کمال پیدا کرنے کے ترقی ہوتی جارہی ہے اور جو ارواح کہ متعلق آسمان دنیا کے ہیں وہاں تک پہنچتے ہیں پھر اس سے ترقی کر کے طرف ارواح آسمان دوسرے کے پہنچتے ہیں اور اسی طرح ترقی کرتے کرتے ان ارواح کی طرف پہنچتے ہیں جو کہ کرسی کے درجوں میں رہتی ہیں اور وہ روحیں بھی جدا جدا مراتب رکھتی ہیں اور بعضے اعلیٰ بہ نسبت دُوسرے کے ہیں بعد اس کے ترقی کر کے طرف ان فرشتوں کے پہنچتی ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یعنی دیکھے تو فرشتوں کو کہ گرداگرد عرش کے ہیں بعد اس کے جو فرشتے ان سے بھی اعلیٰ ہیں اُن کی طرف پہنچتی ہیں اور ان کا ذکر اس آیت میں ہے وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ یعنی اُٹھا رہے تخت رب تیرے کا اپنے اوپر اُس دن آٹھ شخص بعد اس کے طرف اور ارواح مقدسہ کے کہ جسم سے بالکل تعلق نہیں رکھتی ہیں اور طعام اُن کا ذکر اللہ ہے اور شراب ان کی محبت ہے اور اُنس اُن کا ساتھ ثنا الٰہی کے ہے اور لذت اُن کی بیچ خدمت اللہ جل شانہٗ کے ہے پہنچتے ہیں اور ان کا ذکر ان آیتوں میں ہے وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ یعنی اور جو اس کے نزدیک رہتے ہیں تکبر نہیں کرتے اُس کی عبادت سے اور نہ کاہلی کرتے ہیں یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں تھکتے اور یہ ارواحیں بھی بہت ہیں اور درجے ان کے مختلف ہیں اور عقل بشری اُن کے اوصاف کا احاطہ نہیں کر سکتی ہے اور بعد اس کے بھی ترقی ہوتی رہتی ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ یعنی اور پر ہر علم والے کے اور علم والا ہے یہاں تک کہ انتہا ترقیات کی طرف نور الانوار اور روح الارواح کے کہ وہ ذات باری کی ہے ہوتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى اور جلال ربوبیت کا نام غیب الغیب ہے اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ لِلّٰهِ سَبْعِيْنَ حِجَابًا مِّنَ النُّوْرِ لَوْ كَشَفَهَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ كُلَّ مَا اَدْرَكَ الْبَصَرُ پس انتقال کرنا عالم ارواح سے طرف جلال الٰہی کے یہی ہے سفر کرنا عالم غیب سے طرف غیب الغیب کے پس دونوں قسموں کی معراج کا بیان ہو چکا مقصود یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

معراج کو پہنچے اور وہاں سے ارادہ پھرنے کا کیا جناب الہیٰ میں عرض کی یارب العزت جو کوئی اپنے وطن کو جاتا ہے تحفے وتحائف اپنے عزیزوں اور دوستوں کو لے جاتا ہے میرے واسطے بھی اُمت کے لئے کچھ تحفہ عنایت ہو حکم ہوا کہ تحفہ تیری امت کا نماز ہے اور یہ اس واسطے کہ اس میں معراج روحانی اور جسمانی دونوں موجود ہیں اور اسکے ماسوا سے یہ بات حاصل نہیں۔ معراج جسمانی بسبب افعال کے کہ قیام اور رکوع اور سجود وغیرہ ہے پائی جاتی ہے اور معراج روحانی بسبب اذکار اور تلاوت قرآن کے اس واسطے کہ مومن کامل کو وقت ادا کرنے نماز کے ایسا حال لاحق ہوتا ہے کہ اس جہان سے تعلق اس کے باطن کا منقطع ہوتا ہے اور بالکل دوسرے جہان کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے اور یہی حالت معراجیہ ہے مگر جس نماز سے کہ یہ حالت حاصل ہو اس کا طریق ادا کرنے کا کہ شرائط اور ارکان وغیرہ کس طرح کرنے چاہئیں بیان کرتے ہیں نمازی کو چاہیئے کہ جس وقت اذان موذن کی سُنے دل میں اُس آواز موذن کو ایسا سمجھے کہ قیامت کے دن اس کو واسطے حاضر ہونے کے رُوبرو پروردگار کے بُلایا جائے گا اور جس طرح وہاں خوف دل پر غالب ہوگا اور جلدی سے بعد پکارنے کے حاضر ہوگا ایسا ہی اذان کی آواز کا بھی خوف دل میں بیٹھ جائے کہ جلدی سے نماز کے واسطے حاضر ہوجائے اس واسطے کہ قیامت کے دن یہاں جلدی دوڑ جانے والوں کو کمال نرمی اور مہربانی سے بلایا جائے گا اور دِل اپنا اُس آواز موذن کی طرف لگائے اگر اس آواز سے اُس کو خوشی اور راحت پہنچتی ہے پس یہ علامت اس بات کی ہے کہ قیامت کے دن اس کو آواز خوشخبری اور فتح یابی کی پہنچے گی اور اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَرِحْنَا یَا بِلَالُ یعنی راحت پہنچا تو ہم کو اے بلال ساتھ بلانے کے طرف نماز کے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ قرۃ عینی فی الصّلوٰۃ کہ ٹھنڈک آنکھ میری کی بیچ نماز کے ہے اور نمازی کے واسطے طہارت بھی ضروری ہے ایک طہارت مکان کی کہ سب جگہ جہاں نماز ادا کی جائے اور یہ ایک شے علیحدہ ہے بعد اس کے کپڑے کی طہارت چاہیئے کہ یہ نمازی کے بدن کے ساتھ ملا ہوا ہے بعد اُس کے بدن کی پاکیزگی چاہیئے کہ یہ جز آدمی کا ہے لیکن جب نماز کے اندر ان اشیاء کا پاک کرنا ضروری ہوا لازم ہے کہ جو کہ لب لباب اور خلاصہ آدمی کے اندر ہے اس کی طہارت سے بھی اور پاک کرنے سے غافل نہ ہو اس واسطے کہ سب سے زیادہ اُسی کا پاک کرنا منظور ہے یعنی دِل کا پاک کرنا اخلاق ذمیم

marfat.com

سے اور بسبب توبہ کرنے کے گناہوں سے کہ نادم ہوا و پر تقصیر اپنی کے اور ارادہ مستحکم کرے اُس کے نہ کرنے کا اور باطن کا پاک کرنا اس جہت سے ہے کہ معبوُد کی جائے نظر ہے اور ستر عورت بھی لازم ہے اور ستر عورت ظاہری یہ ہے کہ مخلوقات کی نظر سے جن اعضاء کا ڈھانکنا ضروری ہے پوشیدہ کرے لیکن یہ دل میں خیال کرے کہ مخلوق کی حیا سے تو یہ بات عمل میں آئی مگر اندر میرے کہ بُری باتیں اور گناہ کی چیزیں ہیں خالق ان کو دیکھ رہا ہے اور اُن کو پوشیدہ کرنا ممکن نہیں اس واسطے کہ وہ علام الغیوب ہے اس کو کیونکر پوشیدہ کروں سو اس کی تدبیر یہ ہے کہ ندامت اور حیا اور خوف کا ہنیشی عمل میں لائے کہ ان کے سبب سے بُرائی باطن کی ڈھکی جائے گی یعنی اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے اُس کو دُور کر دے گا پس جس وقت یہ پاک ہوگیا اور کپڑوں وغیرہ سے اپنے تئیں درست کرلیا اب چاہتا ہے کہ نماز کے واسطے کھڑا ہوں تو اس حالت کو ایسا تصور کرے کہ ایک بادشاہ عالی جاہ کے رُوبرو کھڑا ہوتا ہوں اور یہ بات بھی دل میں خیال کرے کہ میرے پاس دو چیزوں میں سے کونسی چیز ہے فرشتہ ہے یا شیطان ہے دین ہے یا دُنیا ہے۔ عقل ہے یا ہوائی ہے۔ خیر ہے یا شر ہے صدق ہے یا کذب قناعت ہے یا حرص غرض ہر شے کا اور ضد اس کی کا تصور کرکے اپنی رفاقت میں نیک چیز کو لے لے اور بُری کو چھوڑ دے اس واسطے کہ رفاقت جس شے کی مستحکم اور مضبوط ہو جائے گی ہمیشہ کو وہی چیز اسکے ساتھ میں ہوگی اور مفارقت اُس کی نہ ہوگی چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی دُنیا میں بھی اُنھیں کے ساتھ رہے اور قبر میں بھی اور قیامت میں بھی اور جنت میں بھی اور کُتا اصحاب کہف کا کہ اُن کے ساتھ ہو لیا تھا دُنیا میں بھی اس کا ساتھ نہ چھٹا اور آخرت میں بھی ساتھ رہے گا اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یعنی اے ایمان والو ڈرو تم اللہ سے اور ہو جاؤ تم ساتھ سچوں کے اور نماز میں اس طرح کھڑا ہو جیسے قیام اصحاب کہف کا تھا اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی جس وقت کھڑے ہوئے پس کہا اُنھوں نے رب ہمارا رب آسمانوں اور زمینوں کا ہے یا ایسا کھڑا ہووے کہ مخلوقات قیامت کے دن رُوبرو پروردگار اپنے کے کھڑی ہوگی جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یا ایسا کھڑا ہو جیسا کہ غلام اور گنہگار

marfat.com

مولیٰ اپنے سے کہ نہایت زبردست ہے بھاگ گیا ہو اور بعد بھاگ جانے کے اُس کو شرمندگی حاصل ہوئی اور پھر اپنے مولیٰ کی طرف اُس نے رجوع کیا ہو اس حال میں نہایت ہی خوف اُس کو ہوگا اور سرنگوں کمال شرمندگی سے اس کے سامنے کھڑا ہوگا اور وقت کھڑا ہونے کے قبلہ کی طرف منہ کرے مگر یہ نہ سوچے کہ صرف قبلہ کی طرف منہ کرے بلکہ دل کو بھی سب چیزوں سے اس کی طرف پھیرے اس واسطے کہ ظاہر کے افعال باعث باطن کے افعال پر ہیں اور مقصود بالذات افعال باطنی ہیں پس جیسے کہ منہ جب تک اور طرف سے نہ پھیرے گا قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہوگا نماز کس طرح ادا کرے گا ایسے ہی دل کو جب تک ماسویٰ سے خالی نہ کرے گا اس کی طرف کیونکر متوجہ ہوگا اور ایسا یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر اور باطن میرے کو دیکھ رہا ہے اور ادنیٰ درجہ ہے اس سے کمی نہ کرے جیسے کہ کسی بزرگ کے رُوبرو لحاظ کے مارے اِدھر اُدھر نہیں دیکھتا ہے اور اس کی حیا اور توقیر دل میں بیٹھی ہوتی ہے بعد اس کے نیت کرلے کہ ارادہ کرے اس بات کا کہ میں نماز پڑھتا ہوں واسطے بجالانے حکم اُس کے کے اور اُس کے ثواب کی اُمید رکھے اور خوف اُس کے عذاب کا کرے اور یہ بھی خیال کرے کہ یہ وقت مناجات کا ہے اور کیسے مالک سے مناجات کرتا ہوں اور کیونکر مناجات کروں کہ گناہوں میں سرشار ہوں اور اس وقت لائق ہے کہ شرمندگی کے مارے عرق پیشانی پر آجائے اور رگیں گردن کی پھڑکنے لگیں اور خوف کے مارے رنگ چہرے کا زرد ہوجائے اور اس وقت یہ نمازی ان شخصوں میں سے ہوا جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ یعنی ارادہ کرتے ہیں اُس کی ذات کا پس اس کو چاہیئے کہ اس حال میں تمام مخلوقات کا اپنے ذہن میں تصور کرے خواہ عالم اجسام سے ہوں خواہ عالم ارواح سے اور نفس اپنے سے تصور شروع کرے کہ پہلے اپنی عقل میں تمام اعضائے بسیط اور مرکب اپنے اور قوتیں طبعیہ اور حیوانیہ اور انسانیہ کو حاضر کرے بعد اُس کے جو چیزیں کہ اس جہان میں ہیں معدنیات اور نباتات اور حیوانات سے پھر اُن چیزوں کا تصور کرے کہ مابین آسمان اور زمین کے ہیں مثل طبقے ہوا وغیرہ کے بعد اُس کے آسمان دُنیا کا مع عظمت اور فراخی اُس کی کے اور اسی طرح اوپر کو چڑھتا جائے کہ تمام آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ اور رفرف اور لوح اور بہشت اور دوزخ اور کرسی اور عرش کا تصور کرے بعد اس کے انتقال کرے طرف ارواح بشریہ اور غیر بشریہ

marfat.com

اور اُن اروا حوں کے جو متعلق پہاڑوں اور دریاؤں کے ہیں بعد اس کے فرشتوں آسمان پہلے اور دُوسرے کا ساتویں تک بعد اس کے اُن فرشتوں کا کہ گرداگرد عرش اور کرسی کے ہیں تصوّر کرے بعد اس کے انتقال طرف اس چیز کے کرے کہ خارج اس عالم سے ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ جب تمام ان روحانیات اور جسمانیات کو عقل میں حاضر کر لیا بعد نیّت کے ہاتھ اُوپر کو اُٹھائے اور ان دونوں ہاتھوں کے اُٹھانے سے اشارہ طرف رخصت کرنے دونوں جہان کرے اور ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور مراد اللہ اکبر سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی ذات ہے کہ تمام ان چیزوں کو اُسی نے پیدا کیا ہے اور اس بات سے وہ منزا اور بڑا ہے کہ کوئی چیز اس کے ساتھ مشابہت رکھے بلکہ جائز اور ممکن ہی نہیں یا معنی اللہ اکبر کے یہ ہیں کہ اللہ بڑا ہے اور منزہ ہے اس بات سے کہ عقل اور وہم خلق کے اُس کی طرف پہنچیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے توحید یہ ہے کہ نہ وہم میں لائے تو اُس کو یا معنی اللہ اکبر کے یہ ہیں کہ اللہ بڑا ہے اس بات سے کہ بندے حق بندگی اُس کا ادا کریں۔

مگر وقت اللہ اکبر کہنے کے چاہیئے زبان اور دِل موافق ہوں ایسا نہو کہ دِل اس کو کاذب اور جھوٹا بنائے اگر دِل میں شے دوسری اللہ سے بڑی ہو پس اللہ کے نزدیک وہ جھوٹا ہے مگر یہ بات دِل میں کوئی نہیں کہتا کہ یہ شے اللہ سے بڑی ہے سو اس کے نزدیک بڑا ہونا اللہ سے اس طرح ہو جائے گا کہ خواہش نفسانی میں مصروف زیادہ ہے اور امر الٰہی کے بجا لانے میں نہایت کاہل اور سُستی کرتا ہے پس اُس نے نفس کی اطاعت کی اور اللہ کے حکم کی ایسی اطاعت نہ کی اگر اس کے نزدیک اللہ کی بڑائی یقینی ہوتی اس کی اطاعت نفس کی اطاعت سے زیادہ کرتا اس واسطے کہ اطاعت زیادہ اُسی کی کی جاتی ہے جو دوسرے سے بڑا ہو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ اکبر فقط زبانی اقرار ہے اور ہر گاہ کہ اللہ اکبر میں کبر کا بیان ہے اس کو بھی سمجھنا چاہیئے اس قسم کے کئی لفظ ہیں ایک علوّ اور ایک عظمت اور یہ دونوں دو درجے ہیں کمال کے درجوں میں سے مگر درجہ عظمت کا عُلو کے درجے سے زیادہ ہے اس واسطے کہ علوّ صفت کرسی کی ہے اور عظمت صفت عرش کی ہے جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور دُوسری جگہ ہے فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

marfat.com

اُس کرسی کو بڑائی اس قدر ہے کہ تمام آسمان اس کی نسبت سے ایسے ہیں جیسے کہ جنگل ذراع میں ایک حلقہ پڑا ہوا ہو اور کرسی درمیان ساتویں آسمان اور عرش کے ہے اور کرسی بہ نسبت عرش کے بھی یہی نسبت رکھتی ہے اور اللہ کی عظمت کے آگے عرش کی عظمت ایسی جیسی کہ سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ اور کبر کا مرتبہ علو اور عظمت سے بڑا ہے اس واسطے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظْمَةُ اِزَارِیْ اور ردا بڑی ہوتی ہے ازار سے اور تینوں سے بڑھ کر جلال کا رتبہ ہے اسی واسطے کلام اللہ میں آیا ہے وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اور یہ بات بھی سمجھنی چاہئے کہ لوگ عظیم اس کو جانتے ہیں کہ جثہ اس کا بڑا ہو اور عالی اسے جانتے ہیں کہ بہت اونچا ہو اور کبر اس کو سمجھتے ہیں کہ عمر اس کی بڑی ہو لیکن اللہ تعالیٰ ان سب باتوں سے پاک ہے اُس کی عظمت ایسی نہیں کہ جثہ اسکا بڑا ہو اور کبریائی اسکی ایسی نہیں کہ مدت طویل ہو اس واسطے کہ مدت بدلتی رہتی ہے اور مدت کو اسی نے پیدا کیا ہے پس بسبب مدت کے وہ کبیر کیونکر ہو سکے پس کبریائی اس کی کبریائی عظمت کی ہے اور عظمت اس کی عظمت عُلو کی ہے اور عُلو اس کا عُلو جلال کا ہے یعنی اجل ہے اس بات سے کہ مشابہت اس کو محسوسات کے ساتھ دی جائے اور اکبر ہے اس سے کہ وہم کسی کے میں آوے اور اعظم ہے اس سے کہ کوئی وصف کرنے والا وصف اُس کا بیان کرے اور اعلےٰ ہے اس سے کہ کوئی بڑائی اس کی کما ینبغی ظاہر کر سکے پس جس وقت مصلّی نے اللہ اکبر کہا عقل اس کی جلال الٰہی کے ادراک کرنے سے عاجز ہوئی اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کہا تو اس مقام میں تجلی انوار جلال الٰہی کی ہوئی بعد اس کے تسبیح کی سے طرف تحمید کے انتقال کرے اور وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ کہے تو اس مقام میں نور ازلی اور ابدی منکشف ہوا اس واسطے کہ تبارک اسمک اشارہ ہے طرف دوام کے کہ منزہ ہے فنا اور عدم سے اور دوام کا تعلق ساتھ ازل اور ابد کے ہے بعد اس کے وَتَعَالٰی جَدُّكَ کہے اس میں اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ صفتیں جلال اور کمال اس کے کی منحصر کسی حد معین میں نہیں پھر لَا اِلٰهَ غَیْرُكَ کہے اس میں اشارہ طرف اس بات کے ہے کہ جتنی صفتیں جلال اور نعوت کمال کی ہیں اسی کے واسطے ثابت ہیں غیر کے واسطے نہیں پس وہی کامل ہے اور کوئی کامل نہیں اور وہی مقدس ہے اور

marfat.com

کوئی مقدس نہیں اور اس جگہ عقل بند ہو جاتی ہے آگے اس کا ادراک نہیں چلتا اور تمام حواس وہم اور خیال وغیرہ حیران ہو جاتے ہیں بعد اس کے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہے مگر یہ کلمہ فقط تلفظ زبانی نہ ہو بلکہ دل میں بھی سمجھے کہ شیطان میرا دشمن ہے اور اس بات کا منتظر ہے کہ دلِ میرا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھیر دے گا اس واسطے کہ وہ حسد کرتا ہے کہ یہ شخص مناجات جناب الٰہی سے کر رہا ہے اور سجدہ کرنے کے واسطے مستعد ہے اور میں بسبب ایک نہ کرنے کے ملعون ہو گیا اور اُس سے پناہ اس وجہ سے اللہ کے ساتھ پکڑی کہ جس چیز کو شیطان چاہتا ہے اس کو چھوڑ دے اور جس چیز کو اللہ طلب کرتا ہے وہ بجا لائے اور اگر اس طرح نہ کرے اور فقط زبان سے کہہ لے اس کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص پر دشمن مارنے کے واسطے یا شیر پھاڑنے کے واسطے چلا آتا ہے پس اُس وقت اُس نے اپنی زبان سے یہ بات کہہ لی کہ میں اس قلعہ کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں اور وہاں ہی کھڑا رہا سو یہ کہنا اُس کے حق میں نفع نہ دے گا اور وہ دشمن یا شیر اُس کو پکڑ لے گا ایسے ہی جو شخص فسق و فجور میں مشغول ہے شیطان کے قبضہ میں ہے اور اقرار زبانی اس کا فائدہ نہیں کرتا ہے پس چاہیئے کہ متوجہ ہو کر اعوذ کو پڑھے اور شیطان کے شر سے بچنے کے واسطے اللہ کے قلعہ میں آوے اور قلعہ اُس کا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اس واسطے کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِیْ فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ اور اللہ کے قلعہ میں وہی شخص رہنے والا ہے جو کہ سوائے اللہ کے کسی کو معبود اپنا نہ ٹھیرائے۔

فَاَمَّا مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ فَھُوَ فِیْ مَیْدَانِ الشَّیْطَانِ یعنی جس شخص نے مقرر کیا معبود اپنا خواہش نفس اپنی کو پس وہ بیچ میدان شیطان کے ہے بعد اس کے بسم اللہ پڑھے اس کو پڑھنے کے وقت یہ سمجھے کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سبب سے ہیں اور جب سب چیزیں اللہ ہی کی طرف سے ہوئیں مستحق حمد کا بھی وہی ہوا پس بعد اس کے الحمد للہ پڑھے اور اس کے معنی یہی ہیں کہ شکر اللہ کے واسطے ہے اس واسطے کہ سب نعمتیں اُسی کی طرف سے ہیں اور ساری الحمد پڑھنے سے تمام عجائب دنیا اور آخرت کے نظر آئیں گے اور مطالعہ انوار اسماء حسنیٰ اور صفات علیا کا ہو گا اور رادیان پہلے اور اسرار کتب الٰہی اور شریعتوں نبیوں کے ظاہر ہوں گے اور شریعت سے طرف طریقت کے اور طریقت سے طرف حقیقت کے پہنچ جائے گا اور درجے

marfat.com

انبیاؤں اور مرسلین کے اور مقامات مردودوں اور ملعونوں کے بھی منکشف ہو جائیں گے اب اس اجمال کی تفصیل معلوم کرنی چاہیئے پس جس وقت کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا اس کے کہنے کے وقت تمام دُنیا کا مشاہدہ کر لیا اس واسطے کہ اُسی کے اسم کے ساتھ تمام آسمان اور زمین قائم ہیں اور جس وقت الحمد للہ رب العالمین کہا عالم آخرت اس میں علم آگیا جیسے کہ فرمایا ہے وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور جس وقت الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا اس کے ساتھ ملاحظہ عالم جمال رحمت اور فضل اور احسان کا ہو گیا اور جس وقت مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کو پڑھا اس سے عالم جلال اور ہول اُس کے کا تصور ہو گیا اور جس وقت اِیَّاكَ نَعْبُدُ کہا عالم شریعت پیش نظر ہوا اور جس وقت اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کو پڑھا طریقت کا راستہ معلوم ہوا اور جس وقت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پڑھا حقیقت کی طرف عقل نے سیر کی اور جس وقت صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کہا درجے صالحین اور اہل کرامات کے مثل انبیاء اور یقین اور شہداء کے ظاہر ہوئے اور جس وقت غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ زبان پر لایا فساق کے مرتبے کھلے اور جس وقت وَلَا الضَّآلِّیْنَ کو پڑھا تو کافروں اور منافقوں کے درجے ذہن میں آئے اور جس وقت اس سورۃ الحمد کو اس طریق سے پڑھا اس کے اسرار سے واقف ہوا سو اس کی سات آیتیں ہیں۔ یہ ساتوں آیتیں مع اعوذ کے کنجیاں آٹھوں بہشت کے دروازوں کی ہو گئیں اور نمازی کے واسطے آٹھوں دروازے جنت کے کھل گئے اور جس وقت احوال اور مراتب بڑے بڑے منکشف ہوئے اُس کے دل میں عظمت خالق کی بیٹھ گئی اور گویا ایسا خوف اُس کی عظمت کا اُس کے دل میں سمایا کہ تاب کھڑے رہنے کی نہ رہی اور پشت اُس کی جھک گئی اور اپنے تئیں ذلیل اور عاجز سمجھ کر کبریائی اس کی بیان کرنے کے واسطے اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے اور اس جگہ بار بار عظمت سے اس کو یاد کرے تا کہ بسبب تکرار کرنے کے عظمت اُس کی دل میں قرار پکڑے بعد اس کے سر اپنا رکوع سے اُٹھا کر اُمیدوار اُس کی رحمت کا ہوا اور اپنی اُمید کے محکم کرنے کے واسطے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے یعنی سن لیا اللہ نے اس کی بات جس شخص نے اُس کی حمد کی۔ مُراد یہ ہے کہ اُس نے شکر اُس کا قبول کیا اور اس میں نکتہ کیا ہے کہ اس جگہ مصلی نے اپنی حمد کا خاص خیال کر کے ذکر نہ کیا بلکہ سب حمد کرنے والوں کو ذکر کیا اس واسطے جو مسلمان اپنے

marfat.com

مسلمان بھائی کے واسطے دعا مانگے اللہ تعالیٰ وہ چیز اس مانگنے والے کو عطا کرتا ہے حدیث شریف
میں آیا ہے لَا یَزَالُ اللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الرَّجُلِ مَا دَامَ الرَّجُلُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ الْمُسْلِمِ ۔
یعنی ہمیشہ رہتا ہے اللہ تعالیٰ بیچ مدد آدمی کے جب تک وہ آدمی بیچ مدد بھائی مسلمان اپنے کے
ہے بعد اس کے سجدے میں گرے اور یہ اعلےٰ درجہ عاجزی کا ہے اس واسطے کہ جو اشرف اور
بزرگ عضو آدمی کے بدن میں ہے اُس کو خاک پر کہ سب سے ذلیل ہے رکھ دیا اور اس جگہ بھی نہایت
عظمت اللہ تعالیٰ کی بیان کرے یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے اور اپنے تئیں یہ سمجھے اور خیال کرے
کہ اسی زمین سے پیدا ہوا ہوں اور اسی میں مجھ کو پھر جانا ہوگا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے
کہ ایک فرشتہ ہے عرش کے نیچے نام اس کا حزقیل ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کو امر کیا کہ اُڑ تو تین ہزار
برس اور وہ پھر تیس ہزار برس تک اُڑا لیکن ایک کنارے عرش سے دوسرے کنارے تک نہ پہنچا
پس ارشاد الٰہی ہوا کہ اگر صور پھونکنے تک اُڑتا تب بھی تو عرش کے دوسرے کنارے تک نہ پہنچتا
اس وقت اس فرشتے نے کہا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی بعد اس کے سر سجدہ سے اٹھا کر دوبارہ
تواضع بجالاتے اور سجدہ میں گرے اور دو سجدے کرنے میں اشارہ ہے طرف ازل اور
ابد کے کہ وہ ازلی ہے یعنی اوّل اُس سے کوئی نہیں اور ابدی ہے یعنی پیچھے اس کے کوئی چیز
نہیں اور یہی مضمون ھوالاوّل ھوالاٰخر کا ہے اور مابین دونوں سجدوں کے اشارہ ہے
طرف وجود دنیا کے کہ درمیان ازل اور ابد کے ہے اور وجوہات اس کی بھی اصل کتاب میں
بیان ہوچکیں اور اسی طرح سے باقی نماز ادا کی جاتے اور ہرگاہ کہ حالت معراجیہ نماز کی ایک ثمر
معراج محمدی کے سے ہے اور انھیں کے طفیل سے یہ نعمت عظمےٰ اس اُمت مرحومہ کو جناب
الٰہی سے عنایت ہوتی اس جہت سے کمال عنایت اور اکرام اس کے حال پر فرمایا کہ روبرو مالک
بے نیاز کے اس کو بیٹھنا نصیب ہوا اور جو چیز معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی
تھی ویسا ہی پڑھنا اس وقت میں اس کو بھی تعلیم ہوا کہ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ
اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جو اعمال اچھے خواہ زبان سے ہوں خواہ اعضا سے خواہ دل سے اللہ ہی
کے واسطے ہیں اور یہ معنی اپنے دل میں حاضر کرے جب اس طرح سے نماز ادا کر چکے تو اپنے باطن
میں رُوح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصوّر کرے اور یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم



marfat.com

کی رُوح مبارک اُوپر سے اُترتی ہے اور میری رُوح اُوپر کو جاتی ہے اور گویا درمیان میں آپس میں ملاقات دونوں رُوحوں کی حاصل ہوئی اور راحت اور فیضان اس کو حاصل ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رُوح کے واسطے حمد اور ثنا اور تحیت ضروری ہے اس واسطے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ پڑھے اور یہ خیال کرے کہ میرے سلام سے بہتر اور اعلیٰ جواب میری طرف پہنچا اور اس سلام میں اپنے نفس کو اور نیک بندوں کو شامل کرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِیْنَ بعد کہنے کے یہ خیال کرے کہ حق سُبحانہٗ نے میرے حق میں اپنا سلام عنایت فرمایا جس قدر نیک بندے جہاں میں ہیں ان کی بھی بعد اس کے یہ کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اس کے کہنے میں نکتہ یہ ہے کہ کوئی اس سے کہتا ہے کہ کس وسیلہ سے اس رتبہ کو تو پہنچا پس یہ شخص جواب میں کہتا ہے کہ اس کلمہ کی برکت سے بعد اس کے کہا گیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ سے تجھ کو یہ نعمت حاصل ہوئی اُن کے واسطے کیا شکریہ ادا کیا اُس نے کہا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بعد اس کے کہا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس رسول کے پیدا ہونے کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی تھی جیسے کہ اس آیت میں مذکور ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اس کے عوض میں اُن کے حق میں تُو نے کیا خدمت گذاری کی۔ اس نے کہا كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ بعد اس کے کہا گیا کیا تجھ کو مرتبہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عنایت فرمایا اس نے کہا اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ یعنی اے رب تحقیق تو حمد کیا گیا عظمت والا ہے جو کچھ ہے تیرے ہی کرم سے ہے بعد اس کے دُعا کرے کمال تواضع اور خشوع سے اور اُمید قبولیت کی سے اور اس دُعا میں اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کو شریک کرے ہرگاہ کہ اس طریق سے نماز ادا کی اللہ تعالیٰ نے اس کی تعریف فرشتوں کے گروہ میں کرائی اس واسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے اِذَا ذکرنی عبدی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر من ملائه یعنی جس وقت یاد کرتا ہے بندہ میرا مجھ کو بیچ جماعت کے یاد کرتا ہوں میں اس کو بیچ ایک جماعت کے کہ بہتر ہے اس کی جماعت سے جب اس کا ذکر فرشتوں میں آیا تو فرشتے اس کی مُلاقات کے مشتاق ہوئے پس اللہ تعالیٰ

marfat.com

نے اس کو فرمایا کہ فرشتے تیری زیارت کے مشتاق ہیں اور تیرے پاس آتے ہیں پیشتر تو ان کے اُوپر سلام کرتا کہ تو سابقین میں سے شمار کیا جاتے پس یہ کہے داہنی طرف بھی اور بائیں طرف بھی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اسی سبب سے جس وقت بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے ہر طرف سے فرشتے آکر ان کو سلام کریں گے اور کہیں گے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ اور وقت سلام کرنے کے ایسی حالت مصلی کی ہو کہ تصور کرے اس بات کا کہ اس نماز کو گویا رخصت کرتا ہوں شاید دوسری نماز تک زندگی میری وفا کرے یا نہ کرے اور یہی مضمون حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ حضور ؐ نے کسی کو وصیت کی تھی اور فرمایا تھا کہ صلِّ صلوٰۃ مودع یعنی پڑھ تو نماز مثل نماز رخصت کرنے والی کے اور اس بات کا خوف کرے کہ نماز میں مجھ سے کچھ تقصیر ہو گئی ہو اور شرمائے اور اندیشہ کرے اس امر کا کہ بسبب کسی گناہ کے ظاہری ہو یا باطنی نماز میری اُلٹی میرے منہ پر نہ ماری جائے اور اس بات کی اُمید رکھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس نماز کو قبول کرے گا۔ مروی ہے کہ بعض کاملین نماز کے بعد ایک ساعت توقف کرتے اور ایسا حال ان کا ہو جاتا جیسے کوئی بیمار ہوتا ہے یہ طریق نماز خاشعین کا ہے یعنی خشوع اور عاجزی کرنے والوں کا جن کی تعریف کلام اللہ میں آئی ہے اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ پس اگر ایسی نماز مصلی سے ادا ہو شکر خدا کا بجالائے اور اگر بعض نماز ایسی ہوئی تو اس سے خوش ہوا اور جتنی ایسی نہ ہوئی ہوں اس کے واسطے حسرت اور غم کرے اور نماز میں چھ چیزیں چاہئیں جب کامل ہوتی ہے ایک حضور ہو دوسرے سمجھنا معانی کا، تیسرے تعظیم معبود کی چوتھے ہیبت پانچویں رجا، چھٹے حیا اور تفصیل اس کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے مگر حضور اس کو کہتے ہیں کہ دل اس کا خالی ہو غیر اُس شے سے جس کو کر رہا ہے یا زبان سے بول رہا ہے پس فکر اس کا اس شے کی طرف رہے اور جگہ جگہ دوڑتا نہ پھرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں نظر کرتا ہے اللہ طرف اس نماز کے کہ دل مصلی کا معہ بدن کے اس نماز میں حاضر نہ ہو اور دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو کہ اپنی داڑھی سے نماز میں کھیل رہا تھا پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر رجوع ہوتا دل اس کا اور خوف ہوتا اس کو تو اس کے جوارح اور

marfat.com

اعضا بھی خشوع کرتے اور روایت ہے کہ جب وقت نماز کا آتا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کانپنے لگتے اور رنگ چہرے کا متغیر ہوتا۔ پس کہا گیا اُن سے کیا سبب ہے اس کا اے امیر المومنین، پس فرماتے تھے کہ یہ وقت ادا کرنے ایسی امانت کا ہے کہ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر اللہ تعالےٰ نے وہ امانت پیش کی تھی اور اس کے اُٹھا لینے کے واسطے کہا تھا پس سب نے خوف کے مارے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور ہم نے اس امانت کو اُٹھا لیا اور مروی ہے حضرت علی بن الحسین رضؓ سے جس وقت وضو کرتے تھے رنگ اُن کا زرد ہوتا تھا پس اُن سے ان کے گھر کے لوگوں نے کہا کہ یہ وضو کرتے وقت تمہاری کیا عادت ہے۔ اُنھوں نے فرمایا جانتے ہو تم کہ اب میں کس کے رُوبرو کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں اور مروی ہے حاتم اصم رضی اللہ عنہ سے کہ ان کی نماز کا حال دریافت کیا گیا انھوں نے کہا کہ جب وقت نماز کا آتا ہے اچھی طرح تر بتر وضو کرتا ہوں اور جس مکان میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے تھوڑی دیر میں وہاں بیٹھ جاتا ہوں تاکہ اعضا میرے قرار پکڑ جائیں پھر اٹھتا ہوں میں نماز کے واسطے اور کعبہ کو درمیان دونوں بھوؤں اپنی کے کرتا ہوں اور پُل صراط نیچے قدم اپنے کے اور جنت کو داہنی طرف اپنے اور دوزخ کو بائیں طرف اور ملک الملکوت کو پیچھے اپنے سمجھتا ہوں اور اس نماز کو پچھلی نماز تصور کرتا ہوں کہ شاید اس کے بعد زندگی رہے یا نہ رہے پھر درمیان خوف اور رجا کے کھڑا ہوتا ہوں اور اسی طرح سب افعال نماز کا بیان کر کے کہا کہ مع اخلاص کے ان کو ادا کرتا ہوں پھر فرمایا مجھ کو معلوم نہیں کہ نماز میری قبول ہوئی یا نہ ہوئی اور ابن عباس رضؓ نے فرمایا ہے کہ دو رکعتیں کہ متوسط ہوں تفکر میں بہتر ہیں قیام تمام رات کے سے کہ دل کی غفلت سے ہو پس ضرور ہے مومن کے واسطے کہ نماز کے وقت عظمت الٰہی اور خوف اور امیدواری رحمت اس کی اور حیا تقصیر اپنی سے لحاظ میں رہے اور یہ بات جب حاصل ہوتی ہے کہ خطروں وسوسوں کو نماز کے اندر دل سے دُور کرے اور خطرات کے سبب کئی قسم کے ہوتے ہیں بعضے خطرے اس طرح ہوتے ہیں کہ کسی شے کے سُننے سے یا کسی شے کے دیکھنے سے خیال اس طرف جاتا ہے اور اُس کے ساتھ اور خیال آجاتے ہیں اور بڑھتے بڑھتے ایک سلسلہ خیالات کا بندھ جاتا ہے اور بعضی فکر سبب دوسری فکروں کی تجاتی ہیں اس کا علاج کتابوں میں اس طرح لکھا ہے کہ ایسے سببوں کو نہ ہونے دے

marfat.com

اور تدبیر اس کی یہ ہے کہ آنکھ اپنی بند کرے یا کسی علٰحدہ گھر میں نماز پڑھے کہ آواز آنے سے امن ہو یا سامنے اپنے ایسی چیز نہ رکھے کہ اس کے دیکھنے سے خیال اُدھر جائے اور راستوں کے اوپر نماز پڑھنے سے پرہیز کرے اور جگہ منقش اور خوبصورت اور فرش رنگ برنگ سے بھی احتراز کرے کہ ایسی جگہ نماز پڑھنے سے بھی خیال بٹتا ہے اسی واسطے پہلے زمانہ کے بزرگ ایسی جگہ عبادت کرتے تھے کہ چھوٹا سا گھر ہوتا اندھیرا اُس میں ہوتا تھا اس واسطے کہ ایسے مکان میں دل پریشان نہیں ہوتا ہے اور بڑے نیک بخت اُن میں ایسے ہوتے تھے کہ جس وقت مسجد میں آتے تھے اپنی نظریں اِدھر اُدھر نہ دوڑاتے تھے اور سوائے جگہ سجدہ کے اور طرف نگاہ نہ اُٹھاتے اور کمال نماز کا اس میں جانتے تھے کہ جو شخص ان کے دائیں اور بائیں ہوتا اس کو نہ پہچانتے کہ کون کھڑا ہے اور بعضے خطرے ایسے ہوتے ہیں کہ آنکھ بند کرنے وغیرہ سے بھی نہیں جاتے ہیں بلکہ اوّل سے دل میں وہ خیال جمے ہوئے ہوتے ہیں اور اُس کے دفع کرنے کا علاج یہ ہے کہ زور اور جبر سے نفس کو طرف سمجھنے الفاظ معنی قرأت کے متوجہ کرے اور اور طرف سے دل ہٹاوے اور پہلے نیت کرنے سے آخرت کا ذکر اور کھڑا ہونا پروردگار کے سامنے دل میں دھیان کرے اور جس چیز کا خیال اور سوچنا نماز کے اندر پڑے گا پہلے ہی اس کے خیال سے فراغت کرلے اور تدبیر اُس شے کی سوچ لے کہ نماز میں دوبارہ اس کو سوچنا نہ پڑے اسی واسطے اہل باطن کے نزدیک نماز پُوری نہیں ہوتی ہے کسی کی آدھی ہوتی ہے کسی کی تہائی وعلیٰ ہذا القیاس مگر فتوے کی راہ سے بسبب مشکل ہونے کے کہ اکثر آدمیوں سے تمام نماز میں حضور ممکن نہیں فقہا نے کہہ دیا ہے کہ اگر تمام نماز میں حضور نہ ہو اور تھوڑی سی میں ہو جائے جب بھی نماز ذمّہ سے ساقط ہو جائے گی اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ایک لحظہ بھی اگر حضور ہو جائے گا یعنی وقت تکبیر تحریمہ کے اُمید ہے کہ نماز صحیح ہو جائے گی اور حاصل یہ ہے کہ حضور دل کا رُوح نماز کی ہے اور اخیر درجہ اس کا کہ جس کو سد رمق کہتے ہیں یہ ہے کہ حضور تکبیر کے وقت ہو اور اتنا بھی اگر نہ ہو سکے تو یہ مرتبہ ہلاکت کا ہے اور جس قدر زیادہ ہو اُسی قدر رُوح پھیلتی ہے اور بعضے زندہ ایسے ہوتے ہیں کہ حرکت اُن میں نہیں ہوتی ہے ایسی ہی مثال نماز کی ہے کہ تمام نماز میں غافل رہے اور فقط تکبیر کے وقت حضور ہو جائے اور نماز جس وقت کامل مع ادا کرنے شروط باطنی کے کہ وہ خشوع

marfat.com

اور تعظیم اور حیا وغیرہ ہے بجا لائی جائے سبب حاصل ہونے انوار اور تجلیات کا دل میں ہوتی ہے اور اُن انوار کے سبب سے اولیاء اللہ کو مکاشفات حاصل ہوتے ہیں اور اسرارِ ربوبیت کے نماز میں کھلتے ہیں بالخصوص کہ سجدہ کے وقت کہ قربِ الٰہی سجدہ کے سبب سے ہوتا ہے لیکن مکاشفات مختلف ہوتے ہیں جس قدر کہ کدورات دُنیا کی سے صفائی ہو اُسی قدر مکاشفہ بھی زیادہ ہوگا اور جس قدر کم ہوگی اسی قدر کمی مکاشفے کی ہوگی جاننا چاہیئے کہ خشوع اور خوف ثمرہ ایمان اور نتیجہ ایمان کا ہے جس قدر معرفت زیادہ ہوگی اُسی قدر خشوع بڑھے گا اور خشوع کچھ نماز کے ساتھ خاص نہیں سوائے نماز کے بھی ہوتا ہے اسی واسطے بعضے کاملین کے حال میں آیا ہے کہ چالیس برس تک آسمان کی طرف واسطے حیا اور خوف الٰہی کے نظر نہ اُٹھائی اور ربیع بن خثیم بسبب اس کے کہ آنکھیں اپنی بند اور نیچے کو رکھتے تھے بعضے آدمی ان کو نابینا سمجھتے تھے اور بیس برس تک ابنِ مسعودؓ کے مکان پر ان کا آنا جانا رہا جس وقت لونڈی ان کی اُن کو دیکھتی ابنِ مسعودؓ سے کہتی کہ تمھارا اندھا دوست آیا ہے ابنِ مسعود اس کی بات سے ہنسا کرتے اور وہ لونڈی اسی واسطے یہ بات کہتی کہ جس وقت دروازے پر آکر دستک دیتے اور وہ لونڈی ان کی طرف آتی ہمیشہ آنکھیں بند کئے ہوئے اور نیچے کو سر ان کا دیکھتی اور ایک دن ابنِ مسعود کے ساتھ جگہ لوہار کام کر رہے تھے اور کوئلے بھٹی میں دہکائے جاتے تھے اور آواز ان کے دھونکنے کی آتی تھی بیہوش ہو کر گر پڑے اور ابن مسعودؓ ان کے سر کے پاس بیٹھ گئے یہاں تک کہ وقت نماز کا آگیا اور اُن کو ہوش نہ ہوا لاچار اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر اپنے مکان پر لے آئے آٹھ پہر تک ویسے ہی بے ہوش پڑے رہے اور پانچ نمازیں اُن سے فوت ہوئیں اور ابن مسعودؓ ان کے سر کے پاس بیٹھ کر فرماتے کہ خوف اس کا نام ہے یہ تمام مذکور تفسیر کبیر اور احیاء وغیرہ سے مستخرج ہے اور کچھ بیان اصل کتاب میں بھی آئے گا اور اُنھیں ناموں سے نام اس کا سورۃ الشفا اور شافیہ ہے اس واسطے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ فاتحۃ الکتاب شفا ہے ہر بیماری سے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ نورِ اسم الٰہی کا اس تاریکی کو کہ جو مرضوں کے اسباب کا باعث ہے دُور کرتا ہے اور رحمت اللہ تعالیٰ کی اُس آفت کو کہ مرض سے پیش آنے والی ہے دُور کرتی ہے اور حمد اللہ تعالیٰ کی نعمت کی کھینچنے والی ہے بموجب اس آیت کے کہ لئن شکرتم لازیدنکم یعنی اگر شکر کروگے تم البتہ

marfat.com

زیادہ کروں گا میں اوپر تمہارے انعام کو اور وہ نعمت کہ حالتِ مرض میں درکار ہے شفا اور صحت ہے اور اقرار کرنا ساتھ ربوبیت کے اس بات کو چاہتا ہے کہ آثار پرورش کے ظاہر ہوں اور انہی کے سبب سے شفا کامل ہوتی ہے اور ذکر رحمت کا کامل ہونے افعال کو چاہتا ہے اس واسطے کہ کمال فعلوں کا بعد کمال صحت کے ہوتا ہے اور بغیر صحت کے فعلوں میں نقصان رہتا ہے اور یوم دین کی مالکیت اس بات کو چاہتی ہے کہ اسباب مرض کے ضعیف ہو جائیں اور تقویت اسباب شفا کی ہو اس واسطے کہ مالك یوم الدّین میں اشارہ طرف جزا کے ہے اور یہ باتیں منجملہ حمد کے جزاؤں میں سے ہے اور بیچ طلب کرنے ہدایت کے اشارہ طرف عصمت کے خطا سے بیچ تجویز کسی دوا کے اور تشخیص مرض کے ہے اور استقامت احوال بدن کی کہ سواری روح کی ہے درخواست کرتا ہے اور ساتھ ذکر انعام کے اشارہ کرتا ہے کہ بعد شفا کے پرہیز میں الٹے اور لذیذ اور پاک چیزوں سے نفع مجھ کو اور مزہ حاصل ہو اور ساتھ دُور ہونے غصہ اور گمراہی کے احتراز کرتا ہے سوء تدبیر اور اُلٹ جانے اسباب مرض کے سے اور انہی ناموں سے نام اس کا رقیہ ہے اس واسطے کہ ایک صحابی نے ایک صرع کی بیماری کے پاس جا کر اس سورۃ کو اس پر پڑھ کر دم کیا تھا اس مرگی والے نے شفا پائی تھی اور وجہ مناسبت کی بیان ہو چکی اور انھیں ناموں سے اساس بھی نام اس کا ہے اس واسطے کہ شعبیؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کی ہے کہ اساس اور بنیاد کتابوں کی قرآن ہے اور اساس قرآن کی فاتحۃ الکتاب ہے پس ہر گاہ کہ کوئی بیمار ہو جائے تو ساتھ اساس قرآن کے التجا کی جائے اور آرام اس سے حاصل کرے اور یہ بھی سورۃ رکن نماز کا ہے اور نماز اساس سب بندگیوں کی ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ اور یہ کہ نماز طرف مقام مناجات اور مشاہدہ کے پہنچاتی ہے کہ جڑ سب کمالات کی ہے اور اس سورۃ میں معاد کو ساتھ مبدأ کے رابط دیا ہے اور ترتیب کے ساتھ مرتبے اس میں رکھ دیئے ہیں اور ہر مرتبہ اساس مرتبے دوسرے کا ہے مثلاً انعام کہ مترتب اوپر ہدایت اور استقامت کے ہے اور غضب اوپر ضد ان کی کے ہے اور ہدایت موقوف اُوپر استقامت کے ہے کہ عبادت میں ہو اور عبادت موقوف ہے اُوپر جاننے داروں افعال الٰہی کے کہ دُنیا اور آخرت میں موجود ہیں کہ رحمٰن اور رحیم اور مالکِ یوم الدّین ان فعلوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور افعال الٰہی آثار اسمار اور صفات اللہ کے ہیں

marfat.com

کہ حملہ ان کے اوپر مترتب ہے اور انھیں ناموں سے سورۃ الصّلوٰۃ نام اس کا ہے اس واسطے
کہ نماز میں پڑھنا اس سورۃ کا مقرر ہے۔ ابوہریرہؓ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہیں اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے حکایت فرماتے ہیں کہ نماز کو تقسیم کیا
میں نے درمیان اپنے اور درمیان بندے اپنے کے دو حصّہ برابر کرکے جب بندہ کہتا ہے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حق تعالیٰ رُوبرو فرشتوں کے فرماتا ہے کہ دیکھو تم بندے میرے
کو کہ یاد کیا مجھ کو یعنی دونوں نام ذکر کئے کہ کے اسماء اور صفات اور افعال میرے کو شامل ہیں
اور میرے نام کا ذکر کیا اور جب بندہ کہتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حق تعالےٰ فرماتا
ہے کہ بندے میرے نے تعریف میری کی یعنی ایسی تعریف کی کہ سب تعریفوں کو شامل ہے اور جب
بندہ کہتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ساتھ بزرگی اور تعظیم کے یاد کیا مجھ کو
بندے میرے نے اس واسطے کہ ہر چیز کو میری طرف نسبت کیا اور جانا کہ پیدا کرنا ہر چیز کا موافق
حکمت کے اور منفعت کے ہے اور جب بندہ کہتا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ
خاص کیا بندے میرے نے مجھ کو ساتھ کے اس واسطے کہ اس دن کو یاد کیا کہ جس دن
کوئی مالک اور بادشاہ نہیں اور جب بندہ کہتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ حق
تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضمون اس آیت کا ملا ہوا درمیان میرے اور درمیان بندے میرے کے ہے اس
واسطے کہ عبادت میرا حق ہے کہ مقتضا ربوبیت کا ہے اور اعانت حق
بندہ کا ہے کہ لوازم عبودیت کے سے ہے۔ پس ساتھ لفظ اِيَّاكَ
نَعْبُدُ کے حق میرا ادا کیا اور ساتھ لفظ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے حق اپنا چاہا اور جب بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ آخر سورۃ تک حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب بندے میرے کے واسطے ہے
اور بندہ کو سوال اس کا دیا میں نے یعنی طلب ہدایت کی اور استقامت کی اور انعام کی اور طلب امن
کی غضب اور ضلال سے یہ سب منافع بندوں کے ہیں اور بندہ فروتنی کے ساتھ کہ روح عبودیت
کی ہے تقاضا اُن کا کرتا ہے پس حق ربوبیت اس بات کو چاہتا ہے کہ اس کو طرف اس مطلب کے
پہنچائیں اور انھیں ناموں سے نام اس کا سبع المثانی ہے یعنی سات آیتیں کہ مکرر پڑھی جاتی ہیں
ساتھ ہر نماز کے اور وہ سات آیتیں یہ ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہ کنجی دروازے جنت

marfat.com

کی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۲ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہ کنجی دروازے شکر کی ہے اور ۳ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ کہ کنجی دروازے رجا اور اُمید کی ہے اور ۴ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ہ کہ کنجی دروازے خوف کی اور بیم کی ہے اور ۵ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ہ کہ کنجی دروازے اخلاص کی ہے اور اخلاص پیدا ہوتا ہے معرفت عبودیت اور معرفت ربوبیت کے سے اور ۶ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کنجی دروازے دُعا کی اور تضرع کی ہے ، اور ۷ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ آخر سورۃ تک کنجی دروازے ولیسیّتُ کی ہے اور اقتداء کرنے کی ساتھ ارواح طیّبہ کے اور طلب نزول برکتوں کی اور انوار کی بھی اس میں ہے کہ بسبب اُس کے سالک کو اس طرف جانے سے امن حاصل ہوتا ہے اور موافق مضمون اس آیت کے کہ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کلمہ آٹھویں کو کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے اور ان ساتوں آیتوں کے ساتھ ملایا جائے آٹھ کنجیاں روحانیہ واسطے آٹھ دروازوں بہشت کے ہاتھ میں آئیں اور انھیں ناموں سے نام اس کا قرآن عظیم ہے اس واسطے کہ یہ سورۃ سب سورتوں سے بہتر اور افضل ہے بیچ ثواب کے اور اُنھیں ناموں سے سورۃ تعلیم المسئلہ نام ہے اس واسطے کہ آداب سوال کے پروردگار کی طرف سے اس سورۃ میں بندوں کو تعلیم ہوئے ہیں کہ پہلے ثنا بعد اُس کے اخلاص بعد اس کے دُعا کریں اور اُنھیں ناموں سے نام اس کا کافیہ ہے اس واسطے کہ یہ سورۃ اوروں سے کفایت کرواتی ہے اور کوئی سورۃ اس سے کفایت نہیں کرتی اور انھیں ناموں سے نام اس کا ام الکتاب اور ام القرآن ہے اس واسطے کہ یہ سورۃ اوپر تینوں علموں کے کہ موجب کمال علمی اور عملی بندہ کا ہے شامل ہے اور وہ تین علم یہ ہیں ایک علم شریعت کا یعنی تکلیفات اور احکام شرع کا اور دُوسرا علم طریقت کا یعنی پہچاننا معاملات دلوں کا اور تیسرا علم حقیقت کا یعنی دریافت کرنا مکاشفات ارواح کے لیکن علم شریعت کا دو قسم ہے ایک اصُول عقائد کا اور دوسرا علم فروع احکام کا اور اس سورۃ میں پہلے معرفت ذات ہے اس طرح سے کہ وہ ایسی چیز ہے کہ سب موجودات ساتھ اُس کے قائم ہیں مانند قیام بدنوں کے ساتھ ارواح کے پھر معرفت وجود اس ذات پاک کی ہے اس دلیل سے کہ اپنی رحمت سے ممکن کو کہ عدم اور وجود اس میں برابر تھا ایک طرف کے دونوں طرفوں سے ترجیح دی ہے پس ضروری ہے کہ خود بھی

marfat.com

موجود ہو پھر معرفت صفتوں اس کے کی ہے ساتھ اس طرح کر وہ صفتیں تمام کمالات کی ہیں کہ موجب
کمال حمد کی ہیں اور دلیل اس کی تربیت ہے اس واسطے کہ پرورش بغیر حیات اور علم اور ارادہ
اور قدرت کے متصور نہیں اور دلیل اس کی رحمت بھی ہے اس واسطے کہ حقیقت رحمت کی بخشنا اس
چیز کا ہے کہ جس کی حاجت ہے اور یہ بخشنا بغیر جاننے احوال مرحومین کے تفصیلاً اور بغیر جاننے اُس
چیز کے کہ لائق ہر ایک کے ہے علیحدہ ہ اور بغیر قدرت کے اوپر پہچاننے ہر چیز کے ساتھ
ہر کسی کے اور بدون ربط عالموں مختلف کے ساتھ ایک دوسرے کے اور داخل ہونے ایک تمیز
کے بیچ تمام کثرتوں کے ممکن نہیں اور دلیل اس کی جزا بھی ہے اس واسطے کہ جزا بغیر سننے اور
دیکھنے اقوال اور افعال مکلفین کے اور بغیر کلام کے کہ اس کے ساتھ تکلیف دیں ممکن نہیں پھر
معرفت اسماء اس کے کی ہے ساتھ اس طرف کے کہ حقائق اسماء کے واسطے قریبہ ہیں درمیان اس
کے اور درمیان خلق کے اور وہ ساتھ ان حقائق کے دیکھتا ہے اور سُنتا ہے اور مہربان ہوتا ہے
اور فضیلت دیتا ہے بعضوں کو اوپر بعضوں کے پھر معرفت توحید کی ساتھ اس دلیل کے کہ وہ
رب تمام مخلوقات کا ہے اور جو چیز سوا اس کے ہے تمام اُسی کی مربوب ہے پس مرتبہ اور منصب
میں اور کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا اور بعد وجود اس کے کے احتیاج دوسری شے
کی باقی نہیں رہتی پس اگر اللہ دوسرا فرض کریں ہم لغو ہوا اور لغو قابل الوہیت کے نہیں پھر
معرفت استحقاق عبادت کی اُس کے واسطے ہے ساتھ دلیل کے کہ ہر چیز کو ہر حالت میں اور
ہر حاجت میں رجوع اس کی طرف ہے اور احتیاج طرف جناب اس کی کے بیچ حالت ابتدا کے
ساتھ ربوبیت کے اور بیچ حالت درمیان والی کے ساتھ رحمانیت اور رحیمیت اس کی کے
بیچ حالت انتہا کے ساتھ مالکیت اُس کی کے واسطے دن جزا کے اور ہر گاہ کہ وہ ایسی ذات ہے
کہ اس حالت میں اور ان حاجتوں میں انعام اور فضل فرماتا ہے پس لائق عبادت کے بھی وہی
ہوا پھر معرفت نبوت اور ولایت کی اور مرتبے ایمان کے صِرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں مذکور ہیں اور معرفت کفر اور بدعت اور فسق کی بیچ غضب اور ضلال
کے سمجھی جاتی ہے اور معرفت سعادت اور شقاوت کی ان دونوں معرفتوں سے حاصل ہوتی ہے
اور معرفت فضل اور عدل کی ان دونوں صفتوں سے کہ الرحمٰن الرحیم اور مالکِ یوم الدین ہیں

marfat.com

پائی جاتی ہے اور معرفت حکمت الٰہی کی اس جگہ سے معلوم ہوتی ہے کہ عبادت سے استقامت پیدا کرتا ہے اور استقامت سے انعام اور اوپر شقاوت اور ضلالت کے غضب مترتب کرتا ہے اور معرفت قضا اور قدر کی ذکر عبادت اور استعانت سے حاصل ہوتی ہے اس واسطے کہ اگر خلاف[1] تکلیف کے مقدر نہ فرماتا تو استعانت کی کوئی وجہ نہ ہو سکتی اور معرفت مبدأ کی بسم اللہ سے مالک یوم الدین تک اور معرفت معاد کی مالک یوم الدین سے تا ذکر کرنے انعام اور غضب کے اور علم فروع میں سے معرفت عبادات کی ساتھ نعبد کے اور معرفت معاملات کی اور مناکحات اور حکومات کی ساتھ نستعین کے اس واسطے کہ خواہش نفسانی برخلاف مقتضائے عقل کے معاملات میں ہوتی ہے پس واجب اور مستحب اور مباح اور صحیح کو ساتھ ہدایت کے جان سکتے ہیں اور حرام اور مکروہ اور فاسد کو ساتھ غضب اور ضلال کے پہچان لیتے ہیں اور ماخذ معاملات اور عبادات کا کہ امر و نہی ہے ذکر عبادت اور غضب کے سے معلوم ہوتا ہے اور ثمرہ امر و نہی کا کہ وعدہ اور وعید ہے ساتھ انعام اور غضب کے منکشف ہوتا ہے اور علم طریقت کا کہ معرفت کمال قوت نظریہ کی ہے ساتھ صراط مستقیم کے ادا کیا گیا اور نقصان ان دونوں قوتوں کا ساتھ لفظ غضب اور ضلال کے ذکر میں آیا اور بیچ طریقت کے جس چیز کی واجب ہے ابتدائے سلوک میں نام اس کا عبادت ہے اور وہ چیز کہ درمیان سلوک کے رعایت اس کی ہے لقب اس کا استعانت ہے اور وہ شے کہ انتہا میں ہے استقامت کے نام سے مشہور ہے اور معرفت اوصاف نفس کی ذکر غضب اور ضلال کے سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ حقیقت اس کی پھرنا نفس کا طریق استقامت کے سے ہے اور معرفت اوصاف قلب کی ساتھ استقامت اور ہدایت کے پہچان سکتے ہیں اور معرفت[2] تجلیہ کی ساتھ عبادت اور استعانت کے اور حصول تجلیہ کی ساتھ ہدایت اور استقامت کے اور تجلیہ میں ضروری ہے خالص ہونا دونوں شہوتوں سے اور اس کو تعبیر فرمایا ہے ساتھ عبادت کے کہ ضد شہوت کی ہے اور بھی ضروری ہے خالص ہونا

---

[1] یعنی تقدیر خیر کی بھی ہے اور شر کی بھی ہے اگر تقدیر صرف خیر ہی کی ہوتی ہے حاجت استعانت کی کیا ہوتی پس واسطے حاصل کرنے خیر کے استعانت کی ضرورت ہوئی ۱۲ منہ عم فیضہ [2] یعنی جس شخص کے اندر عبادت اور استعانت پائی جائے گی دلیل اس بات کی ہے کہ تجلیہ یعنی صفائی باطن کی اور روشنی دل کی اس کو حاصل ہے اور حاصل ہوتے کا سبب ہدایت الٰہی اور استقامت ہے ۱۲ منہ سلمہ اللہ

marfat.com

غضب سے اور طرف اس کے ساتھ رحمت الٰہی کے اشارہ فرمایا اس واسطے کہ جو کوئی امیدوار رحمتِ الٰہی کا ہو اس کے تئیں غصہ کرنا اوپر اُن شخصوں کے کہ رحمتِ الٰہی جن کے حال پر ہے کیونکر جائز ہو حدیث شریف میں وارد ہے اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ یعنی جو رحم کرنے والے ہیں رحم کرتا ہے اُن پر اللہ رحم کرو تم اس شخص پر کہ جو شخص زمین میں ہے رحم کرے گا تم پر وہ کہ آسمانوں پر ہے اور پرہیز کرنا ہوا اور خواہش نفسانی سے ساتھ ذکر استقامت کے بیان فرمایا اس واسطے کہ خواہش نفسانی راہ استقامت سے ڈگاتی ہے اور فروع شہوت اور غضب اور ہوا کی کئی چیزیں ہیں اوّل حسد اور خلاصی اس سے ساتھ ملاحظہ معنی الحمد للہ کے اس واسطے کہ یہ لفظ اس پر دلالت کرتا ہے کہ بندہ راضی اور خوش ہوا ساتھ عطائے الٰہی کے بیچ حق تمام خلائق کے اور ضد حسد کی خوشنودی ہے اور دوسرا بخل ہے اور راہ خلاصی کا اس سے سمجھنا مضمون رب العالمین کا ہے اس واسطے کہ تمام نعمتیں جب پیدا کی ہوئی خدا کی ہیں پس بخل ساتھ اس چیز کے کہ ملک اس کی نہ ہو کیا وجہ رکھتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سب نعمتوں کا مالک ہے جس کو چاہے اپنی شے دے دے غیر کی چیز میں اس کو کیا دخل ہے اور تیسرے عجب اور خود پسندی ہے اور طریق خلاصی کا اس سے ساتھ مضمون اِيَّاكَ نَعْبُدُ کا ہے اور چوتھے کبر ہے اور طریق خلاصی کا اس سے ساتھ مضمون اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے ہے اور پانچویں کفر اور بدعت ہے اور طریق خلاصی کا ان دونوں سے احتراز کرنا غضب اور گمراہی سے ہے اور یہ کہ تجلیہ کے اندر میانہ روی بیچ اخلاق کے ضرور ہے مثل کے اور شجاعت کے اور سخاوت کے اور میانہ روی در اعتقادات میں بھی چاہیئے کہ افراط اور تفریط کی طرف مائل نہ ہو اور اعمال میں بھی میانہ روی ضرور ہے کہ حد رہبانیت سے محفوظ رہے اور مرتبہ اہمال اور تقصیر سے تجاوز کرے طرف اس توسط کے اشارہ ہے ساتھ صراط مستقیم کے اور یہ کہ تجلیہ میں لابد ہے محبت اور شوق کہ ان سب کو ساتھ حمد کے ادا فرمایا اس واسطے کہ جب تمام نعمتیں اسی کی طرف سے دیکھیں اسباب ظاہری نظر اس کی سے کم ہو دیں اور زہد اور بے رغبتی اسباب کی طرف حاصل ہووے اور محبت اور شوق منعم کا ہر انسان کی جبلت میں بلکہ ہر حیوان کی طبیعت

marfat.com

میں ہے اور یہی تجلیہ میں ضروری ہے اپنی احتیاج ظاہر کرنے سے اور اس کا بیان استعانت کے ساتھ ہوا اور ضروری ہے تذلل اور انکساری اور وہ عبادت سے سمجھی گئی اور ضرورت ہے معرفت اور عزت ربوبیت اور ذلت بشریت کی سے اور یہ بات مجموع رب العالمین اور ایاکَ نعبُدُ سے ظاہر ہوتی ہے اور تجلیہ میں معرفت بھی ضروری ہے اور معرفت کی طرف اشارہ فرمایا ساتھ الصاق کے یعنی اتصال روحانی کے کہ بندہ کو ساتھ خالق اپنے کے حاصل ہے بیت

اتصالِ بے تکیف بے قیاس　　هست رب الناس را با جان ناس

اور ذکر کرنے پانچ اسموں کے اس سورۃ میں اشارہ ہے طرف مقام ذکر کے اور ساتھ ذکر حمد کے اشارہ ہے طرف مقام رضا کے ساتھ ذکر رحمت کے اور طرف مقام خوف کے ساتھ مالکیت دن جزا کے اور ذکر غضب کے اور طرف مقام اخلاص کے ساتھ ایاکَ نعبُدُ کے اور طرف مقام دعا کے ساتھ اہدنا الصراط المستقیم کے اور طرف مقامِ اولیسیت[1] ارواح طیبہ کے ساتھ صراط الذین انعمت علیهم کے اور طرف احتراز کرنے اور بچنے توسل کے سے ساتھ ارواح خبیثہ کے ساتھ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین کے بیت

نخست موعظت پیر صحبتم این است　　کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

اور علم حقیقت کہ علم مکاشفہ کا ہے اس سورۃ سے ساتھ اس طریق کے سمجھنا چاہیئے کہ معرفت سر ربوبیت کی الحمد للہ کے کلمہ سے حاصل ہوتی ہیں اس واسطے کہ سب کی سب حمد کا رجوع اس کی طرف اس طرح سے ہے کہ وجود کل کا اس کے ساتھ قائم ہے اور یہی مدلول باء بسم اللہ کا ہے اور معرفت تجلی جلالی کی ساتھ ذکر مالکِ یومِ الدین کے اور ذکر غضب کے اور معرفت تجلی جمالی کی ساتھ ذکر الرحمٰن الرحیم اور انعام اور معرفت کمالات الٰہی کی ذکر الحمد للہ کے سے یوم الدین تک حاصل ہوتی ہے اور معرفت اسماء الٰہی کی ساتھ ذکر اسماء خمسہ کے اور معرفت نفس کی ساتھ ذکر ضلال کے اور معرفت قلب کی ساتھ استعانت کے اور معرفت روح کی ساتھ ہدایت کے اور معرفت سر اور خفی اور ما فوق اُس کے کی ساتھ ذکر استقامت اور انعام کے اور معرفت سر نبوت کی ساتھ ذکر الحمد للہ کے رحیم تک اور ساتھ ذکر انعام کے اور معرفت وحی کی

---

[1] مقام اولیسیت سے مراد یہ ہے کہ بغیر صحبت جسمانی کے فیض روحانی کسی مقبول بارگاہ الٰہی کا حاصل ہو ۱۲ منہ مدظلہ العالی

marfat.com

ساتھ لفظ یا کے اس واسطے کہ حقیقت وحی کی اتصال بعض رُوحوں کا ساتھ بعضوں کے ہے یہاں تک کہ بہ سلسلہ اتصالی طرف حق کے پہنچ جاتا ہے اور بحث فرق کی درمیان نبوت اور ولایت کے ساتھ ذکر تابع اور متبوع کے بیچ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ کے معلوم کرنی چاہیئے اور بحث احوال اور مقامات کی ساتھ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کے اور ساتھ ذکر ہدایت اور استقامت اور انعام کے سمجھنی چاہیئے اور مرتبہ علم الیقین کا ساتھ ذکر الفاظ غیبت کے کہ الحمد للہ سے مالکِ یوم الدین تک ہے حاصل ہوتا ہے اور مرتبہ عین الیقین کا ساتھ خطاب ایاک کے اور معرفت حق الیقین کی ساتھ ذکر رحمت اور ہدایت اور انعام اور استقامت کے اور سر قضا اور قدر کا ساتھ لفظ رحیم کے کہ مفید تخصیص ہر ایک کا ساتھ قدر اور استعداد اُس کے کی ہے اور معرفت اسرار عبادات کی تفریع اُن کی ہے ساتھ ذکر اسماء خمسہ کے دریافت کرنی چاہیئے اور پہچاننا اسرار معاملات کا تفریع ہدایت کی ہے اوپر استعانت کے ہو سکتا ہے اور اسرار اخروی ساتھ انعام کرنے کے اوپر مستقیم کے اور غضب کرنے کے اوپر غیر مستقیم کے دریافت ہوئی اور تسخیر عالم شہادت کی واسطے عالم غیب کے لفظ استعانت کے سے مفہوم ہوئی اور فنائیت ما سوا اللہ کے درمیان اس ذات کے ساتھ مالکِ یوم الدین کے ذریعہ معلوم کروائی اور معرفت بقا کی ساتھ استقامت اور انعام کے ارشاد کی

## بیان ان چیزوں کا جن کے سبب سے شیطان آدمی کے اندر داخل ہوتا ہے

اس جگہ چاہیئے جاننا کہ اکثر راستے داخل ہونے شیطان کے آدمی کے دل میں تین ہیں شہوت اور غضب اور ہوا، شہوت کو بہیمیت کہتے ہیں اور غضب کو سبعیت اور ہوا کو شیطانیت اور مرتبہ غضب کا بڑھا ہوا ہے مرتبہ شہوت سے اور مرتبہ ہوا کا بڑھا ہوا ہے مرتبہ غضب سے اس واسطے کہ انسان بسبب شہوت کے اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور بسبب غضب کے غیر پر ظلم کرتا ہے اور بسبب ہوا کے اوپر پروردگار اپنے کے اور اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ الظلم ثلثة فظلم لا یغفر و ظلم لا یترکہ وظلم عسی اللہ ان یترکہ فالظلم الذی لا یغفر ھو الشرك باللہ والظلم الذی لا یترك ظلم العباد بعضہم بعضاً والظلم الذی عسی اللہ ان یترکہ ھو ظلم الانسان نفسہ یعنی ظلم تین قسم کا ہے ایک ظلم ایسا ہے کہ اس کے سبب آدمی بخشا نہ جائے گا اور ایک ظلم ایسا ہے کہ معاف نہیں ہو گا اور ایک ظلم ایسا ہے شاید اپنی رحمت سے اس کو معاف کر دے پس وہ ظلم کہ اس کے کرنے سے بخشش نہیں ہے وہ شرک کرنا اللہ

کے ساتھ ہے اور وہ ظلم کہ معاف نہیں ہوگا ظلم آدمیوں کا ہے ایک دوسرے کے اُوپر اور وہ ظلم انسان کا ہے اُوپر نفس اپنے کے اور نتیجہ شہوت کا آدمی میں دو چیزیں ہیں حرص اور بخل اور نتیجہ غضب کا بھی دو چیزیں ہیں عُجب اور تکبّر اور نتیجہ ہوا کا بھی دو چیزیں ہیں کفر اور بدعت اور جمع ہونے ان چھ چیزوں کے سے آدمی میں خصلہ۔ ساتویں پیدا ہوتی ہے کہ سب اخلاق ذمیمہ سے بڑی ہے اور اس کو حسد کہتے ہیں حکمت ایمانی کے حکیموں نے ایسا فرمایا ہے کہ مرتبہ حسد کا اخلاق ذمیمہ میں ایسا ہے جیسا کہ مرتبہ شیطان کا اور لعنت کئے ہوؤں کے اندر جب یہ تمہید معلوم ہوئی جاننا چاہیئے کہ تین اسم کہ بسم اللہ کے اندر ذکر ہوئے ہیں واسطے دفع کرنے اخلاق اصلیہ کے ہیں اور سات آیتیں الحمد کی واسطے دفع کرنے اخلاق سبعہ فروعیہ کے ہیں بیان اس کا یہ ہے کہ جس نے اللہ کو پہچانا شیطان ہوا کا اس سے بھاگا اور جس نے رحمانیت اس کی دریافت کی غضب سے بالکلیہ پاک ہوا اور جس نے رحیمیت اس کی دریافت کی ہیچ اپنے روا نہ رکھے گا کہ اوپر نفس اپنے کے ظلم کر اور ساتھ افعال بہیمیہ کے اس کو آلودہ کرے اور جس وقت الحمد للہ کہا مرتبہ شکر کا حاصل کیا اور جو شے موجود ہے اُسی کے اُوپر قناعت کرنی نصیب اس کے ہوئی اور رتب شہوت کو توڑا اور جس نے کہ ربّ العالمین کا اعتقاد کیا حرص اس کی بالکل دُور ہوئی اور بخل اس کا بھی جاتا رہا اس واسطے کہ حرص اس چیز میں ہوتی ہے کہ پاس اپنے موجود نہیں اور بخل اُس چیز میں ہو تلے کے پاس اپنے موجود ہے اور یہ شخص سب چیزوں کو خواہ موجود ہوں خواہ غیر موجود طرف ربوبیت اُسکی کے حوالہ کرتا ہے اور جس نے مالکیت دن جزا کی پہچانی بعد اُس کے کہ رحمٰن اور رحیم کو جانا تھا غضب اُس کا دُور ہوا اور جس نے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کا تلفظ کیا تکبّر کو ساتھ کلمہ اوّل کے اور عُجب کو ساتھ کلمہ دوسرے کے جڑ سے اکھاڑا اور جس وقت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہا اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کو آخر تک اس کے ساتھ ملاحظہ کیا کفر اور بدعت سے دُور ہوا اور ہرگاہ کہ یہ چھ خلق بد اس میں نہ رہے حسد خود بخود دُور ہوا اور لطائف اس سُورۃ کے یہ ہیں کہ اس میں سات حرف مذکور نہیں ہیں ثا اور جیم اور خا اور زا اور شین اور ظا اور فا اور یہ سات حرف اوپر سات قسم کے عذاب جہنم کے دلالت کرتے ہیں اور ایسے ہی سات دروازے دوزخ کے ہیں ضرور بیچ گمان مسلمان کے پڑ جاتا ہے کہ جس وقت

marfat.com

سورۃ فاتحہ کو پڑھے گا جہنم اور طبقات جہنم اور گوناگوں عذاب اُس کے سے اور داخل ہونے دروازوں اُس کے سے خلاصی حاصل ہوگی چنانچہ حرف ثا کا اشارہ طرف ثبور کے کرتا ہے کہ دن قیامت کے خاصہ اہل دوزخ کا ہوگا قال اللہ تعالیٰ لا تدعوا الیوم ثبوراً واحداً وادعوا ثبوراً کثیراً اور جیم طرف نام جہنم اور جحیم کے اشارہ کرتی ہے اور خا اشارہ طرف خزی اور رسوائی کے ہے کہ دوزخیوں کو حاصل ہوگی اور ہمیشہ رہیں گے اُس میں رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ اور زا اشارہ ہے طرف کے کہ نغمہ دوزخیوں کا ہے اور طرف زقوم کے ہے کہ طعام اس گروہ کا ہے اور شین اشارہ طرف شہیق کے ہے لہم فیہا زَفِيرٌ وشہیق اور حرف ظا اشارہ لظی کا ہے کہ ایک طبقہ ہے جہنم کا اور فا سر لفظ فراق کا ہے کہ دوستوں کے نزدیک فراق بدترین ذ؟ عذاب کی ہے اور نیز

## نج بیان بعض فضائل اس سورۃ کے

اشارہ طرف فرقت اور اختلاف کے ہے کہ بسبب دخول دوزخ کے ہے (فائدہ) ہرگاہ کہ لطائف اور نکات اس سورۃ کے سے ہم فارغ ہوئے لازم ہوا کہ بعضے فضائل اس سورۃ کے جو حدیث شریف میں مذکور ہیں وہ بھی لکھیں بخاری اور صحاح ستہ اور کتب معتبرہ میں مروی ہے کہ ابو سعید بن المعلی صحابی نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دن مسجد مقدس میں نماز پڑھتا تھا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عذر قابل سننے کے نہیں رسول اللہ کے پکارنے کو ہر حال میں اجابت چاہیئے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم یعنی اے ایمان والو مانو تم حکم اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلاوے تم کو ایک کام پر جس میں تمہاری زندگی بھی ہے بعد اس کے فرمایا کہ ہمراہ میرے آؤ کہ ایک سورۃ بڑی کہ قرآن میں ہے مسجد کے نکلنے سے پہلے تم کو سکھلاؤں گا میں ہاتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پکڑ کر روانہ ہوا جس وقت نزدیک دروازے مسجد کے پہنچا یاد مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ہے اور یہی ہے سبع المثانی اور قرآن العظیم کہ حق تعالیٰ نے اوپر میرے بسبب نازل کرنے اس کے کے احسان کیا اور چنانچہ کہ فرمایا ہے ولقد اٰتیناک سبعًا من المثانی والقرآن العظیم اور مثل اس قصہ کے سید القرا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہوا ہے اور اس میں یہ کلمہ بھی واقع ہوا ہے

marfat.com

اتحب ان اعلمك سورة لم تنزل فی التوراة ولا فی الانجیل ولا فی الزبور
ولا فی القران مثلها قال ابی نعم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب سے
فرمایا کہ آیا دوست رکھتا ہے تو کہ سکھاؤں تجھ کو ایسی سورۃ کہ نہیں اُتری مثل اس کی نہ توریت
میں اور نہ انجیل میں اور نہ زبور میں اور نہ قرآن میں کہا ابی نے کہ سکھلا دیجئے بعد اس کے
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سورۃ امّ القرآن ہے کہ ہر نماز میں اس کو پڑھنا
ہے اور بیچ صحیح مسلم اور نسائی کے اور ابن حبان اور طبرانی اور حاکم کے ساتھ روایت ابنِ
عباس کے آیا ہے کہ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام پاس آنحضرت کے بیٹھے ہوتے
تھے کہ آسمان سے آواز دروازہ کھلنے کی سُنی اُور نظر غور سے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا
یہ ایک فرشتہ ہے کہ اب نازل ہوتا ہے کبھی بھی جب سے پیدائش آدم کی ہوئی ہے اس دم تک
زمین کے اوپر نہیں آیا جب وہ فرشتہ پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا فرمایا،
خوش بخت ہو تم اور جو نور کہ تم کو دیا ہے کسی نبی کو کہ پہلے تم سے ہے نہیں دیا وہ کیا
ہے سورۃ فاتحۃ الکتاب اور امن الرسول آخر سورۃ بقرۃ تک کوئی حرف تو ان سے نہ پڑھے گا
مگر تو ثواب عظیم اوپر اس کے پائے گا اور صحیح بخاری اور مسلم اور باقی صحاح ستّہ میں وارد
ہے کہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپ کے کاٹے ہوتے اور بچھو کے کاٹے
ہوتے اور صرع والوں کو اور مجنونوں کو اس سورۃ کے ساتھ منتر کیا ہے اور آنحضرت نے
اُس کو جائز فرمایا اور دارقطنی اور ابن عساکر نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ اُس
کے اُوپر آنحضرت نے ساتھ اس سورۃ کے افسوں پڑھا ہے اور آب دہن مبارک کا بعد پڑھنے
اس سورۃ کے درد کی جگہ اُس کی مَلا اور بیہقی شعب الایمان میں اور سعید بن منصور بیچ سنن
اپنی کے لائے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ہے فاتحۃ الکتاب شفاءٌ من کلّ داءٍ یعنی
فاتحۃ الکتاب شفا ہے واسطے ہر بیماری کے اور بزار مسند اپنی میں انس بن مالکؓ سے لائے
ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کسی نے ہوا اپنا فرش پر رکھا اور سورۃ فاتحہ
اور قل ہو اللہ احد پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا ہر بلا سے امن میں ہوا سوائے موت کے کہ اس کی تقدیر
میں ہو اور عبد بن حمید بیچ مسند اپنی کے ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ فاتحۃ الکتاب



marfat.com

برابر دو ثلث قرآن کے ہے بیچ ثواب کے اور اس میں روایات بہت ہیں کہ نزدیک حاکم کے صحیح ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ان کے تئیں صحیح کہا ہے لفظ افضل القرآن و آخر سورۃ فی القرآن اس سورۃ کے حق میں وارد ہوا اور ابوالشیخ اور طبرانی اور ابن مردویہ اور دیلمی اور ضیائی مقدسی بیچ احادیث کے کہ نزدیک ان کے صحیح ہیں روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے چار چیزیں عرش کے خزانہ سے مجھ کو عنایت ہوئی ہیں اور کوئی چیز سوائے ان چار چیزوں کے اُس خزانہ سے کسی کو نہیں پہنچی اور وہ چار چیزیں یہ ہیں ام الکتاب اور آیۃ الکرسی اور خاتمہ سورۃ بقرہ کا اور سورۃ کوثر اور ابونعیم اور بیہقی نے ابودرداؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاتحۃ الکتاب کفایت کرتی ہے ہر اُس چیز سے کہ کوئی چیز قرآن میں سے اس چیز کو کفایت نہیں کرتی ہے اور اگر فاتحۃ الکتاب کو بیچ ایک پلہ ترازو کے رکھیں اور تمام قرآن کو دوسرے پلہ میں البتہ فاتحۃ الکتاب ساتھ قرآن کے برابر ہوگی اور ابوعبیدہؒ فضائل قرآن میں حضرت حسن بصریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی فاتحۃ الکتاب پڑھے گویا توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن کو پڑھا ہوا اور یہ بیچ تفسیر وکیع اور کتاب المصاحف ابن انباری

## بیان زاری ابلیس کا بیچ عمر اپنی کے

کے اور کتاب العظمۃ ابوالشیخ کے اور وصیۃ الاولیاء ابونعیم کی کے وارد ہے کہ ابلیس علیہ اللعنۃ کو بیچ عمر اپنی کے چار بار نوحہ اور زاری اور سر پر خاک ڈالنے کا اتفاق پڑا اور جس وقت اُس کے اُوپر لعنت اللہ تعالیٰ کی ہوئی اور جس وقت کہ اس کو آسمانوں سے نکال کر زمین پر ڈالا گیا اور جس وقت کہ فاتحۃ الکتاب نازل ہوئی اور ابوالشیخ بیچ کتاب الثواب کے لائے ہیں کہ جس کسی کو کچھ حاجت ہو چاہیے کہ فاتحۃ الکتاب پڑھے اور بعد ختم کے حاجت اپنی چاہے انشاء اللہ وہ حاجت حاصل ہووے اور ثعلبی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور شکایت درد گردہ کی کی شعبی نے اُس سے کہا کہ تجھ کو لازم ہے کہ اساس القرآن پڑھے اور اوپر جگہ درد کے دم کرے اس نے کہا کہ اساس القرآن کیا ہے شعبی نے کہا فاتحۃ الکتاب اور اعمال مجربہ مشائخ میں مذکور ہے کہ سورۃ فاتحہ اسم اعظم ہے واسطے ہر مطلب کے پڑھا کریں اور اُس کے دو طریق ہیں اول یہ کہ درمیان سنت فجر اور نماز فرض کے ساتھ ملانے

میم بسم اللہ کے ساتھ لام الحمد کے اکتالیس مرتبہ چالیس روز تک پڑھیں جو مطلب کہ ہو حاصل ہو اور اگر شفا مریض کی یا تندرست ہونا جادو کئے ہوئے کا منظور ہو پانی پر دم کر کے اس مریض کو پلا دیں اور دوسرا یہ کہ نوچندی یک شنبہ کو درمیان سُنّت اور فرض فجر کے بے قید ملانے میم کے ساتھ لام کے اکتالیس بار پڑھیں بعد اس کے ہر روز اسی وقت دس بار کم کر کے پڑھا کریں تا کہ ہفتہ کے دن ختم ہو اور اگر پہلے مہینے میں مطلب حاصل ہو فبہا الّا دوسرے اور تیسرے مہینے میں بھی ایسا ہی کریں اور لکھنا اس سورۃ کا اوپر پیالہ چینی کے گلاب اور مشک اور زعفران سے اور دھو کر پلانا اس کا واسطے شفا بیماریوں مزمنہ کے چالیس روز تک مجرب ہے اور دانتوں کے درد، دردِ سر اور دردِ شکم اور دیگر دردوں کے اوپر پڑھ کر دم کرنا بھی مجرب ہے۔

marfat.com

# بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تفسیر سورۂ بقرہ کی شروع ہوئی

سورۃ البقرۃ یعنی وہ سورۃ کہ جس میں ذکر بقرۃ کا ہے مدنی ہے دوسو اور چھیاسی ۲۸۶ آیات
ہیں اور چھ ہزار اکیس ۶۰۲۱ کلمے ہیں اور پچیس ہزار پانسو ۲۵۵۰۰ حرف ہیں اور یہ سورت سب سے بڑی سورت ہے
قرآن کی سے ہے اور جس قدر احکام شرعیہ کہ اس سورۃ سے نکلتے ہیں اور کسی سورت سے
اس قدر مستنبط نہیں ہوتے ہیں تفسیر کرنے والوں نے لکھا ہے کہ پانسو حکم شرعی اس سورۃ
میں مندرج ہیں اور ایک آیت مداینت کی کہ اُس میں ہے سب آیتوں قرآن کی سے بڑی ہے۔
اور بیس حکم شرعیہ پر مشتمل ہے اور ہر چند کہ اس سورۃ میں قسم قسم کے امور عجیبہ اور صنف صنف
کے حالاتِ غریبہ الٰہیہ مذکور ہیں مگر اس کے نام میں اضافت بقرہ کی طرف کی اور کسی طرف نہ
کی اور سورۃ البقرہ اس کا نام رکھا بسبب دو وجہ کے اول یہ کہ ذکر بقرہ کا اسی سورۃ میں ہے اور
کسی سورۃ میں بقرہ کا ذکر نہیں پس قصۂ بقرہ کا خاصہ اس سورۃ کا ہے اور امتیاز کی جگہ
اضافت طرف خاصہ شے کے ضرور ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ قصۂ بقرہ کا اوپر مہمات اور
مقاصد دین کے دلالت کرتا ہے پس یہ قصہ گویا کہ خلاصہ تمام قرآن کا ہے اور علی الخصوص
خلاصہ مطالب اس سورۃ کا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ دین متین میں مطلب اعلیٰ اور
مقصد اعظم ثابت کرنا وجود صانع کا ہے اور اس قصہ سے یہ مقصد اس طرح سمجھا جاتا ہے

marfat.com

کہ زندہ ہونا اس مرے ہوئے کا اپنی ذات سے نہ تھا ورنہ ہر ایک مرا ہوا زندہ ہو جاتا اور نہ اس سبب سے زندہ ہوا کہ اعضا بقرہ کو اس کے اوپر مارا ورنہ ہر وقت اعضا بقرہ کے میت کے اوپر مارنے سے میت زندگی سے ہمکنار ہو جاتی پس یہ زندگی نہ تھی مگر ساتھ قدرت اللہ تعالیٰ کے نزدیک موجود کرنے اس سبب کے نہ کہ ساتھ اس سبب کے اور اس جگہ سے قدرت اللہ تعالیٰ کی ثابت ہوئی بلکہ حکمت اس کی بھی۔ اس واسطے کہ زندہ کہنے اس مُردہ سے اشارہ فرمایا طرف اس کے کہ دل مرے ہوئے کو بھی ساتھ ذبح کرنے نفس آمارہ کے زندہ کر سکتے ہیں پھر مقصود دوسرا ثابت کرنا نبوّت کا ہے اور یہ مقصد اس قصہ سے صریح ثابت ہوا اس واسطے کہ وہ قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا تھا اور جس وقت نبوّت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ثابت ہوئی نبوّت سب نبیوں کی خواہ متقدمین ہوں خواہ متاخرین ثابت ہوئی اس واسطے کہ تمام انبیاءٌ دو حال سے خالی نہیں یا تصدیق کرنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھے یا تصدیق کئے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور مصدِق اور مصدَّق صادق کے دونوں صادق ہیں اور بیچ ضمن ثابت کرنے نبوت کے بیچ اس قصہ کے ایک اشارہ ہے بہت مفید طرف اس بات کے کہ اطاعت انبیاء علیہم السلام کی بے تفتیش وجہ حکم کے آدمیوں کے اوپر واجب ہے تاکہ عزت کم ہووے اور فضیحت واقع نہ ہو جیسا کہ ان لوگوں کو جنھوں نے کہا تھا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا رسوائی پیش آئی پھر مقصد تیسرا استقامت ہے اور یہ مطلب اس قصہ سے اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ قاتل اس مقتول کے نے دُنیا طلب کی اور ذلیل ہوا پس معلوم ہوا کہ طلب دُنیا کی ذلّت ہے اور طلب ماسوا اللہ کی خطا ہے مقصد چوتھا مجاہدہ ہے اور یہ قصہ اوپر مجاہدہ اور شرائط مجاہدہ کے ساتھ وجہ اشباع کے دلالت کرتا ہے مثلاً چاہیئے کہ مجاہدہ ساتھ قتل نفس آمارہ کے کرے اور یہ بڑھاپے میں نہیں ہوتا ہوتا اس واسطے کہ جب خواہش نفسانی نے قوتوں اور جوارح میں رگ اور ریشہ دوڑا کر استحکام قبول کیا ہو اکھیڑنا اس کا بہت دشوار ہے علی الخصوص بوقت ضعف اور گر جانے قوتوں کھچاؤ ضعیف سے نہیں ہو سکتا کہ درخت قوی کو جڑ سے اکھیڑے اور یہ بھی چاہیئے کہ بیچ زمانہ مستی اور جوانی اور شروع شباب کے بھی نہ ہو اس واسطے کہ عقل اُس وقت میں کم اور بے تجربہ ہے طاقت محاربہ ہویٰ کی نہیں رکھتی غالب ہے کہ مغلوب ہو جائے اور رہ کر شرائط مجاہدہ یہ ہے

روزی نیک بختی کی ہے کہ تسرّ الناظرین شان اُس کی ہے اور سلامتی ہے دُنیا کے کاموں میں گڑ جانے سے جیسا کہ زراعت اور تجارت ہے اور صحت استعداد کی اور بے داغ ہونا جوہر روح کلب وعلٰے ہٰذا القیاس پھر مقصد پانچواں معاد ہے اور یہ مقصد بھی صراحتً اس قصہ سے ثابت ہوتا ہے اس واسطے کہ حیات نے کہ بدن قتیل کے سے جدا ہو گئی تھی پھر طرف اس کے عود کیا اور یہی پانچ مقصد ہیں کہ خلاصہ مطلبوں اس سورۃ کا ہے اور باقی امور متممات اور مقدمات ان امور پنجگانہ کے ہیں جاننا چاہیئے کہ بیچ مسند امام احمد اور اور کتابوں معتبرہ حدیث کی میں وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ سورۃ بقرہ بمنزلہ کوہان قرآن کے ہے ہمراہ ہر آیت کے اس سے اسّی اسّی فرشتے نازل ہوتے ہیں اور آیۃ الکرسی کہ بہترین خلاصہ آیتوں قرآن کا ہے عرش کے نیچے سے لاکر اس سورۃ میں رکھ دی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت الکرسی بمنزلہ دِل اس سورۃ کے ہے اور واقع میں بعد تامل اور غور کرنے کے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مطالب اس سورۃ کے گرداگرد اسی آیت کے دوران کرتے ہیں پس وہ کہ بمنزلہ جان کے ہے لفظ الحی القیوم کا ہے کہ بیچ آیت الکرسی کے موجود ہیں اور تمام آیتیں اس سورۃ کی شیون اور مظاہر اس کلمہ کے ہیں جیسا کہ تمام اعضا انسانی مظاہر اور شیون جان پاک کے ہیں تفصیل اس مقام کی نہایت طول رکھتی ہے کہ یہ تفسیر تحمل گنجائش اُس کے کا نہیں رکھتی لیکن ساتھ حکم مَالَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ کے بطریق نمونہ کے لکھنا ضرور ہے غور سے سُننا چاہیئے وہ چیز کہ اس سورۃ میں افادہ اس کا منظور ہے حیات اور قیومیت اللہ تعالیٰ کی ہے کہ ساتھ رنگارنگ ظہور کے عالم میں جلوہ گر ہو رہی ہے اوّل حیات ہر فرد کی افراد انسانی سے ہے کہ کنتم امواتًا فاحیاکم طرف اس کے اشارہ فرماتا ہے پھر حیات اور قیام تمام نوع کا ہے ساتھ پیدا کرنے ابوالبشر کے اور عطا کرنے منصب خلافت کے واسطے اسکے دور ٹھہرانے اور قرار پکڑنے اُس کے زمین میں کہ واذ قال ربّك للملٰئكة انی جاعل فی الارض خلیفۃ آخر قصہ تک شرح اس کی ہے پھر حیات و قیام ایک خاندان اس نوع کی سے کہ مانند اس کے کوئی خاندان دُوسرا بزرگی اور مرتبے میں نزدیک اللہ کے اور دیر تک رہنے میں تا وقت نزول اس سورۃ تک موجود نہ تھا اور شرح اس حیات اور قیام کی شروع رکوع یا بنی اسرائیل سے تا اختتام یا بنی اسرائیل تیسری تک کہ آخر سیپارہ میں واقع ہے چلی گئی

اور منجملہ اقسام حیات کے کہ اس خاندان عالی میں انھوں نے ظہور فرمایا ہے اوّل اُس قسم کو بیان فرمایا ہے کہ ظہور اُس کا اس وقت میں ہوا کہ جس وقت فرعون نے قصد دُور کرنے حیات اس خاندان کا بہ سبب ذبح کرنے بیٹوں کے اور زندہ رکھنے بیٹیوں کے کیا تھا بعد اس کے اس خاندان کے دلوں کی حیات لبسبب عطا کرنے توریت کے باوصف اس کے کہ جاہلوں اس خاندان کے نے بسبب گئوسالہ پرستی کے فکر دُور کرنے اس حیات کا کیا تھا عطا ہوئی اور طریق دفع کرنے معضرت گئوسالہ پرستی کا کہ ساتھ صورت قتل کے تھا اور حقیقت میں یہ قتل نہ تھا بلکہ زندہ کرنا تھا مثال اس کی یہ ہے کہ تمام آدمی کے بدن میں سے ایک عضو گندہ اور بوسیدہ ہوجائے تو واسطے سلامتی دوسرے اعضاء کے اس کو کاٹ ڈالا کرتے ہیں ہمراہ اسی کے ارشاد ہوا بعد اس کے جماعت دوسری نے کہ بے ادبانہ سوال رویت کا کیا اور حیات اپنی برباد کی لبسبب دعا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نئی طرح سے خلعت حیات کی پہنی پھر تمام بنی اسرائیل لبسبب نافرمانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیچ تیہ کے گرفتار ہوئے اور قریب تھا کہ نقد حیات کی ہار دیں اوّل غیب سے اس طرح سامان زندہ رہنے اور قائم رہنے ان کے کا کیا کہ سایہ ابر کا اُن کے واسطے ظاہر کیا اور من اور سلوا کھانے کے واسطے نازل فرمایا بعد اس کے طرف ایک گاؤں کے نشان دے دیا بعد اس کے چشمے پانی جاری کے پتھر سے نکال دیئے تاکہ صورت حیات ان کی برہم نہ ہو اور جس وقت ایک فرقہ اس خاندان میں سے لبسبب ہتک حرمت کے مستحق دُور کرنے حیات انسانی کا ہوا اور خلعت حیات خسیسہ حیوانیت کی بدلے اُس حیات طیبہ انسانی کے پہن لی تو عنایت الٰہی نے شر اُن کے کو اور طرف جانے سے باز رکھا اور قصہ کو واسطے دُوسروں کے عبرت کے مقرر کیا تاکہ آئندہ کو حیات اور پر قیام اس خاندان کے ساتھ اشتال ان گناہوں کے نقل نہ ہو پھر بیچ قصہ بقرہ کے حیات عجیبہ غریبہ نمودار کر کے دستور العمل واسطے اُن کے ارشاد فرمایا اور ارشاد اس بات کا ہوا کہ باوجود ان تمام باتوں کے سیاہی دلوں ان کے کی لبسبب لڑنے اور مشغول ہونے تخالف ایک دوسرے کے اور توڑ ڈالنے عہدوں کے اور پیمان الٰہی کے سبب نفاق فیما بین کے اور مشغول رہنے کے بیچ فکر دُور کرنے قیام اس خاندان کے بڑھتے رہے اور اس پر عنایات الٰہی پے درپے ظاہر ہوتی رہیں یہاں تک کہ کلام پہنچ گیا طرف بیان حرص اس کی کے اوپر حیات کے باوجودیکہ اسباب حیات کے جڑ سے اکھیڑتے تھے اور دواعی موت کے ہر طرف سے واسطے اپنی

marfat.com

جمع کرتے تھے پس فعل ان کا مخالف خواہش ان کی کے تھا اور عجب تو یہ کہ باوجود شدت حرص کے اور قیام خاندان اپنے کے جو فرشتہ کہ اس کام پر مقرر ہے اور حیات اور قیام ہر خاندان اپنے کا ساتھ امداد اور اعانت اُس کی کے ہے اُس سے دشمنی کرتے تھے جیسا کہ بیچ آیت قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ میں مذکور رہے اور ساتھ طریق تتمہ اس کلام کے مشغول ہونا اس فرقہ کا ساتھ سحر اور کلمات کفر کے کہ دُور کرنے والے حیات غیبیہ الٰہی کے ہیں بیچ بیان کے آیا یہاں تک کہ قصہ اس خاندان کا تمام ہوا بعد اُس کے بیان زندگی اور قائمی خاندان دوسرے کا بنی اسمٰعیل میں سے شروع کیا اور ابتدا اُس کی آیت وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ سے شروع ہوئی پہلے تمام خاندان اسمٰعیل کا بسبب بنانے کعبہ معظمہ اور باقی رہنے اُس گھر منور کے بیچ اُس جگہ کے ارشاد ہوا بعد اس کے طرف امر استقبال اس گھر کے بیچ عبادتوں کے اور تعظیم اور حرمت اس کی کے کہ سبب قیام اُس خاندان کا تھا ارشاد فرمایا اور جب بیان حیات اور قائمی ان دونوں خاندان عمدہ سے فارغ ہوئے بعد اس کے چند اقسام حیات کے کہ ظاہر میں حیات کے خلاف معلوم ہوتے ہیں اور حقیقت میں خلاصہ اقسام حیات کے ہیں بطریق تنبیہ کے شروع کئے منجملہ اُن کے شہادت فی سبیل اللہ ہے کہ بمقتضائے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ بہترین انواع حیات کا ہے اور اسی واسطے اوپر اسباب اس قسم حیات کے دلیر فرمایا اور ترغیب دی اور اوپر صبر کرنے کے مصیبتوں پر وعدہ ثواب بزرگ کا کیا اور بشارت عمدہ عنایت فرمائی اور منجملہ اُن کے ہے قصاص کہ ظاہر میں دُور کرنا حیات قاتل کا ہے اور حقیقت میں سبب زندگی ایک جہان کا اور منجملہ اُن کے ہے حیات معنوی ہر امت کی ساتھ جاری کرنے وصیت اُس کی کے بے تبدیل اور تغیر کے اور منجملہ اُن کے ہے حیات رُوح کی بسبب بھوکا پیاسا رکھنے بدن کے روزہ میں اور منجملہ ان کے ہے حیات دین کی جو بسبب جہاد کرنے اور لڑنے کے دین کے دشمنوں سے حاصل ہوتی ہے کہ قصہ اس کا بیچ آیۃ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کے مذکور رہے اور منجملہ ان کی ہے حیات اور قائمی ملت کی بسبب قائم کرنے شعائر حج کے اس مکان میں کہ جائے پیدائش اور جائے پرورش اس خاندان عالی کی ہے حج کے دنوں میں پھر متوجہ ہوتے ہیں طرف حیات اور قائمی ہر ہر گھر کے ساتھ بیان کرنے آداب نکاح کے اور منع کرنے مجامعت کے حالت حیض میں کہ موجب باقی رہنے حیات خبیثہ فاسدہ کا

اور منع کرنے تلف کرنے حقوق زوجیت کے کے ساتھ بہانہ قسم کے کہ عرف میں اس کو ایلا کہتے ہیں اور پرورش یتیموں کی اور کیفیت نفقہ اقارب کے بھی خانہ داری کے ضمن میں مذکور ہوئے بعد اس کے اگر نوبت ٹوٹ جانے نکاح اور برہم ہو جانے خانہ داری کی واقع ہو کہ اس کو عرف میں طلاق کہتے ہیں پیچ باقی رہنے آثار اس نکاح کے اور قائم رکھنے حقوق اس خانہ داری کے ساتھ محافظت عدت کے اور دینے متعہ کے اور دودھ پلوانے اولاد کے کس کس طرح کوشش کرنی چاہیے تا حیات اور قائمی اُس عقد کی بالکلیہ برہم نہ ہو اور اتنے مضامین آیت اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ تک بیان ہو چکے اور جب اس سب سے فارغ ہوئے چند قصص عجیبہ کہ جن میں حیات غیبیہ بے اسباب کے پائی جاتی ہے ذکر فرمائے تا کہ معنی حی اور قیوم کے پہلے بھی اس کلمہ سے اور بعد کو بھی اس کے اُترنے سے سُننے والوں کے ذہنوں میں ٹھہر جائیں اور وہ کہ پہلے آترنے اس کلمہ کے ہے دو قصہ ہیں اوّل قصہ حیات ایک جماعت کا بنی اسرائیل میں سے کہ وبا کے خوف سے بھاگے تھے اور مر گئے تھے اور پھر ساتھ دُعا حضرت حزقیل علیہ السّلام کے زندہ ہوئی دوسرا قصہ شمویل اور طالوت علیہم السّلام کا کہ بعد زوال خاندان بنی اسرائیل کے نئے سرے سے اس خاندان کو انھوں نے قائم کیا اور آخر میں اُوپر ہاتھ حضرت داؤد علیہ السّلام اور بسبب آنے تابوت سکینہ کے قیومیت اس کی بدرجہ اتم ظاہر ہوئی اور وہ شے کہ بعد اُترنے اس کلمہ کے ہے کئی قصے ہیں اوّل قصہ نمرود کا ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کہ وہ مردود خدا کے جلانے اور مارنے کو نہ سمجھا اور اپنے تئیں جلانے اور مارنے والا ٹھہرایا اور دوسرا قصہ حضرت عزیر علیہ السّلام کا کہ اُنھوں نے زندگی اور آبادی شہر کی بعد ویران ہونے کے بعید سمجھی یہاں تک کہ ساتھ مرتبہ حق الیقین کے اپنے اوپر اور اپنی سواری پر نئے سرے سے حیات اور قیام معلوم کیا تیسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا کہ بیچ کیفیت جلانے مُردوں کے کہ کس طرح مردہ زندہ ہو جاتے ہیں توقف کیا یہاں تک کہ کیفیت زندہ ہونے مُردوں کی اور جانوروں سر کٹے ہوئے اور پرا کھڑے ہوؤں کی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی اور اتنے مضامین اس آیت تک کہ مثل الذین ینفقون اموالھم ... ختم ہوئے بعد اس کے نوبت ذکر حیات اور قائم رہنے بقا مالوں کی شروع ہوئی اور جو چیز کہ آدمی اپنے مالوں کے واسطے نفع اور بقا سمجھتے ہیں یعنی سُود لینا کہ سبب باقی رہنے اور بڑھنے مال کا آدمیوں کے نزدیک

marfat.com

ذہن نشین ہے اور حقیقت میں اللہ کے نزدیک باعث تلف کرنے اُن مالوں کا ہے مفصل ارشاد ہوا اور بالعکس اس کے کچھ خرچ کرنا اور صدقہ کرنا فی سبیل اللہ کہ آدمیوں کے ذہنوں میں موجب تلف کرنے مالوں کا ہے اور اللہ کے نزدیک سبب حیات کا اور بڑھنے مالوں کا ہے تفصیل اس کی بھی ارشاد ہوئی اور واسطے حیات اور قائمی مالوں کا بیچ اور معاملات مشروعہ کے تحت شل خرید وفرو کے اور ادھار کے لین دین میں ایک ایک دستور العمل کتابت اور استشہاد کے باب میں عنایت فرمایا اور سورۃ کو ختم کیا پس معلوم ہوا کہ مطالب اس سورۃ کے تمام شرح اور بسط حی اور قیوم کے ہیں۔

اور یہ کلمے بمنزلہ جان اس سورۃ کے ہیں اور آیت الکرسی بمنزلہ دل اس سورۃ کے اور تمام باقی اس سورۃ کا بمنزلہ اعضا اور جوارح کے واللہ اعلم اور علمہ احکم۔ یہ سورت بیچ بیان کرنے حدود زمانیہ اور مکانیہ شرعیہ کی ایک خصوصیت رکھتی ہے کہ دوسری سورۃ کو وہ خصوصیت نہیں اول ذکر اربعین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے کہ قاعدہ مقررہ اہل خلوت اور ریاضت کا ہے پھر ذکر ماہ مبارک رمضان کا اور مقرر ہونا روزہ فرض کا اس میں پھر ذکر مہینوں حج کا کہ شوال اور ذی القعدہ اور عشرہ ذی الحج اس کے اندر آیا پھر ذکر اشہر الحرم کہ چار مہینے ہیں اور ابتداء قتل ان مہینوں میں حرام ہے اور نیکیاں دوچند ہوتی ہیں اور بدیاں گھٹ جاتی ہیں۔ پھر بیان مدت حیض کا کہ نزدیکی بیوی اور لونڈی کی اس میں حرام ہے پھر ذکر مدت ایلا کی کہ چار مہینے ہیں پھر ذکر عدت طلاق کی کہ مدت تین حیضوں کی یا تین طہروں کی ہے پھر ذکر عدت وفات کا کہ مدت چار مہینے اور دس دن کی ہے اور نہایت اس کی ایک برس تک بھی کھنچتی ہے ہوا یہ بیان اُن حدود شرعیہ کا تھا کہ تعلق زمانے کے ساتھ رکھتی ہیں اور جو حدیں کہ تعلق مکان کے ساتھ رکھتی ہیں پس اُن میں سے ہے استقبال کہ تعلق اس کا ساتھ کعبہ معظمہ اور مسجد الحرام کے ہے اور حرمت تمام شہر مکہ کی اور گرد وپیش اُس کے کہ مراد اُس کے سے حرم ہے اور مقام ابراہیم مصلے بنانا توابع اس کے سے ہے اور اُنھیں میں سے ہے صفا اور مروہ کہ طواف اور سعی درمیان ان دونوں کے واجب ہے اور اُن میں سے ہے عرفات اور مشعر الحرام اور منیٰ کہ بیچ آیت فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ ومن تاخر فلا اثم علیہ کے اشارہ طرف رات گزارنے کے اس مقام میں ہے اور بیان جزا ممنوعات احرام کا بیچ صورت نہ ہونے استطاعت مالی کے ساتھ روزہ نہ رکھنے میں دن کے درمیان میں رکھا

marfat.com

ورد اور پر اسی قیاس کے تمتع کو خاص حرم کے رہنے والوں کے ساتھ کرنا اور واجب کرنا کامل دس دن کے روزوں کا بیچ صورت نہ میسّر آنے ہدی کے اُوپر متمتع کے بھی درمیان میں بیان ہوا اور علم خصوصیات زمانیہ اور مکانیہ کا کہ احکام شرعیہ ان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اس قبیل سے ہے کہ بدون وحی کے ہرگز یافت نہیں ہوتا اور تعبدی محض ہے کہ عقل کو کسی حیلہ سے جاننا اس کا ممکن نہیں پس جو سورت کہ ایسے علموں کا اُس میں بیان ہو کمال اصالت وحی ہونے میں رکھتی ہے اور اسی واسطے اس سورت کو بواسطہ اس سبب کے خصوصیت بہم پہنچی ہے کہ کتنی چیزوں میں سب قرآن کی سورتوں سے ممتاز ہے منجملہ اُن کے یہ کہ ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کی کہ من حلف بسورۃ البقرۃ فعلیہ بکلّ ایۃ منہا یمین یعنی جس کسی نے قسم کھائی ساتھ سورۃ بقرہ کے پس اوپر ذمّہ اُس کے کے بشمار ہر آیت کے اس سورۃ سے ایک قسم ہوتی ہے پس گویا سورۃ بقرہ کے ساتھ قسم کھائی دو سو اور چھیاسی قسم کھائی ہے اور اس مضمون کو ابن ابی شیبہ مجاہد سے مرفوعاً روایت کرتے ہے قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من حلف بسورۃ البقرۃ فعلیہ بکلّ آیۃ منہا یمین صبر فمن شاء بر ومن شاء فجر اور منجملہ اُن کے ہے وہ کہ صحیح مسلم میں انس بن مالک سے روایت آئی ہے کان الرجل اذا قرء البقرۃ واٰل عمران جسد فینا یعنی جس وقت کہ کوئی شخص زمرہ ہمارے سے سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھ کر تمام کرتا تھا اُس کے واسطے درمیان ہمارے عظمت اور مرتبہ پیدا ہوتا تھا اور اسی واسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت علیہ السّلام لشکر بھیجتے تھے اور بیچ مقرّر کرنے امیر کے تردّد کرتے تھے ہر ایک کو اہل لشکر سے رُوبرو اپنے بُلا کر تفتیش فرماتے کہ کون کون سی سورۃ قرآن سے پڑھتے ہو تم جو کوئی جو کچھ یاد رکھتا تھا پڑھتا تھا یہاں تک کہ نوبت ایک جوان کی پہنچی کہ عمر میں سب سے چھوٹا تھا اُس سے بھی پُوچھا کہ تجھ کو کونسی سورۃ قرآن سے یاد ہے اُس نے عرض کی کہ فلانی سُورۃ اور فلانی سُورۃ اور سورۃ بقرہ بھی آنحضرت نے فرمایا کہ کیا سورت بقرہ بھی یاد ہے تجھ کو عرض کیا کہ ہاں یا رسُول اللّٰہ فرمایا جا تو امیر اس لشکر کا ہے اُس وقت میں ایک شخص نے بزرگوں میں اُس قوم کے عرض کیا کہ یا رسُول اللّٰہ مجھ سے بھی ہو سکتا تھا یاد کرنا سورۃ بقرہ کا لیکن ڈرا میں کہ اگر سورۃ بقرہ کو یاد کروں میں پس تہجد میں بسبب بڑی ہونے اس کے

marfat.com

ہر روز نہ پڑھ سکوں گا اس سبب سے اس سورۃ کو یاد نہ کیا میں نے فرمایا یہ خیال نہ کرو اور قرآن کو سیکھو اس واسطے کہ جو کوئی قرآن کو سیکھے اور تہجد میں پڑھے مثال اس کی ایسی ہے جیسا کہ ایک تھیلا مشک سے پُر ہے کہ منہ اُس کا کھول دیا ہے بُو اس کی ہر مکان میں پہنچتی ہے اور جو کوئی کہ قرآن کو یاد کرتا ہے اور نہیں پڑھتا اور قرآن اس کے سینہ میں ہو وہ مانند ایک تھیلہ کے ہے کہ مشک سے پُر ہے اور منہ اس کا خوب باندھ رکھا ہے اور اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے اور بیہقی نے کتاب الدلائل میں عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت کیا ہے کہ میں صغیر سن تھا اور باوجود اس کے آنحضرتؐ نے مجھ کو صوبہ داری شہر طائف کی دی تھی اس سبب سے کہ میں نے سورۃ بقرہ پڑھی تھی اور منجملہ اُن کے وہ ہے کہ بطریق تواتر کے آنحضرتؐ سے ثابت ہوا کہ فرماتے تھے کہ سورۃ بقرہ کو اپنے گھروں میں پڑھتے رہو اس واسطے کہ شیطان اُس گھر سے بھاگتا ہے جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتے اور ابو یعلیٰ اور طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں سہل ابن سعدؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہر چیز کے واسطے کوہان ہے اور کوہان قرآن کا سورۃ بقرہ ہے جو کوئی اس سورۃ کو اپنے گھر میں دن کو پڑھے شیطان تین دن تک اُس گھر میں نہ آئے اور جو کوئی رات کو پڑھے تین رات تک شیطان اُس گھر میں نہ آوے اور منجملہ اُن کے ہے وہ کہ حدیث متواتر میں اس سورۃ کے حق میں فرمایا ہے کہ لایستطیعھا البطلۃ یعنی طاقت مقابلہ اس کے کی نہیں رکھتے ہیں ساحر اور یہ بھی فرمایا ہے تعلموا[1] سورۃ البقرۃ دات تعلمھا برکۃ و ترکھا حسرۃ اور منجملہ اُن کے وہ ہے کہ حدیث مشہور میں وارد ہوا ہے کہ سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران قیامت کے دن بیچ صورت دو ٹکڑے ابر یا دو سائبان سایہ دار کے آویں گے اور درمیان ان دونوں سورۃ کے ایک خط روشن ہوگا یا مانند دو قطار جانوروں اُڑنے والے کے جیسے کہ کبوتر اور کلنگ صف باندھ کر آئیں گے اور پڑھنے والے اپنی کی طرف ہو کر شفاعت میں جھگڑا کریں گے اور اصرار کریں گے یہاں تک کہ اس کو بہشت میں لے جائیں گے اور اسی واسطے ان دونوں سورتوں کو زہراوین لقب دیا ہے اور اصفہانی نے بیچ کتاب الترغیب اپنی کے عبدالواحد بن ایمن سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی سورۃ بقرہ اور آل عمران کو جمعہ کی رات کو پڑھے اس کو اس کا ایسا ثواب دیتے ہیں کہ مابین لبیدا اور عروبا کا پُر کرتا ہے لبیدا نام ساتویں زمین کا ہے اور عروبا نام ساتویں آسمان کا ہے اور منجملہ اُن کے وہ ہے کہ ابُو عبید ام الدرداءؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کہ قرآن کا پڑھے

---

[1] یعنی سیکھو سورۃ بقرہ کو پس تحقیق سیکھنا اس کا برکت ہے اور چھوڑنا اس کا حسرت ہے۔

marfat.com

والا تھا رات کے وقت ایک ہمسایہ پر دوڑا اور اس کو مار ڈالا صبح کے وقت اس شخص کو پکڑا اور قصاص میں مار ڈالا جب اس کو مدفون کیا تمام قرآن سورۃ سورۃ سینہ اُس کے سے بھاگ کر نکل گیا سوائے اس کے کہ سورۃ بقرہ اور آل عمران ہمراہ اُس کے ایک جمعہ تک رہیں اور اس کی عذاب سے محافظت کرتی تھیں بعد ایک جمعہ کے سورۃ آل عمران بھی بھاگ کر چلی گئی اور سورۃ البقرۃ ایک اور سرے تک اس کی جگہ محافظت میں رہی اور عذاب کے فرشتوں کو آنے نہ دیا یہاں تک کہ جناب رب العزت سے ندا پہنچی کہ ما یبدل القول لدیّ وما انا بظلام للعبید یعنی نہیں بدلی جاتی ہے بات نزدیک میرے اور نہ میں ظلم کرنے والا بندوں کا ہوں یہ آواز سن کر سورۃ بقرۃ بھی نکل گئی ام الدرداء کہتی تھی جس وقت کہ یہ سورۃ آئی الیاد کھلائی دیا کہ ایک بڑا ابر آیا اور منجملہ اُن کے وہ ہے کہ بخاری نے تعلیقات میں اور مسلم اور دوسرے اصحاب صحاح نے ساتھ سند صحیح کے روایت کیا ہے کہ اسید بن حضیر ایک دن رات کے وقت اپنے گھر میں سورۃ بقرہ پڑھتے تھے اور گھوڑا اُن کا اُس مکان کے نزدیک بندھا ہوا تھا دفعۃً گھوڑے نے کودنا پھاندنا شروع کیا اُسید پڑھنے سے باز رہے بمجرد خاموش ہونے ان کے کے گھوڑا بھی کودنے سے ٹھہر رہا۔ پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑے نے پھر کودنا از سر نو شروع کیا پھر یہ خاموش ہوئے گھوڑا بھی ٹھہر گیا جب چند بار اسی طرح معاملہ ہوا وہ اُٹھا اور بیٹے اپنے کو کہ یحیےٰ نام تھا اور اس مکان کے پاس سوتا تھا اُٹھایا کہ مبادا گھوڑا شوخی اور جولانی اپنی میں کچھ زیان اس بچہ کو پہنچائے اس درمیان میں کہ سر اپنا آسمان کی طرف اُٹھایا دیکھا کہ ایک سائبان چراغوں سے بھرا ہوا زمین سے آسمان کی طرف چڑھا چلا جاتا ہے جانا کہ سبب جولانی گھوڑے کا یہی روشنی تھی اس سائبان کو اپنی نظر میں رکھا یہاں تک کہ غائب ہوا صبح کو آ کر یہ تمام ماجرا روبرو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عرض کیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے کہ بسبب پڑھنے اس سُورت کے اُترے تھے۔ اگر صبح تک تو پڑھتا جاتا تو صبح کو آدمیوں کی نظروں میں آتے اور ہرگز پوشیدہ نہ ہوتے اور ابُو عبید نے ایک سفید ریش اہل مدینہ منورہ سے روایت کی ہے کہ اہلِ محلّہ انصار کے ایک دن صبح کے نزدیک آنحضرتؐ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ رات کو محلّے ہمارے میں ایک طرفہ عجوبہ نمودار ہوا کہ تمام گھر ثابت بن قیس بن شماس کا چراغوں کی روشنی سے پُر تھا سبب اس کا معلوم نہیں۔

marfat.com

دا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شاید وہ اپنے گھر میں سورۃ بقر پڑھتا ہو اس سے پوچھ چند آدمی آگے ثابت بن قیس کے گئے اور پوچھا کہ شب کو تہجد میں کیا تو نے پڑھا تھا کہا سورۃ بقر اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ نے سورۃ البقرہ کو بارہ برس میں پڑھا تھا.... تمام حقائق اور دقائق کے ساتھ اور ختم کے دن ایک اُونٹ ذبح کر کے کھانا بہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کو کھلایا تھا اور ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ سورۃ بقر کے پڑھنے میں آٹھ برس مشغول رہے بعد آٹھ برس کے ختم کی خلاصہ یہ ہے کہ یہ سورۃ نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور صحابہ کرام کے بڑی عظمت رکھتی تھی کہ اور سورتیں اس قدر نہیں رکھتی تھیں اور خواص آزمودہ اس سورۃ کے سے یہ ہے کہ وقت نکلنے آبلہ اطفال کے کہ اس کو چیچک کہتے ہیں صبح کے وقت نہار منہ اس سورۃ کو خوب حرفوں کو ادا کر کے آہستہ آہستہ بچہ کے سامنے پڑھ کر دم کریں اور لڑکا بھی نہار منہ ہو ساتھ فضل خدا کے اس برس چیچک اس لڑکے کے نہ نکلے اور اگر نکلے تکلیف زیادہ نہ ہو اور کچھ نقصان نہ پہنچے لیکن شرط یہ ہے کہ وقت شروع اُس کے ڈھائی پاؤ چاول شکر اور دہی کے ساتھ کر بقدر حاجت ہو کسی مستحق کو اس جگہ بٹھا کر کھلائیں اور وہ مستحق روبرو پڑھنے والے اس لڑکے کے کھاوے اس جگہ جاننا چاہیئے کہ علماء کو اختلاف ہے اس بات میں کہ ترتیب سورتوں قرآن کی فرمائی ہوئی شارع کی اور توقیفی ہے یا اصحاب کے اجتہاد سے ہوئی ہے کہ اپنی عقل سے مناسبت سورتوں کے درمیان میں دیکھ کر اور دریافت کر کے ایک کو پیچھے دوسرے کے لکھا ہے اور ہر تقدیر پر بیان کرنی وجہ ربط کی درمیان دو سورتوں کے ضروری ہے اس واسطے کہ اگر یہ ترتیب توقیفی ہے شارع کی طرف سے پس شارع حکیم ہوا اور فعل حکیم کا خالی حکمت سے نہیں ہوتا ہے اور اگر بسبب اجتہاد صحابہ کے ہے پس وجہ مناسبت اس وجہ سے ضروری ہے کہ اصحاب کو کوئی باعث ہوا کہ اس سورۃ خاص کو بعد اس سورۃ خاص کے لکھا والا فعل صحابہ کا محمول اوپر فقط اٹکل کے دین کے اندر ہو جائے اور یہ باطل ہے لان سیرتہم تشہد بخلاف ذالك اور یہ کہ فرض کیا ہوا یہ امر ہے کہ ترتیب اجتہادی ہے تخمینی نہیں یعنی بلا تامل صرف اٹکل سے کر دی ہو اجتہاد کے واسطے ماخذ چاہیئے اور بیان وجہ ربط کی گویا اشارہ طرف اس ماخذ کے ہے اور یوں جاننا کہ ترتیب آیتوں ایک ایک سورۃ کی بالاتفاق ساتھ توقیف کے

marfat.com

اور شارع کی طرف سے واقع ہوئی اس ترتیب میں بالکل اختلاف نہیں اور اختلاف سورتوں کی ترتیب میں ہے جس وجہ سے کہ پنج مصحف عثمانی لکھی گئیں اور کل صحابہ نے اوس کے اوپر اجماع کیا ہے اور نسخے اسی قرآن کے تمام طرف پہنچے اور تمام مجتہدین نے اس کو قبول کیا اور جنھوں نے مخالف اس ترتیب کے لکھا تھا جیسا کہ ابن مسعود اور ابی بن کعب وہ بھی مخالفت سے دستبردار ہوئے طوعاً وکرہاً مذہب اکثر علماء مالکیہ اور حنفیہ اور شافعیہ اور اوروں کا یہ ہے کہ یہ ترتیب صحابہ کے اجتہاد سے واقع ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کچھ نہیں فرمایا ہے بلکہ اُمت کے سپرد کر کے آپ نے اس جہان سے انتقال فرمایا ہے اور دلیل اس گروہ کی یہ ہے کہ اگر یہ ترتیب توقیفی ہوتی تو آنحضرت نے اس کے واسطے ارشاد فرمایا ہوتا مخالف اس ترتیب کی حرام محض اور بدعت شنیعہ ہوتی اور حال یہ ہے کہ ابن مسعود اور ابی بن کعب نے کہ صحابہ جلیل القدر میں سے تھے مخالفت اس ترتیب کی اختیار کی ہے اور تادم مرگ اسی ترتیب کا رعایت نہ کرتے تھے اور صحابہ دوسرے جس وقت ان دو بزرگوں سے گفتگو اور مقابلہ اس امر میں کرنے لگے سوائے اجماع جمہور کے کوئی دلیل ان بزرگوں نے بیان نہ کی اور یہ ذکر نہ کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خلاف ترتیب تمہاری کے ارشاد فرما گئے تھے پس یہ معلوم ہوا کہ یہ ترتیب توقیفی نہ تھی والا مخالفت ان دو اصحاب کی اور سکوت کرنا اور صحابہ کا ذکر توقیف کی سے ہیچ مقام حجت کے کوئی وجہ نہیں رکھتی اور ایک گروہ علماء کا اس طرف گیا ہے کہ یہ ترتیب بھی توقیفی ہے۔ آنحضرت کے اشارہ اور فرمانے سے عمل میں آئی اور دلیل اس گروہ کی یہ ہے کہ صحابہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں آنحضرت کے فرمانے سے تجاوز نہیں کرتے تھے اور ہرگز اپنی طرف سے کوئی چیز پیدا نہیں کرتے تھے۔ اس مقدمہ عمدہ میں کس طرح ساتھ عقل اپنی کے دخل کر دیتے۔ اگر فرمایا ہوا آنحضرت کا ان کے پاس نہ ہوتا اجماع بدون اس فرمانے ہوئے کے کیونکر متفق ہوتا اور فیصلہ کی بات درمیان دونوں فریقوں کے یہ ہے کہ دونوں فریق سچے ہیں جو لوگ کہ اس ترتیب کو صحابہ کے اجتہاد سے کہتے ہیں اوپر اس وجہ کے ہے کہ صاحب اس ترتیب کے اور مقرر کرنے والے ہر سورۃ کے اپنے مواضع میں صحابہ ہوتے ہیں اور آنحضرت نے ساتھ نفس نفیس اپنی کے یہ شغل نہیں فرمایا ہے بلکہ بطور صحابہ مجتہدین کو چھوڑ کر رحلت فرمائی اور جو لوگ کہ اس

marfat.com

ترتیب کو توقیفی کہتے ہیں وہ اس معنی سے ہے کہ صحابہ نے بمجرد عقل اپنی کے یہ کام نہیں کیا ہے بلکہ تابعداری قولوں اور فعلوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس امر میں کی ہے ساتھ اس وجہ کے کہ جمہور صحابہ کے نزدیک متیقن ہوا تھا کہ اگر آنحضرت ساتھ نفس نفیس اپنی کہ یہ کام کرتے اسی وضع پر فرماتے اس کے مخالف نہ فرماتے اور یہی ہے شان اور اجماعیت صحابہ کی کہ جب تک نصوص بہت ساری کہ ایک ایک اُن میں سے موجب یقین کا نہیں مگر سب کے جمع ہونے سے فائدہ یقین کا ہو جاتے ملاحظہ نہ کر لیتے تھے جرأت اوپر اجماع کے نہ کرتے اور ساتھ اس فیصلہ کے حل ہو جاتے ہیں اختلافات بہت سارے کہ درمیان توقیفی ہونے اور اجتہادی ہونے بعض امور شرعیہ کے واقع ہو گئے ہیں جیسا کہ قائم ہونا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا واسطے خلافت کے کہ اجماع کے ساتھ تھا یا نص کے ساتھ وعلیٰ ہذا القیاس اور بڑے بڑے صحابہ کہ اسباب نزول کے مشاہدہ کرتے تھے اور معانی وحی کے خوب پہچانتے تھے اور بسبب طول صحبت کے بارہا سنتے رہے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فلانی سورۃ بعد فلانی سورۃ کے پڑھتے ہیں اور خوب وقوف اس امر پر رکھتے تھے گو کہ اوروں کو یہ خبرداری میسر نہ ہو چنانچہ بیچ مصنف ابن ابی شیبہ کے بہت آدمیوں اہل مدینہ سے روایت آئی ہے کہا حکم نے ظن کرتا ہوں کہ ابو جعفر بھی اون میں ہیں ۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الجمعۃ بسورۃ الجمعۃ والمنافقین اما سورۃ الجمعۃ فیبشر بھا المومنین ویحرضھم واما سورۃ المنافقین فیؤبن بھا المنافقین ویوبخھم اور خطابی نے حکایت کی ہے کہ جس وقت صحابہ کبار واسطے جمع کرنے کلام مجید کے مشغول ہوئے سورۃ قدر کو بعد سورۃ علق کے لکھا اور اوپر مقدم ہونے سورۃ علق کے اوپر سورۃ قدر کے یہ دلیل لائے کہ ضمیر انزلنا کی سورۃ قدر میں قرآن کی طرف پھرتی ہے کہ لفظ اقرأ کی سے سمجھا جاتا ہے اور حضرت عثمان رضؓ نے درمیان سورۃ انفال اور سورۃ براۃ کے فرمایا کہ رایتا قصتھا شبیھۃ بقصتھا یعنی جانا ہم نے قصہ اس کا مشابہ قصہ اس کے ہے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ ساتھ عقل اپنی کے بھی کام کیا ہے اور ظاہر ربط کا اعتبار کیا ہے چنانچہ یہ وضوح ارتباط کا بیچ سورۃ طلاق اور تحریم اور سورۃ تکویر اور انفطار اور سورۃ ضحیٰ اور الم نشرح اور سورۃ فیل اور لایلاف اور درمیان معوذتین کے اظہر من الشمس ہے

marfat.com

اور اسی واسطے قاضی ابو محمد عبد الحق بن عطار ترتیب سُورتوں میں ایک بات نہیں کہتے ہیں بلکہ تفصیل کے قائل ہیں اس طرح پر کہ ترتیب اکثر سورتوں قرآن کی آنحضرت کے زمانہ میں معلوم تھی جیسا کہ سبع طوال اور حوامیم اور مفصّل اور ترتیب بعض سورتوں کی بعد رحلت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ظاہر عقل کے دریافت کی اور بموجب اس کے عمل میں لائے اور حق یہ بات ہے کہ بات اس بزرگ کی بہت محکم ہے اس واسطے کہ صحیح مسلم اور اور کتابوں معتبرہ حدیث کی میں وارد ہے یؤتی بالقرآن یوم القیامة واهله الّذین کانوا یعلمون به مقدمة سورة البقرة وآل عمران الحدیث اور بیچ مصنّف ابن ابی شیبہ کے سعید بن خالد سے مروی ہے صلّی رسول اللّٰه بالسبع الطوال فی رکعة اور یہ بھی مصنّف میں موجود ہے کہ کان یجمع المفصل فی رکعة اور صحیح بخاری میں عبد الرحمٰن بن یزید سے روایت ہے قال سمعت عبد اللّٰه بن مسعود یقول فی بنی اسرائیل والکهف ومریم وطٰه والانبیاء انهن من العتاق الاوّل وهومن تلادی یعنی تحقیق یہ سورتیں بہت جید ہیں اور پہلی ہیں اور پہلی یاد کی ہوئی میری ہیں اور صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انّ النّبی صلّی اللّٰه علیه وآله وسلّم کان اذا اٰوٰی الی فراشه کل لیلة جمع کفیه ثم نفث فیهما فقراء فیهما قل هو اللّٰه احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب النّاس الحدیث اور مصنّف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے امیر المومنین عمر رضؓ سے قراء فی رکعة واحدة الم ترکیف فعل ربّك باصحاب الفیل ولایلاف قریش فی رکعة واحدة اور اگر تتبع کتابوں حدیث اور کتابوں فضائل القرآن اور کتابوں تفسیر ماثورہ کا کیا جاوے بہت کچھ اس جنس سے نکل آتا ہے اور یہ کہ بعضے ناواقف اس فن کے گمان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ترتیب نزول کی رعایت نہیں کی پس اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ ترتیب آیتوں بہ سورہ کی بالاجماع توقیفی ہے کہ آنحضرت علیہ السّلام بموجب فرمودۂ جبرئیلؑ کے عمل میں لائے اور اس ترتیب میں تقدم مدنی کا مکی پر بہت واقع ہے پس معلوم ہوا کہ ترتیب نزول کی شارع کی نظر میں اعتبار سے ساقط ہے اور جو چیز کہ شارع کی نظر میں کسی جگہ ساقط ہوئی ہو اس کو دوسری بار اس جگہ



marfat.com

اعتبار کرنا منافی تشرع اور تدین کے ہے لایقدم علیہ الا جاھل دوسرے یہ کہ اگر ترتیب نزول کا اعتبار کرتے طرفہ بے انتظامی سورتوں کے درمیان میں لازم آتی اور سورۃ چھوٹی اور سورۃ بڑی کے مقدم ہوتی اور تین بڑی بڑی سورتیں کے درمیان میں آجاتیں اور بالعکس وقوع میں آتا اور ترتیب کلام مجید کی بہت نازیبا معلوم ہوتی بلا تشبیہ ایسی مثال ہو جاتی کہ ایک شاعر ایک دیوان جمع کرنے لگے اور جو کہ پہلے نظم کیا تھا اس کو ترتیب میں پہلے ذکر کرے اور وہ کہ پیچھے نظم کیا تھا اس کو پیچھے پس اول فرد لکھے اور بعد اس کے غزل بعد اس کے فرد دوسری اور رباعی اور اس کے قصیدہ بعد اس کے مثنوی لیلے اور مجنوں اور قیس اور لبنیٰ کی اور مانند اس کے بعد اس کے پھر فرد اور قطعہ وعلیٰ ہذا القیاس کہ نہایت مکروہ اہل عقل اور اہل طبع موزوں کے نزدیک معلوم دیتا ہے اسی واسطے شعراء وقت تالیف دیوانوں کے تقدم اور تاخر نظم اور فکر کو اعتبار نہیں کرتے بلکہ اوّل قصائد کو لکھتے ہیں بعد اس کے مثنویات کو بعد اس کے غزلیات کو بعد اس کے قطعوں اور رباعیوں کو اور فردوں کو اور اگر کوئی اوّل میں تقدم اور تاخر نظم اور فکر کا اعتبار نہ کرے ملامت کیا جائے اور مطعون ہو اور اگر بے انتظامی بھی اختیار کی جائے پھر بھی تقدم اور تاخر نزولی ممکن نہیں اس واسطے کہ تقدم اور تاخر آیتوں کا بہر طور لازم آئے گا کہ آیتوں کی ترتیب جیسی ہے اس سے انفکاک نہیں ہو سکتا پس یہ بے انتظامی مفت اختیار کرنے سے کیا حاصل تھا اور جب یہ تمہید ذہن نشین ہوئی پس وجہ ربط اس سورۃ کے ساتھ سورۃ فاتحہ کی سُننی چاہیے۔ سُورۃ فاتحہ میں اجمالاً تمام قرآن کے معنی پائے جاتے ہیں اور سورہ بقرہ سے تفصیل اُن معانی کی شروع ہوئی اور یہ کہ سورۃ فاتحہ میں ساتھ آیت اھدنا الصراط المستقیم کے بندے کو طلب ہدایت کی ہے اور سورۃ بقرہ میں ساتھ آیت تعلیم ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ تا اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ کے بیان فرمایا ہے کہ دولت اور ہدایت کس کو میسر ہوئی اور یہ نعمت کس نے پائی اور یہ سعادت کس نے پائی اور آخر سورۃ فاتحہ میں ذکر گروہ مسلمانوں اور دو فرقہ کافروں کا تھا اور بیچ شروع سورۃ بقرہ کے بھی ذکر گروہ مومنین اور دو فرقہ کافرین کا یعنی معاندین اور منافقین کا ارشاد فرمایا اور یہ سورۃ فاتحہ میں پہلے صفات الٰہیہ میں سے ربوبیت کی صفت مذکور ہے اور اس سورۃ میں بھی پہلی صفت ربوبیت کا بیان ہے کہ نوع انسان میں پائی جاتی ہے کہ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا

marfat.com

فَاَحْیَاکُمْ اور بیچ آیت یاایھا الناس اعبدوا ربکم کے اس معنی کو بطور تمہید تفصیل کے پہلے ذکر کیا پھر سورۃ فاتحہ میں انواع رحمت دینی اور دنیوی کے ساتھ دونوں اسم رحمٰن اور رحیم کے ارشاد ہوئے اور اس سورۃ میں تفصیل انواع رحمت دینی اور دنیوی کی ہے کہ طرف دو فرقہ بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل کے اللہ کی طرف سے عنایت ہوئی پھر سورۂ فاتحہ میں طرف مقدمہ جزا کے ساتھ لفظ مالک یوم الدین کے اشارہ کیا اور اس سورۃ میں بیچ ذکر بنی اسرائیل کے مقابل ہر کفران اور عصیان کے جزا اُن کی ساتھ عذابوں دنیاوی کے مذکور ہوئی اور پھر سورۃ فاتحہ میں بیان عبادت اور استعانت کا ہے اور اس سورۃ میں آیت.....
فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولا تکفرون سے آخر مسائل جہاد اور حج تک انواع عبادتوں کا بیان ہے یسئلونک عن الیتامیٰ آخر مسائل صدقات اور ربوا تک تفصیل اقسام استعانت کی ہے اور بیچ آیت آمن الرسول کے بیان صراط مستقیم کا ہے کہ حقیقت میں سورۃ فاتحہ اور طلب کرنے اُن مطالب کے تمام ہوئی پس یہ سورۃ حکم شرح سورۃ فاتحہ کی رکھتی ہے اور مرتبہ شرح کا بعد مرتبہ متن کے ہے اور اس جگہ جاننا چاہیئے کہ سورۃ بقرہ ان متین سورتوں میں سے ہے جن کا شروع ساتھ حروف مقطعات کے ہے اور وہ اُنتیس ۲۹ سورتیں ہیں اور حروف مقطعات بعد گرادینے تکررات کے چودہ حروف ہیں الف اور لام اور میم اور صاد اور را اور کاف اور ہا اور یا اور عین اور طا اور سین اور حا اور ق اور نون کہ لفظ صراط علی حق نمسکہ جمع کرنے والا اُن حروف کا ہے اور بیچ ذکر کرنے ان چودہ حرفوں کے ان انتیس سورتوں میں نکتے اور باریکیاں رعایت کی گئی ہیں کہ بیضاوی اور حواشی اس کے میں مذکور اور مندرج ہیں اور جس قدر اس جگہ بیان کرنا مقصود ہے یہ ہے کہ معنی ان حرفوں کے کیا ہیں بغیر تمہید ایک مقدمہ کے بیان اس کا نہیں کر سکتے اس واسطے تقدیم اس مقدمہ کی کی جاتی ہے ...ہ یہ ہے کہ علماء محققین کا اس میں اختلاف ہے کہ دلالت الفاظ کی اوپر معانی وضعیہ ان کے ہے یا فقط بسبب وضع کے ہے کہ واضع نے جس لفظ کو چاہا جس معنی کے واسطے وضع کر دیا بدون لحاظ اس کے کہ اُس لفظ کی ذات میں اُس معنی کے ساتھ مناسبت ہو اکثر علماء نے اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ درمیان لفظ اور معنی کے مناسبت طبیعی ہے کہ اختصاص اس لفظ کا ساتھ اُس معنی کے چاہتا ہے

marfat.com

اور اگر وہ مناسبت نہ ہو لازم آتا ہے کہ بیچ وضع کرنے واضع کے کسی لفظ کو واسطے کسی معنی کے ترجیح بلا مرجح لازم آوے دلیل پہلے مذہب کی یہ ہے کہ اگر دلالت لفظ کی باعتبار تقاضائے لفظ کے ہوتی تو اختلاف زبانوں کا ساتھ اختلاف فرقوں اور شہروں کے موجود نہ ہوتا اور ہر شخص معنی ہر لفظ کے سمجھ لیتا اور نقل کرنا لفظ کا ایک معنی سے دوسرے معنی کی طرف محال ہوتا اس واسطے کہ انفکاک اس چیز کا کہ بالذات ہو محال ہے اور وضع ایک لفظ کی واسطے دو معنی کے جیسا کہ لفظ جون کہ سیاہ اور سفید کو کہتے ہیں اور قرء کہ حیض اور طہر کا نام ہے محال ہوتے ہیں اور دلیل مذہب دوسرے کی یہ ہے کہ بعد تتبع کے معلوم ہوتا ہے کہ حرفوں کے فی حد ذاتہا خواص مختلف ہیں مثلاً جہر اور ہمس اور شدت اور رخاوت اور استعلا اور تسفل اور ہیأت ترکیبی کے بھی خواص مختلفہ ہیں مثلاً فعلانٌ کا وزن ساتھ تحریک کے کہ حرکت کے اوپر دلالت کرتا ہے جیسا کہ نزوان اور خفقان اور باب فعل کا اور فعیلوں کے بطور طبعیہ لازمہ کے دلالت کرتا ہے اور فعل بالتشدید کثرت پر دلالت کرتا ہے پس اگر واضع اس خواص کا باوجود علم کے ان خواص کی رعایت نہ کرے اور مناسبت کو ترک کرے لازم آتا ہے کہ اُس نے کلمۂ حق ادا نہ کیا اور یہ منافی حکمت کے ہے اور حال یہ ہے کہ واضع ذات پاک خدائے تعالیٰ کی ہے کہ جہاں کے حکیموں کی حکمت ایک قطرہ ہے دریائے بے نہایت اُس کے سے اور فیصلہ درمیان دونوں فریقوں کے یہ ہے کہ مناسبت ذاتی درمیان الفاظ اور معانی کے البتہ رعایت کی گئی ہے اور جو لوگ کہ انکار اس مناسبت کا کرتے ہیں غرض ان کی یہ ہے کہ یہ مناسبت فقط سمجھنے معانی میں کفایت نہیں کرتی ہے ورنہ محذورات ذکر کرگئے لازم آویں بلکہ ہمراہ مناسبت ذاتی کے وضع واضع کی بھی معانی کے سمجھنے میں درکار ہے اس واسطے کہ حروف تہجی جس وقت ترکیبات مختلفہ میں رکھے جائیں مناسبتیں جدا جدا پیدا ہوتی ہیں اور وہ مختلف مناسبتیں اوضاع جدا جدا کو چاہتی ہیں جیسا کہ عناصر اربعہ ساتھ کیفیات اپنے کے جدا جدا ہیں اجزا مرکبات تمام جہان کے ہیں لیکن کیفیات ان کی بسبب مل جانے دوسری کیفیتوں کے اور مختلف ہونے طرق انضمام کے یعنی کسی جگہ کوئی کیفیت غالب ہے اور کسی جگہ اعتدال ہے بحسب مراتب ترکیب کے بے حد اور بے شمار ہوگئیں اور آثار ان کیفیتوں کے نظر عقل ظاہر بین سے پوشیدہ کئے گئے کہ ہرگز سوائے ذات علام الغیوب کے کوئی نہیں معلوم کرسکتا کہ

marfat.com

اثر اس کیفیت کا اس ترکیب خاص میں کیا ہوگا مگر بعد تجربہ کے مثلاً کیفیت برودت اور یبوست کی کہ افیون میں پائی جاتی ہے کیفیت پانی اور مٹی کی سے غالب نہ ہوگی اور حال یہ ہے کہ تھوڑی سی افیون مار ڈالتی ہے اور آب خاک کی حصہ اس سے زیادہ بھی ہو تغیر مزاج کا بھی نہیں کرتی مار ڈالنے کا تو بڑا رتبہ ہے اور اسی واسطے عقل ظاہر بیں اس قسم خاص کو صور نوعیہ کی طرف نسبت کر کے تسلی خاطر اپنے کی کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ فعل اس مرکب سے بالخاصیت صادر ہوا مقتضا کیفیتوں اجزا اس مرکب کا نہ تھا وعلیٰ ہذا القیاس اس جگہ سمجھنا چاہیئے کہ واضع نے بسبب کمال علم محیط اپنے کے مناسبت مفردات الفاظ کی ہر ترکیب میں جان کر ہر ترکیب کو مقابل معنی کے وضع فرمایا لیکن ہر گاہ کہ عقلیں ظاہر بینوں کی اس کے دریافت کرنے کی مناسبت نہیں رکھتی ہیں اسلئے کوئی چارہ سوائے حوالہ کرنے کی طرف ارادہ واضع کے نہیں اور ارادہ واضع کا بجائے صورت نوعیہ کے عصا اعتماد اپنے کا کرتی ہیں والا حقیقت امر کی وہی ہے جو مذکور ہوئی اور اسی واسطے علماء اشتقاق کہ بعد تامل اور تتبع کرنے ترکیبوں متناسبہ کے علم ان کا حقیقت کار کی طرف گیا ہے اور ترکیبوں متقاربہ میں انھوں نے فرق کیا ہے جیسا کہ لفظ فصم کا بالفاء اور لفظ قصم کا بالقاف فصم کے معنی توڑنا کسی چیز کا ہے بے اس کے کہ جدا ہو اور قصم کے معنی توڑنا کسی چیز کا یہاں تک کہ جدا ہو وعلیٰ ہذا القیاس جبذ وجذب اور مدح اور حمد اور بھی مناسبتیں اجزاء لفظوں کی بہ نسبت ہر فرقہ اور ہر ملک کے اسی سبب سے مختلف ہوتی ہیں کہ ایک فرقہ اور رہنے والے ایک ملک کے کسی معنی میں کوئی چیز ایسی پا لیتے ہیں کہ بسبب اُس شے کے کسی لفظ کو اس معنی کے مقابل وضع کرتے ہیں اور دوسرے لوگ اس چیز کو نہیں دریافت کر سکتے اور بسبب غفلت کے اُس چیز سے رعایت اوس کی بیچ وضع کرنے لفظ کو مقابل اس معنی کے نہیں کرتے ہیں اس واسطے اختلاف الفاظ اور لغات ہر قوم میں واقع ہوتا ہے اور علاوہ اس کے مزاجوں ہر قوم کے کو بسبب عوارض سماویہ اور ارضیہ کے صورت ان کی حاصل ہوتی ہے بیچ کیفیت صورتوں کے حکایت معانی سے کرتے ہیں دخل ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ زبان پہاڑیوں کی سخت اور بھاری ہوتی ہے بہ نسبت زبان جنگل کے رہنے والوں کی اور زبان جنگل کے رہنے والوں کی بہ نسبت زبان شہریوں کی وعلیٰ ہذا القیاس عادتیں ہر فرقہ اور ہر ملک کو بھی

marfat.com

دخل کلی ہے اور اسی سبب سے ہر کوئی زبان ہر کسی کی نہیں سمجھتا اور صاحب مسلم نے بعض شیوخ اپنے سے نقل کیا ہے کہ اس کو ایک برہمن پہاڑ سوالک رہنے والے سے کہ ہندوستان کے شمال کی جانب میں واقع ہے اتفاق ملاقات کا پڑا تھا اس برہمن کو ایسے قاعدے کلیہ یاد تھے کہ بسبب ان قاعدوں کے ہر ایک زبان ساتھ وجہ کلی کے سمجھ سکتا تھا اور ذمہ داری اوپر ناقل کے ہے البتہ یہ محذور اس وقت لازم ہوتا ہے کہ تناسب ذاتی بیچ دلالت الفاظ کے اوپر معنی کے کافی ہو جیسا کہ مذہب عباد بن سلیمان وغیرہ کا ہے لیکن حق یہ ہے کہ تناسب ذاتی فقط کافی نہیں بیچ سمجھنے معنی کے لفظ سے بلکہ سبب مرجح ہے بیچ نظر واضع حکیم کے اور اس بحث کو اگر چاہیں کہ تحقیق واقعی کریں تو بیچ مبحث حسن اور قبح افعال کے نظر کریں اور اس حسن اور قبح کو اشاعرہ نے شرعی محض جانا ہے یعنی ذات فعل میں تقاضا کسی حکمت کا نہیں پس نزدیک ان کے اگر بالفرض شارع زنا کو واجب اور نماز کو حرام کرے ہو سکتا ہے اور ظاہر میں اس فرقہ کے احکام شرعیہ کو محض جذاف اور تحکم جانتے ہیں مانند علماء ظاہر کے کہ وہ بھی الفاظ کی وضع میں واسطے معنی کے اس قسم کا جذاف اور تحکم اعتقاد کرتے ہیں اور فرقہ معتزلہ نے عقل کو حاکم مستقل جانا ہے اور حسن و قبح افعال کا ذاتی ان افعال کا جانتے ہیں اور ان کے اوپر نسخ کی صورت میں اور جمع جانے میں حسن کے ساتھ قبح کے دائرہ قیل و قال کا نہایت تنگ ہوتا ہے اوپر اسی قیاس کے اجتماع نقیضین کا بیچ مانند واللّٰہ[1] لاکذبن غدًا کے ان کے اوپر لازم آتا ہے مانند مذہب عباد بن سلیمان ضمیری کے اس مبحث میں اور محققین ماترید یہ کہتے ہیں کہ حسن اور قبح اصلی ہے لیکن نہ ساتھ اس معنی کے کہ کوئی حکم بندہ کے حق میں واجب کرے بلکہ ساتھ اس معنی کے کہ فعل میں کوئی ایسی چیز ہے کہ وہ فعل مستحق کسی حکم کا ہو جاتا ہے حکیم علی الاطلاق کی طرف سے کہ شان اُس کی ترجیح مرجوح کی نہیں اور جب تک حکیم علی الاطلاق حکم نہ فرمائے مکلفین کے حق میں کوئی حکم متحقق نہیں ہوتا ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ پہنچنا دعوت کا شرط تکلیف کی ہے جیسا کہ مذہب مختار اس مقام میں یہی ہے پس وہ مناقشے کہ اوپر قول بالتناسب کے ذکر کئے ہیں تھوڑے سے تامل کرنے سے

---

[1] یعنی اس مثال میں کذب میں قبح ذاتی ہے اور اگر حاکم مستقل عقل کو گردانا جائے پس اُس نے اس کو کسی مصلحت کے واسطے حسن مقرر کر لیا سو اس صورت میں لازم آیا کہ حسن اور قبح دونوں ایک حالت میں جمع ہو جائیں ۱۲

marfat.com

حل ہوجاتے ہیں جس وقت یہ مقدمہ ممہد ہوچکا پس جاننا چاہیئے کہ ہر حرف کے واسطے ہجا کے حروف میں سے باعتبار ہیئت کے اور مخرج کے یعنی جس جگہ سے وہ حرف نکلتا ہے اور باعتبار نکلنے آواز اُس کی کے اور تاثیر اس کی کے بیچ سُننے والے کے ساتھ فرح اور وحدت کے اور مانند اس کے کہ قراء کے عرف میں اس کو صفت حرف کی کہتے ہیں ایک حالت بسیط اجمالی ہے کہ واضع نے وقت وضع کے ترکیبات مختلفہ میں اوسی کا اعتبار کرکے لفظوں کو جدا جدا معانی کے واسطے وضع کردیا ہے، اور علماء اشتقاق مثل امام راغب اصفہانی وغیرہ نے اوّل حالتوں کو قوت ذکا کے ساتھ دریافت کیا ہے اور وہ حالت بسیط بیچ استعمال واضع کے فقط خصوصیات ترکیبیہ سے نہیں آتی البتہ عقل کیلئے ممکن ہے کہ اوس حالت کو خصوصیات ترکیبیہ سے اخذ کرکے ساتھ نظر دقیق کے معین کرے اور اس سے ساتھ کسی کیفیت کے کیفیتوں معلومہ اپنی سے تعبیر کرے جیسے کہ تعبیر موسیقی والوں کی الحان نغمات کیلئے ساتھ صور اور رواقات کے اور جیسے کہ حکایت اہل نجوم کی مطابق ترتیب کواکب کا اوپر اقسام کائنات کے اور اس معنی کو حضرت سلطان العارفین خلاصہ حکماء متالہین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے آخر کتاب خیر کثیر میں کہ ملقب بجز ارحکمت ہے شواہد اور دلائل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور بیچ آخر کتاب فوز کبیر فی التفسیر کے جس قدر کہ تفسیر مقطعات قرآنی میں کام آئے کفایت کی ہے جیسا کہ عبارت سراسر بشارت ان کی کتاب فوز الکبیر سے منقول ہوتی ہے فرماتے ہیں خلاصہ اس کا یہ ہے جاننا چاہیئے کہ حروف ہیں سے کہ اصول کلمات عرب کے ہیں ہر اک کے واسطے ایک معنی بسیط ہیں کہ نہایت نزاکت سے تعبیر اس کی سوائے رمز جمالی کے نہیں کرسکتے اسی جگہ ہے کہ بہت حروف الفاظ کے ایسی آپس میں مناسبت رکھتے ہیں کہ ہم معانی یا قریب المعانی ہوتے ہیں جیسا کہ اذکیا و اہل ادب نے ذکر کیا ہے کہ جس لفظ میں نون اور فا جمع ہوتے ہیں دلالت کرتا ہے اوپر معنی خروج کے کہ کسی وجہ سے ہو مانند نفر اور نفث اور نفع اور نفق نفخ اور نفد کے اور جس جگہ فا اور لام جمع ہوں دلالت کرتا ہے اوپر چرنے کے مثل فلق اور فلج اور فلح اور فلذ اور فلم کے اور اسی جگہ سے ہے کہ اذکیا اہل ادب کے جانتے ہیں کہ عرب بہت جگہ ایک کلمہ کو اوپر کئی وجہ کے تکلم کرتے ہیں ساتھ تبدیل حروف متقاربہ کے جیسا کہ دق اور دک اور لذ اور لذ کا بالجملہ شواہد اس امر کے بہت ہیں اور ہمارا اس جگہ مطلب فقط تنبیہ ہے

marfat.com

اور یہ سب لغۃ عرب کی ہیں اگرچہ عرب قح ساتھ تنقیح اوس کی کے نہ پہنچیں اور نحات بھی معلوم نہ کریں جیسا کہ مفہوم تعریف جنس یا خواص ترکیب کی اگر کسی عرب قح سے دریافت کرے تو اوپر تنقیح حقیقت اوس کی کے قادر نہ ہو ہرچند کہ اپنے برتاؤ میں برتتا ہے پھر بایں تک پہنچنے والے کلام عرب کے بھی اُوپر ایک وضع کے نہیں ہیں بعضوں کے ذہن لطیف ہیں بہ نسبت بعض کے بہت ایسے مفہوم ہیں کہ ایک جماعت نے اس کو تنقیح کیا ہے اور بعضے اس کی تنقیح کو نہیں پہنچے اور یہ علم بھی لغت عرب سے ہے لیکن اکثر موشگاف تنقیح اس مفہوم کی سے قاصر ہیں پس حروف مقطعات نام سورتوں کے ہیں باعتبار اس کے کہ مجملاً دلالت کرتے ہیں اوپر اس چیز کے کہ مفصلاً اس سورۃ میں مذکور ہوئی ہے مثال اُس کی ایسی ہے کہ کسی کتاب کا ایک ایسا نام مقرر کریں کہ حقیقت اس کتاب کی سامع کے نزدیک ظاہر کرے جیسا کہ بخاری نے کتاب اپنی کا نام جامع الصحیح المسند فی حدیث رسُول اللہ رکھ دیا پس معنی الٓمٓ کے یہ ہیں کہ غیب غیر متعین متعین ہو گئے بہ نسبت عالم شہادت کے کہ متدنس ہے اور آلودگیوں میں بھرا ہوا ہے اس واسطے کہ ہمزہ اور ہا دونوں غیب کے معنوں میں ہیں مگر اتنا فرق ہے کہ ہا غیب اس عالم کی ہے اور ہمزہ اوپر غیب عالم مجرد کے دال ہے اور اسی واسطے استفہام کے وقت لفظ ام کہتے ہیں اور بیچ وقت عطف کی تردید کے لفظ او لاتے ہیں اس واسطے کہ شئے مستفہم عنہ ایک امر منتشر ہے اور وہ غیب ہے بہ نسبت متعین کے اور ایسے ہی متردد فیہ غیب ہے اور اوّل امر میں ہمزہ زیادہ کرتے ہیں تاکہ دلالت کرے اوپر اس کے کہ خاطر اُس کی میں ایک صورت مقرر ہوئی ہے کہ تفصیل اُس کی فلانا مادہ ہے اور ضمیروں میں ہا کو اختیار کیا ہے اس واسطے کہ غیب اس عالم کی ہے اور متعین کو فی الجملہ اجمال حاصل ہوا اور لام بمعنی تعین کے ہے اسی واسطے تعریف کے وقت لام زیادہ کرتے ہیں اور میم اس جہت سے کہ دونوں لب ساتھ اس کے جمع ہوتے ہیں دلالت کرتی ہے اوپر ہیولا متدنس کے کہ حقائق مختلف اس میں جمع ہوئے ہیں اور مقید ہو گئے ہیں اور میدان تجرد سے قید تحیر میں پڑے ہیں پس الٓمٓ کنایہ فیض مجرد سے ہے کہ عالم تحیّز میں آیا اور موافق عادتوں اور علوم ان کے متعین ہوا اور سیاہی دلوں اُن کی کو ساتھ نصیحت دینے کے دُور کر دیا اور بُری باتوں اور کھوٹے کاموں کو دلیلوں محکم سے توڑا اور تمام سورت شرح اور بیان اُس کا ہے اور الٓرٰ شل الٓمٓ کے ہے مگر یہ کہ راء اوپر تردد کے دلالت

marfat.com

کرتی ہے یعنی جو غیب کہ متعین ہو ساتھ آلودگی کے دوسری بار پھر آلودگی میں آیا اور متعین ہوا
اور تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا اور یہ کنایہ ہے علموں سے کہ بسبب قباحتوں بنی آدم کے بار بار اُن
میں صدمے آ گئے ہیں اور یہ بات سچی ہے ساتھ قصوں انبیاؑ اور باتوں ان کی کے کہ کئی کئی
دفعہ وقوع میں آئیں اور ساتھ سوال اور جواب مکرر ان کے کے اور طآ اور صآد دونوں عبارت
ہیں اس حرکت سے کہ صعود کرے عالم ناپاک سے طرف عالم پاک کے مگر یہ کہ طآ دلالت کرتی
ہے اوپر بزرگی اور بڑائی یا آلودگی اور ناپاکی اس متحرک کے اور صآد دلالت کرتا ہے اوپر صفائی
اور لطافت کے اور سین دلالت کرتا ہے اوپر ساری ہونے اور متلاشی ہونے اور پھیل جانے کے
بیچ تمام جہان کے پس طآ مقامات انبیاء کے ہیں کہ آثار متوجہ ہونے انکے کے ہیں طرف عالم اعلیٰ کے
کہ صورت غیبی پیدا کی ہے اس عالم میں ساتھ بیان اجمالی کے اور مذکور ہونے کے کتابوں میں
اور مانند اس کے اور طسٓم مقامات انبیاء کے ہیں کہ آثار حرکتوں فوقانیہ ان کی کے ہیں کہ پہلے ہوئی
ہیں اس عالم ناپاک میں اور پراگندہ ہو گئے اس جہان میں اور حآ وہی ہے کہ جس کے معنی بیان
کئے گئے مگر جو چیز روشنی اور ظہور اور تمیز رکھتی ہو اس کو حآ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں پس معنی حٰمٓ
کے ایک اجمال ہے نورانی اور روشن کہ مل گیا ساتھ آلودگیوں اس عالم کے کہ وہ عقائد جھوٹے
اور اعمال کھوٹے ہیں اور کنایہ ہے رد کرنے قولوں ان کے سے اور ظاہر ہونے حق کے سے
بیچ شہادات اور مناظرات اور عادات ان کی کے اور عین دلالت کرتا ہے اوپر ظاہر اور روشن
ہونے اور متعین ہونے کے اور قآف مثل میم کے دلالت کرتا ہے اوپر اس عالم کے لیکن قوت
اور شدت کی جہت سے اور میم دلالت کرتی ہے اوپر اس عالم کے باعتبار جمع ہونے صورتوں
کے اُس میں اور انبوہ ہونے ان کے کے پس قٓ مراد حق سے ہے کہ روشن ہے اور پھیلا ہوا
ہے جہان غلیظ اور مکدر میں اور نوٓن عبارت ہے اوس نور سے کہ تاریکی میں ظاہر اور پراگندہ
ہوا مانند اس حالت کے کہ وقت صبح صادق کے یا نزدیک غروب سورج کے ہوتی ہے اور
یا بھی ایسی ہی ہے مگر یہ کہ یآ میں نورانیت کمتر سمجھی جاتی ہے بہ نسبت نوٓن کے اور تعین کمتر ہے
بہ نسبت ہآ کے پس یآ کنایہ ان معانی سے ہے کہ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں اور صٓ ایک
ہیئت ہے کہ پیدا ہوئی وقت متوجہ ہونے انبیاء علیہم السلام کے طرف پروردگار اپنے کے خواہ

marfat.com

جبلی خواہ کسبی اور قاف قوت اور شدت اور شکستگی ہے کہ بیچ اس عالم کے متعین ہوئی جیسا کہ کوئی کہے جاتے انداخت قصد میرے کے یہ ہئیت ہے کہ اس عالم میں پیدا ہوئی ہے واسطے شکستگی اور صدمہ کے اور کٓ مثل قاف کے ہے مگر یہ فرق ہے کہ قوت کے معنی اس میں قاف کی نسبت سے کمتر سمجھے جاتے پس معنی کھیعص کے عالم ناپاک ظلمانی کہ وہ کہ متعین ہو گئے اس میں علوم نورانی اور غیر نورانی نزدیک رجوع کرنے کے طرف پروردگار اعلیٰ کے مجمل کلام یہ ہے کہ معنی ان کلمات کے بطریق ذوق سمجھائے گئے اور ان معانی اجمالیہ کی بجز ان نکات کے کہ تحریر میں آئے اور کچھ تقریر کرنی ممکن نہیں ہرچند کہ یہ کلمات پورے پورے بیچ بیان کنہ اوس کی کے نہیں پہنچتے بلکہ بعض وجہ سے بیان کرتے ہیں اور بعض وجہ سے نہیں بیان کرتے واللہ اعلم بالصواب تمام ہوئی تقریر الفوز الکبیر کی شیخ کبیر شیخ صدرالدین قونوی کے دو رسالہ ہیں درمیان معانی اجمالیہ ان حروف کے اور ان رسالوں میں قریب انھیں مضامین کے کہ ذکر کئے گئے مذکور ہوتے ہیں مثلاً ایک رسالہ میں فرماتے ہیں الالف کل قیم محیط مستقل بما ھو مقام به کاٰدم وعیسٰی علیھما السلام والکعبۃ اللّام کل وصلۃ تستقل بالابصار لمّا یقصد کالوصل المستقلۃ المیم کل تمام وفی بمقصدہ کالفلك والارض وعلیٰ ہذا القیاس دوسرے رسالہ میں فرماتے ہیں الالف غیب واحاطۃ اللام وسع وصلۃ ولطف المیم تمام اظہر مثال حسن وعلیٰ ہذا القیاس اور نزدیک علما جفر کے ایک طریق جدا ہے بیچ بیان مناسبات ان حروف کے ساتھ ارکان اس عالم کے اور وہ طریق موقوف اوپر شکلوں خطبہ ان حروف کے ہے حاصل یہ ہے کہ حروف ہجا کے معانی اجمالیہ ہونا اور باعتبار ان معانی کے حقائق کلیہ کے ساتھ مناسبت ہونا ایک امر مانا گیا ہے نزدیک اہل کشف اور تحقیق اور اہل اشتقاق اور تصریف کے اگر ظاہر بین متکلمین اور فقہا انکار اس کا کریں وہ حساب میں داخل نہیں اور جو کچھ قدما مفسرین سے بیچ تحقیق ان مقطعات کے

## بیان حروف مقطعات کا

منقول ہے پس کل سولہ قول ہیں۔ قول اول یہ ہے کہ یہ حروف اسرار محبت کے ہیں کہ اوروں سے پوشیدہ کر کے پیغمبر حبیب اپنے کو صلے اللہ علیہ وسلم نشان دے دیا ہے کہتے ہیں کہ التخاطب بالحروف المفردۃ سنۃ الاحباب فان سر الحبیب مع الحبیب یجب ان لا

marfat.com

یطلع علیہ الرقیب اور اس قول کی تائید کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لکل کتاب سر و سر القرآن اوائل السوَر اور ساتھ اس چیز کے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ لکل کتاب صفوۃ وصفوۃ ہذا الکتب حروف التہجی اور یہ بھی کہا ہے کہ علم بمنزلہ دریائے بے پایاں کے ہے کہ اس سے نہر جاری کی ہے اور اس نہر سے ایک اور چھوٹی نہر اور اس چھوٹی نہر سے ایک نالی نکالی ہے اگر نہر کو کہیں کہ تمام پانی دریا کا اُٹھائے نہیں اٹھا سکتی ہے اسی واسطے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے انزل من السّماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا پس دریائے بے پایاں علم کا خدا کے پاس ہے اور اس دریا سے بڑی بڑی نہریں مختلف پیغمبروں کو عنایت ہوئیں اور ان بڑی بڑی نہروں سے چھوٹی چھوٹی نہریں بڑے بڑے عالموں کو پہنچی اور ان عالموں کی نہروں سے نالیاں عوام الناس کی طرف بقدر استعداد کے پہنچتی ہیں اور جو نیچے کے مرتبہ کا ہوگا اوپر والے کے مرتبہ کا تحمل نہ ہو سکے گا اسی واسطے اخبار میں وارد ہوا ہے کہ للعلماء سر و للخلفاء سر و للانبیاء سر و للملٰئکۃ سر وللہ تعالیٰ من بعد ذٰلک کلہ سر پس علماء کو ممکن نہیں کہ خلفا کے اسرار پر مطلع ہوں وعلیٰ ہذا القیاس اور سبب اس کا یہ ہے کہ ضعیف عقلیں اسرار قویہ کا تحمل نہیں کر سکتی ہیں چنانچہ بینائی چمگادڑ کی تحمل نورِ آفتاب کا نہیں رکھتی اور یہ قول شعبی سے منقول ہے کہ ان سے ان حرفوں کے معانی کے متعلق سوال کیا تھا انھوں نے کہا تھا سر اللہ فلا تطلبوھا یعنی یہ بھید اللہ کا ہے پس نہ طلب کرو تم اس کو اور وہ کہ ہیچ رد اس قول کے کہا ہے کہ اگر مقدمہ ایسا ہو قرآن معلوم المعنیٰ نہ ہو یعنی اس کے معنی معلوم نہ ہوتے پس جواب اس کا یہ ہے کہ فائدہ نزول قرآن کا منحصر اس میں نہیں کہ سب جگہ معانی اس کے سمجھے جائیں بلکہ بہت جگہ ایسی ہیں کہ فقط ان کے اوپر ایمان مطلوب ہوتا ہے جیسا کہ تمام متشابہات میں یہی معنی مطلوب ہیں موافق نص کے وما یعلم تاویلہ الا اللہ الیٰ قولہ کل من عند ربّنا اور جیسا کہ افعال شریعت میں دو قسم کے ہیں بعضی ان میں سے اس قبیل سے ہیں کہ وجہ حکمت اس میں ظاہر ہے مثل نماز کے کہ تواضع معبود کی ہے اور شکر منعم کا اور روزہ کہ توڑنا نفس کا اور قہر شہوت کا ہے اور زکوٰۃ کہ روا کرنی حاجت

marfat.com

مسکینوں کی اور دُور کرنی خصلت بخل کی ہے اور بعض اس قبیل سے ہیں کہ بالکل وجہ حکمت کی اس میں ظاہر نہیں ہوتی مثل اکثر افعال حج کے اور تکلیف ساتھ دونوں قسم کے واقع ہے تاکہ بسبب فرمانبرداری اس تکلیف کے مکلفین بیچ مراتب کمال اپنے کے ترقی کریں بلکہ کمال فرمانبرداری کا دوسری قسم میں زیادہ ظاہر ہوتا ہے ایسا ہی قرآن شریف کے کلموں میں بھی دونوں قسمیں ہیں تاکہ قوت ایمانی دوسری قسم میں زیادہ ظہور کرے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حروف مقطعہ نام سورتوں کے ہیں اور یہ مذہب اکثر متکلمین کا ہے اور خلیل اور سیبویہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ یہ حروف اسماء الٰہی ہیں یہ قول ابن مسعودؓ اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے یہی منقول ہے کہ اپنی دُعا میں فرماتے تھے یا کہیعص یا حمعسق اور قریب اسی کے ہے یہ قول کہ یہ حروف اسماء الٰہی کے اجزاء ہیں بعضی جگہوں میں ترکیب ان کے ہمارے تئیں ممکن ہے مثلاً الرحیم ۔ نونٓ ۔ کو جمع کریں ۔ الرحمٰن نکل آیا اور بعضوں میں ہم کو ترکیب ممکن نہیں اور یہ مروی ہے سعید بن جبیرؓ سے قول چوتھا یہ ہے کہ یہ حروف نام قرآن کے ہیں اور یہی ہے مذہب کلبی اور سدی اور قتادہ کا رضی اللہ عنہم قول پانچواں یہ ہے کہ ہر ہر حرف حروف مقطعہ کا بطریق اشارہ کے دلالت کرتا ہے اوپر ایک اسم کے اسماء الٰہی میں سے مثلاً الٓمٓ میں اشارہ ہے طرف احد اور اوّل اور آخر اور ازلی اور ابدی کے ہے اور لام اشارہ طرف لطیف کے اور میم اشارہ طرف ملک کے اور مجید کے اور منان کے اور کہیعص میں کاف اشارہ ہے طرف کافی کے اور ہا طرف ہادی کے اور ہر گاہ کہ یا سے شروع کسی اسم الٰہی کا نہیں اس واسطے اس کا اشارہ طرف اس بات کے کیا جاتا ہے کہ ھو یجیر یعنی اللہ تعالیٰ پناہ دیتا ہے مظلوم کو اور عین طرف عالم کے اور صاد طرف صادق کے اور کاف طرف کبیر اور کریم کے اور عین سے اشارہ طرف عزیز اور عدل کے ہو سکتا ہے ابن عباسؓ سے یہی قول پانچواں منقول ہے لیکن صحابہؓ کبھی ان حروف سے صفات مرکب بھی استنباط کرتے ہیں مثلاً بیچ الٓمٓ کے انا اللہ اعلم کہتے تھے اور بیچ الف لام میم صاد کے انا اللہ اعلم و افصل اور بیچ الٓر کے انا اللہ اریٰ اور محمد بن کعب قرظی صفات افعال کے ان حرفوں سے نکالتے تھے اور کہتے تھے الف آلاء اللہ اور لام لطف الٰہی اور میم مجد اس کا ہے قول چھٹا یہ ہے کہ الف ماخوذ اللہ سے ہے اور لام جبرئیلؑ

marfat.com

سے اور میم محمد سے یعنی اللہ نے اس کتاب کو بوساطت جبرئیل علیہ السلام کے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بھیجا ہے اور بعضے صوفیا نے کہا ہے کہ الف أنا اور لام لی اور میم منی یعنی تمام عالم میں ظاہر میں ہوں اور ہر چیز ملک اور خلق میری ہے اور مجھ سے پیدا ہوئی **قول ساتواں** عبدالعزیز بن یحییٰ نے کہا ہے کہ طریقہ تعلیم لڑکوں کا یہ ہے کہ اول اُن کو مفردات حروف ابجد کے مباجبا تعلیم کرتے ہیں بعد اُس کے مرکبات سکھاتے ہیں اور حروف مقطعہ کے لانے میں اشارہ طرف اسی طریقہ کے ہے کہ بسبب ان تعلیم مفردات کی طرف پہلے اشارہ ہو گیا اور بعد اس کے مرکبات کا ترتیب سے **قول آٹھواں** قطرب نحوی کہتے ہیں کہ کفار نے جس وقت اس قرآن کو سُنا استہزا اور کلام لغو کرنے لگے اور اچھی طرح سننے بھی نہ تھے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے وقال الّذین کفروا لاتسمعوا لھذا القرآن والغوافیہ حق تعالیٰ نے بعد اس کے ان حروف مقطعہ کو نازل فرمایا تاکہ ان کو عجیب الفاظ جان کر سُنیں اور کان لگائیں اور اس جہت سے معنی قرآن کے اُن کے دل پر جا پڑیں ہو ویں اور اُن کو فائدہ ہو جاوے گو کہ اُن کو اس بات پر اطلاع نہ ہو **قول نواں** مبرد نے کہا ہے کہ لانا ان حروف مقطعہ کا بیچ اوائل بعضی سورتوں کے واسطے بیدار کرنے اور آگاہ کرنے کافروں کے ہے بیچ وقت معارضہ کے کہ دیکھو تم اس قرآن کو کہ جن حرفوں سے تم کلام اپنے کو مرکب کرتے ہو ہم نے بھی کلام اپنے کو انھیں حروف سے مرکب کرکے نازل فرمایا پس اگر یہ کلام ہمارا نہ ہو تو تم سب کس واسطے عاجز ہوئے مقابلہ اُس کے سے **قول دسواں** ابو العالیہ نے کہا ہے کہ یہ حروف بحساب ابجد کے اشارہ طرف اجلوں اور مدتوں انقلابات عمدہ اس اُمت کے ہیں کہ بعضے اُن سے معلوم ہیں اور بعضے اُن سے معلوم نہیں اور اسی قول کی تائید کرتا ہے وہ کہ بخاری نے بیچ تاریخ اپنی کے اور ابن جریر نے بیچ تفسیر اپنی کے سند ضعیف کے ساتھ ابن عباس سے روایت کیا ہے اور وہ جابر بن عبداللہ سے کہ ایک دن ابو یاسر بن خطب ساتھ ایک جماعت یہود کے آنحضرت کے پاس سے گذرتا تھا سُنا کہ آنحضرت علیہ السلام اوّل سورہ کا پڑھتے ہیں اور دیکھ کر روبرو بھائی اپنے کے کہ نام اُس کا حی بن اخطب تھا گیا اور کہا کہ آج میں نے ایک چیز عجیب محمد سے سُنی ہے کہ کتاب الٓمٓ میں لفظ الٓمٓ کا پڑھتے تھے حی نے کہا تو نے اپنے کانوں سے سُنا کہا ہاں حی اٹھا اور ایک جماعت علماء یہود کی ہمراہ لے کر آنحضرت کے آیا اور کہا

marfat.com

کہ ان حرفوں کو جبرئیل پاس تمھارے اللہ کی طرف سے لایا ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں حی نے ہمراہیوں اپنے سے کہا کہ کسی پیغمبر کو پہلے پیغمبروں سے مدت حکومت اپنی کی معلوم نہیں ہوئی اس پیغمبر کو کس واسطے اوپر اس مدت کے آگاہ کیا پھر طرف ہمراہیوں اپنے سے کہا کہ شمار کرو تم الف ایک ہے اور لام تیس اور میم چالیس پس مدت اس دین کی تمام ستر اور ایک برس ہے ایسے دین کو کہ جس کی تھوڑی سی مدت ہو کس واسطے قبول کریں پھر آں حضرت کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ سوائے ان حرفوں کے اور حرف بھی تیرے اوپر اُترے ہیں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المٓصٓ کہا یہ مدت بڑی ہے ایک سو اکسٹھ برس ہوتے ہیں پھر پوچھا اور بھی تمھارے پاس ہے آں حضرت علیہ السلام نے فرمایا الٓرٰ والمرٰ نے کہا کہ یا محمد تو نے اوپر ہمارے کام کو خلط کیا نہیں جانتے ہم کہ مدت رواج ملت تیری کی کم ہے یا زیادہ اور جس وقت اُٹھ کر گیا یاروں اپنے سے کہا کہ شاید یہ مدتیں امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے جمع کر دی ہوں لیکن ادوار انقلابات احوال امت اُس کی کے ان مدتوں میں رنگ برنگ ہوتے ہیں اُس کے ہمراہیوں نے کہا کہ اب تک حال نہ کھلا کچھ معلوم نہ ہوا کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے بعد اس قصہ کے یہ آیت بھیجی هو الذی انزل علیك الكتاب منه اٰيات محكمات هن ام الكتاب واخر متشابهات

**قول گیارہواں** وہ ہے کہ یہ حروف دلالت اُوپر انقطاع ایک کلام کے اور ابتداء کلام دوسرے کے کرتے ہیں اس واسطے کہ عرب کا یہی قاعدہ ہے جب دوسرے کلام کے شروع کرنے کا ارادہ ہوتا ہے درمیان پہلے اور پچھلے کلام کے کسی اور شے علیحدہ کا ذکر کرتے ہیں تاکہ سُننے والوں کو معلوم ہو کہ اب اور کلام شروع ہو گا **قول بارہواں** یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان حرفوں کے ساتھ قسم کھائی ہے اور حرف قسم محذوف ہے جیسے اور چیزوں کے ساتھ بیچ اور اُئل دوسری سورتوں کے قسم کھائی ہے اور واقع میں یہ حرف شرافت رکھتے ہیں کہ بسبب اُس شرافت کے قابل قسم کے ہیں اس واسطے کہ اصول لغات کے ہیں اور بسبب اُن کے تعارف مافی الضمیر آدمیوں کا حاصل ہوتا ہے اور ہم ہ ذکر الٰہی کا ہیں اور اصول کلام اللہ تعالیٰ کے اور خطاب اُس کے کے طرف بندوں کے۔

**قول تیرہواں** الف اشارہ ہے طرف استقامت کے اوپر شریعت کے بیچ ابتداء سلوک کے جیسا کہ فرمایا ہے ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا اور لام اشارہ ہے طرف اُس چیز کے

marfat.com

کہ وقت مجاہدہ کے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور میم اشارہ ہے طرف اسکے کہ بندہ بیچ مقام محبت کے مانند دائرہ کے ہوتا ہے کہ نہایت اُس کی عین ہدایت اُس کی ہوتی ہے جیسا کہ کسی عارف نے فرمایا ہے **بیت** نہایت در آخر بدایت شود؛ چو شاگرد مرد رس تاب ہون **قول چودھواں** وہ کہ الف کہ حلق کی جڑ میں سے نکلتا ہے اور لام زبان کی طرف کہ درمیان مخارج کا ہے اور میم لب کہ آخر مخرجوں کا ہے اشارہ اس طرف ہوا کہ ابتداء کلام بندہ کا اور درمیان اور اخیر اُس کا چاہیئے کہ ذکر اللہ ہو **قول پندرہواں** وہ کہ آل علامت تعریف کی ہے اور میم علامت جمع کی گویا اشارہ فرماتے ہیں کہ نزول قرآن کا واسطے تعریف تمام آدمیوں کے ہے تاکہ احکام الٰہی کو اپنے حق میں جانیں اور مرضیات اور نامرضیات اس کی کو پہچانیں **قول سولھواں** لانا ان حروف مقطعہ کا اوائل سورہ میں واسطے ثابت کرنے اعجاز کے ہے اس واسطے کہ تمام جز    سوائے لکھنے اور پڑھنے کے نہیں پہچانے جاتے اُمی محض کہ کبھی بھی مکتب میں بیٹھا ہو اس کو نام حرفوں کے بالکل معلوم نہیں ہوتے البتہ نفس حرفوں کے ساتھ کلام کرتا ہے پس جس وقت آں حضرتؐ بغیر پڑھنے کے ان اسموں کو ذکر کریں یقین حاصل ہو کر بسبب وحی کے معلوم کیا ہے خصوصاً جب غور سے نظر کی جاوے نظاہر ہووے کہ بیچ لانے ان حرفوں کے اس قدر دقیقے اور نکتے رعایت کئے گئے ہیں کہ عربیت کے جاننے والے کہ ماہر ہوں ان کو بھی ایسی رعایت کرنی ممکن نہیں منجملہ ان دقائق کے یہ ہے کہ حروف مقطعات کے چودہ ہیں کہ حروف تہجی کی نسبت سے آدھے ہیں اگر الف کو جدا حرف شمار نہ کیا جاوے اور انتیس سورتوں میں انکو لائے کہ حروف ہجا کے اسی قدر ہیں اگر الف کو بھی حرف علیحدہ شمار کریں پس آدھے نام حرفوں کے تمامیات کی عدد میں لانا اشارہ اس طرف ہے کہ الف کو ہمزہ کے ساتھ مشارکت تمام ہے فرق انکے درمیان میں سکون اور حرکت کا ہے اور منجملہ اُن کے یہ ہے کہ بیچ لانے ان حرفوں کے اشارہ طرف اقسام تمام حرفوں کے ہے کہ نصف نصف ہر قسم کا لائے ہیں مثلاً حروف دو قسم ہیں مہموسہ اور مجہورہ مہموسہ حروف فحثہ شخص سکت کے ہیں کہ ان دس حرفوں سے حا اور ہا اور صاد اور سین اور کاف یہ نصف حقیقی اُن کا ہے مقطعات قرآنی میں وارد ہیں اور حروف مجہورہ سے بھی نصف اقل مذکور ہے اور وہ یہ ہیں لام اور نون اور یا اور قاف اور طا اور عین اور ہمزہ اور میم اور را اور بھی حروف دو قسم ہیں شدیدہ اور رخوہ شدیدہ آٹھ حرف ہیں ہمزہ جیم دال تا طا با قاف کاف اور نصف ان حرفوں کا کہ الف اور قاف اور طا اور کاف ہے ان مقطعات میں مذکور ہے اور بیس حروف رخوہ کے باقی ہیں ان میں سے دس حروف ہیں حا میم سین عین لام یا نون صاد را ہا اور بھی حروف دو قسم ہیں مطبقہ اور منفتحہ مطبقہ کہ چار حرف ہیں صاد اور ضاد اور طا اور ظا نصف ان کا مذکور کیا ہے کہ صاد اور طا اور باقی حروف منفتحہ سے نصف ان کا ذکر کیا گیا بارہ حرف ہیں

اور حروف قلقلہ میں سے کہ پانچ حروف ہیں قاف دال طا با جیم نصف اقل ذکر کیا کہ قاف اور طا ہے تاکہ اشارہ ہو طرف قلت ان حرفوں کے بیچ کلام عرب کے اور دو حرفوں لین سے کہ واؤ اور یا ہیں یا کو اختیار فرمایا ہے اس واسطے کہ ثقل اس کا واؤ کے ثقل سے کم ہے اور حروف مستعلیہ سے کہ سات ہیں قاف اور صاد اور طا کو کہ نصف اقل ہے اختیار فرمایا ہے اور خا اور غین اور ضاد اور ظا کو ترک کیا اور حروف مستفلہ سے کہ اکیس حرف باقی ہیں نصف اکثر کو کہ گیارہ حرف ہیں ذکر فرمایا اور حروف بدل سے کہ گیارہ حرف ہیں موافق مذہب سیبویہ کے الف اور جیم اور دال اور طا اور واؤ اور یا اور تا اور میم اور نون اور ہا اور ہمزہ چھ حرف کے نصف اکثر ہے ذکر فرمائے ہیں اور ان حرفوں سے کہ اپنی مثل میں مدغم ہوتے ہیں اور بیچ قریب المخرج اپنے کے مدغم نہیں ہوتے اور وہ پندرہ حرف ہیں ہمزہ اور ہا اور عین اور صاد اور طا اور میم اور یا ذکر کیا ہے کہ نصف اقل اُس کا ہوتا ہے اور خا اور غین اور ضاد اور فا اور ظا اور سین اور زا اور واؤ کو چھوڑ دیا اور ان حرفوں سے کہ دونوں میں مدغم ہوتے ہیں یعنی اپنے مثل میں بھی اور قریب المخرج میں بھی اور وہ تیرہ حرف باقی ہیں نصف اکثر اُس کا ذکر فرمایا ہے کہ حا اور قاف اور کاف اور را اور سین اور لام اور نون ہے تاکہ اشارہ ہو طرف اس کے کہ ادغام سبب ہلکا ہونے کلام اور فصاحت کا ہے جو حرف کہ ادغام زیادہ قبول کرے رعایت اُس کے حال کی کرنی زیادہ ہے اور اُن چار حرفوں سے کہ قریب المخرج اپنے میں ادغام نہیں قبول کرتے اور قریب المخرج اُن کا اُن میں ادغام قبول کرتا ہے اور وہ حرف میم اور را اور شین اور فا ہے نصف اُس کا ذکر فرمایا ہے کہ میم اور را ہے اور حروف ذلیقہ سے کہ بیچ رب منفل کے مجموع اُن کا ہے اور ایسے ہی حروف حلقیہ سے کہ حا اور خا اور عین اور غین اور ہا اور ہمزہ ہے اور زیادہ کلام عرب میں آتے ہیں دو ثلث اُن کے ذکر فرمائے ہیں تاکہ اشارہ ہو طرف کثرت وقوع انکے کے کلام عرب میں اور دس حرف زوائد سے کہ سالتمونیہا میں جمع ہیں سات حرفوں کو ذکر فرمایا تاکہ اشارہ ہو طرف اسکے کہ بنائیں مزید کی سات سے تجاوز نہیں کرتی ہیں اور وہ بھی اسم میں جیسے کہ استفعال اور افعلال پھر یہ حروف کبھی مفرد آتے ہیں مثل صاد اور قاف اور نون کے اور کبھی دو دو حرف ذکر کرتے ہیں مثل حامیم اور یاسین اور طاسین اور کبھی تین تین مثل طسم اور الم اور کبھی چار چار مثل المص المرٰ اور کبھی پانچ پانچ مثل کہیعص اور حمعسق تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ حروف مفرد تینوں قسموں میں یعنی اسم اور فعل اور حرف میں موجود ہیں اسم میں مانند کاف خطاب کے اور فعل میں جیسا کہ ق اور ل کہ صیغہ امر کا ہے وقی یقی سے اور ولی یلی سے اور حرف میں مانند با جارہ کے اور کاف تشبیہ کے اور دو حرفی چار جگہ لائے ہیں طہٰ طس یس حم تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ ترکیب دوگانی کبھی حرف میں ہوتی ہے بغیر حذف کے مثل بل اور ہل کے اور کبھی فعل میں ہوتی ہے ساتھ حذف کے مثل قل کے اور کبھی اسم میں ہوتی ہے بغیر حذف کے مثل من کے اور حذف کے ساتھ بھی مثل دم کے اور نو جگہ یہ ترکیب ثلاثی کی

marfat.com

تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ یہ ترکیب تینوں قسموں میں تین تین طرح پر واقع ہوتی ہے ضمہ کے ساتھ بھی اور فتحہ کے ساتھ اور کسرہ کے ساتھ بھی پس اسموں کی مثالیں مَنْ اِذْ و ذُوْ اور فعلوں کی مثالیں قل اور بع اور خف اور حروف کی مثالیں اَنْ اور مِنْ اور وہ تینوں کہ اُس میں ترکیب سہ گانی کہ الٓمٓ و الٓرٰ و طٰسٓمٓ ہے اشارہ ہے طرف اسی بات کے کہ یہ ترکیب تینوں قسموں میں یعنی اسم اور فعل اور حروف میں موجود ہے اور تیرہ سورتوں میں لائے تاکہ اشارہ ہو طرف اس امر کے کہ اصل بنائیں جو استعمال میں آتی ہیں تیرہ بنائیں ہیں دس واسطے اسم کے مثل فلس فرس کتف عضد حبر عنب ابل قفل صرد عنق اور تین واسطے فعل ماضی کے مانند نصر اور علم اور شرف کے اور ترکیب چار بائی دو جگہ وارد فرمائی الٓمٓرٰ و الٓمٓصٓ اور ایسے ہی ترکیب خماسی کو بھی دو جگہ وارد فرمایا کٓھٰیٰعٓصٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ ہر ایک ترکیب رباعی اور خماسی کی دو قسم ہیں اصل جیسا کہ جعفر اور سفرجل اور دوسرے ملحق جیسا کہ فردد اور جحنفل اور واسطے انھیں اشاروں کے ان حرفوں کو اوائل سورتوں کے مجمل مبدا ذکر فرمایا ہے اور ایک جگہ اوّل قرآن میں جمع کر کے نہ لائے واللہ اعلم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الٓمٓ یعنی اصل لازم الاتباع محکم کہ منکروں کے واسطے معجزہ ہے اور دلیل پکڑنے والوں کو مفید ہے کہ بڑے بڑے مطلبوں کے واسطے ساتھ دلیلوں روشن کے ثابت کرنے والی ہے اور شبہات واہیہ کو دُور کرنے والی ذالك الكتاب یعنی وہ کتاب ہے کہ بسبب بلند درجہ کمال کے اپنے اور دقت اسرار اور دقائق اپنے کے وہم اور فہم سُننے والوں کے سے غائب اور جولان گاہ فکروں اور نظروں سے دُور ہے اسی واسطے اس کے حق میں لفظ ذلک الکتاب کہا کہ معنی اس کے وہ کتاب ہیں کہ دلالت اوپر دُور ہونے کے کرتا ہے اور اس طرح نہ کہا کہ ہذا الکتاب کہ معنی اس کے یہ کتاب ہیں اور دلالت اُوپر نزدیکی کے کرتا ہے اس جگہ جاننا چاہیئے کہ اصُول احکام دین کی چار چیزیں ہیں کتاب اور سُنّت اور اجماع اور قیاس اس واسطے کہ بعضے احکام دین کے کتاب سے ثابت ہوتے مثل نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حرام ہونا خنزیر کا اور حلال ہونا گاؤ اور مانند اُس کے　　اور بعضے احکام قول اور فعل پیغمبر کے سے کہ اس کو سنّت کہتے ہیں ثابت ہوئے جیسا کہ نماز جنازہ کی اور حرمت گدھے کی اور خچر کی اور مانند اس کے کی اور بعضے حکم اجماع مجتہدین سے ثابت ہوتے مثل حرمت بیع لونڈی کے کہ مالک اپنے سے اس کی اولاد ہوئی ہو اور حرمت جمع کرنے دو بہنوں کے کہ اس کی ملک میں ہوں وطی کرنے میں اور بعضے احکام ساتھ قیاس ظاہر کے



marfat.com

غیر منصوص کو منصوص پر قیاس کیا ہو مثل حرمت سُود لینے کی پیسوں اور ٹکوں میں کہ ظاہر ہیں ملحق سونے چاندی کے ساتھ ہوتے ہیں اس باب میں لیکن جو اصل کہ لازم اور محکم ہے سوائے کتاب کے دوسری کتاب نہیں اس واسطے کہ قیاس کے واسطے ایک مستند چاہیئے کہ مقیس علیہ میں اس کے سبب سے حکم شرعی ثابت ہوا ہو اور مستند قیاس کا یا کتاب ہے یا سنّت یا اجماع اور اجماع بھی بذاتہ اصل نہیں اس واسطے کہ اجماع نام درس قیاس کا ہے کہ سب مجتہدین نے اس کے اوپر اپنا قیاس پہنچایا پس اس کے واسطے بھی مستند ہوگا کتاب اور سنّت سے اور سنّت نام فعل اور قول پیغمبر کا ہے لیکن جب تک نبوت پیغمبر کی ثابت نہ ہوئی ہو قول اور فعل اس کا معتبر نہیں ہوتا ہے اور نبوت پیغمبر علیہ السلام کی ساتھ قرآن کے ثابت ہے کہ یہ معجزہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔

پس حقیقت میں اصل محکم کہ اوپر کسی کے خواہ مجتہد خواہ عامی لازم الاتباع ہے یہی قرآن ہے اور بس اور کتاب ہر چند اصل لغت میں بمعنی مکتوب کے ہے کہ ہر لکھی ہوئی چیز کو کہیں چنانچہ لباس بمعنی ملبوس کے لیکن بیچ اصطلاح شرع کے خاص قرآن کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اگر کہا جاوے کہ فلانی چیز کتاب میں ہے یہی سمجھا جاتا ہے کہ قرآن میں ہے اور قرآن کے سوائے قرآن اور کتاب کے نام بہت ہیں کہ خود قرآن میں مذکور ہیں منجملہ ان کے نام اس کا فرقان ہے کہ بیچ آیت تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده کے مذکور ہے اور وجہ تسمیہ اس کی ساتھ فرقان کے دو چیزیں ہیں اوّل یہ کہ قرآن تفرقہ کرتا ہے درمیان حق اور باطل کے دوسرا یہ ہے کہ نزول میں متفرق آیا ہے تیئس برس میں آغاز سے انجام کو پہنچا اور انھیں ناموں سے نام اس کا تذکرہ[۴] اور ذکرٰی[۵] اور ذکر[۶] ہے جیسا ان تینوں آیتوں میں تینوں نام مذکور ہیں وہ آیتیں یہ ہیں انه لتذكرة للمتقين اور و ذكر فان الذكرى تنفع المومنين وانه لذكر لك ولقومك اور معنی تذکرہ اور ذکرٰی اور ذکر کے یاد دلانے کے ہیں یعنی یہ قرآن بندوں کو احکام الٰہی یاد دلاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ذکر بہ معنی شرف اور فخر کے ہے اور انھیں ناموں سے نام اس کا تنزیل ہے بیچ آیۃ وانه لتنزيل رب العلمين کے اور انھیں ناموں سے نام اس کا احسن الحدیث ہے یعنی بہترین باتوں کا بیچ آیت الله نزل احسن الحديث کے اور انھیں ناموں سے نام اس کا موعظۃ ہے۔

marfat.com

یعنی نصیحت بیچ آیت یاایھا الناس قد جاء تکم موعظۃ کے اور انھیں ناموں سے
نام اس کا حکم[8] اور حکمت[9] اور حکیم[10] اور محکم[11] ہے بیچ اس آیت کے وکذالک انزلناہ حکماً
عربیاً اور بیچ آیت حکمۃ بالغۃ کے اور بیچ آیت یٰس والقرآن الحکیم ہ اور بیچ
آیت کتاب اُحکمت آیاتہ کے اور انھیں ناموں سے نام اس کا شفا[12] ہے بیچ آیت
وننزل من القران ما ھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین کے اور انھیں ناموں سے نام اس کا ہدیٰ[13]
اور ہادی ہے بیچ اس آیت کے ھدی للمتقین[14] اور بیچ آیت ان ھذا القرآن یھدی للتی
ھی اقوم کے اور انھیں ناموں سے نام اس کا صراط مستقیم[15] ہے بیچ آیت وان ھذا صراطی
مستقیماً کے اور انھیں ناموں سے نام اس کا حبل اللہ[16] ہے بیچ اس آیت کے واعتصموا
بحبل اللہ جمیعاً یعنی قرآن رسی خدا کی ہے مانند کمند کے کہ اوپر بلند کوٹھے کے لٹکا دیں
تاکہ جو کوئی چلتا ہے رسی کو ہاتھ میں پکڑ کے اوپر چڑھے اور ترقی حاصل کرے اور انھیں ناموں
سے ہے نام اس کا روح بیچ آیت وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا کے
اس واسطے کہ قرآن سبب زندگی روحوں کا ہے جیسا کہ روح سبب زندگی بدنوں کی ہے پس
قرآن بمنزلہ روح کے ہوا اور انھیں ناموں سے نام اس کا قصص[17] حق ہے۔ بیچ آیت انّ
ھذا لھو القصص الحق کے اس واسطے کہ جو کوئی قصہ کو بیان کرتا ہے اکثر لغو اور باطل
بھی اس میں ملا دیتا ہے سوائے اس کلام کے کہ کوئی چیز سوائے حق کے اس میں نہیں اور
انھیں ناموں سے نام اس کا بیان[18] اور تبیان[19] اور مبین[20] ہے بیچ آیت ھذا بیان للناس وتبیاناً
لکل شئی وقرآن مبین کے انھیں ناموں سے نام اس کا بصائر[21] ہے یعنی حجتیں روشن بیچ آیت
جاءکم بصائر من ربکم اور انھیں ناموں سے نام اس کا قول فصل[22] بیچ آیت انہٗ
لقول فصل کے اور انھیں ناموں سے نام اس کا نجوم[23] ہے بیچ آیت فلا اقسم بمواقع
النجوم اور انھیں ناموں سے نام اس کا مثانی[24] ہے اس واسطے کہ اس میں قصے اور خبریں اور وعدہ
اور وعید کو مکرر کیا ہے۔ بیچ آیت مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم
اور انھیں ناموں سے نام اس کا متشابہ ہے اس واسطے کہ ہر آیت اس کی متشابہ ہے آیت
دوسری کی فصاحت اور بلاغت اور اعجاز اور لطف اسلوب میں اور انھیں ناموں سے نام

marfat.com

اس کا بُرہان[25] ہے بیچ آیت قد جاءکم برھان من ربکم کے انھیں ناموں سے نام اس کا بشیر[26] اور نذیر ہے بیچ آیت قرآناً عربیاً لقوم یعلمون بشیراً و نذیراً اور انھیں ناموں سے نام اس کا قیم ہے بیچ اول سورۃ کہف کے اور انھیں ناموں سے ہے مہیمن[27] درمیان سورۃ مائدہ کے بیچ آیت مصدقاً لما بین یدیہ من الکتاب و مہیمناً علیہ کے اور انھیں ناموں سے نام اس کا نور[28] ہے بیچ آیت واتبعوا النور الذی انزل معہ کے اور انھیں ناموں سے نام اس کا حق[31] اور حق الیقین[32] ہے بیچ آیۃ یا ایھا النّاس قد جاءکم الحق من ربکم اور بیچ انہ لحق الیقین کے انھیں ناموں سے نام اس کا عزیز[33] ہے بیچ آیت انہ لکتاب عزیز کے اور انھیں ناموں سے نام اس کا کریم[34] ہے بیچ آیت انہ لقرآن کریم کے اور انھیں ناموں سے نام اس کا عظیم[35] ہے بیچ آیت ولقد آتیناک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم کے اور انھیں ناموں سے نام اس کا مبارک[36] ہے بیچ آیۃ کتاب انزلناہ الیک مبارک کے انھیں ناموں سے نام اس کا نعمت ہے موافق تفسیر ابن عباس کے کہ نعمت کو بیچ آیت واما بنعمۃ ربک فحدث کے قرآن کے ساتھ تفسیر فرمایا ہے اور بیان ان ناموں کا انشاء اللہ تعالیٰ بیچ مقام اپنے کے آئے گا اور یہ کتاب اس سبب سے اصل لازم الاتباع محکم ہوئی یعنی کچھ شک اور شبہ کی اس میں گنجائش نہیں بسبب اس کے کہ خود یہ کتاب اوپر مطلبوں اپنے کے دلیلیں روشن قائم کرتی ہے اور شبہات کو ساتھ بیان شافی کے دفع کرتی ہے پھر تائید کی گئی ساتھ اعجاز کے کہ وہ کہ بیچ دور کرنے شبہوں منکروں کے سیف قاطع ہے پھر کتابوں الٰہی کے کہ پیشتر اُس کے نازل ہوئی ہیں اور نزدیک گروہوں خلقت کے وحی ہونا مسلم الثبوت ہے تصدیق اُس کی ہے پھر کشوف اولیاء کے اور آثار مجاہدات حق کے مطابق اس کتاب کے ہوئے ہیں بعد نازل ہونے اُس کے بلکہ صدق کشوف کا بسبب مطابقت اس کی کے جانا جاتا ہے اور ایسی دلیلیں عقلی کم ہیں کہ معارضوں اور مناقشوں اور نقضوں سے خالی ہوں پس لائق اُس کی نہیں ہیں کہ اصل محکم لازم الاتباع اُن کو کہا جاوے اور دلیلیں نقلی کہ ماخوذ اور کتابوں سے ہیں احتمال تحریف کا رکھتی ہیں اور وہ دلیلیں کہ ماخوذ انبیاء سابقین علیہم السلام سے ہیں بسبب منقطع ہونے سند کے اور پھیل جانے جھوٹ اور بہتان کے اُمتوں ان کی

marfat.com

میں محل اعتماد کی نہیں ہیں اور باوجود اس کے جو علوم سچے اور معارف یقینی کہ پہلی کتابوں الٰہیہ اور خبروں گزرے ہوئے نبوبیہ میں پراگندہ اور متفرق تھے اس کتاب میں ایک جگہ جمع ہیں پس اتباع اس کتاب کا گویا اتباع تمام کتابوں الٰہیہ اور تمام انبیائے سابقین کا ہے، بمنزلہ اس کے کہ کتاب متاخر ہر فن کی شامل اور پر خلاصہ کتابوں پہلی اس فن کی ہوتی ہے اور وہ ایک کتاب مطالعہ کرنے والے اپنے کو سب کتابوں پہلی سے بے پرواہ کرتی ہے اور جب یہ کتاب اصل لازم الاتباع محکم ہے پس ھدی للمتقین یعنی ہدایت ہے واسطے متقیوں کے اس واسطے کہ متقی نام اس شخص کا ہے کہ اپنے تئیں نگاہ رکھے اُس چیز سے کہ اس کو ضرر کرتی ہے آخرت میں خواہ وہ چیز اعتقاد بد ہو یا خلق بد ہو یا عمل بد ہو اور پہچان مضرتوں آخرت کی خواہ اعتقاد ہو خواہ اخلاق خواہ اعمال بدون اس اصل محکم لازم الاتباع کے متصور نہیں،

## بیان مراتب تقویٰ کا

یہ اس جگہ کے جاننا چاہیئے کہ تقویٰ کے شرع میں تین مرتبے مقرر کئے ہیں پہلا مرتبہ اپنے تئیں عذاب ہمیشگی سے بچانا ہے اور یہ ادنیٰ مرتبہ تقویٰ کا ہے کہ بسبب دُور رکھنے کے نفس اپنے کو انواع شرک سے حاصل ہوتا ہے اور ساتھ اس معنی کے ہے یہ آیت والزمھم کلمۃ التقوی کے مرتبہ دوسرا اپنے تئیں گناہوں سے دُور رکھنا ہے اور ساتھ اس معنی کے ولوان اھل القرٰی امنوا واتقوا ہے اصطلاح اہل شرع میں اسی مرتبہ کا نام تقویٰ رکھتے ہیں مرتبہ تیسرا کہ شبہوں سے بھی اپنے آپ کو نگاہ رکھے اور بعض مباحات سے بھی گناہ کی طرف لے جائیں پرہیز کرے اور باطن اپنے کو غیر حق کی طرف میل کرنے سے بچائے اور بالکلیہ ساتھ تمام اعضا کو اور جوارح کے متوجہ طرف جناب خالق کے ہو اور اس مرتبہ کو تقویٰ حقیقی اور مرتبہ ولایت کا کہتے ہیں اور طرف اسی مرتبہ کے اشارہ ہے یہ آیت واتقوا اللہ حق تقاتہ کہ اب تھوڑی علامتیں اور شرطیں متقیوں کی کہ یہ حدیثوں صحیحہ اور آثار صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے وارد ہوئی ہیں ذکر کرتے ہیں تاکہ فی الجملہ معنی متقی اور تقویٰ کے ذہن میں جگہ پکڑیں ابن ابی حاتم معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں کہ آدمیوں کو قیامت کے دن ایک بڑے میدان میں قید کر دیں گے پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ متقین کہاں ہیں اس آواز کے سننے سے متقی اُٹھیں گے اور یہ سایہ پروردگار کے متصل مقام تجلی الٰہی کے ہوں گی اس طرح پر کہ شان اُس

تجلی کی ایک لمحہ اُن سے محجوب اور پوشیدہ نہ ہوگی آدمیوں نے پوچھا کہ متقی کون سے فرقے ہیں معاذ بن جبلؓ نے کہا کہ انھوں نے انواع شرک اور بُت پرستی سے آپ کو بچایا ہے اور عبادتوں اپنی کو خالص واسطے خدا کے کیا اور امام احمد اور ترمذی اور راویان معتبر نے عطیہ سعدی سے کہ صحابی ہیں روایت کی ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بندہ ساتھ اس درجہ کے نہیں پہنچتا ہے کہ متقیوں سے شمار کیا جائے یہاں تک کہ چھوڑے اور ترک کرے ان چیزوں کو کہ کوئی خطرہ شرعی بھی ان میں نہیں بسبب خوف ہے کے کہ ان چیزوں کے کرنے سے حرام تک نوبت ہو جائے اور ایک دن ابوہریرہؓ سے ایک شخص نے معنی تقویٰ کے پوچھے ابوہریرہؓ نے کہا کہ کبھی ایسے راستہ میں چلا ہے تو جو کانٹوں سے پُر ہو اس شخص نے کہا ہاں ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایسے راستہ میں تو کس طرح کرتا تھا کہا کہ جس جگہ کہ میں کانٹا دیکھتا تھا اس سے ایک طرف کو ہو جاتا تھا اور راستہ دوسرا لیتا تھا ابوہریرہؓ نے کہا یہی ہے حقیقت تقوے کی اگر مقدمات دین میں بھی ایسی ہی تو احتیاط کرے البتہ متقی ہو جائے اس روایت کو ابن ابی الدنیا نے کتاب التقویٰ میں بیان کیا ہے اور بھی اس کتاب میں حضرت حسن بصریؒ سے لائے ہیں کہ ما زالت التقوی بالمتقین حتی ترکوا کثیرا من الحلال مخافۃ الحرام یعنی ہمیشہ تقوایٰ باقی رہے گا ساتھ متقیوں کے یہاں تک کہ چھوڑیں گے بہت حلالوں کو بسبب خوف حرام کے اور بھی عبداللہ بن مبارک سے لائے ہیں کہ اگر کوئی شخص سو گناہوں سے بچے اور ایک گناہ سے پرہیز نہ کرے متقیوں سے شمار نہ ہو اور عون بن عبداللہ سے لائے ہیں کہ تمام تقویٰ وہ ہے کہ بندہ ہمیشہ ڈھونڈنے والا تقویٰ کی شرطوں کا رہے اور اور پر دانست اپنی کے کفایت نہ کرے جیسا کہ نگاہ رکھنے والا صحت کا اور ڈرنے والا بیماری سے ہمیشہ ڈھونڈنے والا معرفت اسباب مرض کا رہتا ہے اور اوپر دانست اپنی کے کفایت نہیں کرتا ہے اور بھی امام مالکؒ نے روایت کی ہے کہ وہب بن کیسان کہتے تھے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک شخص کو بطریق نصیحت کے یہ عبارت لکھی ہے اما بعد فان لاھل التقوی علامات یعرفون بھا ولیعرفونھا من انفسھم صبرا علی البلاء و رضی بالقضاء والشکر للنعماء و ذلا لحکم القران اور بھی ابن المبارک سے لائے ہیں کہ حضرت

داؤد علیہ السلام نے حضرت سُلیمانؑ سے فرمایا کہ اوپر تقوای آدمیوں کے تین نشانیوں سے دلیل پکڑی جائے اول ساتھ توکل اس کے کے اوپر خدا کے ہر چیز میں کہ آگے اُس کے آئے دوسرے ساتھ حسن رضا کے بیچ اُس چیز کے کہ اس کو عنایت ہوئی تیسرے ساتھ حسن صبر کے بیچ اُس چیز کے کہ اُس سے فوت ہوئی اور بھی سعید معبری سے لائے ہیں کہ ایک شخص آگے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آیا اور کہا یا معلم الخیر مجھ کو نشان دے کہ متقی کیونکر ہو سکے فرمایا کہ امر بہت آسان ہے ساتھ تمام دل اپنے کے محبت خدا کی بجالا اور بقدر قوت استطاعت اپنی کے واسطے اُس کے عمل کر اور اُوپر ہم جنس اپنے کے ایسی رحمت فرما کہ اوپر جان اپنی کے رحمت کرے تو اُس نے کہا کہ ہم جنس میری کون ہے فرمایا کہ تمام بنی آدم اور جو چیز کہ تجھ کو خوش نہ آوے کہ میرے ساتھ کی جائے تو وہ چیز اور کے ساتھ مت کر۔ اگر یہ سب کام کرے تو حق تقوٰی کا بجالائے اور سہم بن سنجاب سے لائے ہیں کہ کمال تقوٰی وہ ہے کہ زبان تیری ہمیشہ ذکر خدا سے تر ہو اور عون بن عبداللہ سے لائے ہیں کہ ابتدا تقوے کا حسن نیت ہے اور انتہا تقوٰ کی توفیق اور بندہ کے تئیں درمیان اس ابتدا اور انتہا کے بہت ہلاکت کی جگہ اور شبہے بہت درپیش آتے ہیں اور نفس ایک طرف سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور شیطان کہ دشمن مکار ہے کہ ایک آن غفلت نہیں رکھتا ہے اور محمد بن یوسف فریابی سے لاتے ہیں، کہا کہ ایک دن میں نے سفیان ثوری سے کہا کہ نام تمہارا آدمیوں میں ساتھ اس مرتبہ کے مشہور ہے کہ ہر مقدمہ میں سفیان ثوری کہتے ہیں کہ تم کو دیکھا میں نے کہ رات کو خواب میں گزارتے تھے فرمایا کہ خاموش ہو مدار اس امر کا اوپر تقوٰی کے ہے اور بھی روایت لاتے ہیں کہ ایک شخص حکیموں اس زمانہ کے سے پاس عبدالملک بن مروان کے آیا عبدالملک نے اس سے پوچھا کہ وصف متقی کا کیا ہے اس حکیم نے کہا کہ متقی وہ مرد ہے کہ خلقت کو چھوڑ کر اس نے خدا کو اختیار کیا اور دنیا کو چھوڑ کر آخرت اختیار کی اور مطلبوں اور خواہشوں سے ہاتھ دھویا ہو اور دل کی آنکھ سے روح کے بلند مرتبوں کو دیکھ کر ان مرتبوں کی طرف متوجہ ہو اور آدمی سوتے رہتے ہیں اور وہ ترقی کے غم میں بیدار رہتا ہے شفا اس کی قرآن اور دوا اس کی حکمت اور نصیحت کی بات دنیا کو اس کے بدلے میں پسند نہیں کرتا اور کوئی لذت سوا اس کے نہیں جانتا

marfat.com

حاضرین مجلس نے کہ اکثر بڑے بڑے تابعین تھے ان کلموں کو نہایت پسند کیا اور بھی قتادہ سے لائے ہیں کہ جس وقت حق تعالیٰ نے بہشت کو پیدا فرمایا ارشاد کیا کہ کچھ کہہ بہشت نے کہا کہ طوبیٰ للمتقین اور مالک بن دینار سے لائے ہیں کہ تمام شادی کتخدائی متقیوں کی ہے اور بھی محمد بن یزید رحبی سے لائے ہیں کہ ایک دن ابو درداء سے کہا میں نے کہ کوئی شخص انصار میں سے ایسا نہیں کہ شعر لکھے کیا سبب ہے کہ تم شعر نہیں کہتے ابو درداء نے کہا کہ میں بھی شعر کہتا ہوں لیکن قابل اس کے نہیں کہ شاعروں کی مجلس وہ شعر پڑھا جائے میں نے کہا کہ مجھ کو سنوا ؤ یہ بیتیں پڑھیں

شعر یرید المرء ان یعطی مناہ ویابی اللہ الا ما یراد

یقول المرء فائدتی وذخری وتقوی اللہ افضل ما استفاد

اور ابن حاتم معاذ ابن جبل سے لائے ہیں کہ مدار کاروبار بہشت کا اوپر چار فرقوں کے ہے اوّل متقین بعد اس کے شکر گزار بعد اس کے ڈرنے والے بعد اس کے اصحاب الیمین اور ابن ابی شیبہ اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں میمون بن مہران سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی شخص درجہ متقیوں کے کو نہیں پہنچتا ہے یہاں تک کہ ساتھ نفس اپنے کے محاسبہ سخت کرتا ہے جیسا کہ کوئی اپنے شریک کے ساتھ محاسبہ کرتا ہے تاکہ جانے کہ کھانا میرا کہاں سے ہے اور پہننا میرا کہاں سے اور حلال سے یا حرام سے اور اس جگہ میں ایک اشکال ہے کہ مفسرین اس کو ذکر کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ہدایت مناسب گمراہوں کے ہے کہ پس ظاہر ایسا تھا کہ ھدًی للضالین فرماتے متقیوں کے واسطے کہ علامتیں اسلام کی اور شرطیں ایمان کی خوب طرح سے جان کر برسوں اور عمروں اس راہ میں رہے ہیں اور نشیب فراز اس کے کو طے کیا ہے ہدایت کے کیا معنی کہ تحصیل حاصل کی ہے اور وہ باتفاق عقلا کے باطل جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ معنی ہدیً للمتقین کے یہ نہیں کہ یہ کتاب پیچھے متقی ہو جانے کے اُن کو ہدایت کرتی ہے بلکہ معنی اس کے یہ ہیں کہ کوئی متقی بغیر ہدایت قرآن کے متقی نہیں ہوا اور بغیر رہنمائی اس کتاب کے اس نے راستہ نہ پایا جیسا کہ کہتے ہیں یہ دودھ دینے والی اس جوان

---

[۱] یعنی خوش وقتی ہے واسطے متقیوں کے ۱۲ [۲] یعنی چاہتا ہے آدمی کہ دی جائیں آرزوئیں میری اور انکار کرتا ہے اللہ مگر جس چیز کو چاہا اُسنے کہتا ہے آدمی فائدہ میرا اور ذخیرہ اور تقویٰ بہتر ہے سب چیزوں سے کہ حاصل ہوتی ہیں ۱۲

[۳] ان کا ذکر آگے آتا ہے ۱۲

marfat.com

کی ہے حال یہ کہ جوانی کے وقت میں دودھ پلانا درکار نہیں بلکہ دودھ دینا لڑکپن کی حالت میں ہوتا ہے نہ کہ جوانی کی حالت میں لیکن ہر گاہ کہ جوانی بسبب دُودھ دینے اُس کے حاصل ہوئی ہے کہہ سکتے ہیں کہ شیر دینے والی جوان کی ہے اور صاحب کشاف نے اور طور کے ساتھ تقریر اس معنی کی کی ہے اور کہا ہے کہ ھدًی للمتقین اس قبیلہ سے ہے کہ من قتل قتیلا فلہ سلبہ ساتھ اس معنی کے کہ یہ کتاب ہدایت ہے واسطے ان گمراہوں کے کہ آخر کو ساتھ درجے تقوٰی کے پہنچیں گے بیضاوی نے کہا ہے کہ ہر چند ہدایت قرآن کی عام ہے ہر مسلمان اور کافر کو چنانچہ دوسری جگہ میں فرمایا ہے کہ ھدًی للنّاس لیکن انتفاع ساتھ ہدایت قرآن کے ساتھ نصیب متقیوں کا ہے اور بس اور امام رازی نے فرمایا ہے کہ مراد متقیوں سے وہ آدمی ہیں کہ ارادہ شناخت خدا کا بے تعصب اور سخن پروری کے ان کے دِل میں پختہ ہو گیا اور عقل اور فہم اُن کا زنگ تقلید باپ دادوں سے اور بزرگوں اپنے کے سے صاف ہوا پس یہ وہ جماعت ہے کہ ساتھ ہدایت قرآن کے راہ یاب ہوئی نہ وہ آدمی کے عقل اُن کی آفت اور آئینہ دِل ان ندہ کا زنگ آلودہ ہوا اور اس معنی کو تشبیہ دی ہے ساتھ غذائے صالح کے کہ موجب حفظ صحت کی ہوتی ہے لیکن بشرط حصول اصل صحت کے والا غذا صالح اگر ایسے بدن میں جاوے کہ بھرا ہوا ہے اخلاط فاسدہ سے ہرگز مفید نہ ہو بلکہ باعث زیادتی مرض کا ہو اور قرآن مجید میں بھی طرف اس تحقیق کے اشارہ ہے اس آیت میں و ننزل من القراٰن ماھو شفاء و رحمۃ للمومنین ولا یزید الظٰلمین الاخسارا یعنی ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے اس چیز کو کہ جس سے بیماریاں اچھی ہوتی ہیں اور رحمت ایمان والوں کو اور نہیں بڑھتا ہے گنہ گاروں کو مگر نقصان اور نزدیک اس آیت کے .... یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ

## بیان سات گروہ آدمیوں کا

آدمی باعتبار انجام کام اپنے کے سات گروہ ہیں اس واسطے نص قرآنی میں آدمی یا شقی ہے یا سعید قال اللہ تعالیٰ فمنھم شقی و سعید اور اشقیا کا اصطلاح قرآن میں اصحاب الشمال اور اصحاب المشئمۃ نام رکھا ہے اور اُن کے دو گروہ ہیں اوّل مطرودین کہ جن کے حق میں فرمایا ہے ولقد ذرانا لجھنم کثیرا من الانس والجن لھم قلوب لا

marfat.com

یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم آذان لا یسمعون بھا اولئك كالانعام بل ھم اضل اولئك ھم الغفلون یعنی اور تحقیق پیدا کئے ہم نے واسطے دوزخ کے بہت آدمی اور جن واسطے اُن کے ایسے دل ہیں کہ نہیں سمجھتے ہیں اُن سے اور آنکھیں ان کی ایسی ہیں کہ نہیں دیکھتے ہیں ان سے اور کان اُن کے ایسے ہیں کہ نہیں سُنتے ہیں اُن سے وہ مثل چوپایوں کے بلکہ اُن سے بھی زیادہ بے راہ ہیں وہی لوگ ہیں غافل اور یہ گروہ حقیقت میں خارج انسانیت سے ہیں گو بصورت انسان کے ہوں بیت

این کہ می بینم خلاف آدم اند نیستند آدم غلاف آدم اند

اس واسطے کہ باعتبار اصل فطرت کے قابل نور الٰہی کے نہیں ہیں پیدائش ان کی محض واسطے پُر کرنے دوزخ کے ہے کہ ھولاء خلقتھم للنار ولا ابالی یعنی ان لوگوں کو پیدا کیا میں نے واسطے آگ کے اور نہیں پرواہ ہے مجھ کو اور دوسرے منافقین کہ اصل میں استعداد قبول کرنے نور الٰہی کی رکھتے تھے مگر بسبب کسب کرنے خصائل قبیحہ اور اختیار کرنے گناہوں اور مشغول ہونے اعمال بہیمیہ اور سبعیہ اور مہارت کرنے فریبوں شیطانیہ کے تاریکی اور سیاہی ان کے دلوں میں پھیلی اور محکم ہوئی اور رفتہ رفتہ زنگ بیٹھ گیا حالت اس گروہ کی بدتر فریق اول سے ہے اس واسطے کہ استعداد اصلی ان کی مخالف حال اُن کی کے ہوگئی اور اس واسطے ان کے حق میں وارد ہے کہ ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار اور سعید کی شرع میں دو قسمیں ہیں ایک قسم سابقین اور مقربین ہیں اور دوسری قسم اصحاب الیمین اور متقدمین اور اصحاب المیمنہ اور اس گروہ کی تین قسمیں ہیں ایک فرقہ اہل فضل اور ثواب کا ہے کہ ایمان اور عمل صالح ساتھ امید فضل اور ثواب الٰہی کے بجالائے اور فوجدوا ما عملوا حاضرا ولکل درجات مما عملوا یعنی پاویں گے جو کیا ہے سامنے اور واسطے ہر شخص کے درجے جدا جدا ہیں بسبب اعمال اپنے کے اُن کے حال کا بیان ہے اور ایک فرقہ اہل عفو کا ہے کہ خلطوا عملا صالحا وآخر سیئا عسی اللہ ان یتوب علیھم یعنی ملایا انھوں نے عمل نیک اور عمل بد شاید کہ اللہ معاف کرے ان کو اور عفو کے دو طریق ہیں اول یہ کہ بسبب قوت اعتقاد صحیح کے اور نہ تاثیر کرنے برائیوں کے بیچ جوہر قلب کے بے توبہ اور بے شفاعت اور بغیر عذاب کے گناہ اُن کے معاف ہوجاویں دوسرے یہ کہ بیچ مقابلہ ہر عمل اُن کے

marfat.com

کے توبہ ہوتی رہے اور بجائے عمل کے وہ توبہ ان کے صحیفۂ اعمال میں لکھی جاوے فاولئک یبدل اللّٰہ
سیئاتھم حسنات یعنی سو بدل دے گا اللہ بُرائیاں نیکیوں سے بعض اُن میں سے ایسے ہیں کہ
بعذر گناہوں اپنے کے معذب ہوں گے یہاں تک کہ ساتھ شفاعت انبیاء اور علماء اور شہدا اور ملائکہ
کے نجات پاویں گے اور ان کا اہل عدل اور اہل عقاب نام رکھتے ہیں والذین ظلموا من ھؤلاء
سیصیبھم سیات ما کسبوا یعنی جو گنہ گار ہیں ان میں سے اُن پر پڑیں گی بُرائیاں جو کمائی ہیں
بیان حال اُن کے کا ہے ومنھم ظالم لنفسہ بھی عنوان اُن کا ہے اور سابقین مقربین بھی دو فرقہ
ہیں کہ عبارت شرع میں فرقہ اول کو مجتبیٰ اور فرقہ دوسرے کو منیب کہتے ہیں چنانچہ بیچ آیۃ اللہ یجتبی الیہ
من یشاء ویھدی الیہ من ینیب کے طرف اس نام کے اشارہ فرمایا ہے یعنی اللہ چُن لیتا ہے اپنی
طرف جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف جو رجوع لاوے اور اہل
سلوک کی اصطلاح میں ان دونوں فرقوں کا محبوبین اور محبین نام رکھتے ہیں اور مجذوبین اور سالکین جانتے ہیں
پس محبین وہ آدمی ہیں کہ اول مجاہدہ اور انابت اختیار کرتے ہیں بعد اس کے رتبہ معرفت کا ان کے اُوپر کھولا
جاتا ہے اور محبوبین وہ آدمی ہیں کہ اول اُن کو مقبول کر کے معرفت حاصل کرواوے بعد اُس کے ان کے تئیں
شوق مجاہدہ اور انابت کا دل میں ڈالے اور ان دونوں فرقوں کو اہل اللہ کہتے ہیں اور تینوں فرقہ اصحاب الیمین
کو اہل آخرت کہتے ہیں اور دونوں فرقوں اشقیا کا اہل دُنیا نام رکھتے ہیں جبکہ یہ تفصیل ذہن نشین ہوئی پس
چاہیے جاننا قرآن مجید پہلے فرقہ کے اشقیاء کو ہدایت نہیں کرتا ہے اس واسطے کہ قبول کرنا ہدایت کا ان سے محال ہے
بسبب اس کے کہ استعداد قبول کرنے اس کے کی نہیں رکھتے ہیں اور بمنزلہ شیاطین کے ہیں اور ایسا ہی فرقہ دوسرے
کو بھی ہدایت نہیں کرتا ہے اس واسطے کہ استعداد اُن کی بعد موجود ہونے کے دُور ہوئی اور صورت معنوی اُن کی
مسخ ہو گئی جیسا کہ گندہ کھانے کی اصلاح نہیں کر سکتے پس ہدایت خاص ہوئی واسطے پانچ فرقوں اخیرہ کے کہ
لفظ متقین کا اُن کو شامل ہے اور وہ کہ بعضے ناواقف گمان کرتے ہیں کہ ایک فرقہ سابقین مقربین سے کہ محبوبین
ہیں اور جذب الٰہی نے اُن کو شناسائی معرفت کی عنایت فرمائی کس واسطے محتاج طرف ہدایت قرآن کے ہوں گے پس
گمان اُن کا باطل ہے اس واسطے کہ محبوب بھی محتاج ہدایت کتاب کے ہے بعد جذب اور وصول کے تا کہ سلوک فی اللہ
کرے جیسا کہ قرآن مجید میں طرف اس معنی کے اشارہ فرمایا ہے کہ کذلک لنثبت بہ فؤادک وکلا نقص
علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک یعنی جو چیز کہ بیان کرتے ہیں اور تیرے خبروں رسولوں کی سے

marfat.com

وہ شے کہ ٹھیراتے ہیں بسبب اُس کے دل تیرے کو البتہ فرق درمیان محبوب اور محب کے وہ ہے کہ محب محتاج ہدایت کا ہوتا ہے پہلے جذب سے اور بعد اس کے بھی تاکہ سلوک الی اللہ اور فی اللہ کرے اور محبوب بعد جذب کے محتاج ہدایت کا ہوتا ہے اور اوپر اس تقریر کے متقی اس جگہ قریب معنی لغوی اپنے کے ہے یعنی جو کوئی کہ اوپر استعداد صحیح کے باقی رہا ہے اور زنگ شرک اور شک اور ظلمت ہمیشگی محبت گناہوں کی نے آئینہ فطرت اس کو برہم نہ کیا متقی ہے پس یہ تقویٰ مقدم اوپر ایمان کے ہے چنانچہ دوسرے مرتبے تقوے کے ایمان سے متاخر ہیں پس معلوم ہوا کہ تقویٰ بیچ عرف شرع کے کئی معانی پر بولا جاتا ہے کبھی ساتھ معنی ایمان کے آتا ہے جیسا کہ بیچ آیت واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ لعلکم اور کبھی ساتھ معنی اخلاص کے آتا ہے جیسا کہ بیچ آیۃ ولوان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا اور کبھی ساتھ معنی ترک گناہ کے جیسا کہ بیچ آیت واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ اور کبھی ساتھ معنی اخلاص کے جیسا کہ بیچ آیۃ فانّھا من تقوی القلوب کے اور بیچ فضائل تقویٰ کے وہ چیز کہ قرآن مجید میں وارد ہے یہ ہے کہ الذین اتقوا و تزودوا فانّ خیر الزاد التقویٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اور حدیثوں میں فضائل تقویٰ کے بے شمار ہیں اور لطائف اس مقام کے یہ ہیں کہ جس وقت اس آیۃ کو ملاحظہ کریں کہ ھدی للمتقین اور ہمراہ اس آیت کے دوسری آیت بھی نظر میں لاویں کہ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس صریح معلوم ہووے کہ ناس منحصر متقیوں میں ہیں یعنی آدمی یہی ہیں اور باقی آدمی کالانعام یعنی مثل چارپایوں کے ہیں باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ تمام قرآن کا وصف ساتھ ہدایت کے کیونکر درست ہو حالانکہ قرآن میں مجملات اور متشابہات بھی موجود ہیں کہ تعین مراد کا اُن سے نہیں کر سکتے مگر ساتھ عقل کے اور جب عقل دخیل ہوئی پس ہدایت شان عقل کی ہوئی نہ شان قرآن کی اور اسی[1] واسطے تمام فرقے اسلام کے خواہ اہل حق ہوں خواہ اہل باطل قرآن کے ساتھ حجت پکڑتے ہیں اور بھی بیچ روایت صحیحہ کے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہٗ سے وارد ہے کہ جب حضرت ابن عباسؓ کو واسطے مناظرہ خارجیوں کے بھیجتے تھے فرماتے کہ علیك بالسنۃ فانّ القرآن ذو وجوہ یعنی لازم پکڑ سنت کو اس واسطے کہ قرآن صاحب بہت وجوہ کا ہے اور اگر قرآن ہی ہادی ہوتا تو حضرت علیؓ اس طرح کیوں فرماتے اور بھی بعضے مسائل اعتقادیہ ایسے ہیں کہ ثبوت ہدایت قرآن کا اُن کے اُوپر موقوف ہے ساتھ دلیل عقلی کے جیسے کہ مباحث ذات اور صفات اور نبوت کے پس معرفت ذات اور صفات اور معرفت نبوت میں ہدایت قرآن کی بتائی گئی ہے اور اگر ان میں بھی ہدایت قرآن کی کہی جاوے دور لازم آجاوے پس لازم آیا کہ قرآن مطلقاً ہادی نہ ہوا جواب اس کا یہ

---

[1] یعنی ہر فرقہ اپنے مطلب پر قرآن سے دلیل پکڑتا ہے ۱۲

marfat.com

ہے کہ ہدایت قرآن کے معنی یہ نہیں کہ فقط قرآن کے ساتھ الزام مخالف کو دے سکیں بلکہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اس کے سبب سے تامل کرنے والے کو حقائق نفس الامریہ منکشف ہو جاتے ہیں اور مجملات اور متشابہات قرآن کے بعد رجوع کرنے کی طرف محکمات کے جب زیادتی انکشاف کی ہوتی ہے یا بسبب فقط ایمان لانے کے ساتھ مدلول اُن مجملات اور متشابہات کے ترقی درجہ ایمان کی ہوتی ہے اور یہ بھی ایک قسم کی ہدایت ہے اور جن مسائل میں کہ قرآنیت قرآن کی موقوف اوپر اُن کے ہے ہدایت قرآن کی باطل نہیں ہوتی ہے بلکہ ان میں ہدایت باعتبار اس کے ہے کہ جو مطلب عقل سے ثابت ہوتا ہے بسبب قرآن کے وہ محکم اور قوی ہو جاتا ہے اس واسطے کہ دلائل اس کی بیں اس وقت وہم دخل نہ دے گا اگر اصل مطلب کا ثبوت قرآن کے اوپر موقوف نہ ہو اور یہ بھی نوع عمدہ ہے اور ہدایت ہے اور علاوہ اس کے اوپر یہ ہے کہ لفظ ہدیً للمتقین دلالت اوپر اس کے نہیں کرتا ہے کہ ہر چیز اس کی واسطے ہر متقی کے ہدایت ہوتا کہ محذور لازم آتا بلکہ معنی اُس کے یہ ہیں کہ تمام قرآن واسطے تمام افراد متقیوں کے ہدایت ہے علیٰ حسب تفاوت درجاتہم

## اختلاف علماء کا بیچ معنی ہدایت کے

فی الفہم والاستنباط اور علماء کو ہدایت کے معنی بیچ اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ حقیقت ہدایت کی محض مطلب کی طرف راہ دکھانا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہمراہ اس کے پہنچانا طرف مطلب کے ضرور ہے اور تحقیق اس مقام کی وہ ہے کہ ہدایت اور تعلیم اور ارشاد اور انذار اور مانند ان الفاظ کے کبھی بیچ عمل فاعل کے مستعمل ہوتے ہیں اگرچہ اثر اُس کا مفعول میں ظاہر نہ ہو اور اسی قبیل سے ہے اما ثمود فھدینٰھم فاستحبوا العمیٰ علی الھدیٰ یعنی آیکن ثمود پس ہدایت کر دی ہے ان کو یعنی راستہ دکھلا دیا پس اختیار کیا انھوں نے گمراہی کو اوپر ہدایت کے اور کبھی ساتھ معنی تاثیر فاعل کے کہ منفعل میں پائی جائے مستعمل ہوتی ہے جیسا کہ کہیں ھدٰیہ اللہ فاھتدیٰ مثل احییٰ و اماتَ کے اور دونوں معنی حقیقی ہیں بلکہ عند التفتیش ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مآل دونوں معنی کا ایک چیز ہے اس واسطے کہ تاثیر فاعل کی نسبت طرف فاعل کے اعتبار کریں اور منفعل میں تاثیر اس کی کا اعتبار نہ کریں معنی اوّل

marfat.com

ہیں اور اگر اسی تاثیر کو منفعل میں اعتبار کریں معنی دوسرے ہیں اور دونوں معنوں کے اعتبار سے صفت خدا کی یہی ہوتی ہے اور صفت قرآن کی اور پیغمبروں اور مرشدوں کی بھی لیکن پیدا کرنا اہتدا کا خاص ساتھ حضرت حق ہے مگر پیدا کرنا اہتدا کے معنی حقیقی ہدایت کے نہیں حاصل یہ ہے کہ علامت ہدایت پانے کی ساتھ قرآن کے وہ ہے اور وہی علامت تقویٰ کی ہے کہ آدمی پہلے اعتقادوں اپنے کو صحیح کرے پھر اعمال جوارح اپنے کو مطابق اوامر نواہی قرآن کے عمل میں لاوے پھر اخلاق خبیثہ کو کہ روح کے واسطے مرض مہلک ہیں ترک کرے اور درست کرنا اعتقادوں کا سوائے اجتناب کے حجبوں واہیہ اور دخل وہم کے سے متصور نہیں اور اسی واسطے متقین وہ آدمی ہیں کہ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ یعنی وہ جماعت کہ ایمان لاتی ہے ساتھ غیب کے اور غیب نام اس چیز کا ہے کہ ادراک حواس ظاہرہ اور باطنہ سے خارج ہو جیسا کہ ذات اور صفات پروردگار کی اور فرشتے اور روز آخرت اور وہ چیز کہ اس دن میں ہوگی اور تقدیرات الٰہی اور کتابیں الٰہی باعتبار نسبت ان کی کے طرف خدا کے اور ایسے ہی تمام پیغمبر علیہ السلام ساتھ اس حیثیت کے اور ایمان بالغیب کو اس جہت سے بیچ علامات متقیوں کے اعتبار فرمایا ہے کہ جو چیزیں محسوسات میں سے ہیں خواہ حواس ظاہری سے مدرک ہوں خواہ حواس باطنی سے ہوں کہ ان کی تصدیق کرنے میں اختیار نہیں بلکہ خود بخود تصدیق ان کی آجائے گی پس یہ علامات اتقیا کی نہیں ہوسکتیں اور قرآن کی ہدایت اس بات میں اس طرح ہے کہ قرآن کے سبب سے اوپر حقائق اور تفاصیل ان امور کے اطلاع ہوتی ہے اور مسائل مقصودہ عقائد کے بھی یہی ہیں جس وقت ان امور کے ساتھ تمام حقائق اور تفصیلوں کے کہ کلام اللہ میں وارد ہیں تصدیق کریں جزو اعظم تقویٰ کا کہ درست کرنا اعتقادوں کا ہے حاصل ہو اور ہر چند جو ایمان کہ اس جگہ مذکور ہے ایمان لغوی ہے بمعنی تصدیق کے لیکن معمول

## بیان حقیقت ایمان کا

مفسرین کا اس مقام میں بیان حقیقت ایمان شرعی کا ہے اور قول رطب و یابس معتزلہ اور خارجیہ کے اور زیدیہ اور کرامیہ نقل کر کے دماغ سننے والے کا پریشان کرتے ہیں اور وہ قدر کہ منقح ہے یہ ہے کہ ایمان عرف شرع میں عبارت تصدیق سے ہے یعنی مان لینا اور یقین کرنا اس چیز کا کہ یقیناً معلوم ہے کہ یہ چیز دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سے ہے اس واسطے کہ ایمان کو

marfat.com

جانا ہے قرآن میں کار دل کا فرمایا ہے ایک جگہ فرمایا ہے قلبه مطمئن بالایمان اور ایک جگہ فرماتے ہیں کتب فی قلوبہم الایمان اور ایک جگہ ولما ید خل الایمان فی قلوبکم اور ظاہر ہے کہ کام دل بھی تصدیق ہے اور بس اور بھی ایمان کو عمل صالح کے ساتھ لایا ہے جیسا کہ بیچ آیت ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کے اور معاصی کے ساتھ بھی لایا ہے جیسا کہ بیچ آیت وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا اور بیچ آیت والذین آمنوا ولم یہاجروا کے پس معلوم ہوا کہ عملوں نیک کو ایمان میں دخل نہیں اور نہ عملوں بد کے سبب سے ایمان برہم ہو جاتا ہے یعنی ایمان جاتا نہیں اور صرف اقرار کی بغیر تصدیق کی اسی سورۃ میں مذمت فرمائی ہے بیچ آیت ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمومنین کے پس معلوم ہوا کہ اقرار محض حکایت ایمان کی ہے اگر حکایت ساتھ محکی عنہ کے مطابق ہوگی فبہا والا سوائے فریب اور جھوٹ کے کوئی شئے نہیں اور محکی عنہ فقط تصدیق ہے اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ جیسا کہ ہر چیز کے واسطے تین قسم کا وجود ہے ایک وجود عینی اور دوسرا وجود ذہنی اور تیسرا وجود لفظی ایسا ہی ایمان کا بھی تین قسم کا وجود ہے اور قاعدہ مقررہ ہے کہ وجود عینی ہر چیز کا اصل ہے اور باقی وجود جو ہیں فرع اور تابع اس وجود کے ہیں پس وجود عینی ایمان کا کیا ہے ایک نور ہے کہ دل میں واصل ہوتا ہے بسبب رفع ہونے حجاب کے کہ درمیان اس کے اور درمیان خدا کے ہے اور یہی نور ہے کہ بیچ آیت مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح کے تمثیل اس کی ساتھ وضاحت تمام کے بیان ہوئی ہے یعنی مثل اس کے نور کی جیسے کہ ایک طاق اس میں ایک چراغ ہے اور بیچ آیت اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور کے سبب اس کا بیان کیا اور نور مانند اور نوروں کے کہ محسوس ہیں قابل قوت اور ضعف اور شدت اور نقصان کا ہے جیسا کہ بیچ آیۃ اذا تلیت علیہم اٰیاتہ زادتہم ایمانا یعنی جس وقت پڑھی جائیں اوپر ان کے آیتیں اس کی بڑھتا ہے ایمان ان کے اور ایسے ہی بیچ اور آیتوں کے بھی طرف اس کے اشارہ فرمایا ہے اور طریق زیادتی اس کی کا یہ ہے کہ جس وقت حجاب مرتفع ہوتا ہے وہ نور زیادتی قبول کرتا ہے اور ایمان قوت پکڑتا ہے یہاں تک کہ اوپر اوج کمال اپنی کے پہنچے اور وہ نور پھیل کر اور فراخ ہو کر تمام قوتوں اور اعضا کو گھیر لیتا ہے

marfat.com

پس پہلے انشراح صدر حاصل ہو اور اوپر حقائق اشیاء کے مطلع ہو اور غیوب الغیوب اس کے مدرکہ پر متجلی ہوں اور ہر چیز کو اپنی جگہ میں پہچانتے اور صدق انبیاء علیہم السلام کا جن چیزوں میں خبر دی ہے اجمالاً اور تفصیلاً وجدانی ہو جاوے[1] اور بقدر نور کے پھر ساتھ قدر انشراح صدر کے داعیہ دل کا طرف اس کے پہنچتا ہے کہ موافق ہر امر الٰہی کے کام کرے اور جو ممنوعات شرعی ہیں اُن سے پرہیز کرے اور اس حالت میں انوار اخلاق فاضلہ اور خصائل حمیدہ اور اعمال صالحہ کے نور معرفت کے ساتھ مل کر اور ایک جا ہو کر عجیب چراغ پیچ تاریکیوں گھر طبیعت بہیمیہ اور شہویہ کے روشن کرتے ہیں جیسا کہ طرف اسی معنی کے آیتوں فرقانی میں اشارہ ہوا ہے ایک جا فرمایا نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم یعنی روشنی ان کی دوڑتی چلتی ہے آگے ان کے اور داہنے ان کے اور ایک جگہ فرمایا ہے نور علیٰ نور یھدی اللّٰہ لنورہٖ من یشآء[2] اور وجود ذہنی ایمان کا دو مرتبے رکھتا ہے اول ملاحظہ اجمالی کرنا ان معارف اور امور غیبیہ کا کہ کلمۂ لاالٰہ الاّ اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ کا مدلول ہیں اور ظہور اور انکشاف ان کا ساتھ توجہ کلی کے ہوا ہے اور اس ملاحظہ کا تصدیق اجمالی نام رکھا ہے اور گرویدن اور باور کردن کے ساتھ بھی تعبیر کرتے ہیں۔ دوسرے ملاحظہ تفصیلی ہر ہر شے کا امُور غیبیہ سے علیحدہ علیحدہ کرنا اور جو ارتباط کہ آپس میں اُن کے درمیان میں ہے اس کو بھی لحاظ کرنا اور اس ملاحظہ اور اُس ملاحظہ کا تصدیق تفصیلی نام رکھتے ہیں اور وجود لفظی ایمان کا بیچ اصطلاح شارع کے نام شہادتین کا ہے اور بس اور ظاہر ہے کہ وجود لفظی ہر چیز کا بدون موجود ہونے اس شے کے اصلاً فائدہ نہیں کرتا والا پیاسے کو پانی کا نام لینے سے سیرابی ہوتی اور بھوکے کو نام لینا روٹی کا تسلی بخشتا ہے مگر بابت ہے کہ ہر گاہ کہ تعبیر اور بیان کرنا مافی الضمیر کا بغیر واسطہ کلام کے عالم بشریت میں ممکن نہیں ناچار تلفظ کو ساتھ کلمۂ شہادت کے بہت دخل دیا ہے آدمی کے مومن کہنے میں اور فرمایا ہے امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یقولوا لاالٰہ الاّ اللّٰہ فاذا قالوھا عصموا منی دماءھم واموالھم الاّ بحقھا وحسابھم علی اللّٰہ یعنی امر کیا گیا

---

[1] یعنی دل میں ظاہر ہو جائے ۱۲ [2] یعنی روشنی اوپر روشنی کے ہدایت کرتا ہے اللہ تعالیٰ واسطے روشنی اپنی کے جس کو چاہے ۱۲

marfat.com

ہوئی میں اس بات کا کہ قتال کروں میں آدمیوں سے یہاں تک کہ کہیں لا الٰہ الا اللہ پس جس وقت کہہ لیا انھوں نے یہ کلمہ بچا لیا انھوں نے مجھ سے خون اپنے اور مال اپنے مگر ساتھ حق ان کے کے اور حساب ان کا اوپر اللہ کے ہے اور اس تحقیق سے معلوم ہوئی کیفیت زیادتی اور نقصان ایمان کی اور قوۃ اور ضعف اس کا اور وہ بھی ظاہر ہوا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن والحیاء من الایمان ولا یومن احدکم حتیٰ یامن جارہ بوائقہ یعنی نہیں زنا کرتا ہے زنا کرنے والا جس وقت کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ مومن ہے اور حیا ایمان سے ہے اور نہیں ایمان لاتا ہے کوئی تمھارا جب تک امن میں نہ رہے ہمسایہ اس کا تکلیفوں اوس کی سے کہ یہ سب محمول اوپر کمال ایمان کے ہیں بیچ وجود اپنے کے اور جن آدمیوں نے انکار زیادت اور نقصان ایمان کا کیا ہے مراد ان کی مرتبۂ اوّل ہے یعنی وجود ذہنی ایمان کا پس کوئی نزاع اور خلاف نہیں اور ایمان

## بیان اقسام ایمان کا

کی دو قسمیں ہیں اوّل ایمان تقلیدی دوسرا ایمان تحقیقی اور تحقیقی بھی دو قسم ہے استدلالی اور کشفی اور ہر ایک ان دونوں قسموں سے یا نہایت رکھے اور اُس حد سے تجاوز نہ کرے یا نہایت نہ رکھے اور جو کہ نہایت نہ رکھے اس کو علم الیقین کہتے ہیں اور وہ کہ انجام نہ رکھے وہ بھی دو قسم ہے یا مشاہدہ ہے کہ اس کا نام عین الیقین ہے اور یا شہود ذاتی ہے کہ نام اس کا حق الیقین ہے۔ یہ دو قسم اخیر یعنی عینی اور حقیقی داخل ایمان بالغیب میں نہیں اور قدماء صحابہؓ نے ایمان بالغیب کو اس جگہ اوپر اور معنی کے حمل کیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ساتھ روایت امام احمد کے بیچ مسند ان کے ساتھ روایت حاکم اور محدثین معتبر کے ثابت ہے کہ حارث بن قیس نے ایک دن ان سے کہا کہ ہم بہت حسرت اور افسوس کرتے ہیں اوپر اس چیز کے کہ ہم سے فوت ہوئی اور تم کو حاصل ہوئی اے یاروں محمدؐ کے تم لوگ آنحضرتؐ کے دیدار سے مشرف ہوئے عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہم بھی افسوس حسرت کرتے ہیں اوپر اس چیز کے کہ ہم سے فوت ہوئی اور تم کو حاصل ہوئی کہ بے دیکھے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان لائے قسم ہے خدائے پاک کی کہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیک اُس شخص کے کہ آپ کو دیکھا ہو آفتاب سے بھی زیادہ ظاہر



marfat.com

ہے ایمان کامل ایمان تمہارا ہے۔ پھر سورہ بقرہ پڑھنا شروع کیا تا آنکہ مضمون تک پہنچے اور اس مضمون کو بزاز اور ابو یعلی اور حاکم ساتھ روایت حضرت امیر المومنین عمرؓ بن الخطابؓ کے لائے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ میں ایک دن ہمراہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا تھا فرمایا کہ رُوبرو میرے بیان کرو تم کہ بہتر ایمان کی قسموں سے ایمان کون سے آدمیوں کا ہے۔ آدمیوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ ایمان فرشتوں کا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو ایمان سے کیا چیز منع کرنے والی ہے جانتے ہو کر فرشتوں کا اللہ کے نزدیک کیا رتبہ ہے یعنی قرب جلال الہی کا ان کو میسر ہے آدمیوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ ایمان پیغبروں کا فرمایا کہ ایمان پیغبروں کا کیا تعجب ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو ساتھ رسالت اور نبوت اپنی کے ممتاز فرمایا ہے آدمیوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ ایمان اُن آدمیوں کا کہ ہمراہ انبیاء کے حاضر ہوتے اور اُوپر دین کے جان اپنی کو قربان کیا اور شہادت پائی فرمایا ایمان ان کا کیا عجیب ہے کہ یہ لوگ انبیاء کی صحبت میں رہے اور طور و وضع ان کی دیکھ کر یقین حاصل کیا۔ آدمیوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ پس آپ فرمائیے کہ ایمان کونسے فرقہ کا افضل ہے فرمایا ایمان اس فرقہ کا کہ ابھی اپنے باپ دادوں کی پشت میں ہیں اور مجھ سے پیچھے پیدا ہوں گے اور میرے اُوپر ایمان لائیں گے اور مجھ کو انھوں نے نہیں دیکھا۔ چند ورق پڑے ہوئے اُن کی نظر میں پڑے بسبب قوتِ ایمان کے موافق اس لکھے ہوئے کے عمل کیا یہ گروہ ایمان میں افضل ہے اور اسی قصہ کو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طریق سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سفر میں صبح کو اُٹھے اور فرمایا کہ پانی ہے تاکہ وضو کروں میں آدمیوں نے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ اس جگہ پانی نہیں۔ فرمایا کسی کے پاس پانی پینے کا بھی ہے آدمیوں نے ایک آب خورہ آں حضرت کے پاس حاضر کیا۔ آں حضرت نے اپنی مبارک انگلیوں کو اس آب خورہ میں رکھ کر بلالؓ سے فرمایا کہ لشکر میں آواز دے تاکہ آدمی آئیں اور وضو کریں۔ آدمی آتے تھے اور درمیان انگلیوں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کرتے تھے اور پانی فوارہ کی مانند انگلیوں میں جوش مارتا تھا اور ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہ

marfat.com

تمام صحابہ کے درمیان سے پانی پینے میں مشغول تھے بار بار اس پانی کو نوش فرماتے تھے جب تمام لشکر وضو سے فارغ ہوا آں حضرت اُٹھے اور نماز صبح کی ادا فرمائی بعد نماز صبح کے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے آدمیو! مخلوقات کے درمیان میں کونسا فرقہ ہے کہ ایمان اس کا عجائبات سے ہے عرض کیا کہ یارسُول اللہ فرشتے، آں حضرت نے فرمایا کہ فرشتے امر اور نہی الٰہی کو پہنچاتے ہیں آپ کس واسطے اوپر اس کے ایمان نہ لائیں۔ ایمان لانا ان سے کیا عجیب ہے عرض کیا یارسول اللہ ایمان پیغمبروں کا فرمایا کہ اوپر پیغمبروں کے وحی آسمان سے نازل ہوتی ہے پیغمبروں کو کیا ہوا ایمان نہ لائیں عرض کیا یارسُول اللہ ایمان آپکے یاروں کا فرمایا کہ یاروں میرے کو کیا ہے کہ ایمان نہ لائیں اور حال یہ ہے کہ میں ان کے درمیان میں موجود ہوں اور وہ ہردم اور ہر لحظہ دیکھتے ہیں جو کچھ کہ دیکھتے ہیں ایمان اس گروہ کا تعجب ہے کہ بعد میرے آویں گے اور بن دیکھے میرے اوپر ایمان لائیں گے اور تصدیق میری کریں گے اور یہی لوگ ہیں بھائی میرے اور تم یار میرے ہو۔

اور ابو داؤد وطیالسی نافع سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رُوبرو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آیا اور کہا اے ابا عبدالرحمٰن تم نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ہاں اس شخص نے کہا کہ ان زبانوں کے ساتھ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تم نے کلام بھی کیا ہے کہا ہاں رے پھر کہا ساتھ ان ہاتھوں اپنے کے بعیت بھی تم نے آں حضرتؐ سے کی کہا ہاں اس شخص کی حالت وجد کی سی ہو گئی اور کہا کہ تم عجب خوش حالت رکھتے ہو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ آگے تیرے ایک بات کہتا ہوں میں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ خوش حال وہ شخص ہے کہ مجھ کو دیکھا اور میرے اوپر ایمان لایا اور خوش حال ہے اور پھر خوش حال ہے اس شخص کے واسطے کہ بن دیکھے میرے اوپر ایمان لایا اور حاکم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فرماتے تھے کہ ایک جماعت اُمت میری سے بعد میرے پیدا ہو گی کہ محبت میری میں اس قدر فریفتہ ہو گی کہ اگر دیدار میرا حاصل کریں تو اہل وعیال اور مال اور اسباب اپنے سے خرید لیں حاصل کلام یہ کہ ایمان بالغیب جس قسم کا ہو مستلزم اعمال قلبیہ اور بدنیہ اور خرچ کرنے مال اور جاہ کا ہے اور روگردانی

marfat.com

لذتوں جسمانی اور خواہشوں طبیعت کے سے اس کو لازم ہے اور اسی واسطے ہر گاہ یومنون بالغیب نے اعمال قلبیہ متقیوں کا اور درستی اعتقاد ول ان کے کا نشان دیا اب اعمال بدنیہ ان کے سے نشانی دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ یعنی قائم رکھتے ہیں نماز کو اس جگہ سمجھنا چاہیئے کہ نماز گذاری ایک شے ہے اور قائم رکھنا نماز کا شے دوسری ہے اور قرآن مجید میں جا بجا بیچ مقام منع اور تاکید کے ادا کرنے نماز کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ قائم کرنا نماز کا بیان کیا اور اقامت لغت میں ماخوذ قیام سے ہے یعنی سیدھا کھڑا کرنا اور قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کو سیدھا کھڑا کرتے ہیں ہر ہر جز و اس کا اپنی اپنی جگہ کہ مناسب وضع اس کی کے ہے بیٹھ جاتا ہے پس قائم کرنے نماز کے معنی کیا ہیں کہ نماز کا ہر کجی اور خلل سے محافظت کریں خواہ وہ خلل اور کجی دل کے کام میں ہو یا زبان کام میں ہو یا جوارح اور اعضا کے کام میں ہو اور خواہ یہ محافظت فرائض میں ہو یا شرطوں میں یا سنتوں میں یا مستحبات میں اور اسی واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے اقامة الصلٰوة اتمام الركوع والسجود والتلاوة والخشوع والاقبال عليها فيها[1] اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے اقامة الصلٰوة المحافظة عليها وعلى مواقيتها ووضوءها وركوعها وسجودها[2] اور صوفیاء کرام کے نزدیک یہ بھی اقامۃ الصلٰوۃ میں داخل ہے کہ وقت ادا کرنے ارکان اور آداب نماز کے سر ہر ایک کا معلوم کرے اور قصد کرے کہ اپنے تئیں ساتھ اس سر کے ملا دے اور دریافت کرنا اسرار نماز کا اس وجہ سے کہ تحقیق ان کا اس میں ہو مختلف ہے باعتبار اختلاف مراتب اور استعداد نمازیوں کے پس جو کہ مناسب حال مبتدی کے ہے لکھا جاتا ہے کہتے ہیں کہ طہارت نجاست حکمی سے کہ حدث چھوٹی اور بڑی ہے اور نجاست حقیقی سے کہ بول اور براز اور خون اور پیپ وغیرہ ہے اس واسطے مقرر ہوئی ہے تا کہ دلالت کرے اوپر حاصل کرنے طہارت کے علاقوں دنیاوی کے سے کہ تمام حادث اور نو پیدا ہیں اور کسی قسم کے حدث سے خالی نہیں ہیں تا کہ وقت خدا کی طرف

---

[1] یعنی قائم کرنا نماز کا پورا کرنا رکوع اور سجدہ کا اور تلاوۃ کا اور خشوع اور توجہ اوپر اس کے ۱۲۔

[2] یعنی قائم کرنا نماز کا حفاظت کرنی اوپر اس کے اور اوپر وضو اس کے کے اور رکوع اور سجدہ اسکے کے ۱۲

متوجہ ہونے کے ایک مناسبت ساتھ اس جناب پاک کے حاصل ہوتے اور لیاقت حضوری اس جناب کی اور بجالانا اس خدمت کا جس کے واسطے اس کو امر ہے بہم پہنچے جیسا کہ بادشاہوں کے دربار میں بغیر اس کے کہ پہلے حمام اور غسل اور استعمال خوشبو اور صفائی کپڑوں اور بدن کی نہ کرلیں نہیں جا سکتے اور ان کی خدمت میں قائم نہیں ہوتے اور متوجہ ہونا ظاہر بدن کا طرف قبلہ کے کہ زمین پاک اس جگہ کی اصل جمعیت آدمی کی وہاں سے ہے اس واسطے کہ تمام زمین اسی جگہ سے پھیلائی گئی ہے دلالت کرتا ہے اوپر اس کے کہ باطن اپنے کو بھی متوجہ طرف جناب حق کے کہ لمشار روحانیت آدمی کا وہی ہے کرنا چاہیئے اور تکبیر تحریمہ رفع یدین کے ساتھ اشارہ اس کے اوپر کرتی ہے کہ میں نے دونوں جہان سے ہاتھ اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی جناب کو سب چیزوں سے میں نے بڑا جانا اور واسطے تائید و اعتقاد کے دُعا استفتاح یعنی سبحانک اللھم الخ زبان سے کہا ہے اور کھڑا ہونا دلالت کرتا ہے اوپر استقامت کے اس راہ میں اور پڑھنا الحمد کا کہ ثنا زبانی اس میں ہے اور زبان سے ثنا کہ ترجمان دل کا ہے دلالت کرتا ہے اوپر اس کے کہ دل میرا بالکلیہ طرف اس کے مائل ہوا اور اس سورۃ میں الفاظ خطاب کے جیسا کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور ایسی ہی تخصیص ساتھ عبادت اور استعانت کے دلالت کرتی ہے اوپر اس کے کہ بسبب کمال توجہ اور التفات کے رتبہ مشاہدہ اور مخاطبہ کا میں نے پایا اور عبادت اور استعانت میں کہ یہ دونوں ایسے شغل ہیں لائق بنی آدم کے یہ ہے کہ کسی دم ان سے خالی نہ رہے سب غیروں سے اعراض کلی میں نے کیا اور سوال ہدایت کا اور بھاگنا راستے اہل غضب اور گمراہی کے سے دلالت اوپر اس کے کرتا ہے کہ حُب اور بغض اور میل اور نفرت میری اُس جناب کے تابع ہوئے پھر رکوع دلالت کرتا ہے کہ بسبب مشاہدہ عظمت اس کی کے پشت میری خم ہوئی اور پھر قومہ دلالت کرتا ہے اوپر اس کے کہ بیچ اس انکسار کے استقامت میں نے قبول کی پھر سجدہ کہ اس میں کمال تذلل ہے بعد انکسار کے دلالت کرتا ہے اوپر کمال تقرب کے اس واسطے جو تقرب کہ بشر کی قدرت میں ہے اسی قدر ہے کہ جو شے اس میں معظم ہے اس کو اس قدر پست کرے کہ ساتھ اصل خاکی اپنی کے پہنچے اور سجدہ دُوسرا دلالت کرتا ہے اوپر دُور کرنے تجبر

marfat.com

کے لسبب حصول قرب کے اور قعود اشارہ کرتا ہے طرف حاصل ہونے عزت اور بزرگی
کے اس جناب کی طرف سے کہ مجرا قبول فرما کر پروانگی بیٹھنے کی دی اور سلام دلالت کرتا
ہے اوپر پھرنے کے اس سفر باطنی سے اور یہ بھی کہا ہے کہ نماز اصل سب عبادتوں بدنی
کی ہے اس واسطے کہ شامل ہے اوپر طہارت اور استقبال قبلہ اور ذکر اور تسبیح اور تہلیل اور
شہادتیں اور درود اور دُعا کے کہ اصول زبان کی عبادتوں کی ہیں اور بھی شامل ہے اوپر
معنی روزہ کے کہ مراد بند کرنے نفس کا ہے خواہشوں اس کی سے بلکہ نماز میں روزہ
کی نسبت سے زیادہ بندی ہے اس واسطے کہ آنکھ کو بھی غیر دوست کی طرف سے ہٹا دے
اور زبان کو بھی سوائے تلاوت اور ذکر اس کے کے اور چیزوں سے بچائے اور پیروں کو
اور طرف حرکت کرنے سے اور ہاتھ کو داد و ستد سے روکے وعلیٰ ہذا القیاس قوت خیالیہ
اور فکر کو سیر کرنے سے بیچ مخزونات اپنے کے اور یہ معنی روزہ میں متحقق نہیں اور بھی
شامل ہے اوپر معنی حج کے تحریمہ اوس کی بجائے احرام کے ہے اور استقبال قبلہ کی بجائے
طواف کے اور قیام بجائے وقوف عرفات کے اور رکوع اور سجود اور حرکتیں رکعتوں کی
مثل سعی کے درمیان صفا اور مروہ کے اور بھی شامل ہے اوپر معنی زکوٰۃ کے اس واسطے
کہ خرچ کرنا مال کا واسطے ستر عورت کے اور حاصل کرنا آلات طہارت کے اس میں واجب
ہے اور بھی ایک وقت کو اوقات دین سے نفع اپنے سے خالی کرنا اور ساتھ حکم خدا کے
مصروف رکھنا مانند جدا کرنے ایک حصے کے مال میں سے ہے واسطے مصارف الٰہی کے
اور بھی عبادت جمادات یعنی پتھر وغیرہ کی کہ جو چیزیں چلتی پھرتی نہیں بیٹھنا ہے اور عبادت
جانوروں چرنے والے کی رکوع ہے اور عبادتیں جانوروں اُڑنے والوں کی ذکر اور تلاوت
اسماء الٰہیہ کی ہے ساتھ خوش آوازی کے فرد: ۔ مرغان چمن بہر صباحے۔ خوانند ترا باصطلاحے
اور عبادت حشرات کی سجود ہے اور عبادت درختوں اور سبزوں کی قیام ہے اور عبادت
ہر فرقہ کی فرشتوں میں اسی قسموں کی عبادتیں ہیں اور عبادت کروبیوں کی کہ ان کو مہیمن بھی
کہتے ہیں استغراق اور مشاہدہ ہے اور نماز میں یہ سب عبادتیں پائی جاتی ہیں اور اسی واسطے
مرتبہ اس عبادت کا سب عبادتوں کے مرتبہ سے بڑا ہے کہ جامع تمام عبادتوں بدنی اور نفسی

marfat.com

کو ہے اور اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب آں حضرتؐ سے پوچھا گیا کہ ای الاعمال[1] افضل ارشاد ہوا کہ الصلوٰۃ لوقتھا نماز اپنے وقت پر پڑھنی اور اسی واسطے کہ پیچ بیان کرنے علامتوں تقوائی کے اور پر اقامت صلوٰۃ کے کفایت کی گویا اشارہ فرماتے ہیں طرف اس کے کہ تمام اعمال ان کے موافق شرع کے ہیں اس واسطے کہ اس عبادت کو کہ اصل الاصول اعمال بدنی کی ہے ساتھ اس خوبی کے ادا کرتے ہیں اور جس وقت بیان خوبی اعمال متقیوں کی سی فارغ ہوتے اب حسن اخلاق ان کے سے نشان دیتے ہیں کہ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ یعنی اس چیز سے کہ روزی دی ہم نے ان کے تئیں خرچ کرتے ہیں تاکہ شہوت

## خرچ کرنا مال کا سات طرح سے عبادت ہے

اور حرص اپنی کو پاک کریں اور خرچ کرنا مال کا شریعت میں سات قسم کی عبادت ہے پہلے ادا کرنا زکوٰۃ مفروضہ کا کہ سونے چاندی سے بشرط پہنچنے حد نصاب کے اور گزر جانے برس کے چالیسواں حصہ اس کا واجب ہے اور مواشی اور مال تجارت اور محصول زمین عشری میں جیسا کہ کتابوں فقہ میں لکھا ہے واجب ہوتا ہے دوسرے صدقہ فطر کہ بعد دیکھنے چاند عید کے دو سیر گیہوں ہر آدمی کے اوپر واجب ہوتے ہیں تیسرے خیرات کہ عبادت ہے دینے سائلوں کے سے اور ضیافت مہمانوں کی سے اور اعانت ضعیفوں اور یتیموں کی سے سوائے قدر زکوٰۃ کے چوتھے وقف مانند بنانے مسجدوں اور مدرسوں اور پل اور کوئیں اور مہمان سرائے کے پانچویں[5] مصرف حج کا کہ خواہ واسطے اپنے اور خواہ دوسرے کے سامان حج کا درست کر دے جیسا کہ سواری اور زاد راہ وغیرہ چھٹے مصرف جہاد کا کہ ایک درم خرچ کرنا اس میں برابر سات سو درم کے ہوتا ہے جیسا کہ بیچ آخر سورۃ کے آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ ساتویں ادا کرنا نفقوں واجبہ کا اور وہ نفقہ بیوی اور چھوٹی اولاد کا ہے اور نفقہ اور محارم کا بھی بشرط طاقت اس شخص کے اور محتاج ہونے اُن کے کے اور بیچ لفظ مما کے بسبب لانے من تبعیضیہ کے اشارہ فرمایا ہے طرف اس کے کہ اسراف مال کے خرچ کرنے میں خواہ اپنے نفس کے اُوپر کرے خواہ اہل پر ممنوع ہے اور حد اسراف کی یہ ہے کہ خرچ کرنا مال کا بیچ ایسی جہت کے کہ سبب فوت کرنے حق کا جہت دوسری میں ہو اور نسبت کرنے میں خدا تعالیٰ کے رزق کے اپنی طرف اشارہ طرف اس کے کہ ہر چیز ملک اور مال ہمارا ہے پس بخل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ بیچ ہاتھ ان کے ہے اور عاریتاً ان کو دیا ہے بخل بیجا ہے جا سمجھ میں جاننا چاہیے

---

• یعنی کونسا عمل افضل ہے۔

marfat.com

کہ اور یہ مذہب اہل سنت و جماعت کے جیسا کہ حلال رزق ہے حرام بھی رزق ہے پس لانا لفظ من کا کہ دلالت اور تبعیضیت کے کرتا ہے بہت مناسب پڑتا ہے کہ وہ قسم رزق کی کہ حرام سے لائق خرچ کرنے کے نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ لایقبل صدقۃ من غلول یعنی نہیں قبول کیا جاتا ہے صدقہ چوری کی چیز سے اور فرقہ معتزلہ فرق عبادت ملک سے جانتے ہیں اور مال حرام کو اس جہت سے کہ بیچ ملک ناصب کے داخل نہیں رزق نہیں کہتے اور یہ صریح خطا ہے اس واسطے کہ رزق عبارت انتفاع سے ہے اور انتفاع میں حلال اور حرام برابر ہے اور اگر رزق عبارت ملک سے ہو چاہیئے کہ جانور جو لیاقت ملک نہیں رکھتے رزق نہ ہو اور قرآن کی اس آیت وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا میں دلیل ہے کہ جانوروں کے واسطے بھی رزق مقدر خدا کی طرف سے ثابت ہے اور جس وقت متقیوں کی صفت میں ایمان بالغیب کا اعتبار فرمایا نکلنہ اُس کا ہوا کہ لفظ متقی کا خاص ساتھ فرقہ عربوں اور اور امیوں کے کہ مثل اُن کے ہوں ہوئے اس واسطے کہ اکثر مسائل ذات اور صفات کے اور مباحث بنوت اور معاد کے انھیں کی نسبت سے غیب ہیں اور اہل کتاب جیسا کہ یہود اور نصاریٰ ان اشیا کو بسبب کمال شہرت کے اور تواتر خبروں انبیاؤں اور کتابوں الٰہیہ کے مثل آنکھ کی دیکھی ہوئی شے کے جانتے ہیں یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے لڑکے اُن کے بھی اُن چیزوں کو بیان کرتے تھے ناچار واسطے داخل کرنے اہل کتاب کے کہ مشرف اسلام سے ہوئے ہیں متقیوں کے زمرہ میں ایک صفت دوسری کا اوپر ایمان بالغیب کے عطف کیا تاکہ اشارہ ہو طرف اس کے کہ متقی دو قسم ہیں۔ قسم پہلی وہ لوگ ہیں کہ ایمان بالغیب لاتے ہیں اور بمقتضائے اس ایمان کے اعمال اور اخلاق اپنے کو درست کرتے ہیں اور قسم دوسری وہ لوگ ہیں کہ پہلے سے ان امور غیبیہ کو جانتے ہیں اور واسطے تاکید اور تقویت ان معلومات اپنی کے التجا طرف اس کتاب کے لاتے ہیں مثل عبداللہ بن سلام کے اور امثال ان کے اور بھی لوگ مراد ہیں اس آیت میں وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ یعنی متقیوں سے وہ لوگ بھی ہیں کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اُس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف تیرے کہ وحی متلو ہے یعنی کتاب اور وحی غیر متلو یعنی سنت کہ ان کو بسبب

marfat.com

اس ایمان کے زیادتی اطلاع کی اوپر تفصیل اور تحقیق امور غیبیہ کے حاصل ہوتی ہے اور ساتھ ہدایت قرآن کے راہ پانے والے ہوتے ہیں وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یعنی اور بھی ایمان لاتے ہیں ساتھ اُس چیز کے کہ اُتاری گئی ہے پہلے تیرے اوپر انبیاء پہلوں کے کہ مراد اس سے کتابیں الٰہی ہیں کہ پیشتر اتریں مثل توریت اور زبور اور صحیفے انبیاؤں پہلوں کے اور سنتیں انبیاء سابقین کی اور نصیحتیں اور ارشاد اُن کے پس اس جماعت کو لسبب احاطہ کرنے اور گھیر لینے تمام افراد وحی کے مرتبہ تقوی اور اہتدا کا حاصل ہوا جیسا کہ جماعت پہلی کو اہتدا حاصل ہوا تھا اور معنی ہدایت قرآن کے اس جماعت کی نسبت سے یہ ہیں کہ تفصیل اور تحقیق اموُر اخروی اور امور غیبیہ کی اُن کو قرآن سے حاصل ہوئی اور اسی واسطے اور ابناء جنس اُن کے ہر چند کہ دعوی ایمان کا آخرت کے اوپر کرتے ہیں لیکن یقین تمام نہیں رکھتے وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ یعنی ساتھ آخرت کے وہ ہیں کہ یقین پورا رکھتے ہیں اس واسطے کہ یقین پورا ساتھ کسی چیز کے سوائے جاننے تفصیلوں اس شے کے اور دور ہونے شبہوں کے حاصل نہیں ہوتا ہے اور یہ بات سوائے اُن کے اور اہل کتاب کو حاصل نہیں۔ پیچ اس جگہ کے جاننا چاہیئے کہ جیسا کہ ایمان قرآن کے ساتھ ہر مکلف پر فرض ہے ویسے ہی ایمان ساتھ کتابوں پہلی کے بھی فرض ہے لیکن اوپر بعضوں احکام ان کتابوں کے کہ منسوخ ہوئے ہیں عمل درست نہیں جیسا ایمان ساتھ قبلہ ہونے بیت المقدس کے فرض ہے لیکن منہ کرنا نماز میں اُس طرف درست نہیں اس واسطے کہ منسوخ ہو گیا حاصل یہ ہے کہ دونوں فرقے ساتھ اس کتاب کے ہدایت پانے والے ہوئے اگرچہ ہدایت کی تفصیلوں پر کہ کتابوں الٰہیہ سے حاصل ہوتی ہیں مطلع نہ ہوں لیکن اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى یعنی وہ تمام گروہ کہ مذکور ہوئے اوپر بڑی ہدایت کے ہیں مِّنْ رَّبِّهِمْ پروردگار اپنے کی طرف سے اس واسطے کہ پہلا گروہ اگرچہ بتدریج ہدایتوں پر تفصیلاً واقف نہ ہوئے لیکن ہر گاہ کہ یہ کتاب تمام مضمونوں پہلی کتابوں کو شامل تھی دفعۃً لسبب اس کے نور تمام ہدایتوں ان کتابوں کا اس گروہ کے دل پر چھا گیا اور دوسرے گروہ نے اگرچہ انوار ہدایتوں پہلیوں کے حاصل کئے تھے لیکن یہ امر غیبی کہ نزول قرآن مجید کا ہے مع انوار اور برکات اپنی کے نظر اُن کی سے غائب تھا پس حقیقت

marfat.com

میں اُن کو بھی ایمان بالغیب اُوپر درجہ کمال کے حاصل نہ ہوا تھا اور اسی واسطے دونوں فرقہ بسبب اس قرآن کے ساتھ مطلب اپنے کے پہنچے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی اور وہ گروہ وہی ہیں مطلب کے پانے والے فرق اس قدر ہے کہ پہلے فرقہ نے دفعۃً اس خزانہ

## خواص سورۂ فاتحہ کے

کی طرف راہ پائی اور فرقہ دوسرے نے بتدریج راہ پائی۔ اس جگہ جاننا چاہیے کہ سورۂ فاتحہ ساتھ آیتوں اپنی کے اور ان چار آیتوں سورۂ بقرہ کے ان تینتیس ۳۳ آیتوں میں سے ہے کہ برکتیں اُن کی مشہور اور معروف ہیں عبداللہ بن احمد بن حنبل نے بیچ زوائد مسند کے اور حاکم اور بیہقی نے بیچ کتاب الدعوات کے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا تھا ناگاہ ایک اعرابی آیا اور عرض کی کہ ایک بھائی میرا ہے درد سخت میں مبتلا ہے فرمایا کیا درد ہے عرض کیا کہ آسیب جن کا اس کے اُوپر معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ اُس کو رُوبرو ہمارے لا اعرابی نے اپنے بھائی کو روبرو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بٹھلایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان آیتوں کے ساتھ دم فرمایا فی الفور اچھا ہوا اور اُٹھا گویا کبھی مرض اس کو نہ تھا وہ سورۂ فاتحہ اور چار آیتیں اول سورۂ بقر سے اور دو آیت الٰھکم الله واحد اور یہ آیت الکرسی اور تین آیتیں آخر سورۂ بقر سے اور ایک آیت سورۃ آل عمران یعنی شهد الله انّهٗ لا اله الا هو اور سورۂ اعراف سے انّ ربّکم الله اور سورۂ مومنون سے فتعالی الله الملك الحق اور سورۂ جن سے وانّهٗ تعالٰے جد ربّنا اور دس آیتیں اوّل صافات کی اور تین آیتیں آخر سورۂ حشر سے اور قل هو الله

## بیان پڑھنے آیتوں سورۂ بقرہ کا

احد اور معوذتین ہیں اور دارمی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جو کوئی اوّل سے سورۂ بقرہ رات کو پڑھے اس گھر میں اس رات دخل شیطان کا نہ ہو صبح تک اور بیچ بعضی روایتوں بیہقی کی شعب الایمان میں اور زید بن منصور کی بیچ مسند اپنی کے اور دارمی کی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے یاروں میں سے تھا وارد ہوا ہے کہ جو کوئی دس آیتیں سورۃ بقر سے وقت خواب کے پڑھے قرآن کو فراموش نہیں کرے گا۔ چار آیتیں اوّل سے اور آیت الکرسی اور دو آیتیں بعد اس سے اور تین آیتیں آخر سورۂ بقر سے کہ شروع ان کا للهِ مافی السماوات ہے اور طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمرؓ سے روایت

marfat.com

کی ہے کہ آں حضرتؐ سے میں نے سُنا ہے کہ فرماتے تھے جو کوئی تم میں سے مرے اس کو گھر میں نہ رکھ چھوڑو بلکہ جلدی سے قبر میں پہنچا دو اور چاہیئے کہ قبر پر کھڑے ہو کر مردہ کے سر کے پاس شروع سورۂ بقر کا پڑھو اور پیر کی طرف آخر سورۂ بقر کا اور ابن البخاری نے تاریخ اپنی میں محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک بار ہم نے شہر تستر کے کنارہ پر خیمہ کھڑا کیا۔ آدمی اس جگہ آئے اور کہا یہ جگہ خوف کی ہے جو قافلہ اس جگہ اترتا ہے اسباب اُس کا چور لوٹ لے جاتے ہیں ہم اپنے امیر کے کہنے سُننے سے شہر میں آگئے اور میں بسبب اس حدیث کے کہ عبداللہ بن

## حفاظت خود

عمرؓ سے سُنی تھی اسی مکان میں ٹھیرا رہا اور حرکت نہ کی اور وہ حدیث یہ ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی رات میں تینتیس ۳۳ آیتیں پڑھے اس کو اس رات میں کوئی درندہ اور چور ایذا نہ پہنچائے گا لیکن گھر کا چور نہ ہو اور جان اور اہل اور مال اس کا محفوظ رہے صبح تک۔ ہر گاہ کہ رات ہوئی چوروں کے ڈر سے میں نہ سویا یہاں تک کہ دیکھا میں نے کہ جماعت بڑی شمشیر برہنہ لئے میرے اوپر تیس بار سے زیادہ حملہ آور ہوئی لیکن پاس میرے نہ آسکی جب صبح ہوئی وہاں سے کوچ کیا راستے میں ایک بوڑھے آدمی سے ملاقات ہوئی اس نے مجھ سے کہا کہ تو جنس آدمی کی ہے یا جن کی میں نے کہا کہ میں انسان ہوں اس نے کہا رات کو کیا حال تیرا تھا کہ ہم ستر آدمی سے زیادہ تھے اور اوپر تیرے حملہ کرتے تھے اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک قلعہ لوہے کا پیدا ہوا تھا اُس ضعیف مرد کے رُو برو میں نے قصہ اس حدیث کا ذکر کیا اُس نے پوچھا کہ وہ تینتیس ۳۳ آیتیں کون کون سی ہیں میں نے کہا چار آیتیں شروع سورۂ بقر سے مفلحون تک اور تین آیتیں آیت الکرسی سے خالدون تک اور تین آیتیں آخر سورۂ بقر کی للہ ما فی السمٰوات سے آخر سورۃ تک اور تین آیتیں اعراف سے ان ربکم اللہ محسنین تک اور دو آیتیں بنی اسرائیل سے قل ادعوا اللہ و ادعوا الرحمٰن آخر سورۃ تک اور دس آیتیں اول صافات سے لازب تک اور دو آیتیں سورۂ رحمٰن کی یا معشر الجن والانس فلا تنتصران تک اور آخر سورۂ حشر لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل سے آخر سورۃ تک اور دو آیتیں سورۃ قل اوحی سے وانّہٗ تعالیٰ جدّ ربنا سے شططا تک اور ہر گاہ کہ بیان کرنے حال پانچ گروہ آدمیوں کے سے کہ لفظ

marfat.com

متقی کا ان کو شامل ہے اور قرآن کی ہدایت سے ان کو نفع ہے فراغت ہوئی اب بیان دو فرقے دوسروں کا کہ اشقیا ہیں فرماتے ہیں گویا اس ارشاد میں تسلی ہے جناب رسُول مقبول علیہ السّلام کو کہ منتفع نہ ہونا ان دو گروہ کا اس سبب سے نہیں کہ قرآن کی ہدایت میں کچھ قصور اور سستی ہے اور نہ اس سبب سے کہ تیرے انداز اور تبلیغ میں کسی طرح کا نقصان ہے بلکہ بسبب باطل ہونے فطرت فاسد اُن کی کے ہے اس واسطے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یعنی تحقیق وہ آدمی کہ کافر ہوئے اور کفر پر مر گئے اس واسطے کہ جو کوئی آخر عمر میں ایمان لایا عند اللہ کافر نہیں اور اسی واسطے شیخ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کسی کافر کو کافر نہیں کہہ سکتے جب تک کہ خاتمہ اُس کا اوپر کفر کے نہ ہو اور اس مسئلہ کا نام نزدیک اشاعرہ کے مسئلہ موافات کا ہے اور حقیقت کفر کی یہ ہے کہ کسی چیز کا کہ یقیناً دین محمدی سے ہے انکار کرے اور معنی انکار کے نہ ماننا ہے خواہ حقیقت اس کی پہچانے یا نہ پہچانے خواہ اقرار ساتھ حقیقت اس کی بھی کرے یا نہ کرے پس اگر یہ حالت تا دم مرگ معاذ اللہ مستمر ہی کفر حقیقی ہوا الّا صورت کفر کی ہے حقیقت میں کفر نہیں اس واسطے کہ ایمان اور کفر میں اعتبار خاتمہ کا ہے پس جو لوگ کہ اسی مرض میں مرے ضرور ہوا کہ کسی وقت زندگی اپنی میں توفیق قبول کرنے دین تیرے کی نہ پائی اور ساتھ اس مرتبہ کے کفر اُن کا محکم ہوا کہ تیرے ڈرانے سے ہرگز باز نہیں رہتے یہاں تک کہ سَوَآءٌ عَلَیْہِمْ ءَاَنْذَرْتَہُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ یعنی برابر ہے اُوپر اُن کے خواہ ڈراوے تو خواہ نہ ڈراوے تو ان کو اس واسطے کہ کفر اُن کا بسبب شبہ کے نہیں کہ اعجاز قرآن میں یا نبوت تیری میں آ گیا ہو بلکہ بہ سبب بے التفاتی اور کم توجہی ان کی کے ہے اس طرف میں یا بسبب کمال دشمنی اور بغض کے ہے کہ دیکھے ہوئے کو بن دیکھا اور سُنے ہوئے کو بن سُنا جانتے ہیں پس برابر ہے حال اُن کا خواہ اُن کے تئیں دلیل ظاہر ہو یا نہ ہو لَا یُؤْمِنُوْنَ یعنی ایمان نہ لائیں گے اور لفظ علیہم کا سَوَاءٌ علیہم میں اس واسطے زیادہ کیا ہے کہ ڈرانا اور نہ ڈرانا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا اُن کی نسبت برابر ہے لیکن آں حضرت کی نسبت سے برابر نہیں اس واسطے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کو بیچ ڈرانے اُن کے سراسر اجر اور ثواب حاصل ہوتا تھا اور اُس کے چھوڑ

marfat.com

ڈرنے میں اجر اور ثواب حاصل نہیں ہوتا تھا پس گویا ایسا ارشاد ہوا کہ سواء علیہم لا علیك اور اسی جہت سے ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد اس آیت کے بھی ڈرانے اُن کے سے باز نہ رہے بلکہ بیچ مبالغہ اور کوشش کے زیادتی کرتے تھے تاکہ اجر اور ثواب حاصل کریں اور سبب بقا کفران کے کا باوجود کمال ہدایت قرآن اور کوشش پیغمبر ور رہنمائی کے وہ ہے کہ دلائل ہر چند کہ یقینی اور قطعی ہوں فائدہ اُن کا نہیں ہوتا ہے مگر س کو ہی کہ دل اس کے کا دروازہ کھلا ہوا ہو اور یہ گروہ ہے کہ ختم اللہ علی قلوبہم یعنی مہر کر رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر پس اُن سے ممکن نہیں کہ ساتھ کسی دلیل کے علم حاصل کریں اس واسطے کہ ان کے دلوں میں دلیل نہیں آ سکتی اور جب تک دلیل ان کے دل میں نہ آئے ان کو تامل اس دلیل میں اور نتیجہ حاصل کرنا مقصود نہیں اور قلب لغت میں نام گوشت صنوبری کا ہے کہ بائیں طرف سینہ کے ایک جگہ خالی میں رکھا ہوا ہے اور روح حیوانی اسی گوشت میں پیدا ہوتی ہے اور یہ ایسی روح ہے کہ منشا حس اور حرکت کی ہے اُسی گوشت سے طرف باقی اعضا کے بواسطہ شرائین کے پہنچتی ہے اور بیچ اصطلاح اہل شرع کے نام لطیفہ انسانی کا ہے کہ انسانیت انسان کی اُسی کے ساتھ ہے اور فرماں برداری امر و نواہی شرع کی اور عمل کرنا بموجب تکلیفات الٰہیہ کے اُسی سے ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے انّ فی ذالك لذکری لمن کان لہ قلب اور یہ لطیفہ عالم امر سے ہے کہ وجود اُس کا مادہ پر موقوف نہیں انما امرہٗ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون جیسا کہ گوشت صنوبری بلکہ تمام بدن عالم خلق سے ہے کہ وجود اُس کا موقوف اوپر مادہ کے ہے اور کبھی اس لطیفہ سے قرآن مجید میں نفس کے ساتھ بھی تعبیر فرمائی ہے جیسا کہ بیچ آیت ونفس وما سوٰها فالهمها فجورها وتقوٰها اور کبھی روح کے ساتھ تعبیر آتی ہے جیسا کہ بیچ آیت قل الروح من امر ربی و نفخت فیه من روحی کے اور اس مقام میں لفظ قلب سے بھی لطیفہ مراد لیا ہے اس واسطے کہ دلیل سے استدلال پکڑنا اور مدلول کو نکالنا کام اسی لطیفہ کا ہے اور یہی لطیفہ ہے کہ اُس کو مشعر کلام الٰہی اور محل الہام ربانی مقرر کیا ہے اور جس وقت

اس لطیفہ پر مہر کی گئی راہ استدلال اور راہ الہام اور ذوق اور کشف کی بالکل بند ہوئی اور بیچ حق اُن کے کے اسی قدر پر کفایت نہیں کہ اوپر دلوں اُن کے کے مہر رکھی ہے بلکہ وعلیٰ سمعہم یعنی اور اوپر قوت سمع ان کے کے بھی مہر کی ہے استدلال دوسروں کے بھی نہیں سُنتے تاکہ رفتہ رفتہ مضمون اس استدلال کا سوراخوں پوشیدہ کے راستہ سے اُن کے دلوں میں پہنچتا اور اگر اُن آدمیوں کو کہ استدلال کا راستہ چلے ہیں استدلال دوسروں کے سُن کر کمال حاصل کیا ہے دیکھتے ہیں ہرگز کمالات اُن کے نہیں معلوم کرتے تاکہ آپ بھی ان کمالات کے حاصل کرنے میں مشغول ہوں اور راہ ہدایت کی چلیں اس واسطے کہ و علیٰ ابصارھم غشاوۃ یعنی اور اُوپر بینائیوں اُن کی کے پردہ ہے لٹکا ہوا کہ بالکل دیکھنے نہیں دیتا اس جگہ چند سوال باقی ہیں کہ اہل عربیت کے اس مقام میں ساتھ جواب ان کے کے مشغول ہوتے ہیں پہلا سوال یہ ہے کہ علیٰ سمعہم معطوف اوپر قلوبھم کے ہے پس یہ بھی داخل نیچے ختم کے ہووے یا عطف جملہ کا اوپر جملہ کے ہے پس ہمراہ بصر کے غشاوہ کے حکم میں داخل ہے پس کونسی وجہ کو اختیار کیا جاوے جواب اس سوال کا یہ ہے کہ القرآن یفسر بعضہ بعضا یعنی قرآن تفسیر کرتا ہے بعض اس کا بعض کو۔ دُوسری جگہ قرآن مجید نے سمع کو ختم کے حکم میں داخل فرمایا ہے اور غشاوۃ کے حکم میں داخل نہیں کیا بیچ آیت وختم علیٰ سمعہ وقلبہ وجعل علیٰ بصرہ غشاوۃ سوال دوسرا کہ متفرع اس جواب پر ہے وہ یہ ہے کہ دل اور کان کو کس واسطے نیچے مہر کے داخل کیا اور بینائی آنکھ کی کو ساتھ لٹکانے پردہ کے واسطے خاص کیا اور حال یہ ہے کہ غرض اس طرح پر بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ مہر تینوں پر کی جاوے یا پردہ تینوں پر لٹکایا جاتے وجہ تخصیص کی کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ سبب دریافت کرنے دل کا مدرکات کو تین چیزیں ہیں حس سلیم اور خبر صادق اور عقل اور سبب سُننے کان کا مسموعات کو مرج مارنا ہوا کہ کیفیت صوت کی اُس میں مل ہوئی ہے پس مہر کرنا دل اور کان پر اس واسطے ہے کہ یہ چیزیں باہر سے اندر کی طرف نہ پہنچیں اور سبب دیکھنے کا آنکھ کا مرئیات کو موافق مذہب قوی کے نکلنا شعاع کا اور پہنچنا اس شعاع کا طرف مرئی کے پس پردہ

marfat.com

آنکھ کا شعاع کو باہر نکلنے سے منع کرتا ہے اور وہی منشا رویت کا ہے اور قاعدہ باندھا ہوا عقلا کا ہے کہ واسطے محافظت آنے باہر کی چیزوں سے مہر کرتے ہیں اور واسطے محافظت نکلنے اندر کی چیزوں کے پردہ ڈالتے ہیں موافق اسی قاعدہ معمولہ کے یہ دونوں تعبیریں مختلف آئیں سوال تیسرا یہ ہے کہ سمع کو مفرد کس واسطے لائے اور ابصار کو جمع کس واسطے فرمایا۔ اور حال یہ ہے کہ اگر نظر طرف معنی جنسی دونوں کے کریں اس میں تعدد نہیں دونوں جگہ مفرد کفایت کرتا ہے اور اگر نظر اوپر افراد ان کی کے کی جائے کہ مضاف جمع کے صیغہ کی طرف ہیں دونوں جگہ جمع لانا چاہیئے تھا اور بیچ لانے اس طریق کے کہ کیا نکتہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ محل سننے کی قوت کا ایک پٹھا ہے کہ کان کے سوراخ میں بچھا ہوا ہے اور محل قوت بینائی کا طبقے مختلف اور رطوبتیں متعدد ہیں جیسا کہ علم تشریح ابدان میں مشرح ہے اور ہر طبقہ سے نکلنا شعاع کا ہوتا ہے اور ہر رطوبت میں صورتیں منقش ہوتی ہیں پس ہر طبقہ اور ہر رطوبت بیچ کار اس قوت کے دخل رکھتا ہے پس اس قوت نے گویا مکانوں مختلف میں جگہ پکڑی ہے پس تعدد خیال نظر کے جمع لانا مناسب ہوا بخلاف قوت سننے کے کہ آپ بھی ایک ہے اور محل اس کا بھی ایک ہے جو تعدد کہ لفظ جمع سے مفہوم ہوتا ہے کسی وجہ سے مناسب حال اس کے نہیں۔ سوال چوتھا یہ ہے کہ مہر کرنے کو دل اور کان پر بصورت جملہ فعلیہ کے ذکر فرمایا ہے کہ ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم اور پوشیدگی آنکھ کا بیان بصورت جملہ اسمیہ کے لائے کہ فائدہ دوام اور اثبات کا دیتا ہے کہ علیٰ ابصارھم غشاوۃ وجہ فرق کی کیا ہے جواب یہ ہے کہ مہر کرنی اوپر دل اور کان کے منع کرنے والی داخل ہونے باہر کی چیزوں سے ہے کہ دل اور کان میں نہیں آنے دیتی اور حقیقت میں تمامیت علت اور تاثیر اس کی کو منع کرتی ہے اور جو چیز کہ تاثیر علت کو منع کرتی ہے وجود علت سے متاخر ہے پس تعبیر کرنی ایسی شے سے ساتھ جملہ فعلیہ کے مناسب زیادہ ہوئی اس واسطے کہ جملہ فعلیہ حدوث کے اوپر دلالت کرتا ہے اور بسبب تاخر کے اس میں بھی حدوث پایا گیا اور غشاوہ آنکھ کی شعاع کو آنکھ سے باہر نکلنے کو منع کرتا ہے کہ مبدا دیکھنے کا ہے اور حقیقت میں منع کرنے والا علت کے پیدا

marfat.com

ہونے کو منع کرتا ہے کہ موجب باقی رکھنے معلول کا اور پر عدم اصلی کے ہے اور عدم اصلی ایک امر ثابت ہے حادث نہیں تاکہ اس کے ساتھ جملہ فعلیہ کے تعبیر کی جائے بلکہ تعبیر اُس سے جملہ اسمیہ کے ساتھ چاہیئے کہ دلالت ثبوت اور دوام کرتا ہے سوال پانچواں کہ متفرع اس جواب پر ہے وہ ہے کہ بیچ آیت ختم علیٰ سمعہ و قلبہ وجعل علیٰ بصرہٖ غشاوہ کے غشاوۂ بصر کا بیان بھی جملہ فعلیہ کے ساتھ لائے ہیں مانند ختم علیٰ سمعہ و قلبہ پس اگر یہ وجہ فرق کی درست ہو تو اس آیت میں ترک اولیٰ کا لازم آئے گا جواب اُس کا یہ ہے کہ جعل اگرچہ فعل ہے لیکن ملحق افعال قلوب کے ساتھ ہے اور افعال قلوب کی یہ خاصیت ہے کہ جملہ اسمیہ کو دوام اور ثبات کے معنی پر باقی رکھتے ہیں اور متغیر نہیں کرتے اور مبتدا اور خبر کو دو مفعول اپنے بنا لیتے ہیں چنانچہ علمت زیدا فاضلا میں تصریح کی ہے کہ اسناد علمت کی حادث ہے اور اسناد فضل کی زید کی طرف حادث نہیں پس بیچ علی بصرہ غشاوہ کے کہ بیان غشاوۂ بصر کا اُس کے ساتھ متعلق ہے افادہ یعنی ثبوت اور دوام کا مستحق ہے اس واسطے کہ اسناد مفعول ثانی کی طرف مفعول اوّل کے اسی وتیرہ پر باقی ہے اگرچہ متعلق جعل کے ساتھ ہو گیا ہے پس اس آیت میں بھی بیچ بیان غشاوۂ ابصار کے معنیٗ جملہ اسمیہ ہے اور بیچ بیان ختم سمع اور قلب کے جملہ فعلیہ کو اختیار کیا اور اسی فرق کا اعتبار رکھا۔

سوال چھٹا یہ ہے سمع کو بصر کے اوپر کس واسطے مقدم فرمایا حالانکہ نزدیک حکماء کے حس بصر کی افضل حس سمع سے ہے کہ متعلق ابصار کا نور ہے اور متعلق سمع کا ہوا اور بصر دُور سے دیکھتی ہے اور سمع دُور سے نہیں سُنتی اور عجائب کاریگری الٰہی کی بصر کی پیدائش میں زیادہ ہے بہ نسبت اُس کے کہ سمع کی پیدائش میں ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سماعت کلام الٰہی بدون خواہش اور سوال کے عطا ہوئی اور جب بصر سے دیکھنا چاہا دیکھنے نہ دیا اور آنکھ سے جمال چہرہ کھلا ہے بخلاف کان کے اور جو انکشاف کہ بصر کے سبب سے حاصل ہوتا ہے تمام انکشافات سے قوی اور اتم ہے اور اس واسطے عرب کے مثلوں میں وارد ہے کہ لیس وراء العین بیان جواب اس کا یہ ہے کہ ہر چند یہ وجوہ افضلیت کی بصر میں پائی جاتی ہیں لیکن اس مقام میں رعایت ان وجوہ کی کوئی مناسب نہیں اس جگہ رعایت ان وجوہ کی کہ حق کو پہچاننے میں

marfat.com

باعث ترجیح کا ہوں کرنی چاہیئے اسی واسطے دل کو دونوں شے پر مقدم فرمایا اور قوت سُننے کی کو ہدایت کے ساتھ نفع پکڑنے میں اور بیچ ارشاد پیغمبر اور ڈرانے اُس کے کے دخل کلی ہے کہ اُس قدر بینائی کو نہیں اس مقام میں رعایت اس وجہ کی اولیٰ ہے اور معہذا سمع کو شرط نبوت کی لکھا ہے اس واسطے کہ کوئی پیغمبر نہیں کہ بہرا ہوا ہو اور بعضے پیغمبر اندھے ہوئے ہیں مثل حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت شعیبؑ کے اور یہ کہ قوت سمع کے سبب سے معارف اور نتائج دوسروں کی عقلوں کے فہم کی طرف پہنچتے ہیں بخلاف بصر کے کہ محض محسوسات کو اُس کے ساتھ ظاہر کرسکتے ہیں اور یہ کہ ادراک قوتِ سامعہ کا چھ طرفوں سے ممکن ہے بخلاف ادراک قوت بینائی کے کہ محض جانب سامنے کی سے ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بیچ بیان کرنے عدم انتفاع کافروں کے ساتھ ہدایت قرآن کے اور ڈرانے پیغمبروں کے میں کان کے اوپر مہر کرنی مقدم ہے پردۂ آنکھ کے سے چنانچہ تفسیر میں بھی اشارہ طرف اس معنی کے کیا ہے کہ جب اس جگہ مظنہ شبہ کا تھا کہ کسی کے دل میں گزرے کہ ہر گاہ خدا تعالیٰ نے دوام کفر کافروں کا ارادہ کیا ہوا اور راستے قبول کرنے کے بند کر دیئے ہوں پس یہ لوگ کفر اختیار کرنے میں مجبور رہوں اور دن قیامت کے ایک عذر معقول بے اطلاعی حقیقت کار کا اُن کے ہاتھ ہو اس مظنہ کے دفع کرنے کے واسطے فرماتے ہیں کہ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنی اور ان کے تئیں ہے عذاب بڑا اس واسطے کہ مہر کرنی اوپر دلوں اُن کے کے اور آنکھ اور کان ان کے کو دیکھنے اور سننے سے اور اسباب نصیحت کے سے باز رکھنا ابتداءً اللہ کی طرف سے وقوع میں نہیں آیا تا کہ جائے عذر ہوتی بلکہ بسبب تقصیر اُن کی کے فکر کرنے میں اور بسبب دشمنی کرنے پیغمبروں اور نصیحت دینے والوں سے اور اصرار کرنے تقصیر اور عناد پر یہ حالت پیدا ہوئی پس یہ حالت اُن کی بمنزلہ مرض مہلک کے ہے کہ جو شخص اپنے تئیں بسبب کھانے زہر قاتل کے مرتا ہے کہ صریح محل ملامت اور عتاب کا ہے اور جب بیان حال ایک فریق کے اشقیاؤں میں سے فارغ ہوتے اب بیان فرقہ دوسرا اشقیاؤں میں سے شروع فرماتے ہیں کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یعنی اور آدمیوں میں سے وہ آدمی ہیں کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے پس



marfat.com

گویا دعوی دونوں علموں کا کرتے ہیں واسطے اپنے علم توحید کا اور علم معاد کا اور یہی دو علم اصل دین کی ہیں پس حقیقت میں ایسا دعوی کرتے ہیں کہ ہم نہ مشرک ہیں کہ حق سے محجوب رہے ہوتے ہیں اور نہ اہل کتاب سے ہیں کہ محجوب دین اور معاد سے ہیں اور حقیقت کفر کی احتجاب ہے یا حق سے کہ مشرکین کے تیئں ہوتا ہے یا دین سے جیسا کہ اہل کتاب کیئے اور جو کوئی محجوب حق سے ہے محجوب دین سے ہے اس واسطے کہ دین نہیں مگر طریق پہنچنے کا حق کی طرف جو کوئی محجوب دین سے ہے کبھی حق سے محجوب نہیں ہوتا ہے پس یہ گروہ واسطے اپنے دعوے کرتے ہیں کہ ہم سے دونوں حجاب رفع ہوئے حال یہ کہ اس دعوی میں جھوٹے ہیں وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ یعنی اور نہیں ہیں وہ ایمان لانے والے حاصل یہ کہ ایمان ان کی ذات سے مسلوب ہے کسی وقت بھی وقتوں میں نصیب اُن کے نہ ہوگا اور اس گروہ کو شرع میں منافق کہتے ہیں اور نفاق کی کئی قسمیں ہیں اعلیٰ اور کامل وہ ہے کہ اپنا ایمان ظاہر کرے اور باطن میں صاف منکر ہو دُوسری وہ کہ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی متردد اور دوطرف ہو تیسرے یہ کہ بسبب کثرت گناہوں کے اور پہنچنے اثر برائیوں کے اور زیادتی محبت دنیا کے اور جمع ہونے اخلاق مذمومہ کے ایمان اُن کا چھپ جاتے اور نہایت ضعیف ہو ساتھ اس مرتبہ کے کہ آخرت کے ضرر کو دنیا کے ضرر سے بڑا نہیں سمجھتا اور نفع آخرت کو دنیا کے نفع سے بہتر نہیں جانتا پس حقیقت میں یہ فرقہ بھی ایمان نہیں رکھتا اس واسطے کہ مقصود ایمان سے بلند ہمت ہونا پستی دنیا سے اور بسبب اختیار کرنے مرضیات الٰہی کے طرف درجات عالیہ معاد کے پہنچنا ہے اور اس فرقہ میں اگرچہ تصدیق پائی جاتی ہے لیکن نہایت ضعیف ہے کہ بیچ علو ہمتی کے ہرگز تاثیر نہیں رکھتی اور قاعدہ مقررہ عقلیہ ہے کہ الشئ اذا خلا عن مقصودہ لغا یعنی شے جس وقت خالی ہوئی مقصود اپنے سے لغو ہوئی پس تصدیق اُن کی محض لغو ہوئی اور ہونا اور نہ ہونا اس کا برابر ہوا اور اُوپر اسی تین مراتب نفاق کے آیتوں اور حدیثوں مختلف کو منطبق کیا چاہیے مثلاً ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار وان المنافقین یخادعون الله وهو خادعهم و اذا قاموا الی الصلوٰة قاموا کسالی مذبذبین ذلك تک بیان حال مرتبہ

marfat.com

اوّل اور دوسرے کا ہے اور آیت ومنہم من عاھد اللہ الخ بیان حال مرتبہ تیسرے ٥ اور وہ کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آیۃ المنافق ثلث وان صام وصلی وزعم انہ مسلم اذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذا ائتمن خان بھی اوپر اُسی کے محمول ہے یعنی نشانیاں منافق کی تین ہیں اگر چہ روزہ اور نماز ادا کرے اور گمان کرے کہ میں مسلمان ہوں ایک یہ ہے جس وقت بات کرے جھوٹ بولے اور جس وقت عہد کرے توڑ ڈالے اور جس وقت امانت اس کے پاس رکھی جاتے خیانت کرے اور سب سے ظاہر دلیل نفاق ان کے کی کہ گواہی بے ایمانی اُن کی کی دیتی ہے یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ اگر دن جزا کا بالفرض ثابت ہوا اور ہم سے اللہ تفتیش حال ہمارے کی کرے دست آویز ہماری یہی ایمان زبانی ہمارا ہے جیسا کہ دنیا میں مسلمانوں میں ہم اسی دست آویز کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں اور جان اور مال اپنی کو اماں میں رکھتے ہیں ایسا ہی آخرت میں ساتھ اسی ایمان کے چنگل مار کے نجات پائیں گے پس یہ لوگ اپنے زعم میں یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی فریب دیتے ہیں خدا کو اور اُن آدمیوں کو کہ ایمان واقعی رکھتے ہیں بسبب اس ایمان ظاہری اپنے کے وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَہُمْ یعنی اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے ہیں مگر جانوں اپنی کو اس واسطے کہ مرتبہ خدا کا اس سے زیادہ بلند ہے کہ فریب دینے اُن کے سے فریب میں آوے اور مومنین کو بھی حق تعالیٰ پیغمبر کے فرمانے سے اور بسبب قرائن اور نشانیوں کے اُوپر حال ان کے کے اطلاع کر دیتا ہے پس مومنین بھی فریب نہیں کھاتے ہیں اگرچہ بپاس کلمہ طیبہ کے اُن کی جان اور مال سے متعارض نہیں کرتے ہیں وَمَا یَشْعُرُوْنَ اور وہ شعور نہیں رکھتے ہیں کہ ساتھ اس آرزوئے باطل اور طمع کاذب کے جان اپنی کو فریب دے رہے ہیں مانند اس مریض کے جو مرض مہلک میں گرفتار ہوا اور نام دواؤں کا یاد کر کے ساتھ زبان کے پڑھتا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ زبان سے یاد کرنا دواؤں کا بیماری میری کے واسطے کافی اور شافی ہوگا کہ صریح جان اپنی کو دغا دینی ہے اور یہ فریب کھانا باوجودیکہ نہایت ظاہر ہے اوپر عاقلوں کے ان پہ ظاہر نہیں ہوتا ہے اس واسطے کہ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ یعنی بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے محکم اور وہ مرض قصور قوۃ حکمیہ کا ہے بسبب اُلفت کرنے دین

marfat.com

اور آئین باپ دادوں اپنے کے اور بسبب غلبہ خلط فاسد شہوت کے لذتوں نفسانی اور خواہشوں جسمانی اپنی کو ضبط نہیں کر سکتے ہیں اور یہ کتاب ہر چند باعث شفا کا اس قسم کے مرضوں سے ہے لیکن جب انھوں نے بسبب کمال بغض اور دشمنی رسُول کے اور مستحکم ہونے مرض جہل کے بیچ دلوں اپنے کے اس کو نہ سمجھا اور اس میں تامل نہ کیا اس سے کیا فائدہ اٹھائیں مانند دوا کے کہ اگر اس کا استعمال نہ کریں کیا فائدہ دیوے بلکہ یہ قسم دوا کی کہ اپنے طور پر استعمال نہ کی جائے تو موجب زیادتی مرض کا ہوتی ہے فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً پس زیادہ کیا اللہ نے اُن کے تئیں مرض دُوسرا ساتھ اس طریق کے کہ جب انھوں نے مضمون اس قرآن کے مخالف وضع اور آئین اپنے کے دیکھے اور لذتوں نفسانی اور شہوتوں جسمانی سے منع کرنے والا پایا قوت غضبیہ اُن کی نے جوش کیا اور واسطے لڑائی اور مقابلہ کے اُٹھے اور درپے ایذائے پیغمبروں علیہم السلام اور واعظوں کے ہوئے اور اگر کہیں کہ جب ہم نے قرآن میں نظر نہ کی اور تامل نہ کیا پس ہم بے ایمان ہونے میں معذور رہتے اس کے جواب میں کہنا چاہیے کہ نظر نہ کرنی اس قسم کے سبب ہدایت میں عذر نہیں ہو سکتا اور اگر بالفرض عذر بھی ہووے اس قدر میں عذر ہوگا کہ ایمان نہ لائے لیکن تکذیب اور انکار اور مقابلہ میں کیا عذر ہوگا البتہ سزا اس تکذیب کی اور انکار کی پائیں گے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ یعنی اور ان کے تئیں ہے عذاب درد دینے والا بسبب اس کے کہ جھوٹ کہتے تھے اس واسطے کہ قرآن کی تکذیب کرتے تھے بغیر دلیل کے بلکہ باوجود ظاہر ہونے دلیلوں صدق اُس کے اور اعجاز اُس کے کے انکار سے دست بردار نہیں ہوتے ہیں اور بھی اپنے تئیں مومن اور متقی ظاہر کرتے تھے اور حال یہ ہے کہ سوائے نام ایمان اور تقویٰ کے کہ اُوپر زبان اُن کی کے جاری تھا کچھ اثر دل میں نہ رکھتے تھے باقی رہے اس جگہ چند سوال کہ جوابوں کے ساتھ مرقوم ہوتے ہیں اوّل یہ کہ حق تعالیٰ نے بیچ اوّل اس سورۃ کے بیچ نشان مومنین کے کہ خالص ہیں تمام چار آیتیں نازل فرمائیں اور بیچ شان کافروں کے کہ مجاہر ہیں یعنی ظاہر اور باطن اُن کا برابر کفر کے ساتھ آلودہ ہے زیادہ بُرا ہے منافق کے کفر سے اس واسطے کہ کافر مجاہر کا دِل بھی جہل کے مرض میں گرفتار رہے اور زبان بھی بسبب انکار کرنے حق کے اور جھوٹ

marfat.com

بولنے کے سبب بیان کرنے عقائد کفر کے گنہ گار ہے بخلاف کافر منافق کے اگرچہ دل اس کا جہل کے مرض میں گرفتار ہے لیکن زبان اس کی بیچ بیان عقائد حقہ اسلام کے راست گفتار ہے جواب اس کا یہ ہے کہ منافق کی زبان بھی جھوٹ اور انکار کے ساتھ آلودہ ہے اس واسطے کہ وہ زبان سے کہتا ہے میرے دل میں عقائد اسلام کے جگہ پکڑے ہوتے ہیں اور حال یہ کہ وہ اس بات میں جھوٹا ہے قال اللہ تعالیٰ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون بس دل اور زبان اس کی بھی دونوں بے کار ہیں اور علاوہ اوپر اس کے یہ ہے کہ منافق قصد فریب دینے کا کرتا ہے اور جو کافر ظاہر ہے قصد فریب کا نہیں کرتا ہے اور بھی کافر مجاہر مردوں کی مثل ہے کہ جو کرتا ہے۔ ویسا ہی کہتا ہے اور منافق مانند عورتوں ناقص کی ہے کہ کرتا ہے کچھ اور کہتا ہے کچھ اور بھی کافر ہر چند کہ جھوٹا ہے لیکن اپنے زعم میں سچا ہے اور ہرگز واسطے نفس اپنے کے جھوٹ کو پسند نہیں کرتا ہے بلکہ اس سے عار کرتا ہے اور اسی واسطے اپنے دل کے عقیدہ کو کھول کر بیان کرتا ہے اور منافق اس قدر کمینہ ہے کہ دیدہ و دانستہ جھوٹ کہتا ہے اور اس جھوٹ کو کمال اپنا جانتا ہے اور بھی منافق ہمراہ کفر اپنے کے استہزاء اور فریب دینے خدا تعالیٰ کا ارادہ کرتا ہے اور کافر مجاہر یہ بے ادبی نہیں رکھتا ہے اور اسی واسطے کفر منافق کا بہت سخت ہے اور حجاب اس کا کثیف زیادہ ہے اور حال اس کا مخفی زیادہ ہوتا ہے سو واسطے فضیحت اُس کی کے تیرہ آیتیں نازل

## تقیہ کی برائی کا بیان

ہوئیں اور بعد بیان حال اُن کے کے ضرب المثل بھی اُس کی مذکور ہوئی اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ جس مذہب کی بناہی تقیہ پر ہو اور ظاہر اپنا مخالف باطن کے رکھے بدتر ہے اُس مذہب سے کہ صاحب اُس کا ظاہر ہی انکار کرے اس واسطے کہ تقیہ والے کے حال باطنی کا اعتبار نہیں رہتا ہے اور اقرار اور انکار اُس کا اگرچہ سچا بھی ہو جھوٹا معلوم ہوتا ہے اور اس واسطے علماء نے کہا ہے لا تقبل توبۃ الزندیق یعنی نہیں قبول کی جاتی توبہ زندیق کی اور معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ آدمیوں کو اعتماد اُس کی توبہ پر نہیں ہوتا ہے اس واسطے کہ طریق معلوم کرنے توبہ اُس کی کا یہی اقرار زبانی ہے اور اقرار زبانی اس کا محل اعتماد کا نہیں کہ وہ قائل تقیہ کا ہے اور یہ معنی اس کلام کے یعنی لا تقبل توبۃ الزندیق

marfat.com

کے نہیں کہ اگر دل سے اور صدق نیت سے بھی اپنے عقیدہ سے پھر جائے اور باطن اس کا صاف ہو جائے اس پر بھی اللہ کے نزدیک مردود ہوا اور راندہ گیا ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہے ہر بندہ کے دل کا حال خوب جانتا ہے اور آدمیوں کو علم اس چیز کا کہ دلوں میں ہے ممکن نہیں مگر بسبب اظہار زبانی کے سوال دوسرا یہ ہے کہ یخادعون اللہ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ منافق بھی خدا کو فریب دیتے ہیں اور مسلمانوں کو اور خدا تعالیٰ اور مسلمان بھی ان کو فریب دیتے ہیں اس واسطے کہ یہ لفظ ماخوذ مخادعت سے ہے اور مخادعت باب مفاعلۃ ہے اور باب مفاعلۃ مشارکت کو چاہتا ہے اور حال یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی نسبت سے فریب دینا ممکن ہے اور نہ فریب کھانا اس واسطے کہ علم اللہ تعالیٰ کا سب چیزوں کو گھیرنے والا ہے اور جو چیزیں پوشیدہ ہیں اس کے نزدیک سب ظاہر ہیں اسلئے وہ فریب نہیں کھا سکتا اور حکمت اس کی اسباب کو چاہتی ہے کہ کسی کو فریب نہ دے اس واسطے کہ افعال اللہ تعالیٰ کے ہر طرح کے قبح اور نقصان سے پاک ہیں اور مومنین کو ہر چند فریب کھانا ممکن ہے اس واسطے کہ مومنین بسبب کمال حلم اور حسن ظن کے منافقوں کے ساتھ سختی نہیں کرتے ہیں اور جھوٹ اُن کے کو سچ جانتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے المؤمن غر کریم و المنافق خب لئیم یعنی مومن فریب کھانے والا ہے اور سخی ہے اور منافق فریب دینے والا لئیم ہے لیکن فریب دینا اُن کی شان سے بھی بعید ہے پس استعمال مخادعت کی کیا وجہ ہوئی جواب اس کا یہ ہے کہ باب مفاعلت اس جگہ میں مشارکت کے واسطے نہیں بلکہ واسطے اصل فعل کے چنانچہ عاقبت اللص اور سافرت میں موجود ہے اور بالفرض اگر مشارکت کے واسطے بھی ہو پس معنی خدا کے اللہ کی نسبت سے وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ اپنے سے معاملہ موافق نیت اور ارادہ اس کے کے کرتا ہے اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ اَصْدَقُکُمْ رُؤْیَا اَصْدَقُکُمْ حَدِیْثًا یعنی جو کوئی کلام میں عادت سچ بولنے کی رکھتا ہو خواب میں بھی اس کو غیب سے سچی خبریں دکھلائی دیویں اور جو کوئی باتوں میں دروغ گوئی کی عادت رکھے اس طرف سے بھی باعتبار حال اُس کے معاملہ ہوتا ہے پس جو کوئی عقیدہ اور عمل ناشائستہ کو پسند کر کے واسطے اپنے اختیار کرتا ہے اور اس عقیدہ

marfat.com

اور عمل سے اس کو قصد رضامندی الٰہی کا ہوتا ہے اولاً اس شخص کو شہوات نفسانی میں غرق کرتے ہیں تاکہ وہ شخص جان لے کہ یہی عقیدہ اور عمل میرا درمیان میرے اور درمیان پروردگار میرے کے بڑا وسیلہ ہے اور غیب کی طرف سے اُس کو بسبب قبول ہوجانے دُعا کے اور القا ہونے خطرات پے درپے کے اور خوابیں موافق دیکھنے اور انشراح خاطر کے بدعتوں اور گناہوں اور افعال رکیکہ اور آلودگی نجاستوں اور صحبت حیوانات ملعونہ کے بیچ امداد اور اعانت حاصل ہوتی ہے تا آنکہ یقیناً خوبی اس بدعقیدہ اور عمل کی دل میں جگہ پکڑتی ہے اور یہی ہے معاملہ خداع کا اللہ کی طرف سے پھر اگر خدا کو منظور ہوتا ہے وقت مرنے کے یا صدمہ ہمت قوی یا مرشد کی سے وہ سب کرم اور لطف گم ہوجاتے ہیں اور معاملہ اور طرح ہوجاتا ہے ان پر مخادعت مومنین کی منافقوں کی طرف سے وہ تھی کہ اپنے تئیں دوستوں اور موافقوں کی صورت میں ظاہر کرکے واسطے دُور کرنے دولت مومنین کے اور توڑنے مرتبہ اُن کے کے حیلے اٹھاتے تھے جیساکہ بیچ زمانہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے عبداللہ بن ابی واسطے مقابلہ اُس جناب کے یہودیوں کو ورغلا کر دلیر کرتا تھا اور مومنین کی طرف سے وہ ہے کہ باوجود دیکھنے اور جاننے حال اُن منافقین کے تعارض اُن سے نہ کرتے تھے تاکہ ظاہرداری برتتے رہیں اور اس سے نہ بھاگ جائیں اور کثرت ظاہری ہماری بنی رہے اور گروہ کافروں کا اُن کے ملنے کے سبب بہت نہ ہوجائے

پس معنی خداع کے دونوں طرف سے پائے گئے اور بعضے اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ مخادعت خدا کی عبارت مخادعت رسول اس کے سے ہے اس واسطے کہ رسُول کسی شخص کا اس امر میں بیچ حکم اسی شخص کے ہوتا ہے جو معاملہ کہ اُس کے ساتھ کریں اُس شخص کی طرف رجوع کرتا ہے اور کہنا رسُول کا بعینہٖ کہنا اُس شخص کا ہے جیساکہ بیچ آیت من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جس شخص نے اطاعت رسُول کی کی پس تحقیق اُس نے اطاعت اللہ کی کی اور بیچ آیت اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یعنی وہ لوگ کہ بیعت تیرے ساتھ کرتے ہیں سوا اس کے نہیں کہ وہ بیعت اللہ کے ساتھ کرتے ہیں اور بیچ آیت ما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمٰی یعنی اور نہیں پھینکا تو نے جس وقت

marfat.com

پھینکا تو نے لیکن اللہ نے پھینکا کے یہی مضمون بیان کیا گیا ہے پس فریب دینا ان منافقوں کا رسُول خدا کو ساتھ ظاہر کرنے ایمان کے گویا فریب دینا خدا کا ہے علی الخصوص ہر گاہ کہ اس رسُول کے واسطے باوجود رسالت کے مرتبہ محبوبیت کا بھی ثابت ہے اور محبوب خدا کو فریب دینا برابر اس بات کے ہے کہ خدا کو فریب دیا جیسے کہ صحیح بخاری کے اندر حدیث قدسی میں وارد ہے کہ بندہ مومن طرف میری نزدیک ہوتا ہے بسبب ادا کرنے نوافل کے یہاں تک کہ اس کو اپنا محبوب کرتا ہوں کان اور آنکھ اس کی ہو جاتا ہوں میں کہ ساتھ میرے سُنتا ہے اور دیکھتا ہے اور زبان اُس کی ہوتا ہوں میں کہ ساتھ میرے باتیں کہتا ہے اور ہاتھ اُس کا ہو جاتا ہوں میں کہ ساتھ میرے کام کرتا ہے اور پاؤں اُس کا ہو جاتا ہوں میں کہ ساتھ میرے چلتا ہے انتہی۔ جس کو کہ ایسی حالت قرب کی ساتھ جناب الٰہی کے حاصل ہو قصد فریب دینے اُس کے کا بلاشبہ قصد فریب دینے خدا کا ہوگا اور فریب دینا رسول کا ان منافقوں کو ساتھ قبول کرنے ایسے اسلام اُن کے کے ہے اور فریب دینا اللہ کا ان کو اس طرح پر ہے کہ بسبب اس اسلام ظاہری کے قتل کرنے اور قید کرنے اور لوٹنے سے امن میں رکھا اور غنیمت اور منافع میں اُن کو بھی شریک کیا گویا کہ اسلام تمہارا مقبول ہوا اور ہمارے قہر سے تم نے نجات پائی۔ سوال تیسرا یہ ہے بیان حال منافقوں کا بعد بیان حال کافروں کے عطف کے طریق پر لائے اور بیان حال کافروں کا حال مومنوں کے سے قطع کیا اور بطریق عطف کے نہ لائے اس تغیر کرنے اسلوب میں نکتہ کیا ہے اور بہت جگہ قرآن میں سے کہ ان دونوں گروہ کا حال بیان کیا ہے اس جگہ عطف کی صورت پر لائے ہیں جیسا کہ اس آیت میں اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ اور موافق قاعدہ اہل معانی کے بھی جامع وہمی کہ وہ تضاد ہی دونوں میں پایا جاتا ہے اس واسطے کہ کفر ضد ایمان کی ہے باوجود جامع ہونے اور تناسب کے عطف نہ کرنا خلاف آئین بلاغت کے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ کلام پہلا اصل میں بیان حال کتاب میں تھا کہ یہ کتاب سبب ہدایت فلانے فلانے فرقہ کا ہوئی ہے پس ذکر کافروں کا اور برائی اُن کی کہ مضمون جملہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کا ہے مخالف اس مقام کے ہوا نہ مناسب اور جامع وہمی کہ تضاد ہے

درمیان مومن اور کافر اور ایمان اور کفر کے پایا جاتا ہے نہ درمیان مدح کتاب اور برائی
کفار کے اور تقاضا کمال بلاغت کا یہ ہے کہ تباین اور تغایر مقام کو باوجود تناسب کے مقدم
کرتے ہیں اور اعتبار ترک عطف کا عمل میں لاتے ہیں جیسا کہ بیچ صورت اختلاف دو کاموں
کے کہ ایک خبر ہو اور ایک انشا اس اختلاف کو ترجیح دیتے ہیں اوپر وجود تناسب کے اور عطف
کو چھوڑ دیتے ہیں ایسا ہی اس مقام میں سمجھنا چاہیئے صاحب مفتاح نے باب فصل اور وصل
میں قاعدہ تباین مقام کا واسطے لزوم فصل کے تفصیلاً بیان کیا ہے سوال چوتھا یہ کہ من
یقول امنا باللہ مبتدا اور من الناس خبر اُس کی اور خبر ایسی چاہیئے کہ اُس کے ثابت
کرنے سے فائدہ سُننے والے کو حاصل ہو اور ہونا منافقوں کا آدمیوں کے زمرے سے ہر کسی
کو معلوم ہے اس کی خبر دینے سے کیا فائدہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ من بیچ من یقول کے
موصوف ہے پس مدلول کلام کا یہ ہوا کہ آدمیوں کی جنس سے ایسے ایسے گروہ ہیں پس مدار
فائدہ کلام کا وصف کے اوپر ہے جیسا کہ اس قول میں کہا ہے من المومنین رجال
صدقوا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ذکر من الناس کا اس واسطے ہے کہ اس فرقہ
میں محض وصف ایک آدمی ہونے کا پایا جاتا ہے اور کوئی صفت نیک آدمیوں کی جیسا
من الناس سے کیا مراد ہے
کہ ذکا اور علم اور فہم بینا دین میں موجود نہیں جیسا بیچ اصطلاح علماء مصنفین کہ لفظ من الناس
کا اسی اشارہ کے واسطے مذکور ہوتا ہے اور صاحب حسامی نے کہا ہے ومن الناس
من عمل فی النصوص بوجوہ آخرھی فاسدہ اور شارحوں نے کہا ہے کہ معنی
اس کلام کے یہ ہیں کہ ومن الناس لا من العلماء اور بعضے مفسروں نے کہا ہے کہ
لفظ من الناس کا اس جگہ میں لانا سبب واسطے تعجب سُننے والوں کے ہے یعنی جملہ آدمیوں
میں سے اس قسم کے بے وقوف بھی ہوتے ہیں پس ساتھ صورت انسانیہ اپنی کے مغرور
مت ہو اور بیچ اصلاح علم اور فہم اپنی کے کوشش کرو۔ سوال پانچواں یہ ہے کہ بیچ عذاب
کافروں کے لفظ عظیم کا لاتے ہیں اور منافقوں کے عذاب میں لفظ الیم کا ذکر کیا فرق درمیان
ان دونوں عذابوں کے ساتھ بڑائی اور درد دینے کا کس راہ سے ہے یعنی کافروں کے عذاب
کو کہا کہ بڑا ہے اور منافقوں کے عذاب کو کہا کہ درد دینے والا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ گروہ

marfat.com

کافروں کا کہ موت ان کی کفر کے اوپر مقدر ہے راندے گئے ازل کے ہیں کہ تقدیر کے وقت نعمتوں سے محروم کیا پس عذاب انکا بڑا ہے لیکن بسبب باطل ہونے استعداد اپنی کے اور کمال تیرگی دل اپنے کے شدت درد اس عذاب کی دریافت نہیں کرتے ہیں مانند حالت عضو مردہ کے یا مفلوج یا ایسے عضو کے کہ سُن ہو جاتے کہ اس کے کاٹنے اور داغ دینے اور کسی طرح کے درد پہنچانے سے خبر نہیں ہوتی لیکن منافق لوگ بوجہ باقی رہنے اصل استعداد اپنی کے اور قوتِ ادراک کے شدتِ درد اس عذاب کی معلوم کریں گے اسی واسطے عذاب ان کا نہایت دردناک ہوگا یعنی منافقوں کا عذاب بہت تکلیف اور الم کے ساتھ ہوگا اور کافروں کو بہ نسبت اُن کے ایذا اکم ہوگی اور یہ مراد نہیں کہ کافروں کو بالکل عذاب کی تکلیف نہ محسوس ہوگی اس واسطے کہ یہ نصوص کے برخلاف ہے اور یہ کہ کافروں نے کہ بالکل حلاوت ایمان کی نہیں چکھی اور اوپر دروازہ ایمان کے نہیں پہنچے کیفیت لذتوں ایمان کی باوجود بالکل محروم ہونے کے چنداں خواہش نہیں رکھتے ہیں برخلاف منافقین کے کہ اُس گھر کے دروازہ پر پہنچے ہیں اور فی الجملہ حلاوت ایمان کی اُن کے تالو اور زبان میں لگ گئی لیکن پورا کرنے اس لذت کے سے محروم کئے گئے ہیں ضرور اوپر گم کرنے لذتوں دیکھی ہوئی اور چکھی ہوئی کے حسرت اُن کی زیادہ تر ہوگی جیسا کہ آدمی ولایت کے کہ انھوں نے ولایت کے میووں سے نفع اُٹھایا ہے اگر وطن سے دُور جا پڑیں حسرت نہ ملنے ان میووں کی زیادہ اُن کو حاصل ہوگی بخلاف اُن آدمیوں کے کہ ولایت کو کبھی دیکھا نہیں اور وہاں کے میووں کی لذت نہیں چکھی کہ ان کو اس قدر حسرت نہیں۔ سوال چھٹا کہ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ یہ جواب آمنا کے کیونکر واقع ہو سکے اور حالانکہ آمنا میں ذکر شان فعل کا ہے نہ ذکر شان فاعل کا اور وماہم بمومنین میں ذکر شان فاعل کا ہے نہ ذکر شان فعل کا جواب اس کا یہ ہے کہ یہ جواب بطریق ترقی کے ہے یعنی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان میں داخل ہوئے حالانکہ وہ اہلیت اُس کی نہیں رکھتے ہیں کہ کسی گروہ مسلمانوں کے میں شمار کئے جائیں اور اگر جواب اس کلام کا اس طرح فرماتے کہ ولم یومنوا یہ ترقی نہ سمجھی جاتی اوپر اسی طریق کے ہے آیت دوسری یریدون ان یخرجوا من النّار وما ہم بخارجین منہا ان کے دعوے سے

دو وجہ کی ترقی سمجھی جاتی ہے اوّل عموم اوقات کی جہت سے یعنی یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ ہم ایمان
لائے زمانہ قریب میں اور حال یہ ہے کہ یہ لوگ کسی وقت میں نہ بالفعل اور نہ زمانہ آئندہ میں
صلاحیت ایمان کی رکھتے ہیں دوسرے عموم متعلقات کی جہت سے یعنی یہ دعوٰی کرتے ہیں
کہ ہم ساتھ خدا اور دن آخرت کے ایمان لائے اور حال یہ ہے کہ وہ ساتھ کسی چیز کے
ایمان نہیں رکھتے ہیں نہ ساتھ خدا کے اور نہ ساتھ پچھلے دن کے اور نہ ساتھ قرآن کے اور
نہ ساتھ اور چیز کے اُن چیزوں سے کہ ایمان ساتھ اُن کے فرض ہے سوال ساتواں یہ کہ
فی قلوبہم مرض فرمایا اور قلوبہم مرضٰی کس واسطے نہ فرمایا جملہ ظرفیہ لانے میں کیا نکتہ
ہے جواب اس کا یہ ہے کہ تاکہ معلوم ہووے کہ مرض اُنکا عارض ہے اصلی نہ تھا لیکن
باوجود عارضی ہونے کے استقرار اور رسُوخ تمام بہم پہنچایا ہے اور اسی واسطے مرض کو نکرہ
کر کے لائے اور یہ معنی لفظ قلوبہم مرضٰی کے سے سمجھی نہیں جاتی تھی اس واسطے کہ
قلوبہم مرضٰی یا کہ دلالت اوپر ہمیشگی مرض اور اصلیت اس کی کہ کرتا پس اس صورت میں
عروض نہ سمجھا گیا یا اوپر عروض کے کہ بے استقرار اور رسوخ کے ہو دلالت کرتا اور مقصود یہ ہے کہ عروض
مع استقرار اور رسوخ کے ہو دلالت کرتا اور مقصود یہ ہے کہ عروض مع استقرار اور رسوخ کے ہو دلالت کرتا اور
مقصود یہ ہے کہ عروض مع استقرار اور رسوخ کے ہو اور حقیقت مرض کی کہ دل منافقین میں ہر وقت
پیدا ہوتی ہے نزد محققین طب روحانی کے یہ ہے کہ ہر گاہ کوئی امر او رغیبیہ الٰہی سے پیچ دار دنیا کے لباس ظاہر
میں پہنتا ہے اس کے تئیں دو قسم کے عوارض سے ضرر ہے اول نزاہت اور پاکیزگی عالم
غیب کی اس واسطے معدن اس کی عالم غیب ہے، دوسری لوازم نشا دنیا کی اس
واسطے کے نشا دنیا میں وارد ہوا یعنی جو امر غیبی دنیا میں آتا ہے اُس کے ساتھ دنیا کی باتیں
بھی مل ہوتی ہیں پس جو مومنین مخلص ہیں اس امر غیبی کو دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں اور لوازم
دنیا وی کا لحاظ نہیں کرتے اور حقیقت کار کی طرف پہنچتے ہیں اور منافقین جب لوازم غیب
کے اُس کے ساتھ دیکھتے ہیں اقرار کرتے ہیں اور جب عوارض اس جہان کے اُس کے ساتھ
پلتے ہیں پھر جاتے ہیں اور انکار کے ساتھ پیش آتے ہیں مثلاً پیغمبر علیہ السلام کو جس وقت
نور کے ساتھ اور روشن دلیلوں کے ساتھ ..... ملاحظہ کرتے تھے بے اختیار جھک جاتے تھے

marfat.com

اور فرماں برداری قبول کرتے پھر جب دیکھتے کہ پیغمبرؐ عورتوں کے ساتھ ہم صحبت ہوتے ہیں اور کھانا بھی کھاتے ہیں اور بازاروں میں پھرتے ہیں اور کبھی لڑائی میں شکست بھی اُن کی ہوتی ہے اور مریض بھی ہوتے ہیں کہتے تھے اگر یہ بندہ خدا کا مقرب ہوتا خدا تعالیٰ اس کے ساتھ کس واسطے یہ معاملہ کرتا وما لھٰذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا اویلقی الیہ کنز او تکون لہ جنۃ یاکل منہا الیٰ غیر ذلک من الشبہات یعنی کیا ہے واسطے اس رسُول کے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے کیوں نہ اُتارا گیا طرف اُس کے فرشتہ کہ ساتھ اس کے رہتا ڈرانے والا یا دیا جاتا اُس کو خزانہ یا ہوتا اُس کے باغ کہ کھاتا اُس سے اور سوا اس کے اور ایسے ایسے شبہے نکالتے اور طریق زیادتی اس مرض کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمراہ ہر آیت کے آیتوں الٰہیہ سے اور بیچ جبلت ہر شخص کے ہدایت کرنے والوں اس راہ کے لوازمات دنیا بھی لگا دیتے ہیں جس قدر کہ وہ لوگ بیچ فکر کرنے آیتوں اور تلاش کرنے ہادیوں کے کمال درجہ کو پہنچیں اسی قدر شک اور شبہے ان کے تئیں زیادہ ہوں اور مقصد سے دُور پڑیں ومن یضلل اللہ فمالہ من ھاد یعنی جس شخص کو اللہ گمراہ کرے پس کون ہے اُس کا ہدایت کرنے والا اور باوجود مستحکم ہونے اس مرض کے بیچ جوہر ذات اُن کے طرفہ یہ ہے کہ حقیقت مرض اپنے سے بے خبر ہیں اور اُس مرض کو صحت جانتے ہیں اور شاہد اس کا یہ ہے کہ افعال سقیمہ اپنے کو افعال سلیمہ جانتے ہیں واذا قیل لھم لاتفسدوا فی الارض یعنی جس وقت کہا جاتا ہے اُن سے

## فسادِ منافقوں کا کئی قسم پر تھا

کہ فساد مت کرو زمین میں اور فساد ان کا زمین میں کئی قسم پر تھا اوّل یہ کہ حاصل کرنے مقتضیات قوت شہویہ اور قوت غضبیہ میں زیادتی کرتے تھے اور مقتضیات قوت حکمیہ کی حاصل کرتے ہیں اُن سے تقصیر سرزد ہوتی ہے اور حال یہ ہے کہ صحت مزاج روح انسانی کی اس طرح پر ہے کہ قوت حکمیہ غالب ہو اور قوت شہویہ اور غضبیہ مغلوب اور تابع تاکہ فرماں برداری احکام شرع کی ممکن ہو اور بسبب اُس انقیاد کے انتظام دونوں جہان کے کاموں کا میسّر ہو اور انسانیت کے معنی متحقق ہوں دوسرے یہ کہ درمیان کافروں اور

marfat.com

مسلمانوں کے آناجانا رکھتے تھے اور باتیں ایک گروہ کی دوسرے گروہ سے کہتے تھے تاکہ دونوں گروہوں میں مرتبہ اور عزت ہماری حاصل ہو اور ایک طرف ہو کر مسلمانوں سے دوستی نہ رکھتے تھے تیسرے یہ کہ ملنا جلنا کفاروں سے بہت رکھتے تھے اور مدارات اُن کی حد سے زیادہ کرتے تھے اور دین کی باتوں میں سُستی سے پیش آتے تھے اور جس وقت اپنے تئیں مسلمانوں کے گروہ سے کہتے تھے کفار کے نزدیک ایسا ثابت ہوتا تھا کہ کام پیغمبرؑ کا اور اعتقاد یاروں اس کے کا ایسا سُست ہے کہ ہماری آ آ کر خوشامد کرتے ہیں اور ہم سے طمع رکھتے ہیں۔

اس سبب سے کفار دلیر ہوتے تھے اور مسلمانوں کے روبرو کفار کے شبہات کہ دین اور نبوت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میں ذکر کرتے تھے نقل کرتے اور اس سبب سے ضعیف ایمان والوں کو شک پڑھا تا تھا ان سب باتوں کو تعبیر فساد کے ساتھ کیا ہے اور جب مسلمان اُن کو ایسے فسادوں سے منع کرتے تھے تو جواب میں قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ یعنی کہتے تھے کہ سوائے اس کے نہیں کہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ حال ملک اور ملت کا اوپر حالت اصلی اپنی کے آوے اور تمام آدمی آپس میں متفق اور شیر و شکر ہو جائیں اور جھگڑا اور مخالفت کہ بسبب اس دین اور آئین نئے کے کہ آدمیوں میں پھیل گئی ہے دُور ہو جائے اور حقیقت اصلاح کی یہی ہے کہ حال ملک اور ملت کا جیسا کہ قدیم سے چلا آتا تھا ویسا ہی ہو جائے اور تعصب آئین نئے کا کہ باعث مخالفت کا ہے درمیان سے اُٹھے اور کوئی درپے قتل اور ایذا اور قید کرنے اور لوٹنے اور ہتک حرمت کسی کے نہ ہو پس حقیقت میں اصلاح کو منحصر اسی میں جانتے ہیں کہ اسباب تحصیل معاش کے آسانی سے میسر ہوں اور انتظام دنیا کے کاموں کا بوجہ خوب رہے اور سبب اس سمجھ ان کی کا یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں کمال درجہ مشغول ہیں اور لذات بدنیہ میں نہایت ڈوبے ہوئے ہیں اور بسبب کمال توجہ کے طرف منفعتوں جزئیہ اور لذتوں جسمیہ کے دریافت کرنے مصالح کلیہ عامہ اور لذتوں عقلیہ کے سے کہ باقی رہنے والی ہیں محجوب ہیں اور یہ عین فساد ہے جیسا کہ پیچ رد اس فہمید اُن کی کے ساتھ تاکید تمام کے ارشاد ہوتا ہے اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ یعنی خبردار اور آگاہ ہو تم کہ تحقیق یہ گروہ یہی ہیں فساد کرنے والے

marfat.com

اس واسطے کہ حال ملک اور ملت کا پہلے بعثت اس رسُول کے فاسد تھا کہ ہمیشہ سے فساد چلا آتا تھا اور حق تعالٰی نے چاہا کہ اُس فساد کو دُور فرمائے اور وہ چاہتے ہیں کہ اس فساد کو پھر اپنی جگہ پر لائیں پس یہ لوگ فساد کا کام بعد اصلاح کے کرتے ہیں اور یہ سب بڑا فساد ہے اور حقیقت اصلاح کی اللہ کے نزدیک وہ ہے کہ دین حق کو اور پر تمام دینوں کے غالب کیا جائے اور فرماں برداری اس ارادۂ الٰہی کی جان اور دل سے بجالانی چاہئے اور حتی المقدور بیچ جاری کرنے اس ارادۂ حق کے کوشش کی جائے اگرچہ اس اصلاح کے واسطے قتل اور لوٹ مالوں اور سختیاں طرح طرح کی ساتھ اپنے اور ساتھ بنی نوع اپنے کے پہنچیں چنانچہ دُوسری آیۃ میں اسی سورۃ کی فرمایا ہے وقاتلوھم حتّٰی لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ یعنی لڑو تم ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ اور ہو جاوے دین اللہ کا اور بھی اسی سورۃ میں فرمایا ہے یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر وصد عن سبیل اللہ وکفر بہ والمسجد الحرام واخراج اھلہ منہ اکبر عند اللہ والفتنۃ اکبر من القتل یعنی پوچھتے ہیں تجھ سے مہینوں حرام سے اُس میں لڑائی کرنے سے تو کہہ لڑائی اُس میں بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اس کو نہ ماننا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکالنا اُس کے لوگوں کو اس سے زیادہ گناہ ہے نزدیک اللہ کے اور دین سے بچلانا مارنے سے زیادہ ہے پس ان سختیوں کو فساد سمجھنا اور سختیوں سے بچنے کو اصلاح جاننا اور باقی رہنا حال کا جیسا کہ تھا اس کو صحت کاملہ تصوّر کرنا مثال اُس کی یہ ہے کہ ایک مریض کا کوئی عضو بسبب کسی زخم کے گل گیا اور اس میں تعفن پیدا ہو گیا اور خوف اس کا ہے کہ دوسرے عضو کی طرف ...... اعضائے رئیسہ سے کیفیت سمیہ اس کی سرایت کرے اور کوئی طبیب حاذق کاٹنا اور داغ دینا اُس عضو کا تجویز فرمائے اور یہ مریض ناقص العقل اُس سے پرہیز کرے اور کہے کہ کاٹنا اور داغ دینا اُس عضو کا فاسد کرنا بنیاد بدن کا ہے۔ مجھ کو چاہیئے کہ اصلاح بدن اپنے کی کروں اور پہلے سے جیسا کہ تھا ویسا ہی رہنے دوں اور جو چیز کہ اس میں موجود تھی اپنے حال پر باقی رہے کہ یہ تجویز اس کی صریح خطاء ہے اور

marfat.com

موجب ہلاکت کی ہے لیکن بحکم اس کے کہ رای العلیل علیل یعنی فکر علیل کا بھی علیل ہوتی ہے یہ جماعت کہ دِل اُن کا بیمار ہے نہیں سمجھتی ہے کہ اس قسم کی اصلاح دونوں جہان کے کاموں کو خراب کرنے والی ہے بلکہ خراب کرنے والی حقیقت انسانی کی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں وَلٰكِن لَّا يَشْعُرُوْنَ یعنی اور لیکن شعور نہیں رکھتے ہیں کہ عین اصلاح میں فساد کا کام کرتے ہیں اور شاہد قوی اوپر بے شعوری اُن کی کے یہ ہے کہ اہل عقل کامل کو بے وقوف اور احمق سمجھتے ہیں وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا اور جب کہا جاتا ہے اُن سے کہ ایمان لاؤ تم ایمان حقیقی کہ جس سے فتنہ اور فساد اُٹھ جائے اور مال اسباب دُنیا کے سے بے رغبتی پیدا ہو اور لذتوں فانیہ نفسانی اور نام اور جاہ ڈھونڈنے سے روگردانی حاصل ہو كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ یعنی جیسا کہ ایمان لاتے ہیں آدمی کہ حقیقت میں آدمی نام اُسی گروہ کا ہے اس واسطے کہ تحقق انسانیت کا اصلاح اور انتظام دارین کے سبب سے ہے اور اصلاح اور انتظام بدون فرماں برداری شرع کے کہ ظاہر اور باطن میں ہو میسر نہیں اور جس وقت بیچ غیر ان کے کے یہ فرماں برداری متحقق نہیں گویا معنی انسانیت کے اور جگہ متحقق نہیں اولٰئك كالانعام بل هم اضل کے مصداق حال ان کا ہے اور اسی واسطے اس آیت میں ناس کو بے تعین کے ارشاد فرمایا تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ سوائے مومنوں حقیقی کے کسی کو انسان نہ کہنا چاہیئے قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ یعنی کہتے ہیں آیا ایمان لائیں ہم مانند بے عقلوں کے کہ ایک طرف کو محکم پکڑتے ہیں اور انقلابات زمانہ کے سے نہیں ڈرتے ہیں کہ مبادا غلبہ دُوسری طرف کا ہو جائے اور اس وقت میں آدمی اُس طرف کے درپے عداوت کے ہو جائیں اور دائرہ کو تنگ کریں اور یہ کہ فرماں برداری احکام شرع کی محض واسطے توقع دُور دراز کے ہے اور فائدہ کثیرہ دُنیا کے کہ بالفعل موجود ہیں اُن سے محرومی اور اُٹھانا مشقتوں سخت اور نقصانوں بے نہایت کا۔ بے پس مقتضائے عقل یہ ہے کہ ظاہر میں احکام شرع کی تابعداری کرنی چاہیئے تاکہ لکد کوب مسلمانوں کی سے کہ بالفعل تسلط اُن کا ہے بچے رہیں اور نفع دنیا کے بھی ہاتھ سے جائیں اور دُوسری طرف کے آدمیوں کو بھی خفیہ خفیہ راضی رکھنا چاہیئے تاکہ وقت انقلاب کے

marfat.com

رضا مندی ان کی کام میں آئے اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ یعنی خبردار اور آگاہ ہو تم کہ
تحقیق یہ لوگ بے عقل ہیں اس واسطے کہ اگر مدار اوپر حاصل کرنے منافع اور دُور کرنے
مضرت کے ہے پس اختیار کرنا شے فانی جنس کا اور جو چیز کہ باقی اور اشرف ہے اس کو
چھوڑنا کمال بے عقلی ہے اور آخرت کو دُنیا کے بدلے میں بیچنا نہایت بیوقوفی ہے اور
اگر مدار اوپر راضی رکھنے دونوں جانب کے ہے پس ایک طرف علام الغیوب ہے کہ اُس کے
نزدیک پوشیدہ اور ظاہر ایک ہے خصوصاً جبکہ یہ وقت نزول وحی کا اور آنے خبروں غیب کا
ہے اور ہر عقیدے کے آدمی کو چاہیئے کہ وہ اُس کو پوشیدہ رکھے ہر کسی کو بسبب وحی کے اطلاع ممکن
ہے اور باوجود اس کے جو شے کہ موافق دلیل کے ہے اُس سے اعراض کرنا اور جو کہ دلیل
کے موافق عمل کرتا ہے اُس کو سفیہ اور بے وقوف کہنا عین نادانی ہے وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ
یعنی ولیکن وہ نہیں جانتے کہ سفیہ کون ہے اور معنی بے عقلی کے کیا ہیں اور اس جگہ
ایک سوال مشہور ہے کہ پہلی آیت کو اُوپر لایشعرون کے ختم فرمایا ہے اور دُوسری آیت
کو اُوپر لایعلمون کے ختم کیا یہ فرق کس نکتہ کے واسطے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ لفظ
شعور کا اکثر بیچ علم حسی کے استعمال ہوتا ہے اور اسی جہت سے حواس خمسہ کو مشاعر کہتے ہیں اور
فساد اُن کا زمین میں ایک امر تھا پس نہ معلوم کرنے قباحت اُس کی کو ساتھ بے شعوری کے
تعبیر فرمایا اور ترجیح نعمت آخرت کی اُوپر نعمت دُنیا کے در حقیقت طریقہ ایمان خالص کا
اور باطل ہونا طریقہ نفاق کا اور تقیہ کا ایک امر استدلالی عقلی ہے اُس کے نہ جاننے کو لایعلمون
کے ساتھ تعبیر کرنا مناسب ہوا اور یہ کہ ذکر سفہ کا اس آیت میں کہ ایک نوع جہل کی ہے مقتضی
اس کے ہوا کہ اُس کے مقابلہ میں علم لایا جائے تاکہ صنعت مقابلہ کی درست پڑے اور اس
جگہ شبہ دوسرا بھی ہے کہ منافقین کفر اپنے کو پوشیدہ رکھتے تھے اور ظاہر کرنے کفر اپنے
سے نہایت احتراز کرتے تھے اور اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ صریح کلمہ کفر کا ہے کہ
منافی نفاق کے ہے اس کے جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ کلمہ اُن سے محرم اور رازداروں
کے سامنے ظاہر ہوا تھا کہ نفاق اپنا اُن سے چھپاتے تھے اس واسطے کہ بعض مسلمانوں کو
بعضے منافقوں سے ہم صحبتی اور رازداری آپس میں تھی جیسے کہ بیٹے عبداللہ بن ابی کو اپنے باپ کے

marfat.com

ساتھ ہمرازی تھی حق تعالیٰ نے اس کلمہ کو اپنے محرم رازوں کے رُوبرو کہا تھا نقل فرمایا اور فضیحت عام کیا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ کلمہ محض دل میں ان سے صادر ہوا تھا پس معنی قالوا کے یہ ہیں کہ قالوا فی قلوبھم یعنی کہا انھوں نے بیچ دلوں اپنے کے حق تعالیٰ نے کہ عالم السر والخفیات ہے اُن کے دل کی بات کو برملا ظاہر فرمایا اور ابن عساکر نے تاریخ اپنی میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے اٰمن النّاس کی تفسیر میں فرمایا ہے کما اٰمن ابو بکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ اور تخصیص ان چاروں یاروں کبار کی اس واسطے ہے کہ خلوص ایمان اُن کے کا اُس وقت میں خواص اور عوام کے نزدیک مشہور تھا والا سابق میں گذرا کہ جو کوئی ظاہراً اور باطناً فرماں بردار احکام شرع کا ہو النّاس میں داخل ہے اور جیسا کہ یہ منافق خالص ایمان والوں کو زبان سے احمق اور بے وقوف کہتے ہیں ویسے ہی دل میں اعتقاد حمق اور سفاہت ان کی کار کھتے ہیں پس یہ کلمہ کہ اُن سے سرزد ہوتا ہے اُس جنس سے نہیں کہ غصّہ کے غلبہ میں زبان سے نکلے اور دل میں ایسا اعتقاد نہ ہو کہ اُس کلمہ کے کہنے میں معذور ہوں اس واسطے کہ معاملہ ان کا دلیل اس بات کی ہے کہ مسلمانوں خالص کو بے وقوف سمجھتے ہیں اور دانائی کافروں کی اُن کے دلوں میں جم رہی تھی جیسا کہ فرماتے ہیں وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی جس وقت کہ ملاقات کرتے ہیں مسلمانوں خالص سے قَالُوْٓا اٰمَنَّا یعنی کہتے ہیں ہم ایمان لائے پس جملہ فعلیہ ما فیہ لاتے ہیں اور مبالغہ اور تاکید اس دعوے میں نہیں کرتے ہیں اس واسطے کہ جانتے ہیں کہ مومن خالص بے وقوف ہوتے ہیں اور گمان نہیں کرتے ہیں کہ جہان میں کوئی جھوٹ بھی کہتا ہو پس بہ مجرد کہنے ہمارے کے بغیر تاکید اور مبالغہ کے قبول کرلیں گے اور جان اور مال ہماری سے ہاتھ تعرض کا کوتاہ کریں گے وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ یعنی جس وقت خلوت میں جاتے ہیں طرف شیطانوں اپنے کے یعنی بہکانے والوں کے ساتھ تاکید تمام کے قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ یعنی کہتے ہیں کہ بلاشبہ ہم ہمراہ تمہارے ہیں حاصل یہ ہے کہ ہم ہر چند مسلمانوں کے روبرو واسطے بچانے جان اور مال اپنے کے ظاہر داری کرتے ہیں اور دکھانے کے واسطے مسلمان ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں ہم تمھارے ہمراہ ہیں جیسا کہ تم نے کفر کے اعلیٰ مرتبے میں ترقی کی ہے۔



marfat.com

ہم بھی اُسی مرتبہ میں ہیں اور اس کلام میں طرح طرح کی تاکیدیں اور مبالغہ کی رعایت کرتے ہیں جملہ اسمیہ لاتے ہیں اُس کو حرف تاکید کے ساتھ موکد کرتے ہیں اور بجائے اَنَّا کافِرُوْنَ کے اِنَّا مَعَکُمْ کہتے ہیں تاکہ دلالت اوپر متحد ہونے مرتبہ کفر کے کرے اس واسطے کہ معتقد کمال دانائی اور عقل مندی کافروں کے ہیں جانتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں کے پاس ایمان اپنا ظاہر کیا ہے اگر اس کُفر باطنی اپنے کو تاکید اور کمال مبالغہ سے ان کے رُوبرو ظاہر نہ کریں گے ہمارے اقرار کو ظاہر نہ کریں گے اور باوجود اس تاکید اور مبالغہ کے تسلی خاطر ان کی نہیں ہوتی ہے اور گمان کرتے ہیں کہ کافر اس دعوے میں ہم کو جھوٹا جانیں گے اور اعتراض کرینگے کہ اگر تم درجہ کفر میں ہمارے شریک ہو پس لفظ آمنا کا تمھاری زبان پر کیونکر جاری اگرچہ ظاہر داری کے واسطے ہو دلالت اور ضعف اعتقاد کے کفر میں کرتا ہے اسی واسطے بطریق پیش بندی کے کہتے ہیں کہ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ یعنی نہیں ہیں مگر ہم مسلمانوں سے ہنسی کرتے ہیں اور بے عقلی اُن کی برملا ظاہر کرتے ہیں تاکہ آدمی جانیں کہ یہ گروہ سادہ لوح مجرد اقرار زبانی کے بغیر تامل کرنے مخالفت فعلوں ہمارے کے ساتھ قول ہمارے کے دعوٰی ایمان ہمارے کا سچا جانتے ہیں پس بسبب اس استہزاء کے کمال مضبوطی ہماری کفر کے اندر ظاہر ہوگی اس واسطے کہ جو کوئی جس چیز کا استہزاء کرتا ہے اس چیز کو سبک اور خفیف جانتا ہے اور ہرگز اعتبار اُس کا نہیں رکھتا ہے اب حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہرچند یہ گروہ ہر وقت میں اہلِ ایمان کو محل استہزاء اور استخفاف کا بناتے ہیں حالانکہ یہ گروہ ہمیشہ محل استہزاء اور استخفاف عالم الغیوب کے میں پڑے ہوتے ہیں اور ساتھ تجدد امثال کے کسی وقت میں استخفاف اور استہزاء اُس جناب کے سے خالی نہیں رہتے ہیں اس واسطے کہ اَللّٰہُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ یعنی اللہ خود استہزاء انکے ساتھ کرتا ہے اس واسطے کہ مسلمانوں کو ساتھ تعرض نہ کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ دم بدم نفاق اُن کا زیادہ ہو اور بسبب زیادتی نفاق کے مستحق عذاب کے ہوں کہ رنج اور مشقت اس کی مال اور جان کے جانے سے بھی زیادہ سخت ہے اس واسطے کہ مال اور جان کا جانا دُنیا کی زندگی میں ضرر کرتا ہے اور بس اور یہ نفاق حیات ابدی کے واسطے مضر ہے پس گویا اُس جناب کی طرف اُن کے ساتھ معاملہ ایسا ہوتا ہے کہ بے عقلوں اور بے وقوفوں کے ساتھ کرنا چاہیے

marfat.com

کہ کنکریاں دے دیں اور یاقوت لے لیں اور اسی سبب سے ہے کہ حق تعالیٰ ان کو جلدی سے دنیا
میں مواخذہ نہیں فرماتا ہے بلکہ فرصت دیتا ہے وَيَمُدُّهُمْ یعنی اور مہلت دراز دیتا ہے
اُن کو تاکہ مستغرق اور ڈوبے ہوئے ہوں فِي طُغْيَانِهِمْ سرکشی اپنی میں يَعْمَهُونَ یعنی اندھے
دل کے ہیں اور بُرائی حال اپنے سے بے خبر ہیں اس جگہ جاننا چاہیئے کہ ابتداءً اپنی طرف سے
کسی کی استہزاء اور ہنسی کرنی جہالت ہے جیساکہ اسی سورۃ میں آوے گا کہ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا
هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ لیکن استہزاء کے جواب میں
استہزاء کرنا عین حکمت اور کمال انصاف ہے جیساکہ اس آیت میں واقع ہے خصوصاً جو کوئی
محبوبوں اپنے سے استہزاء کرتا ہے محبوبوں کی طرف سے واسطے انتقام کے جواب استہزاء
کا دینا عالم محبت میں واجبات سے ہے اور اس آیت میں اس مقصد کی نظر سے کمال بزرگی شان
خالص مسلمانوں کی نکلتی ہے کہ حق تعالیٰ ان کی حمایت کے واسطے استہزاء منافقوں کا
جواب آپ اُن کی طرف سے دیتا ہے اور یہ کہ اس آیت میں دلیل صریح ہے اُوپر رد کرنے
وجوب اصلح کے کہ مذہب معتزلوں کا ہے اس واسطے کہ رکھنا منافقین کا سرکشی اور سیاہ دلی
میں کسی وجہ سے منافقوں کے حق میں اصلح نہیں ہے اور لغت عرب میں جیساکہ اندھے ہونے
آنکھ کو عمی سے کہتے ہیں دل کے اندھے ہونے کو عمہ کہتے ہیں اور یہ گروہ کیونکر قابل استہزاء الٰہی
کے نہ ہوں حالانکہ جو معاملہ کہ انھوں نے خدا کے ساتھ کیا ہے کمال بے وقوفی اُن
کی اُس میں ظاہر ہوئی اس واسطے کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى
یہ گروہ لوگ ہیں کہ خرید کی ہے گمراہی نفاق کی ساتھ دے دینے ہدایت ایمان کی اس واسطے
کہ جب انھوں نے کلمہ اسلام کا زبان پر چلایا کچھ ان کو ساتھ حقیقت ایمان کے ایک رابطہ
پیدا ہوا اور گویا مالک اُس کے ہوئے پھر بسبب نفاق باطنی اپنے کے اُس ایمان کو اپنے ہاتھ
میں لائے تھے برباد کیا اور گمراہی نفاق کی اپنے واسطے اُس کے بدلے میں اختیار کی باوجودیکہ
ایمان میں سراسر نفع دو جہانوں کا تھا اور نفاق میں نقصان آخرت کا موجود ہے اور خسارہ
دُنیا کا ہر چند کہ نفاق میں معلوم نہیں ہوتا ہے لیکن ہر گاہ کہ خدا کی طرف سے رُسوائی اُن
کے حال کی ہوئی اور مسلمانوں کو اُس پر اطلاع فرمائی اور قرآن مجید میں اُن کے نفاق کا

marfat.com

ذکر فرمایا اور ایسا مشہور ہوا اور ظاہر ہوا کہ مکتبوں میں لڑکے بھی تلاوت کرتے ہیں دُنیا کا
خسارہ بھی بُری طرح سے اُن کی طرف عائد ہوا پس یہ سودا اُن کا مانند سودے اُس شخص کے
ہے کہ تریاق کو زہرِ ہلاہل کے بدلے خریدا ہو فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ یعنی پس اُن کی
سوداگری نے اُنھیں کچھ فائدہ نہ دیا اس واسطے کہ دُنیا میں بھی نفع نہیں رکھتی ہے اور
آخرت اپنی کو بھی برباد کیا اس واسطے کہ اصل مال آخرت کا کہ ایمان ہے اس نفاق کے
بدلے میں ہارا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ یعنی اور نہ ہوئے وہ راہ پانے والے اس واسطے
کہ فقط ایمان زبانی کہ اب بھی رکھتے ہیں ہدایت نہیں ہے اور اگر بالفرض ہدایت بھی ہو
پس اس صورت میں ہے کہ اعتقاد دل کا مخالف اُس کے نہ ہو اور اس جگہ تکذیب اور انکار
اس کے بدلے میں حاصل ہو پس اس معاملہ میں کسی طرح نفع پانے والے نہ ہوئے اور اگرچہ
سعادت دُنیا کی سعادت ابدی کے بدلے میں حاصل کرنے میں بھی خسارہ تھا چہ جائے کہ
اسکے ساتھ سعادت دُنیا کی بھی ہاتھ میں نہ لائے اور مفت برباد کی اور اس سے زیادہ کیا حمق
ہوگا لیکن لسبب کمال حمق اپنے کے حرف کلمہ توحید کو زبان سے کہنے کو مرتبہ کمال کا جانتے
ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مقصود جاری کرنے اس کلمہ کے سے اُوپر زبان کے نگاہ رکھنا مال اور
جان کا ہے اور اُس کو ہم نے حاصل کیا بعد اُس کے اور مرتبوں سے ہم کو بے پروائی حاصل
ہوئی پس مَثَلُهُمْ یعنی تمثیل اُن کی اس کوتاہ نظری اور غلط فہمی اور خریدنے گمراہی اور
تاریکی کہ ہدایت اور نور کے بدلے میں كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا یعنی مانند تمثیل اُس
شخص کی ہے کہ روشن کیا اس نے آگ کو تاکہ شعلہ اُس کا بلند ہو اور لسبب اُس کے روشنی
اور گرمی اور پکانا طعام کا اور منافع آگ کے حاصل ہوں ایسے ہی اس گروہ نے بھی چاہا
کہ نور جبلی ایمان کا کہ ہر شخص کی استعداد میں رکھا ہے بیچ صحبت پیغمبر علیہ السلام اور ظاہر ہونا
رفاقت اہل ایمان کے روشن اور قوی کریں تاکہ منافع اس نور کے ظاہر ہوں تاکہ حقائق اور
معارف کا اور گرمی شوق اور ذوق کی عبادتوں اور ذکروں میں اور پختہ ہونا اخلاق اور
خصلتوں کا ہے حاصل ہوں فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ یعنی پس جس وقت کہ روشن کیا
اُس آگ نے گرد و پیش روشن کرنے والے کا اور کسی قدر روشنی اُس کی سے آنکھ اُس کی کھلی

marfat.com

اور دیکھنے لگا اور جزا لما کی محذوف ہے یعنی اطفاءھا حاصِل یہ ہے کہ اُس آگ کو بجھا دیا اس گمان سے کہ اب مجھ کو کیا حاجت ہے کہ اور اُس آگ کو روشن کروں اس واسطے کہ آنکھ میری کھُل گئی ہے خود بخود ہر چیز کو میں دیکھ لوں گا اور جس قدر گرمی کہ میں نے حاصِل کی ہے مجھ کو کفایت کرے گی بہتر یہ ہے کہ تاریکی میں بیٹھوں اور محنت روشن کرنے آگ کی نہ کھینچوں اور منت طلب کرنے لکڑی اور پھوس وغیرہ کی نہ اٹھاؤں ایسے ہی یہ گروہ بسبب صحبت سرسری آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اور مسلمانوں میں مل جانے کے تھوڑی سی بینائی بصیرتِ کی پیدا کر کے قناعت کرنے والے ہوتے کافی سمجھا اور ِ اور یہ جانا کہ جان اور مال ہمارا اگر گرد اور پیش ہمارے ہے حمایت مسلمانوں میں داخل ہے اب کس واسطے محنت مراتب ایمان کے طے کرنے کی کھینچنی چاہیئے اور تلخی جدائی رشتہ دار ان اور کنبے کے لوگوں کی اور چھوڑنا وطن کا کیا ضروری ہے جب اسی حالت مرے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ بالکل لے گیا اللہ نور اُن کا کہ حاصِل کیا تھا اس واسطے کہ فائدہ اس کا فقط نگاہ رکھنا جان اور مال کا تھا اور یہ فائدہ بعد مرنے کے جاتا رہا وَ تَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ۝ یعنی اور چھوڑا اُن کو حق تعالیٰ نے بعد مرنے کے اندھیروں میں کہ ہرگز کسی چیز کو نہیں دیکھتے ہیں اور کسی طرح سے حیلہ خلاصی کا ان تاریکیوں سے ان کی نظر میں نہیں آتا ہے اور ظلمات کو جمع اس واسطے لائے ہیں کہ ان منافقوں کو بعد مرنے کے کئی قسم

## بیان تاریکیوں کا

کے اندھیرے گھیر لیں گے اوّل اندھیرا کفر کا دُوسرا اندھیرا مکر اور فریب کا کہ اللہ سے اور مسلمانوں سے کرتے تھے تیسرا اندھیرا جھوٹ اور افترا کا کہ اپنے تئیں مومن کہتے تھے۔ چوتھا طعن کرنے اور بُرا کہنے مسلمانوں خالص کا کہ ان کو احمق اور بے وقوف کہتے تھے پانچواں اندھیرا جہل مرکب کا کہ فساد اپنے کو اصلاح جانتے تھے چھٹا اندھیرا گناہوں اور شہوتوں کا کہ پیشہ نفاق کو حیلہ اپنے اعمال شنیعہ کا قرار دیا تھا ساتواں اندھیرا سختیوں اور مشقتوں اُس جگہ کا کہ طرح طرح کے عذابوں اور غضب الٰہی میں گرفتار ہوں گے پس یہ تمثیل اُن کی ہے کہ اگر سُنیں لیکن یہ لوگ دُنیا میں صُمٌّ یعنی بہرے ہیں ہرگز حق بات کو نہیں سُنتے ہیں اور اگر سُنتے ہیں تدارک حال اپنے کا نہیں کرتے ہیں اس طرح سے کہ ایمان خالص

marfat.com

ظاہر کریں اور عذر تقصیروں اپنی کا کہ پیغمبر کے جناب میں اور مسلمانوں خالص کے حق میں کی تھیں زبان سے عمل میں لائیں نہ لائے اس واسطے کہ وہ گونگے ہیں سوائے کفر کے کہ ان کے دل میں بھرا ہوا ہے اور کچھ زبان سے نہیں کہہ سکتے اور اگر بناوٹ اور تکلف کی راہ سے قصد گویائی کا بھی کریں پس اُس وقت درپے تدارک ور اصلاح حال اپنے کے ہوں اور بھلائی ایمان کی اور بُرائی نفاق کی نظر کے سامنے آئے لیکن خوبی ایمان کی اور زبونی نفاق کی لسبب گھیر لینے تاریکیوں کے اُن کی نظر سے غائب ہے اس واسطے کہ وہ لوگ عُمْیٌ یعنی اندھے ہیں کہ خوبی اور بُرائی اشیاء ول کی نہیں دیکھ سکتے فھم یعنی پس یہ لوگ ہر چند قصد پھیرنے اس معاملے کا کریں لیکن لا یرجعون یعنی ہرگز نہ پھر سکیں گے اس واسطے کہ بعد موت جو چیز کہ دُنیا میں جوہر رُوح کے اندر محکم ہوئی ہرگز دُور نہیں ہو سکتی اور تدارک اُس کا امکان کے درجہ سے باہر ہے اور جتنی حواس اور قوتیں ہیں اس میں تابع اُسی کیفیت کے کہ دِل میں بیٹھی ہوئی ہے ہوتی ہیں اور مخالف اُس کے دیکھنا اور سُننا اور کہنا اُس حال میں کسی سے نہ ہو سکے گا لیکن آثار جزا اُس کیفیت کے اُسی کیفیت کے ساتھ مترتب ہوں گے اس واسطے کہ وہ کیفیت ملزوم ہے اور آثار اُس کے لازم ہیں اور ملزوم کا وجود بغیر لازم کے متحقق نہیں ہوتا ہے اور اُن آثار کے واسطے علیحدہ سُننا اور دیکھنا اعتبار کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کیفیت کے ادراک کے ساتھ اُنکا ادراک بھی ہو جائے گا اور یہی ہیں معنی عذاب کے اور اسی واسطے اجماع اہل عقل اور اہل شرع کا اس پر ہے کہ بعد موت کے کسب دُنیا کا ممکن نہیں اور وہ کسب کہ زندگی میں کئے تھے اُن کا دُور کرنا بھی ممکن نہیں جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل میں فرماتے ہیں وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ یعنی ہر انسان چپٹا دی ہے ہم نے بُری قسمت اُس کی بیچ گردن اُس کی کے اور جو کہ دوسری آیتوں میں فرمایا ہے کہ کافر اور منافق بعد موت کے قیامت کے دن تیز حواس ہوں گے اور سُننا دیکھنا ان کا ترقی کرے گا جیسا کہ سورۃ مریم میں کہ اسمع بھم وابصر یوم یاتوننا پس مخالف اس آیت کے نہیں اس واسطے کہ تیزی حواس ان کے کی اس بات میں ہو گی کہ جزا اعمال اپنے کی کہ زندگی میں کئے تھے بخوبی معلوم کریں گے اور تیزی حواس کی اس واسطے نہ ہو گی کہ حق کو دریافت کریں اور اگر دریافت کرنا حق کا بھی اُن کے نصیب میں اُس عالم میں ہو گا تو محض بطریق حسرت اور افسوس کے ہو گا نہ واسطے کسب تہذیب کے تاکہ مفید پڑے مانند دق

marfat.com

والے کے کہ اگر اُس کو اخیر درجہ کا دق نہیں تب بھی جو تدبیرا پنی صحت ضروریہ اور اسباب مرض کلی فوت کی دریافت میں ظاہر ہووے بجز حسرت اور ندامت اور تاسف کے کچھ اثر نہ رکھے اعاذنا اللہ من امثال ھذہ الحالات فی الدنیا والاخرۃ اور ہوسکتا ہے کہ جواب لما کا ذھب اللہ بنورھم ہووے اس واسطے کہ تمام عمر اُن کی بیچ روشن کرنے گرد و پیش اپنے کے گزری اور جس وقت اس جہان سے روانہ ہوتے اُس نور کو گم کیا اور اکثر مفسرین نے ذھب اللہ بنورھم کو تشبیہ اور تمثیل میں داخل کیا ہے اور نور کے لے جانے سے مراد یہ کہی ہے کہ دُنیا میں توفیق بندگی کی آنکھ حاصل نہ ہوئی غلطان میں مبتلا ہے لیکن اس تقدیر پر ایک خدشہ قوی ہے اس واسطے کہ اثر ایمان لسانی اُن کے کا کہ مُراد ہے اُس نور سے جو دُنیا میں ان کے واسطے حاصل ہے کبھی اُن سے جُدا نہیں ہوا اور ہمیشہ جان اور مال اُن کے محفوظ رہے اور مسلمانوں نے ان سے تعرض نہ کیا پس معنی ذھب اللہ بنورھم کے کیا ہوویں گے اور اثر ایمان اُن کے کا زیادہ اس سے نہ تھا کہ بیان ہوا اور زائل نہیں ہوا کہ اس کے بدلہ میں تاریکی لائی جاتی پس مراد نہیں مگر حالت آخرت کی کہ بعد موت کے در پیش ہو گی اور ہر چند یہ تمثیل بیچ بیان کرنے خسارہ منافقین کے کہ گمراہی کے خریدنے اور ہدایت کے دینے میں لائی گئی ہے کافی اور شافی ہے لیکن پر اگر حال ان کے پر کہ بعد خرید و فروخت کے ہوا نظر کی جاتے اور طرف نفرت تام اور روگردانی مالا کلام کے کہ اُن کیلئے اسباب ہدایت کے مہیا کرنے کے باوجود دیکھا جائے تمثیل دُوسری موافق حال اُن کے کے پڑتی ہے پس سُننے والے کو اختیار ہے اگر چاہے اس تمثیل دُوسری کو بھی ملاحظہ کرے جیسا کہ فرماتے ہیں اَوْ یعنی یا تمثیل اُن کی خرید کرنے گمراہی اور ہدایت کے دینے میں باوجود تنفر تام کے اسباب ہدایت کے سے کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی مانند اس شخص کے ہے کہ مکان بہت مینہ والے سے کہ آسمان سے برستا ہے بھاگ کر اس کے بدلے میں قحط والے مکان کو اختیار کرے جب یہ گروہ منافقوں کے اسلام سے کہ مکان بارش نفع علموں کا ہے اور جگہ اُترنے روشنیوں اور برکتوں فیضیات الٰہیہ ہے آسمان کے مینہ اسلام سے بھاگ کر کفر کو کہ وہ جگہ قحط کی ہے کہ نہ علم نفع دینے والا اُس میں آسمان سے برستا ہے اور نہ روشنیاں اور برکتیں اعمال صالحہ کی اس میں نزول کرتی ہیں مادی اور

marfat.com

سکن اپنا اختیار کیا اور اپنے خیال میں اس معاملہ کو عین حکمت اور دانائی جانتے ہیں اس واسطے کہ بارش کی جگہ میں خوف تکلیفوں کا رکھتے ہیں بسبب اس کے کہ فِیْہِ ظُلُمٰتٌ یعنی اس مینہ میں اندھیرے ہیں اول اندھیرا ابر کا کہ نہایت گہرا ہے کہ ہر تہ اس کی گویا ایک اندھیرا جداجدا ہے دوسرا اندھیرا بوندوں بے شمار کا کہ مل کر برستی ہیں تیسرا اندھیرا رات کا اور ہر چند ذکر رات کا اس تمثیل میں صراحۃً نہیں آیا لیکن ذکر کرنے برق اور کلما اضاءلھم مشوا فیہ واذا اظلم علیھم قاموا سے قریب تصریح کے ہو گیا کہ یہ رات ہی کا ذکر ہے اس واسطے کہ یہ حالت نہیں ہوتی ہے مگر رات میں وَرَعْدٌ یعنی اور اس مینہ میں آواز ہولناک ہے کہ سُنی جاتی ہے ابر سے خواہ بسبب ٹکرانے بادلوں کے ہو یا بسبب پھاڑنے اجزاء دخانیہ کے وَّبَرْقٌ یعنی علاوہ اُس مینہ کے اور بجلی بھی چمکتی ہے کہ آنکھ کو خیرہ کرتی ہے ایسے ہی یہ گروہ منافقوں کے اسلام لانے میں اذیتوں کا خوف رکھتے ہیں اور مطاعن جاہلوں اور مشقتیں جہاد کی اور گھر بار کو ترک کرنا اور کنبے قبیلے سے جدا ہونا ان کی نظر میں تاریکیاں دکھائی دیتے ہیں اور تہدیدات شرعی کہ اوپر شہوت رانی اور غصہ کے اسلام میں سُنتے ہیں مانند رعد سخت کے اُن کے جگروں کو پھاڑتی ہیں اور انوار جلالیہ الٰہیہ کہ دلیلوں اور معجزوں سے چمکتے ہیں بینائی بصیرت اُن کی کو خیرہ کرتے ہیں اور وہ اُن کو مانند بجلی کے جانتے ہیں بلکہ جیسے کہ بھاگنے والے مینہ کی جگہ سے یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَھُمْ یعنی لاتے ہیں انگلیاں اپنی فِیْٓ اٰذَانِهِمْ بیچ سوراخ کانوں اپنے کے ڈر سے مِّنَ الصَّوَاعِقِ یعنی تاثیر آواز تند رعد اور گرتے آگ بجلی کی سے حَذَرَ الْمَوْتِ یعنی بسبب خوف مرنے کے مبادا وہ آواز تند صدمہ دل کو پہنچائے اور موت کی طرف پہنچا جائے ایسے ہی یہ گروہ منافقوں کا بھی کلمہ سننے تہدیدات شرعیہ کے سے کان اپنے بند کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ سننے اُس تہدیدات ہولناک سے شہوت اور غصہ کہ باعث لذتوں زندگی دنیا کا ہے مرنا ہے اور یہ بھاگنا اُن کو کچھ فائدہ نہیں کرتا ہے اس واسطے کہ یہ لوگ خدا کے ہاتھ سے نہیں چھوٹ سکتے۔

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ یعنی اور خدا ہر طرف سے پکڑنے والا ہے کافروں کو قہر اُس کے سے خلاصی نہیں پائیں گے اس واسطے کہ اگر قہر تشریعی اُس کے سے بھاگے قہر تکوینی

marfat.com

اس کے سے کس طرح بھاگیں گے یعنی اگر اللہ تعالیٰ ان پر عذاب کریگا ہرگز نہیں بھاگ سکیں گے اور اگر سُننے تہدیدات قرآنی سے کانوں اپنوں کو بند کیا سننے آواز گھوڑوں غازیوں اور آوازہ تلواروں اور نیزوں مجاہدین اور نعرے تند اُن کے سے کیوں کر کان اپنے بند کرسکیں گے اور جیسا کہ مینہ سے بھاگنے والوں کو چمک بجلی کی موجب خوف کا ہوتی ہے ساتھ اس حد کے یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ یعنی نزدیک ہے کہ تیزی چمک بجلی کی بینائی ان کی اچک لے اور ان کو اندھا کرے ایسے ایسے ہی روشنیاں دلیلوں ظاہر کی بینائی بصیرت ان خفاش کی خصلتوں کی اندھا کرتی ہیں اور جیسا کہ مینہ سے بھاگنے والوں کو بسبب تاریکیوں بارش کے حیرت اور بائیں دائیں چلنا سرزد ہوتا ہے ساتھ اس حد کے کُلَّمَا اَضَآءَ لَهُمْ یعنی ہر گاہ کہ روشن ہوتا ہے واسطے ان کے عالم بسبب چمکنے بجلی کے مَّشَوْا فِیْهِ یعنی راستہ چلتے ہیں اس کی روشنی میں ایسے ہی یہ گروہ منافقین کے جس وقت غلبہ نور اسلام کا اور ظاہر ہونا معجزات قویہ کا پاتے ہیں ظاہر میں اوپر طریق حق کے مستقیم ہوتی ہے اور جیسا کہ بھاگنے والے مینہ کے اِذَآ اَظْلَمَ یعنی جس وقت تاریک ہوتا ہے جہاں عَلَیْهِمْ یعنے اوپر ان کے بسبب چلے جانے روشنی بجلی کے یعنی ٹھہر جاتے ہیں اور راستہ نہیں چل سکتے ایسے ہی یہ گروہ منافقوں کے جس وقت کوئی اذیت ان کے اوپر اسلام میں ظاہر ہوتی ہے اپنے کفر پر جاتے ہیں اور کلمہ بے دینی اور نفاق کے ان کے وقوع میں آتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ مینہ ہر چند اس قسم کی مشقتیں اور اذیتیں رکھتا ہے اور اوپر حاسہ سمع اور بینائی کے صدمہ پہنچاتا ہے لیکن جو نفع کہ اس سے اُمید کئے جاتے ہیں ہزاروں حصہ

marfat.com

زیادہ اٹھانے ان مشقتوں اور قبول کرنے ان صدموں کے سے بہتر ہیں اور باوجود اس کے بھاگنا اس سے فائدہ نہیں کرتا ہے اس واسطے کہ اسباب مشقت کے کارخانہ خدائی میں منحصر اس میں نہیں ہیں کعبہ میں بھی اسباب مشقت کے کارخانہ خدائی میں صدمہ جو اس کے بھی منحصر اس میں نہیں ہیں کہ کفر کی حالت میں بھی پہنچتے ہیں بلکہ باوجود اس قدر احتیاط ان کی کہ انگلیاں اپنی لبسب خوف آواز رعد کے کانوں میں کرتے ہیں اور چمک بجلی کی سے بھاگتے ہیں خدائے تعالیٰ کو طاقت ہے کہ کان اُن کے بہرے اور آنکھیں ان کی اندھی کرے بلکہ وَلَوْشَآءَ اللّٰہُ لَذَھَبَ بِسَمْعِھِمْ وَاَبْصَارِھِمْ یعنی اگر چاہے اللہ تعالیٰ لے جاوے شنوائی ان کی اور بینائی ان کی بغیر رعد اور بجلی کے اس واسطے کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور قدرت اس کی محتاج طرف کسی سبب کے نہیں اور کوئی مانع اس کو منع نہیں کرسکتا جو چاہے اپنی قدرت سے کرے پس جو مکان کے اس میں نفع بےنہایت ہے تھوڑے ضرر کے خیال سے کسی واسطے چھوڑنا چاہئیے علی الخصوص کہ چھوڑدینے میں بھی یقین خلاصی اس کا ضرر سے نہ ہو باقی رہے اس جگہ کئی سوال کہ مفسرین اس مقام میں درپے جواب ان کے ہوتے ہیں اوّل یہ کہ فلما اضاءت ما حولہ، کے لفظ کو مناسب ایسا تھا کہ ذہب اللہ بضوئہم فرماتے ذہب اللہ بنورہم کس واسطے کہ لفظ اضاءت میں مادہ ضوء کا موجود ہے جواب اس کا یہ ہے کہ ضوء کا استعمال بیشتر معنی بالذات کے اثر میں ہوتا ہے اور نور عام ہے خواہ اثر معنی بالذات کا ہو خواہ اثر معنی بالعرض کا جیسا کہ بیچ آیت

هو الذی جعل الشمس ضیاء و القمر نورا

کے طرف . . . . . . . . . . . . . . . . . .

marfat.com

اُس کے اشارہ ہے پس پیچ مقام بیان بے اثر ہونے اُس آگ کے ذھب اللہ بنورھم مناسب زیادہ ہوا تاکہ دلالت کرے اوپر اُس کے کہ اثر اُس آگ کا خواہ بواسطہ ہو خواہ بے واسطہ سب برباد گیا اور کچھ نام اور نشان اُس کا باقی نہ رہا یہ توجیہ جواب کے اُوپر اس تقدیر سے ہے کہ ذھب اللہ بنورھم تمثیل میں داخل اور جواب لَمَّا کا ہوا اور اگر موافق تفسیر لکھی ہوئی کے ذھب اللہ بنورھم بیان حال منافقین کا ہو بعد مرنے کے اور داخل تمثیل میں نہ ہو پس وجہ اس کی یہ ہے کہ ضوء کا استعمال ظاہر کی روشنی میں ہوتا ہے اور اس جگہ منظور برباد کرنا روشنی ایمان کا تھا کہ معنوی ہے پس استعمال لفظ نور کا منظور ہوا تاکہ خیال سُننے والے کا طرف روشنی ظاہری کے نہ جائے دوسرا سوال یہ ہے اس آیت میں کہ حال دنیاوی کافروں کا اس میں بیان ہے اوّل بہرا ہونا بعد اُس کے گونگا ہونا بعد اُس کے اندھا ہونا بیان فرمایا ہے اور دُوسری آیت میں کہ سورۃ بنی اسرائیل میں ہے یعنی ونحشرھم یوم القیٰمۃ علٰی وجوھھم عمیا وبکما وصما بیان حال اُخروی کافروں کا اُس میں ہے اندھے ہونے کو اوپر گونگے ہونے کے اور گونگے ہونے کو اوپر بہرے ہونے کے مقدم کیا نکتہ بیچ بدلنے اس اسلوب کے کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ دنیا میں حقائق الٰہیہ اور حقائق اُخرویہ مخفی اور پوشیدہ ہیں اور اکثر آدمی اُن حقائق سے اندھے ہیں کہ عِلم اُن کا نہیں رکھتے اور طریق اُن کے معلوم کرنے کا یہی ہے کہ واعظین اور مرشدین اور پیغمبر کہ اُن حقائق کو دیکھتے ہیں اور طرف ہمارے پہنچاتے ہیں اُن کے فرمانے کو سُنتے ہیں اور بعد سُننے کے اگر شبہ اور خلجان کسی طرح کا باقی رہے تفتیش اور تحقیق کرتے ہیں بعد تحقیق کے نشانیاں حقیقت کی ظاہر ہوتی ہیں اور حجاب اُٹھ جاتا ہے اور اندھا پن نہیں رہتا پس فقدان ان تینوں مرتبوں کا دُنیا میں اسی ترتیب سے بیان فرمایا اور آخرت میں کہ حجاب بالکل اُٹھ جائے گا اور پردہ نہ رہے گا اور آدمی ہر شے خود بخود معلوم کرے گا واعظ اور مرشد وغیرہ اُس جگہ درکار نہیں کہ العیان لایحتاج الی البیان پس طریق گم ہو جانے دریافت حقائق کا اس مقام میں یہی ہے کہ پہلی آنکھیں حقیقت میں اندھی ہو جائیں بعد اُس کے آلہ سوال اور تفتیش کا کہ نطق اور حرف صوت ہے جاتا رہے بعد اُس کے اگر بغیر سوال

marfat.com

اور تفتیش کے بھی کوئی آواز کان میں پہنچے محسوس نہ ہوگی۔ لاچار آخرت کی نسبت سے یہی ترتیب مناسب زیادہ ہوئی۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ لفظ او کلام عرب میں شک کے واسطے آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خبروں میں شک کی گنجائش نہیں پس استعمال کلمہ او کا بیچ اوکصیب من السماء کے کیا وجہ رکھتا ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ اصل میں کلمہ او کا کلام خبری میں واسطے شک کے ہے لیکن جس وقت کلام خبری متضمن تخییر اور تسویہ کے ہو لفظ او کا شک کے معنوں سے مجرد کر کے لاتے ہیں اور تسویہ اور تخییر میں استعمال کرتے ہیں اور اس جگہ واسطے ظاہر کرنے اس کے کہ دونوں تشبیہیں جواز میں برابر ہیں اس کلمہ کو لاتے ہیں۔ حاصل کلام کا یہ ہے کہ منافقوں کے حال کی تشبیہ دونوں طرح جائز ہے خواہ مشبہ بہ اُن کے حال کا حال روشن کرنے والے آگ کا کر جلدی سے اپنی آگ کو اُس نے بجھا دیا کیا جائے یعنی جیسا اس شخص نے اپنی آگ بجھا کر نقصان اور خسارہ پایا ایسا ہی اُن منافقوں نے بھی کہ آخرت کے بدلے دُنیا کو لیا اور ہدایت کے عوض میں ضلالت کو خریدا اور خسارہ اور نقصان حاصل کیا اور خواہ مشبہ بہ اس کا حال اس شخص کا گردانا جائے کہ مینہ سے بھاگتا ہے اور رعد اور تاریکی سے ڈرتا ہے یعنی جیسا کہ وہ شخص نفع کی جگہ سے بسبب تھوڑے سے خوف کے بھاگتا ہے۔ یہ لوگ بھی بسبب وہم کرنے تھوڑے ضرر کے اور خوف مشقت کے کہ اسلام میں ہے بڑے بڑے فائدوں کو ترک کرتے ہیں پس سامع کو اختیار ہے خواہ اس تشبیہ کو کہ مینہ اور رعد برق کی ہے سُنے یا اُس تشبیہ کو دونوں تشبیہیں بیچ تصویر حال اُس کے کے برابر ہیں چوتھا سوال یہ ہے کہ مینہ سوائے آسمان کے اور طرف سے نہیں آتا پس فائدہ لفظ من السماء کا کیا ہوا جواب اس کا یہ ہے کہ کبھی بارش کا لفظ اور چیزوں میں بھی جن میں مشقت ہے مجازاً استعمال کرتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں فلانی جگہ نعمت برستی ہے اور فلانے شہر میں زر برستا ہے پس واسطے دفع کرنے توہم اس مجاز کے اس لفظ کے ساتھ تاکید کرنی ضرور ہوئی تاکہ لفظ صیب کو اوپر مینہ مجازی کے محمول نہ کرے جیسا کہ بیچ اذا استیقظ احدکم من منامہ میں کہا ہے کہ غرض زیادہ کرنے لفظ من منامہ کے سے دُور کرنا اُس توہم کا ہے کہ کوئی سامع استیقاظ کو اوپر خبرداری خواب غفلت کے حمل نہ کرے اور اوپر اسی قیاس کے بیچ لفظ

marfat.com

ولا طائر یطیر بجناحیہ کے کہا ہے کہ کوئی طیران کو ساتھ طیران ہمت کے تاویل نہ کرے والا طیران جناح ہی سے ہوتا ہے اس کے زیادہ کرنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ پانچواں سوال یہ ہے کہ کانوں میں سر انگلی کا ڈالتے ہیں نہ تمام انگلی پس مناسب ایسا تھا کہ یجعلون انا ملھم فرماتے نہ اصابعھم اس واسطے اصابع تمام انگلیوں کو کہتے ہیں جواب اس کا یہ ہے کہ ڈالنا انگلی کا سوراخ کان میں اس بات کو نہیں چاہتا ہے کہ ساری انگلی اس کے اندر داخل ہو جاتے بلکہ سر انگلی کا جس وقت کان کے سوراخ میں گیا کہہ سکتے ہیں کہ انگلی کان میں آئی اور لفظ اصابع کے لانے میں کہ نام تمام انگلی کا ہے ایک نوع کا مبالغہ سمجھا جاتا ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ بسبب کمال خوف اور ڈر کے چاہتے ہیں کہ تمام انگلیاں اپنے کانوں کے سوراخ میں ڈال لیں تاکہ کسی وجہ سے آواز سخت رعد کی اُن کے کان میں نہ آوے۔ چھٹا سوال یہ ہے کہ مینہ ابر سے برستا ہے نہ آسمان سے پس او کصیبٍ من السماء کے کیا معنی ہوں گے جواب اس کا یہ ہے ہر چند کہ مینہ ابر سے برستا ہے لیکن پیدا ہونا ابر کا موقوف اوضاع آسمانی پر ہے جیسا کہ اگلی آیت میں مذکور ہے۔ پس کہہ سکتے ہیں کہ مینہ آسمان سے آتا ہے۔

## پیدائش ابر و رعد وغیرہ کی

معہذا مراد آسمان سے طرف آسمان کی ہے نہ جرم آسمان تھا اور ابر آسمان کی طرف میں ہے اگرچہ آسمان میں نہ ہو اس جگہ حکمت والوں نے کہا ہے کہ جس وقت قوتیں فلکیہ عناصر میں تاثیر کرتی ہیں بسبب گرمی پیدا کرنے اور تبخیر کے عناصر حرکت میں آتے ہیں اور آپس میں مخلوط ہوتے ہیں اور عناصر کے آپس میں ملتے جانے سے مخلوقات طرح طرح کی پیدا ہوتی ہیں مثلاً جب گرمی موسم گرما کی عناصر میں تاثیر قوی کرتی ہے دریا سے بخار اور زمین سے دھواں اٹھتا ہے اور طرف آسمان کے جاتا ہے پس دھواں کبھی ہوا کے جزء سے آگے بڑھ جاتا ہے اور کرہ آگ تک پہنچتا ہے اور وہاں جا کر روشن ہو جاتا ہے اور کبھی کئی روز تک اس کا روشن ہونا باقی رہتا ہے اور ستارہ دُم دار کی صورت اور نیزہ کی شکل نمودار ہوتی ہے اور اگر جلدی سے بعد روشن ہونے کے غائب ہو جاتا ہے شہاب ہوتا ہے اور کبھی مشتعل نہیں ہوتا ہے بلکہ احتراق قبول کرتا ہے اور علامات سرخ اور سیاہ آسمان اور زمین کے درمیان ظاہر ہوتے ہیں اور بخار زمین سے جب اُٹھتا ہے کئی قسم کا ہوتا ہے اور بہت بلند جاتا ہے۔

marfat.com

اور ایسے مکان پر پہنچتا ہے کہ عکس شعاع آفتاب کا زمین سے اُٹھتا ہے اس مکان پہنچ منقطع ہو جاتا ہے اور سردی اور جمع جانا قبول کرتا ہے اور قطرہ قطرہ ہو کر زمین پر گرتا ہے اُس بخار جمے ہوئے کو ابر کہتے ہیں اور کبھی اتنا لطیف نہیں ہوتا ہے بلکہ ثقل بھی اس میں موجود ہوتا ہے اور اسی واسطے بہت بلند نہیں جاتا ہے اور یہ بخار بسبب سردی کے آخرات کو جلدی سے منجمد ہو کر گرتا ہے اور اُس کو شبنم کہتے ہیں اور کبھی بسبب شدت سردی ہوا کے بخار راستے میں جم کر زمین پر گرتا ہے اور اُس کو اولہ کہتے ہیں اور بھی کہا ہے کہ جس وقت بخار اور دھواں اور غبار مخلوط ہو کر زمین سے اوپر کو اُٹھتے ہیں اور بعد اُٹھنے کے آپس سے جُدا ہوتے ہیں غبار اُلٹا پھرتا ہے اور ہوا تند چلتی ہے باؤ گولہ پیدا ہوتا ہے اور بخار اور دھواں جس وقت برودت کی حد پر پہنچتے ہیں بخار سرد ہو جاتا ہے اور دھواں اوپر کو جانا چاہتا ہے پس بباعث شدّت نفوذ کرنے دھویں کے اُوپر کو راستہ چاہتا ہے آواز سخت پیدا ہوتی ہے کہ اُس کو رعد کہتے ہیں اور کبھی بسبب حرکت سخت کے وہ دھواں روشن بھی ہو جاتا ہے اور بجلی دکھائی دیتی ہے اور کبھی بسبب سردی زیادہ کے دھواں جم کر زمین پر گرتا ہے اور اُس کو صاعقہ کہتے ہیں اہل حکمت کے بیان پر اس طرح یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں چونکہ نظر اُن کی بیچ تصوّر ہی ایسی چیزوں کی پیدائش میں سوائے استعداد مادہ اور تاثیر صور نوعیہ کی کچھ معلوم نہیں کر سکتا ناچار اسی پر کفایت کرتے ہیں اور حقیقت میں ہمراہ اُن اسباب کے اسباب دوسرے بھی واسطے اس کارخانہ کے بلکہ واسطے تمام کارخانوں جہان کے درکار ہیں کہ وہ ارادہ اور اختیار ارواح مدبرہ کا کہ موکل ان مواد اور صورتوں پر ہے اور ان ارواح کو زبان شرع میں ملائکہ اور فرشتے کہتے ہیں اور خصوصیتیں زمانی اور مکانی اور نہ ہونا اثر کا باوجود اجتماع اسباب مادیہ اور صوریہ کے اختلاف اسی ارادہ اور اختیار کے سے ہے اور یہ اسی واسطے شارع نے خبر اخیر علۃ تامّۃ کا کہ تعلق ارادہ اور اختیار ارواح مدبرہ کا ہے اعتبار فرمایا ہے اور اتمام اس کارخانہ کا بلکہ تمام کارخانوں جہان کا منسوب طرف فعل فرشتوں کے فرمایا اور ملائکہ کو تابع امر تکوینی جناب باری کا کیا کہ فرشتے اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے ہیں فللّٰہ درّہ ما ادق نظرہ وما تشرہ اعلے اگر قوت فکریہ انسانیہ بیچ اسباب مادیہ اور صوریہ ہر شے کی غور کرے کمال غفلت منتہی اسباب

marfat.com

سے یعنی ذات باری کی سے یعنی انتہا تمام اسباب کا جس کی طرف ہے اس کو حاصل ہو اور معرفت سبب کی ہرگز میسر نہ ہو اور اگر نفی اسباب کی بالکل کرے کارخانہ ہر شے کا بلا واسطہ اور خلقت اسباب کی باطل سمجھے سُبحانَكَ مَا خلقت هٰذَا بَاطِلًا پس جو اعتقاد کہ اُس کو دنیا اور آخرت میں نفع کرے یہی اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی فاعل ہر شے کا بلا واسطہ ہے لیکن اسباب واسطے عادت اپنی کے درمیان میں لاتا ہے تاکہ معطل ہونا کسی شے کا اور خالی ہونا حکمت اور قدرت سے لازم نہ آوے وِالّا بیت

از سبب سازیش من سودائیم وز سبب سوزیش سوفسطائیم

اور جب یہ معنی معلوم ہوئے پس جاننا چاہیئے کہ جو کچھ حکما اور فلاسفہ نے بیچ پیدائش ابر اور مینہ اور رعد اور برق کے کہا ہے محض واسطے صورت باندھنے ان چیزوں کے کہ قدرت الٰہی سے پیدا ہوتی ہیں ذکر کیا ہے تاکہ عقل سے بعید نہ معلوم ہوں اور ذہن کہ مالوف اوپر ادراک قدرت کے باعتبار اسباب مشہورہ کے ہے قبول کرنے والا واسطے اُن چیزوں کے کہ قدرت الٰہی سے پیدا ہوتی ہیں ہو ذکر اگلی آیت کی تفسیر میں اور بیچ قصہ عذابوں پہلی اُمتوں کے انشاء اللہ تعالیٰ اشارہ طرف اس کے آجائے گا اور ہرگاہ بیان فرقوں نیک بختوں اور بدبختوں کے سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ یہ کتاب ہدایت ہے واسطے متقیوں کے کہ پانچ فرقوں کو شامل ہے اب بیچ بیان اس چیز کے کہ مقصود نازل کرنے اس سورۃ کے سے ہے شروع فرمایا اور اوپر طریق حاصل کرنے تقویٰ کے کہ سبب نفع پکڑنے کا ساتھ ہدایت قرآن کے ہے دلالت فرمائے گویا ایسا فرماتے ہیں کہ جس وقت جانا کہ یہ کتاب واسطے ہدایت متقیوں کے نازل ہوئی پس چاہیئے کہ فکر تقویٰ کا حاصل کرنے کا کریں اور راستہ اُس کے حاصل کرنے کا ہم سے سنیں يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ یعنی اے آدمیو! عبادت کرو تم پروردگار اپنے کی اور منافقوں کے مثل نہ ہو کہ یہ گروہ دینِ اسلام سے کہ سراسر نفع ہے بسبب تاریکیوں اور شدائد وعد اور وعید کے بھاگتے ہیں چنانچہ آدمی مینہ سے کہ عین رحمت ہے بسبب خوف اندھیرے اور رعد اور برق کے بھاگتے ہیں اور ایسی تمثیل اپنے اوپر مطابق نہ کرو کہ فقط منافقوں کو تہ نظر کے حال کے بیان کرنے کے واسطے لائی گئی ہے اور مفید

marfat.com

علمی نہیں پس یہ تمثیل معارض دلائل قطعیہ کے کہ اوپر واجب ہونے عبادت کے دلالت کرتی ہیں نہ ہوگی پھر جو شخص اس اصل محکم کو چھوڑ کر ایسی تمثیل ضعیف کے ساتھ تمسک پکڑے گویا انسانیت سے نکل گیا اور مفہوم لفظ ناس کے سے باہر ہوا اور حاصل اس تمسک کا یہ ہے کہ حقیقت ربوبیت کی معبودیت کا تقاضا کرتی ہے اور حقیقت عبدیت کی عابدیت کو چاہتی ہے خصوصاً جس وقت رب نے بندہ کو ایسی بڑی نعمت دی ہو کہ تمام نعمتیں بعد اس نعمت کے موجود ہوتی ہوں اور وہ نعمت پیدا کرنے کی ہے کہ ذات بندہ کو بھی عدم سے طرف وجود کے لایا اور اس کے اصول کو بھی یعنی جن سے یہ پیدا ہوا ہے اسی نے نیست سے ہست کیا اس واسطے کہ پروردگار وہ منعم ہے اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ یعنی وہ کہ پیدا کیا ہے تمہارے تئیں اور اُن آدمیوں کو کہ پہلے تم سے تھے باپ اور دادے تمہارے اور یہ پیدا کرنا ایک نعمت ہے نہایت عمدہ اس کے بدلے میں ایسا شکر چاہیئے کہ کمال درجہ کا ہو اور وہ عبادت ہے پس معلوم ہوا کہ عبادت کو بندہ سے واسطے نفع اپنے کے نہیں چاہتے ہیں بلکہ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ یعنی واسطے اس کے کہ شاید متقی ہو تم اور ساتھ ہدایت قرآن کے کہ بیچ نصیب متقیوں کے ہے نصیب پانے والے ہو اور اسی واسطے محققین نے کہا ہے کہ حقیقت عبادت کی صحیح کرنی نسبت عبودیت کی ہے اس واسطے کہ جب بندہ نے اپنے تئیں ممکن پہچانا رب اپنے کو ساتھ وجوب کے پہچانے گا اور جب اپنے تئیں مملوک جانا رب اپنے کو مالک جانے گا اور جب اپنے تئیں مقہور دیکھا رب اپنے کو قاہر دیکھے گا اور جب اپنے تئیں قدرت کے تحت دیکھا رب اپنے کو قادر دیکھے گا اور جب اپنے تئیں مامور اور ذلیل پہچانا رب اپنے کو آمر اور عزیز پہچانے گا اور اُو پر اسی قیاس کے پس حد اپنی سے تجاوز نہ کرے گا اور اس قضیۂ عقلیہ کو منعکس نہ کرے گا اور اپنی قدرت اور تصرف کسی وجہ سے معلوم نہیں کرے گا اور آپ کو مانند غلام ذلیل کے کہ روبرو خاوند اپنے کے کھڑا ہے اور کمر اطاعت کی باندھے ہوئے منتظر امر اور نہی کا ہونے والا جانے گا اصمعی نے روایت کی ہے کہ ایک غلام کو آگے ایک شخص کے لائے تاکہ اس کو خرید کرے اُس شخص نے غلام سے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے، کہا جو نام تو رکھے اُس شخص نے پوچھا کیا کھائے گا کہا جو تو مجھ کو کھلائے۔ پھر پوچھا کہ کیا پہنے گا کہا جو تو پہنائے

marfat.com

اُس شخص نے کہا کہ میں تجھ کو خرید دوں غلام نے کہا کہ بندہ کو کوئی خواہش نہیں ہوتی ہے

## حقیقت عبادت کی

خواہش اس کی وہی ہے جو خواہش مولےٰ کی ہے اور ہرگاہ کہ معنی عبادت کے صحیح کرنا نسبت عبودیت کی ہے پس امر فرمانا ساتھ عبادت کے شامل ہے کافر اور مسلمان کو اور بھی شامل ہے تمام مبادی اور نہایتوں عبادت کو اور اصول اور فروع اُس کے کو کہ شرائع الٰہیہ شرح اُس کی ہے اس جگہ جاننا چاہیئے کہ ہرچند حقیقت عبادت کی بمجرد متوجہ ہونے کے طرف حال نفس اپنے کے اور دیکھنے داغ عبودیت کے اپنے اوپر ظاہر اور روشن ہے لیکن بسبب قصور بصری اور ضعف قوت فکری کے معرفت معبود کے راستہ کا ایسا نشان دیا ہے کہ بہت آسان اور ظاہر ہے اور حاصل اُس کا یہ ہے کہ ہر اہلِ عقل جانتا ہے کہ میں ایک وقت میں معدوم تھا بعد اُس کے موجود ہوا اور جو چیز بعد عدم کے موجود ہووے اس کے واسطے ایک پیدا کرنے والا چاہیئے اور خالق میرا نفس میرا ہے اور نہ ماں باپ میرے اور نہ ہم جنس میرے اس واسطے کہ یہ سب مانند میرے عاجز ہیں۔ اگر پوست میرے بدن کا بسبب کسی صدمہ کے اُتر پڑے اُن کو یہ طاقت نہیں کہ اُس چمڑے کو نئے سرے سے پیدا کریں اور طبیعتیں فصلوں اور آسمانوں اور عناصر اور کواکب کی بھی خالق نہیں ہو سکتیں اس واسطے کہ یہ چیزیں بھی متغیر اور متبدل ہوتی ہیں پس خالق میرا اور چیز ہے کہ عجز اور حدوث اور تغیر اور تبدل اور نقصان

## بیان آیت مکی اور مدنی کا

سے پاک ہے اور وہ ذات معبود کی ہے باقی رہیں اس جگہ کئی بحثیں کہ مفسرین نے اُن میں بہت کلام کئے ہیں اول یہ کہ علقمہ سے روایت آئی ہے کہ جس آیت کے اول میں یایہا الناس ہے وہ مکی ہے اور جس آیت کے اول میں یاایہا الذین آمنوا ہے مدنی ہے اور یہ دونوں قاعدے منقوض ہیں اس واسطے کہ یہ آیت مدنی ہے بالاجماع باوجودیکہ اس آیت کی ابتدا یاایہا الناس سے ہے اور آیت یا ایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا کہ سورۂ تحریم میں ہے مکی ہے اور حال یہ ہے کہ اس کے اول میں یاایہا الذین آمنوا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ معنی مکی اور مدنی کے علقمہ کے کلام میں یہ نہیں ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں اتری ہو بلکہ مراد اسکی یہ ہے کہ جس جگہ یاایہا الناس آیا ہے خطاب طرف مشرکین مکہ کے ہے کہ اکثر رہنے والے مکہ کے تھے



marfat.com

اور جس جگہ یاایھا الذین اٰمنوا وارد ہوا ہے خطاب طرف مومنین کے ہے کہ اکثر مدینہ میں تھے اس واسطے کہ اس وقت میں کفر کے غلبہ کی جگہ مکہ تھا اور اسلام کے غلبہ کی جگہ مدینہ تھا دوسرے یہ لفظ لعل کا لغت عرب میں واسطے امید اور توقع کے ہے اور امید اور توقع اسی کے شایاں ہے کہ انجام کار سے آگاہ نہ ہو کلام الٰہی میں کیونکر واقع ہو جواب اس کا یہ ہے کہ حرف امید کا کلام الٰہی میں دو طرح سے آتا ہے اوّل واسطے نقل کلام حالی یا قالی بندوں کے جیسا کہ لعلہ یتذکر او یخشی اس واسطے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیٰ نبینا و علیہما السلام جس وقت میں طرف فرعون کے بھیجے گئے تھے حال اُن کا اس توقع کو چاہتا تھا گو وقوع میں نہ آئی دوسرا طریق یہ ہے کہ اُمید کی معنی سے مجرد کر کے تعلیل محض میں استعمال کرتے ہیں اور اسی واسطے فرا نے کہا ہے کہ لعل کلام الٰہی میں معنی کئے کے ہے تیسری بحث یہ ہے کہ عبادت سوا تقویٰ کے اور چیز نہیں پس لعلکم تتقون بعد اعبدوا ربکم کے ذکر کرنا ایسا ہے کہ اعبدوا ربکم لعلکم تعبدون یا بمنزلہ اس کے ہے کہ اتقوا ربکم لعلکم تتقون کہیں اور یہ کلام نہایت نامناسب ہے جواب اس کا یہ ہے کہ معنی عبادت کے صحیح کرنی نسبت عبودیت کی ہے اور منتہیٰ اس تصحیح کا متصف ہونا ساتھ صفت تقویٰ کے ہے پس عبادت اور تقویٰ باعتبار نہایت کے آپس میں اتحاد رکھتے ہیں اور باعتبار ابتدا کے فرق اور تغایر رکھتے ہیں اس جگہ کلام کی بنا اوپر اعتبار ابتدائے حال کے ہے اور احتمال ہے کہ معنی اتقا کے اس جگہ موافق مفہوم لغوی کے پرہیز کرنا اور اپنے تئیں نگاہ رکھنا ہو یعنی عبادت اپنے پروردگار کی بجالاؤ تم تاکہ اپنے تئیں اُس کے غصے سے بچاؤ اس واسطے کہ تلف کرنا حقوق کا موجب غصہ اُس کے کا ہے اور عبادت کے چھوڑنے میں تین حق تلف ہوتے ہیں اوّل اللہ تعالیٰ کی پرورش کا دوسرے حق عبودیت اپنی کا تیسرے حق نعمت اُس کی کا کہ ترک کرنا شکر کا لازم آتا ہے اور جو تمثیل کہ منافقین کے حال میں گزری ہے قابل اسکے نہیں کہ عبادت کے چھوڑنے والے اُس کو اپنے مطلب کے واسطے سند پکڑیں بلکہ وہ تمثیل اوپر خلاف مدعا ان کے کمال مبالغہ کے ساتھ دلیل ہے اس واسطے کہ انھوں نے متشابہات

marfat.com

ے باز رہنے کا نام اسلام سے قرار دیا ہے اور حقیقت میں اسباب دخول اسلام کے چھ ہیں باعتبار ذات اپنی کے اور یہ کہ باعتبار مبدا اور انتہا اپنی کے اور یہ کہ باعتبار مبدا اور منتہا اور ثمرات کے اس واسطے کہ وہ خالق ہے اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا یعنی وہ کہ گردانا ہے اُس نے زمین کو مانند فرش کے واسطے تمہارے کہ اُوپر اس کے قرار پکڑو اور سکونت اختیار کرو باوجود احاطہ دریائے شور کے ہر طرف سے تھوڑا ٹکڑا زمین کا ظاہر کیا اور اس کو نہ ایسا سخت کیا جیسا کہ سنگِ خارا کہ سکونت اور قرار پکڑنا اس پر ممکن نہ ہوا اور نہ اس قدر لطیف اور نرم بنایا مانند پانی اور ہوا اور گارے کے کہ پاؤں اُس پر پھسلے۔ پس گویا تمام زمین مانند فرش کے بچھی ہوئی ہے اور اپنی جگہ ٹھہری ہوئی ہے تاکہ اوپر اس کے خواب کرو اور بیٹھو۔

## بیان عجائب صنع الٰہی کا

عجائب مصنوعات الٰہی سے زمین میں وہ ہے کہ اس کو اپنی حیز میں ٹھہرا دیا ہے کہ تمام جہان کا درمیان ہے اس واسطے کہ ہر چیز بھاری بالطبع نیچے کی طرف مائل ہے جیسا کہ ہر چیز ہلکی بالطبع مائل اوپر کی طرف ہوتی ہے نیچے کی طرف زمین کے مرکز کو کہتے ہیں کہ عین درمیان زمین کے نقطہ کا نام ہے اوپر کی طرف وہ جہت ہے کہ آسمان کی طرف جس کا منہ ہو پس جیسا کہ بلند ہونا زمین کا اس طرف سے کہ ہم اوپر اُس کے ہیں آسمان کی طرف کو مستبعد ہے ایسے ہی نیچے کو زمین کا جانا بھی اس جگہ سے بعید ہے اس واسطے کہ نیچے کو جانا زمین کا یہ ہے پس اس تدبیر سے بیچ ٹھہرانے زمین کے حیز اپنی میں کسی چیز کی احتیاج نہیں تاکہ اوپر کی طرف سے کسی شے سے باندھیں یا نیچے کی طرف سے ساتھ کسی ستون کے مضبوطی اُس کی کریں بلکہ میل طبعی اس کی طبیعت میں وسط حقیقی کی طرف رکھا ہے وہی کفایت کرتا ہے کہ نیچے یا اوپر کو نہیں جا سکتی جیسا کہ اس آیت میں انّ اللّٰہ یمسك السّمٰوات والارض ان تزولا یعنی تحقیق اللّٰہ تعالیٰ نے تھام رکھا ہے آسمانوں کو اور زمینوں کو کہ ٹل نہ جائیں اس معنی کی طرف اشارہ ہے اور نعمتیں الٰہی بندوں کے اوپر کہ زمین کی پیدائش میں ہیں یہ ہیں کہ اُس کو مانند پتھر کے سخت نہ کیا اور نہ مانند پانی کے نرم بنایا تاکہ چلنا پھرنا، بیٹھنا سونا وغیرہ اوپر اُس کے آسان ہو اور کھیتی اور عمارت کا بنانا ممکن ہو اور کھودنا کنوؤں کا اور جاری کرنا نہروں کا ہو سکے اور انہیں نعمتوں سے وہ ہے کہ اُس کو نہایت لطیف اور شفاف ہوا کی مانند نہیں کیا تاکہ شعائیں انوار

marfat.com

آسمانی کی اوپر اس کے ٹھہریں یعنی اگر لطیف اور شفاف ہوتی شعاعیں اس پر نہ ٹھہریں اور بسبب ان شعاعوں کے اس کے باطن میں حرارت اور گرمی پیدا ہو اور کھیتی کے کام میں آوے اور انھیں نعمتوں میں سے وہ ہے کہ طبیعت اُس کی خشک کی تاکہ عناصر رطوبت والوں کو اُس کی ساخت خمیر کریں اور قوام مرکبات کے بدنوں کا حاصل ہو اور رجملہ نشانیوں الٰہی سے کہ زمین میں رکھی ہوئی ہیں مجملاً آیات کی طرف بیچ آیت وفی الارض اٰیات للموقنین یعنی اور زمین میں نشانیاں ہیں واسطے یقین کرنے والوں کے اشارہ کیا ہے کتنی چیزیں ہیں بعضی ان میں سے اختلاف زمینوں کا ہے اس طرح پر کہ کوئی سخت ہے اور کوئی نرم کسی میں روئیدگی خوب ہے کسی میں کم وعلیٰ ہذا القیاس اور اسی نشانی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ وفی الارض قطع متجاورات یعنی اور زمین میں پاس پاس قطعے والی کی اور بعضی نشانی ان میں سے یہ ہے کہ زمینوں کا رنگ جدا جدا ہوتا ہے اس آیت میں بیان اس کا ہے ومن الجبال جُدَدٌ بیض وحمر مختلف الوانها و غرابیب اسود یعنی اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں سفید اور سُرخ طرح طرح کے ان کے رنگ اور بالکل سیاہ اور بعضی ان میں ہے سے اُگنا نباتات کا کہ بیچ آیت والارض ذات الصدع کے ذکر اس کا ہے اور بعضی ان میں سے یہ ہے کہ بسبب خشکی طبیعت اپنی کے پانی مینہ کا جذب کر کے کھاتی ہیں اور نگاہ رکھتی ہیں جیسا کہ بیچ آیت والارض مددناها کے مذکور ہے اور بعضی ان میں سے یہ ہے کہ زمین کی طبیعت میں کرم اور سخاوت رکھی ہے کہ ایک دانہ لیتی ہے اور سات سو دانہ اس کے بدلے میں دیتی ہے جیسا کہ بیچ اس آیت کے مذکور ہے کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائه حبة یعنی جیسے ایک دانہ کہ دانہ اُگیں اس سے سات بالیں ہر ہر بال میں سو سو دانے اور بعضی اُن میں سے حیات اور موت ہے کہ نمونہ حشر اور قیامت کا ہر سال اُس کے اوپر دیکھا جاتا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے وآیة لهم الارض المیتة اَحْیَیْنٰهَا یعنی اور ایک نشانی ہے زمین مردہ اس کو جلایا ہم نے اور بعضی نشانی اُن میں سے جانور مختلف کہ اس میں پیدا ہوتے ہیں اسکا اس آیت میں ذکر فرمایا ہے وبث فیها من کل دابة اور بکھیرے

marfat.com

اُس میں بہت قسم کے جانور اور اُنھیں سے روئیدگیاں طرح طرح کی جیساکہ اس آیت میں بیان ہے وانبتنافیھامن کل زوج بھیج یعنی اور روئیدگی کی ہم نے ہر ہر قسم کی رونق کی چیز اور اگر سبزیوں اور بُوٹیوں کے حال میں تامل کیا جائے پس رنگتیں جدا جدا کہ ان میں پائی جاتی ہیں یہ بڑی نشانی ہے اور مزے جدا جدا ہونا نشانی دوسری ہے اور بُوٹیاں مختلف ہوتی یہ اور نشانی ہے پھر بعضی ان میں سے قوت آدمیوں کا ہیں اور بعضی قوت جانوروں کا خواہ چرند ہوں خواہ پرند اور بعضی ان میں سے کھانے کی چیزیں ہیں اور بعضی سالن ہیں اور بعضی دوا اور بعضی میوہ ہیں اور بعضی لباس آدمیوں کا جیساکہ روئی اور کتان سوائے پوششوں حیوانی کے کہ بالوں اور پشم اور ریشم اور پوست ان سے بنتے ہیں اور انھیں نشانیوں میں سے پتھر مختلف ہیں کہ بعضے ان میں سے واسطے زینت کے ہیں مثل یاقوت اور الماس اور عقیق اور فیروزہ کے اور بعضے اُن میں سے واسطے استحکام بنا کے مثل خارا اور غلولہ کے اور بعضے واسطے دونوں فائدوں کے مثل مرمر سُرخ اور عجائبات قدرت الٰہی سے ان پتھروں میں یہ ہے کہ جس کی منفعت زیادہ ہے قیمت اُس کی کم ہے جیسا کہ پتھر چقماق کا اور جس کی منفعت کم ہے قیمت اس کی زیادہ ہے مثل یاقوت سُرخ کے اور انھیں نشانیوں سے کانیں عجیب و غریب کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا کر دی ہیں اور سب بہتر ان سے سونے چاندی کی کان ہے اور عجائب قدرتوں الٰہی کے سے بیچ اس قسم کے یہ ہے کہ آدمی کو حرفتیں مشکل اور صنعتیں باریک اور حیلے بڑے تعلیم کر دیئے ہیں یہاں تک کہ مچھلی کو قعر دریا سے اور جانوروں کو ہوا میں سے شکار کرتے ہیں اور باوجود اس کے سونے چاندی کے بنانے سے عاجز رکھا ہے یعنی سونا چاندی ہر شخص نہیں بنا سکتا اور بھید اس کا یہ ہے کہ اکثر فائدے سونے چاندی کے باعتبار ثمنیت کے ہیں اور چیزوں کی ثمن ہوتی ہیں اور ثمن ہونا بغیر عزت کے نہیں ہوتا اور عزت اس بات کو چاہتی ہے کہ آدمی کو اس کے بنانے کی قدرت نہ ہو ورنہ کچھ قدر نہ رہے اور اسی واسطے کہا ہے کہ من طلب المال بالکیمیا افلس اور انھیں نشانیوں میں سے یہ ہے کہ کوہستان میں اور بعضوں قطعے زمین کے میں بڑے بڑے درخت پیدا کر دیئے ہیں اور ان پر پھول پھل نہیں آتا تاکہ

marfat.com

عمارت کے کام میں آویں اور گوٹہ وغیرہ بنانے میں خرچ ہوں اور ریخت وریز کے کام آئیں خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ اگر آدمی اپنے حال میں فکر کرے اور اپنی حاجتوں کو اور جہان کو اندازہ کرے اور تولے بالیقین جان لے کہ تمام جہان میرے واسطے مانند گھر کے ہے کہ جو چیزیں احتیاج کی ہیں اُس میں رکھی ہوئی ہیں اور آسمان کو مانند چھت کے اُوپر اس کے رکھ دیا ہے اور زمین کو مانند فرش کے بچھا دیا اور ستاروں کو مانند چراغوں اور قندیلوں کے لٹکا دیا ہے اور غذا اور دوا اور پوشاک اور سواری اور زیور جنس نباتات اور حیوانات اور معادن کی سے اس کو عطا فرما کر مالک اس گھر کا بنا دیا ہے اور مرہون انعام اور احسان اپنے کا کیا چنانچہ طرف اسی معنی کے بیچ مقام طلب اس نعمت کے ساتھ ادا کرنے عبادتوں اور بندگیوں کے اشارہ فرماتے ہیں وَالسَّمَاءَ بِنَاءً یعنی بنایا ہے تمہارے واسطے آسمان کو بنائے عالی مانند چھت کے کہ تمہارے اوپر سایہ کرے تاکہ چمکارے نوروں فرشتوں علویہ کے بناؤ تمہارے کو برہم نہ کریں اور منجملہ انعامات الٰہی سے کہ بنائے آسمان میں بندوں اپنے کے اوپر مرحمت فرمائے یہ ہے کہ آسمانوں کو چراغوں سے مزین کیا جیسا کہ بیچ آیت ولقد زیّنا السّماء الدّنیا بمصابیح یعنی رونق دی ہم نے ورلے آسمان کو چراغوں سے کہ مذکور ہے اور ماہتاب سے بھی کہ وجعل القمر فیھن نوراً یعنی کیا چاند کو بیچ ان کے اُجالا اور آفتاب سے بھی کہ وجعل الشمس سراجا یعنی کیا سورج کو چراغ پھر اس کو کرسی کے ساتھ احاطہ فرمایا اور کرسی کو عرش کے ساتھ کہ وسع کرسیّہ السّمٰوات والارض وھو ربّ العرش العظیم اور منجملہ انعامات سے یہ ہے کہ اس سقف کو شکست اور ریخت سے محفوظ رکھا اور کتنے طبقے کئے وبنینا فوقکم سبعا شدادًا الم ترکیف خلق اللّٰہ سبع سمٰوات طباقا وجعلنا السماء سقفا محفوظا یعنی بنائے ہم نے تمہارے اُوپر سات طبقے مضبوط کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہ بہ تہ اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت بچاؤ کی اور انھیں انعامات سے یہ ہے کہ آسمان کو اعمال کے چڑھنے کی جگہ اور جاتے مورد انوار کی اور قبلہ دُعا کا اور محل روشنی اور صفائی کا کیا اور یہ بھی انعامات سے ہے کہ رنگ اسکے

marfat.com

کو سب رنگوں سے زیادہ نفع بخش بنایا کہ باعث سبزی، کر قت ۔ ا
اور شکل اس کی اور شکلوں سے بہتر بنائی کہ مستدیر ہے اور بجملہ انعامات کے یہ ہے کہ
ستاروں آسمانی کو شیاطین کے واسطے رجوم مقرر فرمایا کہ شیاطین کو ان سے مارتے ہیں
اور آسمان پہ آنے نہیں دیتے اور انھیں ستاروں کو جنگل اور دریا کے مسافروں کیلئے نشان
بنائے کہ ان کو دیکھ کر سیدھا راستہ چلتے ہیں اور انھیں انعامات سے یہ ہے کہ آفتاب
کا ظاہر ہونا مقرر کیا تاکہ دن میں چلنا پھرنا آدمیوں کا حاجتوں کے واسطے جگہ جگہ زمین پہ
آسان ہو اور رات کو ڈوب جانا آفتاب کا رکھا تاکہ سکون اور راحت اور توجہ قوت ہاضمے
کی باطن کی طرف بسبب سونے کے حاصل ہو اور غذا کا پہنچنا اعضاء کی طرف بخوبی ہو جاوے
حکماؤں نے کہا ہے اگر آفتاب طلوع نہ ہوتا غلبہ سردی اور کثافت کا اس حد کو پہنچ جاتا کہ
موجب جم جانے پانیوں کا اور سرد ہونے حرارت غریزیہ کا ہو جاتا اور اگر غروب آفتاب کا نہ
ہوتا زمین ایسی گرم ہو جاتی کہ جانور اور سبزیاں زمین کی سب جل جاتیں عین عنایت الٰہی
ہے کہ بسبب آگے پیچھے آنے نور اور ظلمت اور گرمی سردی کے اعتدال معاش آدمیوں کا
فرما دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر آسمان گردش نہ کرتا آفتاب ایک ہی جگہ آسمان میں
ٹھہرا رہتا پس دولت مند سرما میں اس طرف کو کھول لیا کرتے کہ آفتاب کی شعاع سے
نفع اٹھاتے اور گرمیوں میں اس طرف کو بند کر دیا کرتے تاکہ اس کی گرمی سے امن میں رہتے
اور غریب دونوں حالتوں میں محروم اور مایوس رہتے اللہ تعالیٰ نے بسبب گردش فلکی کہ
اس نعمت اور اس مشقت کو غنی اور فقیر کے واسطے برابر کر دیا۔ پھر آفتاب کو بسبب نزدیک
اور دُور ہونے اس کے کے سمت راس میں چار فصلوں کا سبب بنا دیا تاکہ موسم سرما میں
گرمی اشجار اور نباتات کی اندر چلی جائے اور میوے اور دانے پک جائیں اور ہوا بسبب
کم ہونے گرمی کے پاک اور صاف ہو جاتے اور ابر اور برف برسے اور بدن حیوانات کا بسبب
بند ہونے حرارت غریزیہ کے باطن میں قوت پکڑے اور بہار کے موسم میں طبیعتیں حرکت
میں آئیں اور مواد کہ سرما میں پیدا ہوتے تھے ظاہر ہوں اور درخت کلیاں لے آئیں اور
جانوروں کو جفت ہونے کے واسطے ہیجان ہو اور موسم گرمیوں میں ہوا حدت پیدا کرتی ہے

marfat.com

تاکہ میوے پختہ ہوجائیں اور فضول بدنوں کی تحلیل ہوجائیں اور منہ زمین کا خشک ہوجائے اور قابل کھیتی اور عمارت کے ہووے اور خریف میں سردی اور خشکی غلبہ کرے اور جو میوے کہ تر ہیں قابل ذخیرہ کے ہوں اور بدن حیوانوں کے آہستہ آہستہ جاڑوں کی مشقت اٹھانے کے واسطے تیار ہوں اور ماہتاب کو خلیفہ آفتاب کیا ہے اور عدد برسوں کے اور حساب دفتر کے اور بیوں ای کے ساتھ متعلق کیں اور احکام شرعیہ کے اندازہ اسی سے مقرر کیئے گئے پس اگر آدمی اپنے حال کو سوچے یقیناً جانے کہ مجھ کو کسی حالت میں زمین اور آسمان سے چارہ نہیں اور اسی واسطے وجوہ افضل ہونے ایک کے دوسرے سے متعارض ہیں بعضی وجوہ سے زمین کی افضلیت معلوم ہوتی ہے اور بعضی سے آسمان کی اگر آسمان اس جہت سے بزرگی رکھے کہ عبادت گاہ فرشتوں کی ہے اور عالی جگہ ہے اور سقف محفوظ ہے اور برکت کے ساتھ موصوف ہے اور اس کے ستاروں کی شعاعیں تاثیر قوی زمین کی چیزوں میں کرتی ہیں اور موثر اشرف ہوتا ہے متاثر سے اسی واسطے ذکر آسمان کا جابجا قرآن میں زمین سے مقدم ہے زمین بھی اس جہت سے بزرگی رکھتی ہے کہ خانہ کعبہ عظمت والا اور مسجد اقصےٰ زمین میں ہے اور مادہ پیدائش نبیوں کا اور دفن ہونا پاک بدنوں ان کے کا اسی میں ہے خصوصاً آدمی کے حق میں مادر شفیق کا حکم رکھتی ہے بلکہ ماں ایک قسم کی غذا کہ دُودھ ہے اُس کو دیتی ہے اور زمین طرح طرح کی غذائیں نفیس کھلاتی ہے اور اسی سبب سے ہے کہ جب آدمی کو حکم ہوتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں سے نکل۔ بکمال خوشی کے اس حکم کو قبول کرتا ہے اور سر کی طرف سے باہر آتا ہے اور جس وقت کہ حکم ہوتا ہے کہ دُنیا سے نکل تو ہرگز اپنے پاؤں سے نہیں جاتا ہے یہاں تک کہ موکل قبض روحوں کے کھینچ لے جاتے ہیں اور اسی سبب سے ہے کہ اس آیت میں ذکر زمین کا اوپر ذکر آسمان کے مقدم فرمایا ہے اور آسمان اور زمین کو ہر چند بندوں کے حق میں عمدہ نعمتیں بنائی ہیں لیکن ان دونوں کو جدا جدا نہیں چھوڑا بلکہ دونوں کو آپس میں ربط دیا اور قوت ایک کی دوسرے کی طرف پہنچائی تاکہ ترکیب سے آثار نعمتوں کے ظاہر ہوں وَ اَنْزَلَ یعنی اور نازل فرمایا مِنَ السَّمَآءِ یعنی بعضی اوضاع آسمانی سے حرکتوں کواکب میں خصوصاً آفتاب کی حرکت میں مَآءً یعنی پانی

marfat.com

کو واسطے اُگانے سبزیوں طرح طرح کی کہ اُٹھانے والیاں مواد طرح طرح کے میووں کی ہیں فَاَخْرَجَ بِهٖ یعنی پس نکالا بہ سبب اس پانی کے کہ جس میں قوت فاعلہ رکھی اور زمین میں قوت قابلہ سونپی گئی ہے تاکہ سبب جمع ہونے اُن دونوں قوتوں کے جمع کرے مِنَ الثَّمَرَاتِ یعنی جنس میووں کی سے رِزْقًا لَّكُمْ یعنی رزق واسطے تمہارے اور طریق اُتارنے پانی کا اوضاع آسمانی سے یہ ہے کہ جب آفتاب ساتھ حرکت اپنی کے قریب سمت راس کسی ملک اور شہر کے پہنچتا ہے گرمی اور خشکی اُس ملک میں شدت قبول کرتی ہے اور اجزا اس زمین کے میں تخلخل پیدا ہوتا ہے اور غبار اُٹھتے ہیں اور اگر اُس ملک کے گرد کوئی ٹکڑا دریائے شور کا ہو اُس دریا کے اجزا میں تبخیر پیدا ہوتی ہے اور بخارات اُٹھتے ہیں اور آبادی کی جگہ اور شہروں سے دھوئیں جمع ہوکر اُوپر کو جاتے ہیں اور یہ تینوں چیزیں کہ غبار اور بخار اور دھواں ہے مابین زمین اور آسمان کے جمع ہوتے ہیں پس موسم گرمی میں کہ تپش غالب ہو اور بخارات رطوبت والے کمتر ہوں غبار غالب ہوتا ہے اور بگولے اُٹھتے ہیں اور ہوائیں ہولناک تیز چلتی ہیں اور جب آفتاب نقطۂ انقلاب صیفی سے پھرتا ہے اور روز بروز سمت راس اس مُلک سے دُور ہو جاتا ہے اُن غبارات اور دُخانات میں طراوت پیدا ہوتی ہے اور بسبب گرمی کے کہ پہلے سے مابین آسمان و زمین کے تھی رقت اور لطافت اُن میں آجاتی ہے اور بیچ ولایتوں گرم سیر کے کہ متصل دریاء شور کے کناروں کے ہے موسم برشگال کا ظاہر ہوتا ہے پس ارواح مدبرہ جو وہاں ہیں یعنی فرشتے کہ ابر پر متعین ہیں انکو حکم ہوتا ہے کہ ان تینوں چیزوں کو ساتھ تحریک ہواؤں کے طبقۂ زمہریہ تک لے جاکر نضج دیں اور بعد نضج کے ادرار کریں یعنی برساویں پس بیچ حالت نضج کے غبار خام کہ ارضیت اس پر غالب ہے مانند مواد سوداویہ کے پختہ ہوکر پانی ہو جاتے ہیں اور مستعد برسنے کے بن جاتے ہیں اور اس جگہ صورت ہانڈی کے پکنے کی بہم پہنچتی ہے اس طرح سے کہ سردی طبقۂ زمہریری کی باہر کی طرف سے ابر میں کہ تین جُز یعنی غبار اور بخار اور دخان سے مرکب ہے تاثیر کرتی ہے اور قاعدہ حکمت کا ہے کہ سردی اور گرمی آپس میں جیسا کہ موضوع اور محل میں تضاد رکھتے ہیں مکان میں بھی ضدیت رکھتے ہیں اور اسی سبب سے ہے کہ اندر زمین کا جاڑوں میں گرم ہوتا ہے

marfat.com

بہ نسبت ظاہر کے اور گرمیوں میں بالعکس اس کا ہے اور پانی کنوؤں کا جاڑوں میں گرم ہوتا ہے اور گرمیوں میں سرد پس گرمی دھوؤں کی ابر کے باہر سے بھاگ کر اندر کی طرف پوشیدہ ہوتی ہے اور فرشتے کہ ابر کے اوپر موکل ہیں اُس گرمی کو بجائے حرارت غریزیہ معدہ اور آلات غذا کے قرار دے کر روشن کرتی ہیں اور یہ روشن کرنا حقیقت بجلی کی ہے اور اس وقت میں ابر کو مانند ایک ہانڈی کے مقرر کرنا چاہیئے کہ اُس کو پکانے کے واسطے چولھے پر رکھیں فرق یہی ہے کہ حرارت پکانے والی ہانڈی کی باہر سے پکاتی ہے اور حرارت پکانے والی ابر کی اندر کی طرف سے پکاتی ہے مانند معدہ اور جگر کے اور ہر گاہ کہ پکانے میں ضروری ہے کہ ترشئے کی مدد سے ہو ورنہ خشک چیزیں آگ کی گرمی سے جل جاتی ہیں اور راکھ ہو جاتی ہیں اور اسی واسطے غذاؤں کے پکانے میں پانی وغیرہ ڈالتے ہیں اور بغیر اس کے غذا جل جاتی ہے اور ایسے ہی دانے اور غلے اور اور چیزیں سخت کہ خشک ہوں جب تک کہ پانی ہمراہ ان کے نہ ہو پکنا اُن کا نہیں ہو سکتا اسی واسطے ابر کے پکانے میں غبارات کو بجائے دانوں اور غلّوں کے مقرر کرتے ہیں اور بخارات کی رطوبت کو بجائے رطوبت پانی کے اور گرمی دھوؤں کی بجائے آگ کے اور قاعدہ مقررہ حکمت کا ہے کہ جس وقت حرارت کو جسم تر کے اوپر مسلط کرتے ہیں وقت تاثیر اُس کی کے آواز جوش کرنے کی اور شور اُس جسم رطب کے اجزا میں ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ ہانڈی پکنے کے وقت معلوم ہوتا ہے ایسے ہی ابر میں وہ شور آواز رعد کی سمجھنی چاہیئے اور جیسا کہ ہانڈی میں کبھی زیادہ آواز ہونے لگتی ہے کبھی کم۔ ایسے ہی اس جگہ اور جیسا کہ پکانے میں ہوا کی حاجت آگ کے روشن کرنے میں پڑتی ہے ایسی اس جگہ بھی واسطے جمع کرنے اور جدا کرنے ٹکڑے بادلوں کے ہوائیں مسلط کی گئیں اور اس درمیان میں کبھی بسبب شدت بھڑکنے شعلے دھوؤں کے ہوا کے زور سے یا کوئی ٹکڑا کوئلہ کر زمین پر گرتا ہے جیسا کہ چنگاری اور پتنگے چولھے میں سے اُڑتے ہیں اور اس شرارہ کو کہ ابر میں سے جدا ہو کر گرتا ہے صاعقہ سمجھنا چاہیئے اور ہر گاہ کہ نضج کامل ہوتا ہے اور غبارات میں رقت اور سیلان کمال درجہ کا آجاتا ہے برسنا مینہ کا اور جاری ہونا ندیوں کا ہو جاتا ہے جیسا کہ منضجات اور مسہلات میں آزمایا گیا ہے کہ بعد نضج کامل کے تحریک ضعیف سے بھی اخلاط کا

marfat.com

نکلنا شروع ہو جاتا ہے اور اس جگہ جاننا چاہیئے کہ اس کارخانہ میں مدار کار کے اوپر مسخر کرنے ہواؤں کی ہر وقت میں ضرورت ہے اوّل واسطے اٹھانے غبارات اور بخارات اور دخانات کے اور جمع کرنے ان تینوں کے اس میدان میں کہ زمین اور آسمان کے بیچ میں ہے، بعد اُس کے واسطے پیدا کرنے تری کے بخارات رطوبت دار کو پانی کی جگہوں اور دریاؤں سے لانا پہلی قسم کی ہواؤں کو مبشرات کہتے ہیں کہ فتثیر سحابا شان اُن کی ہے اور دُوسری قسم کی ہواؤں کو لواقح بولتے ہیں کہ بمنزلہ تخم کے رطوبت کو منتشر کرتی ہیں مانند تلقیح[1] کھجور کے درخت کے وارسلنا الریاح لواقح (یعنی چلا دیں ہم نے ہوائیں رس بھری) صفت اُن کی ہے بعد اُس کے واسطے برابر برابر کرنے ٹکڑے بادلوں کے بھی ہواؤں کا ہونا ضرور ہے تاکہ اثر نضج کا برابر قبول کریں اور اس قسم کی ہوائیں بھی لواقح میں داخل ہیں، بعد اس کے واسطے پیدا کرنے سوراخوں کے درمیان ٹکڑے بادلوں کے اور کھولنے مسام ان کے کے تاکہ پانی خوب طرح جاری ہو ہوائیں ضرور ہیں اور اس قسم کی ہواؤں کو بھی مبشرات نام رکھتے ہیں اور کبھی اتفاق ایسا پڑتا ہے کہ سرما کے موسم میں مینہ کے قطرہ بعد جدا ہونے کے ابر سے راستہ میں ہوا سرد کھا کر جم جاتے ہیں اور اولہ ہو کر گرتے ہیں

پس یہ فعل بھی ہواؤں کا ہے اور فصل ربیع میں تمام جسم ابر کا جم کر ایک پہاڑ اولوں کا بنجاتا ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ جاڑوں کے موسم میں باہر کی طرف ابر کی بسبب سردی ہوا عالم کے سرد ہوتی ہے اور سردی سے مسام بند ہو جاتے ہیں اور مسام کے بند ہونے سے گرمی بادل کی اندر گھٹی ہوئی رہتی ہے پس جب تک کہ قطرے مینہ کے بادل کے اندر رہتے ہیں رقیق اور بہنے والے ہوتے ہیں اور جس وقت اُس سے وہ قطرے جدا ہوتے ہیں بسبب سردی ہوا کے جم کر گرتے ہیں اور موسم ربیع میں بسبب گرمی ہوا باہر کے بادل کے باہر کی طرف گرم ہوتی ہے اور بسبب تضاد مکانی کے اجزا سرد بخارات کے بادل کے اندر کی طرف پوشیدہ رہتی ہیں اور باطن ابر کا بسبب سردی ان کے جسم یہ کھڑا رہتا ہے جس وقت بعضے فرشتوں کو حکم ہوتا ہے وہ ہوا کو اُوپر اُس کے مسلط کرتے ہیں اور وہ ہوا اُن اجزا جمے ہوؤں کو پھاڑتی ہے اسی واسطے ربیع کے موسم میں وقت برسنے اولوں کے شور بہت

---

[1] یعنی شگوفہ نر درخت کا مادہ کے اندر ڈالنا۔

marfat.com

سنا جاتا ہے بلکہ نوبت قلع اور قرع سخت کی پہنچتی ہے چنانچہ سورۃ نور میں اسی حالت ربیعی کی طرف اشارہ فرمایا ہے' اس آیت میں ویـنزل من السماء من جبال فیھا من برد فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ عن یشاء یکاد سنا برقہ یذھب بالابصار یعنی اتارتا ہے آسمان سے جو پہاڑ ہیں اس میں اولوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے ابھی اس کی بجلی کی کوندے جائے آنکھیں اور وجہ شدت چمکنے بجلی کی اُس وقت میں ہوتی ہے کہ شعاع بجلی کی جسم شفاف پر کہ وہ ابر جما ہوا ہے پڑتی ہے پس چمک اس کی دوچند ہو جاتی ہے اور آنکھ کو خیرگی[1] حاصل ہوتی ہے اور حالت شبیہ حالت نور کی پیدا ہو جاتی ہے اور جیسا بادل جما ہوا ان اسباب کے ساتھ معلق کھڑا رہتا ہے ایسا ہی بادل کبھی پتلا بسبب شدت رطوبت ہوا کے بغیر انجماد زیادہ ہونے کے بہنے کی صورت پیدا کر کے مانند دریا کے معلق درمیان زمین اور آسمان کے کھڑا رہتا ہے گویا ہوا عالم کی طبقہ زمہریری میں تمام پانی بن گئی بسبب تصرف ارواح مدبرہ کے نیچے کو نہیں جاری ہوتے اور جس وقت ہوا تند اس دریا معلق پر گزرتی ہے قطرات بے شمار کو اس دریا سے پھواروں کی مانند اڑاتی ہے اور اس حالت کو ترشح کہتے ہیں کہ درمیان موسم بارش کے ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ وقت چلنے ہوا تیز کے دریا کے کناروں یا چشمہ یا تالاب پر ایسی ہی شکل نمودار ہوتی ہے اور یہی ہے طریق نزول مینہ کا بیچ ولایت گرم سیر کہ متصل دریا شور کے ہو جو ولایت سرد سیر ہیں پس اُس جگہ میں طریق اور ہے اور وہ یہ ہے کہ جب آفتاب سمت راس ان شہروں کے سے موسم خریف میں بہت دور چلا جاتا ہے۔

ہوا جو اُس جگہ کی یعنی میدان کی کہ مابین زمین اور آسمان کے ہے متکاثف ہو کر یعنی غلیظ بہ صورت ابر کے دکھلائی دیتی ہے اور حجم کریخ ہو جاتی ہے مانند پانی کے کہ وقت زیادہ سردی کے جم جاتا ہے جس وقت ہوا تیز اُس پر مسلط ہوتی ہے ٹکڑے ٹکڑے اس ہوا جمی ہوئی کے گرتے ہیں کہ اُس کو برف کہتے ہیں اور جس وقت آفتاب انقلاب شتوی سے پھرتا ہے یعنی وقتیکہ سردی کم ہونے کا آتا ہے اور قریب اعتدال ربیعی کے پہنچتا ہے اور گرمی پیدا کرتا ہے اور ہوا جمی ہوئی پانی ہو کر زمین پر برستی ہے اور فصل ربیع میں اُن

---

[1] یعنی خیرگی آنکھ کی کہ بسبب چمک برق یا بسبب سفید چیز دیکھنے کے ہو۔

marfat.com

ولایتوں میں بارش کثرت سے ہوتی ہے گویا وہ مینہ تنقیہ ہوا کا برف کے مادہ سے کرتا ہے اور گرمیوں کے موسم میں اُن ولایتوں میں بسبب دُور رہنے آفتاب کے سمت راس سے یعنی ولایتوں سردسیر میں آفتاب سر کے اُوپر نہیں آتا ہے ایسی گرمی نہیں ہوتی ہے کہ بسبب تخلخل زمین کا ہوا اور بخارات اور غبارات وہاں سے اُٹھیں اسی واسطے ان شہروں میں باڑ گورے بھی نہیں اُٹھتے اور برشگال بھی نہیں ہوتا ہے اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ زور شور کارخانۂ بارش اور برف کا اکثر نیچے پھرنے آفتاب کے انقلاب صیفی سے موسم برشگال میں اور بعد پھرنے کے انقلاب شتوی سے موسم زمستاں میں ہوتا ہے اور اعتدال ربیعی سے انقلاب صیفی تک اور اعتدال خریفی سے انقلاب شتوی تک یہ کارخانہ اتنا زور نہیں رکھتا ہے بلکہ اگر کبھی کبھی مینہ کا برسنا اور برف کا گرنا ان وقتوں میں ہوتا ہے نادر اور خلاف عادت ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ بغیر حرارت شدیدہ کے کہ تابستان میں اوّل نہ ہو تاثیر حرارت شعاع آفتاب کے بخارات کے اُٹھانے میں اور غبارات کے رقیق کرنے میں ظاہر نہیں ہوتی اور ایسے ہی بدون سردی اور خشکی کمال درجہ کے موسم زمستان میں تاثیر دُور ہونے آفتاب کے بیچ جما دینے بخارات اور ہواؤں کے متصوّر نہیں ہوتی۔ یہ جو کچھ کہ بیان اسباب اس کارخانہ کا ہوا موافق شرع اور عقل کے معلوم ہوتا ہے اور سوائے ان اسبابوں اور طریقوں کے اور اسباب طرائق بھی کم قلیل موجب برسنے مینہ اور گرنے برف اور اولوں کے ہوتے ہیں اور وہ اسباب بھی بہت ہیں پس جو کوئی احاطۂ اسباب اس کارخانہ کا ارادہ کرے نافہم ہے وللّٰه خزائن السمٰوات والارض ولکن المنافقین لا یفقھون باقی رہا اس جگہ ایک سوال مشہور کہ ثمرات جمع قلت ہے کہ دلالت اوپر تین سے دس تک کے کرتی ہے اور حال یہ ہے کہ میوے بہت ہیں استعمال جمع قلت کا باوجود اس قدر کثرت کے کیونکر جائز ہو۔ جواب اس کا یہ ہے کہ کریم صاحب بخشش اور عطاء کامل کا بہت کو تھوڑا جانتا ہے اس سبب سے صیغہ جمع قلت کا لائے کہ یہ تمام میوے طرح طرح کے تمہاری نظروں میں بہت دکھلائی دیتے ہیں بہ نسبت بخشش اور عطاء اُس کی کے تھوڑی اور حقیر ہیں اور جو کہ صاحب کشاف نے بیچ جواب اس سوال کے ذکر کیا ہے کہ عبارت اس کی اس طرح آئی ہے۔۔

marfat.com

انما قیل الثمرات علی القلۃ وان کان الثمر المخرج بماء السماء جما کثیرا لانہ قصد بالثمرات جماعۃ الثمرۃ التی فی قولھم ادرکت ثمرۃ بستانہ یریدون ثمارہ کقولھم للقصیدۃ کلمۃ یعنی سوا اس کے نہیں کہا گیا الثمرات اوپر وزن جمع قلت کے اگرچہ ثمر کہ نکلتے ہیں آسمان کے پانی سے بہت سارے ہیں اس واسطے کہ قصد کیا گیا ساتھ ثمرات کے جماعۃ ثمرہ کی کہ بیچ قول ان کے کے ادرکت ثمرۃ کہتے ہیں ارادہ رکھتے ہیں اوپر بہت سے ثمر کے اس کے جیسا کہ قول اُن کا القصیدۃ کلمۃ اور حاصل اس کا یہ ہے کہ لفظ ثمرات گویا فائدہ جمع الجمع کا دیتا ہے اور بمعنی جماعات ثمرات کے ہے پس یہ جواب اس سوال کے دفع کرنے میں کافی نہیں اس واسطے کہ لفظ ثمرات کا ہر چند اس تقدیر پر دلالت اوپر قلت فردوں ثمار کے نہیں کرتا ہے لیکن دلالت اوپر قلت عدد جماعات ثمار کے بلا شبہ رکھتا ہے اور یہ خلاف واقع کے ہے اور منافی مقام بیان کثرت کے ہے اس واسطے کہ جماعتوں کی بھی کثرت ہے اور اس جگہ جاننا چاہیئے کہ حق تعالیٰ نے ان دونوں آیتوں میں پانچ چیز نعمتوں اپنی میں کی کہ دلیلیں وحدانیت اس کی ہیں اپنے بندوں کے اوپر شمار کریں۔ اوّل پیدائش آدمیوں کی ہر وقت دوسری پیدائش باپ دادوں اُن کی اور ان نعمتوں کو ایک جا ذکر فرمایا اور آیت کو ختم فرمایا تیسری پیدائش زمین کی چوتھی پیدائش آسمان کی پانچویں وہ چیز کہ دونوں سے حاصل ہوئی کہ آسمان سے نازل فرمایا اور زمین سے بسبب اُس پانی کے میووں کو اُگایا اور ان کو رزق مخلوقات کا ٹھیرایا اور یہ تینوں نعمتیں دوسری آیت میں ایک جگہ لائے وجہ اس جدا جدا بیان کرنے اور ترتیب کی کیا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ دونوں نعمتیں اقسام روحانی سے ہیں اور تینوں نعمتیں اخیر کی عالم اجسام سے ہیں پہلی دونوں نعمتوں کو مقدم اور ایک جگہ اس واسطے ذکر کیا کہ انسان کو بہ نسبت تمام چیزوں کے نفس اپنے سے زیادہ قرب ہوتا ہے بعد اُس کے اپنے اصول کے ساتھ یعنی باپ دادا وغیرہ اور اخیر نعمتوں میں بھی ترتیب رعایت کی اس واسطے کی کہ زمین مکان اور جلائے قرار بنی آدم کی ہے۔ بیٹھنا اُٹھنا اور جاگنا اور سونا اُن کا اسی پر ہے اور کسی وقت میں ان سے غافل نہیں ہوتے پھر جب نظر اٹھاتے ہیں آسمان کو دیکھتے ہیں کہ مثال ایک قبہ کے ان کے سروں پر سایہ ڈالے ہوئے ہے اور انوار اور شعاعیں

marfat.com

طرح طرح کی اُس سے چمک رہی ہیں پھر اُس چیز کو کہ مجموع ان دونوں صحن اور چھت سے
پیدا ہوتی ہے بیان فرمایا اس واسطے کہ مرتبہ مرکب کا بعد مرتبہ بسیط کے ہے اور بھی چاہیئے
جاننا کہ بعضے کوتاہ اندیشوں نے لفظ فراشاً کے سے دلیل اس بات کے اوپر پکڑی ہے کہ زمین
اوپر شکل کرہ کے نہیں اس واسطے کہ کرّہ کو فرش نہیں کہہ سکتے اور یہ استدلال نہایت پوچ
ہے بسبب اس کے کہ زمین کا فرش ہونا اس قسم کا نہیں کہ اُس کو بمنزلہ توشک اور نمدے اور
قالین اور شطرنجی کے ٹھہرایا جائے اور ایسا قیاس کرنا کمال غفلت ہے فرش کے واسطے لازم نہیں
کہ سطح ہموار ہی ہو زمین باوجود گردیت اور مدور ہونے کے بسبب اس کے کہ جسم اس کا بڑا ہے
اور طرفین اُس کی آپس میں نہایت دُور دُور ہیں اور بلندی اور پستی اس کی نظر میں نہیں آتی ہے
بے شبہ قابلیت فرش ہونے کے رکھتی ہے اور باوجود اس کے دلائل قوی اور قطعی اوپر گردیت
اُس کی کے قائم ہیں اور جو کہ سب دلیلوں عقلیہ اس مدّعا کے سے زیادہ دلیل ظاہر ہے یہ ہے کہ
طلوع اور غروب ستاروں کا اہل مشرق پر مقدم اوپر طلوع اور غروب ستاروں کے اہل مغرب پر
کے لحاظ ہوتا ہے اور مابین شمال اور جنوب کے قطب ظاہر کا زیادہ ارتفاع ہوتا ہے اور قطب
خفی کا زیادہ انحطاط ہوتا ہے جس صورت میں نہایت شمال کی طرف ہوں کمال درجہ کو پہنچیں تو
بالعکس ہوتا ہے یہ دلیل صریح گردیت زمین کی ہے اس واسطے کہ اگر زمین مسطح ہوتی تقدم
اور تاخر طلوع اور غروب کا اور ارتفاع اور انحطاط دونوں قطبوں کا کیوں ہوتا اور اسی واسطے
فقہا نے فتاوی میں لکھا ہے کہ اگر دو بھائی طلوع آفتاب کے وقت مریں ایک چین میں اور دوسرا
اُندلس میں بلکہ سمرقند میں دوسرا وارث پہلے کا ہوتا ہے اور پہلا وارث دوسرے کا نہ ہوگا اس
واسطے کہ چین میں آفتاب پہلے نکلتا ہے اور سمرقند میں پیچھے پس موت برادر چینی کی مقدم برادر
سمرقندی کی موت سے ہے اور دلائل شرعیہ کہ اس مطلب پر ہیں ان میں سے ظاہر دلیل
یہ ہے کہ اوقات نماز کے اوپر اوضاع آفتاب کے مقرر کئے ہیں اور اس وجہ پر کہ تمام مکلفین کو
کہ اطراف زمین میں ولایتوں مختلف میں پھیلے ہوئے ہیں شامل ہو اور یہ صورت بغیر گردیت زمین
کے درست نہیں ہوتی اور بھی جاننا چاہیئے کہ اس آیت میں صریح معلوم ہوتا ہے کہ رزق خاص
ساتھ غذا بنی آدم کے نہیں بلکہ جس چیز کے ساتھ نفع اٹھائیں رزق ہے اس واسطے کہ پیچ مقام

marfat.com

بیان کرنے عموم نعمت کے کفایت اوپر ان میوؤں کے کہ فقط غذا آدمیوں کی ہو ہرگز مناسب نہیں اور یہ بھی جاننا
چاہیئے کہ مفسرین سلف سے ایسا منقول ہے کہ پانی مینہ کا آسمان سے آتا ہے نہ ابر سے اور بادل صرف ایک واسطے مانند...
کے جیساکہ ابوالشیخ نے کتاب العظمت میں حضرت حسن بصری سے روایت کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا
پانی مینہ کا آسمان سے آتا ہے یا ابر سے فرمایا آسمان سے ابر فقط علامت ہے اس سے زیادہ
نہیں اور پانی آسمان سے ہے اور کعب احبار سے روایت کی ہے کہ السحاب غربال المطر
اگر ابر نہ ہوتا پانی آسمان کا وقت برسنے کے اس قدر شدت کرتا کہ زمین پھٹ جاتی اور ایسے
ہی خالد بن معدان سے روایت کی ہے کہ مینہ عرش کے نیچے سے آتا ہے اور علی الترتیب
ساتوں آسمانوں سے گزرتا ہے یہاں تک کہ نیچے کے آسمان میں جمع ہوتا ہے اور اس جگہ ابر
اُس کو جذب کرکے اپنی طرف کھینچتا ہے اور عکرمہ سے ایسی نقل کی ہے کہ مینہ کا پانی ساتویں
آسمان سے ہے اور خالد بن یزید سے روایت کی ہے کہ مینہ دو قسم ہے ایک قسم اُس سے
آسمان سے آتا ہے اور ایک قسم اُس سے یہ ہے کہ ابر پانی کو سمندر سے پی لیتا ہے اور
بسبب رعد اور بجلی کے اس کو زمین پر ڈالتا ہے پس جو قسم مینہ کی کہ دریا میں سے ہے اُس میں
قوت روئیدگی کی نہیں کوئی شے اُس سے زمین سے نہیں اُگتی اور جو قسم کہ آسمان سے ہے
اس میں قوت اُگانے اور پیدا کرنے کی ہے اور حقیقت ان قوتوں کی یہ ہے کہ پیدائش بادل
کی بلاشبہ درمیان آسمان اور زمین کے ہے اور استحالہ غبارات اور بخارات کا بھی اسی جگہ
ہوتا ہے لیکن ہرگاہ کہ اکثر چڑھنا بخارات کا دریائے شور سے ہوتا ہے اور رعد اور برق
سبب پھیل جانے اور رقیق ہونے غبارات کے ہوتے ہیں کہہ سکتے ہیں کہ ابر نے دریا سے پانی
پیا اور بسبب رعد اور برق کے زمین پر برسا اور اصل اس کارخانہ کی اوضاع آسمانی سے
اور افعال فرشتوں ساتوں آسمانوں کے سے ماخوذ ہے کہ ساتھ حکم قضائے عرشی کے تدبیر اس
کام کی کرتے ہیں۔ پس تمام عبارتیں منطبق ہوئیں اور حقیقت میں تمام کارخانے عالم کے اگرچہ
ظاہر میں ساتھ اسباب ارضیہ سافلہ کے متعلق دکھلائی دیتے ہیں لیکن تاثیر قضائے عرش کی ہے کہ
ان اسباب کو جمع کرکے ان کارخانوں کی طرف مصروف کرتی ہے خصوصاً پیدائش زمین اور
آسمان کی اور جو کچھ کہ ترکیب قوتوں فاعلہ اور قابلہ ان دونوں کی سے نمودار ہوتا ہے۔

marfat.com

بلا شبہ تاثیر پاک الٰہی کی سے ہے اور اللہ تعالیٰ اس امر میں یگانہ ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ ساتھ
ان انتظام کے منفرد ہے کہ کوئی اس انتظام میں شریک اس کا نہیں پس بندوں کو چاہیئے کہ ان
انعامات کے شکر میں عبادت بھی خاص اُسی کے واسطے کریں اور دُوسرے کو شریک نہ کریں فَلَا
تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا یعنی نہ ٹھیراؤ واسطے خدا کے ہمسر کہ اُن کو استحقاق عبادت میں اُس کے
ساتھ شریک مقرر کرو چہ جائے کہ الوہیت میں یا کسی صفات کمال میں برابر اس کے اعتقاد
کرو وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی حال یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ تم کو اور باپ دادوں تمہارے کو
اور آسمان اور زمین کو سوائے اُس کے دُوسرے نے پیدا نہیں کیا ہے اور مینہ کو سوائے اُس کے دُوسرے
نے نہیں اُتارا اور میووں کو سوائے اس کے دُوسرے نے زمین سے نہیں نکالا اور یہ بات ظاہر ہے
کہ تفرد انعام میں موجب تفرد کا شکر میں ہے پس اختیار کرنا دین اسلام کا مقتضا باران وغیرہ
کا ہے اس واسطے کہ خود مینہ اور بھی مبدأ اُس کا کہ آسمان ہے اور بھی منتہا اُس کا کہ زمین ہے
اور بھی ثمرہ اس کا کہ حصول رزق کا ہے اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور تم کو مینہ سے چارہ نہیں
پس جو تمثیل کہ تم نے واسطے بھاگنے اپنے کے دین اسلام سے بنائی تھی اُلٹی تمہارے واسطے مضر ہوئی
اور واسطے فرماں برداری دین اسلام کی ہوئی اس جگہ جاننا چاہیئے کہ کوئی شخص جہان میں
ایسا نہیں کہ شریک خدا کا وجوب وجود اور علم اور قدرت اور حکمت میں اعتقاد کرے لیکن
بہت فرقوں نے اور چیزوں میں غفلت کی راہ سے اللہ تعالیٰ کے واسطے شریک مقرر کئے ہیں
اور جس وقت اچھی طرح غور کریں اُن چیزوں کی شرکت سے اُن چار صفتوں میں بھی اعتقاد
شرکت کا آجاتا ہے پس حقیقت میں اعتقاد شرک کا مناقض اور منافی اعتقاد وحدانیت ان
چار صفتوں میں ہے کہ اس امر کو بعد تحقیق اور تفتیش کے ہر شخص تسلیم کرتا ہے پس مشرکین اپنی زبان
سے آپ ملزم ہوں گے۔ تفصیل شرک کی کہ جہان میں موجود ہے کہ ایک گروہ جہان کے واسطے
دو خالق قرار دیتے ہیں ایک حکیم ہے کہ پیدا کرنے والا نیکیوں کا ہے ایک سفیہ کہ بدیوں
کا پیدا کرنے والا ہے اور اس گروہ کو مثنویہ کہتے ہیں اور بطلان اس مذہب کا اُنھیں کی زبان
سے معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ وہ سفیہ پیدا کیا ہوا کس کا ہے اگر پیدا کیا صانع حکیم کا ہے
پس صادر ہونا شر کا حکیم سے لازم آیا اور اگر خود بخود پیدا ہوا ہے پس واجب الوجود ہوا



marfat.com

اِلٰہ واجب الوجود کو کمال علم اور کمال قدرت اور کمال حکمت لازم ہے یہ کیونکر ہو کہ واجب الوجود جاہل اور بے وقوف ہو اور فرقہ دوسرا کہ اپنے تئیں کہتے ہیں ان کا اعتقاد یہ ہے کہ ہر چند کہ وجوب وجود اور علم اور قدرت اور حکمت خاص خدا کے واسطے ہے لیکن اُس نے جہان کے کارخانوں کو آسمان کے ستاروں کو دے رکھا ہے اور تدبیر خیر اور شر کی اُنھیں کے حوالہ کی ہے پس ہم کو چاہیئے کہ ارواح ان ستاروں کے واسطے نہایت تعظیم بجا لائیں اور کمال تعظیم عبادت ہے تاکہ کارروائی ہماری کریں اور ان کا مذہب بھی ان کی زبان سے باطل ہوتا ہے اس واسطے کہ اگر خدا تعالیٰ عبادت ہماری جانتا ہے پس یہ عبادت کواکب کی لغو اور بے حاصل ہوئی اس واسطے کہ تقرب ہم کو بسبب عبادت کے اللہ تعالیٰ کے جناب میں حاصل ہوا پس ہم کو ساتھ توسل ارواح ان کواکب کی کیا حاجت ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ہماری عبادت کو نہیں جانتا ہے پس اس کے علم میں قصور پڑا اور اس کا علم کامل نہ ہوا اور یہ کہ ستارے اگر خود بخود کارروائی ہماری کرتے ہیں پس قدرت میں خدا کے ساتھ برابر ہو گئے اور شرک قدرت میں لازم آیا اور اگر بسبب قدرت دینے خدا کے کارروائی کرتے ہیں پس ہم کو کیا ضرور ہے کہ ان واسطوں کی طرف رجوع کریں اس واسطے کہ قدرت اللہ تعالیٰ کی تے جیسا کہ ان کو واسطے اور وسیلے کارروائی ہماری کے مقرر کئے ہیں ایسا ہی خواہش فیض رسانی ہماری کے اُن کے دلوں میں ڈالنا اُس کا کام ہے فرقہ تیسرا ہنود کا ہے کہتے ہیں کہ روحانیت غیبیہ کہ مدبر جہان کے کاموں کی ہیں رنگ برنگ کی صورتیں رکھتی ہیں اور ہم سے پردہ میں تھیں اور رہتی ہیں پس ہم کو چاہیئے کہ صورتیں ان رُوحانیت کی سونے چاندی وغیرہ سے بنا کر تعظیم سے پیش آئیں تاکہ یہ روحانیات ہم سے راضی ہوں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا ہے کہتے ہیں کہ جو کوئی بزرگ شخص کہ بسبب کمال ریاضت کے اور مجاہدہ کے مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعۃ عنداللہ ہوا تھا اس جہان سے گزرتا ہے اس کی روح کو قوت بڑی اور وسعت نہایت بہم پہنچتی ہے جو کوئی صورت اس کی کو برزخ کرے یا اس کی نشست و برخاست کی جگہ یا اس کی گور پر سجدہ اور تذلل کرے رُوح اُس کی بسبب وسعت اور اطلاق کے اس کے اوپر مطلع ہو اور دُنیا اور آخرت میں اُس کے حق میں شفاعت کرے پانچواں گروہ جاہلوں میں سے کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اپنی ذات میں پاک ہے

marfat.com

اس بات سے کہ کوئی اس کی عبادت کرے پس طریق عبادت اُس کی کا یہ ہے کہ کسی کو مخلوقات اس کی سے قبلہ توجہ اپنی کا کیا جائے تاکہ توجہ ہماری طرف اُسی قبلہ کی بعینہٖ توجہ طرف خدا کی ہو اور وہ مخلوق کہ صلاحیت قبلہ ہونے کی رکھے ساتھ ایک جنس کے خالص نہیں بلکہ جو چیز کہ خواص عجیبہ اور غریبہ اس میں موجود ہوں قبلہ ہوسکتی ہے جیساکہ پانی گنگا کا دریاؤں میں اور درخت تُلسی کا درختوں میں سے اور اوپر اسی قیاس کے حیوانات اور نباتات اور معادن اور پہاڑوں اور پریوں سے قبلے اپنے ٹھیرائے ہیں اور یہی ہے مذہب عوام ہنود کا یہ تفصیل اُن آدمیوں کی ہے کہ عبادت میں دُوسروں کو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں اور شریک کرنے والے سوائے عبادت کے اور چیزوں میں پس وہ لوگ بہت ہیں بعضے اُن سے وہ ہیں کہ ذکر کرنے میں اوروں کو خدا کے ساتھ برابر کرتے ہیں اور نام دوسروں کا مانند نام خدا کے تقرب کی راہ سے ذکر کرتے ہیں اور بعضے اُن سے وہ لوگ ہیں کہ ذبح اور نذر اور قربانیوں میں خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور بعضے اُن سے وہ آدمی ہیں کہ نام رکھنے میں بندہ فلاں اور عبد فلاں کہتے ہیں اور یہ شرک فی التسمیہ ہے اور بعضے اُن سے وہ لوگ ہیں کہ واسطے دفع بلاؤں کے دوسروں کو بُلاتے ہیں ایسے ہی واسطے حاصل کرنے منافع کے دُوسروں کی طرف رجوع کرتے ہیں مستقل سمجھ کر نہ اس طرح سے کہ توسل ان دُوسروں سے کریں کہ یہ شرک نہیں اور بعضے اُن سے وہ آدمی ہیں کہ نام دوسرے کو خدا کے نام کے ساتھ بیچ مقام عموم علم اور قدرت کے برابر کرتے ہیں چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک دن ایک شخص نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا ماشاء اللّٰہ وشئت یعنی جو چیز کہ خدا نے چاہی اور تم چاہو ہو جائے گی۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعلتنی للّٰہ ندا بل ماشاء اللّٰہ وحدہٗ یعنی مقرر کیا تو نے مجھ کو اللہ کا شریک بلکہ خدا ہی کی مشیت سے ہر چیز ہوتی ہے اور امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ آں حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے لاتقولوا ماشاء اللّٰہ وشاء فلان قولوا ماشاء اللّٰہ ثم شاء فلان یعنی نہ کہو تم وہ چیز کہ چاہی اللہ نے اور چاہی فلانے نے کہو تم کہ جو چیز چاہی اللہ نے پھر چاہی فلانے نے اس جگہ جاننا چاہیے کہ جیسا

marfat.com

کہ عبادت غیر خدا کی مطلقاً شرک اور کفر ہے تابعداری غیر اللہ کی بھی بالاستقلال کفر ہے اور معنی اطاعت غیر کے کہ بالاستقلال ہو یہ ہیں کہ اُس کو یہ نہ سمجھے کہ یہ شخص پہنچانے والا احکام الٰہی کا ہے بلکہ حاکم خود بخود سمجھ کر پٹہ اطاعت اُس کی کا گردن میں ڈالے اور تقلید اُس کی لازم جانے اور باوجود ظاہر ہونے مخالفت حکم اُس کے کے ساتھ حکم خدا کے اُس کے اتباع سے باز نہ رہے اور یہ بھی ایک قسم شرک ٹھیرانا ہے کہ بیچ آیت اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح بن مریم کے یعنی مقرر کیا عالموں اور راہبوں اپنے کو پرورش کرنے والا سوائے اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو برائی اس کی بیان

## بیان ان شخصوں کا کہ وہ چھ گروہ ہیں

فرمائی ہے پس وہ لوگ کہ اطاعت اُن کی ساتھ حکم خدا کے فرض ہے چھ گروہ ہیں بعضے اُن میں سے پیغمبر ہیں کہ اطاعت اُن کی حقیقت میں اطاعت خدا کی ہے اسواسطے کہ اطلاع اوپر اوامر اور نواہی اللہ تعالیٰ بغیر وسیلہ ان کے کے نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ خلق کو بسبب دوری اور احتجاب کے ممکن نہیں کہ علوم سچے اپنے پروردگار سے بلا واسطہ سمجھے اور روح پیغمبر کی نے بسبب مشاہدہ حق کے نہایت مناسبت جناب الٰہی سے حاصل کی اور نفس اس کے نے بسبب مخالطت خلق کے رتبہ بشریت کا رکھا تا قلب اُس کا روح اُس کی سے کلمات ربانیہ کو اخذ کرے اور قوائے نفسانی میں القا ان کلمات کو کرے اور خلق اُس کے واسطے سے بسبب ربطِ جنسیت کے قبول ان کلمات کو کرے اور اسی واسطے اطاعت اُن کی مقید ساتھ اس کے ہے کہ اوامر اور نواہی اُن کی رسالت کی جہت سے القا کی گئی ہوں نہ مطلق اور اسی واسطے بیچ قبول کرنے مشورہ اور احکام اجتہادیہ پیغمبر علیہ السلام کے بھی زیادہ گنجائش کی گئی ہے چنانچہ نبی ؑ نے بریرہؓ کو پہلے فرمایا کہ زوج اپنے کو اختیار کرے اور جب اُس نے پوچھا کہ یہ حکم رسالت کا ہے یا سفارش کا اور اصلاح ناموافقت کی فرمایا حکم رسالت کا نہیں بلکہ بطریق سفارش اور مشورہ کے کہتا ہوں خواہ تو قبول کر خواہ نہ کر اور بھی فرمایا ہے انتم اعلم باموردنیاکم اذا امرتکم بامر من امور دینکم فخذوا بہ یعنی تم خوب جاننے والے باتیں دنیا اپنی کی جس وقت حکم کروں میں تم کو ساتھ کسی چیز کے دین کی چیزوں میں سے پس پکڑ لو اُس کو اور بعضے ان میں سے مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت کے ہیں کہ

marfat.com

حکم اُن کا اوپر طریق واجب مخبر کے بھی لازم الاتباع عوام کے اوپر ہے اس واسطے کہ سمجھنا اسرار شریعت کے اور دقائق طریقت کے اُن کو میسّر ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی پس پوچھو اہلِ ذکر سے اگر ہو تم نہیں جانتے اور بعضے ان میں سلاطین اور امراء اور اہل خدمت ہیں جیسا کہ قاضی اور محتسب اور حکام کہ اوامر اور نواہی ان کی بھی معاملات روزمرہ میں واجب الاتباع ہیں رعایا کے حق میں اور بعضے ان میں سے شوہر ہے بی بی کے حق میں اور انھیں سے والدین ہیں بیچ حق اولاد کے اور اُنھیں میں سے مالک ہے بیچ حق مملوک کے لیکن اطاعت ان پانچ فرقوں کی مشروط اور مقیدّ ہے بشرطِ اس کے کہ اوامر اور نواہی ان کی مخالف شرع کے نہ ہوں اسی واسطے فرمایا ہے لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق نہیں تابعداری لائق ہے کسی مخلوق کی بیچ گناہ خالق کے اور بھی فرمایا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرّسول یعنی مانو حکم اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حکم مانو ان کا جو اختیار والے ہیں تم میں پھر اگر جھگڑ پڑو گے کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے

## فرق دربیان اطاعت اور عبادت کے

اور رسول کے اور وجہ فرق کی اطاعت اور عبادت میں کہ اطاعت غیر کے ساتھ شرطوں اس کی کے احکام شرعیہ ہیں جائز بلکہ واجب ہے اور عبادت غیر اللہ تعالیٰ کی کسی حال میں روا نہیں رکھی یہ ہے کہ اطاعت کسے کہتے ہیں بجالانا حکم اس شخص کا ہے کہ وہ لائق حکم چلانے کے ہے اور لیاقت حکمرانی کی سوا اللہ کی نیابتہً اوروں میں بھی ہے مثل رسُول کے اور حاکم کے بخلاف عبادت کے کہ حقیقت اس کی نہایت ذلیل ہونا ہے اور یہ اسی کے واسطے شایان ہے کہ کمال درجہ کی عظمت رکھتا ہو اور یہ منحصر اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہے اور بس جو جاہل کہ اطاعت اور عبادت کے معنوں میں فرق نہیں کرتے ہیں بسبب اس کے شبہ اور حیرانی میں پڑتے ہیں اور مشرکین ہر فرقہ کے ان کو الزام دیتے ہیں کہ تبرک ہر مذہب اور ہر دین میں ہے اس واسطے کہ اطاعت غیر اللہ کی تمام دینوں میں جائز ہے مثل اطاعت پیغمبر اور مرشد اور مجتہد اور حاکم کے اور مطیع ہونا سوائے عظمت اور مرتبہ کے متصور نہیں۔ پس اعتقاد مشارکت کا عظمت میں لازم آئے اور یہ نہیں سمجھتے کہ مطاع ہونے کو عظمت ذاتی لازم نہیں اور معبود ہونے کو

marfat.com

عظمت ذاتی کہ نہایت درجہ کو پہنچی ہو لازم ہے پس قیاس عبادت کا اطاعت کے اوپر قیاس مع الفارق ہے حاصل کلام کا یہ ہے جبکہ عبادت تقاضا ذات حضرت خالق کا ہے اور بندہ کی ذات بھی عبادت کرنے کو مقتضی ہے اور انعام اور احسان اللہ تعالیٰ کا کہ بندوں کے اوپر ہے یہ بھی تقاضا عبادت کا کرتا ہے پس حکمت الٰہی میں عبادت سے چارہ نہ ہوا اور ہرگاہ کہ عبادت موقوف اوپر فرمانبرداری اوامر کے ہے اور اوامر الٰہی چار طریق سے معلوم ہوتے ہیں کتاب اللہ یا سنّت پیغمبروں کی یا اجماع مجتہدین کا یا قیاس جلی اور اصل ان سب میں کتاب اللہ ہے پس کتاب اللہ کا نازل کرنا ضروری ہوا اور ہرگاہ کہ شان کتاب کی سوائے دُور کرنے شک اور شبہ کے اُس سے تمام نہیں ہوتی ہے طریق اس ازالہ کا ارشاد فرماتے ہیں وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یعنی اگر ہو تم شک اور شبہ میں اُس چیز سے کہ اُتاری ہم نے اُوپر بندہ اپنے کے اور اس جگہ لفظ نزّلنا کا فرمایا اور انزلنا ذکر نہ کیا اس واسطے کہ منشا شک اور شبہ کافروں کا حقیقت قرآن میں تنزیل تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ تنزیل لغت عرب میں دلالت اوپر تدریج کے کرتی ہے اور کافر جب دیکھتے تھے کہ آں حضرت علیہ السلام بیچ جواب ہر سوال کے اور موافق ہر واقعہ کے ایک آیت قرآن کی لاتے ہیں اس بات سے ان کو شبہ پیدا ہوتا تھا کہ مبادا مانند دوسرے شاعروں کے کہ بہ مقتضائے ہر وقت کے تالیف کرتے ہیں یہ کلام بھی کلام آں حضرت کا ہو کہ اپنی طرف سے بنالیا ہو نہ کلام الٰہی اس واسطے کہ کلام الٰہی اگر ہوتے تمام ایک دفعہ خدا کی طرف سے ان کے اوپر نازل ہوتے جیسے کہ توریت اور انجیل۔ پس گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم کو بسبب اس طرح کے اُترنے قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں شبہ ہو پس علاج اس کا یہ ہے کہ تم بھی قوتیں فکر یہ اپنی کو جمع کرو اور الفاظ کی ترکیب اور نظم معانی میں کوشش بہت کرکے تتبع اس کلام کا کرو اس واسطے کہ اس شخص کو خوب جانتے ہو کہ چالیس برس تک محض اُمّی تھا اور عمر بھر کبھی اپنی ایک بیت بھی موزوں نہیں کی اور ایک فقرہ نثر کا نہیں لکھا اور تم سب مشاق اس کام کے اور اُستاد نادر زمانہ کے ہو اور سلیقہ تالیف کرنے خطبوں بڑے بڑے کا اور قصیدوں روشن کا رکھتے ہو اور اگر تم سے تتبع اس کلام کا نہ ہو سکے یعنی اسرار اس کے معلوم

marfat.com

نہ ہوسکیں فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ پس لاؤ تم ایک سورۃ ایسی کلام سے کہ ادنےٰ درجہ اُس کا ایک آیت ہو اور مانند اس کلام کے نہایت فصاحت اور بلاغت میں ہو اور ہر ترکیب اُس کی ترکیبوں میں سے اوپر موقع اپنے کے واقع ہوئی ہو اور ہر تشبیہ اور ہر مجاز اور ہر کنایہ کو اور حسن اور لطافت اُس کی کے لایا گیا ہو اور باوجود ان سب امور کے تنافر اور وحشت کلموں اور انغلاق ترکیبوں سے سلامت اور پاک ہو تاکہ معلوم ہو کہ یہ کلام بھی تالیف بشری سے ہے اور سلیقۂ شعری سے صادر ہوا اور یہ بات بھی تمہاری سہولیت کے واسطے کہی گئی والا اس کلام میں سوائے فصاحت اور بلاغت کے اور چیزیں بھی ہیں کہ اگر تتبع اُن کا تم سے طلب کیا جائے بہت مشکل تمہارے اوپر پڑ جائے اوّل یہ کہ طریقہ اس کلام کا مخالف کلام بشر کے طریقوں سے ہے خصوصاً مقطع اور مطلع سورتوں کے دوسرے یہ کہ تناقض اور اختلاف سے مبرّا اور پاک ہے تیسرا یہ کہ شامل ہے غیب کی خبروں پر کہ قصّے گزرے ہوئے پہلے قرنوں کے بے مطالعہ کتاب کے اور رجوع کرنے تواریخ کے اس میں بالتفصیل مذکور ہیں اور آئندہ کی خبریں بھی صراحۃً اور کہیں اشارۃً اُس سے معلوم ہوتی ہیں اور وہ خبریں جیسا کہ اس میں مذکور ہیں واقع ہوتی ہیں پھر جب اس کلام میں ہم تامل کریں معلوم ہوتا ہے کہ کلام اللہ کے ایسے مضامین ہیں کہ آدمی سے رعایت کمال فصاحت کی اُس میں نہیں ہو سکتی اور چند موانع اس کے واسطے اس امر سے موجود ہیں اور باوجود اس کے فصاحت اُس کی نہایت درجہ کو پہنچی اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ سوائے قادر مطلق کے کام کسی کا نہیں کہ باوجود موانع کے ایسا کلام کہ کمال درجہ فصاحت اور بلاغت کا اُس میں پایا جائے تالیف کیا ہو اور بعضے ان موانع میں سے یہ ہے کہ فصاحت عرب کی اور لوگوں کی اکثر اُن چیزوں کے وصف میں ہوتی ہے کہ دیکھی اور سُنی ہوں مثل شتر کے اور گھوڑے کے اور غلام اور لونڈی کے اور زن اور فرزند کے اور بادشاہت کے اور جنگ اور لوٹ کے اور مانند اس کے اور اس کلام میں ان چیزوں کا ذکر قدرے قلیل ہے بیشتر اس کلام میں ذکر اُن چیزوں کا ہے کہ کسی نے ان کو نہ دیکھا ہے اور نہ سُنا ہے اور ایسی چیزوں کے بیان میں رعایت تشبیہات دقیقہ اور استعارات بلیغہ کے مقدور کسی فرقہ کا نہیں اور بعض اُن موانع میں سے یہ ہے کہ اس کلام میں رعایت صدق

marfat.com

کی اور پرہیز کرنا کذب سے کمال کا درجہ موجود ہے اور باوجود اس کے فصاحت کاملہ اس میں پائی جاتی ہے اور نظم اور نثر اگر اس میں رعایت صدق کی اور احتراز کذب اور مبالغہ سے کیا جائے رکاکت اور خساست پیدا کرتی ہے اسی واسطے کہا ہے کہ احسن الشعر اکذبہ یعنی جس قدر شعر میں مبالغہ بہت ہو اُسی قدر لطف پیدا کرتا ہے اور بعض اُن موانع میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص خواہ شعر کی تالیف کرے خواہ نثر کو لکھے جس وقت کلام اپنے میں بیان قصہ کا یا باندھنا مضمون مکرر کا کرے کلام اُس کے میں دُوسری بار میں بہ نسبت پہلی مرتبہ کے حسن کم ہو جاتا ہے اور نقصان قبول کرتا ہے اور اس کلام میں جس جگہ تکرار فرمائی ہے زیادہ لُطف پایا جاتا ہے اور بعض موانع میں سے یہ ہے کہ کلام جس قدر طویل ہوتا ہے رعایت فصاحت اور بلاغت کی اُس میں بہت دشوار پڑتی ہے اور ضروری ہے کہ بعض جگہوں میں اعلےٰ رتبہ سے گر جاتا ہے اور یہ کلام باوجود اس طول کے کسی جگہ درجہ اعلیٰ سے نہیں گرا اور بعض ان موانع میں سے یہ ہے کہ مضامین اس کلام کے واجب کرنا عبادتوں شاقہ کا ہے اور حرام کرنا لذتوں اور خواہشوں نفسانی کا اور برانگیختہ کرنا آدمیوں کا اوپر بے رغبتی دُنیا کے اور خرچ کرنے مال کے اور صبر کرنے مصیبتوں پہ اور یاد کرنے موت کا اور توجہ کرنے آخرت کی طرف ہے اور ظاہر ہے کہ ان امور کے بیان کرنے میں دائرہ بلاغت کا تنگ ہوتا ہے اور بعض ان موانع میں سے یہ ہے کہ جو نظم یا نثر بنانے والا ہے بعضے مضمون میں زیادہ دخل رکھتا ہے بعضے بیچ بیان کرنے حسن معشوقوں کے قدرت تمام رکھتے ہیں اور بعضے مجلس طرب وغیرہ کے بیان میں اور بعضے بیچ بیان لڑائی کے اور بعضے ہجو کے اسی واسطے عرب کے اُستادوں نے کہا کہ امراء القیس بیچ بیان حسن عورتوں کے اور گھوڑوں کی صفت میں بے نظیر ہے اور نابغہ لڑائی کا مضمون خوب باندھتا ہے اور اعشیٰ مجلس شراب اور طرب اور رقص اور تماشا کو خوب بیان کرتا ہے اور زہیر عرض مطلب اور اظہار طمع میں قدرت خوب رکھتا ہے اور اس کلام کو جو اچھی طرح دیکھیں ہم ہر فن میں بے نظیر ہے ترغیب کے اندر ایک آیت کافی ہے کہ فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعين پس نہیں جانتا ہے کوئی نفس اُس چیز کو کہ چھپا رکھی ہے واسطے اُن کے جو ٹھنڈک ہے آنکھوں کی اور خوف دلانے میں یہ آیت کہ

marfat.com

وخاب کلّ جبار عنید من ورائہ جھنّم ویسقٰی من ماء صدید یتجرّعہ ولا یکاد یسیغہ ویاتیہ الموت من کلّ مکان وما ھو بمیت یعنی نامراد ہوا جو سرکش تھا ضد کرنے والا پیچھے اس کے دوزخ ہے اور پلادیں گے اس کو پانی پیپ کا گھونٹ گھونٹ لیتا ہے اس کو اور گلے سے نہیں اتار سکتا ہے اور چلی آتی ہے اس پر موت ہر جگہ سے اور وہ نہیں مرتا ہے اور زجر اور توبیخ میں فکلّا اخذنا بذنبہ فمنھم من ارسلنا علیہ حاصبا ومنھم من اخذتہ الصیحۃ ومنھم من خسفنا بہ الارض ومنھم من اغرقنا یعنی پس سب کو پکڑا ہم نے بسبب گناہ اُن کے کے پس بعضوں کے اوپر بھیجے ہم نے پتھر اور بعضوں کو پکڑا چنگھاڑنے اور بعضوں کو ان میں سے دھنسایا ہم نے زمین میں اور بعضوں کو ڈبو دیا اور وعظ اور عبرت میں یہ آیت افرایت ان متعناھم سنین ثم جاءھم ما کانوا یوعدون ما اغنیٰ عنھم ما کانوا یمتعون یعنی بھلا دیکھ اگر نفع اُٹھانے دیا ہم نے ان کو کئی برس پھر پہنچا اُن پر جس کا اُن سے وعدہ تھا کب کام آئے گی اُن کے وہ چیز کہ نفع اٹھاتے رہے اور الوہیت میں یہ آیت اللہ یعلم ما تحمل کلّ انثی وما تغیض الارحام وما تزداد وکلّ شئ عندہٗ بمقدار عالم الغیب والشھادۃ الکبیر المتعال یعنی اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور جو بڑھتے ہیں اور ہر چیز کی ہے اُس کے پاس گنتی جاننے والا چھپے اور کھلے کا سب سے بڑا بلند اور بعض مواضع سے یہ ہے کہ یہ کلام اصل سب علموں کی ہے مثل علم عقائد اور علم مناظرہ کے کہ باطل دین والوں کے ساتھ ہوا اور مثل علم اصول فقہ اور علم فقہ اور علم احوال اور علم اخلاق اور علاوہ ان کے اور بھی ہیں اور اس قسم کے غوامض بیان کرنے میں بلاغت اختیار کرنی مقدور بشر کا نہیں اگر کسی نثر بنانے والے سے کہ بلیغ ہو فرمائش کریں کہ ایک دو مسئلے منطق کے عبارت رنگین میں لکھے یا ایک دو مسئلے فرائض کے ساتھ کلام بلیغ کے ادا کرے۔ ہرگز اس کو ممکن نہ ہوگا پس ایسی چیزوں سے یقیناً دریافت کریں گے کہ یہ کلام کلام بشر کا نہیں کلام الٰہی ہے اور اگر باوجود اس کے کہ تتبع اس کلام کے سے عاجز اور شک اور شبہ تمہارا

marfat.com

دُور نہ ہو اور کہو تم کہ شاید سوائے ہمارے دُوسرا اُوپر اس کے قدرت رکھتا ہو گو ہم عاجز ہوں
پس علاج اس کا بھی ہم رکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جن مخلوقات کی قدرت کاملہ اور علم شامل
اعتقاد کرتے ہو ان کے ساتھ استعانت ڈھونڈو وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ یعنی تضرع اور زاری کے ساتھ بلاؤ تم معبودوں اپنے کو سوائے خدا کے تاکہ
اس کار میں مدد تمھاری کریں اور حل اس مشکل کی کریں اور ان کے معبودوں کو شہدا دو وجہ
سے کہتے ہیں اوّل یہ کہ شہدا جمع شہید کی ہے اور شہید ماخوذ ہے شہود سے اور شہود کے معنی
حضور کے ہیں اور ان کو اعتقاد ایسا تھا کہ ہمارے معبودوں کو ایسا علم احاطہ کرنے والا ہے
اور قدرتِ کاملہ حاصل ہے کہ جو کوئی ان کو کسی وقت میں اوقات سے یا کسی مکان میں مکانوں
میں سے پکارے اور فریاد کرے اور مدد ڈھونڈے فی الفور حاضر ہوتے ہیں اور امداد و
اعانت کرتے ہیں اور وہ مشکل حل ہوتی ہے اور اس واسطے کہ یہ اعتقاد خاص اُن کے
ساتھ تھا شہدا کی اضافت ان کی طرف کی دوسری یہ کہ شہید ماخوذ شہادت سے اور مشرکین
اپنے معبودوں کے حق میں کہتے تھے کہ هٰؤُلَاءِ يشهدون لنا عند الله یعنی یہ گواہی
دیں گے ہمارے واسطے اللہ کے پاس اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی اگر ہو تم سچے اس
اعتقاد میں کہ معبودوں ہمارے کو منصب حضور اور مشکل کشائی کا یا منصب شفاعت اور
شہادت کا عند اللہ حاصل ہے پس اگر باوجود اس استعانت اور استمداد کے بھی مدعا
تمھارا حاصل نہ ہو پس جانو تم کہ مذہب تمھارا اور طریق سے باطل ہوا ایک یہ کہ تم منکر
اعجاز قرآن کے ہو اور اس کو کلام بشری کہتے ہو۔ اب ثابت ہوا کہ یہ کلام معجز بشر کا
نہیں دوسرے یہ کہ معبودوں اپنے کو حل کرنے والا مشکل کا اور عقدہ کشا جز اور کل کا
تم جانتے ہو اور وہ سب جھوٹ نکلا اور بعضے مفسرین نے شہدا کو بمعنی گواہوں کے لیا ہے
اور وجہ ربط اس کلام کی پہلے کلام سے اس طرح تقریر کی کہ اگر بقدر ایک سورت کے مانند
اس کلام کے تالیف کر کے مجمع عقلا اور مجلس مقابلہ اور معارضہ میں پڑھو تم اور یہ گمان تم کو
ہو کہ مسلمان تعصب کی راہ سے مکابرہ کریں اور تمھارا کلام کہ حقیقت میں مانند اس کلام
کے ہے مثل نہ اعتقاد کریں اور کہیں کہ یہ اس کو نہیں پہنچتا پس تدبیر دوسری کرو تم اور

marfat.com

گواہ معتبر اپنے شاعروں اور نثر نویسوں میں سے کہ تمہارے نزدیک گواہی اُن کی معتبر ہو اُس مجلس میں حاضر کرو تاکہ گواہی دیویں کہ وہ کلام لایا ہوا تمہارا برابر اس کلام کے ہے اور اس سورۃ میں لفظ من دون اللہ کا اس واسطے زیادہ کیا ہے کہ خدا کو گواہ مقرر کرنا ہر شخص عاجز کی عادت ہے خواہ سچا ہو خواہ جھوٹا پس قطع نزاع کی نہ ہو سکتی اس واسطے کہ اطلاع اوپر گواہی اُس کی کے قطعاً اور یقیناً ممکن نہیں مگر معجزہ سے یا وحی سے اور اوپر پہلی تقدیر کے لازم آتا ہے تسلسل[1] اور اوپر تقدیر دوسری کے دور لازم آتا ہے باقی رہے اس جگہ کئی سوالات کہ ظاہر وارد ہوتے ہیں اور دفع کرنا ان کا واجب ہے اوّل یہ کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کلام میں ساتھ لفظ عبدنا کے کس واسطے ذکر فرمایا لفظ نبینا اور رسولنا کس واسطے ارشاد نہ کیا کہ مناسب مقام کے ہوتا اس واسطے کہ نزول کتاب کا نہیں ہوتا ہے مگر اوپر رسُول اور نبی کے جواب اس کا یہ ہے کہ منصب رسالت اور نبوّت کا بسبب خلوص بندگی اور کمال عبودیت کے حاصل ہوتا ہے و ذکر الاصل یغنی عن ذکر الفرع یعنی ذکر اصل کا بے پروا کرتا ہے ذکر فرع کے سے اور کیا اچھا شعر ہے کہ کہا گیا ہے

داغ غلامیت کرد پایۂ خسرو بلند میر ولایت شود بندہ کہ سلطاں خرید

پس واسطے ظاہر کرنے شرف عبودیت کے لفظ عبدنا کا مناسب زیادہ ہوا جیسا کہ بیچ انزل علی عبدہ الکتاب و نزل الفرقان علی عبدہ اور اور آیتوں کے اس امر کی رعایت کی گئی دوسرا یہ ہے کہ قرآن میں بعضی آیتیں بطریق نقل کے کلام دوسروں کے سے لائے ہیں پس اگر وہ آیتیں اُنھیں عبارتوں کے ساتھ ہیں کہ اُن سے صادر ہوئی ہیں پس اعجاز قرآن کا ثابت نہ ہوا اس واسطے کہ کلام بشر کا بھی ساتھ اس درجہ بلاغت کے پہنچا اور اگر ان عبارتوں کے ساتھ اُن سے صادر نہ ہوئی تھیں پس خبر مطابق واقع کے نہ ہوئی اور مطابق نہ ہونا خبر الٰہی کا واقع کے ساتھ محال ہے جواب اس کا یہ ہے کہ حکایت کلام دوسروں کی دو طریق سے ہے اوّل یہ کہ اس کا کہا ہوا بعینہٖ لاویں اور کسی طرح کا اُس میں تغیر اور تبدل نہ ہو جیسا کہ استفتاہیں

---

[1] اس واسطے کہ اُس معجزہ میں کلام کیا جائے گا اس کی نبوّت کے واسطے اور معجزہ چاہیئے وعلیٰ ہذا القیاس اور وحی سے ثابت کرنا بعینہٖ دعوے سے دعوے کو ثابت کرنا

marfat.com

کہ احکام طلاق اور عتاق اور اقرار اور انکار اور وصیت کے ہوں بعینہٖ عبارت قائل کی لاتے ہیں یا کلام لڑکوں کو انھیں کی لغت کے ساتھ نقل کرتے ہیں دوسرا طریق یہ ہے کہ نقل بالمعنی کریں اور دوسروں کے معنوں کو عبارت میں ترتیب دیں جیساکہ منشی لوگ احکام بادشاہی لکھتے ہیں اور قبالہ لکھنے والے اور خطوط لکھنے والے اور محضر لکھنے والے بھی کام کرتے ہیں پس حکایات اور قصص قرآنی بھی دوسری قسم میں داخل ہیں دوسروں کے کلام کو اپنی عبارت میں نقل فرمایا ہے اور ایسا ہی بعض جگہ بندوں کی زبان پر اور وجہ تعلیم اور تلقین کے ارشاد فرمایا ہے مثل ایاک نعبد و ایاک نستعین اور ایسی جگہ صدق خبر میں مطابقت معنی کی واقع کے ساتھ کافی ہے مطابقت الفاظ کی درکار نہیں تیسرا یہ کہ وقوع شک اور شبہ کا کافروں کو قرآن کی حقیقت میں یقینی تھا امر یقینی کو ساتھ حرف شک کے کہ وہ اِنّ ہے کس نکتہ کے واسطے لائے جواب اس کا یہ ہے کہ واسطے ظاہر ہونے دلائل اعجاز قرآن کے کہ شک اور شبہ کو جڑ سے اکھیڑے پس اس امر یقینی کو مشکوک قرار دیا اور حرف شک کا استعمال کیا چوتھا یہ ہے کہ صاحب شک مدعی نہیں تاکہ اس سے حجت کی درخواست کریں اس واسطے کہ حجت اوپر مدعی کے ہے نہ اوپر منکر کے اور منکر کے مقابلہ میں اپنی طرف سے حجت لانی چاہیئے پس طلب کرنا معارضہ قرآن کا منکروں سے کس وجہ سے کیا گیا جواب اس کا یہ ہے کہ جو شخص اعجاز قرآن کا منکر ہوا گویا اُس نے دعوی کیا کہ تالیف مثل اس کلام کے مقدور آدمی کا ہے اور پر اس دعوی ضمنی کے طلب کرنا حجت مدعی سے ضرور ہوا جیسا کہ کہا گیا ہے بیت

باچنیں بے ہودہ گوئی می تواں گفتن اگر — قوتے داری بگو در قدرتے داری بیار!

پانچواں یہ ہے کہ جو کوئی کسی چیز میں شک کرتا ہے اُس کے دل میں حکم نہیں ہوتا ہے اور صدق اور کذب لواحق حکم کے سے ہیں پس درمیان وان کنتم فی ریب اور ان کنتم صادقین کے کس وجہ سے ربط ہے جواب اس کا یہ ہے کہ ان کنتم صادقین میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ساتھ ان کنتم فی ریب کے مربوط ہو اور پر اس تقدیر کے یہ سوال وارد ہوتا ہے اور دفع اس کا یہ ہے کہ جو کوئی اعجاز قرآن میں شک کرتا ہے پس گویا خبر دیتا

marfat.com

ہے ساتھ اس بات کے قرآن تالیف بشر کی ہو سکتی ہے اور یہ کلام ضمنی کاذب ہے پس بنظر اسی کلام ضمنی کے ان کنتم صادقین فرمایا دوسرا احتمال یہ ہے کہ مربوط ساتھ الفاظ دعوا شہداءکم من دون اللہ کے ہو اور اوپر اس تقدیر کے مراد یہ ہے کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ معبود ہمارے فریاد ہماری کو پہنچتے ہیں اور مشکلات ہماری حل کرتے ہیں پس اس وقت واسطے دور کرنے شک اور حیرت اپنی کے اُن کے تئیں بلاؤ پس سوال اصل سے متوجہ نہیں ہوتا ہے بیچ اس جگہ کے چاہیئے جاننا کہ ضمیر من مثلہ کی بعضے مفسرین نے عبد کی طرف پھیری ہے اور معنی اس طرح مقرر کیے کہ لاؤ تم بقدر ایک سورۃ کے مانند اس بندہ[1] ہمارے کے کہ امی محض ہے اور مشق نظم اور نثر کی بالکل نہیں کی اور یہ تفسیر اگرچہ اس مقام میں محتمل ہے لیکن اختیار کرنا اس تفسیر کا بے موجب دائرۂ اعجاز کو تنگ کرنا ہے اور دوسرے مقاموں میں دوسری آیتیں مخالف اس تفسیر کے ہیں منجملہ ان کے سورۂ یونس میں فاتوا بسورۃ مثلہ اور بیچ سورۂ ہود کے فاتوا بعشر سور مثلہ اور بیچ سورۃ اسرا کے قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا خلاصہ یہ ہے کہ طلب معارضہ قرآن کی ہر فرد بشر اور جن سے واقع ہوئی اور اس جگہ کہ مخاطبین دم فوقیت کا اس ہنر میں مارتے تھے خطاب انھیں کے ساتھ خاص ہوا اور یہ بھی ان کو اجازت دی گئی کہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لو اور ارشاد کیا کہ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا یعنی پس اگر نہ کر سکو یہ کام باوجود مبالغہ ہمارے کے بیچ طلب کرنے معارضہ کے اور مشہور ہونے تمہارے کے فصاحت اور بلاغت میں اور حرص تمہاری کے اور معارضہ اور مقابلہ کے وَلَنْ تَفْعَلُوْا یعنی اور ہرگز نہ کر سکو گے اس کام کو اس واسطے کہ مخالف کے الزام دینے میں یہ امر سہل کافی تھا اور تم نے اس امر کو چھوڑ دیا اور لڑائی اور فساد اور ہلاک کرنا اپنی جانوں کا اور دوسروں کا اور جلاوطنی اور خرابی ملک اپنے کی اور سوائے اس کے اور قباحتیں اختیار کیں اور یہ بات عقل سے بعید ہے پس ہرگاہ کہ تم نے ایسی چیزوں مشکل کو اختیار کیا اور اس امر سہل سے کنارہ کیا بالیقین معلوم ہوا کہ یہ کام سہل نہیں

---

[1] یعنی تم میں سے کوئی شخص امی محض مانند حضرت صلعم کے ہو اس سے ایک سورۃ قرآن کی بنوا لو ۱۲

marfat.com

بلکہ تمھاری قدرت سے خارج ہے پس نہیں ہے یہ مگر کلام الٰہی پس ایمان اُس کے ساتھ لانا ضروری ہے اور تم اب تک شک اور شبہ میں ہو اور راہ عناد کی چلے جاتے ہو اور عناد کرنے والوں کے واسطے آگ دوزخ کی مہیا ہے فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنی پس بچو تم اُس آگ جلانے والی سے کہ ایندھن اُس کا آدمی اور پتھر ہیں وہ آگ غصۂ الٰہی کی ہے کہ سبب روشن ہونے اُس آگ کا ابتداءً جنس آدمیوں سے کفار ہیں اور جنس مخلوقات دوسری میں سے بُت ہیں کہ اکثر پتھر سے بناتے ہیں اور ان کے تئیں عبادت میں ساتھ خدائے عزّ وجل کے برابر کرتے ہیں اور سونا اور چاندی کہ معبود دنیا کے طلب کرنے والوں کا ہے اور شہوت اور غصہ کہ مطلوب شہوت پرستوں اور درندوں کی خصلت والوں کا ہے پتھر اور آدمی میں داخل ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور ساتھ اسی تقریر کے دفع ہوا سوال کہ نہایت دشوار ہے اور اس مقام میں اس کو لایا کرتے ہیں اور حاصل اُس کا یہ ہے کہ وقودها النّاس والحجارة کہ علامت ممیزہ اس آگ کی مقرر کی ہے کس راہ سے ہے اگر مراد یہ ہے کہ ابتدا میں روشن ہونا اس آگ کا ساتھ اُن دونوں چیزوں کے پایا گیا پس یہ خلاف واقع ہے اس واسطے کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ اوقد علی النّار الف عام حتی ابیضت ثم اوقد علیها الف عام حتی احمرت ثم اوقد علیها الف عام حتی اسودت فهی سوداء مظلمة یعنی روشن کی گئی آگ ہزار برس یہاں تک کہ سفید ہوگئی پھر روشن کی گئی ہزار برس یہاں تک کہ سُرخ ہوگئی پھر روشن کی گئی ہزار برس یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی پس اب وہ سیاہ تاریک ہے اُس وقت آدمی اور پتھر کہاں تھے کہ ایندھن اُس کا ہوتے اور اگر مراد یہ ہے کہ آدمیوں اور پتھروں کو جلائے گی پس ہر ایک آگ یہی خاصیت رکھتی ہے کہ جو چیز اس میں ڈالیں بقدر استعداد قابل کے باعتبار جلانے اور گرم کرنے کے متغیر کرتی ہے دوزخ کی آگ کی کیا خصوصیت ہے اور بیان دفع اس سوال کا یہ ہے کہ آگ دوزخ کی ظہور آگ الٰہی کا ہے کہ روشن ہونا[1] اس کا ابتداءً اور اصالۃً بسبب کفر اور بُت پرستی کے وقوع میں آیا اور ارکان اس کار بد کی دو چیزیں ہیں آدمی اور بُت کہ ایک عابد ہے اور دوسرا معبود اور روشن ہونا اور بھڑکنا اس آگ کا بسبب گناہوں کے رجوع اس کا بھی طرف قوتوں فاسدہ انسانیہ کے ہے پس اس وجہ سے بھی ایندھن اس آگ کا آدمی

---

[1] یعنی مراد آگ سے کہ اس آیت میں مذکور ہے آگ غصۂ الٰہی کی ہے اور غصۂ الٰہی کا بھڑکنا بسبب انہی چیزوں کے ہے ۱۲

ہوتے ہیں اور بعضے مفسرین نے ایسا کہا ہے کہ بسبب کثرت اور ہجوم آدمیوں کے کہ اُس آگ میں ہوگا گویا ایسا ہے کہ بجائے لکڑیوں کے یہی گروہ ایندھن اس آگ کا ہے پس کلام کی بنا اوپر تشبیہ کے ہے اور اس جگہ ایک سوال اور ہے کہ اس سورۃ میں النار التی وقودھا الناس والحجارۃ بطریق موصول اور صلہ کے لاتے ہیں اور اس طریق کے واسطے علم مخاطب کا پہلے سے درکار ہے اور بیچ سورۂ تحریم کے ناراً وقودھا الناس والحجارۃ بطریق موصوف اور صفت کے ارشاد ہوا اور اس طریق کو جہل مخاطب کا پہلے سے چاہیئے پس وجہ تطبیق کی یہ ہے کہ سورۂ تحریم پہلے اس سُورت سے اُتری ہو اُس سورۃ میں مخاطبین کو علم ایسی آگ کا کہ صفت اس کی یہ ہو حاصل نہ تھا پس لفظ نار کا نکرہ کر کے لاتے ہیں اور موصوف اس صفت کے ساتھ کیا اور بیچ وقت نزول اس سورت کے کہ بعد اُس کے ہوئی اس نار کو کہ علم اس کا آگیا ساتھ ترکیب موصول اور صلہ کے یاد دلایا اور بعض مفسرین سلف سے منقول ہے کہ انھوں نے حجارۃ کو اوپر حجارۃ کبریت کے منطبق کیا ہے نہ اوپر بتوں کے لیکن قرآن کی آیتیں اکثر جگہ میں دلالت اس پر کرتی ہیں کہ مراد حجارۃ سے بُت ہیں جیسا کہ آیا ہے انکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جھنّم اور مانند اس کے اور بہت سے زیادہ بعید یہ ہے کہ حجارۃ کو محمول کیا جائے اوپر دلوں سخت اہل قسوۃ کے اور اس آیت بقرہ ثم قست قلوبکم من بعد ذالك فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ کو ترکیب شاہد کے لایا جائے اس واسطے کہ دل سخت اہل قسوۃ کے ناس کے اندر داخل ہیں۔ پس حاجت اعادہ اُس کی کے نہیں مگر اس طرح پر کہ تخصیص بعد تعمیم کہیں اور یہ اس مقام میں چنداں چسپاں نہیں اور بعضے مفسرین اس مقام میں اور شبہ کرتے ہیں کہ آگ دوزخ کی کہ نمونہ آگ قہر الٰہی کی ہے جیسا کہ افعال شنیعہ آدمیوں کے سے اشتعال قبول کرتی ہے ایسی ہے بلکہ زیادہ اس سے ساتھ افعال قبیحہ شیطانوں کے برانگیختہ ہوتی ہے پس تخصیص ناس کی اس جگہ کس واسطے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ مخاطبین ہرگاہ کہ جنس آدمیوں کی سے تھے اُن کو اُسی آگ سے ڈرانا چاہیئے کہ جو افعال شنیعہ آدمیوں کے سے مشتعل ہوئی اور ہوتی ہے گو کہ اُس جگہ اور آگ بھی ہے کہ وقودھا الشیاطین وکفار الجن یعنی ایندھن اس کا شیاطین ملاحدہ کافر جن ہیں

marfat.com

اور رغابت اور ندرت آگ کی بھی اسی میں ہے کہ آدمی اور پتھر اندھن اس آگ کا ہوتے ہیں اور جن اور شیاطین چونکہ ناری ہیں اور مادہ اُن کا آگ ہے پس اُن سے آگ کا روشن کرنا کچھ عجیب اور غریب نہیں اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ حرارت آگ کی تابع صورت نوعیہ اس کی کے ہے کہ وہ ظل روحانیت اور ملکوت اس کے کا ہے اور اگر صورتیں نوعیہ کہ ظل روحانیات اور ملکوت ہر جسم کے بلکہ ہر جوہر عرض کی ہیں درمیان میں نہ ہوں تمام اجسام خواص میں برابر ایک دوسرے کے ہو جائیں اور بالکل امتیاز آپس میں نہ رہے اور روحانیت آگ شرری کی آگ قہر الٰہی سے ہے کہ بعد تنزل کے مراتب کثیرہ میں نفس کے مرتبہ میں غضب کی صورت میں ظاہر ہوئی اور ایسی اخلاط اور ارواح کے جلانے میں موثر پڑتی ہے کہ نار جسمانیہ اُس قدر لکڑی کے جلانے میں تاثیر نہیں رکھتی ہے اور ہر گاہ کہ قیامت کے دن احکام روحانیہ ہر چیز کی غالب ہوں گی وہ آگ درد پہنچانے اور دوام تاثیر میں دنیا کی آگ سے ان گنت درجے زیادہ ہو جائے گی اور یہی ہے مضمون حدیث صحیحہ کا ھذہ جزء من سبعین جزء من نار جھنم کلھن مثل حرھا اور وہ آگ قیامت کے دن کافروں سے دُور نہ ہو گی کہ روشن کرکے تیار رکھیں گے بلکہ آثار جلانے کے اُس کے بعد مرنے کے بھی برابر پہنچیں گے اس واسطے کہ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ یعنی تیار کی گئی ہے کافروں کیلئے عذاب دینے اُن کے پہلے ان کی پیدائش سے اور پہلے کفر اور گناہوں اُن کے سے اس واسطے کہ وہ آگ اور کچھ نہیں مگر شرر قہر الٰہی کا اور غصہ اس کا اور یہ کافر ازل سے خدا کے غصہ میں ہیں اس جگہ جاننا چاہیئے کہ مہیا کرنے اُس آگ کے واسطے کافروں کے یہ بات لازم نہیں آتی ہے کہ سوائے کافروں کے اور گناہگاروں اور اہل کبائر کو اس کے ساتھ عذاب نہ کریں جیسا کہ بنانے بندی خانہ کے واسطے چوروں کے لازم نہیں آتا ہے کہ قرض داروں اور اہلِ حقوق کو اُس میں قید نہ کریں یا بنانے گھر کے سے اپنی سکونت کے واسطے لازم نہیں آتا ہے کہ مہمانوں کو اُس جگہ گھر نہ دیویں یا کرایہ داروں اور عاریت لینے والوں کو اُس میں نہ آترنے دیویں پس تمسک معتزلہ اور خوارج کا اس آیت سے واسطے اس کے کہ اہلِ کبائر کافر ہیں اور اہل صغائر واجب العفو ہیں ساقط اور پوچ ہے بدلیل اس کے کہ بہشت کی صفت میں اعدت للمتقین فرمایا ہے اور

marfat.com

اس میں لڑکا اور مجنوں بھی اجماعاً اور معتزلہ اور خوارج کے نزدیک بھی داخل ہوں گے اور لڑکے اور مجانین متقی نہیں ہیں بلکہ لفظ اعدت کا کہ ماضی کے صیغہ کے ساتھ واقع ہوا ہے دلیل صریح اہل سنت کی ہے اُوپر اس کے کہ بہشت اور دوزخ مخلوق ہو چکی ہیں اور تیار ہیں جیسا کہ احادیث متواتر المعنی اس کے اوپر شاہد ہیں اور معتزلہ برخلاف اس کے اصرار رکھتے ہیں اور اس جگہ میں ایک سوال ہے جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ اس آیت میں اوّل آدمیوں اور پتھروں کو ایندھن آگ کا قرار دیا پھر فرمایا ہے کہ وہ آگ تیار کی گئی ہے کافروں کے واسطے اور جس وقت کافر عذاب دیئے گئے آگ کے ساتھ ہوں گے پھر اور آدمی کون ہیں کہ وہ اس کا ایندھن ہوں گے جواب اُس کا یہ ہے کہ جب معرفہ کو بعد معرفہ کے لاتے ہیں اتحاد کے اوپر دلالت کرتا ہے جیسا کہ جاءنی زید فاکرمت میں مت الجائی جاری اور زید ایک شے ہے پس کافر ذکر کئے گئے اور وہ آدمی کہ ایندھن آگ کا ہیں مصداق دونوں کا ایک ہے اور ہرگاہ کہ غرض اولیٰ اس کلام میں تاکید اور تقید کرنا آدمیوں کا ساتھ عبادت اور توحید کے تھا اور اس ذکر میں ذکر اعجاز قرآن کا اور طلب کرنا معارضہ منکروں اس کے آیا اور بیچ صورت عاجز ہونے کے معارضہ سے اور اصرار کرنے کے اوپر انکار کے ڈرانا آگ دوزخ کی سے مذکور ہوا موافق قاعدہ حکمت کے تہذیب نفس کی لازم آئی کہ جو آدمی اس کلام سے راہ چلنے والے ہوئے اور مطابق اوامر اور نواہی اُس کے اُنھوں نے عمل کیا ہو اُن کے تئیں خوش خبری لذتوں ہمیشگی کی اور راحت دائمی کی دی جائے تاکہ ڈرانے کے ساتھ خوش کرنا بھی جمع ہو جائے اور رجا اور خوف مل جائیں اور اعتدال دونوں کیفیتوں کا سُننے والوں کے دلوں میں پیدا ہو اور یہی ہے عادت الٰہی اس کلام مجید میں کہ وعدہ کو وعید کے ساتھ ملایا ہے اور کسی چیز میں ایک امر کے اوپر کفایت نہیں کی ہے تاکہ خوش خبری اور ڈرانا دونوں آپس میں جمع ہو کر برابری دونوں کیفیتوں خوف اور رجا کی کرتی رہیں اور دونوں بازو ایمان کو کہ سبب اُڑنے اور چڑھنے کا قرب کے مرتبوں میں اور باعث اصلاح کرنے جوہر نفس کا ہے برابر ایک دوسرے کے کیا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ لو وزن خوف المومن ورجاءہٗ لاعتدلا یعنی اگر تولے جائیں خوف اور رجا مومن کے البتہ برابر آویں اسی واسطے بطریق عطف کے اوپر یاایھا الناس اعبدوا

کے یا اوپر انذرھم بالنار الموصوفۃ کے کلمۂ اعدت للکٰفرین کے مقدر ہے
ارشاد فرماتے ہیں کہ ڈرا تو اُس آگ سے منکروں اس کتاب کو وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
یعنی اور خوشخبری دیجئے اُن لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں ساتھ اس کتاب کے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
یعنی اور کئے انھوں نے کام اچھے اور اچھا کام وہی ہے کہ اس کتاب میں امر اس کے واسطے
ہوا ہو یا تین فروع اس کتاب کی میں سے کسی فرع نے اُس کے اوپر دلالت کی ہو اور فرع
اس کتاب کی سنّت پیغمبر کی اور اجماع مجتہدین کا اور قیاس جلی ہیں لَھُمْ جَنّٰتٍ یعنی ساتھ
اس بات کے کہ واسطے اُن کے تیار ہیں باغ، باعتبار مرتبہ ایمان کے اور موافق علوں شائستہ
اُن کے کے اور اُن باغوں میں سے ایک کا نام جنّت الفردوس ہے اور دوسرے کا نام جنت عدن
اور تیسرے کا نام جنّت الماویٰ اور چوتھے کا نام دارالخلد اور پانچویں کا نام دارالسّلام اور
چھٹے کا نام دارالمقامۃ اور ساتویں کا نام علیین اور آٹھویں کا نام جنت نعیم اور یہ عطا ہونا
بہشتوں کا بدلے اُس چیز کے ہے کہ باطن اُن کے میں بسبب ایمان کے معارف حقہ اور خصائل
پاکیزہ مانند باغوں کے مرتب ہوئے تھے اور وہ باغ ہمیشہ سرسبز اور تروتازہ ہیں اس واسطے
کہ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ یعنی جاری ہیں نیچے درختوں اُن باغوں کے نہریں جیسا
کہ نہریں حکمت ایمانی کی باطن اُن کے سے اُوپر زبانوں اُن کی کے جاری ہوتی تھیں اور فیض
اُن کا عالم میں پہنچتا تھا اور اُس وقت میں کہ وہ نیک لوگ اُن باغوں میں داخل ہوں گے اور
لذتیں اُس جگہ کی استعمال کریں گے اُن کو معلوم ہوگا کہ یہ سب لذتیں گوناگوں کی بدلہ اُسی
ایمان اور عمل صالح کا ہیں تاکہ لذت اُن کی بسبب اس جاننے کے دوچند ہو اور قدر ایمان اور
عمل شائستہ کی ان کے ذہن میں بڑھ جائے اگر یہ امر ان کو معلوم نہ ہو تو ان نعمتوں کو بھی
مانند نعمتوں دُنیا کے نعمتیں ابتدائی تصور کریں اور لذت جزا پانے کی معلوم نہ کریں۔ دلیل اس
جاننے اُن کے کی یہ ہے کہ کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْھَا یعنی جس وقت کہ روزی دیئے جائیں اُن باغوں
سے مِنْ ثَمَرَۃٍ رِّزْقًا یعنی جنس میوہ کی سے رزق خواہ حسی ہو یا عقلی یا خیالی قَالُوْا ھٰذَا
یعنی کہیں گے یہ رزق جزا ہے الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ اس چیز کی ہے کہ ہم کو عنایت کی تھی پہلے
اس سے دُنیا میں یعنی مقامات اور احوال کہ ثمرے ایمان اور اعمال نیک ہمارے کے تھے۔

marfat.com

اور ہر گاہ کہ ہر عمل کے ثمرے بے نہایت اُن کے باطن میں پیدا ہوتے تھے اور یہ تمام ثمرے باوجود تشابہ اور تماثل کے کہ بسبب اتحاد منشا کے رکھتے تھے کیفیتیں ان کی سبب قوی ہونے اور لاحق ہونے وسعت اور رسوخ کے آپس میں ایک دوسرے سے بڑھی ہوئی تھیں وَ اُتُوابِہٖ مُتَشَابِھًا یعنی اور دیئے جائیں گے اس رزق کو ہمرنگ اور ہم صورت اور باوجود اس کے لذتوں میں تفاوت ہوگا یعنی لذتیں جدا جدا ہوں گی کہ تشابہ منشا کا اور تفاوت آثار کا دونوں برقرار رہیں اور اکثر مفسرین نے ھٰذَا الَّذِی رِزِقْنَا کو اوپر نوعیت اور جنسیت کے حمل کیا ہے زاد پر حراست کے اور اُن کے اوپر ایک اشکال محکم وارد ہوتا ہے اس واسطے کہ لفظ کلما کا تمام افراد رزق اور مرات رزق کو گھیرنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ اول دفعہ میں یہ قول اُن سے متصور نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ پہلے اس سے کبھی رزق اُخروی اُن کے تئیں عنایت نہ ہوا تھا کہ پہلے رزق کو مثل کسی اور رزق کے کیا جائے اور اسی واسطے بعضے مفسرین نے رزقنا من قبل کو اوپر رزق دنیوی کے حمل کیا ہے اور یہ بھی مستقیم نہیں ہوتا ہے اس واسطے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ آخرت میں کوئی نعمت غیر نعمت دنیوی کے موجود نہ ہو اور حال یہ ہے کہ آیتیں اور حدیثیں بے شمار اس بات کے اوپر دلالت کرتی ہیں کہ آخرت میں بہت نعمتیں نادیدہ اور ناشنیدہ بھی ہوں گی منجملہ ان کے یہ آیت ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین اور حدیث اعدت لعبادی الصالحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر اور واسطے انھیں دو اشکال کے متاخرین میں سے ایک جماعت نے رزقنا من قبل کو عام کیا ہے کہ خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں پس اوّل مرتبہ میں رزق دنیوی کو یاد کریں گے اور دوسرے مرتبہ میں رزق اُخروی کو لیکن یہ توجیہہ باوجود تکلف کے اسکے جواب میں درست نہیں قرار دی جا سکتی

---

[1] یعنی جس وقت بہشت میں اُن کو رزق عطا ہوگا کہیں گے یہ رزق مثل اُسی رزق کے ہے کہ پیشتر اس سے اسی جگہ محظوظ اُس سے ہو چکے ہیں اور ان اکثر کے نزدیک رزقنا من قبل سے یہی مراد رزق بہشت ہے ۱۲ [2] لیکن مجزی علیہ اعمال ہیں اور سابق تفسیر میں الذی رزقنا من قبل سے مراد مقامات اور اعمال ہیں اور یہ خود مجزی نہیں بلکہ ایک نوع کی جزا ہیں ۱۲

واسطے کہ اکثر افراد بہشتیوں کے مفلس اور مساکین بے مایہ ہوں گے اُن کو دُنیا میں زیادہ قدر مایحتاج الیہ سے عنایت نہیں ہوا تھا پس بہشت کی نعمتیں دیکھ کر کونسی نعمتوں کو یاد کریں گے اُن کو پہنچی تھیں اور باوجود اس کے بار بار لانے سے اُنھیں چیزوں کے لذت کم ہو جاتی ہے اور خواہش اس کی طرف نہیں رہتی ہے گو منافع اور مزہ میں تفاوت ہو اس واسطے کہ مثل مشہور ہے ؎ چو حلوہ بیک بار خوردند بس۔ پس صحیح بھی ہے کہ حمل ھذا الذی رزقنا من قبل میں حمل جزا کا اوپر مجزی علیہ کے ہے نہ حمل نوع کا اوپر فرد کے اور جو اتحاد درمیان جزا اور مجزی علیہ کے واقع میں متحقق ہے قوی زیادہ ہے اُس اتحاد سے کہ درمیان فرد اور نوع کے نظر ظاہر میں معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ جزا حقیقت میں ظہور مجزی علیہ کا ہے بیچ لباس دوسرے کے اور بیچ دریافت کرنے اس امر کے کہ یہ نعمت ظہور اس عمل کا ہے کہ دُنیا میں ہم سے صادر ہوا تھا ایسی لذت اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ حدّ بیان سے زیادہ ہے اور وہ گو کہتے ہیں کہ آدمی کو اپنے مالوفات سے اُنسیت بہت ہوتی ہے اور مالوف چیزوں کی طرف رغبت اور میلان بہت کرتا ہے پس یہ اس وقت میں ہے کہ مزاج معتاد اور قوتیں شہوانیہ پہلی حالت پر ہوں اور ہر گاہ کہ اس صورت میں نشاۃ ثانی میں مزاج بدلا جائے اور قوت شہویہ نے لبسبب کمال علو اپنے کے ترقی قبول کی ہو بعد اس کے آدمی کو پابند مالوف سابق اپنے کا جاننا نادانی ہے البتہ اس قدر حضرت حسن بصریؒ اور تابعین سے منقول ہے کہ میوے بہشت کے صورت میں یک رنگ ہوں گے اور مزہ میں مختلف اور جُدا جُدا لیکن ان بزرگوں نے آیت کو اس پر حمل نہیں کیا ہے بلکہ بیان واقع فرمایا ہے اس واسطے کہ یہ طریق بھی لذت کے طریقوں اور خوش آنے شئے کے ہے بعضے وقتوں میں اور لفظ انہار کا کہ اس جگہ مطلق واقع ہوا ہے احتمال رکھتا ہے کہ محمول اوپر اس تفصیل کے ہو کہ سورۂ محمّد میں مذکور ہوگی اور وہ یہ ہے کہ نہریں بہشت کی چار قسم پر ہوں گی بعضی پانی کی نہریں اور بعضی شہد کی نہریں اور بعضی دُودھ کی نہریں اور بعضی شراب کی نہریں اور احتمال ہے کہ اس جگہ فقط نہریں پانی کی مراد ہوں اس واسطے کہ سرسبزی درختوں اور تروتازگی اُن کی بیچ یہی نہریں پانی کی کام میں لاتے ہیں اور بہشتیوں کے پینے کے واسطے

marfat.com

وہی چار نہریں کہ موافق خواہشوں مختلف کے اُن سے کھائیں اور پئیں گے مہیا ہیں اور بعضے کاریگر کھیتی کے درختوں کو بھی ساتھ دودھ اور شہد اور شراب کے تربیت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نرمی اور چکناہٹ درختوں کی میوہ میں دُودھ کے دینے سے زیادہ ہوتی ہے اور حلاوت شہد کے دینے سے بڑھتی ہے اور تفریح طبیعت کی شراب کے دینے سے حاصل ہوتی ہے اور بیچ اس صُورت کے بہشت کے درختوں کی تربیت کے واسطے چاروں نہریں کام میں آتی ہیں اور جس وقت مقام سکونت اور کھانا پینا بہشتیوں کا اس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ یہ لذتیں اور نعمتیں اُن کو اعمال کے بدلے میں دی جائیں گی تاکہ فرحت اور خوشی اُن کی بڑھے اور قاعدہ ہے کہ بغیر یاروں موافق کے اور محبوں دل فریب کے ہر نعمت مکدر ہو جاتی ہے اسی واسطے ارشاد ہوتا ہے کہ واسطے کامل اور پُورا کرنے خوشی اُن کی کے ہم صحبت موافق بھی دیئے جائیں گے وَلَهُمْ فِيهَا یعنی اور واسطے اُن کے اُن باغوں اور نہروں اور میووں میں بدلے اُن اخلاق الٰہیہ کے کہ اپنے اندر لازم جوہر رُوح اپنی کا کیا تھا اور متخلق اُن اخلاق کے ساتھ ہوئے تھے کہ از روئے عبارتوں اور اشارتوں اس کتاب کی سے اُن کے تئیں سمجھتے تھے اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ یعنی عورتیں پاک اور صاف اخلاق رویہ سے اور نجاستوں بول اور براز اور حیض اور نفاس سے اور ناک کی رطوبت اور منہ کی رطوبت اور میل اور بدبو اور سوا اس کے اور چیزوں سے کہ طبیعت اُن سے نفرت کرتی ہے اور باوجود ان نعمتوں کے اگر خوف دُور ہو جانے اور ٹھہر جانے ان نعمتوں کا اور خوف موت کا بھی ہو وہ سب نعمتیں مکدر ہو جائیں جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے

ے مرا در منزلِ جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم + جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

اسی واسطے ان کے تئیں اس قسم کے خوف سے امن کلی نصیب ہوگا وَّهُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ اور وہ لوگ اُن باغوں میں کہ بھرے ہوئے نعمت کے ہیں ہمیشہ رہیں گے اس واسطے کہ روحانیت اُن کے جسموں پر آئی اور ہیئتیں ایمان اور عملوں کی اوپر روحوں اور دلوں اُن کے کے غالب ہوئیں پس جسم اُن کے کے بسبب غلبہ روحانیت کے قابل فنا کے نہ رہے اور ارواح اور دل اُن کے ساتھ آثار ایمان اور اعمال کے ہمیشہ لذت پاتے اور خوش رہینگے

اس جگہ محققین نے کہا ہے کہ آدمی کو تین چیزیں دریافت کرنی ضرور ہیں اول مبداء اپنا کہ کہاں سے آیا ہوں اور کیا تھا میں دوسری معاش اپنی کہ کہاں سے کھاتا ہوں اور کہاں سے پیتا ہوں تیسری معاد اپنی کہ آخر کار میرا کیا ہے اور ان آیتوں میں تینوں چیزوں کو یاد دلایا ہے اور مبداء کے بیان میں فقط اس قدر فرمایا ہے کہ اَلَّذِی خَلَقَکُم یعنے وہ ذات ہے کہ پیدا کیا تم کو اس واسطے کہ زیادہ اس سے کھلنا اس کی حقیقت کا ممکن نہیں اور بیان معاش کا آیت اَلَّذِی جَعَلَ لَکُمُ الاَرضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً میں رِزقًا لَّکُم تک کچھ تھوڑی تفصیل کے ساتھ ارشاد ہوا اس واسطے کہ معاش اپنی کو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے اور بیچ بیان معاد دونوں فرقوں کے فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِی سے خالدون تک نہایت بسط کیا اس واسطے کہ اس بحث کو معاش کے اوپر قیاس کر کے اگر سمجھنا چاہیں نہیں سمجھتے ہیں پس زیادہ تر حاجت بیان کی پڑی اور جب اس ضمن میں ثابت کرنا اعجاز قرآن کا اور تقریر دلیل حقیقت اُس کی مذکور ہوئی تو جواب معارضہ کافروں کا کہ مناظرہ کے وقت وارد کرتے ہیں بطریق جواب سوال مقدر کے ذکر کرنا بھی ضرور پڑا تاکہ دفع شبہ کا اقامت حجت کے ساتھ مل کر کام کو تمام کرے تقریر معارضہ مقدر کی کافروں کی طرف سے کہ بیچ باطل کرنے حقیقت قرآن کے کہتے تھے یہ ہے کہ ہر چند ہم مقابلہ کرنے قرآن کے اور تتبع اس کے سے عاجز ہیں اور یہ دلیل اس امر کی ہے کہ یہ کلام بشری نہیں کلام الٰہی ہے لیکن ہمارے واسطے ایک دلیل دوسری ہے اوپر اس بات کے کہ یہ کلام کلام بشری ہے کلام الٰہی نہیں اور وہ یہ ہے کہ بزرگ لوگ ذکر کرنے اشیائے حقیرہ کے سے اپنے کلام میں پرہیز کرتے ہیں اور مثلیں خسیسہ اپنی باتوں میں ذکر نہیں کرتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے کہ سب بزرگوں سے بزرگ ہے کس واسطے اپنے کلام میں ذکر مکھی اور مکڑی کا فرمایا ہے سورۂ حج کے آخر میں اور وسط سورۃ عنکبوت کے واسطے تحقیر بتوں اور پوجنے والوں اُن کے کے پس ذکر اُن چیزوں کا دلالت کرتا ہے اوپر اس بات کے کہ یہ کلام کلام الٰہی نہیں اس واسطے کہ ایسا ذکر لائق عظمت اُس کی کے نہیں اور تقریر جواب اس معارضہ کی یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَستَحیٖٓ اَن یَّضرِبَ مَثَلًا مَّا یعنی تحقیق

marfat.com

خدائے تعالیٰ شرم نہیں کرتا ہے اس بات سے کہ بیان کرے بیچ کلام اپنے کے جس مثل کو کہ چاہے خواہ حقیر ہو خواہ خطیر ہو اس واسطے کہ غرض تمثیل سے وہ ہے کہ معنیٰ معقول کبھی بسبب منازعت واہمہ کے اچھی طرح ذہن نشین نہیں ہوتے اور حس وقت معنیٰ معقول کو بیچ صورت محسوس کے ظاہر کریں وہم کی کشاکش سے خلاصی حاصل ہوتی ہے اور ادراک اُس معنیٰ معقول کا بکمال وضوح کے میسر ہو جاتا ہے اور اس غرض میں حقارت اور عظمت اُس شے کی کہ بیچ مقام تمثیل کے لاتے ہیں برابر ہے بلکہ تمثیل میں واجب یہ ہے کہ موافق ممثل لہ کے ہو اگر حقیر ہے حقیر ہو اور اگر صاحب عظمت ہے صاحب عظمت چاہیئے البتہ اس قدر بزرگ لوگ اور صاحب عظمت اپنی کلام میں رعایت کرتے ہیں کہ ذکر فحش سے اور لانے تمثیلات کے سے کہ فحش باتیں اُس میں ہوں حیا کرتے ہیں اور قرآن مجید میں بھی اس ادب کی کمال وجہ کے ساتھ تعلیم فرمائی ہے جس جگہ مذکور جماع یا اعضائے مستورہ انسان کا ہے کنایۃً اور بطریق ابہام کے ادا ہوا ہے کافروں کو اس حیا محمود کا ساتھ تمثیل اشیاء حقیرہ کے اشتباہ پڑا اور قیاس مع الفارق کر کے اعتراض کیا اور واقع میں ذکر اشیاء حقیرہ کا جس مقام میں کہ مقتضی ذکر اُن کے کا ہو کمال بلاغت اور عین فصاحت ہے برابر ہے کہ وہ شے حقیر بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا یعنی مچھر ہو پس اوپر اُس کے اور پشہ سے اوپر ہونا دو احتمال رکھے ایک یہ کہ اُوپر اُس سے یعنی زیادہ اُس سے جثہ میں ہو جیسا کہ مکھی اور عنکبوت اور مانند اُس کے دوسرے یہ کہ اُوپر اس سے چھوٹے پن میں ہو اور حقارت میں مانند پر پشہ کے کہ حدیث شریف میں تمثیل دُنیا کی اس کے ساتھ فرمائی ہے حضرت نے یہ ارشاد کیا ہے لوكانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة لما سقى كافرا منه شربة ماء یعنی اگر دُنیا کی اللہ کے نزدیک پشہ کے پر کی برابر بھی قدر ہوتی کسی کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ دیتا اور عرب میں مشہور ہے ما البق وما شحمه وما رجل الجزاد وما لحمه اور فارسی کی امثال میں ہے کہ از لبستن پائے پشہ چہ کشاید وعلیٰ ہذا القیاس حاصل یہ ہے کہ خوبی تمثیل کی موقوف اوپر کمال مطابقت کے ہے درمیان تمثیل کے اور درمیان اُس شے کے کہ تمثیل جس کی لائیں

marfat.com

اگر یہ مطابقت اوپر وجہ کمال کے متحقق ہو حسن کلام کا اور بلاغت اُس کی زیادہ ہو اور اگر مطابقت اچھی طرح نہ ہو کلام کی بلاغت میں قصور آجائے گا اور یہ بات ظاہر ہے کہ مطابق اشیاء حقیرہ کے نہیں ہوتی مگر شے حقیر پس چھوڑ دینا تمثیل کا ساتھ امور حقیرہ کے اس مقام میں کہ مناسب تحقیر اور اہانت کے ہے سبب نقصان بلاغت کا ہے کلام الٰہی اُس سے مبرا ہے اور بسبب اُس حقارت کی تمثیل چھوڑ دینے اور اس معنی کو بغیر مثال کے لانا بھلانے مطلب اور ظاہر کرنے اُس کے میں خلل ڈالتا ہے اسی واسطے کہا ہے کہ....

الامثال مصابیح الاقوال یعنی تمثیلیں چراغ ہیں قولوں کے اور ظاہر ہے کہ چراغ خواہ سونے کا ہو خواہ مٹی کا روشنی میں کوئی فرق نہیں رکھتا ہے پس حیا کرنی تمثیل سے ساتھ اشیاء حقیرہ کے حق تعالیٰ کی نسبت سے محال ہے اور اگر کافر کہیں کہ حیا کرنی خدا تعالیٰ کی تمثیلات حقیرہ سے کونسی دلیل سے ثابت ہے اگر اسی کلام کے ساتھ تمسک پکڑتے ہو پس مصادرہ لازم آتا ہے اس واسطے کہ بیچ ہونے کے کلام الٰہی اب تک بحث ہے اور اسی کے ساتھ ثابت کرنا کہ یہ کلام کلام الٰہی ہے اثبات الشئے بنفسہ ہے ہم کہتے ہیں اس مطلب کو اور کتابوں سے کہ اُن کا کلام الٰہی ہونا اور ملت والوں کے نزدیک بھی مسلم ہے ثابت کرتے ہیں مثلاً انجیل مقدس کے کہ اس کتاب بزرگ میں اشیاء حقیرہ کے ساتھ تمثیل فرمائی ہے مثل زدان کے کہ لغت ہندی میں منمنہ کو کہتے ہیں اور منمنہ ایک دانہ کا نام کہ گیہوں میں بل کر اُگتا ہے اور اُس کو خراب کر دیتا ہے اور مثل رائی کے دانہ کے اور مانند چھالنی کے اور سنگریزے کے اور مانند کیڑے لکڑی کے اور پتھر کے کیڑے کے اور مثل زنبوروں کے جس جگہ فرمایا ہے تمثیل ملکوت آسمانی کی مانند اس شخص کے ہے کہ کھیت اپنے میں گیہوں بوئے جس وقت سو گیا ایک دشمن آیا اور گیہوں کے درمیان میں بہت سارے منمنے بکھیر کر چلا گیا جب کھیتی اُگی اور سبز ہوئی غلاموں اور خادموں اُس شخص کے نے دیکھا کہ منمنہ کے درخت گیہوں پر غالب ہیں عرض کی کہ اے سردار ہمارے اس کھیت میں گیہوں خالص ہم نے بوئے تھے یہ اور درخت کہاں سے پیدا ہو گئے اگر فرماؤ منمنے کے درختوں کو گیہوں کے بیچ میں سے اُکھیڑ ڈالیں اُس شخص نے فرمایا کہ اگر

marfat.com

اس وقت تم درپے اُکھیڑنے ان کے پڑوگے ہمراہ اس کے اچھے گیہوں بھی اُکھڑ جائیں گے ان دونوں کو چھوڑ دو تاکہ دونوں ملے ہوئے پرورش پائیں۔ ویسا ہی کیا جس وقت کلٹنے کا زمانہ آیا کاٹنے والوں کو فرمایا کہ منبنے کے درختوں کو جدا کرو اور اُس کے گٹھے باندھ کر آگ میں جلادو اور جو اچھے خالص گیہوں ہیں اس کا انبار لگادو اور بیان کرتا ہوں کہ واسطے تمہارے اس تمثیل کو وہ مرد جس نے گیہوں خالص بوئے تھے ابوالبشر یعنی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور کھیت ان کا دُنیا ہے اور گیہوں پاک اور صاف اچھے شخص ہیں کہ خدا کی بندگی کرتے ہیں اور دشمن جس نے منبنے کے دانے گیہوں میں بکھیرے ابلیس ہے اور یہ دانہ گناہ اور معاصی ہیں کہ ابلیس ان کو بوتا ہے اور کاٹنے والے فرشتے ہیں کہ اجل کے آنے تک نیک اور بد کو یکساں پرورش کرتے ہیں اور جس وقت اجل آتی ہے منبنے دانوں کو گیہوں سے جدا کرتے ہیں بدوں کو طرف دوزخ کے لیجاتے ہیں اور نیکوں کو عالم بالا میں سونپتے ہیں اور جب بدوں کو آگ دوزخ میں لے جاتی ہے اس جگہ گریہ وزاری ہوتی ہے اور گھسنا دانتوں کا اور نیک لوگ راحت میں ہوتے ہیں

بیان ان حقیر چیزوں کا کہ انجیل مقدس میں ان کا بیان ہے

جس کسی کے تئیں کان سننے والا ہو تیس چاہیئے کہ کان رکھے تمثیل دوسری واسطے تمہارے بیان کرتا ہوں کہ ملکوت آسمانی کے ساتھ بہت مناسب ہے ایک اور شخص نے دانہ رائی کا لیا کہ سب دانوں سے چھوٹا ہے اور اس کو اپنے کھیت میں بویا جب وہ دانہ اُگا اور درخت بڑا ہوا یہاں تک کہ اور ترکاریوں کے درخت سے بلند ہوا اور جانور آسمان سے آئے اور اس کی شاخوں میں انھوں نے گھونسلے بنائے یہی تمثیل ہے ہدایت کی جو کوئی طرف ہدایت کے دعوت دیتا ہے خدائے تعالیٰ اجر اس کے کو بڑھاتا ہے اور ذکر اس کے کو بلند کرتا ہے اور جو کوئی اُس ہدایت کے ساتھ راہ پاتا ہے اس کو نجات حاصل ہوتی ہے اور یہی انجیل مقدس میں فرمایا ہے کہ تم مانند چھلنی کے ہو کہ اچھا اچھا اس میں سے نکل آتا ہے اور ردّی ردّی رہ جاتا ہے ایسا نہ ہو کہ حکمت تمہارے دلوں سے نکل جائے اور کینے تمہارے سینوں میں باقی رہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ دل تمہارے مانند کنکریوں کے ہیں کہ نہ اُس کو آگ پکاتی ہے اور نہ پانی نرم کرتا ہے اور نہ ہوا اُن کو

marfat.com

ہلاتی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اے بندو خدا کے اگلے دن کے ذخیرے کا فکر نہ کرو اُر جانوروں کا حال دیکھو کہ لباس صوف اور ریشم کا ان کو دیا ہے اور رزق اُن کا اُن کو پہنچتا ہے نہ سُوت کاتتے ہیں اور نہ کھیتی کرتے ہیں اور بعضے جانور پتھر کے اندر اور لکڑی کے اندر رہتے ہیں کون ہے کہ اس جگہ ان کو لباس اور رزق پہنچاتا ہے مگر خدائے تعالیٰ آیا نہیں سمجھتے ہو تم اور بھی فرمایا ہے زنبوروں کو اپنی جگہ سے نہ اڑاؤ ویس کاٹیں گی تم کو ایسے ہی بے وقوفوں اور بے عقلوں کے ساتھ تکرار نکرو تاکہ دشنام نزدیں انتہیٰ حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ پیدا کرنے والا بڑے چھوٹے کا ہے اور جس چیز کو پیدا کیا ہے حکمت اس کی اس میں ظاہر ہے پس تمثیل ہر شے کے ساتھ کہ جس میں حکمت اور نفع ہو بہتر اور نیک ہے بلکہ چھوٹی چیزوں میں کہ جسم اور قد اُن کے نہایت چھوٹے ہیں اگر حکمت بڑی اور نفع عمدہ ظاہر ہو نہایت عجیب ہو جیسا کہ پشہ کی پیدائش میں کتنی عجیب چیزیں پائی جاتی ہیں کہ باوجود اس چھوٹے جسم کے ہونے کے تمام اعضاء ہاتھی کے کہ نہایت بڑا ہے اس میں موجود ہیں اور کچھ زائد بھی ہے اور مچھر کی سُونڈ میں یہ عجیب بات ہے کہ باوجود چھوٹی ہونے کے اور نرم ہونے کے اگر بھینس کے چمڑے میں یا ہاتھی کے چمڑے میں چبھوئے تو ایسی چلی جاتی ہے جیسا کہ حلوے میں انگلی اور بھید اس کا یہ ہے کہ اس کے خرطوم کے سر میں سمیت رکھ دی ہے کہ بسبب اُس کے ایسی سخت چیزوں کے اندر بیٹھ جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ حکیم ہے تمثیل ساتھ اشیاء حقیرہ کے کہ اُن میں حکمتیں رکھی ہوئی ہیں ہرگز ترک نہیں فرماتا ہے لیکن سُننے والے کلام الٰہی کے دو قسم ہوتے ہیں ایک قسم اہل ایمان ہیں کہ قول اُن کا معتبر ہے اس واسطے کہ موافق عقل کے چلتے ہیں اور قسم دوسری کفار ہیں کہ قول اُن کا معتبر نہیں اس واسطے کہ عناد کی راہ سے برخلاف مقتضائے عقل کے چلتے ہیں فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ یعنی پس ایسے آدمی کہ ایمان لائے ہیں پس وہ جانتے ہیں کہ وہ تمثیل سچی آئی ہوئی ہے اُن کے پروردگار کی طرف سے اس واسطے کہ بیان خست کسی چیز کی اور حقارت اس کی کا بغیر تمثیل کے ساتھ حقیر اور خسیس شے کے نہیں ہو سکتا اگر اس مقام میں بڑی بڑی چیزوں

کے ساتھ تمثیل دیں بے موقع پڑتی ہے اور پروردگار کہ تمام اشیاء کے مراتب کو جانتا ہے اور ہر چیز کو اپنے مرتبہ میں رکھتا ہے ہرگز خلاف اُس کا نہ کرے گا وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ یعنی اور ایسے آدمی کہ کافر ہوئے پس کہتے ہیں باوجود اس کے کہ مطابقت مثال کی ممثل لہ کے ساتھ جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس شے کی تمثیل سوائے شے حقیر کے نہیں ہو سکتی مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ یعنی کس کا ارادہ کیا ہے اللہ نے باوجودیکہ عظمت اس کی بے نہایت ہے بِھٰذَا مَثَلًا یعنی ساتھ مقرر کرنے اس چیز حقیر کے مثال تاکہ سبب ہدایت کا ہوا اور حال یہ ہے کہ یہ شے حقیر مناسب عظمت اُس کی کے نہیں اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ مثال ایسی چاہیئے کہ مطابق ممثل کے ہو عظمت اور حقارت میں نہ مطابق ممثل کے کہ ذکر کرنے والا مثال کا ہے البتہ حق تعالٰے نے بسبب لانے اُن حقیر چیزوں کے قرآن کی تمثیلوں میں ارادہ ایک امر عظیم کا فرمایا ہے اور وہ کیا ہے امتیاز ہونا درمیان مومنوں اور کافروں کے اس واسطے کہ یُضِلُّ بِہٖ یعنی گمراہ کرتا ہے بسبب اُس مثال کے باوجود اس کے کہ وہ فی نفسہٖ سبب ہدایت کا ہے کَثِیْرًا یعنی بہت آدمیوں کو کہ غلط فہمی سے تمثیل حقیر چیزوں کی کہ ساتھ حقیر چیزوں کے ممثل عظیم القدر کی شان سے نامناسب جانتے ہیں اور ایسے گروہ بہت ہیں لیکن کثرت اُن کی کچھ اعتبار نہیں رکھتی ہے تاکہ قول اُن کا صواب کے اوپر حمل کیا جاتے اور ان کے نامناسب اقوال کو شمار میں لایا جاتے وَیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا یعنی اور ہدایت کرتا ہے بسبب اُس مثال کے بہت آدمیوں کو اس واسطے کو بسبب اُس مثال کے حقارت بعضی چیزوں کی اُن کے ذہنوں میں ظاہر ہوتی ہے اور اُن چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں اور یہ کس طرح ہو کہ اُن چیزوں کی عبادت کریں اور اس جگہ ایک سوال ہے جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ راہ پانے والوں کو اور بہت جگہ قرآن میں قلت کے ساتھ وصف فرمایا ہے جیسا کہ بیچ آیت منھم المومنون واکثرھم الفاسقون یعنی بعضے اُن میں مسلمان ہیں اور بہت ان سے فاسق ہیں اور بیچ آیت وقلیل من عبادی الشکور یعنی تھوڑے ہیں بندوں میرے سے شکر کرنیوالے اور بیچ آیت الا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت وقلیل ماھم اس مقام پر

marfat.com

دونوں فرقوں کو موصوف بکثرت کیا اور فرمایا کہ یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا اور یہ ظاہر میں تخالف کلاموں کا معلوم ہوتا ہے پس وجہ تطبیق کی کیا ہو، جواب اس کا یہ ہے کہ کبھی چیز باعتبار ذات اپنی کے کثیر ہوتی ہے لیکن بہ نسبت چیز دوسری کے کہ اس سے کثیر ہے اُس کو قلیل کہتے ہیں حال راہ پانے والوں کا بھی یہی ہے کہ اپنی جگہ بہت ہیں لیکن بہ نسبت گمراہوں کے تھوڑے ہیں اس جگہ حال مہتدین کا باعتبار ذات ان کی کے کہ بہت ہیں ذکر فرمایا ہے اور دوسری جگہ میں حال مہتدین کا بہ نسبت غیر مہتدین کے پس آپس میں تعارض نہیں علاوہ اس کے ہر چند کہ راہ پانے والے عدد میں تھوڑے ہیں اس جگہ حال مہتدین کا حقیقت میں زیادہ ہیں بیان فرمایا ہے جیسا کہ کہا ہے بیت

ان الکرام کثیر فی البلاد وان قلوا کما غیرھم قل وان کثروا

اور سوال دوسرا ہے جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ ذکر راہ پانے والوں کا کس واسطے مقدم نہ کیا اور حال یہ ہے کہ شرافت انھیں کی تقدیم کو چاہتی ہے اور اسی واسطے اکثر جگہ قرآن میں ذکر نیکوں کا بدوں کے ذکر پر مقدم ہے جواب سوق اس کلام کا واسطے رد کرنے کلام کافروں کے ہے کہ واسطے باطل کرنے اعجاز قرآن کے اس شبہ کے ساتھ تمسک پکڑ کے زبان طعن کی دراز کرتے ہیں اور گمراہ ہوتے ہیں پس پہلے بیان حال ان کے کا منظور ہوا اور اسی واسطے اس کلام میں بہ نسبت کلام سابق کے کہ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ ہے شر او خیر الخ ترتیب لف کے اختیار فرمایا ہے یعنی فاما الذین آمنوا واما الذین کفروا میں مومنوں کا ذکر پہلے ہے اور کافروں کا پیچھے اور یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا میں اس کے برعکس ہے اور ہدایت اور گمراہی کہ بسبب نزول قرآن اور تمثیلات اس کی کے آدمیوں کو یہ تفریق حاصل ہوتی ہے یعنی کبھی ہدایت اور کبھی گمراہی تحکم کی جہت سے اور ترجیح بلا مرجح نہیں بلکہ نزول قرآن اور تمثیلات اُس کی کے آدمیوں کو یہ تفریق حاصل ہوتی ہے یعنی کبھی ہدایت اور کبھی سبب گمراہی کا لیکن بشرط صحت مزاج مدرکہ کے اور قصور استعداد سامعہ کا مانع ہے۔ اسی واسطے جو اشخاص کہ صحیح المزاج اور کامل الاستعداد ہیں اُن کے حق میں نزول

marfat.com

قرآن کا سبب گمراہی کا نہیں ہوتا ہے وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ یعنی اور گمراہ نہیں کرتا ہے خدا تعالےٰ بسبب تمثیل کے ساتھ اشیاء حقیرہ کے کہ قرآن میں نازل فرماتا ہے مگر فاسقوں کو کہ حد عقل اور حد شرع سے نکلے ہوتے ہیں اور استعداد حق

## بیان معنی فاسق کے

بات سمجھنے کی اُن میں نہیں اب یہاں جاننا چاہیئے کہ لفظ فاسق کا عرف قرآن میں دو معنی رکھتا ہے ایک اُن دو معنوں سے کہ اہل شرع کے عرف میں رائج اور مشہور ہیں یہ ہے کہ کوئی شخص حکم الٰہی بجا نہ لائے اور مرتکب کبیرہ یا اصرار کرنے والا صغیرہ پر ہو اور تدارک اُس کا ساتھ توبہ کے نہ کرے اور ایسا شخص اہل سنّت کے نزدیک مسلمان ہے مگر گنہگار ہے امید نجات اور عفو تقصیر اُس کی کے اور قبولیت شفاعت کی اُس کے حق میں رکھنی چاہیئے اور نکاح اور ورثہ لینے دینے میں مثل اور مسلمانوں کے اس کو شامل رکھیں اور بعد مرنے کے اس کو مسلمانوں کے روش پر غسل دیں اور نماز اس کے جنازہ پر نماز پڑھیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں اور لعنت اوپر اس کے اور تبرا اور بغض اس سے دین کی جہت سے حرام ہے بلکہ مدد کرنی اُس کے ساتھ توبہ استغفار اور فاتحہ اور درود اور صدقات اور خیرات کی رکھنی چاہیئے اور نزدیک خارجیوں کے ایسا شخص کافر ہے اسلام سے نکلا ہے اور معتزلوں کے نزدیک مومن اور کافر کے درمیان میں ہے نہ بالکل مومن ہے اور نہ بالکل کافر اور زیدیوں کے نزدیک قابل امامت کے نہیں وہ کہتے ہیں کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں اگر پڑھ لی ہو اعادہ کرنا اس کا فرض ہے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ جو شخص کفر میں حد سے گزرے اور سرکشی اور عناد اختیار کرے اور دیدہ ز انکار حق بات کا کرے اور اس آیت میں بِئْسَ الْاِثْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ یعنی بڑا گناہ فسق ہے بعد ایمان کے پہلے معنی میں مستعمل ہوا اور بیچ آیت ان المنافقین هم الفاسقون یعنی تحقیق منافقین وہی فاسق ہیں اور بیچ آیت منهم المؤمنون واکثرهم الفاسقون کے دوسرے معنی میں مستعمل ہے اور اس آیت میں بھی معنی دوسرے مراد ہیں اس واسطے کہ فاسق بمعنی پہلے کے بالکل مزاج اُس کا اب تک فاسد نہیں ہوا حکم مریض کا رکھتا ہے کہ مرض اس کا

marfat.com

عارضی ہے اور مزاج رُوح اُس کی کا بہ سبب اعتقاد صحیح کے درست ہے کلام اللہ
کی نصیحتوں اور تمثیلوں سے نفع پاتا ہے اور اصلاح قبول کرتا ہے بخلاف فاسق کے
کہ ساتھ دوسرے معنی کے ہے کفر اُس کا حد جہل بسیط سے تجاوز کر کے جہل مرکب کی
حد کو پہنچا قرآن اور تمثیلات قرآن کی بہ نسبت مزاج اُس کے کے ایسی ہیں جیسا کہ غذا
اچھی بہ نسبت مزاج مریض کے معدہ میں جاکر باعث زیادتی مرض اور فساد کا ہوتی ہے
اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ فاسق مطلق خصوصاً وہ فاسق کہ ساتھ صفت آئندہ کے متصف
ہیں خود گمراہ ہیں پس گمراہ کرنا گمراہوں کا اس کے کیا معنی ہیں کہ اس میں تحصیل حاصل
کی ہے ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ مرتبے گمراہی کے مانند مراتب ہدایت کے انتہا
نہیں رکھتے ہیں ایک مرتبہ سے طرف دوسرے مرتبے کے ترقی ہوتی ہے پہلے قرآن کے
انکار کرنے سے اور تمثیلوں اُس کی سے اصل گمراہی اُن کو حاصل تھی اُن پر بعد نزول
قرآن کے اور انکار کرنے اعجاز اُس کے گمراہی دوسرے مرتبہ کی حاصل کی کہ پیشتر
اُن کو حاصل نہ تھی البتہ استعداد بڑھنے گمراہی کی اُس میں موجود تھی کہ اس وقت میں
اس نے ظہور کیا اس واسطے کہ یہ فاسقین الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ
بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ یعنی وہ آدمی ہیں کہ توڑتے ہیں عہد کو کہ خدا کے ساتھ باندھا ہے
بعد پختہ کرنے اُس عہد کے اس جگہ جاننا چاہیئے کہ جس وقت کسی شخص نے کلمہ اسلام کا زبان
پر جاری کیا اور ساتھ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے یا ساتھ کسی خلیفہ کے اُس کے خلیفوں
میں سے بیعت کی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہوا اور نائب خدا کا تصور
کیا پس اُس شخص نے خدا کے ساتھ عہد باندھا کہ جو حکم اور احکام اُس کے بواسطہ
اس پیغمبر کے میری طرف پہنچے سب قبول کیئے اور جس وقت پیغمبر صلعم کی صحبت میں
پہنچا یا کتابیں سیر اور شمائل اس کی کی مطالعہ کیں اور پر اوضاع اور اطوار اُن کے کہ سراسر
دلیل حقانیت اُس کی ہیں مطلع ہوا اور معجزے اس کے اور کرامتیں اولیاء اُمت اس
کی کی دیکھیں اور سُنیں اس عہد کو پختہ کیا بعد اس حالت کے اگر معاذ اللہ شبہ اسلام میں
اُس کے دل میں آوے اور بسبب اُس شبہ کے طعن بیچ احکام شرعیہ کے شروع کرے

marfat.com

یقین ہے کہ یہ شخص حدِ عقل اور شرع سے خارج ہوا اور اعلےٰ مرتبہ گمراہی میں ترقی کی کہ پہلے مسلمان ہونے سے اور دیکھنے پیغمبر اور معجزات یا سُننے اوضاع اور اطوار اُس کے سے حاصل نہ تھا پس یہ حالت علامت ظاہر ہے اوپر اس بات کے کہ یہ شخص ادنیٰ حدِ کفر سے خارج ہوا اور طرف اعلےٰ حدِ کفر کے پہنچا اور بعضے مفسرین نے اس عہد کو اور عہد الست بربکم کے حمل کیا ہے اور کہا ہے کہ تمام روحیں آدمیوں کی بعد پیدا ائش حضرت آدم علیہ السلام کے اُن کی پُشت سے نکال کر مانند چیونٹیوں کے پھیلا دیں اور علم حق تعالیٰ کی وحدانیت کا اُن کے اندر رکھ دیا اور اُن سے ساتھ مضمون اُس کے کے اقرار کروایا پس اس وقت تمام روحوں نے اپنے پروردگار سے عہد باندھا کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور اس کی اطاعت سے قدم باہر نہ نکالیں گے اور میثاق اُس عہد کا اور محکم کرنا اس کا دو طرح سے ہے اوّل قائم کر دینا توحید کی دلیلوں کا اُن کی عقلوں میں اس طریق سے کہ اگر عقلوں اپنی کو وہموں کے پردوں سے مجرد کریں اُن دلیلوں کو معلوم کر لیں اور یہی ہیں معنی اشہدہم علیٰ انفسہم کے دوسرے بھیجنا رسولوں کا واسطے یاد دلانے اُس عہد کے اور دُور کرنے شبہات وہمیہ کے اور توڑنا اُس عہد کا یہ ہے کہ اس قدر بیچ تقلید باپ دادوں اپنے کے اور پیروی کرنے خواہشوں نفسانی کے مشغول ہوں اور لذتیں بدنی اور دُنیا کے فائدوں کو ایسا اختیار کریں کہ وہ علم ضروری اُن سے محجوب ہوا اور اس کو معلوم نہ کر سکیں اور جو لوگ باوجود ان تاکیدوں کے کہ بیچ اس عہد کے کی گئیں اس کو توڑ ڈالیں اور خلاف اُس کے اصرار کریں یقین ہے کہ کمال سرکشی اور عناد اُن کا ثابت ہوا اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ اوپر اسی قدر کے کفایت نہیں رکھتے ہیں بلکہ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ یعنی اور قطع کرتے ہیں اُس علاقہ کو کہ حکم فرمایا ہے اللہ نے ساتھ اس بات کے کہ اُس علاقہ کو ملایا جائے اور وہ کئی علاقے ہیں اوّل وہ علاقہ کہ رُوح کو ساتھ مبادی عالیہ اور گروہ جبروت اور ملکوت کے ہے اور قطع کرنا اُس کا بسبب مستغرق ہونے کے شہوات میں اور محبت کرنے جواہر دُنیاوی کے اور حرص کرنے اوپر امور خسیسہ کے ہے دوسرا وہ کہ ساتھ حضرات انبیاؤں اور

marfat.com

مرشدوں اور واعظوں کے باعتبار جبلت انسانی کے متحقق ہے اور قطع کرنا اُس علاقہ کا بسبب مصاحبت کفار اور منافقوں اور مبتدعوں کے اور سننے شبہے اُن کے اور

قطع رحم کئی طرح پر ہے

بسبب طعن کرنے کے بیچ اوضاع اور اطوار نیکوں کے ہے تیسرا علاقہ قرابت اور رحم کا ہے اور قطع کرنا اُس کا کئی طرح پر ہے ایک سبب ترک کرنے ملاقات کے اور سبب نہ حاضر ہونے کے جس وقت میں کہ اُمیدوار حضور کے ہوں مثل شادی اور غم اور بیمار پُرسی اور اعانت دوسرے کے باعث ترک کرنے احسان اور مروت کے تیسرے بسبب ایذا پہنچانے قریبوں کے اور قطع کرنا ان علائق کا باوجود اس کے کہ یہ علاقے عقل اور شرع کے موافق ہیں دلیل صریح ہے اوپر اس کے کہ یہ شخص دائرۂ عقل شرع سے نکلا وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ یعنی اور فساد کرتے ہیں زمین میں کئی وجہ سے اوّل یہ کہ آدمیوں کو ایمان سے نفرت دلاتے ہیں اور مسلمانوں کے مخالفوں کو اوپر لڑائی اُنکی کے ورغلاتے ہیں اور کافروں کو مسلمانوں کے اُوپر مطلع کرتے ہیں اور عیب صحابہ اور نیک لوگوں کے ڈھونڈھ کر مشہور کرتے ہیں تاکہ آدمی تاثیر صحبت پیغمبر اور خوبی اس دین کی سے بد اعتقاد ہو دیں۔ دوسرے یہ کہ طمع مال اور احسان کی دے کر بد رسمیں اور ممنوع بدعتیں آدمیوں میں رائج کرتے ہیں تیسرے یہ کہ واسطے شہوت رانی اور غصّہ اپنے کے بے باکی کر کے قتل کرنا اور زخمی کرنا اور مارنا اور دشنام دینا اور تاوان لینا اور لے لینا مال کا کرتے ہیں اور تلف ہونا جانوں کا اور مواشی اور کھیتوں کا اور قطع طریق اور احتکار بسبب اُس کے وقوع میں آتا ہے اور ان چیزوں سے زمین کا فساد ہے لیکن ان باتوں سے مقصد اپنے کو کہ وہ اہانت دین حق کی اور تحقیر اہل صلاح اور نیک لوگوں کی ہے نہیں پہنچتے ہیں بلکہ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ یعنی یہ لوگ ٹوٹے میں ہیں کہ راس المال اپنا کہ وہ عقل تھی اور بسبب اس کے توقع بڑے بڑے فائدوں کی تھی کہ دُنیا میں فائدے کتاب کے اُن کو ملتے اور آخرت میں لذتیں بہشت کی حاصل ہوتیں بالکل برباد کئے اور بدلے اُس کے اُن مہلکات کو کہ بعد مرنے کے بصورت سانپ اور بچھوؤں کے نمودار ہوں گے خریدا اور بیچ حق اُن کے کے وہی مثل درست آئی کہ اعطے درة

marfat.com

واخذ اجرۃ یعنی دیا موتی کو اور لیا ایک اینٹ کو اور اگر تتبع اس قرآن کی سے
تم عاجز ہوئے اور معبود اور مشکل کشا تمہارے بھی مدد تمہاری سے عاجز ہوئے پس معلوم
ہوا کہ تم اس قرآن کو کلام الٰہی جان کر انکار کرتے ہو پس یہ انکار کرنا کفر کرنا خدا کے
ساتھ ہے اور کفر کرنا خدا کے ساتھ باوجود واقفیت حال اپنے کے کہ ابتدا اور انتہا میں
اس طرح متصور ہی نہیں کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ کس طرح کفر کرتے ہو تم ساتھ اللہ
کے وَکُنۡتُمۡ اَمۡوَاتاً یعنی اور حال یہ ہے کہ تھے تم جسم بغیر جان کے کہ کچھ حس اور
حرکت تمہارے میں نہ تھی پہلے تم عناصر تھے بعد اُس کے غذا ماں اور باپ کی کہ بلا واسطہ
بعد اُس کے نطفہ بعد اس کے خون بندھا ہوا ہوئے، بعد اس سے گوشت کے ٹکڑے اور اس حالت
میں عنایت الٰہی طرف تمہارے متوجہ ہوئی فَاَحۡیَاکُمۡ یعنی پس زندہ کیا تمکو ساتھ پھونکنے رُوح کے
یہاں تک کہ حس اور حرکت تم میں پیدا ہوئی لیکن ابھی تک کہ تم کو عقل عنایت نہ کی تھی
مُردہ اور جاہل تھے پھر عقل کامل تم کو بخشی اور زندگی دوسری تمہارے تئیں سونپی اور
اب تک پیچ جاننے ان چیزوں کے کہ عقل وہاں تک نہیں پہنچتی ہے مانند مردہ کے تھے
پھر کتاب اوپر تمہارے نازل فرمائی اور پیغمبر کی زبان سے اس کتاب کا بیان کروایا اور
زندگی دُوسری بخشی ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ یعنی پھر مارے گا تم کو لیکن اس واسطے نہیں مارتا
ہے کہ پھر تم کو زندہ نہیں کرنے کا بلکہ اس واسطے دُنیا میں مارتا ہے کہ اس گھر تنگ فانی
سے طرف گھر فراخ ہمیشہ رہنے والے کے لے جاوے تاکہ جزا علم اور عمل اپنے کی اس میں
دیکھو تم ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ پھر زندہ کرے گا تم کو جس وقت کہ صُور پھونکا جاوے گا
اور یہ زندگی مانند پہلی زندگی کے نہیں اس واسطے کہ پہلی زندگی میں خالق اپنے سے
محجُوب تھا اور اس زندگی میں حجاب بالکل مرتفع ہو گا ثُمَّ اِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ یعنی پھر طرف
اُس کے رجوع کروائے جاؤ گے تم پس جو کوئی ابتدا سے انتہا تک مرہون احسان
اور متوقع انعام کسی کا ہو اور ہر حالت میں کام اُس کا اُسی کے ہاتھ سر انجام پائے اس
سے کیونکر ہو سکے کہ کفر ساتھ ایسے منعم کے اختیار کرے باقی رہا یہ کہ اس جگہ کئی سوالات



marfat.com

جواب طلب ہیں پہلا یہ کہ جملہ وکنتم امواتا کو جملہ تکفرون باللہ کے ساتھ کیا ربط ہے ظاہر یہ ہے کہ حال ہو اور حال ہونے اس کے بیں کئی وجہ سے اشکال آتا ہے اول یہ کہ جملہ ماضیہ جس وقت حال واقع ہو ضروری ہے تقدیر قد سے اور خاصہ قد کا وہ ہے کہ ماضی کو حال سے نزدیک کرتا ہے اور رہنا اُن کا ماؤں کے پیٹ میں بغیر جان کے یہ ماضی بعید ہے لفظ قد کا اس کے اوپر نہیں آسکتا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ کبھی ماضی بعید کو قریب اعتبار کرتے ہیں اور لفظ قد کا اس کے اوپر داخل کرتے ہیں جیسا کہ بیچ کیف نکذب وقد قال رسول اللہ المومن لا یکذب یعنی کس طرح جھوٹ بولیں ہم حالانکہ فرمایا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن نہیں جھوٹ بولتا ہے ہر گاہ کہ فرمانا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث کو ذہن میں محفوظ ہے قریب اعتبار کیا گیا ہے اگرچہ ماضی بعید ہے ایسے ہی اس جگہ ہر گاہ کہ ساعتیں حیات کی اور زمانہ عمر کا شتابی شتابی چلا جاتا ہے اگرچہ دور ہے نزدیک دکھلائی دیتا ہے دوسرا یہ کہ اوپر اس تقدیر کے عطف ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ کا اوپر وکنتم امواتا کے مشکل ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ بالکل آگے آنیوالے ہیں اگر اوپر اس کے معطوف ہوں یہ بھی حال ہو جاویں اور مستقبل محض حال نہیں ہو سکتا ہے صاحب کشاف نے اس اشکال کا اس طرح پر جواب دیا ہے کہ فقط جملہ ماضیہ حال نہیں بلکہ تمام قصہ حال واقع ہوا ہے پس گویا ارشاد ہوتا ہے کہ کیف تکفرون باللہ و وقصتکم ھذہ القصۃ لیکن اس جواب میں اب تک خدشہ باقی ہے اس واسطے کہ جو قصہ اوپر امور مستقبلہ کے شامل ہو ثابت ہونا مجموع اُس کے کا بیچ حالت وجود حال کے مشکل دکھلائی دیتا ہے اور حال ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ عامل ذوالحال اور حال کا زمانہ مقارن ہو اسی واسطے اکثر توجیہ کرنے والوں عبارت کشاف کے نے ایسا اختیار کیا ہے کہ مجموع قصہ کا حال واقع ہوا ہے باعتبار معلومیت کے نہ باعتبار وقوع کے اور علم ساتھ اس قصہ کے مقارن عامل کے ہے اور اس جواب میں بھی خدشہ باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ کافروں کو اس کا علم نہ تھا اور اگر بعضے دیدہ و دانستہ

marfat.com

مکابرہ کرتے ہوں یہ بھی احتمال ہے لیکن اُن میں سے اکثر دُوسری بار زندہ ہونے کا اور رجوع کرنے کا یقین نہیں رکھتے تھے اور بعضے پچھلے مفسروں نے ایسا کہا ہے کہ اس جگہ مستقبلات باعتبار معنی ثمّ کے اوّل ساتھ ماضی کے ہیں اس واسطے کہ معنی ثمّ کے عطف مع تراخی کے پس معنی کلام کے یہ ہوئے کہ فاحیاکم وتراخی اماتته و تراخی احیاءہٗ ایاکم وتراخی رجوعکم الیه یعنی پس زندہ کیا تم کو اور متراخی ہوا مارنا اس کا اور متراخی ہوا جلانا اُس کا تمھارے تئیں اور متراخی ہوا رجوع تمھارا طرف اُس کے اور اس وجہ میں بھی خدشہ باقی ہے اس واسطے کہ تراخی ان امور کو بیچ نہ ہونے کفر کے دخل نہیں اور باوجود اس کے تراخی مدلول ثمّ کا ہے معنی حرفی ہیں کہ ہرگز استقلال نہیں رکھتے ہیں بلکہ فقط مرأۃ ملاحظہ غیر کی ہے اور حال کو چاہیئے کہ معنی مستقل ہوں اور اگر معنی حرفی کو بیچ حکم معنی اسمی کے لیویں اور وصف اور حال میں استعمال کیا جائے پس کچھ فرق معنی حرفی اور اسمی میں نہیں رہتا ہے پس سب سے صحیح توجیہ یہ ہے کہ جملہ وکنتم امواتاً فاحیاکم کا مقطع کلام کا ہے اور ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ معطوف اوپر جملہ کیف تکفرون باللہ کے ہے۔ حاصل کلام کا یہ ہے کہ باوجود جاننے ابتدا حال اپنے کے کفر تم سے نہایت بعید ہے اور اگر باوجود اس تمام جاننے کے کفر قبول کرتے ہو پس تم کو پھر موت اور حیات دوسری درپیش ہے سزا اس کفر کی اُس موت اور حیات میں تم چکھو گے سوال دوسرا یہ ہے کہ بیچ لفظ فاحیاکم کے استعمال فا کا کیا اور معطوفات اُس کے میں لفظ ثمّ کا لائے ان دونوں میں فرق کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ جو موت بیچ وکنتم امواتاً کے مذکور ہے وہی ہے کہ نطفہ کے واسطے پشت پدر میں اور جنین کے واسطے ماں کے پیٹ میں ہوتی ہے یعنی نہ ہونا حیات کا اور عدم حیات ممتد ہے وقت احیا تک پس زندہ کرنا اُس کے متصل ہوا اور محل دخول فا کا ہو گیا اور اماتت احیا سے بہت پیچھے ہے گو کہ حیات سے متراخی نہ ہو اور ایسے ہی احیاء دوسرا بھی اماتت سے بہت متراخی ہے گو کہ موت سے متراخی نہ ہو اور ایسے ہی رجوع الی اللہ دوسری سے متراخی ہے پس محل ثمّ کا ہوا سوال یعنی فعل زندہ کرنے کا بسبب ڈالنے رُوح کے ایک وقت خاص میں ہو چکا استمرار اس کو نہیں اور اسی فعل سے کہ حیات پائی گئی وہ جو ہے اس کا اتصال اماتت سے پایا جاتا ہے اب ایسے ہی حال اماتت اور موت کا ہے

marfat.com

تیسرا یہ ہے کہ بعضے مفسرین نے ثمّ یحییکم کو اوپر اس کے حمل کیا ہے کہ یہ احیا وہ ہے کہ قبر میں واسطے سوال منکر اور نکیر کے ہوگا اور ثمّ الیہ ترجعون کو اس احیا پر حمل کیا ہے کہ دن حشر کے ہوگا واسطے ثواب اور عذاب کے یہ توجیہ درست ہے یا کسی طرح کا اُس میں خلل ہے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ توجیہ ہر چند من حیث اللفظ محتمل ہے لیکن من حیث المعنی چنداں چسپاں نہیں اس واسطے کہ اگر حیات قبر کی کو حیات حقیقی اعتباً کیا جائے پس بیچ وقت بعث اور نشر کے آنا حیات دوسری کا اوپر اس حیات کے کہ قبر میں ہو چکی درست نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ زندہ کو زندہ کرنا بے معنی ہے پس ضرور ایک بات دو چیزوں میں سے اختیار کرنی چاہیئے یا قائل ہونا چاہیئے موت دوسری کا کہ قبر میں ہو اور یہ خلاف اجماع کا ہے اور بھی خلاف اسلوب اس کلام کا ہے اس واسطے کہ اس صورت میں ایسا فرمانا چاہیئے تھا ثمّ یحییکم ثمّ یمیتکم ثمّ الیہ ترجعون یا قائل ہونا اس کا چاہیئے کہ حیات بعث کی مجازی ہے حقیقی نہیں وھو صریح البطلان بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حیات کے معنی کیا ہے تعلق پکڑنا روح کا ساتھ بدن کے اور قبر میں ہرگز تعلق رُوح کا ساتھ بدن کے نہیں یعنی حلول روح کا نہ ہوگا بلکہ ادراک اور شعور روح کا کہ بعد مفارقت کے بدن سے اس کو باقی رہتا ہے اسی کو حیات قرار دیا ہے پس حمل کرنا حیات قبر کا اوپر حیات مجازی کے متعین ہے اور بس سوال چوتھا ہے کہ بعضے آدمیوں کو ساتھ دلیل نصوص قرآنی کے تین بار موت پیش آئی مثل حضرت عزیر علیہ السلام کے کہ ان کو سو برس تک مرا ہوا رکھ کر پھر زندہ کیا پھر موت دوسری کہ قیامت تک رہے گی چھائی اور ایسے ہی وہ آدمی کہ بنی اسرائیل میں سے تھے اور وبا کے ڈر سے بھاگ کر چلے گئے تھے اُن کو حکم ہوا کہ موتوا پھر ان کو زندہ کیا اور ایسے ہی وہ آدمی بنی اسرائیل میں سے کہ ہمراہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میقات میں گئے تھے اور بجلی سے مر گئے تھے بعد اس کے پھر ان کو زندہ کیا جیسا کہ بیچ اس سورۃ کے آتا ہے۔ ثمّ بعثناکم من بعد موتکم اور جب بعد ہر موت کے احیا لازم ہے پس اس جماعت کا احیا بھی تین مرتبہ واقع ہوا ہے اور اس آیت میں مطلقاً دو موت اور

marfat.com

دو حیات پر کفایت کرنی کس طرح درست بیٹھی جواب اس کا یہ ہے کہ عادت میں دو موت اور دو حیات سے زیادہ نہیں اور اس جگہ مذکور اُن نعمتوں اور تصرفات کا ہے کہ موافق عادت کے کثیر الوقوع ہیں اور اہل اور نااہل میں پائی جاتی ہیں اور موت اور حیات زیادہ دو بار سے خاص بعض افراد اور بعض جماعات میں ہے کلیہ نہیں اور باوجود اس کے علم ساتھ موت اور حیات کے زیادہ دو بار سے مخاطبین کو حاصل نہ تھا اس واسطے کہ یہ لوگ اُوپر قصّوں پہلی اُمتوں کے خبردار نہ تھے پس اُن کے خطاب میں ذکر زائد کا بے وجہ تھا اس

## بیان علم عقائدُ کا مع دلائل

جگہ جاننا چاہیئے کہ اس آیت میں بڑے مقاصد عمدہ علم عقائدؔ کے دلیلوں کے ساتھ مذکور ہیں سامع کو چاہیئے کہ ان مقاصد کو مع دلیلوں کے معلوم کرے مقصد پہلا یہ کہ عالم کا پیدا کرنے والا ہے دانا اور توانا اور زندہ اور سُننے والا اور دیکھنے والا اور غیر محتاج ماسوائے اپنے کا اور انھیں مقاصد سے ہے کہ قدرت جلانے اور مارنے کی غیر اُس کو حاصل نہیں اور اُنھیں مقاصد سے ہے کہ حشر اور نشر حق ہے اس واسطے کہ دوسری بار کام کرنا پہلی دفعہ سے آسان ہوتا ہے اور اُنھیں مقاصد سے ہے کہ حق تعالےٰ نے بندوں اپنے کو ساتھ امر اور نہی کے تکلیف دی ہے اور اسباب خوف اور رجا کا عالم آخرت میں اُن کے واسطے تیار کیا ہے اور اُنھیں مقاصد سے ہے کہ دُنیا میں زہد اور بے رغبتی اختیار کی چاہیئے اس واسطے کہ بعد اس زندگی کے موت درپیش ہے اور یہ زندگی ساتھ موت کے مبدل ہو گی اور جو شے کہ اس حالت میں ہے خواہ مال خواہ اولاد خواہ گھر اور باغ کہ واسطے نفع اس زندگی کے ہیں تمام اُس سے دُور کئے جائیں گے یہاں تک کہ بعد موت کے مالک کسی چیز کا نہ رہے گا اور دُنیا میں کوئی اثر اور نشان اُس سے نہ چھوڑیں گے مدت دراز لحد میں گذار دے گا کہ ہر چند اُس کو آواز دیتے ہیں جواب نہیں دیتا ہے اور ہر چند اُس سے پوچھتے ہیں بات نہیں کرتا ہے اور ساتھ اس مرتبہ کے دلوں سے محو ہو جاتا ہے

کہ اقربا کو پروا زیارت اُس کی کی نہیں رہتی ہے اور کہنے والے اُس کو مطلق فراموش کرتے ہیں جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے **بیت**:۔

دو بیتم جگر کرد روزے کباب | کہ میگفت گوئندۂ باریاب
دریغا کہ بے ما بسے روزگار | بباید گل و بشگفد نو بہار
بسا تیر و دی ماہ و اردی بہشت | بباید کہ خاک باشیم و خشت

اور جبکہ حالت اس حیات کی ایسی ہے پس قابل اس کے نہیں کہ دل اس کے ساتھ باندھا جائے اور اُس کو اوپر زندگی ہمیشگی کے کہ آگے آتی ہے اختیار کیا جائے اور اگر کافر کہیں کہ ہر چند خدائے تعالیٰ جلانے والا اور مارنے والا ہمارا ہوا لیکن کسی طرح کا حق اُس کا اوپر ہمارے ثابت نہیں تاکہ ہم کو کفران نعمت اُس کی کا اور التجا طرف غیر اُس کے مضر ہو اس واسطے کہ زندگی اور موت ہماری اُس کی طرف سے قصد پیدا کرنے ہمارے سے نہیں بلکہ اسباب وجود ہمارے کے اُس سے صادر ہوئے اور وہ اسباب رفتہ رفتہ اس نہج پر بہم ہو گئے کہ ہم موجود ہو گئے ابتداءً اللہ تعالیٰ کو قصد پیدا کرنے ہمارے کا نہ تھا تاکہ ہمارے اوپر منت اُس کی ہوتی ہم کہتے ہیں یہ اعتقاد تمہارا غلط ہے اس واسطے کہ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ یعنی وہ ذات پاک وہ ہے کہ مقدر کیا واسطے تمہارے پیدائش

## بیان ان چیزوں کا کہ سب انسان کے کام آتی ہیں

تمہاری مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا یعنی وہ چیز کہ بیچ زمین کے ہے تمام جیسا کہ غذائیں ستھری اور خوشبوئیں پاکیزہ اور آوازیں دل پسند اور صورتیں زیبا اور لذت کی چیزیں موافق خواہشوں کے اور بعضی زمین کی چیزوں کو کہ وسیلہ تکلیفوں کے دُور کرنے کا اور آرام اور قرار حاصل ہونے کا کیا جیسے کہ مکان اور خیمہ واسطے دُور کرنے گرمی اور سردی کے جیسا کہ تیر اور کمان اور جال اور شست شکار کے واسطے لکڑی اور لوہا اور بیل اور رسی کھیتی کے واسطے اور درختوں کے بونے کے واسطے اور دوا واسطے بیماری دور کرنے کے واسطے اور بعض چیزوں کو واسطے حاصل ہونے عبرت اور سوچ سمجھ کے پیدا کیا مانند موت اور بیماری کے اور مشقت اور درد کے

marfat.com

اور موت میں فائدہ دوسرا بھی ہے کہ اگر پہلے لوگ نہ مرتے اور پچھلے پیدا ہوتے جاتے زمین واسطے معاش اس جماعت کثیر کے تنگ ہو جاتی اور لڑائی اور جھگڑے بے شمار واقع ہوتے اور پہلے لوگ ریاست اور مرتبہ غالب پر قائم رہتے اور پچھلے لذت ریاست حکمرانی سے محروم رہتے اور ایسے ہی مشقتوں اور تکلیفوں میں بھی فائدے ہیں اور عمدہ فائدہ اُن میں سے یہ ہے کہ اگر مشقت نہ ہوتی کارخانہ اسباب دفع کرنے اُس مشقت کا اور سرانجام کرنیوالے اُن اسباب کا معطل رہتا مثلاً اگر چور نہ ہوتا چوکیدار کیا کام کرتا اور خوف غنیم کا نہ ہوتا قلعہ اور قلعہ بان بیکار رہتے اور ایسے ہی اگر مشقت سردی کی نہ ہوتی شال بننے والے معطل رہتے اور اگر شدید گرمی نہ ہوتی خس خانہ اور پنکھا کھینچنے والے بیکار رہتے اور اگر بھوک نہ ہوتی باورچی کیا کام کرتا اور اگر پیاس نہ ہوتی آبدار اور سقہ بیکار رہتا اور ایسے ہی اگر مرض نہ ہوتا دوا اور طبیب اور عطار اور فصاد اور جراح سب رائیگاں ہوتے اور بعضی چیزوں کو اسباب حاصل کرنے کمالات کا کیا ہے مانند حواس باطن کے اور حواس ظاہر کے اور ممد اور معادن ان امور کے جیسا کہ دوات اور قلم اور کاغذ اور سیاہی اور اُستاد اور معلم اور بعضی چیزوں کو واسطے ثابت کرنے عذر تقصیرات کے پیدا کیا ہے مثل نسیان اور خطا کے حاصل یہ ہے جو کچھ کہ جہان میں ہے تمام آدمیوں کے کام میں صرف ہوتا ہے یہاں تک کہ زہر قاتل وہ بھی بعضی دواؤں کے کام آتا ہے اور پہلی پیدائش آدمی کی سے ان چیزوں کو مقدر کرنا دلیل صریح ہے اوپر اس بات کے کہ آخر کام میں ایک مخلوق کو پیدا کریں گے کہ ان چیزوں کو کام میں لائے گی اور صرف کرے گی جیسا کہ پیدائش آدمی کی اور محتاج کرنا اُس کا طرف ان تمام چیزوں کے دلیل صریح ہے اوپر اس بات کے کہ آدمی میں اسرار ان سب چیزوں کے سونپے گئے ہیں والا تصرف اُس کا ان چیزوں میں اور استعمال کرنا اُن چیزوں کو اُوپر وجہ مناسب حکمت کے متصور نہ ہوتا اور جب یہ چیزیں کہ مقدر ہیں خود بخود زمین سے ظاہر نہیں ہو سکتیں اس واسطے کہ زمین قابل محض سے کوئی چیز بالفعل نہیں ہوتی ہے واسطے کامل کرنے منفعت تمہاری کے عنایت دوسری فرمائی ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ یعنی پھر متوجہ ہوا طرف پیدائش آسمان کے

marfat.com

اس واسطے کہ آسمان متضمن ہے اسباب حاصل کرنے اُن چیزوں کا کہ زمین میں ہیں فَسَوّٰهُنَّ پس ٹھیک کیا اُن آسمانوں کو اس طرح سے کہ کہیں سُوراخ یا شگاف اور ٹیڑھاپن اُس میں نہ رہا اور اعتدال کلی حاصل ہوا سَبْعَ سَمٰوٰتٍ یعنی سات آسمان تاکہ کواکب سیارہ اُن میں حرکت کریں اور حرکتوں اُن کی سے طرح طرح کے اوضاع ظاہر ہوویں اور ان اوضاع سے جو چیزیں کہ زمین میں مخفی ہوں ظہور کریں مثل ریزش مینہ کے اور پکنا میووں اور دانوں اور غلوں اور گھاس کے ساتھ آفتاب کے اور رنگت دینے اور مزہ اور خواص ساتھ مہتاب کے اور ستاروں کے اور تبدل چاروں فصلوں کا ساتھ قرب اور بُعد آفتاب کے اور ایسے ہی غلے اور میوے ہر موسم کے اور احتیاج طرف سامان درُست کرنے ہر موسم کے کہ تکلیفات اُس کی دفع ہوں جیساکہ عمارتیں مضبوط بارش کے وقت اور لباس گرم سردی کے موسم میں وعلیٰ ہذا القیاس اور روشنی ہر حال میں بسبب ستاروں آسمانی کے ہے اس واسطے کہ جوہر چمکدار زمین کی چیزوں میں بجز آگ کے دُوسری شے نہیں اور آگ کو اگر ہمیشہ پاس رکھو نقصان پہنچاتی ہے اور آسمان کے ستارے ایسے نہیں اور علاوہ اس کے آگ کی روشنی ہر وقت باقی نہیں رہتی بلکہ حاجت لکڑیوں وغیرہ کی دم بدم پڑتی رہتی ہے کہ اُس سبب سے جلتی رہے اور آدمی میں جیساکہ اسرار تمام زمین کی چیزوں کے رکھے ہیں اور بسبب اُس کے تمام چیزوں زمین کی سے نفع اٹھاتا ہے ایسا ہی اسرار تمام آسمان کی چیزوں کے اُس کے اندر رکھ دیئے ہیں تاکہ آسمان کی چیزوں سے بھی نفع اٹھائے اور ایک قسم نفع کی کہ سب فائدوں سے عمدہ ہے اور بھی ہے اور کل چیزوں سے وہ نفع حاصل ہوسکتا ہے خواہ مخلوقات سفلی ہوں خواہ مخلوقات علوی مگر یہ نفع خاص نوع انسان کے واسطے ہے اور وہ خاص نفع یہ ہے کہ انسان دلیل پکڑے ساتھ نشانیوں قدرت اور دلیلوں الوہیت اللہ تعالیٰ کے جیساکہ طرف اُس نفع کے اشارہ فرمایا ہے بیچ آیت سنریهم اٰیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتیٰ یتبین لهم انه الحق یعنے اب ہم دکھاویں گے اُن کو اپنے نمونے دُنیا میں اور اُنکی جانوں میں تاکہ کھل جائے اُن پر کہ یہ بات ٹھیک ہے اور ایک اور نفع کہ وہ بھی خاص انسان کے واسطے ہے یہ ہے کہ لذتیں کھانے

marfat.com

اور پینے اور میووں اور نکاح اور سواریوں کی کر دیکھتا ہے اور سُنتا ہے قیاس کرتا ہے بہشت کی نعمتوں کو اور اسباب وحشت اور تکلیفات کے جیسا کہ غم اور خوف اور بجلی اور آگ اور پھاڑنے والے جانور اور طوق اور زنجیر اور سانپ اور بچھو دیکھ کر اور سُن کر دوزخ کے عذاب کو اس پر قیاس کرتا ہے اور تخصیص سات آسمان کی کہ اس مقام میں مذکور ہے اس واسطے ہے کہ آثار سفلی کہ نوع انسانی کو اکثر درکار ہیں بسبب انھیں سات آسمانوں کے اور ستاروں اُن کے ہے والا اصلیں ان سب چیزوں کی ارواح مدبرہ عرش اور کرسی کے سے پیدا ہوتی ہیں اور بڑا نفع انسان کا بلکہ ہر مخلوق کا انھیں سے ہے لیکن ہر گاہ کہ ارتباط موجودات سفلی کا اُن کے ساتھ ظاہر ہیں لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہے ذکر عرش اور کرسی بلکہ لوح اور قلم کا بھی اس مقام میں نہیں فرمایا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو زمین اور آسمانوں کی چیزوں سے نفع دینا اور ان چیزوں کو اس کے کام کے واسطے پیدا کرنا دلیل صریح ہے اوپر اس کے کہ وجود اور حیات اور موت اُس کی بسبب عنایت خاص جناب الٰہی کے ہوئی اُس قبیل سے نہیں کہ بسبب پیدائش اور چیزوں کے تبعاً اس کی بھی پیدائش ہوگئی بغیر اس بات کے کہ مقصود بالذات ہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ساتھ ربط دینے تمام چیزوں کے اُن کے اسباب کے ساتھ دانا ہے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ یعنی اور وہ ساتھ ہر چیز کے دانا ہے پس جو چیزیں کہ زمین اور آسمان میں ہیں جانتا ہے اور اسرار ان سب چیزوں کے آدمی کے اندر رکھ دینے کی طاقت رکھتا ہے اور ایسے ہی بعد موت کے مردہ کے تمام اجزاء کو جانتا ہے پس جمع کرنا اجزاء مردہ کا واسطے دوبارہ پیدا کرنے کے اُس کے نزدیک ایک آسان کام ہے اور بھی اور یہ کہ جو مقتضائے ہر عمل کا ہے کہ جزا اس کی اچھی ہے یا بُری اس کو بھی جانتا ہے اور شکر کرنے ان نعمتوں کے سے جو چیز لازم ہے اُس کو بھی جانتا ہے پس معلوم کرنا آدمی کا ان سب چیزوں کو خواہ مخواہ اس کی طرف لاتا ہے کہ ناشکری اس کی نہ کرے اور انکار احکام منزلہ اُس کے کا اُس سے سرزد نہ ہو اس جگہ دو سوال ہیں کہ جواب اُن کا چاہیئے اوّل یہ کہ خلق لکم ما فی الارض جمیعا اس پر دلالت کرتا ہے

marfat.com

کہ جو کچھ زمین میں ہے ہر کسی کے واسطے نفع لینا اس کا مباح ہے جیسا کہ مذہب اباحتیون
کا ہے اور حال یہ ہے کہ حرام چیزوں کی حرمت سب شریعتوں میں قطعاً ثابت ہوتی ہے
جواب اس کا یہ ہے کہ پیدائش تمام چیزوں کی واسطے انتفاع سب آدمیوں کے
تقاضا اس بات کا کرتی ہے کہ ہر چیز سے ہر شخص نفع اٹھائے بلکہ اس آیت میں کہ مقابلہ
جمیع مافی الارض کا ساتھ تمام بنی آدم کے ہے اس کا تقاضا کرتا ہے کہ افراد اول کے
اوپر افراد دوسری کے منقسم ہوں گے یعنی کسی شے سے کوئی نفع اٹھائے اور کسی سے
کوئی پس جو چیز کہ غیر کا حق اُس میں متعین ہو اور کسی سبب سے اس کی ملکیت میں آئے
نفع پکڑنا اُس سے دوسرے کو بغیر اجازت صاحب حق کے روا نہ ہو اور ایسے ہی نفع پانا
بنی آدم کا جمیع مافی الارض سے اس بات کا کبھی تقاضا نہیں کرتا ہے کہ ہر کسی کو ہر چیز
سے ہر قسم کا نفع لینا روا ہو بلکہ ایک شے کے نفع کئی طرح کے ہوتے ہیں اور ہر ایک
طریق نفع اٹھانے میں شرع کی طرف رجوع کرنا چاہیئے مثلاً جو انتفاع کہ زوجہ سے
ہے وطی کے ساتھ ہے اور انتفاع ماں اور بہن کی طرف سے باعتبار مشقت اور امداد
کے ہے اور انتفاع پانی سے ساتھ پینے کے ہے اور انتفاع آگ سے ساتھ پکانے
کے ہے بلکہ لکم کے لام کا نفع اُس میں موجود ہے دلیل صریح اس بات پر ہے کہ ان
سب چیزوں کا نفع اپنے استعمال میں لاؤ نہ ضرر اپنے میں یعنی جس وجہ سے شئے نافع ہو
اُس وجہ سے استعمال میں لاؤ اور جس وجہ سے ضرر دینی یا دنیوی اُس میں ہو اُس سے
بچو اور ضرر دو قسم ہے دنیوی اور دینی ضرر دنیوی کو اہل تجربہ جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں
اور ضرر دینی سوائے تعلیم انبیاؑ کے معلوم نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ وقت ظہور ضرر دینی
کا آخرت ہے اور وہ وقت کسی نے اب تک نہیں دیکھا تاکہ تجربہ اس ضرر کا اُس کو ہوتا
پس طریق معرفت ضرر کا بجز اس کے نہیں کہ پیغمبروں سے سُنا جائے اور یقین کیا جائے
اور اسی سبب سے ہے کہ تحریم محرمات کی سب شریعتوں میں موجود ہے۔ اگر کوئی کہے
کہ بعضی چیزیں زمین کی ایسی ہیں کہ شرع میں نفع اُس کا باطل ہے اور مال متقوم کی
جنس سے نکال دیا ہے جیسا کہ خمر اور خنزیر پس ایسی چیزوں سے نفع کیونکر متصور ہو

marfat.com

ہم جواب دیتے ہیں جیساکہ زمین کی چیزیں بعضی اس قسم کی پیدا کی ہیں کہ بے قدر محض ہیں ایسے ہی بنی آدم میں ایک ایسا فرقہ پیدا کیا ہے کہ عند اللہ بے قدر محض ہیں وہ فرقہ ساتھ اُن چیزوں بے قدر کے منتفع ہوتا ہے مثل مشہور ہے ہر گندہ پری را گندہ خوری است اور نزدیک اہل عقل اور شرع کے جس وقت لوگ اُس جماعت بے قدر کو ان چیزوں کے ساتھ نفع اٹھاتے دیکھیں اور نفس ان کا بھی تقاضا اُس انتفاع کو کرے اور وہ لوگ اپنے تئیں موافق حکم شرع کے اُس سے باز رکھیں تو بہت بڑا نفع حاصل ہوتا ہے کہ صبر کے ثواب کے مستحق ہوں گے وانما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب یعنی دیا جائے گا صبر کرنے والوں کو ثواب اُن کا بے شمار دوسرے یہ کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش اُس چیز کی کہ بیچ زمین کے ہے مقدم اوپر پیدائش آسمانوں کے ہے اور یہی مضمون سورۃ حٰمٓ السجدہ میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے اور وہ کہ سورۃ والنازعات میں مذکور ہے کہ والارض بعد ذٰلک دحٰھا۔ صراحۃً دلالت کرتا ہے کہ وجود زمین کا یعنی چوڑا کرنا اور بچھانا اس کا بعد پیدائش آسمان کے اور برابر کرنے اُس کے کے بلکہ بعد حرکتوں ستاروں اُس کے کے ہے اور بعد موجود ہونے دن اور رات کے اور یہ ظاہر ہے کہ پیدائش زمین اور اُس چیز کی کہ زمین میں ہے بجز پھیلانے زمین کے ممکن نہیں پس دونوں آیتوں کے مضمون میں تعارض اور تناقض ہوا اور باوجود اس کے یہ بھی خلل ہے کہ خلق لکم ما فی الارض کم سے کم دلالت اوپر اس کے کرتا ہے کہ جو کچھ زمین میں ہے ابتدا پیدائش اُس کی سے خطاب تک مقدم اوپر تسویہ آسمانوں کے ہے اس واسطے کہ ثم استوی الی السماءُ بعد خلق لکم ما فی الارض کے مذکور ہے اور اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کی پیدائش پیچھے ہوئی اور یہ بات مخالف حس اور بداہت کے ہے قطع نظر اس سے کہ معارض دوسری آیت کے ساتھ ہو جواب اس کا یہ ہے کہ خلق لکم ما فی الارض بمعنی قدر لکم کے سمجھنا چاہیئے اور ایسے ہی سورۃ حٰم سجدہ میں وجعل فیھا رواسی من فوقھا و بارک فیھا و قدر فیھا اقواتھا اس واسطے کہ پیدائش

marfat.com

جمیع مافی الارض کی بدون حرکتوں آسمانی کے واقع نہیں پس تسویہ آسمانوں کا متاخر نہیں ہوسکتا ہے اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ دحو زمین کا متاخر پیدائش آسمان کی سے ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ تسویہ آسمان کا زمین کی پیدائش سے پیچھے ہے اور یہ اقوال مفسرین کے بسبب غفلت کرنے عموم مافی الارض جمیعا کی سے ناشی ہیں اور اس آیت کے مضمون سے بھی غفلت ہے رفع سمکھا فسویھا واغطش لیلھا واخرج ضحٰھا والارض بعد ذٰلک دحٰھا البتہ یہ احتمال ہے کہ اوّل زمین کو نہایت چھوٹا سا پیدا کیا ہو اُس میں اصول پہاڑوں کے اور برکت نہروں اور چشموں کی رکھ دی ہو اور قوت حیوانوں کی اُس میں مقدر کی ہو بعد اس کے طرف آسمان کے متوجہ ہو کر اور اُس کو سات آسمان بنا کر گردش میں لا کر نور اور ظلمت رات دن کی ظاہر کرکے پھر زمین کو بچھا کر چوڑا اور فراخ کیا ہو اوپر اس احتمال کے سب آیتیں مطابق ہوتی ہیں مگر مافی الارض جمیعا کو مخصوص اصول معادن اور اصول نباتات کے ساتھ کرنا ضروری یعنی مادے معادن اور نباتات کے پیدا کئے اور اگر تمام چیزیں زمین کی مرادلیں وہی خلل لازم آئے گا کہ آسمان کی پیدائش سے پہلے زمین کی چیزیں پیدا ہو جاویں اور یہ بعید ہے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے تائید اسی احتمال کی منقول ہے کہ فرمایا ہے خلق اللہ الارض فی موضع البیت کھیأۃ الفھر علیھا دخان ملتزق بھا ثم اصعد الدخان وخلق منہ السمٰوات وامسک الفھر فی موضعہ وبسط منہ الارض نذلک قولہ کانتا رتقا یعنی پیدا کیا اللہ تعالٰی نے زمین کو بیت کی جگہ میں مانند ایک غولہ پتھر کے کہ اوپر اس کے دھواں لپٹا ہوا تھا پھر بلند کیا دھوئیں کو اور پیدا کئے اس سے سب آسمان اور ٹھیرا رکھا اس کو اپنی جگہ اور پھیلائی اُس سے زمین پس یہی ہے مضمون قول اُسکے کا کانتا رتقا

## فائدے بیچ پیدائش آسمان اور زمین کے

یعنی تھے آسمان اور زمین منہ بندھے یعنی ایک چیز تھے اس جگہ میں کتنے فائدے جاننے چاہئیں اوّل یہ کہ ساتھ روایت سدی کے ابن عباس سے اور گروہ صحابہ کرام رضی سے

ایسا منقول ہے کہ پہلے پیدائش آسمان اور زمین سے دو چیزیں موجود تھیں عرش اور پانی جب ارادہ الٰہی ساتھ پیدائش آسمان اور زمین کے متعلق ہوا پانی سے ایک دھواں اٹھا اور سبب اس دھویں اٹھنے کا بعض روایتوں میں ایسا آیا ہے کہ ہوا کو اس کے اوپر مسلط کیا اور لبسبب اس ہوا کے پانی میں موج اور جنبش پیدا ہوئی اور لبسبب سختی حرکت کے گرمی پانی میں موجود ہوئی اور اس سبب سے دھواں پیدا ہوا اور اس دھویں نے اوپر کی طرف صعود کیا اور وہی دھواں مادہ آسمان کا ہوا کہ دوسری آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے ثم استوےٰ الی السماء وھی دخان پھر تھوڑے سے پانی میں خشکی اور تحجر پیدا ہوا اور وہ مادہ زمین کی پیدائش کا ہوا پس پہلے اس زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے سات زمینیں بنائیں بعد اس کے طرف مادہ آسمان کے متوجہ ہوا اور اس کے سات آسمان بناتے اور ان روایتوں میں پیدائش زمین کی چار دن میں اس تفصیل کے ساتھ ذکر کی ہے کہ یک شنبہ کے دن ابتدا پیدائش دھویں کی کہ مادہ آسمان کا ہے اور پیدائش کیچڑ جمی ہوئی کہ مادہ زمین کا ہے وقوع میں آئی اور دوشنبہ کے دن زمین کو سات ٹکڑے بنایا اور سہ شنبہ کے دن پہاڑوں کو زمین پر قائم کیا اور نہروں کو جاری کیا اور چہارشنبہ کے دن درختوں کو اگایا اور قوت جانوروں کی کہ دانہ اور گھاس ہے اس میں پیدا کیا اور پنجشنبہ کے دن آسمان کے مادہ کی طرف متوجہ ہوا اور سات آسمان اس کو کئے اور جمعہ کے دن ہر آسمان میں ستارے پیدا کئے اور گردش ہر ستارے کی مقرر فرمائی اور فرشتوں کو واسطے کاروبار ہر ایک آسمان کے قائم کیا پس تمام پیدائش جہان کی چھ دن میں اس تفصیل کے ساتھ پائی گئی جیسا کہ سورۃ حمٓ السجدہ میں اس تفصیل کی طرف اشارہ فرمایا لیکن ایک اشکال اس جگہ آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وجود رات دن کا آفتاب کے طلوع اور غروب پر موقوف ہے پس پہلے پیدائش آسمان اور زمین سے رات دن کا ہونا کیونکر ہوتے بعضے عالموں نے جواب اس اشکال کا ایسا دیا ہے کہ مراد ان دنوں سے حقیقت دنوں کی مراد نہیں بلکہ اتنی مدت مراد ہے یعنی تمام پیدائش جہان کی اتنی مدت میں واقع ہوئی کہ اگر اس مدت کو اوپر

marfat.com

مدت رات دن کے قیاس کریں چھ دن حساب میں ہوں اور بعضے علماء نے ایسا کہا ہے کہ رات دن جیساکہ طلوع اور غروب آفتاب کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں ایسے ہی حرکتوں اور حوادثات سے بھی متصور ہے پس احتمال ہے کہ پہلی پیدائش آسمان اور زمین کی سے نور عرش کا کسی وقت میں پھیل جاتا ہو اور اُس وقت کو دن کہیں اور کسی وقت میں چھپ جاتا ہو اور اُس وقت کو رات قرار دیں جیساکہ اب بھی بعضے مقاموں میں رات دن اس حساب سے نہیں ہوتا ہے جیساکہ ارض تسعین میں رات دن اور ہی طرح سے ہے کہ چھ مہینے رات اور چھ مہینے دن شمار میں آتا ہے پس اول حمل سے آخر سنبلہ تک اس کو دن کہتے ہیں اور اول میزان سے آخر حوت تک اُس کو رات ٹھیراتے ہیں۔

اسی قیاس پر جبکہ آفتاب موجود نہ تھا اور حرکتوں اور حوادث کے ساتھ تعیین رات اور دن کی ہوئی ہو اور اسی حساب سے پیدائش تمام جہان کی چھ دن کی مدت میں ہوئی اور محققین اس کے اوپر ہیں جیساکہ رات اور دن بسبب حرکات سابقہ کے متعین ہوتے ہیں ایسے ہی بسبب حرکات لاحقہ کے بھی متعین ہو سکتے ہیں پس جس جس مدت میں پیدائش تمام جہان میں آسمان اور زمین کی ہے اس مدت کا نام دن رکھ دیا اور پیدائش اُس کی اُسی کے ساتھ محدود اور مشخص ہوئی جب ایک کام کیا ایک دن ہوگیا دوسرا کام کیا دوسرا دن ہوا پس دنوں کے معنی دفعات کے ہیں یعنی چھ بار توجہ اُس کی ہوئی دو بار توجہ طرف آسمان کے ہوئی ایک بار واسطے جُدا کرنے مادہ اُسکے کے ہیولیٰ مشترکہ سے اُس کو پانی کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے اور دوسری بار توجہ اُسکی طرف واسطے ڈالنے صوَرتوں اُس کی کے ہوئی کہ وجود ستاروں کا اور ترتیب سات آسمانوں کا اور صادر ہونا حرکتوں خاص خاص تمام آسمانوں کا بہ طفیل انھیں صورتوں کے ہے اور چار دفعہ توجہ طرف زمین کے پائی گئی ایک بار واسطے جُدا کرنے مادۂ سفلیات کے اور دوسری بار واسطے پیدا کرنے صور بسیط کے اور تیسری بار واسطے افاضۂ صور معدنیہ کے اور چوتھی بار واسطے القائے صور نباتیہ کے کہ اکثر قوت حیوانات کی اُس سے حاصل ہوتی ہے اب یہاں بیان کرتے ہیں کہ صحیح مُسلم اور تاریخ بخاری اور صحیح نسائی اور دوسری

marfat.com

کتابوں حدیث میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اُس کا پکڑا اور اوپر انگلیوں اُس کی کے شمار کیا اور فرمایا خلق اللہ التربۃ یوم السبت وخلق فیہ الجبال یوم الاحد وخلق الشجر یوم الاثنین وخلق المکروہ یوم الثلثاء وخلق النور یوم الاربعاء وبث فیہ الدواب یوم الخمیس وخلق آدم یوم الجمعۃ بعد العصر یعنی پیدا کیا اللہ نے زمین کو ہفتے کے دن اور پیدا کئے اُس میں پہاڑ یکشنبہ کے دن اور پیدا کئے درخت دوشنبہ کے دن اور پیدا کیں مکروہ چیزیں سہ شنبہ کے دن اور پیدا کیا نور چہارشنبہ کے دن اور پھیلائے بیچ اُس کے چوپائے پنجشنبہ کے دن اور پیدا کیا آدم کو دن جمعہ کے بعد عصر کے اور اس روایت اور پہلی روایت میں ظاہر میں تعارض اور تناقض ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث میں بیان ابتدا پیدائش آسمان اور زمین کا نہیں بلکہ پیدائش زمین کی چیزوں کا بیان ہے گو یہ پیدائش برابر نہ ہو مگر

## مادۂ آسمان کا بیان

اُن کی پیدائش میں آپس میں فاصلہ پڑا ہوا ہو فائدہ دوسرا یہ کہ آسمانوں کی قسمیں اور جوہر اُن کے مغایر جواہر زمینی کے ہیں پس وہ کہ بیچ روایتوں ربیع بن انس اور سلمان فارسی اور کعب احبار کے واقع ہوا ہے کہ آسمان دنیا کا ایک موج ہے معلق کھڑی ہوئی اور آسمان دوسرا چاندی سفید کا ہے اور آسمان تیسرا لوہے کا ہے اور چوتھا آسمان تانبے کا اور پانچواں سونے کا اور چھٹا زمرد کا اور ساتواں یاقوت سرخ کا اور دوسری روایتوں میں بھی مانند اس کے ہے ان سب کی بنا اوپر تشبیہ کے ہے یعنی ان جواہر کو اگر دنیا کے جواہر پر قیاس کریں یہ تشبیہ دے سکتے ہیں اور اسی واسطے ان روایتوں میں اختلاف

## ثبات آسمان کا بیان

بہت آیا ہے اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ کلام کی بنا اوپر تشبیہ کے ہے فائدہ تیسرا یہ کہ اہل حکمت نے بمقتضائے حرکتوں معلومہ اپنی کے مقرر کیا ہے کہ آسمان کے نو طبقے ہیں پہلے آسمان کو اوپر کی طرف سے فلک الافلاک کہتے ہیں اور یہ حرکتیں روزمرہ کی کہ طلوع اور غروب آفتاب کا اور ستاروں کا کہ ہر خاص اور عام جانتے ہیں اُسی کی طرف نسبت کرتے ہیں اور سات آسمان دوسرے ہیں کہ سات ستارہ سیارہ کہ ایک ایک ستارہ

marfat.com

ہر ایک آسمان میں علی الترتیب ثابت کرتے ہیں اور وہ ترتیب یہ ہے بیت

قمر است وعطارد و زہرہ شمس مریخ و مشتری و زحل

اور ہر گاہ کہ دلیلیں نقلیہ تمام دلالت اس کے اوپر کرتی ہیں کہ عدد آسمان کے سات ہیں پس واسطے تطبیق کے درمیان معلومات اپنی کے اور ادلۂ نقلیہ کے کہتے ہیں کہ اُن دو آسمان کو عرش اور کرُسی کہتے ہیں لیکن یہ سب مبنی اوپر تکلفات کے ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ان ساتوں آسمانوں کا ایک فرشتہ مدبر ساتھ حرکت یومیہ کے سب کو حرکت دیتا ہو اور تمام ستارے ثوابت آسمان زحل کی پشت کے اوپر گڑے ہوتے ہوں اور زحل آسمان کے مٹلاپے میں ثابت ہوں پس سات آسمان سے زیادہ ثابت نہ ہوں گے اور وہ کہ عرش اور کرسی کے اوصاف میں بیچ روایات شرعیہ کے جو آیا منطبق اوپر اُن دو آسمانوں کے کہ حکماء قرار دیتے ہیں نہیں ہو سکتا پس بہتر یہ ہے کہ عدد آسمانوں کے سات اعتقاد کرنے چاہئیں اور عرش اور کرسی سوائے اُن کے ثابت ہوں ابو الشیخ نے حضرت امیر المومنین علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کی ہے کہ نام آسمان دنیا کا رفیع ہے اور نام ساتویں آسمان کا براح اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سیّد السموات التی فیہ العرش وسیّد الارضین التی انتم علیھا اور ابن ابی حاتم نے وحیہ کلبی سے روایت کی ہے کہ سمعت علیا ذات یوم یحلف والذی خلق السماء من دخان وماءٍ بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ تفکروا فی کل شیٔ ولا تفکروا فی ذات اللّٰہ فان بین السّماء السابعۃ الیٰ کرسیّہ سبعۃ آلاف نور وھو فوق ذالک یعنی فکر کرو تم بیچ ہر شے کے اور نہ فکر کرو تم بیچ ذات اللہ کے اس واسطے کہ درمیان ساتویں آسمان کے کرُسی تک سات ہزار نوُر ہیں اور وہ فوق اُس کے ہے اور اس جگہ میں جاننا چاہئیے کہ تعدد عرش اور کرسی کا یعنی جدُا جدا ہونا اُن کا اب تک دلیل سے ثابت نہیں بلکہ بہت دلیلوں سے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ ساتوں آسمانوں کے اوپر بہت فاصلہ سے

marfat.com

انوار بے شمار موجود ہیں ایک جسم نورانی ہے کہ اُسی جسم کا کبھی عرش نام فرمایا ہے اور کبھی کرسی اور وہ جسم تمام آسمانوں اور زمین کو گھیرنے والا ہے جیسا کہ بیچ اس آیت وسع کرسیہ السمٰوات والارض کے بھی اس طرف اشارہ کیا واللہ اعلم حاصل یہ ہے کہ آدمی کو کہ ساتھ ایسی شرافت کے ممتاز فرمایا اور تمام مافی الارض کو اُس کے واسطے پیدا کیا اور ساتوں آسمان کو واسطے کاروبار اُس کے کے دوست کیا اس سبب سے ہے کہ وہ جمع کرنے والا دونوں اسرار یعنی اسرار خدائی اور اسرار عالم کو اور قابل اللہ تعالیٰ کی خلافت کے ہے اوپر تمام عالم کے رہنے والوں کے اس واسطے کہ اللہ تعالےٰ نے مخلوقات طرح طرح کی پیدا کی ہیں بعضی علوی اور بعضی سفلی اور وہ باوجود خالق ہونے اور مالک ہونے کے بے احتیاج ایسا ہے کہ کسی شے کے ساتھ آپ نفع نہیں اُٹھاتا اور کچھ اس کو غرض نہیں اس واسطے کہ اگر وہ بھی کسی چیز کے ساتھ نفع اُٹھاوے احتیاج اُس کو لازم ہو اور محتاج ہونا منافی صمدیت اُس کی کے ہے پس ضروری ہوا کہ کوئی مخلوقات اُس کی کے ایسی مخلوق ہو کہ ساتھ اخلاق الٰہی کے متخلق اور ساتھ اوصاف اُس کے کے متصف ہو اور تنفیذ اور جاری کرنا اوامر اور نواہی اُس کی کا اور سیاست مخلوقات کی اور تدبیرات کاموں اُنکے کی اور نگاہ رکھنا انتظام خلق کا اور مشغول کرنا ان کا ساتھ بندگی خدائے تعالیٰ کے اُس سے ہو سکے والا آیہ کہ تمام مخلوقات طرح طرح کی معطل اور بیکار ہیں اور یہ حکمت کے خلاف ہے پس اس تدبیر سے گویا اس خلیفہ کے سبب سے تمام چیزوں کے فائدے اور منافع اُس نے ظاہر کئے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے **بیت**

سرمد کہ عندلیب ست پروائے زر ندارد		یارش گل است و گل را یک مشت زر ضرورست

اور جب ایسا ہوا پس خلیفہ کے حق میں یہ بات ضروری ہوئی کہ بعد پیدائش تمام انواع کے پیدا ہوتا کہ نفع اُٹھانا تمام مخلوقات سے اُس کو حاصل ہو اور دوسری چیزیں جہاں کی مانند مصالح اور اسباب خانہ داری کے کہ گھر والے کو اُن سے گریز نہیں پہلے موجود ہونے اُس کے سے تیار ہو کر ساتھ زبان استعداد اُن کی کے خلیفہ کے خواستگار ہوں اور


marfat.com

زبان حال اُن کی اس کلام کے ساتھ بولنے والی ہو کر مصرع حتی ترکب النافۃ المرحۃ اور وہ شخص کہ قابل ان امور کے ہو بجز انسان کے نہیں اس واسطے کہ انسان کے پیدا ہونے سے پہلے جن چیزوں کو شعور اور ارادہ دیا ہے دو قسم سے زیادہ موجود نہ تھیں فرشتے اور جن اور فرشتے اس بات کے لائق نہیں ہیں کہ تمام اشیاء علوی اور سفلی سے نفع اُٹھائیں اس واسطے کہ بہت حاجتوں سے وہ بری ہیں۔ عورت اور فرزند اور کھانا اور پہننا اور جو چیزیں اُن کے لوازم سے ہیں اُن کو درکار نہیں کہ شہوت اور غضب نہیں رکھتے ہیں اور جن ہر چند کہ شہوت اور غضب رکھتے ہیں لیکن قوت خیالیہ اوپر قوت عقلیہ اُن کی کے غالب ہے یہاں تک کہ جس چیز کو خیال کرتے ہیں اُس کو واقعی جانتے ہیں مانند لڑکوں کے کہ بانس کے اوپر سوار ہو کر اپنے تئیں حقیقت میں سوار گھوڑے کا جانتے ہیں اور لکڑی کی سواری کو گھوڑا سچا سمجھتے ہیں پس جو اگر تمام مخلوقات کو اُن کے نفع میں خرچ کیا جائے بجز تخیل کے منافع کا سرانجام اُن سے نہ ہوگا اور منظور یہ ہے کہ حقیقۃ میں منفعتیں اُن چیزوں کی بے کم وکاست ظہور پکڑیں اور علاوہ اس کے جن ایک حال پر قائم اور باقی نہیں رہتے ہیں اور اُن کے حرکات اور سکنات بسبب غلبہ خیال اور رنگ برنگ ہونے قولوں اور فعلوں اُن کے سے بدلتے رہتے ہیں پس آثار دائمی کہ ثبات اور بقا اُن میں پایا جاوے اُن کے اندر ممکن نہیں جیسا کہ کہا ہے شعر

فما ندوم علی حال تکون بھا کما تلون لغتوابھا الغول

بلکہ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو ظاہر ہو کر رتبہ جنوں کا بہ نسبت رتبہ آدمیوں کے ایسا ہے جیسا کہ رتبہ نقالوں اور بہروپیوں کا بہ نسبت اُن لوگوں کے جن کی نقلیں قولوں اور فعلوں اور شکلوں اور لباسوں کی کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ع لیس التکحل فی العینین کالکحل اور یہ کہ جنوں کو بسبب لطافت بدنی اور قدرت فرار اور نفوذ کرنے کی تنگ جگہوں اور مسام باریک میں اور بسبب غلبہ ناریت کے اوپر مزاج روحوں اُن کی کے متصف ہونا ساتھ تمام اخلاق الٰہی کے مثل صبر کے اور حلم کے اور متانت نفس کے اور مانند اُسکے کے ممکن نہیں اور اکثر چیزوں کی طرف جیسا کہ قلعہ اور حویلی اور عمارتیں اور ہتھیار اور

marfat.com

مانند اُن کے حاجت اُن کو نہیں اور نہ ایسی چیزوں سے اُن کو انتفاع ہے پس یہ فرقہ بھی
مانند فرشتوں کے منافع تمام مخلوقات کے اپنے ، استعمال میں نہیں لاسکتا جیسا متصف
ہونا ساتھ تمام صفات ربانیہ اور متخلق ہونا ساتھ تمام اخلاق الٰہیہ کے اُن کے تئیں میسّر
نہیں پس تمام مخلوقات میں سے آدمی کو لیاقت اس منصب کی ہوئی اور اگر کوئی انکار
اس امر کا کرے اُس کے رُوبرو قصہ حضرت آدمؑ کا یاد دلاؤ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ یعنے اور
یاد دلا اس وقت کو کہ فرمایا پروردگار تیرے نے واسطے ظاہر کرنے فضیلت آدم کی پہلے
پیدائش اُس کی سے تاکہ بعد پیدا ہونے اُس کے کوئی اُس کو نظر حقارت کی سے
نہ دیکھے اور تابعداری حکم اس کے سے عار نہ کرے لِلْمَلٰٓئِكَةِ یعنی فرشتوں کو اس واسطے
کہ منافع تمام مخلوقات کے حقیقت میں فرشتوں کے ہاتھ میں بسبب اس کے کہ محافظت
ہر مخلوق کی اور ظاہر ہونا خواص اُن کے کا اللہ تعالےٰ نے انھیں کے سپرد کیا ہے لہٰذا
گردش آسمانوں کی بھی حوالے اُن کے ہے پس تمام جہان بمنزلہ ایک آباد شہر کے ہے
کہ فرشتوں کے ہاتھ میں سونپ رکھا ہے اور اُس کے عامل اور کارکن انھیں کو مقرر کیا گیا
اور جب تک یہ فرشتے اطاعت خلیفہ حق کی نہ کریں تصرف اس خلیفہ کا کسی چیز میں جاری
نہ ہو مثلاً انسان تخم اگر زمین میں بوئے جب تک کہ وہ فرشتے کہ اس کے اُگانے پر متعین
ہیں اطاعت اُس کی نہ کریں کھیتی اور درخت زمین سے نہ نکلے اور معنی خلافت کے متحقق
نہ ہوں اور کیا نہ کیا اُس کا برابر ہو جاوے اور جس وقت یہ فرقہ تابعداری اور اطاعت
قبول کرے پھر کسی چیز سے نافرمانی اور سرکشی متصور نہ ہو اس واسطے کہ زمام اختیار کی
انھیں کے ہاتھ میں ہے اور حیوانات اور جن ہر چند کہ کچھ ارادہ اور اختیار رکھتے ہیں لیکن
فرشتوں کی تسخیر کے مقابلہ میں وہ ارادہ اور اختیار اُن کا بالکل باطل اور لغو ہو جاتا ہے
جیسا کہ جن وقت حاضر ہونے موکلوں کے لاچار ہوتے ہیں اور جانور سائیسوں کے ہاتھ
میں عاجز ہوتے ہیں پس جس وقت کہ قبول کروانا خلافت حضرت آدم علیہ السلام کا
تمام جہان کے رہنے والوں سے منظور نہ تھا اوّل فرشتوں کو اس کی طرف جھکایا اور
تابعدار کیا تاکہ اور چیزیں چار و ناچار اس کی طرف جھکیں اسی واسطے جس وقت

marfat.com

خلافت آدمیوں کی حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت میں اپنے کمال کو پہنچی جن اور ہوا اور مخلوقات بے سر کو فرشتوں نے چار و ناچار فرمانبردار کیا تاکہ حکم اوپر ان مخلوقات کے چلایا گیا بلکہ بیچ شروع عہد حضرت آدم علی نبیّنا و علیہ السلام کے بھی جانوروں سے اسی طرح کی تسخیر ظاہر ہوئی تھی جیسا کہ تواریخ میں مذکور ہے اور اسی واسطے سب موجودات میں سے خطاب خاص فرشتوں کی طرف فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنی تحقیق بنانیوالا ہوں زمین میں ایک خلیفہ کہ خلافت میری کرے اور زمین کی چیزوں میں بغیر تصرف کرنے اسباب اُن کے ہیں کہ آسمان سے اُن کا ربط ہے خلاف منعقد نہیں پس ہرچند وہ خلیفہ عناصر زمین کے سے پیدا ہوا اور کون اور فساد کی جگہ ٹھہرایا گیا اُس میں رُوح آسمانی بھی ہم پھونکیں گے کہ بسبب اس رُوح کے آسمان کے رہنے والوں اور ستاروں کے موکلوں پر حکم چلاوے اور ان کو اپنے کام میں مصروف کرے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بیت

گدائے مصطبہ ام لیک وقت مستی بیں کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

اور طریق خلافت قرار دینے کا اُس خلیفہ کو یہ تھا کہ رُوح اس کی کو نمونہ صفات اپنی کا عطا فرمایا یعنی علم اور حکمت کہ اُس میں رکھ دیا کہ مراد دریافت کرنے کلیات اور قاعدوں کے سے ہے اور ارادہ اور اختیار دیا کہ بسبب ارادہ کلیہ کے برانگیختہ ہوتا ہے اور قصد کرتا ہے کہ نظامات کلیہ جہان میں ظاہر ہوں اور مدتوں تک باقی رہیں اور سمع اور بصر اور کلام عنایت کیا بیچ پورا کرنے اس مراد کے اور سرانجام پہنچانے اس مہم کے صرف ہوتے ہیں پھر اس کو قدرت دی کہ نمونہ قدرت اُس کی کا ہے ساتھ اس طرح کے کہ جیسا قدرت کاملہ الٰہی سبب ہے موجود ہونے چیزوں کی کہ جن کے آثار واقع میں ثابت اور قائم ہیں ایسے ہی قدرت اس خلیفہ کی سے بسبب جمع اور تفریق اور تحلیل اور ترکیب وغیرہ کے بہت چیزیں بن جاتی ہیں اور اس وجہ سے وہ مصنوعات مختلفۃ الآثار موجود ہوتے ہیں کہ مدتوں تک باقی رہتے ہیں پس بیچ تمام صفتوں اور آثاروں کے نمونہ صفات الٰہی کا ہوا اور معنی خلافت کے متحقق ہوئے اور علم اور حکمت

marfat.com

اس مرتبہ کو پہنچا کہ قواعد کلیہ ہر نظام کے دریافت کئے اور علم کھیتی کا اور علم کیمیا اور بدلنے کانوں کی چیزوں کا اور سوا اس کے استخراج کیا گویا محافظت انتظام بدنوں انسانی اور حیوانی اور نباتی اور معدنی کو اپنے قابو میں لیا بلکہ نظام اصلاح نفس اور ترقی اور بخشنے رُوح آسمانی کے پست درجہ سے طرف بلند درجہ کے اور طے کرنا مراتب سلوک کا بھی ملک ہوا اور بسبب اُس علم شریف کے ملکوت آسمان میں بھی تصرف کرنا پکڑا اور طریق مسخر کرنے ستاروں کی قوتوں کا اور تابعدار کرنا موکلوں کا بھی جانا اور اس مرتبہ کی قدرت کو پہنچا کہ مختلف چیزوں کو جمع کر کے ایک شے مرکب بنالی جیسا کہ شہد اور سرکہ سے سکنجبین درست ہو جاتی ہے اور شورہ اور گندھک سے باروت اور قند اور ہلیلہ سے شربت اور تفریق اجزا چیزوں کی بھی کر لیتا ہے یعنے بعضے جو جدا ہو جائیں بعضوں سے جیسا کہ جُدا کرنا سمنیت اور جبنیت کا ماء الجبن سے اور جُدا کرنا سمیت کا زہردار چیزوں سے کشتہ کر کے اور بعضے اجزاء اشیاء کی تحلیل بھی کر سکتا ہے جیسا کہ گلاب اور عرقیات کے کھینچنے سے اور جُدا جُدا ادویہ کو اس طرح ترکیب کر لیتا ہے کہ نیا مزاج ان پر آجاتا ہے جیسا کہ تریاق فاروق اور مترودیطوس اور بعضی چیزوں میں تصرف اپنا کر کے صورتیں نئی ڈالتا ہے جیسا کہ برتن اور اقسام زیور کے کہ کانوں کی چیزوں سے بناتے ہیں اور توپ اور بندوق کہ انھیں چیزوں سے تیار کرتے ہیں اور مثل اس کے حقیقتیں اور خواص نئے نئے کہ زیادہ حد سے ظہور میں آتے ہیں اور سمع اور بصر میں ایسی گنجائش پیدا کی کہ آلات رصدیہ کی استعانت سے آسمان کے اوپر ستاروں کو شمار کر لیا اور مقداریں حرکتیں جسموں علویہ کی یہاں تک کہ دقیقے اور ثانیہ اور ثالثہ دیکھنے شروع کئے اور ساتھ استعانت آلات موسیقی کے مسموعات بے حد حاصل کئے اور اُن مسموعات سے کہ مراد نغموں مختلف سے ہے لذتیں اور کیفیتیں جُدا جُدا پیدا ہوئیں کہ قوت سامعہ آدمی کی اُس سے بہرہ مند ہوئی اور کلام میں بھی ایسی وسعت اور تعمق رکھتا ہے کہ نہایت اُس کی ظاہر نہیں طرح طرح کے مضمون کوئی ہجو کا اور کوئی مدح کا اور کوئی معشوق کے حسن کا بیان کرنے لگا اور نمونہ قدرت الٰہی کا کہ طرح طرح کی چیزوں میں باعتبار جمع اور تفریق اور تحلیل

marfat.com

اور ترکیب اور حکایت اور تصویر کے ظاہر کرتا تھا بعینہٖ لفظ اور معنی میں جاری کر کے کارخانہ درست کیا کہ ایسا طریق بجز انسان کے اور مخلوقات کے خیال میں نہیں گنجائش رکھتا ہے عالم لفظ اور معنی کا ایک نمونہ عالم اجسام اور ارواح کا کیا پھر واسطے محافظت الفاظ غیر قارہ کے کہ ان کی وجود کو قیام نہیں ایسی تدبیر سوچی کہ ساتھ استعانت قلم اور کاغذ کے اُن امور غیر قارہ کو ثبات اور دوام دیا اور اُن الفاظ کے نقشوں کو قائم مقام اُن کے کیا اور اس امر میں ایسا سحر کیا کہ حرف منقوط اور غیر منقوط اور متحرک اور ساکن بلکہ اظہار اور اخفا کا اور دقائق خفیہ سب کی شکلیں محفوظ رکھیں تاکہ جو شخص کہ دور ہے وہ بھی معلوم کرلے اور ہرگاہ کہ مدار اس خلافت کا دو چیزوں پر تھا اول علم ساتھ قواعد اور کلیات ہر نظام کے نظامات الٰہیہ سے دوسرے متوجہ کرنا قصد اور اختیار کا موافق اُس نظام کے تاکہ حکایت اُس نظام کی کرے یا محافظت اور باقی رکھنے اُس کے میں کوشش کرے مگر فرشتوں کو یہ بات حاصل ہونی ممکن نہیں اس واسطے کہ اولاً ان کو علم قواعد اور کلیات ہر نظام کا حاصل نہیں ہو سکتا ہے غایت کمال اُن فرشتوں کا یہی ہے کہ جن خدمات اور نظامات کے واسطے مقرر ہیں اُنھیں کے قواعد اور کلیات کو پہچانتے ہیں دوسرے نظام کا ان کو علم نہیں مثل قوت بصریہ کے کہ آدمی کے بدن میں ہے نظام اصوات اور متعلقات اُس کے سے بے خبر محض ہے یا قوت سمعیہ کہ نظام رنگتوں کی سے مطلق غافل ہے اور اوپر اسی قیاس کے تمام قوتیں اور حواس کہ ہر ایک ایک کام کے ساتھ مشغول ہے اگر دوسرے کار کے ساتھ مشغول ہو سلسلہ اُس کام کا برہم ہو جاتے اور ثانیاً قصد اور اختیار موافق معلومات اپنی کے بھی اُن کو ممکن نہیں اس واسطے کہ اُن کو اختیار موافق طور اُن کے کے نہیں دیا ہے بلکہ موقوف اپنی مرضی پر رکھا ہے اور تابع حکم اپنے کا کیا ہے ماننتزل الا بامر ربک یعنی نہیں اُترتے ہیں ہم مگر ساتھ حکم رب تیرے کے لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایؤمرون یعنی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اللہ کی اُس چیز میں کہ امر کیا ان کو اللہ نے اور کرتے ہیں وہ چیز جس کا حکم کئے جاتے ہیں اور قابل اس منصب کے وہ ہی ہے کہ اختیار اس کا بطور اُس کے چھوڑیں بلکہ ارادہ اپنا تابع ارادہ

اُس کے کام کریں یہاں تک کہ جس چیز کا ارادہ کرے خود سرانجام اُس کا فرما کر اُس کے حوالہ کریں اور نافرمانی اور مخالفت حکم اُس کے کی بھی اُس سے متصوّر ہو اور اسی واسطے قوتیں اور حواس انسان کے قابل خلافت اُن کی کے نہیں ہیں لیکن فرشتوں نے انّی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ سے سمجھا کہ جب یہ خلیفہ زمین میں پیدا ہو اور عناصر مختلفہ زمین کے سے نفع اٹھاتے نزدیک ہے کہ خواہش لذات سفلیہ کی جبلت اس کی میں رکھی جائے کہ مادہ اس کا بھی اس خواہش کو چاہتا ہے اور یہی غرض کہ خلافت اُسکی سے منظور ہے یعنی انتفاع لینا زمین کی چیزوں سے بجز اس خواہش کے سرانجام نہیں ہوتا ہے پس اس میں قوت شہویہ زور شور کے ساتھ ہو گی اور قوت غضبیہ بھی واسطے دفع کرنے مزاحم اور معارض کے جوش کرے گی کہ تقاضا یعنے جزول اُس کے کا بلکہ تقاضا صورت جامعہ اُس کے کا ہے اور یہ دونوں قوتیں ایسی ہیں کہ بسبب اُن کے برہم ہونا نظامات صالحہ کا ہوگا اسی واسطے بطریق استفسار اور دریافت کے جناب الٰہی میں قَالُوٓا یعنی عرض کی فرشتوں نے کہ پیدا کرنا خلیفہ کا زمین میں اگر محض اس واسطے ہے کہ زمین کو آباد کرے اور اصلاح اس کی کرے پس یہ امر بغیر محتاج ہونے اُس کے کے طرف اشیاؤں زمین کے ممکن نہیں اور جس وقت اُس کو احتیاج سفلی لذات کی طرف پڑیگی قوت شہویہ جوش میں آئیگی اور جس وقت دوسرا شخص نفع اور لذت لینے سے ان چیزوں کے مزاحمت کرے پس قوت شہویہ اُس وقت غضب کی صورت میں نمودار ہو گی اور نوبت قتل اور جنگ اور جدال کی پہنچے گی پس پیدا کرنا اس قسم کا خلیفہ واسطے عمارت اور اصلاح زمین کے بیچ نظر ہماری کے موافق حکمت تیری کے نہیں دکھلائی دیتا ہے اَتَجْعَلُ فِيْهَا یعنی آیا متصرف کرے تو اُس زمین میں مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا یعنی اُس جو کہ فساد کرے اُس زمین میں اس واسطے کہ وجود اُس کا عناصر مختلفہ سے کہ داعی طرف لذات سفلیہ کی ہیں وقوع میں آئے گا اور ہر گاہ کہ نمونہ صفات کاملہ تیری کا اُس کی رُوح میں تجلی فرمائے گا اُن سب کو بیچ لذتوں سفلیہ کے صرف کرے گا اور پیروی شہوت کی کر کے اُن صفات پاک کو ساتھ کدورت کے ملوث کرے گا مثلاً علم اور حکمت اُس کا بیچ لذتوں نفسانی کے ساتھ طرح طرح

marfat.com

کے حیلوں اور تدبیروں شیطانی کے خرچ ہوگا اور قدرت اُس کی بیچ تمام ماکولات اور مشروبات اور مساکن محرمہ کے خرچ ہوگی اور ارادہ اور اختیار اس کا ساتھ گناہوں اور قبائح کے متعلق ہوگا اور سمع اور بصر اُس کی بیچ سُننے باجوں اور غیبت اور چغل خوری اور مسخراپن کے اور دیکھنے لڑکوں اور عورتوں کے رائگاں ہوگی اور کلام اُس کا بیچ تعریف اور خوشامد متکبروں کی اور ہجو اور مذمت نیکوں کی اور بُرا کہنے اور گالیاں دینے اور لعن اور طعن کے خرچ ہوگا پس ایسی مخلوق کو کہ بندہ شہوت اور غضب کا ہو نمونہ اپنی صفات کا بخشنا ایسی مثال ہے کہ قلادہ جواہر اور مروارید کا کُتے کے گلے میں ڈالنا اور یہ مخلوق ساتھ تقاضائے ناریت اپنی کے کہ اس کے بدن میں ہے اوپر اسی قدر کے کفایت نہ کریگا بلکہ جس وقت کوئی ہم جنس اُس کا واسطے حاصل کرنے لذتوں اپنی کے اس کے ساتھ مزاحمت کرے گا آگ غصہ اس کے کی روشن ہوگی اور واسطے جنگ اور قتال کے مستعد ہوگا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ یعنی اور کرے گا بہت سے خون جانوروں چرنے والوں واسطے گوشت کھانے اور پوست لینے اُن کے کے مارے گا اور جانوروں اُڑنے والوں کو بلکہ دریا کی مچھلیوں کو واسطے بازی اور شکار کے ہلاک کرے گا اور اپنے ہم جنسوں کو واسطے ملک اور مال کے مارے گا کہ میرے شریک نہ ہو جائیں اور ظاہر ہے کہ سب مخلوقات زمین سے بہتر ذی رُوح ہیں اور حیوان کے تمام جزوں سے بہتر خون ہے کہ جزو قریب بدنوں کے واسطے یہی ہے اور جب کہ ایسی جنس عزیز اور شریف کو ساتھ اس بے باکی کے ضائع کرے تو توقع اصلاح کی اُس سے کیا رکھنی چاہیئے اور اگر پیدا کرنے خلیفہ کے سے منظور یہ ہے کہ پروردگار اپنے کو ساتھ کمالات اُس کے کے پہچانے اور نقصان اور قصور سے اُس کو پاک جانے اور کمالات اور پاکی اُس کی زبان سے ظاہر کرے پس ہم اس کام میں کیا قصور رکھتے ہیں وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ یعنی ہم سب تسبیح کرتے ہیں ذات پاک کی ملی ہوئی ساتھ حمد تیری کے کہ اوپر کمالات ذات تیری کے ہو پس حق ذات اور صفات تیری کا ادا کرتے ہیں اور ادا کرنا حق ذات کا ساتھ تسبیح کے ادائے حق صفات کا ساتھ حمد کے وَ نُقَدِّسُ لَكَ یعنی اور بھی پاک

جانتے ہیں ہم افعال تیرے کو اس بات سے کہ خلاف حکمت کا اور عبث اور سفہ اس میں
راہ پائے اور یہ تسبیح اور تقدیس اور حمد اوپر کمالات ذاتیہ تیری کے ہم سے صادر ہوتی ہے
لَكَ یعنی محض تیرے واسطے ہے دوسرے کو اس میں شرکت نہیں بخلاف اس مخلوق ارضی
کے کہ جس وقت کہ بندہ حرص اور ہوا اپنی کا ہو گا جس طرف سے حاصل ہونا مطلب اپنے
کا سوچے گا تسبیح اور تقدیس اور حمد اور شکر اپنا اُسی طرف معروف کرے گا اور اس
بات کی فکر میں ایسا مشغول ہو گا کہ سب سے غافل ہو گا پس ہماری نظر میں پیدا کرنا ایسی
مخلوق کا اور دینا اس کو منصب خلافت کا کسی وجہ سے موافق حکمت کے نہیں دکھلائی
دیتا ہے حق تعالیٰ نے بیچ جواب اس عرض ملائکہ کے قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ یعنی فرمایا البتہ
جانتا ہوں میں قصور تسبیح اور تقدیس تمھاری کا اور قابل نہ ہونا تمھارا واسطے خلافت
میری کے اوپر تمام عالم کے اور واسطے ظہور مقتضائے اسمائے لطیفیہ اور قہریہ میری
کے مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی وہ کہ تم نہیں جانتے ہو اس واسطے کہ معنی خلافت الٰہیہ اور
تجلی اوصاف ربانیہ کی خواص ہیئات اجتماعیہ ترکیبیہ کی سی ہے پس ایسی ترکیب چاہیئے
کہ جمع کرنے والی دونوں عالم کی ہو اور شہوت اور غضہ کا ہونا بھی اس میں ضروری ہے
کہ تعلق رُوح کا بدن کے ساتھ بدون ان دونوں کے باقی نہیں رہتا اور قوت عقلیہ
کا ہونا اس میں لابدی ہے کہ کائنات کی چیزوں کی حکایت اور صورت نظام کل کی اس
میں متصور ہو اور نتیجے ان تینوں قوتوں کی ترکیب کے ظہور میں آویں اور ظاہر ہے کہ ہر ایک
طبقہ ملائکہ کے تئیں اوپر کمالات اپنے کے اطلاع ہے پس حمد ان کی انھیں کمالات کے
مقابلہ میں ہو گی نہ مقابلہ ان کمالات کے کہ اوپر یا نیچے اُن کے ہوں اور ایسی ہی تسبیح
اور تقدیس بھی وقوع میں نہ آوے گی مگر مقیدا انھیں نقصانوں کے ساتھ کہ ضد اُن
کمالات کی ہیں اور دوسرے نقصانوں سے تقدیس نہ کریں گی پس نہ مقرر کرنا خلیفہ جامع
کا ملائکہ کی تقریروں سے کہ بیچ وقت مشورہ کے انھوں نے ظاہر کیں مثال اس کی ایسی
ہے کہ قوی اور جوارح کسی شخص کے عرض کریں کہ حاجت پرورش غلام کی نہیں ہم سب
کفایت کرتے ہیں یہ نہ سمجھے کہ غلام تربیت یافتہ منتظم ہر ایک کاروبار مالک اور مربی
اپنے کا

کا ہوگا اور قوٰی اور جوارح اُس کے فقط ایک ایک شان ظاہر کر سکتے ہیں پس وجود اُن کے سے پیچ حصول ہیئت جامعہ کے کفایت نہیں ہوسکتی اور فرشتوں نے فساد اور بُرائیاں قوت شہوت اور غضب انسان کی ذکر کیں مگر ان دونوں قوتوں میں جو دو چیزیں نفع کی تھیں اُن سے غفلت قبول کی یعنی اُن کو نہ سوچا اوّل یہ کہ جب شہوت اُس کی کارخانہ حق میں صرف ہوئے جانبازی اور شہادت اور جہاد اور غیرت دین کی وقوع میں آوے دوسرے یہ کہ اگر جہان میں بُرائیاں اور قباحتیں موجود نہ ہوں معنی تکلیف اور بعثت رسولوں کے اور اُتارنا کتابوں کا اور کارخانہ وحی اور امر ونہی اور ترغیب اور ترہیب اور وعدہ اور وعید کا تمام برہم ہو اور صورت مجازات کی آخرت میں اور آبادی دار الثواب اور عتاب کی متحقق نہ ہو اور یہ تمام شیونِ الٰہیہ بیچ پردوں پوشیدگی کے اور معطل رہیں جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بیت

در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر ست    دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نباشد

اور یہ بھی کہا ہے بیت

قاتلش غازی و مقتولش بود صائب شہید    ہیچ کافر در ین دُنیا بہ چشم کم مبیں

باقی رہے فائدے کئی کر اطلاع کرنی اوپر اُن کے ضروری ہے اول یہ کہ جب ارادہ الٰہی نے واسطے پیدا کرنے اس مخلوق کے اور دینے منصب خلافت کے اس کے تئیں تعلق پکڑا پس ظاہر کرنا اس غرض کا کہ فرشتوں سے کس وجہ سے تھا اور اس امر کی فرشتوں کو خبر کرنے سے کیا حاصل تھا اور اُن سے بطور مشورہ کرنے کے خبر کرنی کیا ضروری تھی اور حقیقت مشورہ کی مدد چاہنی غیر کی عقل سے ہے اور حق تعالیٰ ہر چیز میں دوسروں سے بے پروا ہے کس واسطے ساتھ کسی کے مشورہ کرے جواب اس کا یہ ہے حقیقت خلافت کی جیسا کہ تفسیر میں مذکور ہوئی یہ ہے کہ نفع اُٹھانا جہان کی چیزوں سے اور تصرف کرنا اُن میں ہے اور منافع تمام جہان کے فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں جیسا کہ گذرا پس عامل اور کارکن اس آبادی کے فرشتے ہیں اور دوسری چیزیں مانند آلات اور اسباب کے ہیں پس پہلے قائم کرنے خلیفہ کے سے کہ جس کی اطاعت فرشتوں پر واجب ہوئی اُن کو

marfat.com

اطلاع دینی اور واسطے اطاعت حکم اُس کے مسوز کرنا ضروری تھا اس واسطے کہ اگر بلا اطلاع کے ان کے اُوپر خلیفہ بنایا جاتا استحقاق خلافت اُس کی میں قدح کرتے اور سلسلہ اطاعت کا کماینبغی سرانجام نہ ہوتا اور ہرگاہ کہ پہلی پیدائش اُس کی سے شبہ ان کا دُور کیا بعد اطاعت میں ساتھ کمال رغبت کے رجوع ہوں گے اور بعضے مفسرین نے کہا ہے اس معاملہ میں منظور یہ ہے کہ بندے اس بات کو جان لیویں کہ عمدہ کاموں میں مشورہ کرنا اُن کام والوں سے ضروری ہے اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے باوجود بے احتیاجی کے مشورہ کیا اور خطاب کو ساتھ صورت مشورہ کے القا فرمایا پس بندے کہ بہ سبب نقصان عقل کے اور نہ علم ہونے ساتھ انجام کاموں کے بالکل محتاج طرف مشورہ کے ہیں ہرگز مشورہ ترک نہ کریں اور اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے ماخاب من استخار ولاندم من استشار یعنی بے بہرہ اور ناکام نہ ہوا وہ شخص جس نے استخارہ کیا اور پشیمان نہ ہوا وہ شخص جس نے مشورت کی اور بعضے صوفیا نے کہا ہے کہ جو چیز جہان میں حادث ہوتی ہے اُس کی ایک صورت ہے پہلے پیدا ہونے اُس کے سے بیچ عالم قضا کے پھر لوح محفوظ میں پھر لوح محو اور اثبات میں کہ اُس کو اکثر استعمال شرع میں تعبیر ساتھ سماء دُنیا کے بھی فرماتے ہیں پس لفظ قال ربك للملئكة کا کنایت ہے نزول صورت اس ارادہ کے سے بیچ ان مراتب کے بے اس کے کہ کلام اور اظہار اور مشورہ درمیان میں آوے جیسا کہ آدمی کو اپنے حال میں تامل کرنا طرف بھید ان مرتبوں کے پہنچاتا ہے اس واسطے کہ جو چیز اوپر اعضاء اور جوارح آدمی کے کہ عالم کون اور شہادت اُس کی ہیں خواہ قول خواہ فعل ظاہر ہوتے ہیں اوّل اس کا وجود مرتبہ رُوح میں آتا ہے کہ ماورا غیب الغیب اُس کا ہے پھر قلب اُس کے میں کہ غیب الغیب اُس کا پھر قوائے نفسانیہ اُس کے میں کہ غیب ادنےٰ اور سماء دُنیا اُس کا ہے پھر اوپر جوارح اور اعضا کے ظاہر ہوتا ہے فائدہ دوسرا یہ کہ حقیقت میں فرشتہ کہ اُس کو لغت عربی میں ملک کہتے ہیں آدمیوں کو باوجود اتفاق ہونے کے اُوپر ثابت ہونے اُس کے اسکی حقیقت میں اختلاف بہت ہے اکثر مسلمان اور یہود اور نصاریٰ اس طرف گئے ہیں

marfat.com

کہ فرشتے اجسام لطیفہ نورانیہ ہیں اور حق تعالیٰ نے ان کو قدرت بخشی ہے کہ بسبب اس کے طاقت رکھتے ہیں کہ جس شکل میں چاہیں اپنے تئیں ظاہر کریں اور مجاہدے کرنے والے کشف کی راہ سے اُن صورتوں کے اوپر مطلع ہوتے ہیں اور بعضے اوقات حاجتوں اور مزدوروں والوں کو بھی عجیب عجیب شکلیں اور آثار نادر ان کے واسطے حل شکلوں کے اور کفایت کرنے مہموں کے ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ بیچ تواریخ حکماء کے لکھا ہوا ہے کہ جالینوس کو ایک دفعہ درد جگر لاحق ہوا ہر چند کہ معالجے طرح طرح کے کئے اچھا نہ ہوا ایک دن خواب میں دیکھا کہ گویا ایک شخص نورانی شکل اُس کو فرماتا ہے کہ فصد اُس رگ کی کر اوپر پُشت داہنے ہاتھ تیرے کے ہے درمیان انگوٹھے اور انگشت شہادت کے اس بیماری میں مفید ہوگی نیند سے اُٹھا اُس رگ کو ڈھونڈ کر فصد کر لی اور اچھا ہوا اور شریعت میں تواتر کے راستہ سے ثابت ہوا ہے کہ کثرت فرشتوں کی اس حد کے ساتھ ہے کہ اوپر کثرت دوسری مخلوقات کے اُس کو قیاس نہ کرنا چاہیئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ بولتا ہے اور چرچراکرتا ہے آسمان اور لائق ہے اُس کو کہ آواز کرے اس واسطے کہ آسمان میں کسی جگہ ایک قدم کی جگہ نہیں کہ اُس جگہ فرشتہ نہ ہو مشغول ہے وہ فرشتہ ساتھ سجدہ کے یا رکوع کے اور جو کچھ حال خدمتوں اس گروہ کا احادیث صحیحہ سے ثبوت کو پہنچا ہے یہ ہے کہ بعضے اُن میں سے عرش کے اُٹھانے والے ہیں اور بعضے اُن سے بڑے فرشتے ہیں کہ کام عمدہ ان کی تدبیر کے ساتھ متعلق ہیں مانند حضرت جبرئیل علیہ السلام کے کہ صاحب علم وحی کے ہیں اور حضرت میکائیل کہ صاحب رزق اور غذا کے ہیں اور حضرت اسرافیل صاحب لوح محفوظ اور صاحب نفخ صور کے ہیں اور حضرت عزرائیل کہ ملک الموت ہیں اور بعض اُن میں سے خازن بہشت کے ہیں اور بعض اُن میں سے دوزخ کے اوپر موکل ہیں اور بعضے اُن سے محافظت کرنے والے بنی آدم کے ہیں آفتوں اور بلاؤں سے اور بعضے اُن میں سے اعمال بنی آدم کے لکھنے والے ہیں اور بعضے اُن سے موکل ہیں واسطے محافظت اس جہان کے جیسا کہ ملک الجبال اور ملک

## بیان معصومیت فرشتوں کا

البحار اس جگہ میں جاننا چاہیئے کہ جمہور علمائے دین نے اجماع کیا ہے اس پر کہ فرشتے

marfat.com

ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ اور معصوم ہیں اور آیتیں صریح اس مضمون پر گواہ ہیں جیسا
کہ قول اللہ تعالیٰ کا بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ
یعملون یعنی بلکہ بندے ہیں عزت دیئے گئے نہیں پیش دستی کرتے ہیں بات میں اور
وہ ساتھ حکم اس کے کے کام کرتے ہیں اور دوسری آیتیں اس جنس کی بہت ہیں اور
اس قصہ میں یعنی حضرت آدمؑ کے قصہ میں خلاف اس عقیدہ ۔ یعنی معصوم ہونے فرشتوں
کے تمام گناہوں سے کئی وجہ سے ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ فرقہ حشویہ نے اسی قصہ
کے ساتھ دلیل پکڑ کر عصمت فرشتوں کا انکار کیا ہے منجملہ ان وجوہ کے یہ ہے کہ
فرشتوں نے یہ لفظ کہا اتجعل فیہا من یفسد فیہا اور یہ طریق اعتراض کا ہے
اور اعتراض کرنا اوپر خدا کے گناہ ہے بہت بڑا اور انھیں میں سے یہ ہے کہ بنی آدم
کو منسوب قتل اور فساد کی طرف کیا ہے اور یہ غیبت کی قسم سے ہے اور غیبت کبائر سے
ہے اور انھیں میں سے یہ ہے کہ اپنی تعریف میں طول کلامی کی کہ نحن نسبح بحمدك
ونقدس لك کہا اور یہ بات دلالت اوپر عجب اور خود پسندی کے کرتی ہے اور انھیں
میں سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ ان کنتم صٰدقین یعنی اگر ہو تم
سچے پس معلوم ہوا کہ وہ جھوٹے تھے اور انھیں میں سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے
الم اقل لکم انی اعلم غیب السمٰوات والارض یعنی آیا نہ کہا تھا تم سے
کہ میں جانتا ہوں چھپی چیزیں آسمانوں اور زمین کی اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے
کہ فرشتوں کو اس بات میں شک اور شبہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو علم تمام چیزوں کا ہے اور
انھیں میں سے یہ ہے کہ قول فرشتوں کا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا یعنی تسبیح
کرتے ہیں تیری نہیں علم واسطے ہمارے مگر اُس قدر کہ سکھلایا تو نے اُوپر بیان عذر
اور توبہ کے دلالت کرتا ہے اور عذر اور توبہ گناہ کی ہے اور جمہور علماء نے ان وجوہ کا
جواب دیا ہے کہ غرض اُن کی کہنے اس قول کے سے کہ اتجعل فیہا من یفسد
فیہا یہ نہ تھی کہ اعتراض اوپر خدائے تعالیٰ کے کریں بلکہ بیان اس بات کا ہے کہ ہمارے
تئیں وجہ حکمت کی اس ارادہ میں معلوم نہیں ہوتی ہے تشفی ہماری فرمانی چاہیئے اور اشکال

marfat.com

بیان کرنا یعنی جو شبہ دل میں آوے اُس کو ظاہر کرنا واسطے جواب معلوم کرنے اُس کے بے ادبی نہیں ہے جیسا کہ شاگردوں کا اُستادوں کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہتا ہے اور قاعدہ ہر عاقل کا ہے کہ جو کسی کے حق میں حکمت کاملہ کا اعتقاد رکھتا ہے اور اُس سے کوئی ایسا فعل معلوم کرے کہ وجہ حکمت کی اُس کو معلوم نہ ہو بے اختیار تعجب کی راہ سے اُس سے دریافت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بھید پوشیدہ اس محل میں کیا ہے اور غیبت بنی آدم کی اس سوال میں پائی گئی محض شبہ جو دل میں آیا تھا اُس کے بیان کرنے کے لئے سرزد ہوئی حقارت اور اہانت کے ارادے سے نہیں اور قسم غیبت کی حلال ہے جیسا کہ استفتا کے وقت اور واسطے بیان کرنے صورت مسئلہ کے حال بیان کرنا کسی شخص کا درست ہے ومنہ ما ورد فی الحدیث الصحیح وھو ان زوجۃ ابی سفیان قالت لحضرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابا سفیان رجل شحیح ای بخیل ممسک فلم یمنعھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ھذہ الغیبۃ یعنی اسی قسم سے ہے وہ کہ آیا ہے بیچ حدیث صحیح کے کہ تحقیق بی بی ابی سفیان کی نے کہا روبرو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ تحقیق ابا سفیان مرد شحیح ہے یعنی بخیل ممسک ہے اور نہ منع کیا اس کو آں حضرت صلعم نے اس غیبت سے اور تعریف اپنی کی کہ فرشتوں نے بیان کی خود پسندی کی راہ سے نہ تھی بلکہ واسطے بیان کرنے عذر اس سوال کے حال اپنا بیان کر دیا یعنی یہ سوال ہمارا اس وجہ سے نہیں کہ تیری پاکی اور کمال حکمت میں ہم کو کچھ شک اور شبہ ہو اس واسطے کہ ہم ہمیشہ ساتھ تسبیح اور تقدیس اور حمد اور شکر تیری کے مشغول ہیں بلکہ سوال ہمارا محض واسطے طلب کرنے وجہ حکمت کے ہے کہ یہ بھید پوشیدہ ہم پر ظاہر ہو جاوے اور فرمانا حق تعالیٰ کا ان کے تئیں ان کنتم صٰدقین دلالت اوپر جھوٹے ہونے ان کے کے صراحتاً نہیں کرتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ تم تسبیح اور تقدیس اپنی کے تئیں اور حمد اور شکر اپنے کو کامل جانتے ہو اور ایسا نہیں اور اگر کسی شے خلاف واقعی کو اپنی غلط فہمی سے کوئی شخص مطابق واقع کے جان کر خبر دے اس کو ایسا جھوٹ کہ کہنے والے کی مذمت اس کے سبب سے کی جا سکے.....

marfat.com

نہیں کہیں گے بلکہ ایسی صورت میں اگر اُس خبر کو قسم کے ساتھ بھی تاکید کرے جب بھی وہ شخص ماخوذ نہ ہوگا جیسا کہ بیچ تفسیر آیۂ لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم کے آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور ایسے ہی فرمانا اللہ تعالیٰ کا اُن کو الم اقل لکم انی اعلم غیب السمٰوات والارض اوپر شک اور شبہ اُن کے کے دلالت نہیں کرتا ہے بلکہ اوپر یاد دلانے اُن کے کے اُس چیز کو کہ پہلے جانتے تھے اور سوال کے وقت اُس سے غافل ہوتے تھے اور ایسے ہی کہنا ان کا سبحانک لا علم لنا کہ اعتذار اور توبہ ہے دلالت اس پر نہیں کرتا ہے کہ صدور گناہ کا اُن سے ہو بلکہ دلالت اوپر وقوع ترک اولیٰ کے کرتا ہے اس واسطے کہ سوال کرنا اور پوچھنا اللہ تعالیٰ کے فعلوں کی حکمتیں اہل کمال کی شان سے نہیں ایمان اجمالی ان کا حکمت الٰہی کے ساتھ مقتضی ہے کہ ایسے سوالات نہ کریں کہ ہر فعل میں اللہ تعالیٰ کی جدا جدا حکمتیں ہیں انہیں دریافت کریں۔

فائدہ تیسرا یہ ہے کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ اور اس طرح ارشاد فرمایا اور اس طرح نہ فرمایا کہ خالق فی الارض خلیفۃ اور حال یہ ہے کہ خلقکم ما فی الارض کے مناسب یہی لفظ تھا کہ جاعل کی جگہ خالق فرمائے جیسا کہ اور کئی جگہ اس قسم کا ارشاد ہوا ہے کہ انی خالق بشرا من طین جواب یہ ہے کہ منظور اس جگہ بیان بنی آدم کو خلافت دینے کا ہے اور خلافت کے معنی بغیر دو چیزوں کے موجود نہیں ایک جسم عنصری کہ عالم خلق سے ہے دوسرے رُوح آسمانی کہ عالم امر سے ہے پس لفظ خالق اس مقام میں مناسب نہ تھا کہ وہ ایک ہی چیز کے اوپر دلالت کرتا ہے اور اور مقاموں میں منظور بیان خلافت کا نہیں بلکہ محض بیان خلقت اُس کی کا ہے اسی واسطے اُن مقاموں میں لفظ خالق کا مناسب ہوا چوتھا فائدہ خلیفہ وہ ہے کہ سجادہ نشین کسی شخص کا ہو اور حکایت قولوں اور فعلوں اُس کے کی کرے یہاں وہ کون ہے کہ جس کا خلیفہ ہونا قرار دیا ہے جواب محققین کے نزدیک وہ ذات پاک حق تعالیٰ کی ہے اور انسان خلیفہ اُس کا زمین میں ہے جیسا کہ بعضے آدمیوں کی صراحت کلام الٰہی سے خلافت ثابت ہوتی ہے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہوا ہے۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس

marfat.com

بالحق یعنی اے داؤد بنایا ہم نے تجھ کو خلیفہ زمین میں پس حکم کر تو آدمیوں میں ساتھ حق کے اور نزدیک بعضے مفسرین کے خلافت سے مراد یہ ہے کہ خلیفہ جنوں کے ہوئے ہیں کہ حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے کئی ہزار برس زمین میں قابض اور متصرف تھے اور زمین کے منافع کو اپنی حاجتوں میں خرچ کرتے تھے اور روایتوں میں ابن عباس اور دوسرے صحابہ مفسرین سے بھی یہ قصہ جنوں کے تصرف کا اور اُن کے فتنہ اور فساد کا آپس میں مشہور اور منقول ہے جیسا کہ حاکم نے اُس کو صحیح کہا ہے۔

فائدہ پانچواں یہ کہ خلافت الٰہی منحصر حضرت آدم علیہ السلام پر نہیں بلکہ تمام نوع انسان کے واسطے ثابت ہے اور اسی واسطے ایسا نہیں کہ تمام نوع بنی آدم کی فاسد ہو جاوے اور طریق حق سے باہر نکلے جیسا کہ خلافت پیغمبر علیہ السلام کی مجموع اس امت میں من حیث المجموع کے واسطے ثابت ہے اور اسی واسطے اجماع اس اُمت کا خطا سے محفوظ ہے اور حضرت آدم کی خصوصیت اس واسطے کہ اُس وقت میں انسان کا وجود منحصر انہیں کی ذات شریف میں تھا بعد اُس کے اس کمال نے کثرت اور شیوع پیدا کیا کہ خلافت منحصر ایک شخص پر نہ رہی لیکن باوجود کثرت کے یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص انسانی کو رتبہ خلافت کا حاصل ہو بلکہ مجموع من حیث المجموع میں پایا جاتا ہے اور اس تقدیر پر بسبب وجود کفار اور فساق کے اور بدوضعی ان کی کے بیچ معنی خلافت مجموع کے کسی طرح کا اشکال نہیں آتا ہے اور اگر ہر فرد کے واسطے خلافت الٰہی ثابت کی جائے تو صحیح نہیں اس واسطے کہ خلافت عبارت ہے تمام منافع جہان کے حاصل کرنے سے اور استخراج حقائق صناعیہ کے سے مع خواص اور آثار اُن کے کے اور یہ معنی ہر فرد انسانی میں ثابت نہیں اور یہ ظاہر ہے پس ہر فرد خلیفہ اُس کا نہیں ہو سکتا ہے اور لفظ خلیفہ کا کہ مفرد واقع ہوا ہے مشعر اس بات پر ہے ماننا اور ثابت کرنا خلافت کا ہے کہ وہ حقیقت وحدانیہ مشترک تمام افرادوں اس نوع کی میں ہے اور نہیں تو لفظ جمع کا فرماتے فائدہ چھٹا یہ ہے کہ علماء کا اختلاف اوپر اس بات کے ہے کہ فرشتوں نے کہاں سے جانا کہ یہ خلیفہ فساد اور خوں ریزی کرے گا۔ بعضے علماء نے کہا ہے کہ فرشتوں نے حال آدمیوں کا اوپر حال جنوں کے قیاس کیا اور ان امور کی آدمیوں کی طرف نسبت کی جیسا کہ ابن عباس اور کلبی رضؓ سے منقول ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ انھوں نے عرض کیا کہ ربنا وما

یکون الخلیفۃ یعنی اے رب ہمارے اور کیسا ہوگا خلیفہ حق تعالیٰ نے فرمایا یکون له ذریة یفسدون فی الارض ویتحاسدون ویقتل بعضهم بعضا یعنی ہوگی واسطے اُس کے اولاد کہ فساد کریں گی زمین میں اور حسد کریں گی آپس میں بعد اُس کے فرشتوں نے عرض کی اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفك الدماء اور یہ توجیہ ابن مسعود سے اور صحابہؓ سے منقول ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ خاص فرشتوں کو اوپر لوح محفوظ کے اطلاع تھی اور عام فرشتوں نے اپنے سرداروں سے بعضی چیزوں لوح محفوظ کی لکھی ہوئی کو سیکھ لیا اس سبب سے پیدائش خلیفہ کی یعنی انسان اور افعال شنیعہ اُس کے بھی معلوم ہوئے بلکہ بعض روایتوں میں ایسا وارد ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آگ کو پیدا کیا، فرشتوں کو اُس کے دیکھنے سے بہت خوف آیا عرض کیا کہ یہ شے کس واسطے پیدا کی ہے حق تعالیٰ نے فرمایا واسطے گناہگاروں کے اور نافرمانبرداروں کے اور اُس وقت میں سوائے فرشتوں کے کوئی مخلوق صاحب شعور اور صاحب ارادہ موجود نہ تھی جب ارشاد ہوا کہ انّی جاعلٌ فی الارض خلیفة اس سے انھوں نے جان لیا کہ معصیت اور نافرمانی اسی مخلوق سے سرزد ہوگی اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب کہ خلیفہ نائب خدا کا ہوا پیچ احکام جاری کرنے کے اور یہ بات ظاہر ہے کہ احتیاج حاکم کی نہیں ہوتی مگر وقت تنازع اور تظالم کے پس لفظ خلیفہ کے سے التزاماً معلوم ہوا کہ فساد اور شر موجود ہوگا اور تفسیر آیت میں وجہ دوسری اس کی کہ فرشتوں نے کیونکر یہ حال معلوم کیا ہے یاد کرنی چاہیئے فائدہ ساتواں اس آیت سے معلوم ہوا کہ خوں ریزی اور فساد زمین میں خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے اور فرشتوں کے نزدیک بھی اور اسی واسطے اس گناہ کو خلیفہ کی بُرائی اور خساست ذکر کرنے سے اللہ کی جناب میں عرض کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ باوجود نقصان عقل کے وجوہات حکمت فعلوں الٰہی کی تفصیلات دریافت کرنی ایک قسم کی بے ادبی ہے فائدہ آٹھواں اس مقام پر تتمہ اس قصے کا محذوف ہے، اور حذف اس واسطے کیا کہ کچھ غرض اُس کے تمام کرنے میں متعلق نہ تھی بلکہ جس شے سے لیاقت خلافت کی معلوم ہوتی تھی اس کو دخل اس امر میں تھا تمام قصہ میں سے اُس کا بیان کیا اور تمام قصہ یہ ہے کہ ابوالشیخ اور اور محدثین نے آں حضرت علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب



marfat.com

حق تعالیٰ نے چاہا کہ آدم کو پیدا کرے جبرئیل کو بھیجا اور فرمایا کہ تمام روئے زمین سے خواہ سفید ہو خواہ سیاہ خواہ سُرخ ہو خواہ شور خواہ شیریں خواہ نرم خواہ سخت ایک مٹھی خاک کی اٹھالا اُس مشتِ خاک سے ایک مخلوق پیدا کروں گا جس وقت جبرئیل زمین کے پاس گیا اور چاہا کہ ایک مشت خاک اٹھاوے زمین نے پوچھا کہ کس واسطے مجھ سے تو اتنی مٹی کم کرتا ہے جبرئیل نے کہا کہ حق تعالیٰ تجھ سے ایک مخلوق پیدا کرے گا کہ خلافت زمین کی اُس کو بخشے گا اور وہ ایسا ایسا کرے گا اور ثواب اور عقاب میں وہ پڑے گا زمین نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی عزت کے ساتھ پناہ پکڑتی ہوں اس بات سے کہ ایک مشت مجھ سے اٹھاوے تو کہ کچھ اس سے جہنم میں جلے۔ جبرئیل پھرا اور عرض کی کہ بار خدایا زمین نے ساتھ عزت تیری کے پناہ پکڑی میں تیرے نام اور عزت کے ادب سے مٹی نہ اٹھا سکا اور خالی پھر آیا حق تعالیٰ نے میکائیل کو بھیجا میکائیل بھی اسی طرح پھر آئے پھر اسرافیل کو بھیجا وہ بھی اسی طرح پھرے پھر ملک الموت کو بھیجا ملک الموت نے زاری زمین کی سُنی اور نہ عاجزی سُنی اور کہا کہ میں تابعدار اللہ کے حکم کا ہوں تیرے زاری کرنے سے اطاعت اللہ کے حکم کی نہیں چھوڑتا ہوں حق تعالیٰ نے رُوحوں کے قبض کرنے کا کام اسی واسطے اُس کو سونپا اور فرمایا کہ اس مشت خاک کو جس جگہ کہ خانہ کعبہ فی الحال موجود ہے جمع کر و بعد اُس کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس خاک کا گارا بنائیں اور چالیس دن اُس خاک پر مینہ برسا، اُنتالیس دن تو غم اور رنج کا مینہ برسا اور ایک دن خوشی کا مینہ اور اسی سبب سے ہے کہ آدمی کو غم اور الم بہت رہتے ہیں اور خوشی کم ہوتی ہے بعد اس کے اس کیچڑ کو خشک کیا جیسے کمہار کا کچا برتن خشک ہوتا ہے اور ہوا کے چلنے سے آواز کرتا ہے چنانچہ اور جگہ اُس کو فرمایا ہے صلصال کالفخار بعد اس کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اُس خشک گارے کو درمیان مکہ اور طائف کے وادی نعمان میں کہ متصل عرفات کے ہے لے جا کر ڈالیں اور حق تعالےٰ نے دست قدرت اپنے سے اس گارے سے قالب آدمی کا بنایا اور صورت اس کی تیار کی فرشتوں نے کبھی ایسی صورت نہ دیکھی تھی تعجب سے آس پاس اس کے پھرتے تھے اور خوبصورتی اُس کی سے حیران ہوتے تھے۔ ابلیس بھی اُس قالب کو دیکھنے کے واسطے آیا اور گرداگرد اُس کے پھرا اور کہا کہ اس قالب سے

کیا تعجب کرتے ہو کہ ایک جسم ہے کہ اندر سے خالی ہے اور جگہ جگہ اندر اُس کے خلل ہیں،
بغیر پُر کرنے کے اندرونہ اُس کا سیر نہیں ہو سکتا اور بسبب ضعف کے زمین پر گر پڑے
اور اگر سیر ہو جاوے تو پٹھے اُس کے کھنچنے لگیں اور چلنے پھرنے میں سُستی پیدا ہووے،
پس اس قالب خاکی سے اس حال میں کچھ کام نہ ہوگا مگر سینہ اُس کے میں بائیں طرف ایک حجرہ
ہے بغیر دروازے کا اُس کو میں نہیں جانتا ہوں اور کیا چیز اُس میں پوشیدہ ہے شاید
کہ وہی مقام لطیفہ ربانی کا ہو کہ بسبب اُس کے استحقاق خلافت کا حاصل کرے بعد اس
کے حکم روح کو ہوا کہ اس قالب میں آوے اور اُس کے گڑھوں میں بھر جاوے۔ جب روح
قالب کے پاس پہنچی اور دیکھا کہ جگہ تنگ اور تاریک ہے اُس کے اندر جانے سے ٹھہر گئی۔
اُس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبراً قالب میں داخل کیا اب تک رُوح سر میں آئی تھی کہ حضرت
آدم کو چھینک آئی اور الہام سے کلمہ الحمد للہ کا زبان سے نکلا حق تعالیٰ نے جواب
میں فرمایا یرحمک اللہ جیسا کہ روایت کیا اس کو حاکم نے اور صحیح کیا اُس کو ابن عباس سے
اور بیہقی نے روایت کی کتاب الاسماء والصفات میں ابن مسعود سے اور محدثین نے
دوسرے صحابہؓ سے روایت کی ہے کہ جب رُوح حضرت آدم کی کمر تک پہنچی تھی کود کر
اُٹھے چونکہ نیچے کے دھڑ میں ابھی تک نہ آئی تھی اس واسطے زمین پر گر پڑے حق تعالیٰ نے
فرمایا کہ خلق الانسان من عجل یعنے پیدا کیا گیا انسان شتابی سے بعد اس کے جب روح تمام
بدن میں پھیل گئی حکم ہوا کہ فرشتوں کے پاس جا اور اُن کے اُوپر سلام علیک کر اور دیکھ
کہ تجھ کو کیا جواب دیتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کی طرف گئے اور کہا السلام علیکم
فرشتوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ حکم ہوا کہ یہی کلمات تحیت تیری اور تحیت اولاد
تیری کے مقرر کئے ہم نے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا میری ذریت کیا
ہے فرمایا کہ ذریت تیری دونوں ہاتھوں میرے میں ہے ان دونوں ہاتھوں میں سے
جس کو تو چاہے اُس میں سے پہلے تجھ کو دکھلاؤں حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا
کہ اول میں نے داہنا ہاتھ پروردگار اپنے کا اختیار کیا اور دونوں ہاتھ پروردگار میرے کے
سیدھے ہیں حق تعالیٰ نے پہلے داہنا ہاتھ اپنا حضرت آدم علیہ السلام کی پُشت پر پھیرا اور پُشت

marfat.com

اُن کی سے جس قدر نیک بخت قیامت تک پیدا ہوں گے اُن کی صورتیں حضرت آدمؑ کو دکھائیں پھر دوسرا ہاتھ حضرت کی پشت پر پھرایا اور بدبختوں کو نکالا اور صورتیں اُن کی دکھائیں جب حضرت آدم علیہ السلام نے صورتیں اولاد اپنی کی دیکھیں کہ بڑا فرق ان میں ہے بعضے خوبصورت ہیں اور بعضے بدشکل اور بعضے تونگر اور بعضے مفلس اور بعضے لمبے قد کے اور بعضے چھوٹے اور بعضے معاذ اللہ اور بعضے اندھے اور بعضے لولے وغیرہ عرض کیا کہ بار خدایا یہ سب بندے تیرے ہیں، سب کو یکساں کس واسطے پیدا نہ کیا تو نے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ان کو یکساں بناتا میں تو کوئی شکر میرا نہ کرتا اور اب کہ ان میں تفاوت واقع ہوا ہر کوئی اُس نعمت کو جو اس کے واسطے حاصل ہے پہچانے گا اور شکر میرا کرے گا بعد اُس کے نبیوں کو دیکھا کہ بسبب زیادتی نور کے کہ ان کی پیشانی میں چمک رہا تھا سب کے درمیان میں ممتاز تھے اور بہ نسبت اور پیغمبروں کے حضرت داؤد کی پیشانی کا نور زیادہ چمکتا تھا حضرت آدم کو بہت خوش معلوم ہوا اور وجہ اس کی یہ تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام سب نبیوں میں سے ایک خطا میں گرفتار ہوئے تھے اور تدارک اُس کا توبہ اور استغفار سے اس قدر کیا کہ کسی بشر سے ویسا تدارک ممکن نہیں پس نور نبوت ان کی کا نور توبہ اور ندامت کے ساتھ مل کر زیادہ تر روشن ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام کو بھی ایسا ہی حال درپیش ہوا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گرفتار ہوئے اور انھوں نے بھی اس کا تدارک توبہ اور ندامت اور استغفار اور گریہ اور زاری سے قرار واقعی کیا اس واسطے نور داؤدی کو ساتھ نور حضرت آدم کے کمال مناسبت زیادہ تھی اور محبت بھی کامل تھی اسی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت داؤد کا نور دیکھ کر عرض کیا کہ بار خدایا یہ بندہ تیرا کون ہے اور کیا نام اس کا ہے ارشاد ہوا کہ یہ بیٹا تیرا داؤد ہے عرض کی کہ عمر اس کی کتنی ہے ارشاد ہوا کہ ساٹھ برس کی عرض کیا کہ عمر میری کس قدر ہے فرمایا کہ ہزار برس کی عرض کیا کہ میری عمر میں سے چالیس برس کم کر کے اس کی عمر میں زیادہ کر دے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر میں چالیس برس باقی رہے ملک الموت اور ہمراہی ان کے روبرو آ کر حاضر ہوئے اور کہا کہ وقت مرنے تمھارے کا آ پہنچا حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ ابھی عمر میری میں چالیس برس باقی ہیں فرشتوں نے کہا کہ وہ چالیس برس تم نے اپنے بیٹے داؤد کو دیدیے ہیں حضرت آدمؑ

marfat.com

نے کہا کہ مجھ کو یاد نہیں کہ کسی کو میں نے اپنی عمر دی ہو اور کوئی شخص کسی کو عمر اپنی نہیں دیا کرتا ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم نے معاملہ لین دین کا فراموش کیا اور منکر ہوئے یہی رسم اُن کی اولاد میں بھی باقی ہے اور اُسی وقت سے حکم ہوا کہ جو کوئی کسی کو کوئی چیز دیوے چاہیئے کہ ہبہ نامہ لکھے اور شاہدی اور گواہی کرے تاکہ عند الحاجت کار میں آوے اور امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو اولاد اُن کی دکھلائی فرشتوں نے عرض کیا کہ بار خدایا اس جماعت کثیر کی زمین میں گنجائش نہ ہوگی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے واسطے کم کرنے اُن کے ایک چیز ٹھیرا رکھی ہے اور وہ موت ہے فرشتوں نے عرض کیا کہ اگر موت اپنی کو یہ دیکھیں گے تو ہرگز زندگانی ان کو گوارا نہ ہوگی اور بسبب یاد کرنے موت کے عیش ان کا بالکل تلخ ہوگا اور رنج و غم رات دن گذرے گا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن کے غافل کرنے کے واسطے طول امل اور اُمیدیں بڑی بڑی اُن کے دل میں ڈال دوں گا کہ بسبب اُس کے موت سے غافل رہیں گے اور صحاح ستہ میں اور اور کتابوں معتبرہ حدیث کی میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو ہر ایک قسم کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور اسی جہت سے آدمی رنگ میں مختلف ہوتے ہیں کوئی سُرخ کوئی سفید اور کوئی سیاہ اور طبیعت اور خلق میں بھی جدا جدا کوئی نرم کوئی سخت کوئی نیک کوئی بد کوئی خبیث کوئی طیب اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ فرشتے اس خلیفہ کے پیدا ہونے سے نہایت ڈرتے تھے کہ جب یہ خلیفہ ہمارے اوپر حکم چلاوے گا ساتھ اس کے کیا معاملہ ہوگا اور کس طرح کیا جاتے گا ابلیس آیا اور حضرت آدم کے پتلے کو دیکھا اور ہر ایک عضو کو علٰحدہ علٰحدہ نظر میں لایا کہا کہ لا ترھبوا من ھذا فان ربکم صمد وھذا اجوف لئن سلطت علیہ لاھلکنہ یعنی نہ ڈرو تم اس سے اس واسطے کہ رب تمہارا بے پرواہ ہے اور یہ اندر سے خالی ہے اگر میں مسلط کیا جاؤں اُوپر اس کے البتہ ہلاک کروں میں اس کو اور دیلمی نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ہوا اور بلا اور شہوت کو چالیس دن تک حضرت آدم کی مٹی میں خمیر کیا ہے اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں مروی ہے کہ آں حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہتر سب دنوں میں دن جمعہ کا ہے اس لئے

اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اور اسی دن بہشت میں ان کو داخل کیا ہے اور اسی دن بہشت سے نکال کر زمین پر ڈالا ہے اور اسی دن حضرت آدمؑ نے وفات پائی ہے اور اسی دن قیامت ہو گی اور اور روایت میں امام احمد اور طبرانی اور محدثین کی آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشتی جس وقت کہ بہشت میں آویں گے بغیر ڈاڑھی کے ہوں گے اور بدن پر بھی بال نہ ہوں گے اور رنگ اُن کا سُرخ اور سفید اور سر کے بال پیچ دار اور آنکھیں اُن کی سُرمگیں گویا کہ تینتیس برس کے ہیں اور سب آدمی حضرت آدم کی صورت پر ہوں گے اور قد اُن کا ساٹھ ہاتھ کا اور عرض بھی مناسب اسی طول کے ہو گا اور ابن سعید اور ابن جریر اور ابی حاتم اور ابن عساکر اپنی تاریخ میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو تمام روئے زمین سے پیدا کیا ہے خواہ شور ہو خواہ شیریں جس میں شیریں جُز کو غلبہ ہے وہ آخر کو نیک بختی کی طرف جھکے گا اگرچہ ماں اور باپ اس کے کافر ہوں اور جس کسی میں اولادِ اُنکی سے شور جز و غالب ہو گا وہ آخر میں بدبختی کی طرف جھکے گا اگرچہ نبی کا بیٹا ہو اور جب منظور پیدا کرنے حضرت آدم سے خلافت کے تھی تو خلافت کو دو چیزیں لازمی ہیں اوّل جاننا صفات اور افعال اُسکے کا جس کی طرف سے خلیفہ ہے تا کہ موافق ان صفات اور افعال کے اپنی طرف سے سر انجام کرے دُوسرے جاننا اُن چیزوں کا کہ زیر حکم خلافت اُس کی کے داخل ہیں تا کہ ہر چیز کے ساتھ وہ معاملہ کرے کہ اُس کے واسطے مناسب ہے جیسا کہ کلاہ کو پیر میں اور کفش کو سر پر استعمال نہیں کرتے ہیں پس حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم اسماء الٰہی اور اسماء مخلوقات کی ضروری ہوئی کہ ساتھ اسماء الٰہی کے بیچ حقائق کائنات کے تصرف کرے اور اسی واسطے حق تعالیٰ نے پیدائش حضرت آدمؑ کے وقت پر اس علم کو اُن کے دل میں ڈالا تا کہ اُس کے کلمات اور کلام اور صوت اور حرف درمیان میں ہوں وعلم آدم یعنی تعلیم فرمایا آدم علیہ السلام کو اس طرح پر کہ اُن کے دل میں ڈال کر فلاں چیز کا فلانا نام ہے اور فلانی چیز کا فلانا نام اور بعضے علماء اس مقام میں شبہ کرتے ہیں کہ تعلیم اسماء کی موقوف اوپر جاننے بعض نکتوں کے ہے اس واسطے کہ تعلیم عبارت اس سے ہے کہ بتلادیں فلانی چیز کا فلانا نام اور فلانی کا یہ نام ہے اور سمجھنا اس کلام کا بغیر جاننے معانی مفردات اس جملہ کے ممکن نہیں پس چاہیئے کہ حضرت آدم کی تعلیم میں دور لازم آئے اس واسطے

marfat.com

کہ تعلیم اسمار کی موقوف اوپر جاننے بعضے اسموں کے ہے اور جاننا ان اسموں کا موقوف اوپر
تعلیم کے اور اس شبہ کے جواب میں یہ کہا ہے کہ تعلیم اسمار کی حضرت آدم کو ساتھ دو درجہ کے تھی قدر
ضروری اُس سے کہ جس کے سبب خطاب اُن سے کیا جائے اور افادہ اور استفادہ اس پر موقوف ہو
بلاواسطہ حرف اور صوت کے اور بغیر کلام کے اُن کے دل میں ڈالے اور باقی الفاظ معلوم کے
واسطے سے بیان کیا اور اس جواب میں تطویل لاطائل ہے اول سے ہی کہنا چاہیئے کہ یہ تعلیم واسطے
الفاظ کے نہ تھی بلکہ بطریق القا و قلب کے اور اس وضع کی تعلیم بعضے الفاظ کی اگرچہ وقت
پیدائش کے بھی تھی کہ اب تک روح ان کے نیچے کے دھڑ میں نہ آئی تھی کہ چھینک کے بعد شکر میں
الحمد لله کہا اور اس کے جواب میں يرحمك الله سنا لیکن بعد پیدائش ان کے
تعلیم عام اور شامل ہوئی الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا یعنی نام سب چیزوں کے جیسا کہ ابن عباس نے فرمایا
ہے علمه اسم كل شئ حتى القصعة والقصيعة یعنی سکھلایا اس کو
نام ہر شے کا یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی کا اور سعید بن جبیر نے کہا ہے حتى البعير و
البقرة والشاة یعنی یہاں تک کہ اونٹ اور بیل اور بکری اور تعلیم ناموں کی اس واسطے
کی گئی کہ نام عبارت اُس لفظ سے ہے کہ دلالت کرے اوپر حقیقت کے اور منظور فائدہ دینا
علم حقائق کا تھا تاکہ کام خلافت کا سرانجام کر سکے اور نام کثر ان چیزوں میں سے ہے جن کے
سبب سے امتیاز منافع کا ہوتا ہے اور یہی منظور تھا کہ خواص تمام چیزوں کے اور نفع اور نقصان
اُن کے سکھلائے جائیں اور طریق استعمال اُن خواص کا بھی اور مقدمہ اس تعلیم کا یعنی وہ چیز کہ تعلیم
اُس پر موقوف ہے کہ اول اس کو نام ہر چیز کا تعلیم کریں تاکہ وقت بیان کرنے اس بات کے کہ فلانی
چیز فلانی خاصیت رکھتی ہے اور فلانا نفع اُس سے لینا چاہیئے اور فلانا ضرر اُس سے دور کرنا چاہیئے
آسانی سے معلوم ہو جائے اور زیادہ حوالات کی ضرورت نہ پڑے اس مقام میں جاننا چاہیئے
کہ فرشتوں اور آدمیوں کے درمیان میں مابہ الامتیاز کہ جس کے سبب فرشتے پر فوقیت حاصل کی فقط
تعلیم اسموں اور معرفت حقیقتوں اشیاء اور خواص اور منافع اور ضرر اُن کے نہیں اس واسطے
کہ ثابت ہے کہ پہلے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کے فرشتوں کو بھی خطاب الٰہی ہوتا تھا کہ
فلانی چیز اس طرح کرو جیسا کہ اس قصہ میں گذرا کہ پہلے جبرئیل علیہ السلام کو واسطے لینے ایک مشت

marfat.com

مٹی کے روئے زمین پر بھیجا اور بعد اس کے دوسرے فرشتوں کو لیں اگر فرشتوں کو علم حقیقتوں اور اسموں ان حقیقتوں کا حاصل نہ ہوتا حکم الٰہی کہ مخلوقات کے حق میں صدور پاتا کیونکر بجالا سکتے بلکہ امتیاز آدم کا فرشتوں کے ساتھ دو وجہ کے ہے اول یہ ہے کہ پہلے پیدائش حضرت آدم کی سے فرشتوں کو علم ہر چیزوں کے ناموں کا حاصل تھا بلکہ علم ان کا منحصر تھا بعضی چیزوں میں کہ تعلق اُن کی خدمتوں سے رکھتی تھیں دوسری حقیقتوں اور اسموں سے کچھ کار ان کا متعلق نہ تھا اور اطلاع بھی اوران امور کی نہ تھی، بخلاف حضرت آدم علیہ السلام کے کہ ان کو بسبب خلیفہ بنانے سے تعلیم عام کی گئی تاکہ منفعت ہر حقیقت اور مضرت اس کی سے آگاہ ہوں جیسا کہ حاکم نے اور ابن عساکر نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ آں حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو اسما کی تعلیم میں ہزار حرفتیں طرح طرح کی حرفتوں میں سے تعلیم فرمائیں اور ارشاد کیا کہ اولاد اپنی کو کہہ اے آدم کہ اگر تم صبر نہ کرسکو دنیا سے پس دنیا کو ان حرفتوں کے ساتھ طلب کرو اور دنیا کو دین کے ساتھ طلب نہ کرو اس واسطے کہ دین خالص میرے واسطے ہے اور وائے اوپر اس شخص کے کہ دنیا کو ساتھ دین کے طلب کرے اور دیلمی نے ابو نافع سے روایت کی ہے کہ آں حضرت نے فرمایا کہ مثلت لی امتی فی الماء والطین یعنی تصویریں امت میری کی، پانی اور مٹی میں بنا کر مجھ کو دکھلائیں وعلمت الاسماء کلها کما علم آدم الاسماء کلها اور سکھلائے مجھ کو تمام چیزوں کے نام جیسا کہ سکھلائے آدم کو نام سب چیزوں کے اور اس آیت میں کہ لفظ کلّها کہ واسطے تاکید عموم اسما کے زیادہ کیا ہے اسی نکتہ کے واسطے ہے کہ امتیاز آدم علیہ السلام کا فرشتوں سے بسبب تعلیم عام کے تھا نہ بسبب فقط تعلیم اسماء کے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ تعلیم عام بھی ابتداءً خاص ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کے تھی اور بعد اس کے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو ہر چیز کے ناموں سے خبر دی اور فرشتوں نے استعمال ہر چیز کا حضرت آدم اور اُن کی اولاد سے سُنا بعضے فرشتوں نے جیسا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور بڑے بڑے فرشتے اُنھوں نے نام ہر چیز کے معلوم کرلئے اسواسطے کہ قطعاً یہ بات شریعتوں سے ثابت ہے کہ حضرت جبرئیل اور دوسرے فرشتے بڑے بڑے رُوبرو انبیاؤں کے آتے تھے اور ہر چیز میں بحث اور تفتیش کرتے تھے اور امور مختلفہ کا ذکر آتا تھا اور کسی وقت افادہ اور استفادہ

اور کہنے سُننے سے عاجز نہیں ہوتے اور اس بات کو نہیں پوچھا کہ فلانا کس چیز کا نام ہے اور اس لفظ کے کیا معنی ہیں اور حقیقت فلانی چیز کی کیا ہے البتہ یہ تعلیم ابتداءً خاص حضرت آدمؑ کو ہوئی تاکہ زیادتی علم اُن کی فرشتوں کے اُوپر خصوصاً اُس علم کی کہ تعلق ساتھ سیاست اور خلافت کے رکھتا ہے ظاہر ہوئے اسی واسطے اور پر محض تعلیم حضرت آدم علیہ السلام کے کفایت نہ ہوئی بلکہ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ یعنی پیش کیا حق تعالیٰ نے اُن ناموں کو اوپر فرشتوں کے ساتھ اس طریق کے کہ تصویریں اُن چیزوں کی کہ نام ان کے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم فرمائے تھے فرشتوں کو دکھلائیں فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ یعنی پس فرمایا کہ خبر دو تم مجھ کو اے فرشتو ساتھ ناموں ان چیزوں کے اس واسطے کہ ادنیٰ ان چیزوں کی وہ چیز ہے جو تمیز دینے والی ہے نام سے اور واسطے استحقاق خلافت کے معرفت حقائق کی اور امتیاز کرنا ان میں شرط ہے اگر تمہارے تئیں ناموں اُن چیزوں کے سے خبر ہوگی دعوٰی استحقاق خلافت کا تم سے ممکن ہوگا اور اگر تم ان چیزوں کے ناموں سے بے خبر ہو تو خلافت کہ عبارت ہے تصرف کرنے سے تمام چیزوں میں تو تم سے کس طرح سرانجام اس کا نہ ہوگا اور ہر چند کہ تم نے ظاہر میں استحقاق خلافت کا دعوٰی نہیں کیا ہے لیکن تمہارے کلام سے دعوٰی لازم آیا پس شرطیں اس دعوے کی ثابت کر دیں اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچے بیچ کلام اپنے نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ کے اس واسطے کہ معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ تسبیح اور تقدیس ہماری کمال کے رتبہ کو پہنچی اور شکر ہمارا نہایت کے مرتبہ کو ملا اور ظاہر ہے کہ کمال تسبیح اور تقدیس کا یہ ہے کہ ساتھ تمام اسماء الٰہی کے ہو اور ایسے ہی نہایت حمد اور شکر کی یہ ہے کہ مقابل ہر کمال اور ہر نعمت الٰہی کے ہو اور اس امر کو علم تمام اسماء الٰہی کا اور تمام اسماء کونی کا اور علم تمام کمالات اور نعمتوں الٰہی کا درکار ہے اور یہ علم بدون جاننے تمام حقیقتوں جہان کے تفصیلاً متصور نہیں اور درمیان حقیقتوں کے امتیاز بہت وجوہ سے ہے ادنیٰ اُن کا یہ ہے کہ نام اُن کا جانے اگر اس قدر بھی امتیاز تم کو حاصل نہیں ہوا پس دعوٰی تسبیح اور تقدیس مالک علی الاطلاق کا اور حمد کامل کا تم سے کیونکر درست ہوا باقی یہاں کئی بحثیں ہیں کہ مفسرین اُن بحثوں کو اس مقام میں ذکر کرتے ہیں اوّل تو یہ کہ اکثر عالموں نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے:

marfat.com

اوپر اس کے کہ مقرر کرنا الفاظ کا معانی کے واسطے خدا کی طرف سے ہے اس واسطے کہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ وعلّم اٰدم الاسماء کلّھا اور اگر واضع الفاظ کے معانی کے واسطے آدم یا اولاد آدم کے ہوتے تعلیم اسماء میں اللہ کی طرف سے گنجائش نہ تھی لیکن اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وضع لغات کے وقت پیدائش آدم علیہ السلام کی نہ تھی بلکہ بہت پہلے اس سے تھی اور واقع میں اسی طرح سے ہے اس واسطے کہ پہلے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی سے اور نام فرشتوں کے اور اور چیزوں کے بھی کہ جن چیزوں کے سرانجام کے واسطے فرشتوں کو خطاب ہوتا تھا موجود تھے اور کلام کرنے فرشتوں کے آپس میں اور سمجھنا مضمون احکام الٰہیہ کا واسطے الفاظ کے موجود تھا قطعاً پہلے حضرت آدمؑ کی پیدائش سے تھا اور جو لوگ کہ وضع لغات کے ساتھ اصطلاح آدم اور آدمیوں کی جانتے ہیں فرشتوں کے کلاموں سے کہ آپس میں کرتے ہیں شاید وہ غافل ہیں اور یہ کہنا ان کا کہ معنی تعلیم اسماء کی حضرت آدم کے تئیں یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اُن کے دل میں خواہش ڈالدی کہ متوجہ طرف وضع الفاظ کے ہوں پھر طریق وضع کا ان کو سکھلا دیا جیسا کہ معنی وعلمنٰہ صنعۃ لبوس لکم کے بھی یہی ہیں یعنی سکھلا دیا ہم نے ان کو پیشہ زرہ بنانے کا واسطے تمہارے یعنی پہلے دل میں زرہ بنانے کا داعیہ ڈالا پھر طریق اس کے بنانے کا تعلیم کیا فساد اُس کا ظاہر ہے اس واسطے کہ تکلیف دینی فرشتوں کو ساتھ اس کے کہ الفاظ اور معانی اصطلاحیہ آدمیوں کے سے از قبیل تکلیف مالایطاق کے سے ہوگی باوجود اس کے کچھ حاصل بھی نہیں اس واسطے کہ اگر کوئی کسی کی اصطلاح سے واقف نہ ہو اس کے علم میں کیا قصور اور اُس دوسرے کو اُس پر کیا فوقیت والا عرب کے عالموں پر بسبب نہ جاننے اصطلاح ترکوں کے قصور لازم آوے اور ترکوں کو ان کے اوپر فوقیت ہو البتہ بسبب نہ جاننے علم لغات اور اسماء کے کہ علم الٰہی میں واسطے معانی مخصوصہ کے مقرر تھے علامت قصور کی ہے اور جاننا اس کا دلیل ترجیح اور فوقیت کی ہے اس واسطے کہ جس قدر احاطہ معلومات الٰہی کا زیادہ ہوگا اسی قدر مناسبت اور تشبیہ جناب باری کے ساتھ بہت ہوگی اور زیادہ تشبیہ جناب الٰہی کے ساتھ سبب کمال فوقیت مخلوق کا ہے دوسرے یہ کہ ضمیر ثمّ عرضھم کی ظاہر اس طرح ہے کہ رجوع طرف اسماء کے کرے باعتبار مسمیات کے اور مسمیات اسماء کی ذوی العقول

marfat.com

اور غیر ذوی العقول دونوں ہیں اس ضمیر کو کہ مناسب مذکر کریں ذوی العقول کے ساتھ ہے۔
کس واسطے لائے جواب اس کا یہ ہے کہ عرض کرنا مسمیات کا فرشتوں پر باعتبار جسامت ظاہری
کے نہ تھا کہ محل ظاہر ہونے تذکیر اور تانیث اور عقل اور غیر عقل کا ہے بلکہ باعتبار وجود روحی
اور ملکوتی کے تھا کہ تمام مخلوقات باعتبار اُس وجود کے عاقل اور مدرک اور مبرا تذکیر اور
تانیث سے ہیں البتہ بسبب نہ ہونے تانیث کے الفاظ اور صیغے تذکیر کے ان کے واسطے بولے
جاتے ہیں جیسا کہ فرشتوں کے حق میں بھی اسی اعتبار سے الفاظ تذکیر کے استعمال کئے گئے ہیں
تیسرے یہ کہ صیغہ امر کا بیچ اَنْبِئُوْنِیْ کے واسطے عاجز کرنے اور الزام دینے کے ہے نہ واسطے تکلیف
اور حکم کرنے کے پس جن شخصوں نے بسبب اس صیغہ کے تکلیف مالا یطاق جائز رکھی ہے انھوں نے
خطا کی ہے اور اسی واسطے فرشتوں نے بہ مجرد سننے اس امر اور خطاب کے عاجزی اپنی شروع
کی اس طریق سے کہ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ یعنی کہا انھوں نے پاک جانتے ہیں ہم تجھ کو اے پروردگار
ہمارے اس بات سے کہ تیرے علم میں کچھ قصور ہو یا تیرے فعل میں کوئی بات عبث واقع ہو۔
اور خلاف حکمت کے وقوع میں آوے اور سوال ہمارا فقط واسطے طلب ہدایت اور ارشاد
کے تھا اس واسطے کہ لاعلم لنا الا ما علمتنا یعنی کوئی علم حاصل نہیں ہوتا ہے
ہم کو مگر اسی قدر کہ تو نے تعلیم فرمایا ہم کو اور اسی سبب سے ہم نے وجہ حکمت پیدا کرنے اس
خلیفہ کی نہ جانی اور تسبیح اور تقدیس اور حمد اور شکر اپنے کو کامل جانا اور معرفت حقیقتوں اشیائے
کی تفصیلاً اور نہ میزات ان کی ہم کو حاصل ہوئی اور نام بھی ان چیزوں کے کہ منجملہ میزات
کے ہیں ہم نے نہ جانا اور ہم کو جناب تیری سے ابتداءً یہ علوم حاصل نہ ہوئے اس لیے جگہ اعتراض
کی نہیں اس واسطے کہ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ یعنی تحقیق تو نہایت دانا ہے اور تو جانتا ہے ان
کی حقیقتیں ہماری ایسی نہیں کہ یہ علم بلا واسطہ تیرے معلوم کریں اسی واسطے اس مخلوق کو
خلیفہ اپنا کیا تو نے اور قدرت اور طرح طرح کے فعلوں کی دی تو نے اور ہم کو واسطے
پورا کرنے مرادوں اور خدمتوں اُس کی کے مامور کیا تاکہ ہم بھی واسطے اس خلیفہ کے اور
خدمت اُس کی کے اوپر اُن فعلوں اور حقیقتوں کے مطلع ہوں اس واسطے کہ تو الْحَكِيْمُ

marfat.com

یعنی صاحب حکمت کامل کا ہے ساتھ اس تدبیر کے کہ ہماری حقیقتوں کو بھی ان علموں سے بہرہ مند کریگا جب حق تعالیٰ نے ملائکہ سے یہ عجز اور زاری اور اقرار کرنا اُن کا ساتھ علم اور حکمت اپنی کے پسند کیا قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ یعنی فرمایا کہ اے آدم خبر دے ان فرشتوں کو اگر بیخالی ہونے علاقوں جسمانی کے تو اُن سے بہت کم ہے اور مقرر ہے کہ جس قدر مجرد زیادہ ہووے اطلاع حقیقتوں کے اوپر بھی زیادہ ہو بِاَسْمَآئِهِمْ یعنی ساتھ ناموں اُن چیزوں کے کہ فرشتوں کو بتلائے ہم نے اس واسطے کہ ان چیزوں کا علم ساتھ خواص اور نفعوں اور ضرروں انکے کے حاصل نہیں ہو سکتا مگر ساتھ عقل کے کہ وہم اور شہوت اور غضب کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور یہ بات خاص تیرے ہی میں پائی جاتی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے جب یہ حکم سنا بیان ان حقیقتوں اور اسموں اور صفتوں ان کی کا رُوبرو فرشتوں کے شروع کیا اور نام ہر چیز کا ساتھ تمام خواص اور تاثیرات کے اُن پر ظاہر کئے فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ یعنی جب بتلائے حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو نام اُن کے باوجودیکہ وہ چیزیں بے شمار اور بے انتہا تھیں اور اس بیان کرنے میں کچھ غلطی نہیں ہوئی فرشتے کمال علم آدم علیہ السلام کے سے حیران ہوتے اور اس وقت میں قَالَ یعنی فرمایا حق تعالیٰ نے واسطے تاکید کرنے امر خلافت آدم علیہ السلام کے فرشتوں سے اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ آیا نہ کہا تھا میں نے تم کو پہلے پیدائش اس مخلوق کی سے کہ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ یعنی تحقیق جانتا ہوں میں اُن چیزوں کو کہ تم نہیں جانتے اور غرض میری اس کلام سے یہ ہے کہ میں جانتا ہوں غَیْبَ السَّمٰوٰتِ یعنی اُن چیزوں کو جو عالم علوی میں پوشیدہ ہیں جیسا کہ احوال اور چال ڈھال ستاروں کی اور حرکتیں آسمانوں کی مع تمام آثار اور خواص ان کے کے باوجودیکہ تم فرشتے عالم علوی کے رہنے والے ہو ہرگز ان باتوں کو نہیں جانتے ہو اور یہ شخص باوجودیکہ عالم سفلی کی مخلوقات میں سے ہے اُن سب کو جانتا ہے اور قرانات صغریٰ اور کبریٰ اور وسطیٰ اور عظمیٰ اور کسوف اور خسوف اور دورے اور شعاع ستاروں کے کہ انکے پیدا ہونے سے ہزاروں برس پہلے تھے یہ جانتا ہے اور ہر ایک کے نام بیان کرتا ہے اور احکام ان اوضاع کے خواہ باعتبار انفراد کے خواہ باعتبار اجتماع کے نکالتا ہو وَالْاَرْضِ یعنی اور بھی جانتا ہوں میں وہ چیز کہ پوشیدہ ہے عالم سفلی میں ہر چند کہ عالم سفلی جس کے نزدیک بہت ظاہر ہے

اسکو کہ ہرگز طریق پیدا ہونے نباتات کا اور بدل ڈالنا معدنیات کا اور طریق پیدائش حیوانوں عجیب شکل کا اور فائدے تفصیل اور تنقیح کے اور بنا لینا کاریگری سے شے مرکب کا جیسا کہ گاڑی بیلوں کی کہ ایک حقیقت مرکب ہے انسان اور لکڑی اور حیوان اور لوہے سے معلوم نہیں اور یہ شخص اس قسم کی چیزیں پوشیدہ بہت جانتا ہے اور ایسی چیزیں بنا سکتا ہے کہ علم تمہارا اُن کے نام کو بھی نہیں پہنچتا ہے باوجودیکہ تعلقات سفلی سے کہ عقل اور ادراک کی مانع ہیں بالکل تم پاک ہو وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ یعنی اور جانتا ہوں میں اس چیز کو کہ تم ظاہر کرتے تھے یعنی تسبیح اور تقدیس اور معرفت اسماء الٰہی کی جس قدر کہ استعداد اور حوصلہ تمہارا ہے وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ یعنی اور وہ چیز کہ تم اس کو پوشیدہ رکھتے تھے یعنی بہت کام اور قوتیں تمہاری ایسی تھیں کہ ہرگز تم کو اطلاع نہ تھی کہ اُن قوتوں اور فعلوں کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر رکھ چھوڑا ہے جیسا کہ آدمیوں کی صورت بنانی رحم میں اور خدمت مسجدوں کی اور اُنس پکڑنا ساتھ ذکر الٰہی کے اور حاضر ہونا بیچ مکانوں متبرک صلحا کے اور اعانت اور مدد کرنی غازیوں اور حاجیوں کی اور تماشا مظہر اسم قہار اور غفار اور اسماء الٰہی کا اور پہنچانا ثواب اور تحفوں کا زندوں کی طرف سے مردوں کو اور پہنچانا نیک عملوں کا اور ترقی دینی خدا کے رستہ چلنے والوں کو اور خدمت کرنی تجلیات شہودی کی بیچ عالم مثال کے کہ واسطے کاملوں کے اس خلیفہ کی اولاد میں سے ہونیوالے ہیں اور آثار وحی اور کتابوں الٰہیہ کا اور قائم کرنا شریعتوں اور دینوں اور ملتوں اور طریقوں اور مذہبوں کا اور اسی قسم کی چیزیں اور حال یہ ہے کہ سب چیزیں بالقوۃ تمہارے اندر موجود نہیں اور ظہور ان چیزوں کا موقوف اوپر وجود اس خلیفہ کے ہم نے رکھا تھا کہ واسطے اس خلیفہ کے تم اُن چیزوں پر خبردار ہوا اور تم بسبب اس خلیفہ کے اُن کمالات بالقوۃ کو اپنے تصرف میں لاؤ گے اب یہ خلیفہ پیدا ہوا اور اس نے تم کو آن کر خبر دی اور تم نے جانا کہ ہم نے کیا کیا چیزیں تمہارے اندر رکھیں پس یہ حق خلیفہ کا تمہاری گردن پر بہت بڑا ہے کہ تم کو حقیقت اپنی سے آگاہ کیا اور باعث زیادہ نزدیکی تمہاری کا جناب الٰہی میں ہوا لازم یہ ہے کہ تم اس خلیفہ کو مانند اُستاد اور مُرشد کے سمجھ کر آداب تعظیم اُس کی بجا لاؤ اب اس جگہ کئی بحثیں ہیں اول یہ کہ سب ملائکہ کو اشیاء کی حقیقتوں کا علم بطفیل حضرت آدم علیہ السلام کے حاصل ہوا پس کس واسطے

marfat.com

علیمہم نہ فرمایا اور انبئہم کہا جیسا کہ انبئونی کہا تھا جواب اس کا یہ ہے کہ کسب اور حاصل کرنا علم کا اور مشق کرنا اس کا استاد سے یہ خاصیت انسان کی ہے فرشتوں کو یہ ترقی ممکن نہیں اس واسطے کہ سب کمالات فرشتوں کے ان کے وجود کے ساتھ پائے جاتے ہیں البتہ حضرت آدم علیہ السلام کے طفیل سے ہر قسم کے فرشتوں کو ان کی جنس مدرکات میں سے بہت چیزوں کا ادراک کہ پہلے حاصل نہ تھا حاصل ہوا لیکن یہ کثرت معلومات کی سبب ترقی مرتبہ علم کا نہیں ہوتی ہے جیسا کہ قوت بصری آدمی میں بسبب کثرت بینائی کی مرتبہ اس کا تم میں زیادتی نہیں قبول کرتا ہے بلکہ باوجود کثرت بینائی کے اس کو ممکن نہیں کہ سوائے دیکھنے کی شے کے اور چیزوں کو قبول کرے ایسے ہی حال فرشتوں کا بیچ زیادہ ہونے معلومات انہی کے طفیل حضرت آدمؑ کے ہوا اور واسطے اسی نکتہ کے انبئہم باسمائہم فرمایا اور علمتہم باسمائہم نہ فرمایا دوسری بحث یہ ہے کہ یہ آیت اور یہ قصہ دلیل ظاہر ہے اوپر فضیلت اور شرف علم کے اس واسطے کہ جو درمیان عالم امکان کے اگر اور کوئی چیز سوائے علم کے اس حد کی شرافت رکھتی البتہ بیچ مقام بیان کرنے فضیلت حضرت آدم علیہ السلام کی اوپر فرشتوں کے اسی چیز کو پیش کرتے اور تیسری اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ملائکہ باوجود اس کے کہ رہنے والے مکان قدس کے ہیں اور عبادت اور اخلاص ان کا زیادہ عبادت اور اخلاص آدمیوں کی سے ہے اور طہارت اور عصمت ان کی جوہر ذات کو لازم ہے اور ہر امر میں لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون یعنی نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی اس چیز میں حکم کیا ان کو اللہ نے وہ کرتے ہیں اس چیز کو کہ امر کئے گئے شان ان کی ہے اور بے رغبتی کھانے اور پینے اور نکاح اور سواری اور حوائج سفلانی اور علاقوں جسمانی سے خاص انہیں کے ساتھ ہے اور جو قدرت کہ بڑے بڑے کاموں پر رکھتے ہیں آدمی کے واسطے عشر عشیر اس کا بھی نصیب نہیں اور رفع بابود کا اور مشاہدہ تجلیات الٰہی کا اور سماعت کرنا خطاب الٰہی کا بلاواسطہ اور قرب اور مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جیسا کہ ان کو حاصل ہے آدمیوں کو حاصل نہیں اور باوجود ان سب باتوں کے استحقاق خلافت ان کو حاصل نہیں ہوا اس واسطے کہ علم ساتھ حقائق کونیہ کے نہیں رکھتے ہیں اور سیاست رعایا کی عالم کون وفساد میں نہیں کر سکتے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عصمت اور طہارت یا کمال درجہ ولایت کا یا ظاہر

marfat.com

ہونا خوارق اور کرامت کا یا کثرت عبادت یا زہد کی یا حاصل ہونا فنا اور بقا کا اور مشرف ہونا ساتھ تجلیات الٰہی کے اور دیکھنا علم غیب کا اور سننا غیب کی آوازوں کا خلافت کی شرطوں میں سے نہیں شرط خلافت کی یہی فضیلت ہے کہ علم تینوں قسم کی سیاستوں کا حاصل ہو یعنی منزلی ملکی اور ملی میں دخل بہت زیادہ رکھے اور خوب طرح تجربہ ان سیاستوں میں رکھتا ہو اور یہ ہے مذہب اہلسنت

## بیان فضیلتوں علم کا

و جماعت کا کہ مدار استحقاق خلافت کا اس علم کی فضیلت پر ہے علماء اور حکماؤں نے علم کی فضیلت پر بہت کچھ کہا ہے چنانچہ ابو اللیث سمرقندی نے کہا ہے کہ حاضر ہونا بیچ مجلس عالم کے بغیر اس بات کے کہ کچھ اس سے فائدہ اٹھائے یا مسئلہ یاد رکھے موجب سات کرامتوں کا ہوتا ہے اول یہ کہ متعلموں کے زمرہ میں گنا جاتا ہے اور جس ثواب کا واسطے طالب علموں کے وعدہ کیا گیا ہے اس میں شریک ہوتا ہے دوسرے یہ کہ جب تک اس مجلس میں بیٹھا ہے گا گناہوں سے بند رہتا ہے تیسرے یہ کہ جس وقت اپنے گھر سے بہ نیت طالب علم کے نکلتا ہے جو ثواب کہ واسطے طالب علموں کے وعدہ کیا گیا ہے اس میں یہ بھی داخل ہوتا ہے چوتھے یہ کہ بیچ سایہ علم کے وقت نازل ہونے رحمت کے شریک ہوتا ہے پانچویں یہ کہ جب تک ذکر علم کا سنتا ہے عبادت میں ہے چھٹے یہ کہ جس وقت مسئلے مشکل کو سنتا ہے سمجھنے کی کوشش کے باوجود نہیں سمجھتا ہے اور دل تنگ ہوتا ہے اور خاطر اس کی ٹوٹتی ہے پس بیچ جماعت منکسرۃ القلوب کے شمار کیا جاتا ہے ساتویں یہ کہ عزت علم کی اور ذلت کی فسق اور جہل کی اس کی خاطر میں بیٹھتی ہے اور جاہلوں اور فاسقوں سے اس کو نفرت پیدا ہوتی ہے یہ حال اس شخص کا ہے کہ مجلس علماء کی سے اس کو بہرہ نہیں پہنچتا ہے اور حال اس شخص کا کہ فائدہ بے شمار دین کا اور دنیا کا صحبت ان کی سے اٹھاتا ہے اسی پر قیاس کرنا چاہیے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ علم کو مال کے اوپر سات وجہ سے فضیلت ہے اول یہ کہ علم میراث پیغمبروں کی ہے اور مال میراث فرعون اور ہامان کی اور شداد اور نمرود کی دوسرے یہ کہ علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا ہے بلکہ زیادہ ہوتا ہے اور مال بسبب خرچ کرنے کے کم ہوتا ہے تیسرے یہ کہ مال کو حاجت نگہبانوں کی ہے اور علم خود آدمی کا نگہبان ہے چوتھے جب آدمی مرتا ہے مال کو چھوڑ جاتا ہے اور علم ساتھ اس کے قبر میں جاتا ہے پانچویں یہ کہ مال ایسی نعمت ہے کہ مومن اور کافر کو بھی مل جاتا ہے اور منفعت علم کی ایماندار کو حاصل ہوتی ہے۔ چھٹے

marfat.com

یہ کہ کوئی فرقہ آدمیوں کا ایسا نہیں کہ اُس کو حاجت عالم کی نہ ہو بیچ امر دین اپنے کے اور بہت فرقے ایسے ہیں کہ مالداروں کی طرف ان کو حاجت نہیں۔ ساتویں یہ کہ دن قیامت کے علم پُل صراط پر گزرنے کی قوت دے گا اور مال موجب ضعف کا ہوگا بعضے حکماء نے کہا ہے کہ قرآن مجید میں حق تعالےٰ نے سات چیزوں کو فرمایا ہے کہ آپس میں برابر نہیں بلکہ ایک دوسری سے بہتر ہے اول ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی آیا کیا برابر ہیں وہ لوگ کہ علم رکھتے ہیں اور جو بے علم ہیں دوسرے قل لا یستوی الخبیث والطیب یعنی کہہ تو کہ برابر نہیں ہے خبیث اور طیب تیسرے لا یستوی اصحٰب النار واصحٰب الجنۃ یعنی نہیں برابر ہیں صاحب دوزخ کے اور صاحب جنت کے چوتھے اور پانچویں اور چھٹے اور ساتویں لا یستوی الاعمیٰ والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیا والاموات یعنی نہیں برابر اندھا اور آنکھوں والا اور نہ اندھیری اور نہ روشنی اور نہ سردی اور نہ گرمی اور نہیں برابر ہیں زندے اور مُردے اور رجوع ہونا ان ساتوں چیزوں کا عالم کی فضیلت اوپر جاہل کے ہے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ جو فضیلت ہے رجوع اس تفضیل عالم کا جاہل کی طرف ہے اور اسی واسطے حدیث شریف میں عالم کو اوپر عابد کے بار بار ساتھ عبارتوں مختلف کے ترجیح دی ہے اور حق تعالیٰ نے بھی بیچ مقام تفضیل بعضے نبیوں کے اوپر دوسروں کے جیسا کہ صفت اور شاخوں اس کی کے ترجیح فرمائی ہے خصوصاً سات آدمیوں کو نبیوں میں بسبب علم کے صراحۃً تفضیل دی ہے حضرت آدم علیہ السلام کو بسبب علم لغت کے فرمایا وعلم آدم الاسماء کلھا اور حضرت خضرؑ کو ساتھ علم فراست کے کہ وعلمنٰہ من لدنا علماً اور حضرت یوسفؑ کو ساتھ علم تعبیر کے کہ وعلمتنی من تاویل الاحادیث اور حضرت داؤدؑ کو ساتھ علم صنعت کے وعلمنٰہ صنعۃ لبوس لکم اور حضرت سلیمانؑ کو بسبب جاننے زبان جانوروں کی کہ علمنا منطق الطیر اور حضرت عیسیٰؑ کو ساتھ علم توریت اور انجیل کے کہ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ علم فراست وعلم اسرار کے کہ وعلمک مالم تکن تعلم علماء نے کہا ہے کہ ان

سات علم نے بیچ حق ان سات پیغمبروں کے عجیب معجزے ظاہر کئے ہیں حضرت آدمؑ کو اُن کے علم نے فرشتوں سے سجدہ کروایا اور حضرت خضر کو اُن کی علم سے اُستادی حضرت موسیٰؑ جیسے پیغمبر کی عنایت ہوئی اور حضرت یوسفؑ کو اُن کے علم نے بادشاہی زمین مصر کی دلوائی اور حضرت سلیمانؑ کو ان کے علم نے بلقیس جیسی عورت مال دار اور صاحب مرتبہ اور ملک اور لشکر کی بخشی اور حضرت داؤدؑ کو اُن کے علم نے طرف ریاست اور بادشاہت کے پہنچایا اور حضرت عیسیٰؑ کو اُن کے علم نے تہمت اُن کی ماں سے دُور کرائی اور حضرت محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کو اُن کے علم نے ساتھ خلافت اور شفاعت عظمےٰ کے سرفراز کیا اہل نکات نے کہا ہے کہ حضرت آدمؑ کو نام مخلوقات کے جاننے سے مسجود فرشتوں کا کیا پروردگار کے ناموں اور صفات کا جاننا کس حد کو پہنچاوے گا اور حضرت خضرؑ کو فراست نے ساتھ صحبت موسیٰؑ کے مشرف کیا امت محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کو علم حقیقت اور علم شریعت اور طریقت کا اگر بیچ صحبت انبیاء کے پہنچاوے کیا بعید ہے اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین یعنی وہ لوگ ساتھ ان شخصوں کے ہیں جن کے اوپر انعام کیا اللہ نے کہ وہ انبیاً ہیں حضرت یوسفؑ کو جاننے تاویل خواب کی نے دنیا کی قید سے نجات بخشی اگر مفسروں اس امت کو تاویل کتاب اللہ کی بندیخانہ شہوں اور بندیخانہ آخرت کے سے نجات بخشے کیا بعید ہے

## حکایت

حکایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی بڑے ذریعہ سے ملازمت بادشاہ کی حاصل کی اور بادشاہ سے چاہا کہ موافق دستور اور خواصوں کے مجھ کو بھی خدمت حضور کی عنایت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اوّل علم حاصل کرتا کہ قابل میری حضور کے ہووے تو وہ شخص حضرت امام محمد غزالیؒ کے پاس آیا اور تحصیل علم کی شروع کی بعد اس کے کہ لذت علم کی اس کو حاصل ہوئی اور آفتیں بادشاہوں کی صحبت کی جانیں بادشاہ نے اس کو بلایا اور امتحان کیا اور بعد امتحان کے کہا کہ اب قابل خدمت میری کے ہوا تو طلب علم سے بس کر اور میری خدمت میں مشغول ہو اس شخص نے عرض کیا کہ جس وقت لائق تمہاری خدمت کے تھا تم نے قبول نہ کیا اور اب میں لائق خدمت خدا کے ہوا تم کو نہیں قبول کرتا ہوں کہا ہے کہ فضیلت علم کے واسطے یہی بس ہے کہ کتے تعلیم یافتہ کا شکار حلال ہے محض برکت تعلیم سے یہ بات حاصل ہوئی باوجود اس کے کہ کتا اصل میں نجس ہے حیونٹی ضعیف کو حق تعالیٰ نے کہ ایسے


marfat.com

بڑے مرتبہ والا ہے سا تقدبرکت ایک نکتہ علم کے اُس قدر پسند کیا کہ اُس نکتہ کو زبان اُس کی سے بیچ کام اپنے کے نقل فرمایا اور تمام سورۃ کی نسبت طرف اسی چیونٹی کے کی اور سورۃ النمل نام رکھا اور وہ نکتہ یہ ہے کہ لشکر انبیاؤں کے دیدہ و دانستہ اوپر چیونٹی ضعیف کے بھی ظلم نہیں کرتے ہیں جیسا کہ زبان اس کی سے نقل فرمایا لایحطمنکم سلیمان وجنودہٗ وھم لایشعرون یعنی نہ پیس ڈالے پاؤں میں تم کو سلیمان اور لشکر اُس کا اور اُن کو خبر نہ ہو یعنی بے خبری میں اُن کے پیروں کے نیچے آجاؤ ورنہ دانستہ یہ امر نہیں کریں گے۔ پس قدر صحبت انبیاؤں کی جاننی چاہیئے کہ صحبت سرسری اُن کی کہ لشکریوں کو میسّر ہوتی ہے اس قدر روشن کرنے باطن اُن کے میں تاثیر کرتی ہے اور ظلم نہ کرنے میں موثر ہے کہ دیدہ و دانستہ

## بیان ان زنقوں کا کہ اصحاب پیغمبر کو ظالم جانتے ہیں

چیونٹی ضعیف پر بھی ظلم نہیں کرتے ہیں پس واسطے اوپر حال اُن لوگوں کے کہ مصاحبوں قدیمی پیغمبر کو ظالم اور غاصب حقوق خاندان پیغمبر اپنے کا بیان کرتے ہیں عقل اُن بے وقوفوں کی اُس چیونٹی کی عقل سے بھی کم ہے اور اعتقاد ان نفاق پیشوں کا بیچ حق پیغمبر اپنے کے ہزاروں درجہ سُست اعتقاد مثل اس چیونٹی سے ہے کہ بیچ سلیمان کے رکھتی تھی اور جو آیتیں قرآن کی کہ علم اور عالموں کی فضیلت میں آئی ہیں بہت ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنے مقام میں بیان کیا جاوے گا اور جو کچھ لائق اس مقام کے ہے یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے خوف اور ڈر اپنا خاص نصیب عالموں کے کیا ہے اور فرمایا ہے کہ انّما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی سوا اس کے نہیں ڈرتے ہیں اللہ سے　بندوں اُس کے سے علماء اور دوسری جگہ بہشت کو حصہ ڈرنے والوں کا کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ذٰلک لمن خشی ربہ یعنی یہ جنت واسطے اُن

## بیان تفضیل عالموں کا

لوگوں کے ہے کہ ڈرتے ہیں رب اپنے سے پس تمام ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ بہشت خاص حصہ عالموں کا ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ علماء کو حق تعالیٰ نے اپنے خوف کے ساتھ خاص کیا ہے اور جو شخص کسی چیز کو نجانے محال ہے کہ وہ شخص اس سے ڈرے مگر واقفیت اُس شے کی سبب خوف اُس چیز کا نہیں ہوتا ہے بلکہ تین چیزیں اور بھی ہمراہ جاننے ذات اُسکی کے ضروری ہیں تاکہ خوف اور ڈر حاصل ہو۔ اوّل یہ کہ اس کو قادر اور توانا جانے اس واسطے کہ ہر ایک بادشاہ جانتا ہے کہ رعیت میری اوپر افعال قبیحہ میرے کے مطلع ہے اور اُن فعلوں

marfat.com

کو مکروہ اور معیوب جانتی ہے لیکن بادشاہ اپنی رعیت سے ڈرتا نہیں اس واسطے کہ جانتا ہے اُن کو قدرت مقابلہ اور باز رکھنے میرے کی نہیں دوسرے یہ بھی جانے کہ میرے حال سے آگاہ ہے اس واسطے کہ اگر کوئی چور بادشاہ کے خزانہ میں سے کچھ چُرائے اس کو یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ مجھ کو سزا دے سکتا ہے لیکن جانتا ہے کہ بادشاہ کو میرے حال سے خبر نہیں اس جہت سے نہیں ڈرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اُس کو یہ بھی سمجھے کہ حکمت اور دانائی سے کام کرتا ہے اور اپنی قدر اور منزلت کا اُس کو پاس ہے اس واسطے کہ مسخرے آدمی بادشاہوں کے سامنے بُری بُری باتیں کرتے ہیں اور خود بادشاہ اور امیروں کو گالیاں دیتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ بادشاہ اور امیر ہماری باتوں کو جانتے ہیں اور منع اور تنبیہ کرنے پر بھی ان کو قدرت ہے لیکن بسبب ہکلاپن اور کم ظرفی کے بُری باتوں اور گالیوں سے راضی اور خوش رہتے ہیں اس واسطے ہرگز نہیں ڈرتے ہیں پس ثابت ہوا کہ ڈرنا بندہ کا خدا سے نہیں ہوتا ہے جب تک کہ یہ نہ جانے کہ خدا ہر چیز کو دیکھ رہا ہے اور ہر چیز پر اُس کو قدرت ہے اور حکمت والا ہے اور سفیہ نہیں کہ ہمارے بُرے کاموں کو پسند کرے حاصل یہ ہے کہ پہلے پہلے جہان میں علم کی فضیلت ظاہر ہوئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو منصب اُستادی فرشتوں کا سبب اُسی فضیلت کے حاصل ہوا اور حق تعالیٰ نے حق اُستادی کا فرشتوں سے ادا کروایا اور نہایت درجہ کی تعظیم ان فرشتوں سے کروائی جیسا کہ واسطے بیان اس بات کے فرمایا ہے وَاِذْ قُلْنَا یعنی اور یاد دلایا ان کافروں کو کہ باوجود عاجز ہونے کے تتبع اس کلام سے فرماں بردار نہیں ہوتے ہیں اور خشوع اور خضوع سے رجوع نہیں لاتے اور ٹیڑھی راہ چلتے ہیں یاد کرو اسوقت کو کہ کہا ہم نے بعد اس کے کہ فرشتے بیان کرنے ناموں اشیاء کے سے عاجز ہوئے اور آدمؑ نے سب کے نام رُوبرو اُن کے بتلادیئے اور خلافت اُس کی بلا واسطہ جناب الٰہی کی طرف سے ثابت ہوئی جیسا کہ بسبب عاجز ہونے ان کافروں کے تتبع اس قرآن کی سے نبوّت تیری اور تعلیم قرآن کی بلاشبہ ثابت ہوئی لِلْمَلٰٓئِکَةِ یعنی فرشتوں علوی اور سفلی کو اس واسطے کہ خلافت اور فضیلت آدم کی ثابت ہوئی پس ملائکہ سے خاص سفلی مراد لینی بلا وجہ خلاف روایتوں کے ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ضمرہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا سمعت من یذکر ان اوّل

marfat.com

الملٰئکۃ خر ساجدًاللہ حین امرت الملٰئکۃ بالسجود لاٰدم اسرافیل فاثابہ اللہ بذالک ان کتب قراٰن فی جبھتہ یعنی سنا میں نے اُس شخص کو کہ بیان کرتا تھا تحقیق پہلا فرشتوں سے کہ سجدہ میں گرا واسطے اللہ کے جس وقت حکم ہوا فرشتوں کو سجدہ کرنے کے واسطے وہ اسرافیل تھا پس اجر دیا اللہ تعالیٰ نے اُس کو بسبب جلدی کے یہ کہ لکھا گیا قرآن بیچ پیشانی اُس کی کے اور ابن عساکر نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم کے سجدہ کا حکم فرمایا پہلے جس نے کہ سجدہ کیا اسرافیل تھا حق تعالیٰ نے اُس کو بدلے اس عبادت کے یہ مرتبہ بخشا کہ تمام قرآن کو اُس کی پیشانی پر لکھ دیا باوجودیکہ دوسری آیت قرآن میں ہے کہ فسجد الملٰئکۃ کلھم اجمعون اس قدر عموم اور استغراق میں صریح ہے کہ تخصیص اسکی حد تعریف کو پہنچتی ہے اور امر واقعی ہے جیساکہ فرشتوں سفلی کو وجود اس خلیفہ کے سے وسعت کمالات کی حاصل ہوئی فرشتوں علوی کو بھی کمالات عالیہ نصیب ہوئے کارخانہ بعثتِ نبیوں کا اور آثار نار وحی کا اور قائم کرنا شریعتوں کا اور عذاب اور انتقام دنیوی متکبروں اور سرکشوں سے لینا اور کارخانہ مجازات اخروی کا قبر سے لے کر بہشت اور دوزخ تک اور کارخانہ سلوک الی اللہ کا توبہ اور انابت سے لے کر فنا تک اور کارخانہ تجلیات اور تدلیات کا اور قائم کرنا شعائر اللہ کا یہ تمام امور تحت خدمت علویوںکے ہیں جیساکہ سفلی خادم اس خلیفہ کے ہیں اسی طرح علویوں نے بھی خدمت اس خلیفہ کی سے حظ کامل اٹھایا ہے اور یہ خلیفہ نسبت اُن کے بھی قبلہ تقرب الی اللہ کا ہوا اور حکم کعبہ کا اُس نے پیدا کیا اور اسی واسطے تمام فرشتے خواہ علوی ہوں خواہ سفلی مخاطب ساتھ اس خطاب کے ہوئے کہ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ یعنی سجدہ کرو تم آدم کو ساتھ اس طرح کے کہ اُس کو قبلہ سجدہ اپنے کا مقرر کرو تاکہ دلیل ہو اوپر اطاعت کرنے تمہاری کے احکام ہمارے کی کہ بیچ حق اس خلیفہ کے فرماویں گے گویا اوّل سے بسبب اُس سجدہ کے تم کو استعداد تابعداری امر الٰہی کی کہ واسطے خدمتوں اس خلیفہ کی ہر وقت علیحدہ علیحدہ اترے گی حاصل ہووے جیسا کہ بادشاہ جب کسی کو اپنی جگہ پر ولی عہد یا خلیفہ کرتا ہے ملک کے سرداروں کو حکم کرتا ہے کہ نذریں اس کو دیویں اور تعظیم بجالاویں تاکہ دلیل ہو اوپر اس کے کہ فرمانبرداری اُن کی اور

marfat.com

امور میں ہو لیکن اس طرح کا قبلہ بنانا مخلوقات کا واسطے بعضی مخلوقات کے حکمت الٰہی میں مشروط ساتھ دو چیزوں کے ہے اوّل یہ کہ ہم جنس اپنا نہ ہو بلکہ غیر جنس اپنا ہو اس واسطے جس صورت میں کہ قبلہ ہم جنس اپنا ہوا کما ینبغی تعظیم اس کی نہ ہو گی اور توہم شرکت اور اعتقاد استقلال کا پیدا ہو جاوے گا مانند سجدہ کے واسطے تصویروں خاکی کے، کہ آدمیوں اور جنوں کی جنس سے گزرے ہیں اور آدمی اور جن اس امر میں ایک جنس ہیں اس واسطے کہ احکام تکلیفی میں دونوں شریک ہیں دوسرے یہ کہ قبلہ بنانا ساتھ امر الٰہی کے ہو نہ ساتھ استحسان عقلی کے یعنی عقل جس کو پسند کرے اُس کو قبلہ بنالے اس واسطے کہ کسی چیز کو وسیلہ تقرب الی اللہ کا ٹھہرانا موقوف اوپر ظاہر ہونے شان الٰہی کے ہے کہ اس وقت میں شان خدا کی فلانے طور پر ہے اور یہ ایسی شے نہیں کہ عقل کسی مخلوق کی خود بخود اس کو دریافت کرے پس جس جگہ یہ دونوں شرطیں متحقق ہوں اُس کو قبلہ توجہ کا کرنا شرع میں جائز بلکہ واجب ہے جیسا کہ کعبہ معظمہ اور صخرہ بیت المقدس کا جنوں اور انسانوں کے حق میں اور مثل حضرت آدم علیہ السلام کے بیچ حق فرشتوں کے کہ فرشتے جنس آدمی کی سے نہیں ہیں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ قبلہ افضل ہو اس شخص سے کہ جو قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس واسطے کہ قطعاً معلوم ہے کہ کعبہ معظمہ جناب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم سے افضل نہ تھا باوجود اس کے قبلہ ان کا تھا پس جو لوگ کہ محض قبلہ بنانے حضرت آدم علیہ السلام کے سے واسطے فرشتوں کے دلیل اوپر افضلیت حضرت آدم کے اوپر سب فرشتوں کے پکڑتے ہیں راہ صواب کی نہیں چلے اور جبکہ فرشتوں علویوں اور سفلیوں کو واسطے اطاعت اور فرمانبرداری اور اعزاز اور اکرام اس خلیفہ کے حکم ہوا کہ جن اس وقت میں فرشتوں کے گروہ میں داخل تھے خصوصاً ابلیس کہ بسبب کمال مخالطت فرشتوں کے ہوا تھا بالاولی اس حکم میں داخل ہوا فَسَجَدُوْا یعنی پس سجدہ کیا سب فرشتوں نے اور جنوں نے کہ شعور اور ادراک اور فہم اور خطاب میں فرشتوں کی مانند تھے اِلَّآ اِبْلِیْسَ یعنی مگر ابلیس کہ اصل میں جنوں کے فرقہ میں تھا اور بسبب کمال اختلاط کے اُن میں داخل تھا اور سبب باز رہنے اُس کے کا حضرت آدم کے سجدہ سے وہ تھا کہ کئی ہزار برس پہلے پیدائش حضرت آدمؑ کی سے اولاد جان کی زمین میں قابض اور متصرف تھی اور حیوانات اور نباتات زمین کی سے

marfat.com

بقدر استعداد اپنی کے نفع اٹھاتے تھے اور آسمان پر بھی چلتے پھرتے تھے جبکہ جنوں کے گروہ
میں فتنہ اور فساد اور خونریزی بہت ہوئی آسمان سے دُنیا کے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ جنوں
کو زمین کے اُوپر سے دُور کرو تاکہ زمین اُن کی آلودگی سے پاک ہو آسمان سے دُنیا کے فرشتوں
نے زمین پر آکر بہت سے جن مار ڈالے اور بہت سے بھاگ کر جزیروں اور پہاڑوں میں چھپ گئے ابلیس بھی
انھیں میں سے تھا اور اس کا نام عزازیل تھا اور بباعث کثرت علم اور عبادت کے سب جنوں
سے ممتاز تھا ہمراہ فرشتوں کے آسمان پر گیا اور عذر اپنا بیان کیا کہ میں اس خونریزی میں
جان کی اولاد کے ساتھ شریک نہیں ہوا حق تعالیٰ نے اُس کو بسبب شفاعت آسمان کے فرشتوں
کے نکالنے اور مارنے سے محفوظ رکھا اُس نے بسبب اس طمع کے کہ جب تمام جنوں کو نکالا گیا
پس فقط میں ان کی جگہ کل زمین پر قابض اور متصرف رہوں گا زیادہ کوشش عبادت میں
شروع کی اور جس وقت آسمان سے دُنیا کے فرشتوں کو کوئی حکم جناب الٰہی کی طرف سے پہنچتا
تھا کہ فلانی مہم میں ایسا اور ایسا کام کرو یہ لعین سب سے آگے اور زیادہ اُس مہم میں دوڑتا تھا
اور سرانجام کرتا تھا یہاں تک کہ آسمان دُنیا کے فرشتوں میں اُس کو قدر اور منزلت حاصل ہوئی
اور اپنے دل میں امیدوار منصب خلافت کا رہتا تھا کہ حکم الٰہی فرشتوں کو پہنچا کہ اِنِّي جَاعِلٌ
فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً اس وقت سے اُس نے جانا کہ یہ منصب مجھ کو نہ دیویں گے اور وہ سب
بندگی اور عبادت کہ ریا سے کرتا تھا برباد ہوگئی اس واسطے رگ حسد اور رشک اُس کے نے
جوش کیا کہ وہ توڑنے قدر اس خلیفہ کی رہتا تھا جب حکم سجدہ کا سُنا بے پردہ مخالفت کی
یہاں تک کہ أَبٰى یعنی ہٹ رہا سجدہ کرنے سے واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے اور یہ انکار
اس راہ سے نہ تھا کہ حکمت طلب کرے یا شاگرد بنے بلکہ اپنے تئیں حضرت آدم سے بہتر جانتا تھا
وَاسْتَكْبَرَ یعنی تکبر کا اظہار کیا اور آپ کو بڑا سمجھا اس بات سے کہ مجھ کو باوجود اس کے کہ
آگ روشن سے پیدا ہوا ہوں اور سالہا سال عبادت اور بندگی میں مشغول رہا اور بیچ
سرانجام کرنے احکام کے بہت کوششیں بجا لایا حکم کریں کہ ایسی مخلوق کو کہ میلی مٹی سے قالب
اُس کا میرے سامنے قید کیا اور ابھی تک کوئی کام بڑا اور مہم شائستہ اس سے وقوع میں نہیں
آئی اور کھوٹا کھرا ہونا اس کا بندگی میں امتحان نہ ہوا میں سجدہ کروں اور تابعداری اُس کی

marfat.com

یں اختیار کروں صریح خلاف حکمت اور ناقدردانی اور ضائع کرنا حق خدمت میری کا اس سے
وقوع میں نہیں آئی اور کھوٹا کھرا ہونا اُس کا حکم الٰہی کو خلاف حکمت کے کہنا پڑا اور انکار بہتر ہو نے
اس امر کا کیا وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اور ہوا وہ انکار کرنے والوں سے خدا کے ساتھ
اس واسطے کہ انکار حقیقت امتثال امر قطعی الٰہی کے کا کیا اور جو کوئی انکار امر الٰہی کا کرے اس
وجہ سے کہ ماننا اور بجالانا اس کا واجب نہیں وہ شخص کافر ہے جیسا کہ انکار وجوب نماز اور زکوٰۃ
وغیرہ کا بس منکروں اس قرآن کے کو تو سمجھا کہ جب ایک حکم قطعی کے انکار سے ابلیس کافر اور
ملعون ہوا تم کہ انکار تمام قرآن کا کرتے ہو باوجودیکہ اس معارضہ میں عاجز بھی ہو گئے اور یقیناً
جان چکے کہ کلام الٰہی ہے کس حد کے کفر اور ملعونیت کو پہنچو گے باقی رہیں اس جگہ بحثیں کتنی کہ
اس مقام کی تفسیر سے علاقہ رکھتی ہیں اول یہ کہ ان آیتوں سے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ حکم سجدہ
کا بعد پیدائش حضرت آدمؑ اور تعلیم اسماء کے اور بعد ظہور عجز بیان [illegible] کے ان امر کے ہوا اور
دوسری آیتوں سے کہ حضرت آدمؑ کے قصہ میں اور سورتوں میں آئی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ پہلے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی سے فرشتوں کو فرمایا تھا فاذا سويته ونفخت
فيه من روحی فقعوا له ساجدين یعنی پس جس وقت درست کر لوں میں اُس کو
اور پھونکوں اُس میں روح اپنی پس گر پڑو اس کے واسطے سجدہ میں اور بھی ان آیتوں کا ساتھ
آیتوں دوسری کے سجدہ کے وقت میں تعارض ہے اس واسطے کہ اُن آیتوں سے معلوم ہوتا ہے
کہ بمجرد پھونکنے رُوح کے فرشتوں کو حکم کیا تھا کہ سجدہ کرو اور اس جگہ سے ثابت ہوتا ہے
کہ سجدہ کا حکم بہت پیچھے اس سے ہوا تھا جواب پہلے تعارض کا یہ ہے کہ پیدائش حضرت آدمؑ کی
سے پہلے بھی حکم ہوا تھا کہ حضرت آدم کو بعد پیدائش کے سجدہ کریں لیکن وجوب ادائے سجدہ کا دوسرے
امر سے ثابت ہوا جیسا کہ لڑکے نو آموز کو پہلے آفتاب کے پھرنے سے کہتے ہیں کہ جب آفتاب
پھرے وضو کر اور نماز ادا کر اور بعد پھرنے آفتاب کے پھر اس کو تعقید کریں کہ اب وقت
نماز کا پہنچا وضو کر اور نماز پڑھ نیز دفع تعارض دوسرے کا یہ ہے کہ مراد نفخ رُوح سے ظاہر
ہونا آثار اس نفخ کا ہے بیچ عقلوں فرشتوں کے اور اثر نفخ خاص رُوح الٰہی کا کہ گھیر لینے
والی شانوں الٰہی کی ہوگی اور اُسی رُوح کے سبب سے قابلیت خلافت کی آدمؑ کو حاصل ہوئی

marfat.com

اُن کے نزدیک اُس وقت میں پایا گیا کہ تعلیم اسمار کی جو حضرت آدم کے واسطے حاصل ہوئی تھی، ملاحظہ کی اور اپنے اندر یہ جمعیت اور استیعاب پایا اور باوجود اس کے بیچ اس مقام کے تصریح اس امر کی نہیں کہ قصہ سجدہ کا بعد قصہ تعلیم اسماد اور عاجز ہونے فرشتوں کے ہوا ہو البتہ ترتیب بیان قصوں کی کہ ساتھ پیدائش آدم کے تعلق رکھتی ہے اس امر کو تقاضا کرتی ہے اور احتمال ہے کہ قصہ پہلے کو ترتیب بیانی میں متاخر لاتے ہوں بحث دوسری یہ ہے کہ حقیقت سجدہ کی پہنچانا پیشانی کا اوپر زمین کے ہے اور یہ معنی شرع میں واسطے غیر خدا کے جائز نہیں اور اس جگہ میں فرشتوں کو ساتھ ادا کرنے اسی فعل کے واسطے حضرت آدمؑ کے امر فرمایا ہے وجہ اس امر کی کیا ہے، جواب اس کا یہ ہے کہ پیشانی کو زمین پر پہنچانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ واسطے ادا کرنے حق عبودیت کے ہو اور یہ قسم سب دینوں میں اور سب ملتوں میں واسطے غیر خدا کے حرام اور ممنوع ہے اور کبھی۔ ہیں ہوئی اس واسطے کہ محرمات عقلی سے ہے اور محرمات عقلی ساتھ بدلنے دینوں اور ملتوں کے نہیں بدلتے ہیں اور دلیل اُس کی یہ ہے کہ اس قسم کی تعظیم نہایت تذلل کے اوپر دلالت کرتی ہے اور نہایت تذلل صرف اسی کے واسطے لائق ہے کہ نہایت بڑائی میں ہو اور نہایت بڑائی یہ ہے کہ ذاتی ہو اور عظمت ذاتی خاص خدا کے واسطے ہے اور کسی مخلوق میں پائی نہیں جاتی ہے دوسرے یہ کہ واسطے تکریم اور تحیت کے ہو مانند سلام کے اور سر جھکانے کے اور یہ سجدہ بسبب اختلاف رسموں اور عادتوں اور تبدل فرقوں کے مختلف ہے کبھی جائز ہے اور کبھی حرام پہلی اُمتوں میں جائز تھا جیسا کہ بیچ قصہ حضرت یوسف علیہ السلام اور بھائیوں اُن کے کے وقوع میں آیا کہ۔ خروالہٗ سجدا یعنے گرے واسطے اُس کے سجدہ کرنے والے اور ہماری شریعت میں یہ طریق درمیان مخلوقات کے کہ آپس میں کیا جاوے حرام اور ممنوع ہے ساتھ دلیل حدیثوں متواترہ کے کہ اس امر میں وارد ہوئی ہیں اور سجدہ فرشتوں کا واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے، اسی طریق کا تھا اس واسطے کہ بسبب تعلیم اسمار کے حضرت آدم کا احسان اور فوقیت اُن کی اوپر فرشتوں کے حاصل ہوئی تھی اور فرشتوں کی طرف سے پہلے اُن کی پیدائش سے بے ادبی ہوئی تھی واسطے مکافات اس احسان اور کفارے اُس بے ادبی کے ملائکہ کو حکم اس نوع کی تعظیم اور تکریم کا کیا بحث تیسری یہ ہے کہ بعضے مفسروں ظاہر بین نے ابلیس کو فرشتوں میں گنا ہے

marfat.com

ساتھ اس دلیل کے کہ وہ اگر فرشتوں سے نہ ہوتا حکم سجدہ کا اس کو شامل نہ ہوتا اور بیچ
ترک کرنے سجدہ کے ملامت اور عتاب بھی اُس کی طرف متوجہ نہ ہوتا اس واسطے کہ حکم سجدہ
کا خاص ساتھ فرشتوں کے تھا اور یہ کہ استثنا اس کا ملائکہ سے کہ بیچ فسجدوا الآ ابلیس
کے وارد ہے متصل نہیں ہوتا ہے اس واسطے کہ استثنا غیر جنس کا متصل نہیں ہوتا ہے اور اصل
استثنا میں اتصال ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ابلیس فرشتہ نہ تھا جیسا کہ تفسیر میں گزرا اور بیچ
سورۂ کہف کے اُس کے حق میں صریح فرمایا ہے کان من الجن اور سورۂ سبا میں بھی قریب
صریح کے ہے کہ ویوم نحشرھم جمیعا ثمّ نقول للملٰئکۃ اھولاء ایّاکم
کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونھم بل کانوا
یعبدون الجن اور یہ کہ قرآن مجید میں ابلیس کے واسطے ذریت ثابت فرمائی ہے کہ
افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی اور فرشتوں کے واسطے ذریت نہیں
اس واسطے کہ ذریت بمعنی اولاد کے ہے اور اولاد نر اور مادہ کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے اور
فرشتوں میں مادہ یعنی مونث موجود نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے بیچ مقام انکار کے فرمایا ہے کہ
وجعلوا الملٰئکۃ الّذین ھم عباد الرحمٰن اناثا یعنی اور مقرر کیا انھوں
نے فرشتوں کو کہ وہ بندے رحمٰن کے ہیں عورتیں اور علاوہ اس کے فرشتوں کو جا بجا ساتھ عصمت
اور طہارت کے وصف فرمایا ہے اور حال ابلیس کا سراسر مخالف ان دونوں صفتوں کے ہے
اور یہ بات اُن کی کہ حکم سجدہ کا خاص واسطے فرشتوں کے تھا پس یہ صحیح ہے لیکن اصالتاً حکم یہ
فرشتوں کو تھا اور جن خصوصاً ابلیس بطریق تبعیت کے اُس حکم میں داخل ہوتے تھے جیسا کہ بادشاہ
سپاہیوں کے اوپر کوئی حکم فرماتا ہے اُن کے شمول میں حکم سائیسوں اور فراشوں اور دربانوں پر
بھی ہو جاتا ہے اور واسطے تبعیت کے استثنا ابلیس کا فرشتوں سے بطریق اتصال کے صحیح ہوتا ہے
بحث چوتھی یہ ہے کہ ایک جماعت مفسرین نے اس قصہ سے دلیل پکڑی ہے اوپر اس بات کے
کہ حضرت آدمؑ تمام فرشتوں سے خواہ علوی ہوں خواہ سفلی افضل تھے اس واسطے کہ حکم کرنا
فرشتوں کو واسطے سجدہ حضرت آدم کے بغیر اس کے کہ حضرت آدم کو اُوپر ان کے فضیلت ہووے
خلاف حکمت کے ہے لیکن یہ استدلال اُس وقت صحیح ہوتا ہے کہ سجدہ حقیقۃً طرف حضرت آدمؑ

marfat.com

کے ہوئے اور غرض سجدہ حضرت آدم کے سے قبلہ بنانا اُن کا تھا پس یہ استدلال صحیح نہیں اس واسطے کہ قبلہ کو یہ بات لازم نہیں کہ مستقبل سے افضل ہو وا لّا لازم آتا ہے کہ کعبہ پیغمبر سے افضل ہو وھو خلاف الاجماع یعنی یہ خلاف اجماع کے ہے بحث پانچویں یہ ہے کہ اس قصہ میں دلیل واضح ہے اوپر فضیلت سجدہ کے اور جتنے کام تعظیم کے واسطے مقرر ہیں اُن میں سے سجدہ کی شان اور رتبہ بڑا ہے اس واسطے کہ ترک ایک سجدہ کے سے کہ بندہ کے واسطے اُس کا حکم کیا تھا ابلیس کو اس حد کو پہنچایا کہ مستحق لعنت ہمیشگی کا ہوا پس ترک کرنا بہت سے سجدوں کا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطے مقرر کئے ہیں کس حد کو پہنچاوے گا بیچ روایتوں کے آیا ہے کہ جس وقت دوزخ کو عرصات قیامت میں حاضر کریں گے اور آگ اُس کی بھڑکے اُس وقت پُرہول میں واسطے فرق کے درمیان مسلمان اور کافر اور مخلص اور منافق کے حکم سجدہ کا ہوگا خاص مسلمانوں کو سجدہ میسّر ہوگا اور کافر اور منافق جب چاہیں کہ سجدہ میں گریں، پشت اُن کی مانند تختہ لوہے کے ہو جاوے گی یعنی نیچے کو نہ جھکے گی اور حکم پہنچے گا کہ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون پس معلوم ہوا کہ یہی سجدہ ہے کہ واسطے امتحان دوست اور دشمن اور کافر اور منافق کے مقرر ہوا ابتدا میں بھی اسی کے ساتھ امتحان فرمایا اور آخر میں بھی اسی کے ساتھ امتحان فرماویں گے اور حدیث شریف میں وارد ہے جب مرد مسلمان خدا کے واسطے سجدہ میں جاتا ہے شیطان خاک اپنے سر پر ڈالتا ہے اور واویلا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس آدمی کو خدا نے سجدہ کا حکم کیا اور بجا لایا پس اُس کو بہشت نصیب ہوا اور مجھ کو سجدہ کے واسطے فرمایا اور میں نے انکار کیا پس مجھ کو دوزخ ملا اور اسی جگہ سے معلوم ہوا کہ غیر کے واسطے سجدہ کرنا علامت کفر کی ہے اس واسطے کہ آدمی زاد کی شرافت یہی ہے کہ فرزند آدم کا ہے اور آدم کو یہ شرافت حاصل ہوئی کہ اُس کے سجدہ نہ کرنے سے ابلیس ملعون ہوا اگر یہ فرزند ناخلف اس فعل کو واسطے دوسرے کے بجا لائے شرافت پدری اپنے کو برباد کرے ابن ابی

## آنا ابلیس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس

الدنیا مکائد الشیطان میں ابن عمرؓ سے روایت لاتے ہیں کہ ابلیس نے حضرت موسیٰ سے التجا کی اور کہا کہ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اپنی رسالت کے واسطے پسند کیا اور ساتھ تیرے ہمکلام ہوا اور میں چاہتا ہوں کہ توبہ کروں میں شفاعت میری کر تا کہ حق تعالیٰ توبہ میری

marfat.com

قبول کرے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ البتہ جناب الٰہی میں دُعا کرتا ہوں کہ توبہ تیری قبول کرے حضرت موسیٰ دعا میں مشغول ہوئے جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ حق تعالیٰ نے توبہ اُس کی بسبب شفاعت تیری کے قبول کی مگر یہ کہہ کہ حضرت آدم کی قبر کی طرف سجدہ کرے تاکہ عفو تقصیر تیری کا ہو حضرت موسیٰ نے یہ بات ابلیس سے کہی اُس نے جواب میں کہا کہ جب آدم زندہ تھا سجدہ اس کو نہیں کیا اب مردہ کو کیونکر سجدہ کروں پھر ابلیس نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ میرے اوپر تمھارا حق ثابت ہو گیا کہ تم نے میری شفاعت کی میں بھی تم کو ایک فائدے کی بات بتاتا ہوں امت اپنی کو سمجھا دو کہ میری شرارت سے تین حالتوں میں بہت خبردار ہو کہ انھیں تینوں میں آدمی کو خراب کرتا ہوں اول: بیچ حالت غصے کے کہ اُس وقت آدمی کے اندر بجائے خون کے دوڑتا ہوں اور آنکھ اور کان اور زبان اور ہاتھ پاؤں آدمی کو اُس کے اختیار سے باہر نکالتا ہوں اور جو چاہتا ہوں اس سے کرتا ہوں دوسرے: بیچ حالت جہاد اور لڑائی کے کافروں کے ساتھ میں کہ اس وقت خیال گھر بار اور عورت اور فرزند کا دل میں ڈالتا ہوں اور اُس کو ایسے ایسے خیال دلا کر لڑائی کے میدان سے بھگاتا ہوں تیسرے وقت خلوت کے نامحرم عورت کے ساتھ اس وقت کٹنا پن رنگ برنگ کا ظاہر کرتا ہوں اور دونوں کے دلوں میں طرح طرح کے فریب ڈالتا ہوں کہ ارادہ گناہ کا یہ دونوں کریں اور ابن المنذر نے عبادہ بن امیہ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلا گناہ جو جہان میں ہوا ہے حسد ہے ابلیس کو حسد آدم علیہ السلام سے نے ایسا تباہ کیا کہ نافرمانی اللہ کے حکم کی کی اور ملعون ہوا خلاصہ یہ ہے کہ بعد اس قصہ کے حضرت آدم علیہ السلام تنہا زمین میں پھرتے تھے اور ہر جانور کو غیر جنس اپنا دیکھ کر اُس سے گھبراتے تھے اور یہ آرزو اپنے دل میں کرتے تھے کہ کاش کوئی شخص ہم جنس میرا پیدا ہو کہ اُس کی صحبت سے انس پکڑوں میں حق تعالیٰ نے یہ خواہش دیکھ کر رحمت فرمائی اور

## بیان پیدائش حضرت حوّا کا

دوسرے جمعہ کو کہ حضرت آدم اُس وقت سوتے تھے فرشتوں کو فرمایا کہ بائیں پسلی ان کی چاک کرو اور اس جگہ سے ایک عورت خوبصورت نکالو کہ ایک لحظہ میں قد اور قامت اس کا درست ہوا پھر اُس پسلی چیری ہوئی کو ملا دیا اور اس چیرنے سے کچھ درد اور تکلیف حضرت آدم کو معلوم نہیں ہوئی جب حضرت آدم جاگے دیکھا کہ ہم جنس میرا دوسرا شخص برابر میرے بیٹھا ہے پوچھا

marfat.com

کر تو کون ہے حکم الٰہی پہنچا کہ یہ لونڈی ہماری ہے نام اسکا حوّا ہے تیرے اُنس اور دل لگی کو ہم نے پیدا کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے چاہا کہ اپنا ہاتھ ان پر ڈالیں حکم ہوا کہ ہاتھ اُس کے اُوپر نہ پہنچا جب تک کہ مہر اُس کا ادا نہ کردے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ مہر اس کا کیا ہے حکم ہوا کہ مہر اس کا یہ ہے کہ اوپر محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اوپر آل اس کی کے دس مرتبہ درود بھیجے تو حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ محمّدؐ کون ہے حکم ہوا کہ خاتم النبیین اولاد تیری میں سے ہے اور اگر اس کی پیدائش منظور نہ ہوتی تجھ کو پیدا نہ کرتا میں حضرت آدم علیہ السلام نے دس بار اوپر محمّدؐ اور آل اُن کی کے درُود بھیجا اور فرشتے گواہ ہوئے اور عقد نکاح ان کے درمیان میں منعقد ہوا بعد اس کے پچھلے پہر اسی جمعہ کے حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا کہ حضرت آدم کو اور حضرت حوّا کو ساتھ زیوروں گوناگوں کے کہ باز و بند اور کمر بند اور خلخال سنہری اور دستانے یاقوت کے اور مروارید کے جڑے ہوتے ہیں اور طرح طرح کے لباسوں کے ساتھ آراستہ اور سنوار کر ایک سنہری تخت پر بٹھا کر بادشاہوں کی مانند اُٹھا کر بہشت میں داخل کریں وَقُلْنَا یٰاٰدَمُ یعنی اور کہا ہم نے اے آدم ہر چند کہ ہم نے تجھ کو واسطے خلافت زمین اور عمارت اُسکی کے پیدا کیا لیکن تجھ کو وضع خلافت کی اور طریق عمارت کا معلوم نہیں ہو سکتا ہے مگر جب کافی مدت بہشت میں رہے اور وہاں کی چیزوں کو ملاحظہ کرے نمونے ان چیزوں کے زمین میں تیار کئے اور آبادی زمین کی بعضے تخموں اور بعض آلات کے اوپر بھی موقوف ہے اور یہ چیزیں بہشت میں موجود ہیں اور دوسری جگہ نہیں پائی جاتی ہیں پس تجھ کو چاہیئے کہ مانند باغبان کے کہ اُس کو واسطے کشت کار زمین افتادہ کے یا باغ لگانے کے قرار دیا جائے اور باغبان جب تک سیر باغوں اور چمنوں کی نہ کرے اور وضع درخت لگانے اور تخم بونے اور جاری کرنے نہروں اور نالیوں کے اور طریق پیوند وغیرہ کے نہ دیکھے کبھی اس سے سرانجام اس مہم کا ممکن نہیں یا مانند میر عمارت کے مقرر کیا جاوے کہ اُس کو مالک واسطے تعمیر قلعہ اور حویلی کے کسی جگہ میں حکم فرماوے اور جب تک وہ میر عمارت نقشہ قلعوں اور مکانات خاوند اپنے کا ملاحظہ نہ کرے بنوانا قلعہ کا اور رکھنا بُرجوں وغیرہ کا اُس میں ممکن نہ ہو جب تک قصد بہشت کے جانے کا نہ کرے تو اور فقط چلنے پھرنے پر کفایت نہیں بلکہ چند مدت بطریق وطن بنانے کے اُسْكُنْ اَنْتَ یعنی سکونت اختیار

marfat.com

کہ اُس جگہ کی تاکہ کیفیت تعمیر کی اور سرانجام کام باغ کا اور جاری کرنا پانی کا اور نہروں اور چشموں کا دیکھے تو اور یہ کام محض تجھ سے سرانجام نہ ہوگا بلکہ وزوجك الجنّة یعنی اور عورت تیری بھی سکونت کرے بہشت میں واسطے دو سبب کے ایک یہ کہ جو چیز رہائش زمین میں عورتوں کے ذمہ پر ہے مثل آرائش مکان اور زیب و زینت اور طریق استعمال زیور اور پوشاک وغیرہ کے بہشت کی چیزیں دیکھ کر سیکھ لے اور موافق اُس کے زمین پر عمل کرے اور آبادی دونوں طرح کی خواہ مردوں کی وضع کی یا عورتوں کی ہو متحقق ہووے اور اگر عورت تیری ان چیزوں کو نہ جانے گی تمام زمین ایسی ہو جاوے گی جیسا کہ عورتیں گھر میں نہ ہوں یا اگر ہوویں تو پھوہڑ ہوں اس واسطے کہ مردوں سے عورتوں کے کام سرانجام نہیں ہو سکتے دوسرے یہ کہ اگر عورت تیری ہمراہ تیرے بہشت میں نہ ہو خاطر تیری اُس کی طرف لگی رہے گی اور دل جمعی سے رہنا تیرا بہشت میں نہ ہوگا اس وجہ سے گویا تو بہشت میں نہ ہوگا علاوہ اس کے کہ آدمی وطن اپنا اُسی جگہ کو جانتا ہے جس جگہ عورت اور فرزند اس کے ہوں اور بغیر دل جمعی کے رہنے میں معلوم کرنا حقیقتوں اس جگہ کا ممکن نہ ہوگا اور تم دونوں کو چاہیئے کہ بہشت کے رہنے میں فقط میووں کے دیکھنے پر کفایت نہ کرو اس واسطے کہ حقیقت ماکولات اور مشروبات کی سوائے کھانے اور پینے اور دریافت کرنے مزے اور خوشبوؤں کے اور خواص اور نفع اور ضرر بغیر تجربہ کے حاصل نہیں ہوتے ہیں بلکہ چاہیئے کہ تم اس جگہ کے میووں میں تصرف کرو تاکہ کیفیتیں اُن میووں کی یاد رکھو تم وكلا منها رغدا یعنی اور کھاؤ تم اس بہشت سے کھانا بہت فراغت سے اس واسطے کہ فقط چکھنے ماکولات اور مشروبات کے سے جب تک کہ سیری اُن سے نہ ہو اچھی طرح خواص اور نفع اور ضرر اُن کے دریافت نہیں ہوتے اور چونکہ ہر طبقہ بہشت کا آب و ہوا دوسری طرح کی رکھے اور مکانات اور حویلیاں اور محل ہر طبقہ کے رنگ برنگ اور جدا جدا ہوں تو تم دونوں کو چاہیئے کہ فقط اوپر سکونت ایک طبقہ اور کھانے میووں ایک قطعہ کے اُس میں سے کفایت نہ کرو بلکہ حيث شئتما یعنی جس جگہ چاہو تم سکونت کرو اور اس کے میووں میں تصرف کرو تاکہ تمام طبقے بہشت کے مع تمام چیزوں کے کہ ان کے اندر ہیں تمہارے خیال میں یاد رہیں اور جس وقت زمین پر جاؤ نمونہ اُس کا کہ تمہارے خیال میں بیٹھا ہوا ہے ظاہر کرو اور معنی خلافت داخلی اور خارجی اور منزلی کے

بسبب اجتماع اور مشورہ مرد عورت کے پلتے جاویں لیکن تم کو باوجود اس اجازت عام اور وسعت تام کے واسطے آزمائش تکلیف قبول کرنے اور بچنے منہیات کے کہ جوہر حیات تمھاری کا ہے اور ظہور اس کا وقت ظاہر ہونے خلافت تمھاری کے زمین میں پایا جاوے گا منع کرنا بعضی چیزوں بہشت کا بھی ضروری ہوا تاکہ اباحت عامہ کے ساتھ خوگر نہ ہو جاؤ اور پرہیز کرنا لذتوں نفسانی اور مرغوبات طبعی کے تمھارے اوپر شاق نہ ہو اور وہ چیز منع کی ہوئی ایسی نہ ہو کہ قبح عقلی اور طبعی اس میں ہو بلکہ اُس جنس سے ہو کہ قبح عقلی اور طبعی اس میں نہ پایا جاوے الّا اجتناب قبائح عقلی اور طبعی سے جبلت انسانی کا تقاضا ہے احکام شرعی کی فرمانبرداری اس میں نہیں معلوم ہوتی ہے اس واسطے تم کو کہتا ہوں کہ اس درخت کو بہشت کے بے انتہا درختوں میں سے اپنے اوپر حرام جانو اور بے تحقیق کرنے وجہ ضرر اُس درخت کی بچنا اُس سے لازم سمجھو وَلَا تَقْرَبَا یعنی اور نزدیک نہ ہو تم اس کے چہ جائیکہ اُس سے کچھ توڑ کر کھاؤ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی اس درخت کی طرف اور کسی درخت کی طرف بہشت کے درختوں میں اشارہ نہ فرمایا اور تعیین کرنی اُس درخت کی کہ گیہوں کا درخت یا انگور کا درخت یا سوا اُس کے ہے جیسا کہ روایتیں ان سب کی آتی ہیں ضروری نہیں اکثر روایتوں میں یہ ہے کہ وہ درخت گیہوں کا تھا اور ابن عباس اور دوسرے صحابہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور وہب بن منبہ نے ایسا کہا ہے کہ ہر ہر دانہ اُس گیہوں کا بیل کے گردہ کے برابر تھا اور مسکہ سے نرم اور شہد سے میٹھا تھا اور ابن مسعود اور جعدہ بن ہبیرہ سے منقول ہے کہ وہ درخت انگور کا تھا اور کہا ہے انھوں نے کہ اُسی درخت کے پھل سے بڑی بڑی نشہ کی چیزیں بناتے ہیں اور دُنیا میں باعث فتنہ اور فساد کا ہوتا ہے اور موجب بے عقلی اور بے حیائی اور ظاہر ہونے ستر عورت کا ہوتا ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ درخت انجیر کا تھا اور ابو الشیخ نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے روایت کی ہے کہ وہ درخت ترنج کا تھا اور ابن ابی حاتم نے اور ابو الشیخ نے ابی العالیہ سے روایت کی ہے کہ وہ ایسا درخت تھا کہ جو کوئی اُس سے کھاوے حاجت پاخانہ کی اس کو ہووے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وجہ حکمت حرام کرنے اُس کی دریافت کی جاوے اور کچھ فائدہ اسکا نہیں بلکہ حصول غرض کے واسطے مضر ہے اس واسطے کہ منظور اس تحریم سے عادت کروانی حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی اُنکی کی تھی۔

marfat.com

تاکہ زمین میں وقت تکلیف اور حرام کرنے مشتبہات اور مرغوبات کے کہ مضرِ عقلی اور طبعی اُن کا معلوم نہ ہو اُن چیزوں کے چھوڑنے میں حیلہ اور توقف نہ کریں اور فرمانبرداری حکم الٰہی کی کریں اور اگر وجہ حکمت حرام کرنے کی معلوم کرلیں اور نزدیک اُن کے اور اولاد اُنکی کے حرمت عقلی اور طبعی محرمات کی ظاہر ہو پس یہ ترک کرنا اُن کا فقط واسطے فرمانبرداری حکم شرعی کے نہ ہوا بلکہ حسن اور قبح عقلی اور طبعی بھی اُس کے ساتھ مل گیا کہ عقل اور طبع بھی اُن کی مانع آئی اور اسی واسطے سزا اُس میوے کھانے کی کوئی وجہ مضرِ عقلی یا طبعی بیان نہیں فرمائی بلکہ یوں ارشاد ہوا کہ تم اس درخت کے پاس جاؤ گے یا اس میں سے کھاؤ گے بر خلافی میرے حکم کی تم سے سرزد ہوگی فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پس ہو جاؤ گے ظلم کرنے والوں میں سے اس واسطے کہ ظلم نام حق تلفی کا ہے اور حق مالک کا یہ ہے کہ مملوک اس کے کہنے سے سرمو تجاوز نہ کرے اور ایسا مالک کہ پردۂ غیب سے تم کو وجود میں لایا اور پھر تم کو نام ہر چیزوں کے سکھلاتے اور جو سب سے بہتر مخلوق کہ فرشتے ہیں اُن کے اُوپر تم کو فوقیت دی کہ قبلہ عبادت اُن کی کا تم کو بنایا پھر واسطے سکھلانے آئین خلافت زمین کے حرم خاص اپنے میں کہ وہ بہشت ہے تم کو سکونت دی اور وہاں کی چیزوں سے نفع لینے میں اجازت عام دی اور فقط ایک قسم کے درخت سے منع فرمایا اور اگر تم اس سے اجتناب نہ کرو گے اور بغیر مرضی ہماری کے اُس کو کھاؤ گے کس قدر اُس کے حقوق تلف کرو گے اور جب شیطان نے معلوم کیا کہ اس وقت تک اُن کو کسی طرح کی تکلیف شاق نہ دی تھی اور ہر طرف سے ہر چیز کی اجازت تھی مکر اور فریب میرا پیش نہیں جاتا تھا اس واسطے کہ صدور گناہ کا اور ذلت کا اُس وقت ہوتا ہے کہ شرع کی طرف سے کچھ قید ہو اور ان کو کوئی چیز منع نہیں اب اُن کو تھوڑی سی تنگی آگے آئی ہے کہ ایک چیز بہشت کی سے اُنکو منع کیا ہے سو میرا قابو اُن پر ہو گیا پس فکر بہکانے اُن کے کا اب شروع کیا حضرت آدم اور حوا کے رُوبرو گیا اور کہا کہ کچھ تم جانتے ہو انجام کار تمہارا کیا ہوگا اور بسبب اس تعظیم اور تکریم کے فریفتہ مت ہو آخر کار واسطے تمہارے موت ہے حضرت آدم نے پوچھا کہ موت کیا ہے شیطان نے اپنے تئیں مردہ جانور کی صُورت بنا کر اُن کے روبرو ڈال دیا اور جس طور سے کہ جانکنی کے وقت حالت غرغرہ کی اور ہاتھ پاؤں مارنے کی اور روح نکلنے کی ہوتی ہے ان کو دکھلا دی

marfat.com

بمجرد دیکھنے اس حالت کے ہول اور خوف حضرت آدم پر غالب ہوا پوچھا کہ اس حالت سے محفوظ رہنے کی تدبیر کیا ہے شیطان نے کہا کہ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى یعنی میں نشان دیتا ہوں تم کو ایک درخت کا کہ جو کوئی اس سے کچھ کھاوے ہرگز مردہ نہ ہوگا اور بادشاہت اُس کی فنا نہ ہوگی انھوں نے کہا کہ وہ درخت کونسا ہے شیطان نے اُسی درخت کو بتایا جس سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو منع کیا تھا کہ وہ یہی درخت ہے انھوں نے کہا کہ یہ درخت تو فنا کا ہے ہمیشگی کا نہیں ہے اور یہ درخت سبب زوال ملک کا ہے سبب دوام کا نہیں بلکہ سبب رُسوائی اور باعث دور کرنے کا خدا کی جناب سے ہے اور موجب قرب اور وجاہت کا نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس درخت کے نزدیک جانے سے منع فرمایا ہے اگر اس درخت میں یہ فائدے ہوتے ہم کو اُس کے پاس جانے سے کیوں منع فرماتا کہ وہ ارحم الراحمین ہے شیطان نے کہا کہ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ یعنی حق تعالیٰ نے تم کو اس درخت سے اس واسطے منع نہیں فرمایا ہے کہ اس کے میوہ کھانے سے کچھ تم کو ضرر پہنچے گا بلکہ اس واسطے منع فرمایا ہے کہ تم اس درخت کے میوہ کھانے سے فرشتوں کی مانند ہو جاؤ گے کہ ہرگز خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے ہیں اور کھانے پینے اور عورت اور بچوں کی فکر میں نہیں رہتے ہیں اور اگر تم کو یہ حالت حاصل ہو زمین کی خلافت کا تم سے انجام نہ ہو سکے گا اسی واسطے اللہ چاہتا ہے کہ تم کو کھانے پینے اور زن و فرزند کی فکر میں مشغول رکھے اور ایک مدت یاد اپنی سے تم کو غافل کرے تاکہ تم سے کام خلافت کا لیوے پس حقیقت میں ارادہ اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ تم اُس سے دُور جا پڑو اور کھانا اس درخت کے میوے کا سبب قرب اور اتصال الٰہی کا ہے پس اس منع کرنے کی مثال ایسی ہے کہ بادشاہ کسی شخص کو اگر کہیں بھیجتا ہے تو وہ شخص خدمت حضور سے دُور رہتا ہے یا اس واسطے منع فرمایا ہے کہ بسبب کھانے میوہ اس درخت کے بہشت سے نکلنا تمہارا نہ ہو سکے گا اور بہشت میں موت نہیں ہے اور ارادہ اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ تم کو وضع اور آئین خلافت بہشت کے رہنے سے یاد دلا کر دُنیا کی طرف بھیجے اور اُس جگہ موت اور فوت تم کو لاحق ہووے تاکہ ہر طرح کے گروہ تمہاری نسل سے زمین پر ظاہر ہوویں اور یہ قرب کہ اب جناب باری

کے ساتھ تم کو میسر ہے جاتا رہے حاصل کلام یہ ہے کہ یہ نہی تنزیہی اور ارشادی ہے مخالفت
اس نہی کی واسطے حاصل کرنے مرتبہ کے کہ جو اعلیٰ امتثال نہی کے مرتبے سے ہو مضائقہ نہیں حضرت
آدم اور حوا کو لبسبب اُنکے باتوں فریب آمیز کے دل میں تردد پیدا ہوا اور اُس وقت شیطان نے
قسمیں بہت سی کھائیں کہ میں محض ارادہ خیر خواہی تمہاری کا رکھتا ہوں اس واسطے کہ ایک بے ادبی
مجھ سے تمہاری جناب میں ہوئی ہے کہ میں نے سجدہ نہیں کیا اور لبسبب اُس کے ملعون ہوا۔ اب
چاہتا ہوں کہ آلودگی اس بے ادبی کی اپنے سے دھوؤں میں اور تم کو ایسے مرتبہ کی طرف پہنچاؤں
کہ تمام عمر شکر گزاری میری کرتے رہو حضرت آدم کے دل میں آیا کہ مخلوق کو جرأت نہیں کہ جھوٹی
قسم اللہ تعالیٰ کی تاکید سے کھاوے البتہ اس شخص نے سچ کہا ہو فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا
یعنی پس بھُلا دیا اُن دونوں کو شیطان نے اُس درخت کے بچنے سے اس طرح پر کہ پہلے مور کے
آگے گیا اور اس کو کہا کہ بہشت میں جاکر اپنے تئیں رُوبرو آدم اور حوا کے آراستہ کر کے رقص
کرے جب وہ دونوں تماشے میں فریفتہ ہوئے آہستہ آہستہ اُن کے پاس سے ہٹ کر اپنے تئیں بہشت
کی دیوار تک پہنچایا جس وقت دونوں بہشت کی دیوار کے پاس پہنچے سانپ کے پاس جاکر اُس کے
منہ میں بیٹھا اور کہا کہ مجھ کو بہشت کی دیوار پر پہنچا دے دیوار پر چڑھ کر حضرت آدم اور حوا
سے مُلاقات کی اور جس درخت سے منع فرمایا تھا اس کے کھانے کی رغبت دلائی اور وسوسہ
شروع کیا اور یہ حیلہ شیطان نے ان دونوں کی ملاقات کے لئے اس واسطے کیا تھا کہ بعد انکار
سجدہ کے حق تعالیٰ نے اس کو بہشت سے نکال دیا تھا اور بہشت کے دربانوں کو حکم تھا کہ اندر
بہشت کے نہ آنے دویں اس تدبیر سے چاہا کہ آدم اور حوا کو بھی اس مکان سے باہر نکالے۔۔
فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ پس نکالا اس نے ان دونوں کو اس چیز سے کہ وہ اس
میں میوے نفیس کھاتے تھے اور لذتیں مرغوب اور خوش ہوائیں اور سایہ باغوں کا اور نہریں
جاری اور نعمتیں طرح طرح کی میسر تھیں اور کیفیت نکالنے حضرت آدم اور حوا کی بہشت سے
اور کھانا اس درخت سے اور برہنہ ہو جانا اُن کا لباس بہشتی سے اور حیران اور سرگرداں ہونا ان
کا لباس عُریانی سے اور ڈھونڈنا درختوں کے پتوں کا واسطے پوشش شرمگاہ کے کلام اللہ کی
اور سُورتوں میں مذکور ہے اس سورۃ میں واسطے ظاہر کرنے بُرائی گُناہ کے اس قدر فرمایا کہ


marfat.com

وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا یعنی اور کہا ہم نے آدم اور حوا کو اور اولاد ان کی کو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی نسل میں مقدر کر دیا تھا اور شیطان کو کہ اترو تم بہشت سے اس واسطے کہ بہشت گناہ کی جگہ نہیں لائق تم سے گنہگاروں کے دارالتکلیف ہے یعنی دنیا کہ سراسر جگہ رنج اور مشقت کی ہے اور اداٹی رنج اور مشقت کے مرتبوں میں عداوت آپس کی ہے کہ دُنیا میں بھی مضرت اُس کی ہے اور دین میں بھی مضرت اُس کی ہے اور یہ امر تم کو پیش آنیوالا ہے اس واسطے کہ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ یعنی بعضا تمھارا بعض کا دشمن ہے جیسا کہ شیطان ہمیشہ بسبب عداوت کے درپے گمراہ کرنے آدمی کے ہے اور آدمی ہمیشہ درپے ذلیل کرنے شیطان کے پس درمیان ان دونوں کے دشمنی دینی اور شرعی ہے جیسا کہ آدمی اور سانپ اور طاؤس میں دشمنی طبیعی ہے اور اولاد آدم کو ہر چند کہ آپس میں یگانگت اور اتحاد جنسی ہے لیکن بعضے ان میں سے بسبب تعلیم شیطان کے راہ شیطنت کی اختیار کرتے ہیں اور اُن کی طبیعت میں ایذارسانی ہم جنس اپنے کی ہوتی ہے اور اُس کی عادت کرتے ہیں اور دشمن بنتے ہیں اور بعضے اُن میں سے سانپ کی طبیعت قبول کرتے ہیں اور قوت بہیمیہ اور غضبیہ اُن کی ہیجان کرتی ہے اور عادت نیش زنی خلق خدا کی اُن کے اندر ہو جاتی ہے اور بعضے ان میں سے طاؤس کی طبیعت کرتے ہیں کہ شہوت پرستی اور آرائش اپنی اور خود پسندی اور پندار ان کے اندر سماتا ہے اور اپنی ہم چشموں کا حسد اور کینہ اور بغض کا شیوہ اختیار کرتے ہیں اور اسی واسطے ان کو بعد نکالنے کے بہشت سے جلدی رجوع اس کی طرف ممکن نہیں اس واسطے کہ بہشت جگہ بغض اور عداوت اور دشمنوں کے جمع ہونے کی نہیں بلکہ بود و باش تمھاری زمین میں ہے وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ ؕ یعنی اور تمھارے واسطے ہے زمین میں ٹھہرنا ایک مدت دراز اور بسبب اس استقرار کے اُمید تمھاری بڑھ جاوے گی اور دروازہ حرص کا کھل جاوے گا ہر ایک اپنی زندگی بڑی خیال کر کے دوسرے سے لڑے گا اور اسباب دشمنی کے آپس میں موجود ہوں گے وَ مَتَاعٌ یعنی اور نفع لینا ہے زمین کی چیزوں سے اور وہ نفع پکڑنا طرح طرح کی خواہشوں نفسانی میں تم کو پھنسوا دیگا اور فکر پھر بہشت میں جانے کا بالکل تمھارے دل سے بھلا دے گا لیکن یہ قرار پکڑنا اور نفع اٹھانا ہمیشہ نہیں رہے گا بلکہ منقطع ہو جاتے گا۔ اِلٰى حِيْنٍ یعنی ایک وقت معین تک کہ وہ وقت موت کا ہے ہر ہر شخص کے حق میں اور وقت

marfat.com

قیامت کا ہے بہ نسبت تمام شرع کے اور جب حضرت آدم نے یہ خطاب عتاب کا سُنا اور بہشت سے نکلنے کی ندامت اور شرمندگی بہت اُن کو حاصل ہوئی اس جگہ گریہ وزاری کرتے تھے کہ رحمت الٰہی اُن کو پہنچی فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ یعنی پس سیکھا آدم نے مِنْ رَّبِّہٖ یعنی الہام پروردگار اپنے سے کَلِمٰتٍ یعنی کتنے کلمے کے سبب قبولیت توبہ اُن کی کے ہوتے اور وہ کلمے یہ ہیں کہ

ربّنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخٰسرین

اور طبرانی نے معجم صغیر میں اور حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے اور ان پر عتاب الٰہی نازل ہوا توبہ قبول ہونے میں حیران تھے کہ اتنے میں اُن کو یاد آیا کہ مجھ کو جس وقت خدائے تعالٰی نے پیدا کیا تھا اور رُوح خاص میرے اندر پھونکی تھی اُس وقت میں نے اپنے سر کو عرش کی طرف اٹھایا تھا اُس جگہ لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدر کسی شخص کی اللہ کے نزدیک برابر قدر اُس شخص کے نہیں کہ نام اُس کا اپنے نام کے ساتھ برابر لکھا ہے تدبیر یہ ہے کہ بحق اُسی شخص کے سوال مغفرت کا کروں میں پس دُعا میں کہا اسئلك بحق محمّد ان تغفرلی۔۔۔ حق تعالٰی نے اُن کی بخشش کی اور وحی بھیجی کہ محمّد کو کہاں سے جانا تو نے اُنھوں نے تمام ماجرا عرض کیا حکم پہنچا کہ اے آدم محمّد سب پیغمبروں سے پچھلا پیغمبر ہے اولاد تیری میں سے

## بیان لفظ بحق فلاں کا

اور اگر وہ نہ ہوتا تجھ کو پیدا نہ کرتا لیکن اس جگہ سے جاننا چاہیئے کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ دُعا کرنے میں لفظ بحق فلاں کا لانا مکروہ ہے اس واسطے کہ کسی کا اوپر خدا کے حق نہیں ہوتا ہے اور تفصیل مقام کی یہ ہے کہ معتزلوں کے نزدیک کہ بندوں کو ان کے فعلوں میں خالق سمجھتے ہیں جزا اُن فعلوں کی حقیقۃً حق بندوں کا ہے اور اوپر مذہب اہل سنت وجماعت کے افعال بندوں کے مخلوق خدا کے ہیں پس بندوں کو بسبب ان فعلوں کے کوئی حق حقیقۃً ثابت نہیں بلکہ باعتبار وعدہ اور رحمت کہ اپنی طرف سے مقرر کیا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ مَنْ اٰمَنَ با للّٰہ و رسولہٖ و اقام الصلوٰۃ وصام رمضان کان حقا علی اللّٰہ ان یدخلہ الجنۃ ھاجر فی سبیل اللّٰہ اوجلس فی ارضہ التی ولد فیھا

marfat.com

یعنی جو شخص ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور رسول اُس کے اور ادا کیا اُس نے نماز کو اور روزے رمضان کے ہوگیا حق اُس کا اللہ کے اوپر یہ کہ داخل کرے اُس کو بہشت میں خواہ وہ ہجرت کرے اللہ کے راستے میں یا بیٹھا رہے بیچ زمین اپنی کے جس پر کہ پیدا ہوا ہے اور بیچ حدیث صحیح میں معاذ بن جبل سے آیا ہے هل تدری ما حق العباد علی الله الی اخرہ.....

پس جو روایت حضرت آدمؑ کی توبہ میں لفظ حق کا آیا ہے محمول اُوپر اُسی حق جعلی اور تفضیلی کے ہے یعنی اللہ تعالٰی نے اپنی طرف سے تقرر کردیا نہ یہ کہ حقیقۃً حق ہے اور وہ کہ فقہ کی کتابوں میں جس سے منع کیا ہے حق حقیقی ہے اور زمانہ سابق میں مذہب معتزلہ کی کثرت تھی اور استعمال اس لفظ کے سے وہم اُن کے مذہب کا جاتا تھا فقہا نے مطلقاً استعمال اس لفظ کے سے منع فرمایا ہے تاکہ خیال کسی کا اُس مذہب کی طرف نجاوے یہ تقریر موافق قرارداد علماء ظاہر کے ہے اور اہل تحقیق نے ایسا کہا ہے کہ ہر ایک کے واسطے کاملین بنی آدم سے ایک اسم ہے اسماء الٰہی سے کہ تربیت اُس کی فرماتا ہے پس سوال کرنا ساتھ حق کامل کے اشارہ اُسی اسم کی طرف ہے اگر کوئی شخص وقت استعمال اس لفظ کے اس معنی

## بیان دعاؤں حضرت آدمؑ کا

کا لحاظ کرے لائق ملامت اور عتاب کے نہیں اور طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آں حضرت نے فرمایا ہے کہ جب وقت توبہ حضرت آدمؑ کا پہنچا حضرت آدم سامنے کعبہ کے کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور ساتھ الہام الٰہی کے یہ دعا ان کی زبان سے جاری ہوئی اللّٰھم انت تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفر لی ذنبی اللّٰھم انی اسألك ایمانا یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی وارضنی بما قسمت لی حق تعالٰی نے طرف ان کے وحی بھیجی کہ توبہ تیری قبول ہوئی اور دعا تیری مستجاب ہوئی اور جو کوئی تیری اولاد میں سے ساتھ اس دعا کے توسل پکڑے گا مدعا اس کا حاصل ہوگا اور اس حدیث کو ازرقی نے بیچ تاریخ مکہ اور جندی نے بیچ فضائل مکہ کے اور بیہقی نے بیچ کتاب الدعوات اپنی کے بریدہ اسلمی سے ساتھ اسنادوں متعددہ کے روایت کی ہے اور عبد بن حمید

marfat.com

ساتھ روایت ضحاک ابن عباس کے لایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام دو سو برس تک تو اپنی
کی فکر میں گریہ وزاری کرتے رہے ایک روز کفِ دست اپنا پیشانی پر رکھ کر اور سر زانو پر ڈال کر
مشغول رونے میں تھے کہ ناگاہ جبریلؑ وارد ہوئے اور اس قدر گریہ وزاری حضرت آدم علیہ السلام
نے اُن میں تاثیر کی کہ اُن کو بھی رونا آگیا اور پوچھا کہ اس قدر گریہ اور زاری تمہاری کس واسطے
ہے حضرت آدمؑ نے کہا کہ میں تضرع اور زاری کس طرح نہ کروں کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو بسبب
شامت اس گناہ کے بلندی آسمان سے زمین کی پستی میں ڈال دیا اور دار المقامۃ سے دار الزوال
میں گرایا اور نعمتوں کے گھر سے باہر کر کے رنج اور بلا کے گھر میں پہنچایا اور مقام جاوید اور
ہمیشگی سے بیچ محل فنا کے لایا اے جبرئیل اگر شدائد اس مصیبت کے شمار کرنا چاہوں پس یہ
بات میرے امکان سے باہر ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں یہ حقیقت عرض کی
حکم ہوا کہ آگے آدم کے جا اور کہہ کہ میری نعمتوں کو کہ کس قدر تجھ کو عطا کیں یاد کر کہ اول دست
قدرت اپنے سے تجھ کو پیدا کیا پھر تیرے قالب میں رُوح خاص اپنی کو پھونکا پھر اپنے فرشتوں
سے تجھ کو سجدہ کروایا اور تو نے ان نعمتوں میری کی قدر نہ جانی اور حکم میرے کی نافرمانی کی۔
حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی الٰہی اے میرے پروردگار مجھ سے یہ تقصیر سرزد ہوئی حکم پہنچا
کہ رحمت میری غضب میرے پر غالب ہے آواز تیری سُنی میں نے اور تضرع اور زاری تیری پر رحم
کیا میں نے اور تقصیر تیری سے درگزر کی ان کلموں کو کہہ لا الٰہ الا انت سبحانک
وبحمدک عملت سوء وظلمت نفسی فاغفرلی ذنوبی انک انت خیر
الغافرین لا الٰہ الا انت سبحانک وبحمدک عملت سوء وظلمت
نفسی فارحمنی انک انت خیر الراحمین لا الٰہ الا انت سبحانک
وبحمدک عملت سوء وظلمت نفسی وتب علیّ انک انت التوّاب
الرحیم اور ساتھ روایت ابن المنذر کے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے یہ الفاظ
مع اس زیادتی کے اللّٰھُمَّ اسئلک بجاہ من عبدک وکرامتہ علیک ان
تغفرلی خطیئتی وارد ہوئے ہیں اور ابتدا میں لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک
لہٗ ھو علی کل شیٔ قدیر تک بھی وارد ہوا ساتھ روایت ابن مسعودؓ کے خطیب اور

marfat.com

ابن عساکر مرفوعاً ایسا لائے ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام شامت اس گناہ سے نکل کر زمین

## بیان روزہ ایام بیض کا

پر پڑے رنگ اُن کا سیاہ ہو گیا تھا جب وقت توبہ انکی کا پہنچا حکم ہوا کہ تیرھویں تاریخ چاند کی روزہ رکھ انھوں نے اُس دن روزہ رکھا اور تیسرا حصہ ان کے بدن کا حالت اصلی پر آیا پھر فرمایا کہ تاریخ چودھویں کو بھی روزہ رکھ اس دن بھی روزہ رکھا اور ایک ثلث حصہ کا رنگ اور درست ہوا پھر تاریخ پندرھویں کو بھی حکم ہوا کہ روزہ رکھ اس دن بھی روزہ رکھا اور تمام بدن رنگ اصلی پر آیا بعد اس کے یہ تینوں روزے اوپر اُن کے اور اولاد اُن کی کے فرض ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک لیکن ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں روزے واسطے کامل کرنے توبہ کے ہوں گے اس واسطے کہ صحیح روایتوں میں آیا ہے کہ قبول ہونے توبہ اُن کی کا اتوار کا دن ہے اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بعد اس کے کہ بہشت سے نکلے اور زمین پر گرے اس قدر گریہ اور زاری کی کہ اگر گریہ اور زاری تمام بنی آدم کی اور گریہ کرنا حضرت داؤد علیہ السلام کا ساتھ اس کے برابر کریں گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام کی زیادہ ہو جاوے اور بیہقی نے شعب الایمان میں بریدہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ لو وزن دموع آدم بجمیع دموع ولدہ لرجح دموعہ علی جمیع دموع ولدہ یعنی اگر برابر کئے جاویں اشک آدم کے ساتھ تمام اشک اولاد اُس کی کے البتہ ہو دیں زیادہ اشک آدم کے اوپر تمام اشک اولاد اُس کی کے اور امام احمد کتاب الزہد میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے لائے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے اس گناہ ہونے سے یہ حالت تھی کہ موت اُن کی رُو برو آنکھوں کے رہتی تھی اور اُمید اُن کی پس پشت جبکہ یہ گناہ صادر ہوا اُمید اُن کی آنکھ کے رُو برو ہوئی اور اجل کو پس پشت ڈالا اور ابن عساکر مجاہد سے روایت لایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو حکم نکلنے کا ہوا حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہ السلام آئے اور تاج کو سر ان کے سے اُٹھایا اور کمر بند یعنی پٹکہ اُن کی کمر سے کھولا اور اُن کو برہنہ کیا اور عربی زبان اُن سے موقوف کرادی اور بجائے اُس کے زبان سریانی جاری کی بعد قبولیت توبہ سے پھر حکم ہوا کہ عربی زبان میں باتیں کرتے رہیں حاصل کلام یہ کہ بعد کد و کاوش بہت کے دُعا حضرت آدم علیہ السلام کی جناب الٰہی میں مستجاب ہوئی فَتَابَ عَلَيْهِ یعنی بس رجوع رحمت کے ساتھ حق تعالیٰ نے طرف اُسکے کی

marfat.com

اور توبہ اُس کی قبول فرمائی آئندہ کو گناہوں سے معصوم کیا اور یہ بسبب کمال رحمت اور عنایت
اُس کی ہے اس واسطے کہ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ قبول
کرنے والا توبہ بندوں کی ہے اور بے شمار مہربان کہ بار بار گناہ اُن کے بخشتا ہے اور باوجود کمال
رحمت اور عنایت کے کہ اوپر کل بندوں اپنے کے کرتا ہے اور خصوصاً حضرت آدم کے اوپر اُن کو
بمجرد قبول کرنے توبہ کے فوراً بہشت کے اندر نہ لے لیا بلکہ قُلْنَا اهْبِطُوا یعنی کہا ہم نے
کہ ابھی اُسی جگہ رہو جہاں تم کو اُتار لے مِنْهَا یعنی بہشت سے دُور پڑے ہوئے جَمِيعًا
یعنی سب کے سب اور اگر تم کو اس وقت میں طرف بہشت کے اُٹھا دیں تمہاری اولاد میں تفرقہ
لازم آوے اس واسطے کہ نیک لوگ پیروی حضرت آدم علیہ السلام کی کر کے مستحق بہشت کے
ہو جاویں اور بہشت میں ان کو پہنچایا جاوے اور بدوں کو کہ برخلاف حضرت آدم کے طریقہ اختیار
کیا دُنیا میں چھوڑا جاوے یا دوزخ میں ڈالا جاوے اور یہ تفرقہ منافی اس غرض کے ہے کہ نیچے آنے
میں تھی اس واسطے کہ مقصود زمین میں لانے سے تکلیف احکام کی اور امتحان کرنا ساتھ امر اور نہی کے
فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى یعنی پس اگر ثابت ہووے یہ امر کہ آوے تمہارے پاس میری
طرف سے ہدایت کہ دلائل عقلیہ اور معجزے اور فعلیہ میری طرف سے ہونا اس کا یقینی ہو،
فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ یعنی پس جو کوئی تابعداری کرے اس ہدایت کی میری ہدایت جان کر
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ یعنی پس ڈر اوپر ان کے نہیں اس بات کا کہ وہ ہدایت فریب دیتا ہو میری
طرف سے یا کام شیطان کے سے ہو بعضے اوضاع سماویہ اور استعدادات ارضیہ صورت پکڑی ہو
یعنی اُن کی ہدایت کو ایسے احتمالوں سے کچھ خلل نہیں پہنچے گا بلکہ اس حال پر مضبوط رہیں گے اس
واسطے کہ بیچ علوم حادیہ کے اس قسم کے احتمالات ضرر نہیں کرتے ہیں وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ یعنی اور
وہ نہ غم ناک ہوں گے اوپر فوت ہونے سکونت بہشت کے اور لذتوں اُس کی کے کہ اُن کے باپ کے
ہاتھ سے نکل گئی اس واسطے کہ پھر ان کو بعد مفارقت بدن کے رجوع بہشت کی طرف میسر ہوگا،
اور خوشی اور لذتیں پوری پوری ان کو ہمیشہ کے واسطے میسر ہوں گی وَالَّذِينَ كَفَرُوا یعنی اور
وہ لوگ کہ جنھوں نے انکار کیا اس ہدایت میری کا اور احتمالات بعیدہ کو اپنے دل میں راہ دی اور
وجوہات باطلہ اپنے ذہن میں محکم کئے وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا یعنی اور نسبت جھوٹ کی کی طرف

marfat.com

علامتوں اور نشانیوں بھیجی ہوئی ہماری کے کہ بسبب اُن نشانیوں کے صدق یقین ہوتا ہے بس وہ محروم ہوئے اس بات سے کہ پھر بہشت کو دیکھیں اور مقام نزول اپنے سے کہ وہ زمین ہے ترقی کریں بلکہ اس مقام سے بھی اُن کو نیچے ڈالا جاوے اس واسطے کہ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ یعنی وہ گروہ یار دوزخ کے ہیں کہ ہرگز صحبت اُس کی سے جُدا نہ ہوں گے اور اُس جگہ سے انتقال نہ کریں گے بلکہ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اس واسطے کہ امتحان تمام نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ وعدہ عذاب ہمیشگی کے اس واسطے کہ عذاب موقوف ہو جانے کو وہم خاطر میں نہیں لاتا ہے اور اس سے نہیں ڈرتا ہے اور جبکہ وعدہ عذاب ہمیشگی کا وقوع میں آیا پھر پورا کرنا اس وعدہ کا لازم ہوا کہ خلاف وعدہ کا کرنا نقصان اور عیب ہے اور جناب الٰہی نقصان اور عیب سے پاک اور مبرا ہے باقی رہیں اور اس حصہ میں چند بحثیں کہ بیان کرنا ان کا ضروری ہے اول یہ کہ حق تعالیٰ نے سکونت بہشت کی اصالۃً حضرت آدم کے حق میں فرمائی اور زوجہ اُن کی کو کہ حضرت حوا تھیں تابع اُن کے کیا کہ اسکن انت و زوجك اور بیچ کھانے میووں کے دونوں کو بالاصالۃ خطاب فرمایا کہ کلا منها رغدا حیث شئتما اور ایسے ہی منع کرنے میں نزدیکی درخت ممنوع کے سے دونوں کو شریک کیا نکتہ اس بیان میں یہ ہے کہ مقرر کرنا مکان سکونت بہشت کا اختیار میں ہوتا ہے عورت کو اُس میں دخل نہیں جس جگہ چاہے اس کو لے جاوے اور کھانے اور پینے اور منہیات کے بچنے میں دونوں برابر ہیں کوئی تابع دوسرے کا نہیں دوسرے یہ کہ زوجک معطوف اور ضمیر اسکن کے ہے پس چاہیئے کہ اسکن طرف زوجک کے بھی مسند ہوا ہو حالانکہ صیغہ امر حاضر کی اسناد طرف اسم ظاہر کے جائز نہیں جواب اس کا یہ ہے کہ عطف سبب شارکت کا اصل نسبت میں ہوتا ہے کیفیت نسبت میں نہیں ہوتا ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ جاء نی زید لا عمرو درست ہے باوجودیکہ معطوف علیہ میں نسبت ثبوتی ہے اور معطوف میں نفی ہے اور ایسے ہی قامت ہند و زید معطوف علیہ کا عامل صیغہ مونث کا ہے اور معطوف ہے مذکر عامل اُس کا صیغہ مونث کا نہیں ہو سکتا ہے اس طرح جائز نہیں کہ قامت زید کہا جاوے اس جگہ بھی اسکن انت ولتسکن زوجك کے سمجھنا چاہیئے تیسرے یہ کہ جو بہشت کہ حضرت آدم کو اُس میں داخل کیا تھا وہی بہشت ہے کہ دن قیامت کے بہشتیوں کو اُس میں داخل کیا جاوے گا

marfat.com

یا کوئی اور جگہ ہے زمین میں کہ مانند بہشت کے اُس میں درخت میوہ دار اور چشمے اور نہریں تھیں صحیح یہ ہے کہ وہی بہشت ہے کہ قیامت کے دن ہوگی اور بہت احادیث اور آثار اسی کے اوپر دلالت کرتی ہیں اور وہ کہ بعضوں نے کہا ہے کہ پیدائش حضرت آدم کی زمین میں تھی اگر اُس بہشت میں رہے جاتے البتہ اس قصہ میں یہ بھی ذکر ہوتا کہ آسمان کی طرف ان کو درجہ بدرجہ لے گئے اور یہ کہیں ذکر نہیں پس جواب اس کا یہ ہے کہ اس جگہ فقط مذکور منازل اس سفر کے ذکر کرنے کی نہیں مُدعا اور مطلب ذکر مقصد کلی ہے کہ وہ بہشت ہے اسی واسطے اوپر ذکر مقصد کے کفایت کی بخلاف سفر معراج محمدی کے علی صاحبہ الصلوٰۃ والسّلام کہ اُس سفر میں ہر منزل میں وقائع عجیبہ اور ملاقات نبیوں کی روحوں سے اور ہر آسمان کے فرشتوں سے تھی اس جہت سے معراج کی حدیثوں میں تفصیل اُن منزلوں کی مذکور ہوئی چوتھی یہ کہ اس سورۃ میں وکلا منہا رغداً حرف واؤ کے ساتھ مذکور ہے اور سورۂ اعراف میں اسی قصہ میں فکلا حرف فا کے ساتھ وجہ اس فرق کی کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے نبیوں کے قصے جابجا کلام اللہ میں مناسب ہر جگہ کے مکرر ہوئے ہیں اور بیان کرنے اس قصہ میں مقتضا اس مقام کے رعایت فرمائی ہے اس سورۃ میں قصہ حضرت آدمؑ کا باعتبار خلافت ان کے زمین میں مذکور ہوا اور خلافت بسبب سکونت زمین کے ہے اور واسطے تعلیم کرنے طریقہ سکونت زمین کے اور نفع لینے اُس کی چیزوں کے سکونت بہشت کی جابجا مذکور ہوئی پس سکونت مقصود اولیٰ ہے وسیلہ اکل اور شرب کا نہیں اگر اس جگہ میں فکلا فرماتے معلوم ہوتا کہ سکونت واسطے کھانے میووں کے تھی اور یہی مقصود بالذات تھا اور سورۂ اعراف میں سابق اور لاحق سے ذکر تیار کر دینے اسباب معیشت کا آدمیوں کے واسطے ہے اور اکثر یہ امر کھانے اور پینے سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ پیشتر اس قصہ سے بھی وجعلنا لکم فیہا معایش فرمایا ہے اور بعد اس کے بھی کلوا وشربوا ولا تسرفوا ارشاد ہوا اور حلال کرنا طیبات رزق کا بیان کیا پس اُس جگہ قصہ حضرت آدم کا باعتبار جودت معاش اور خوبی کھانے اور پینے کے مذکور ہوا اور اسی واسطے اُتار لینا لباس بہشتی کا حضرت آدمؑ سے اور عوض اس کے الہام کرنا طریق لباس دُنیاوی کا تفصیلاً وارد فرمایا پس مقصود بالذات کھانا اور پینا ہے فراخی کھانے کی اس جگہ میں ذکر نہیں فرمائی اور اوپر اسی قدر کے کفایت کی کہ ذکلا

marfat.com

من حیث شئتما اور اس جگہ میں کہ کھانا مقصود تھا فراخی کھانے کے ساتھ ذکر رغداً کا منظور رہوا اس واسطے کہ جو چیز مقصود ہوتی ہے خود بخود فراخی اور کثرت اس کی لازم آتی ہے حاجت تاکید کی نہیں ہوتی پانچویں یہ کہ لاتقربا صیغہ نہی کا ہے اور نہی اللہ کی طرف سے دو طرح سے وارد ہوتی ہے اول بطریق تحریم شرعی کے کہ اُس کے کرنے میں ضرر دینی ہوتا ہے اور اس کا کرنا خدا سے ڈر ڈالتا ہے دوسرے اس طرح پر کہ اُس کے کرنے میں مضرت دنیوی ہوتی ہے اُس سے بچانے کے واسطے نہی کی ہو جیسا کہ بیچ و لا تسئموا ان تکتبوہ صغیرا او کبیراً الی اجلہ یعنی کاہلی نہ کرو اُس کے لکھنے سے چھوٹا ہو یا بڑا اُس کے وعدہ تک اور مثالیں اس کی اور بھی ہیں پس پہلے طریق میں خلاف اُس نہی کا کرنا باعث گناہ کا ہوتا ہے اور کرنے والے کو حاجت توبہ اور استغفار کی ہوتی ہے اور نہی دوسری میں ان چیزوں کے کرنے سے کچھ لازم نہیں آتا ہے بلکہ ترک اولےٰ اور خلاف مصلحت کا لازم ہوتا ہے اور علمائے اس میں اختلاف کیا ہے کہ یہ نہی کونسے قبیل سے تھی ایک گروہ اس کی طرف گیا ہے کہ دوسرے قبیل سے تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلی قسم سے تھی اس واسطے کہ لاتقربا دلالت کرتا ہے اوپر منع نزدیک ہونے اس درخت کے سے اور کھانا تو بڑی چیز ہے اور اس قدر تاکید اُس کے بچنے میں نہیں ہوتی ہے جو کہ واسطے احتیاط مضرت دنیوی کے ہو اور اسی واسطے یہ صیغہ محرمات شدیدہ میں مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لاتقربوا الزنا اور لاتقربوا مال الیتیم اور ولاتقربوھن حتّٰی یطھرن اور لفظ فتکونا من الظّٰلمین کا بھی موید اس کا ہے اور نکالنا بہشت سے اس گناہ کے سبب سے اور گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام کی خوف اُسکے سے اور تلقین توبہ کی اور لفظ فتاب علیہ اور ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین کا سب دلیلیں ترجیح اس قول کی ہیں چھٹے یہ کہ جب کھانا درخت ممنوع کا موافق قول صحیح کے معصیت ہوا پس حضرت آدم علیہ السلام سے گناہ کا ہونا لازم آیا اور یہ خلاف قاعدہ عصمت انبیاؑ کے ہے بعضے مفسروں نے جواب اس شبہ کا ایسا کہا ہے کہ یہ گناہ ان سے نبوّت سے پہلے ہوا تھا اس واسطے کہ مرتبہ نبوّت کا بعد اُترنے کے زمین میں حاصل ہوا لیکن یہ جواب قوی نہیں اس واسطے کہ مرتبہ نبوّت کا اُن کو

marfat.com

بمجرد پیدائش کے حاصل تھا اور دلیل اُس کی تعلیم کرنا اسمار کا بلا واسطہ اور حکم کرنا فرشتوں کو واسطے سجدہ اُن کے کے ہے الا سجدہ کرنا تمام فرشتوں کا واسطے غیر نبی کے بہت بعید ہے اور طبرانی اور ابو الشیخ اور ابن ابی شیبہ نے ابوذر سے روایت کی ہے قلت یا رسول اللّٰہ ارایت اٰدم کان نبیا قال نعم کان نبیا رسولا کلمۃ اللّٰہ قبلا قال لہ یا اٰدم اسکن انت وزوجک الجنۃ یعنی کہا میں نے یا رسول اللّٰہ کیا آدم تھے نبی فرمایا ہاں تھے نبی اور رسول اور کلمہ اللّٰہ اس سے پہلے کہ کہا تھا اللّٰہ نے واسطے اس کے اے آدم رہ تو اور بی بی تیری بہشت میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری ؓ سے روایت کی کہ قال موسٰی رب کیف یستطیع آدم ان یودی شکر ما صنعتہ خلقتہ بیدک ونفخت فیہ من روحک واسکنتہ جنتک وامرت الملئکۃ فسجدوا لہ فقال یا موسٰی علم ان ذٰلک منی نحمدنی علیہ فکان ذلک شکر الما صنعت الیہ یعنی کہا موسٰے نے اے رب میرے کس طرح طاقت رکھے آدم کہ ادا کرے شکر اُس چیز کا کیا تونے ساتھ اس کے پیدا کیا تونے اسکو ساتھ ہاتھ اپنے کے اور پھونکی تونے اس میں رُوح اپنی اور رکھا تونے اُس کو اپنی بہشت میں اور حکم کیا تونے فرشتوں کو پس سجدہ کیا انھوں نے اس کو پس فرمایا اللّٰہ نے اے موسٰی جانا آدم نے کہ یہ سب باتیں میری طرف سے ہیں پس کی انہے حمد میری لس یہی ہے شکر اس چیز کا کہ میں نے ساتھ اُس کے کی ادا سی واسطے اکثر محققین اس طرح کہہ گئے ہیں کہ صادر ہونا اس گناہ کا حضرت آدم سے بطریق زلت کے تھا اور معنی زلت کے یہ ہیں کہ کوئی شخص امر مباح کا یا بندگی کا ارادہ کرے اور بسبب غفلت اور بے احتیاطی کے اُس امر مباح یا مستحب میں اس سے خلاف شرع کوئی امر ظہور میں آوے پس صورت اس عمل کی صورت گناہ کی ہے اور حقیقت میں طاعت یا مباح ہے حضرت آدم علیہ السلام کو بسبب قسم کھانے ابلیس کے اور تقریر اور قول اُس کے سے ایسا معلوم ہوا کہ جبکہ اس درخت کے کھانے سے واسطے خلافت زمین کے منع فرمایا ہے اور اگر اس درخت سے کچھ کھالوں گا تو اجر مرتبہ خلافت زمین کی سے زیادہ مجھ کو حاصل ہوگا اس واسطے جرأت اُس کے کھانے پر کی اور جس وقت لباس اور زیور بہشت کا اُن سے

marfat.com

چھن گیا تب جا کر یہ سمجھا کہ میری فہم خطا پر تھی اور کھانا درخت ممنوع سے سبب ناراضمندی خدا تعالیٰ کا ہوا اس واسطے توبہ اور استغفار میں کوشش کی اور یہی ہے شان کامل لوگوں کی کہ چھوٹے گناہ کو بہت جانتے ہیں اور اوپر ترک اولیٰ یا بے احتیاطی کے جزع اور فزع کرتے ہیں ساتویں یہ کہ سورۂ اعراف میں مذکور ہے کہ شیطان نے جس وقت حضرت آدم کے سجدہ سے انکار کیا بہشت سے اُس کو فوراً نکال دیا تھا اور حضرت آدم بہشت میں رہتے تھے پس شیطان نے کیونکر حضرت آدم کے دل میں وسوسہ ڈال دیا اور درخت ممنوع کے کھانے پر دلیر کیا جواب اس کا یہ ہے کہ پیشتر تفسیر آیت میں گزرا کہ بہ سبب طاؤس اور سانپ کے اُس ابلیس نے سرانجام اس کام کا کیا اور اہل اسرار نے بیچ تخصیص ان دو جانوروں کے کہ شیطان نے انھیں دونوں کے واسطے کس واسطے یہ کام کیا اس کی یہ وجہ بھی لکھی ہے کہ شیطان ہر چند سعی اور کوشش کرے کہ آدمی کو نیکی کے راستے سے دُور ڈالے اور گمراہی کے راستہ میں چلاوے مگر یہ مطلب ایسا ہرگز حاصل نہیں ہوتا ہے جب تک کہ قوت شہویہ اور قوت غضبیہ اُس کی اپنے قابو میں نہیں کر لیتا ہے اس واسطے کہ یہ دونوں قوتیں آدمی کے نفس پر غالب ہیں اور طاؤس مظہر قوت شہویہ کا ہے اور سانپ مظہر قوت غضبیہ کا کہ جیسا کہ شیطان مظہر قوت وہمیہ کا ہے اور اکثر تسلط اور اکثر تغلظ شہوتوں کا خارج بدن سے ہے اور تسلط غضب کا داخل بدن سے پس صورت وسوسہ شیطان نے اس طرح سے ظہور کیا کہ طاؤس کو اس نے بھیجا اور سانپ کو وسیلہ بہشت کی دیوار پر آنے کا کیا تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ قوت غضبیہ ساتھ مکان روح اور دل کے زیادہ تر نزدیک ہے بہ نسبت قوت شہویہ کے آٹھویں یہ کہ اھبطوا صیغہ جمع کا ہے اور بہشت میں سوائے حضرت آدم اور حوا کے دوسرا قابل نکالنے کے نہ تھا پس چاہیے تھا کہ اھبطا[1] فرماتے جواب اس کا یہ ہے کہ اس جگہ خطاب تمام نوع آدمیوں کے واسطے تھا اور یہ دونوں اصل اس نوع کے تھے پس بیچ خطاب ان دُنوں سے صیغہ جمع کا لائے تاکہ دلالت کرے اوپر اس بات کے کہ منظور نکالنا تمام نوع تمہاری کا ہے اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ ابلیس اور سانپ اور طاؤس بھی اس خطاب میں شریک ہیں نویں یہ کہ اس قصہ میں عجیب عبرت ہے اور بڑی نصیحت ہے بنی آدم کے واسطے بیچ پرہیز کرنے گناہوں کے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے۔ بیت

---

[1] یعنی صیغہ تثنیہ کا

marfat.com

یا ناظرا ید نوالعین راقد ومشاهد الامر غیر مشاهد
خل الذنوب الی الذلوب وترتجی درك الجنان ونَیْلَ اجرالعابد
أنسیت ان الله اخرج آدما منها الی الدنیا بذنب واحد

خلاصہ ان شعروں کا یہ ہے کہ اے شخص آنکھیں تیری غفلت کی نیند میں بھری ہوئی ہیں اور جو شے لائق دیکھنے کے نہیں اُس کو دیکھتا ہے تو اور گناہوں کو گناہوں کے ساتھ ملاتا چلا جاتا ہے اور پھر اُمید رکھتا ہے کہ درجے بہت سے مجھ کو ملیں اور ثواب عبادت کرنے والوں کا حاصل ہو آیا بھول گیا تو کہ اللہ تعالیٰ نے نکال دیا آدم کو بہشت سے طرف دُنیا کے بسبب ایک گناہ کے دسویں یہ کہ ایک بار قلنا اھبطوا فرمایا اور مطلب اس سے خارج کرنا بہشت سے تھا اور وہ معلوم ہوا دوسری بار ذکر کرنے کی کیا حاجت تھی کہ قلنا اھبطوا منها جمیعاً ارشاد ہوا جواب اس کا یہ ہے کہ پہلی بار یہ حکم واسطے نکالنے کے بہشت سے تھا اور دوسری بار واسطے مقیم ہونے کے زمین میں اور منع کرنے توقع رشتا!. رجوع کرنے کی طرف بہشت کے تاکہ بسبب قبول ہونے توبہ کے یہ آرزو نہ کریں کہ پھر بہشت میں آجاویں اور اس جگہ کی نعمتوں سے لذت اٹھاویں گیارھویں یہ کہ اما حرف شک کا ہے اور نون تاکید ثقیلہ کہ یاتینکم میں موجود ہے دلالت اوپر تعیین کے کرتا ہے جمع کرنا درمیان شک اور یقین کے ہے کس طرح ہو تطبیق جواب اس کا یہ ہے کہ آنا ہدایت کا اللہ کی طرف سے کہ یقینی ہے بہ نسبت سُننے والوں کے مشکوک تھا اس واسطے حرف شک کا لائے پس گویا اوپر ایقان تیقن کے داخل ہوا یعنے اگر نزدیک تمہارے محقق ہو آنا ہدایت کا میری طرف سے اور اس صورت میں کوئی اشکال لازم نہیں آتا ہے اس واسطے کہ متعلق شک کا اتیان متحقق ہے اور متعلق تیقن کا اتیان محض پس تاکید فعل کے ساتھ نون ثقیلہ کی اس لئے بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ آنا ہدایت کا اللہ کے نزدیک تیقن ہے اور سننے والوں کے نزدیک مشکوک تھا اور قاعدہ علم معانی کا ہے کہ اس بات میں جزم اور عدم جزم سامع کا بھی معتبر ہے پس تاکید فعل کے ساتھ نون ثقیلہ کی اس جہت سے ہے کہ وقوع فعل کا نزدیک سامع کے مشکوک ہے پس شک باعتبار سامع کے ہوا اور یقین باعتبار متکلم کے اور جمع ہونا شک اور یقین کا ایک شخص کی نسبت سے خالی ہے بہ نسبت دو شخصوں کے بارھویں یہ کہ حقیقت توبہ کی تین چیزوں سے مرکب ہے

marfat.com

اوّل علم اور دوسرے الم اور تیسرے عمل اُن پر علم پس جاننا ضرر گناہ کا ہے اور اس بات کا کہ یہ گناہ
درمیان بندہ اور درمیان رحمت الٰہی کے حجاب واقع ہوا اور جبکہ یہ بات ذہن نشین ہوئی پس اُس
کے دل میں طپش اور بے قراری بسبب فوت ہونے محبوب کے پہنچی ہے اور تاسف اوپر اس کام کے
آتا ہے جس کے باعث یہ چیز اُس کو حاصل نہ ہوئی اور یہ تاسف ایک حال ہے دل کے احوالات

**بیان ترکیب حقیقت توبہ کا**

سے کہ اُس کو راحت کہتے ہیں اور اس حالت کا تعلق ساتھ تینوں زمانوں کے ہے تعلق اُس کا
ساتھ زمانہ ماضی کے اس طرح ہے کہ تلافی مافات کی جائے اور کفارہ اور قضا ادا کرے اگر قابل
کفارہ اور قضا کے ہو اور تعلق اُس کا زمانہ حال کے ساتھ اس طرح ہے کہ ترک کیا جاوے اس فعل
کو فی الفور اور تعلق اس کا ساتھ زمانہ آیندہ کے اس طرح ہے کہ پختہ ارادہ کرلے اس بات کا
کہ یہ کام ہرگز پھر نہ کروں پس مجموع ان امور کا آدمی کو حاصل نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ توفیق خدا
تعالیٰ کے اور مہربانی اُس کی کے اور اسی واسطے لفظ حصر کا فرمایا اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ
یعنی تحقیق وہی ہے بہت قبول کرنے والا توبہ کا مہربان اور معنی تاکید کے تواب میں یہ ہیں کہ
آدمی کی طبیعت بار بار قبول کرنے عذر کے سے رُکتی ہے بخلاف خدائے تعالیٰ کے کہ ہر وقت
دروازہ توجہ کا اُس کی جناب میں کھلا ہوا ہے اور یہ کہ آدمی کثرت گناہگاروں کی سے عاجز
ہو جاتا ہے اور جواب دیتا ہے بخلاف جناب باری کے کہ جس قدر گناہگار زیادہ ہوں جوش
رحمت اُس کی کا زیادہ تر ہوتا ہے۔ حضرت ذوالنون مصری سے پوچھا کہ حقیقت توبہ کی کیا ہے
کہا توبہ چھ چیزوں سے مرکب ہے اوّل ندامت اوپر گناہوں گزرے ہوتے کے دوسرے ارادہ
محکم کرنا کہ زمانہ آیندہ میں اس گناہ کو نہیں کرنے کا تیسرے ادا کرنا ہر فرض کا جو فوت ہوا ہو۔
چوتھے ادا کرنے حقوق مخلوقات کے خواہ حقوق مالی ہوں یا جانی یا حقوق ناموسی پانچویں گلا دینا اُس
گوشت اور خون کا جو مال حرام سے پیدا ہوا چھٹے کھانا اپنے تئیں تلخی بندگیوں کی جیسا کہ حلاوت گناہ

**بیان فرق الم اور حزن کا**

کی چکھی تھی ساتویں یہ کہ معنی خوف کی ایک الم ہے کہ نفس آدمی کہ وہ بات کی توقع سے حاصل ہوئی
ہے یعنی آدمی کے ذہن میں بیٹھ جاتا ہے کہ فلانی سختی مجھ کو پہنچے گی اور معنی حزن کے ایک الم ہے
کہ نفس آدمی کو بسبب گم کرنے مرغوب شے کے یا فوت ہونے کسی مطالب کے لاحق ہوتا ہے اور اس
آیت میں نفی خوف کی مقدم اوپر نفی حزن کے فرمائی اس واسطے کہ معنی نفی خوف کے سلامت رہنا

تمام آفتوں سے ہے اور معنی نفی حزن کے پہنچنا ساتھ مرادوں کے اور دُور ہونا آفتوں کا مراد کے حاصل ہونے
سے پہلے چاہیئے اور اوپر ہر تقدیر کے یہ شبہ دل میں آتا ہے کہ بمجرد اتباع ہدایت کے خوف اور
حزن بالکل کیونکر جاتا رہے اس واسطے کہ باوجود اتباع ہدایت کے ابھی تک خوف باقی ہے کہ شاید تقدیر
کی تحریر غالب آوے اور سعادت اس کی ساتھ شقاوت کے بدل جاوے جبتک نکل نہ جاوے گھاٹیوں سے
کہ موت اور قبر اور اُٹھنا بعد مرنے کے اور کھڑا ہونا موقف کا اور ظاہر ہونا اعمال ناموں کا اور
قیام میزان وغیرہ کا اور جب تک پُل صراط پر سے نہ گذرے اطمینان اور امن حاصل ہونا محال ہے اور
اسی واسطے ہول روز قیامت کا کافروں اور فاسقوں اور مسلمانوں بلکہ انبیاء اور مرسلین کو بھی ہوگا،
اور دلیل اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ تذهل كل مرضعة عما ارضعت وتضع
كل ذات حمل حملها وترى الناس سكارى وما هم بسكارى یعنی جس
دن اُس کو دیکھو گے بھول جاوے گی ہر دودھ پلانے والی اپنی پلائی کو اور ڈال دے گی ہر
پیٹ والی اپنا پیٹ اور دیکھے تو ان پر نشہ اور نہیں ہیں وہ نشہ میں پر عذاب اللہ کا سخت ہے
فكيف تتقون ان كفرتم يوما يجعل الولدان شيبا یعنی پھر کیونکر بچوگے اگر
منکر ہوگئے اُس دن سے کہ جو کر ڈالے لڑکوں کو بوڑھا یعنی اتنا بڑا دن ہوگا کہ لڑکے بوڑھے ہو جاوینگے
گے اگرچہ وہاں جیسے ہیں ویسے ہی رہیں گے يوم يجمع الله الرسل فيقول ماذا اجبتم
یعنی جس دن اللہ جمع کرے گا رسولوں کو پھر کہے گا تم کو کیا جواب دیا گیا فلنسئلن الذين
ارسل اليهم ولنسئلن المرسلين یعنی پس البتہ پوچھیں گے ہم اُن سے جن کے پاس
رسُول بھیجے تھے اور البتہ پوچھیں گے رسُولوں سے بلکہ اکثر علماء نے لکھا ہے کہ اہل بہشت کو باوجود
داخل ہونے بہشت کے بھی خوف جلال الٰہی اور عظمت اُس کی کا باقی رہے گا جواب اس کا یہ ہے
کہ خوف اور حزن آخرت میں نہ ہوگا اور اتباع ہدایت کا دم واپسیں تک موجب بشارت اجمالی
کا ہوتا ہے اس طرح پر کہ ہر طرح ہر معاملہ میں آسانی ان کے ساتھ کی جاوے گی اور اپنے مطلبوں
اور مرادوں کو پہنچیں جیسا کہ دوسری آیت میں مذکور ہے ان الذين قالوا ربنا الله
ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا
بالجنة التي كنتم توعدون یعنی تحقیق جنھوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اُسی پر

marfat.com

ٹھہرے رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اس بہشت کی جس کا تم کو وعدہ تھا اور لاحق ہونا خوف آلام کا آخرت میں واسطے دہشت سختیوں قیامت کے ہوگا اور قیامت کی دہشت ایسی ہوگی کہ بسبب اس کے جو کہ بشارت اجمالی حاصل ہوئی تھی وہ بھی فراموش ہو جائے گی لیکن ہرگاہ کہ وہ خوف سریع الزوال ہے گویا کہ خوف نہیں ہے لا یحزنہم الفزع الاکبر وتتلقٰهم الملٰئکة هذا یومکم الذی کنتم توعدون یعنی نہ غم ہوگا اُن کو اُس بڑی گھبراہٹ میں اور کہنے آویں گے ان کو فرشتے آج دن تمہارا ہے جس کا تم سے وعدہ تھا اور دہشت جلال الٰہی کے تئیں خوف نہ رکھنا چاہیئے اور نہ وہ موجب غم اور اندوہ کا ہے پس باقی رہنا دہشت جلال الٰہی کا بہشت کے اندر منافی خوف کے نہیں اور کیا اچھا ہے وہ کہ کہا گیا نظم

بلبلے مرگ عملے خوش رنگ در منقار داشت　　　　زو فدراں برگ و نوا و خوش نالہا زار داشت
گفتمش اندر عین وصل این نالہ و فریاد چیست　　　　زگفت مارا جلوہ معشوق بر ایں کار داشت

اور اسی واسطے اہل تدقیق نے کہا ہے کہ خوف کو جس وقت ساتھ لفظ علی کے استعمال کرتے ہیں معنی الم اور ضرر کے اس میں رعایت کئے جاتے ہیں اور جو لوگ کہ اتباع ہدایت کا کرتے ہیں ان کو اس قسم کا خوف نہ ہوگا اگر ان کو خوف ہے وہ بھی اُن کے نفع کے واسطے ہے کہ اس خوف سے ترقی درجوں کی اور زیادہ ہونا ثواب اُن کے کا ہے لمن خاف مقام ربه جنتان اور اسی واسطے لاخوفٌ لهم ارشاد نہ کیا بلکہ لاخوفٌ علیهم فرمایا اور ایسے ہی خوف خدا جمال الٰہی کا بھی اس خوف میں داخل نہ کرنا چاہیئے کہ خوف جلال الٰہی کا باعث ضرر اور تعب نہیں جیسا کہ خوف باپ اور استاد اور پیر کا کہ بالطبع برانگیختہ کرنے والا اوپر ادب کے ہے اور نیا م اُس کی اوپر توقع یا فوت ہونے کسی منفعت کے نہیں اور مناسب اس مقام کے ہے جو کہ شیخ ابو الحسن اشعری علیہ الرحمۃ نے ایک قاعدہ کلیہ مقرر کیا ہے اور وہ یہ کہ تمام چیزوں میں خواہ سعادت خواہ شقاوت خواہ ایمان خواہ کفر خواہ ہدایت خواہ ضلالت اعتماد خاتمہ پر کیا ہے پس کافر اللہ کے نزدیک وہ ہے کہ موت اس کی کفر پر ہو اور مومن وہ ہے کہ جو ساتھ ایمان کے اس جہان سے جاوے پس تابع ہدایت کا اس آیت میں وہی ہے کہ ختم اُس کا اوپر ہدایت کے ہو نہ وہ شخص کہ بالفعل اُس

marfat.com

نے راہ نیک اختیار کی اور خاتمہ اس کا مستور ہے چودھویں یہ کہ متعلقات اس قصہ کے موافق حدیثوں کے کئی چیزیں ہیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ اوّل حضرت حوا نے فریب شیطان کا کھایا اور بعد اُن کے اُن کے مشورہ سے حضرت آدم نے اس خطا کو اختیار کیا جیسا کہ حاکم اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قال اللہ یا اٰدم ما حملك علیٰ ان اكلت من الشجرة التی نهیتك عنها قال یٰرب زینته لی حواء قال فرنت حواء عند ذلك فقیل لها علیك الرنة وعلی بناتك یعنی کہا اللہ نے آدم سے کیا شے باعث ہوئی اوپر اس بات کے کہ کھایا تو نے اس درخت سے کہ منع کیا تھا میں نے تجھ کو اس کے کھانے سے کہا اے رب رغبت دلائی اس کی مجھ کو حوا نے کہا پس چیخ ماری اس وقت حوا نے کہا پس کہا گیا واسطے اُس کے اُوپر تیرے چیخنا اور اوپر لڑکیوں تیری کے اور دار قطنی نے کتاب الافراد میں حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال ان اللہ بعث جبریل الی حواء حین دمیت فنادت ربها جاء منی دم لا اعرفه فناداها لادمیتك وذریتك ولاجعلنه كفارة وطهورا یعنی روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ کہا انھوں نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے بھیجا جبرئیل کو طرف حوا کے جس وقت خون آیا اُس کو پس پکارا اُس نے رب اپنے کو کہ آیا مجھ کو خون نہیں پہچانتی ہوں میں اُس کو پس پکارا اللہ نے اُسکو البتہ خون جاری کروں گا تیرا اور اولاد تیری کا اور البتہ مقرر کروں گا واسطے تیرے کفارہ اور پاک کرنا گنا ہوں سے اور صحاح ستہ میں ساتھ روایت ابوہریرہؓ کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ لولا بنو اسرائیل لم یخنز اللحم ولولا حوا لم تخن انثی زوجها الدهر یعنی اگر نہ ہوتے بنی اسرائیل نہ سڑتا گوشت اور اگر نہ ہوتی حوا نہ خیانت کرتی کوئی عورت خاوند اپنے کی تمام وقت اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور خطیب نے بیچ تاریخ کے ساتھ روایت ابن عمرؓ کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے کہ فرمایا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فضلت علیٰ آدم بخصلتان کان شیطانی مسلما وشیطانه كافرا وازواجی عونالی علیٰ دینی وزوجته عونا له علیٰ خطیئته یعنے فضیلت دیا گیا میں اوپر آدم کے ساتھ



marfat.com

دو فضیلتوں کے ہو گیا شیطان میرا مسلمان اور شیطان اُس کا کافر رہا اور عورتیں میری مددگار میری ہیں اور پر دین میرے کے اور عورت اس کی مددگار ہوئی اُوپر خطا اُس کی کے اور منجملہ اُن کے یہ بھی ہے کہ جگہ اُترنے حضرت آدم کی موافق اکثر روایتوں کے زمین ہے ملک ہند میں سے کہ اُس کو دجنا کہتے ہیں اور حاکم اور بیہقی ساتھ روایت ابن عباس کے لائے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کچھ جانتے ہو تم کہ زمین ہند کی خوشبویات کی زمینوں سے کس واسطے خاص ہے اور قسم قسم کی خوشبوئیں جیسا کہ عود اور جوز اور قرنفل خاص اسی زمین کے ساتھ کیوں ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ جب حضرت آدم اس زمین میں اُترے بہشت کے درختوں کے پتّے اُن کے بدن پر تھے ہوا نے اُن پتّوں کو منتشر کر دیا جس درخت پر کہ کوئی پتّا اُن پتّوں میں سے پہنچا اور اس درخت سے چمٹ گیا خوشبو اُس میں پیدا ہو گئی اور حضرت حوّا موافق اکثر روایتوں کے جدہ میں گریں اور ابلیس بیچ جنگل ملیسان کے کہ کئی کوس بصرہ سے ہے اور سانپ اُس جگہ کہ اصفہان بالفعل آباد ہے جب حضرت آدم نے واسطے توبہ کے حج خانہ کعبہ کا فرمایا اور وہ حج سے فارغ ہوئے حضرت حوّا سے ملاقات ہوئی اور توالد و تناسل جاری ہوا اور انھیں میں سے یہ ہے جب حضرت آدمؑ کو بہشت سے زمین پر بھیجا تیس قسم کے میوے جنت کے ہمراہ ان کے کر دیئے کہ وہ زمین میں نہ تھے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اھبط آدم بثلثین صنفاً من فاکھۃ الجنۃ منھا ما یوکل داخلہ وخارجہ ومنھا ما یوکل داخلہ ویطرح خارجہ ومنھا ما یوکل خارجہ ویطرح داخلہ یعنی اُتارے گئے آدم ساتھ تیس قسموں کے میووں جنت کے سے بعضے اُن میں سے وہ تھے کہ کھایا جاتا ہے اندر اُن کا اور باہر اُن کا بھی اور بعضے اُن میں سے وہ ہیں کہ کھایا جاتا ہے اندر اُن کا اور پھینکا جاتا ہے باہر اُن کا اور بعضے اُن میں سے وہ ہیں کہ کھایا جاتا ہے باہر اُس کا اور پھینکا جاتا ہے اندر اُس کا اور بعضی روایتوں میں تعیین ان میووں کی بھی آئی ہے کہ عجوہ اور ترنج اور موز اُن میں سے تھا اور یہ کہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضؓ سے اور ابن عساکر نے تاریخ اپنی میں ساتھ سند صحیح کے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُدم اُھبط بالھند ومعہ السندان والکلبتان والمطرقۃ واھبطت

marfat.com

## بیان اترنے حضرت آدم اور حوا اور ابلیس اور سانپ اور طاؤس کا زمین میں

حواء بجدۃ یعنی فرمایا رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آدم اتارے گئے ہند میں اور ہمراہ اُن کے تین اوزار لوہار کے تھے یعنی آہرن اور جس سے لوہے کو پکڑتے ہیں اور ہتھوڑا اور اُتاری گئی حوا بیچ جدہ کے اور ساتھ روایت ابن جریج کے وارد ہوا ہے کہ حجراسود بھی ہمراہ حضرت آدم کے بہشت سے آیا ہے اور عصا موسٰی علیہ السلام کا ہمراہ اُن کے بہشت سے آیا اور وہ عصا آس کے درخت کا تھا کہ یہ بھی بہشت کے درختوں میں سے تھا طول اُس کا دس گز تھا موافق قد حضرت موسٰی علیہ السلام کے اور جب حضرت موسٰی علیہ السلام نے حج خانہ کعبہ کا ادا کیا حجراسود کو اوپر پہاڑ ابو قبیس کے رکھا اور وہ پتھر اندھیری راتوں میں چاند کی مانند چمکتا تھا جہاں تک شعاع اس کی پڑی حد حرم کی مقرر ہو گئی اور طبرانی اور ابو نعیم اور ابن عساکر ساتھ روایت ابوہریرہ کے لائے ہیں کہ جب حضرت آدم بہشت سے نکل کر زمین پر پڑے کمال دہشت ان کو تھی۔ حضرت جبرئیل نے آکر آواز بلند سے اذان کہی جبکہ اس کلمہ پر پہنچے کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ حضرت آدم کو بسبب سُننے اس نام کے اُنس اور اطمینان حاصل ہوا اور دہشت دُور ہوئی اور انھیں میں سے یہ ہے کہ ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ حضرت آدم نے وقت اُترنے کے دُنیا میں بہشت سے دونوں ہاتھ اوپر دونوں زانو اپنے کے رکھے تھے اور سَر اپنا درمیان دونوں زانو کے رکھ کر شرمندہ کی مانند گردن نیچی ڈالی تھی اور ابلیس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیوں کو پنجہ بنا کر ان دونوں کو اپنی کوکھ پر رکھا تھا اور سر اپنا آسمان کی طرف بلند کر کے شکل حیرت زدوں کے کہ متکبر ہوتے ہیں نیچے اُترا تھا اور ابن ابی شیبہ نے بیچ تصنیف اپنی کے حمید بن بلال سے روایت کی ہے کہ ہاتھ اپنا تہی گاہ پر رکھنا نماز میں اسی سبب سے مکروہ ہے کہ ابلیس بیچ وقت زمین کے آنے کے اسی شکل پر آیا تھا اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم بہشت سے نکلے ہمراہ اُن کے تخم طرح طرح کے دیئے لیکن حضرت آدم بعد اُترنے کے اُن تخموں کو بسبب غم اور الم گناہ کے اور توبہ کی فکر میں بھول گئے کہ کون کون سے درخت کے تھے ابلیس نے اُس وقت میں فرصت پاکر ہاتھ اپنا اُن تخموں پر پہنچایا جس تخم کو ہاتھ اُس کا لگا بے منفعت ہو گیا اور سمیت پیدا ہو گئی اور جو اس کے ہاتھ سے محفوظ رہا منفعت اُس کی برقرار رہی اور اُنھیں میں سے یہ ہے کہ حضرت آدم کو بہشت میں کبھی حاجت براز کی نہ ہوئی تھی جب زمین پر آئے اول اوّل میوہ بہی کا کھایا

اور ان کو حاجت پاخانہ کی شکم میں ہوئی نہایت حیران ہوتے دائیں بائیں دوڑتے تھے اور نہیں جانتے تھے کہ کیونکر یہ حاجت رفع ہووے جبرئیل آئے اور ان کو طریق قضائے حاجت کا تعلیم کیا۔
جب آپ نے براز میں بدبو سونگھی گریہ اور زاری اُن پر غالب ہوئی ستر دن اسی غم میں رہے کذا رواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب البکاء عن امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ واخرج ابن عساکر من طریق جعفر بن محمّد عن ابیہ عن جدہ قال قال النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم انّ اللہ لما خلق الدنیا لم یخلق الدنیا ذھبا ولا فضۃ فلما اھبط اٰدم وحواء انزل معھما ذھبا و فضّۃ فسلکہ ینابیع فی الارض منفعۃ لاولادھما من بعدھما یعنی جیساکہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی الدنیا نے بیچ کتاب بکا کے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور نکالا ہے ابن عساکر نے طریق جعفر بن محمد سے کہ روایت کی اُس نے باپ اپنے سے اور باپ اُس کے نے دادا اُس کے سے کہ کہا اُس نے فرمایا رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے جب پیدا کیا دُنیا کو نہ پیدا کیا تھا اُس میں سونا اور نہ چاندی پس جب کہ اُتارے گئے آدم اور حوّا اُتارا ساتھ اُن کے سونا اور چاندی پس جاری کئے اُس کے چشمے زمین میں واسطے فائدے اولاد ان دونوں کے کہ بعد اُن کے ہوں گے

## بیان پیشہ پیغمبروں کا

اور دیلمی نے مسند فردوس میں ساتھ روایت انس بن مالک کے آں حضرتؐ سے نقل کی ہے کہ اوّل من حاک اٰدم یعنے پہلے پہلے کام بُننے کا حضرت آدم نے شروع کیا اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے اور ابن عساکر نے بھی کہ کان اٰدم مراثا یعنی حضرت آدم کاشتکاری کرتے تھے اور معاش اپنی اسی پیشہ سے حاصل کرتے تھے اور حضرت نوح علیٰ نبینا بڑھئی تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام درزی تھے اور حضرت ہود اور حضرت صالح دونوں تجارت کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ بھی زراعت کرتے تھے اور حضرت شعیبؑ صاحب مواشی تھے اور اولاد مواشی کی سے اور دُودھ سے اور پشم اُن کی سے معاش اپنی کرتے تھے اور حضرت لوط بھی زراعت کرتے تھے اور حضرت موسیٰؑ نے کچھ مدت تک بکریاں چرائیں اور حضرت داؤد زرہ بنایا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام خواص تھے اور خواص وہ ہے کہ درخت کے پتوں سے کوئی چیز بُنے مثل زنبیل اور بوریا اور پنکھے کے اور

marfat.com

باوجود اس کے کہ اُن کو بادشاہت تمام زمین کی تھی مگر سوائے کسب ہاتھ اپنے کے نہیں کھاتے تھے اور ہر مہینے میں نو دن روزہ رکھتے تھے تین روز اوّل چاند کے اور تین روز درمیان سے اور تین اخیر چاند کے اور باوجود اس زہد کے اُن کے تئیں قوت بشری اس مرتبہ کی تھی کہ سات سو کنیزیں اور تین سو عورتیں منکوحہ ان کے گھر میں تھیں اور حضرت عیسیٰؑ سیاحی کرتے تھے اور کسی طرح کا پیشہ نہیں کرتے اور کہتے تھے کہ جس نے کھانا چاشت کا مجھ کو کھلایا ہے وہی کھانا شام کو بھی کھلا دے گا اور جو کھانا شام کو کھلاتا ہے کھانا چاشت کا بھی کھلا دے گا اور باوجود اس تمام سیر اور سفر کے تمام رات جاگتے اور دن کو روزہ رکھتے اور حضرت محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشہ جہاد کا تھا۔ حق تعالےٰ نے آخر عمر میں رزق اُن کا نیچے سایہ نیزہ اُن کے کے کیا تھا اور ان سب میں سے یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السّلام مقبول التوبہ ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پکارا کہ اے جانور روزمین کے حق تعالےٰ نے تمہارے اوپر خلیفہ کو بھیجا ہے پس اطاعت اور فرمانبرداری اس کی کرو جانوروں دریا کے نے سر اپنا اٹھایا اور اطاعت اور فرمانبرداری ظاہر کی اور جانور جنگل کے تمام گرداگرد حضرت آدم کے آکر کھڑے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام ہر ہر جانور کو آگے اپنے بُلاتے تھے اور اوپر سر اور پیٹھ اُس کی کے ہاتھ پھیرتے تھے جو جانور جنگل کا پاس حضرت آدم علیہ السلام کے آیا اور ہاتھ اُن کا اُس جانور پر پہنچا اہلی اور خانگی ہوا کہ معاش اس کی آدمیوں میں ہے جیسا کہ گھوڑا اور اُونٹ اور بیل اور بکری اور کُتا اور بلی اور جس کسی نے اپنے تئیں کھچا ہوا رکھا اور پاس حضرت آدم علیہ السّلام کے نہ آیا اور برکت ہاتھ اُن کے کی نہ پائی وحشی رہا کہ بنی آدم سے نفرت کرتا ہے جیسا نیل گاؤ اور گورخر اور

## دعا حضرت آدم علیہ السلام کے واسطے اولاد اپنی کے

ہرن اور سوائے اُس کے اور ان میں سے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام نے بعد توبہ کے جناب الٰہی میں عرض کی کہ بار خدایا یہ بندہ تیرا کہ ابلیس ہے درمیان میرے اور اُس کے عداوت مستحکم ہوئی اگر تو اعانت میری اور اولاد میری کی نہ کرے تو ہم کو قدرت مقابلہ اُسکے کی نہ ہو گی، حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اولاد تیری میں سے پیدا ہو گا اُس کے ساتھ ایک فرشتہ اپنے فرشتوں میں سے مقرر کریں گے تا اُس کو وسوسہ اس دُشمن کے سے منع کرے حضرت آدم علیہ السّلام نے عرض کی کہ بار خدایا اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہوں میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دروازہ توبہ کا

marfat.com

واسطے اولاد تیری کے کھلا ہوا رکھیں گے جب تک کہ رُوح بدن میں ہے توبہ مقبول ہے حضرت

## دعا ابلیس کی واسطے اولاد کے

آدم علیہ السلام نے کہا کہ اب مجھ کو کفایت ہوئی جب ابلیس نے یہ معاملہ دیکھا ساتھ کمال تضرع اور زاری کے جناب الٰہی میں عرض کی کہ بار خدایا اس بندہ اپنے کی کہ دشمن میرا ہے اس قدر اعانت کی اب کس طرح مجھ کو قدرت اس کے بہکانے پر ہوگی میری بھی مدد فرما حق تعالیٰ نے فرمایا تجھ کو قدرت دی اور تیری اولاد کو ہمراہ ہر ایک شخص کے اُس کی اولاد میں سے تیرا بھی ایک فرزند پیدا ہوگا کہ تمام عمر اس کے گمراہ کرنے میں مصروف رہے گا۔ ابلیس نے عرض کی کہ بار خدایا اس سے بھی زیادہ مدد اپنی چاہتا ہوں حق تعالیٰ نے فرمایا پوست بنی آدم میں پھیلیں اور سینہ اور دلوں اُن کے میں اپنا گھر بنالیویں ابلیس نے عرض کی کہ اس سے بھی زیادہ امانت چاہتا ہوں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو قدرت دی اوپر ہر شخص کے میں نے آدمیوں میں تمام فوج اور لشکر اپنا خواہ سوار خواہ پیادہ جمع کرے تو ہر طرف سے دوڑا اوپر اس کے ہجوم کرے اور بیچ مالوں اور اولاد اُن کی کے شریک ہووے کذا رواہ ابن ابی الدنیا فی مکائد الشیطان وابن المنذر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یعنی جیسا کہ روایت کیا اس کو ابن ابی الدنیا نے بیچ مکائد الشیطان کے اور ابن المنذر نے روایت کیا جابر بن عبداللہ سے اور انھیں سے ہے یہ ہے کہ امام احمد اور بیہقی نے سلمان فارسی سے اور ابن عساکر نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم کو بعد توبہ کے وحی ہوئی کہ چار باتوں کو یاد رکھ اور ہر ایک کو اپنی اولاد میں سے پہنچا ایک اُن چار میں سے ایک حق میرا ذمہ تیرے ہے اور دوسرا حق تیرا جو میرے ذمہ ہے اور تیسرا معاملہ کہ درمیان میرے اور درمیان تیرے ہے اور چوتھا معاملہ کہ درمیان تیرے اور درمیان خلق کے ہے حق میرا ذمہ تیرے بس یہ ہے کہ تو عبادت کرے اور ساتھ میرے کسی کو شریک نہ کرے اور جو کہ حق تیرا میرے ذمہ ہے پس وہ یہ ہے کہ جزا عملوں تیرے کی تمام اور کمال تیرے تئیں پہنچاؤں میں اور کسی طرح کا ظلم اور نقصان اس جزا میں نہ کروں اور وہ معاملہ کہ درمیان میرے اور تیرے جاری رہے پس وہ یہ ہے کہ تیری طرف سے سوال اور دعا اور میری طرف سے قبولیت اور عطا اور وہ معاملہ کہ درمیان تیرے اور درمیان خلق کے ہے پس وہ یہ ہے کہ جو چیز اپنے اوپر نہ پسند کرے تو دوسروں کے اوپر بھی مت پسند کر اور جو چیز کہ چاہے تو کہ

marfat.com

آدمی میرے ساتھ کریں تو بھی ویساہی آدمیوں کے ساتھ کرا اور انھیں میں سے یہ ہے کہ خطیب اور ابن عساکر نے انس بن مالک سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضرت آدم آخر عمر میں جبکہ اولاد اور اولاد کی اولاد اُن کی چالیس ہزار انکو نوبت پہنچی خاموشی اختیار کی اور قلت کلام کا التزام کیا اس واسطے تمام اولادان کے پاس جمع ہوئی اور عرض کی کہ اے باپ ہمارے تمہارے تیئں کیا ہے کہ ہمارے ساتھ کلام نہیں کرتے ہو اگر ہم سے بہ نسبت تمہارے کچھ تقصیر اور گناہ صادر ہوا ہو اُس کی اطلاع کرو تاکہ ہم توبہ اُس سے کریں حضرت آدم نے اُس وقت میں کلام کیا اور کہا کہ اے بیٹو میرے حق تعالیٰ نے مجھ کو بسبب شامت گناہ میرے کے بہشت سے نکال کر زمین پر ڈالا اور تمام عمر میری اسی تپ و تاب میں گزری کہ ساتھ کسی حیلہ کے اپنے تیئں پھر اسی مکان میں پہنچاؤں اُس وقت مجھ کو وحی آئی کہ اقل الکلام حتّٰی ترجع الی اجو ادی یعنی باتیں کم کرتا کہ پھر طرف ہمسائگی میری کے پہنچے تو اور ابن صلاح نے بیچ امالی اپنی کے محمد بن نصیر سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ بارِ خدایا میں چاہتا ہوں کہ تمام دم عمر میری کے تیری حمد اور تسبیح میں گزریں لیکن تو نے کھیتی اور حرفت میں ایسا مشغول کیا کہ اُس سے فرصت نہیں پس مجھ کو ایسی چیز تعلیم کر کہ تسبیح اور حمد تمام خلق کی اس میں جمع ہو حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ وقت صبح اور شام کے ان کلموں کو تین بار کہہ الحمد للّٰہ رب العالمین حمد ایوافی نعمہ و یکافی مزید کرمہ اس واسطے کہ یہ کلمات شامل سب قسم کی حمد اور تسبیح کو ہیں ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تمام عمر مینہ کا

## بیان ابتدا بنانے اشرفی اور روپیہ کا

پانی پیا زمین کا پانی ہرگز نہ پیا اور ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی ہے کہ اوّل روپیہ اور اشرفی حضرت آدم نے بنایا تھا اور سونے اور چاندی کو چیزوں کی قیمت میں رواج دیا اور ابن سعد اور حاکم اور دوسرے محدثین نے ابن ابی کعب سے اور انھوں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب وقت حضرت آدم کی نزدیک پہنچی اُس وقت خواہش بہشت کے میوے کھانے کی غالب ہوئی خود بسبب ضعف اور نہ ہونے قوت کے حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ بیٹوں اپنوں کو کہا کہ جاؤ تم اور میرے واسطے خدا سے میوے بہشت کے مانگو اور اس وقت میں آدمیوں کی عادت یہ تھی کہ جو مطلب خدا سے مانگتے تھے کعبۂ معظمہ کی زمین پر آتے تھے اور وہاں

marfat.com

جاکر دعا کرتے تھے حاجت روا ہو جاتی تھی حضرت آدم کے بیٹے اس قصد پر نکلے حضرت جبرئیل اور
اور فرشتے ان سے ملے اور مطلب دریافت کیا انھوں نے حضرت آدم کی فرمائش کا حال بیان

## ذکر وفات حضرت آدم علیہ السلام کا

کیا فرشتوں نے کہا کہ ہمراہ ہمارے پھر آؤ کہ ہم خود بخود مطلب تمہارا لائے ہیں جب پاس حضرت
آدم علیہ السلام کے پہنچے حضرت حوا موت کے فرشتوں کو دیکھ کر ڈریں اور حضرت آدم کے پاس کو
ہونے لگیں حضرت آدم نے اُن کو ترش روئی سے کہا کہ اس وقت میں مجھ سے دُور ہو کر جو کچھ پہنچا
تیرے سبب سے پہنچا میرے درمیان میں اور درمیان بھیجے ہوؤں پروردگار میرے کے حائل مت ہو
فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کی اور کہا اے بیٹو آدم کے دیکھو تم کہ ہم ساتھ باپ
تمہارے کے کیا کرتے ہیں ویسے ہی تم بھی اپنے مُردوں کے ساتھ کرتے رہو۔ حضرت جبرئیل خوشبو کہ
کی بہشت کی خوشبوؤں سے مانند ارگجہ کے اور کفن بہشت کے کپڑوں سے اور بیر کے پتوں بہشت کی
بیریوں میں سے لائے اور حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور حنوط ملا اور بعد اُس کے
اُن کو اُٹھا کر کعبہ میں لے گئے اور اوپر ان کے نماز پڑھی اور متصل مسجد خیف کے دفن کیا اور دار قطنی
نے بیچ سنن اپنی کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صلی جبریل علی آدم
وکبر علیہ اربعا صلی جبریل بالملائکۃ یومئذ فی مسجد الخیف و
اخذہ من قبل القبلۃ ولحد لہ وسنم قبرہ یعنی حضرت جبرئیل نے اوپر جنازہ
حضرت آدم علیہ السلام کے امام ہو کر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اُس دن بیچ مسجد خیف کے
اور بدن ان کا قبلہ کی طرف سے قبر میں لائے اور قبر اُن کی بغلی کی اور بعد دفن کرنے کے قبر انکی
کو ڈھلوان کوہان اونٹ کی شکل پر بنایا اور ابن عباس نے ابی بن کعب سے مرفوعاً روایت کی
ہے کہ واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے قبر بغلی بنائی اور باعتبار عدد طاق کے ان کو غسل دیا اور
ابن عساکر عطا خراسانی سے لایا ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام نے سات روز تک اوپر حضرت آدم
علیہ السلام کے ماتم کیا اور گریہ اور زاری کرتی تھیں اور ابو الشیخ اور ابن عدی نے جابر
بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ کوئی آدمی اہل بہشت سے نہ ہوگا مگر کہ اُس کو اُس جگہ اُس کے نام
کے ساتھ بُلاویں گے مگر حضرت آدم علیہ السلام کو کہ اُن کو اُن کی کنیت سے اُس جگہ بُلاویں گے اور کہیں گے
کہ "ابا محمد" اور کسی بہشتی کے منہ پر داڑھی اور مونچھیں نہ ہوں گی مگر حضرت آدم علیہ السلام کہ اُنکی

marfat.com

داڑھی لمبی ناف تک ہوگی اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اھل الجنۃ لیست کنی الّا اٰدم فانہ یکنی ابا محمّد تعظیما وتوقیرا یعنی کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جنت کے واسطے کنیتیں نہ ہوں گی مگر آدم لیس تحقیق ان کی کنیت ابومحمد ہوگی واسطے تعظیم اور توقیر کے اور ابوالشیخ نے اسی مضمون کو بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت کی ہے اور ابن عساکر غالب بن عبداللہ عقیلی سے لائے ہیں کہ کنیت آدم کی ابوالبشر ہے دُنیا میں اور ابومحمد ہے جنّت میں اور ابوالشیخ نے خالد بن معدان سے روایت کی ہے کہ اُترنا حضرت آدم علیہ السلام کا ہند میں تھا اور بعد مرنے کے اُن کو اُٹھا کر خانہ کعبہ کے پاس لائے تھے اور ڈیڑھ سو آدمی اُن کی اولاد میں سے نوبت بنوبت اٹھانے کی خدمت میں مقرر تھے اور ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ قبر حضرت آدم علیہ السلام کی منیٰ میں ہے بیچ مقام مسجد خیف کے اور قبر حضرت حوا علیہا السلام کی جدہ میں ہے اور انھیں میں سے یہ ہے کہ جب ۔حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ فامّا یاتینّکم منّی ھدًی فمن تبع ھدای فلا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون ابلیس نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ بار خدایا آدم کو وعدہ کرامت کا فرمایا تو نے اور واسطے اولاد

## بیان کتاب اور قرآن اور رسول اور مسجد ابلیس کا

اُس کی کے کتاب اور رسُول اور علم اور جگہ رہنے اُنکے کی اور کھانا اور پینا اور شراب اور آواز خوش عنایت فرمائی تو نے مجھ کو فرما کہ ان چیزوں میں سے کیا دیا تو نے مجھ کو خدا نے فرمایا کہ کتاب تیری وسم ہے یعنی نیلا کرنا بدن کا ساتھ سوئی کے اور قرآن تیرا شعر ہے اور رسول تیرا کاہن اور برہمن اور اکشیش اور بزم خوان ہیں اور علم تیرا سحر ہے اور کھانا تیرا ہر مردار کہ اس کے ذبح کرنے کے وقت نام خدا کا نہ لیا گیا ہو اور پینے تیرے کی چیز جو چیز مست کرنے والی ہے جیسا کہ بھنگ کا پانی اور پوست کا پانی اور شراب اور مانند اس کے اور جگہ رہنے تیرے کی حمام ہے اور باتیں تیری جھوٹے قصے اور موذن تیرا مزامیر اور بربط اور مسجد تیری بازار ہے اور آواز تیری آواز گھنٹے کی اور جال شکار تیرے کا عورتیں ہیں ابلیس نے کہا کہ اے رب میرے یہ سب باتیں کافی شافی ہیں اپنی معاش میں مجھ کو اور منجملہ ان چیزوں کے یہ بھی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام قرب الٰہی سے دُور ہوئے اُن کو بسبب اس کے کمال وحشت حاصل ہوئی حق سبحانہ نے اُن کو حکم فرمایا کہ جس جگہ اب کعبہ ہے ایک گھر

marfat.com

تیار کرو مانند بیت المعمور کے کہ آسمان میں کعبہ فرشتوں کا ہے اور گرد اس کے طواف کرو جیسا کہ فرشتے گرد بیت المعمور کے طواف کرتے ہیں حضرت آدم جیسا کہ فرشتوں کو انھوں نے طواف کرتے ہوئے دیکھا تھا اسی طرح طواف خانہ کعبہ کا کرتے تھے اور نماز اُس کی طرف پڑھتے تھے جیسا کہ فرشتے بیت المعمور کی طرف پڑھتے تھے روایت کیا اس کو طبرانی نے عبداللہ بن عمر سے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم نے ہندوستان کی زمین سے چالیس حج پاپیادہ کئے ہیں اور منجملہ اُن چیزوں کے یہ بھی ہے کہ صحیح بخاری و مسلم اور باقی صحاح ستہ میں اصل اس قصہ کا مذکور ہے اور بیہقی کتاب اسماءو صفات میں اور واحدی نے کتاب الشریعۃ اور ابو داؤد نے ایسا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

## اعتراض کرنا حضرت موسیٰ کا حضرت آدم پر

ارشاد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ بار خدایا حضرت آدم سے میری ملاقات کروا دے تاکہ ان سے دریافت کروں کہ انھوں نے ہم کو اور اپنے تئیں بہشت سے کس واسطے نکلوایا اور محنت اور بلاؤں میں دُنیا کے اندر پھنسایا حق تعالیٰ نے اُن کو اُن سے ملوا دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور اعتراض کے حضرت آدمؑ سے کہا کہ تم وہی آدم ہو کہ حق تعالیٰ نے روح خاص اپنی تمہارے اندر ڈالی اور ہر چیز کے نام تم کو سکھلا دیئے اور فرشتوں سے تم کو سجدہ کروایا اور بہشت اپنی میں تمہاری سکونت مقرر کی حضرت آدم نے کہا کہ ہاں میں وہی آدم ہوں حضرت موسیٰ نے کہا پس کیا سبب ہوا کہ بہشت سے تم نکلے اور ہم کو بھی نکالا اور زمین پر پڑے حضرت آدم نے جب یہ اعتراض سُنا اُن سے فرمایا کہ تو کون ہے اُنھوں نے کہا میں موسیٰ ہوں حضرت آدمؑ نے کہا وہی موسیٰ ہے کہ خدا کے ساتھ تونے باتیں کیں اور تجھ کو پیغمبر برگزیدہ اپنا کیا ہے اور رتبہ مناجات کا تجھ کو عطا کیا اور توریت عنایت کی حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہاں میں وہی موسیٰ ہوں حضرت آدم علیہ السلام نے کہا پس سچ کہہ کہ توریت میری پیدائش سے کتنی مدت پہلے لکھی گئی تھی حضرت موسیٰ نے کہا کہ دو ہزار برس پہلے تم سے لکھی گئی تھی پھر حضرت آدم نے کہا کہ آیا توریت میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ وعصیٰ آدم ربہ یعنی نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی حضرت موسیٰ نے کہا کہ البتہ موجود ہے حضرت آدم نے کہا پس کس واسطے مجھ کو ملامت کرتا ہے اور اس امر کے کہ میری پیدائش سے دو ہزار برس پہلے اُس کو لکھ دیا اور مقدر کر دیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

نے بعد نقل کرنے اس قصہ کے فرمایا کہ حضرت آدم حضرت موسیٰ پر غالب ہوئے اور حضرت موسیٰ خاموش ہوئے اور اس قصہ میں عوام لوگوں کو ایک بڑا اعتراض ہاتھ لگا کہ اگر ایسی گفتگو صحیح ہو لازم آتا ہے کہ ہر شخص بدکا جس کو نصیحت کیلئے ایسی ہی باتیں کرنے لگے اور اپنے نصیحت کرنے والے کو خاموش کردے اور باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بالکل مسدود ہو جائے۔ اس واسطے کہ وہ بدکار کہنے لگے کہ نیکی اور بدی پہلے سے ہی ہماری تقدیر میں لکھی گئی اور جو تقدیر میں ہو چکا اس کا کرنا ہم کو خواہ مخواہ پڑے گا بلکہ تقدیر میں وہی چیز لکھی گئی ہے جو ہم کریں گے خواہ اختیار سے خواہ بغیر اختیار کے اور جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی غرض یہ نہ تھی کہ بسبب اس تقصیر کے حضرت آدم کے اوپر انکار کیا ہو اس واسطے کہ انکار گناہ کا وقت تکلیف کے ہوتا ہے اور حضرت آدم اس وقت مکلف نہ تھے اس واسطے کہ بعد مرنے کے آدمی مکلف نہیں رہتا ہے اور گنہ گار اس وقت لائق سرزنش کے ہوتا ہے کہ قصد جرأت گناہ کے اوپر کرے یا راضی گناہ پر ہو اور حضرت آدم سے یہ گناہ اپنے ارادہ اور رضامندی سے صادر نہ ہوا تھا بلکہ اتفاقاً سرزد ہو گیا بلکہ غرض حضرت موسیٰؑ کی سوال کرنے سے یہ تھی کہ تم سے یہ گناہ کس سبب سے صادر ہوا تھا پس حضرت آدمؑ نے تقدیر کے حوالے کر دیا اور طریقہ شریعت کا یہی ہے کہ جو شخص اپنے گناہ سے توبہ کر چکے سرزنش اور طعن اُس کو نہ کرنا چاہیئے اس واسطے کہ وہ خود نادم اپنے گناہ پر ہے لائق سرزنش اور طعن کے وہی گنہ گار ہے کہ اپنے گناہ پر نادم نہ ہو پھر ارادہ گناہ کرنے کا رکھے اگر قدرت پاوے اور ایک عارف کی زبانی سُنا گیا کہ لغزش انبیاؤں کی اگرچہ گناہ کی شکل میں ہوتی ہے لیکن اُس کے اندر بھید اور حکمتیں ہوتی ہیں پس طعن کرنا اُس شخص کا کام ہے جو بے خبر ہو اور اسرار اور حکمتوں سے واقف نہ ہو اور حضرت موسیٰ ایسے شخص نہ تھے کہ ناواقف ہوں اسی واسطے حضرت آدمؑ نے حضرت موسیٰ کی بہت سی تعریف کر کے الزام دیا کہ اتلومنی علی امر قد قدر علی قبل ان اخلق ایاما پس ملامت کرتا ہے تو مجھ کو اوپر ایسی شے کے کہ مقدر ہو چکی پہلے پیدائش میری سے پس حاصل کلام حضرت آدم علیہ السلام کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰ سے کہا کہ تم سے باوجود اس کے کہ عارف کامل ہو یہ بات بعید ہے کہ اس لغزش میری میں کہ سراسر حکمت ہے میری طرف نسبت کرو اور حکیم کی حکمتوں سے

کہ اُس کے اندر اُس نے رکھ دی تھیں غافل ہو جاؤ اور اس بات کو جانو تم کہ اس واسطے اس نے مجھ کو پیدا کیا کہ خلافت زمین کی مجھ کو عنایت کرے اور احکام تکلیفیہ میری اولاد میں جاری ہوں اگر وہ گناہ مجھ سے سرزد نہ ہوتا یہ کارخانہ کس طرح سے ہوتا اور کیا اچھا کہنے والے نے کہا ہے بیت

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

اور حضرت موسیٰ کے اس قسم کے اعتراض بہت ہیں کہ اپنے کمال کی راہ سے کئے تھے اور کچھ نقصان کی بات اُن کے حق میں نہ تھی منجملہ اُن کے حضرت خضر کے قصہ میں تین باتوں کا اتفاق پڑا تھا۔ چنانچہ وہ حکایتیں سورۂ کہف کے آخر میں مذکور ہیں واللہ اعلم اور جبکہ ان باتوں سے فراغت ہوئی یعنی اثبات نبوت کا بسبب عاجز ہونے کفار کے بنلانے مثل قرآن کے سے پھر یاد دلانا حال ابلیس کا کہ باوجود ثابت ہونے خلافت حضرت آدم کی نص صریح سے اور عاجز ہونے تمام فرشتوں کے روبرو حضرت آدم کے بیان کرنے نام چیزوں کے سے فرمانبرداری اس نے قبول نہ کی اور انکار اور تکبر کیا پھر یاد دلانا اُس عہد کا کہ حضرت آدم اور اولاد اُن کی سے بعد قبول

## بیان عہد بنی اسرائیل کا

ہونے توبہ اُن کی کے زمین میں لیا تھا بعد اُس کے یہ بھی ضروری سوا کہ بنی اسرائیل کو وہ عہد بھی یاد دلانے چاہئیں کہ اُن کے باپ دادوں نے خدا سے کئے تھے اور اس کی کئی وجہ سے ضرورت ہے اول یہ کہ بنی اسرائیل تمام آدمیوں سے ممتاز تھے نبیوں کے پہچاننے میں کہ یہ لوگ نبیوں کی علامتیں خوب جانتے تھے بسبب اس کے کہ حضرت یعقوب سے حضرت عیسیٰ تک چار ہزار پیغمبر ان میں ہوئے تھے اور بعضے پیغمبر بادشاہوں کی صورت میں گزرے ہیں جیسے کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام اور بعضے عالموں اور مشائخوں کی صورت میں جیسے کہ حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور بعضے وزیروں اور مشیروں وغیرہ کی صورت میں جیسے کہ حضرت شموئیل اور بعضے زاہدوں اور راہبوں کی صورت میں جیسے کہ حضرت یونس پس ان باتوں سے ان کو چاہیے کہ نبوت کو منحصر ایک وضع اور ایک شکل میں نہ سمجھیں بلکہ یہ بات جانیں کہ انبیاء کئی وضع پر ہوتے ہیں اور پیغمبر آخر الزماں پر بھی نبی برحق سمجھ کر ایمان لاویں اور فرمانبردار ہوں تاکہ اُن کے ایمان لانے سے اور لوگ بھی کہ جن کو شناخت پیغمبروں کی نہیں ہے اس نبی پر ایمان لاویں اور برحق سمجھیں اور سوا اُس کے

marfat.com

اُن کے پاس کتب الٰہی موجود ہیں اور سوائے اُس کے اور دلیلیں بھی ہیں کہ اُن سے برحق ہونا اس نبی کا معلوم ہوتا ہے اور جس وقت کہ مدعی اور مدعا علیہ محکمہ میں حاضر ہوں اور نوبت ادائے شہادت کی پہنچے گواہوں کے ذمہ گواہی دینی فرض ہوتی ہے پس فرقہ بنی اسرائیل تمام آدمیوں کے درمیان سے ایسے ہیں جیسے کہ دفتر کے متصدی ہوتے ہیں کہ ہر شخص کی خدمت اور عہدہ اور صحت اور سقم اُس کے سے واقف ہوتے ہیں اور اُن کی بات اظہر ہوتی ہے اور گواہی مقبول ہوتی ہے اگر ایسے لوگ حاجت کے وقت حق بات ظاہر نہ کریں تو وہاں حق تلفی کا گوکہ اور آدمیوں سے بھی سرزد ہوا اُن کی گردن پر ثابت ہوتا ہے اور اُن کے ساکت کرنے سے ناراستوں کو بھی شک پڑتا ہے اور گمان کرتے ہیں کہ اگر یہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہوتا یہ آدمی کہ اُن کو حال خوب معلوم ہے اس کے سچے ہونے کی گواہی دیتے دوسری وجہ یہ ہے کہ اگرچہ حضرت آدم سے لے کر اس وقت تک بے شمار آدمی ہوتے ہیں لیکن ہر وقت بعضے اشخاص ان میں سے منتخب ہوتے رہے ہیں اول حضرت نوحؑ کے وقت میں کہ تمام آدمی شرک اور بُت پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے اور اس قدر اعتقاد ان کے محکم ہو گئے تھے کہ قریب ہزار سال کے حضرت نوح ان کو سمجھاتے رہے لیکن درستی پر نہ آئے اللہ تعالیٰ نے سب کو یک قلم محو کر کے خلاصہ اولاد حضرت نوح کو باقی رکھا اور اُن سب سے منتخب کیا دوسرے حضرت ابراہیمؑ کے وقت میں کہ پرستش ستاروں میں تمام آدمی گرفتار تھے اور پابند اس بات کے اس قدر ہو گئے تھے کہ مسبب حقیقی سے بالکل غافل ہو گئے تھے حضرت ابراہیمؑ کے تابعداروں کو کہ حنفا تھے ممتاز کیا اور واسطے اُن کے طریق خاص جیسے کہ ختنہ اور غسل جنابت کا اور اور قسم کی طہارتیں باقی اور حج خانہ کعبہ کا اور قربانی حیوانات کی اور عقیقہ اولاد کا اور اور رسمیں اور عادتیں کہ ہر حال میں اللہ کی طرف متوجہ رہیں مال میں بھی اولاد میں بھی مقرر فرمائی پھر حضرت موسیٰ کے وقت میں بنی اسرائیل کو حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے تھے منتخب کیا اور ان کو دفتر دار اپنا بنایا تاکہ کتابوں الٰہی اور احکام الٰہی کے محفوظ رہیں اور وحی کے فرشتوں کو بھی انھیں پر آمد و رفت رہے اور پیغمبر بھی اسی گروہ میں سے ہوتے رہے بعد اس کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہ عنایت طرف فرقہ قریش کے بنی اسرائیل میں سے کہ یہ بھی حضرت ابراہیم کی اولاد میں ہیں متوجہ ہوئی اور اُن کو منتخب کیا لیکن انتقال اس منصب کا بنی اسرائیل کو بہت شاق ہوا اور رگ حسد

marfat.com

اُن کی نے جنبش کی پس لازم ہوا کہ اوّل بنی اسرائیل کو اُن کے عیبوں پر مطلع کیا جاوے تاکہ اُن کو بھی یہ بات معلوم ہوجاوے کہ اس گروہ کی استعداد بالکل جاتی رہی اور لائق منصب کے نہ رہے تاکہ ظاہر بینوں کی نظر میں یہ امر بلاوجہ نہ سمجھا جاوے بلکہ حکمت کی راہ سے جانیں تیسری وجہ یہ ہے کہ جب تک آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے اکثر مناظرہ اور گفتگو قریش کے ساتھ رہتی تھی اس واسطے کہ اُس جگہ سوائے اُس گروہ کے کوئی نہیں رہتا تھا اور جس وقت مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اکثر صحبت اور گفتگو بنی اسرائیل سے ہوئی اور تمام عرب اسی امر کے منتظر تھے اس واسطے کہ بنی اسرائیل کو اہل کتاب اور واقف ان امور کے جانتے تھے اور جس وقت بنی اسرائیل اس پیغمبر سے پھر گئے اور تابعداری قبول نہ کی اس سے گمان اس بات کا ہوا کہ آدمیوں کے دل میں شبہ اور شک آجاوے اس شبہ کے دفع کرنے کے واسطے بنی اسرائیل کی پہلی پچھلی برائیوں کا بیان ہوا تاکہ لوگوں کے نزدیک قول اور فعل اُن کے کا اعتبار نہ رہے اور یہ لوگ قابل استدلال کے نہ رہے چوتھی وجہ یہ ہے کہ تمام گروہوں میں سے بنی اسرائیل کو بڑا فخر تھا کہ ہم میں سے پیغمبر ہوتے چلے آئے ہیں اور جو کوئی فخر بسبب باپ دادوں اپنے کے کرے اُس کو چاہیئے کہ اوّل اپنے نفس کو سنوارے اور برائیاں ظاہری اور باطنی اس کی دُور کرے تاکہ موافق اس قول کے کہ الولد سر لابیہ دلیل صحت نسب اور فخر اُن کے کی پائی جاوے والا حال اُس کا مخالف دعوٰی اس کے کا ہوگا اور خود اپنی زبان سے الزام کھاوے گا اس واسطے پہلے تمام آدمیوں کو خطاب فرمایا کہ یاایھا الناس اعبدوا اور جو نعمتیں کہ عام سب کے واسطے تھیں جیسا کہ پیدائش زمین اور آسمان سے لے کر پیدائش حضرت آدم علیہ السلام تک اور داخل کرنا ان کا بہشت میں اور خلیفہ کرنا اُن کا زمین میں یاد دلائیں بعد اُس کے خاص خطاب بنی اسرائیل کو کیا اور جو نعمتیں کہ خاص اُن کے بزرگوں کو عطا کی تھیں اور انھوں نے ناشکری کی اور اپنی وضع اور اطوار بدل ڈالے سب باتیں یاد دلائیں جیسا کہ فرماتے ہیں یَا بَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ یعنی اے بیٹو یعقوب کے کہ وہ بیٹا اسحٰق کا اور وہ اسحٰق بیٹا ابراہیم کا ہے اور اسرائیل نام حضرت یعقوب کا ہے اور معنی اسرا کے عبرانی زبان میں بندہ کے ہیں اور ئیل بمعنی اللہ کے ہے پس معنی اس کلمہ کے عبداللہ ہوئے اور عبد بن حمید نے ابو مجاز سے روایت کی ہے کہ اصلی نام اُن کا کہ حضرت اسحٰق نے رکھا تھا یعقوب تھا اس واسطے کہ

marfat.com

حضرت یعقوب اور حضرت عیص ایک حمل سے دونوں پیدا ہوتے تھے اور حضرت عیص اول پیدا ہوئے اور حضرت یعقوب پیچھے اس واسطے حضرت اسحٰق نے نام اُن کا یعقوب رکھا کہ عیص کے عقب میں پیدا ہوتے اور معنی یعقوب کے عبرانی زبان میں پیچھے آنے والے کے ہیں یعنی یہی نام ان کا باقی رہا کہ قریب جوانی کے پہنچے ایک دن حضرت اسحٰق خلوت خانے میں تھے اور ان کو خلوت خانہ کے دروازے پر بٹھلا دیا تھا تاکہ کوئی نامحرم خاص وقت میں اندر نہ جاوے اور مناجات الٰہی میں تشویش نہ ڈالیں دفعتاً ایک فرشتہ مقرب فرشتوں میں سے آدمی کی صورت بن کر حضرت اسحٰق کی زیارت کے واسطے آیا اور چاہا کہ خلوت خانہ میں جاوے انھوں نے اُس کے ساتھ ہاتھا پائی کی اور آنے نہ دیا یہاں تک کہ حضرت اسحٰق باہر آئے اور جب یہ حال دیکھا کہ فرشتہ سے مقابلہ کر رہے ہیں انھوں نے فرشتہ سے عذر کیا اُس فرشتہ نے حضرت یعقوب کو بہت سراہا اور آفرین کی کہ حق خدمت کا ایسا ہی بجالانا چاہیئے اور حضرت اسحٰق سے کہا کہ اس فرزند کا تمھارے کیا نام ہے انھوں نے کہا یعقوب فرشتہ نے کہا کہ میری طرف سے نام اس فرزند کا اسرائیل رکھو اس واسطے کہ ہماری زبان میں اسرا کے معنی برگزیدہ کے ہیں اور ئیل بمعنی خدا کے اور یہ فرزند تمھارا مرد خدا کا ہے کہ ہرگز پاس کسی کا نہیں کرتا ہے اس وقت سے نام ان کا اسرائیل مشہور اور اسی واسطے انکا نام فرشتوں کے نام کے ساتھ ملتا ہے جیسا کہ جبرائیل اور میکائیل اور خطاب کے وقت اس طرح نہ فرمایا کہ یا اولاد یعقوب تاکہ اشارہ اُس کی طرف ہو جاوے کہ اے بنی اسرائیل تم بیٹے اس مردِ خدا کے ہو جو مقبول خدا کا تھا اور اپنے باپ کی فرمانبرداری کے واسطے کسی کی پروا نہ کی اور پاس کسی چیز کا نہ کیا تم کو بھی چاہیئے کہ موافق الولد سر لابیہ کہ خدا کے عہد پورا کرنے میں بجالانے حکم اس کے میں پروا دُنیا کے چلے جانے کی نہ کرو اور زوال مرتبہ اور ریاست کے نہ ڈرو اگر اس کام میں تم قصور کرو گے مخالفت طریق باپ اپنے کی کرو گے اور صحت نسب اپنے میں خلل ڈالو گے اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انبیاؑ جو ذکر کرنے میں آتے ہیں اور مشہور ہیں تمام بنی اسرائیل میں سے ہیں مگر دس پیغمبر حضرت نوحؑ اور حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ اور حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یعقوبؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور بھی نقل کی ہے

marfat.com

کہ کوئی پیغمبر ایسا نہیں جس کے دو نام قرآن میں آتے ہیں مگر حضرت یعقوب اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کہ حضرت یعقوب کا نام اسرائیل بھی ذکر کیا اور حضرت عیسیٰ کو مسیح بھی کہتے ہیں انتہیٰ لیکن یہ تلاش ناقص ہے اس واسطے کہ حضرت یونس کو ذوالنون بھی فرمایا ہے مگر یہ کہا جاوے کہ ذوالنون

## بیان اولاد حضرت یعقوبؑ کا

علامتوں اور لقبوں میں سے ہے نام نہیں اور بیان پھیلنے اولاد حضرت یعقوب کا یہ ہے کہ اُن کے باپ حضرت اسحاق نے حضرت لوط کی لڑکی سے نکاح کیا تھا اور اُس بی بی سے دو بیٹے ایک حمل سے پیدا ہوئے تھے اور جب وفات حضرت اسحاق کی قریب پہنچی دونوں بیٹوں کو اپنی مسجد میں سجادہ نشین کیا اور مال اپنا بھی دونوں کو آدھا آدھا دے دیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت عیص کو بہت چاہتے تھے اور بی بی اُن کی حضرت یعقوب کو بہت دوست رکھتی تھی ایک دن حضرت اسحاق نے آخر عمر اپنی میں حضرت عیص کو فرمایا کہ وقت خاص میرے پاس میں حاضر ہو اور پکار یو تاکہ واسطے تیرے دُعا کروں میں یہ بات اُن کی بی بی نے سُنی اور حضرت یعقوب کو لباس حضرت عیص کا پہنا کر بھیجا اور کہا کہ آواز اپنی عیص کی آواز سے مشابہ کر کے پکار یو کہ میں حاضر ہوں جو وعدہ دعا کا میرے واسطے کیا ہے پورا کرو اور حضرت اسحاق کو اخیر عمر میں ضعف بصارت ہو گیا تھا جبکہ حضرت یعقوب اُسی شکل اور لباس میں رُوبرو حضرت اسحاق کے گئے حضرت اسحاق نے واسطے اُن کے دُعا کی اور مضمون دُعا کا یہ تھا کہ حق تعالیٰ نبوت تیری اولاد میں جاری رکھے اور بعد کتنی دیر کے حضرت عیص آتے اور اُنھوں نے دُعا کروانی چاہی حضرت اسحاق نے فرمایا کہ اس وقت خاص میں پیشتر تو آیا تھا اور میں نے دُعا کر دی ہے حضرت عیص نے کہا مجھ کو خبر نہیں بعد تحقیق کرنے کے معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام آکر برکت دُعا اُن کی لے گئے۔ حضرت اسحاق نے واسطے حضرت عیص علیہ السلام کے دُعا دوسری فرمائی کہ حق تعالیٰ تیری نسل سے بادشاہ کرتا رہے گا اور جب حضرت اسحاق کی وفات نزدیک پہنچی دونوں بیٹوں اپنے کو وصیتیں فرمائی لیکن مسجد اور سجادہ حوالہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے کیا اس سبب سے حضرت عیص کو حضرت یعقوب سے کدورت خاطر ہو گئی تھی بعد انتقال حضرت اسحاق کے تمام مال پر حضرت عیص متصرف ہوئے اور آدمیوں کا رجوع انھیں کی طرف ہوا اور حضرت یعقوب فقیر اور بے مایہ رہے حضرت یعقوب کی ماں نے جب حال اس وضع پر دیکھا حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا کہ اس جگہ بود و باش تمھاری مناسب نہیں بھائی میرا کہ نام اُس کا

marfat.com

لایان ہے اُس کے پاس جاؤ اُس کے گھر میں کئی لڑکیاں ہیں اور آدمی مالدار ہے ایک لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کر دے گا اور تم کو معاش کی طرف سے فراغت حاصل ہو گی جب حضرت یعقوب علیہ السلام لایان کے یعنی اپنے ماموں کے پاس پہنچے تو وہ اُن کے آنے سے بہت خوش ہوا اور حال اُن کی والدہ اور اُن کے بھائی کا دریافت کیا۔ تمام حقیقت انھوں نے بیان کی۔ لایان نے کہا کہ بدسلوکی بھائی کی سے اندیشہ مت کر کہ تو فرزند میرا ہے اور تمام امور اپنے گھر کے ان کے حوالے کئے اور بڑی بیٹی اپنی سے شادی اُن کی کر دی چار بیٹے اُس لڑکی سے پیدا ہوئے روئیل اور شمعون اور لاوی اور یہودا بعد اُس کے وہ لڑکی فوت ہوئی لایان نے اپنی دوسری لڑکی کا اُن کے ساتھ نکاح کر دیا، ان سے بھی دو بیٹے پیدا ہوئے اور یہ بھی مر گئیں لایان نے تیسری لڑکی کا اُن کے ساتھ نکاح کر دیا دو بیٹے اور ایک لڑکی اُن سے پیدا ہوئی اور وہ بھی مر گئیں لایان نے چوتھی لڑکی اپنی کہ اُس کا راحیل نام تھا اُن کے ساتھ اُس کا نکاح کر دیا اور یہی لڑکی والدہ حضرت یوسف علیہ السلام اور بن یامین کی تھی اور اُس وقت میں عمر حضرت یعقوبؑ کی چالیس برس کو پہنچی تھی اور طرف اُن کے وحی آئی کہ ہم نے تجھ کو پیغمبر کیا، تو اب سرزمین کنعان کی طرف جا اور وہاں کے آدمیوں کو دین آباؤ واجداد اپنے کا تلقین کر یہ حقیقت لایان سے کہی لایان سجدہ شکر کا بجالایا اور کہا ہر چند کہ جدائی تیری اور جدائی لڑکی کی میرے اوپر بہت شاق ہے لیکن رضامندی خدا کی مقدم اور پر رضامندی میری کے ہے اب جو کچھ چاہیے تو میرے مال میں سے لے حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ مجھ کو مال کی کچھ حاجت نہیں لیکن اہل وعیال میرے کو ہمراہ میرے رخصت کر لایان نے لڑکی اپنی کو معہ فرزندوں کے رخصت کیا اور پانسو بکریاں اور پانسو بیل اور پانسو اونٹ اور پانسو خچر اور غلام بہت سے واسطے خدمت اور نگاہ رکھنے جانوروں کے اور نقد اور پوشاک بہت اُن کو دی جب وہ متوجہ طرف کنعان کے ہوئے اور یہ خبر عیص کو پہنچی اوّل جوش وخروش بہت کیا اور مقابلہ اور لڑائی کے واسطے تیار ہوا آخر صلح کر لی اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے اچھی طرح ملاقات کی اور کمال ادب سے اُن سے درخواست کی کہ حق تعالیٰ نے تم کو میرے اُوپر بزرگی دی ہے واسطے میرے دُعا کر کہ نسل میری سے بھی پیغمبر پیدا ہووے حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ تمہاری پشت سے ایوب پیغمبر پیدا ہو گا اور ذوالقرنین بادشاہ کہ


marfat.com

نیک بخت کہ مالک مشرق اور مغرب کا پیدا ہوگا بعد اُس کے حضرت عیص اور حضرت یعقوب علیہ السلام ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے شہر کنعان میں راحیل سے حضرت یوسف اور بنیامین پیدا ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام دو برس کے تھے کہ راحیل فوت ہوئی لایان نے یہ ماجرا سُنا پانچویں لڑکی اپنی کہ چھوٹی تھی بہت جہیز کے ساتھ واسطے ان کے بھیجی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اُس نے پرورش کیا اور تمام فرزند حضرت یوسف سمیت بارہ ہیں اور ہر ایک بیٹے سے بہت سی نسل چلی اور بنی اسرائیل تمام بارہ قبیلے ہیں اور اس خطاب میں اُن سب کو شریک کرکے فرماتے ہیں کہ اے اولاد یعقوب کی تقاضا کمال تابعداری آبا اور اجداد اپنے کا یہ ہے کہ کوئی لحظہ یاد میری سے غافل نہ رہو تم جیسا کہ اُمت مرحومہ مصطفویہ کو فرمایا ہم نے کہ یَاأَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیرًا فَاذْکُرُونِی أَذْکُرْکُمْ اور اگر استعداد تمھاری اس حد کو نہ پہنچے کہ بے واسطہ یاد میری کرو بس اس قدر ضرور کرو کہ اذْکُرُوا نِعْمَتِیَ الَّتِی أَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ یعنی یاد کرو تم نعمت میری وہ نعمت کہ انعام کیا میں نے تمھارے اوپر اور فائدہ اس قید کا یہ ہے کہ جو نعمتیں کہ خاص نہ ہوں بلکہ عام ہوں کہ اُن کو اور اوروں کو بھی عطا ہوئی ہوں، زیادہ تر دل میں نہیں سماتی ہیں اور بسبب شرکت ادنیٰ اور اعلیٰ کے وہ نعمت بے قدر معلوم ہوتی ہے اس واسطے کہ پیچ مقام شکر کے ملاحظہ خاص نعمت کا اُن کو کروایا اور ہر چند کہ لفظ نعمت کا مفرد ہے لیکن مراد جنس نعمت کی ہے یعنی کوئی نعمت ہو اور تفصیل اس جنس کی اس سورۃ میں مذکور ہوگی منجملہ ان نعمتوں کے نجات پانی فرعونیوں کے ہاتھ سے اور منجملہ اُن کے پھاڑنا دریا کا واسطے اُن کے اور پیدا کرنا سائبان ابر کا جنگل تیہ میں واسطے ان کے اور اُتارنا من و سلویٰ کا اور جاری کرنا بارہ چشموں کا ایک پتھر سے اور بھیجنا پیغمبروں کا اس فرقہ میں پے در پے اور اُتارنا کتابوں کا اُن کی زبان میں اور اُن کے خاندان میں اور حمایت کرنا اُن کی ہر وقت دشمنوں سے اور خبردار کر دینا اُن کو سب تقصیروں اور غفلتوں سے اور غفلت میں نہ چھوڑنا پھر بھیجنا آں حضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلّم کو واسطے ہدایت اُن کی کے اور یہ نعمتیں عمدہ نعمتوں میں سے ہیں کہ خاص انھیں کے واسطے ہیں اور کسی فرقہ کے تئیں بنی آدم میں سے اس قسم کی خوارق عادات کثرت سے اور اس قسم کی تنبیہیں اور نصیحتیں اور تعلیمیں اللّٰہ کی جناب سے عطا نہیں ہوئیں ہیں

marfat.com

گویا سب آدمیوں میں سے اس فرقہ کو امتیاز تمام دیا اور ہر چند کہ اکثر یہ نعمتیں اوپر بزرگوں اور باپ دادوں اُن کے کے تھیں لیکن جو نعمت کہ باپ دادوں کے اوپر ہوتی ہے بیٹوں کے حق میں بالا ولیٰ ہوتی ہے اس واسطے کہ اگر وہ نعمتیں نہ ہوتیں نسل اُن کی جاری نہ ہوتی اور بیٹے پیدا نہ ہوتے اور یہ بھی ہے کہ بیٹوں کو بسبب ایسے باپ دادوں کے کہ نعمتیں عمدہ ان کے حق میں اللہ جل شانہٗ کی طرف سے عنایت ہوئی ہیں بڑا فخر ہوتا ہے اور یہ بھی ہے کہ جس وقت بیٹے یہ جانیں کہ ہمارے باپ دادوں کو یہ نعمتیں بہ طفیل بجالانے حکم الٰہی کے اور صبر کرنے کے اوپر سختیوں کے اور روگردانی کرنے کفر سے حاصل ہوئی تھیں ان کو بھی رغبت ہوگی کہ ہم بھی طریقہ باپ دادوں کا اختیار کریں اور یہ امر مقرر ہے کہ ہر ایک بیٹے کی جبلت میں اتباع طریقہ باپ اپنے کا ہوتا ہے پس یاد کرنا ان نعمتوں کا کہ باپ دادوں اُن کے کو عطا ہوئی تھیں اُن کو بھی طمع ان نعمتوں کی میں ڈالتا ہے اور یہ طمع ظاہر کرنے مخالفت حکم الٰہی کے سے اور توڑنے عہد کے سے منع کرے گی اور اسی واسطے کہا ہے کہ الانسان عبید الانسان اور بیچ یاد دلانے ان نعمتوں کے فائدے دوسرے بھی منظور ہیں۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ بیان کرنا پیغمبر علیہ السلام کا ان نعمتوں کو دلیل نبوّت اُس کی کے ہے کہ بغیر مطالعہ کسی کتاب کے اور مخالفت اہل کتاب کے ان نعمتوں کو بیان کرتا ہے اور یہ بھی فائدہ ہے کہ جس قدر نعمتیں بہت ہوتی ہیں نافرمانی حکم کی سے اور گناہ سے زیادہ تر خوف اور ہیبت ہوتی ہے اور بُرائی مخالفت کی معلوم ہوتی ہے، اور کم وجہ یہ ہے کہ حیا کرنی مخالفت منعم کی سے ہر عاقل کی جبلت میں ہے اور سب فائدے ممد و معاون مدعا کے ہیں کہ وہ ثابت کرنا نبوّت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اصلاح کرنا فرقہ بنی اسرائیل کا ہے، اور یہ بھی کہ نعمتیں باعث بڑائی اور بزرگی کا ہیں جیسا کہ بزرگی حضرت آدم کی بسبب سجدہ فرشتوں اور سکونت بہشت کے حاصل ہوئی تھی مگر بزرگی حضرت آدم کی میں بسبب ادنیٰ گناہ کے کہ میوہ ایک درخت ممنوع کا کھا لیا تھا خلل آگیا ان کی بزرگیوں کو بھی اگر ان سے کفران نعمت کا ہوگا دُور ہونے والی سمجھنا چاہیئے اور قطع نظر اس سے کہ یاد کرنا ان نعمتوں کا باعث مخالفت چھوڑنے کا ہو ہم نے تم سے عہد بھی اوپر ظاہر کرنے حق کے لیا ہے اور جو کوئی کسی کے ساتھ عہد کر لیتا ہے اگرچہ وہ منعم نہ ہو اور اُس کی طرف سے نعمت نہ پہنچی ہو پورا کرنا عہد کا ہر فرقہ بنی آدم

marfat.com

کے نزدیک واجب ہوتا ہے پس تم کو چاہیئے کہ اگر یاد کرنے ہماری نعمتوں کے سے غافل ہو اُس عہد ہمارے کو یاد کرو وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِیْ یعنی وفا کرو تم وہ عہد ہمارا کہ تم سے لیا ہم نے اس واسطے کہ وہ عہد ہمارا مضبوطی میں کمتر اُس عہد سے نہیں کہ آدم سے بہشت کے اندر کیا تھا کہ وہ درخت منع کئے ہوئے سے بچیو اور کمتر اُس عہد سے بھی نہیں کہ آدم سے بعد قبول کرنے توبہ کے سکونت زمین کے لئے تھا کہ جس وقت ہدایت ہماری طرف سے آوے تابعداری اس ہدایت کی لازم جانو اس واسطے کہ اگر تم میرا عہد پورا کروگے اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ یعنی میں بھی پورا کروں گا وہ عہد کہ میں نے تم کو دیا ہے کہ خوف اور غم تم سے دُور کروں اور گناہ تمہارے بخشوں اور نیکیاں تمہاری دوچند کروں اور تکلیفیں سخت تم سے دُور کروں اور بہشت کہ مسکن تمہارے باپ کا تھا اور بسبب شامت گناہ کے اُس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا پھر تمہارے نصیب کروں اور تفصیل اُس عہد کی جو بنی اسرائیل سے ہوا سورۃ مائدہ میں اس آیت کے اندر ہے کہ وَلَقَدْ اَخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا اخیر تک کہ یہ ہے ولادخلنکم جنات تجری من تحتہا الانہار اور سورۃ اعراف میں بھی ان آیتوں میں ہے جو فسا کتبہا للذین یتقون سے شروع ہوتی ہیں الیٰ الذین یتّبعون الرّسول النّبی الامیّ الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل کے آخر پر ختم ہوتی ہیں اور اس آیت میں مراد اس عہد سے وہی عہد ہے کہ وقت اُترنے حضرت آدم کے لیا ہے کہ فامّا یاتینکم منّی ھدی یا وہ عہد ہے کہ ہر ایک نبی پہلے سے لیا کہ تائید اور نصرت پچھلے نبی کی کرے جیسا کہ بیچ سورۃ آل عمران کے مذکور رہے واذاخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ آخر آیۃ تک یا وہ عہد مراد ہے کہ تمام عالموں سے لیا ہے جیسا کہ بیچ آخر سورۃ آل عمران کے مذکور ہے کہ واذاخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ اس واسطے کہ جو عہد کہ عام سے لیا جاتا ہے خاص کے اوپر بھی لازم ہوتا ہے اور جو عہد کہ پیغمبر سے لیا جاتا ہے اُمت کے اوپر بھی لازم ہوتا ہے اور اوپر ذمہ بنی اسرائیل کے چار عہد الٰہی واجب الوفا تھے اوّل وہ عہد کہ خاص انھیں سے لیا ہے اور ہر چند کہ اس عہد میں

marfat.com

یہ ذکر نہیں کہ خاص آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایمان لاویں بلکہ مضمون اس کا عام اور شامل ہے کہ سب رسولوں کے ساتھ ایمان لاویں اور تائید اور تصدیق اُن کی کریں اور قائم کریں نماز کو اور ادا کریں زکوٰۃ کو اور انفاقات مالی بجا لاویں لیکن بالآخر حاصل یہ ہے اس واسطے کہ آں حضرت محمدؐ پر ایمان لائیں کہ وہ بھی رسولوں کے زمرہ میں داخل ہیں اور انھیں باتوں کا حکم فرماتے ہیں پس ایمان ساتھ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور تقویت اور تائید اُن کی بھی بمقتضائے اس عہد کے بنی اسرائیل کے ذمہ واجب ہوئی اور مذکور اس عہد کا سورۃ مائدہ کے اوّل میں ہے اور دوسرے عہد کے خاص واسطے اتباع حضرت نبی اُمّی علیہ السلام کے لئے ہے اور مذکور اس کا سورۃ اعراف میں ہے تیسرا وہ عہد کہ تمام انبیائے سابقین سے واسطے تائید اور تصدیق پچھلے نبیوں کے ہے اور ہرگاہ کہ بنی اسرائیل کے گروہ میں بہت نبی گزرے ہیں اور بنی اسرائیل اپنے تئیں ان نبیوں کے اُمّت میں گنتے ہیں پس وہ کرات ومرات ان کے اُوپر لازم الوفا ہوا اور مذکور اس عہد کا بیچ وسط سورۂ آل عمران کے ہے چوتھا عہد کہ علی العموم آدم کی اولاد سے لیا ہے جیسا کہ اس جگہ مذکور ہوا یا سب علماء سے لیا ہے جیسا کہ سورۃ آل عمران میں مذکور ہے کہ یہ عہد بھی بنی اسرائیل کے فرقہ پر کہ اپنے تئیں حضرت آدم کی اولاد میں سے اور عالموں کے گروہ سے گنتے ہیں لازم الوفا ہوا پس اسی جگہ بنی اسرائیل سے پورا کرنا ان چاروں عہدوں کا طلب کیا گیا اوّل اس تقریب سے کہ دفع کرنا عہد کا تقاضا جبلت انسانی کا ہے۔ اگر اس میں قصور کرو گے تو انسانیت کے دائرہ سے خارج کئے جاؤ گے اور ثانیاً اس طرح سے کہ ہر ہر عہد کے مقابلے میں میں نے بھی عہد دیا ہے اگر تم کو طمع بیچ پورا کرنے ان عہدوں میرے کے ہو پس طریقہ اُس کے حاصل کرنے کا پُورا کرنا عہد کا ہے پس گویا ایسا ارشاد ہوا کہ وفا کرنا عہد کا جوانمردی اور سخن پروری اپنی سے نہ کرو اور طریقہ اور مقابلہ سوداگری کا نہ چھوڑو کہ اس طرف سے کچھ دینا اور اُس طرف سے دس گنا لینا ہے اور اگر تمھارے دل میں یہ بات آوے کہ منفعتوں کا حاصل کرنا اگرچہ بہت ہوں اُس وقت خوب ہوتا ہے کہ خوف ضرر کا نہ ہو اور ہم کو اُن عہدوں کے پُورا کرنے میں بہت ضرر معلوم ہوتے ہیں۔ ایک ضرر یہ ہے کہ مرتبہ اور ریاست ہماری برہم ہو جاوے اور یہ بھی ضرر ہے کہ نذر اور نیازیں اور فتوح اور تحفے کہ ہم مذہب ہمارے ہم کو دیتے ہیں یک قلم موقوف ہو جاویں اور یہ بھی ضرر ہے کہ

marfat.com

اگر توریت اور انجیل کے احکام ہم موقوف کر دیں معاملہ رشوت ستانی کا کہ ہم کرتے ہیں بالکل بند ہو جاوے اس واسطے کہ دو صورت منسوخ ہونے ان دونوں کتابوں کے کوئی ہم سے اُن احکام کو کہ اُس میں مندرج ہیں دریافت نہ کرے گا اور یہ بھی مضر ہے کہ ناخوشی قوم اور قبیلہ اور اقربا کی ہم سے ہو گی اور جدائی اور ترک کرنا ناصر اور مدد کرنی رشتہ داروں کی کہ بسبب قومیت کے اور قرابت کے ہے ظہور میں آوے گی اور اسی کی مانند اور ضرر بھی ہیں پس پیچ پورا کرنے اُن عہدوں کے اگرچہ منفعتیں ہیں ان بڑے نقصانوں سے خوف کرتے ہیں اور عاقل کا کام یہی ہے کہ جس چیز میں نفع بھی ہو اور ضرر بھی ہو اُس سے بچے ہم کہتے ہیں جیسا کہ ان عہدوں کے پورا کرنے میں تھوڑے تھوڑے ضرروں کا اندیشہ کرتے ہو پس چاہیئے کہ جو مضرتیں نہ پورا کرنے عہد میں ہیں کہ وہ ہزاروں درجہ ان مضرتوں سے زیادہ ہیں اندیشہ کرو اس واسطے کہ پیچ صورت بیوفائی کے ہم تم سے ناخوش ہوں گے اور ناخوشی ہماری وبال دُنیا اور آخرت کا ہے پس ان دونوں قسموں کی مضرتوں کو آپس میں برابر کرو کہ اُن کے درمیان میں تفاوت آسمان اور زمین کا ہے بلکہ دُنیا کی مضرتوں سے نہ ڈرو کہ اس میں میری رضامندی ہو سکتی ہے وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ یعنی ناخوشی میری سے البتہ ڈرو اس واسطے کہ وہ منفعتیں دُنیا کی اُس کے عوض میں نہیں ہو سکتی ہیں جیسا کہ کہا ہے بیت :۔

کلّ شیٔ اذا فارقتہ عوض　　ولیس اللّٰہ ان فارقت من عوض

اس جگہ جاننا چاہیئے کہ معنی رہبت کے لغت عرب میں ڈرنا ہے تقصیر کرنے سے اور نہ ادا ہونے کسی کے حق کے اور یہ ڈرنا عذاب اُس کے سے ہے اور یہ نصیب اہل ظاہر کا ہے یا ڈرنا جلال اُس کے سے اور وہ لائق اہل دل کے ہے اور خوف پہلا دُور ہو سکتا ہے اور خوف دُوسرا دُور نہیں ہو سکتا ہے یعنی خوف جلال اُس کے کا ہر وقت موجود رہتا ہے اور اسی واسطے وایّای فارھبون فرمایا یعنی اس کلام میں خوف اپنے جلال کا بیان کیا اور اس طرح نہ کہا کہ من عقابی فارھبوا یعنی اور عذاب میرے سے ڈرو اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اہلِ کتاب پہلے سے ساتھ رجوع خلائق کے مالوف تھے اور نذریں اور نیازیں اور تحفے آدمیوں سے علم اور تعلیم کے حیلے سے لیتے تھے۔

واسطے ہر شے کے کہ جس وقت جُدا ہو جاوے تو اُس سے عوض ہے اور نہیں ہے واسطے اللہ کے اگر تو جُدا ہووے کوئی عوض۔

marfat.com

ترک کرنا اُس دین کا اُن کے اوپر بہت شاق تھا اور صبر اوپر اس مشقت کے اور متابعت کرنی پیغمبر آخر الزماں کی کر اُن سے پائی جاوے سبب زیادتی ثواب کا ہے اللہ کے نزدیک اور اسی واسطے بیچ حق مومنین اہل کتاب کے سورۃ قصص میں ارشاد ہوا کہ اولئک یوتون اجرھم مرتین بما صبروا یعنی یہ لوگ دیئے جاویں گے اجر اپنا دو بار بسبب صبر اُن کے کے اور

## بیان ثواب تین آدمیوں کا

صحیحین میں ساتھ روایت ابو موسیٰ اشعری رض کے آیا ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں کو ثواب دوگنا جناب الٰہی سے عطا ہوگا۔ اول جو کوئی کہ اہل کتاب میں سے اسلام کے ساتھ مشرف ہو دوسرا وہ شخص کہ لونڈی مدخولہ اپنی کو آزاد کرکے پھر اپنے نکاح میں لاوے تیسرا وہ غلام کہ بندگی خدا کی بھی بجالاوے اور اپنے مولیٰ کی خدمت میں بھی قصور نہ کرے پس فرقہ بنی اسرائیل کو جیسا کہ بیچ تابعداری نبی آخر الزماں کے مشقت بہت کھینچنی پڑے گی ویسی توقع ثواب کی بھی زیادہ رکھنی چاہیئے مصرعہ ہم بیشتر عنایت وہم بیشتر غنا مشقت کو نظر میں لانا اور بڑی بڑی منفعتوں اور فائدوں سے چشم پوشی کرنی اور اخفا کرنا عالی ہمتوں کا کام نہیں جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے شعر

تھون علینا فی المعالی نفوسنا ومن خطب الحسناء لم یغلہ المہر

اگر تم سے عہد نہ لیتا میں کہ ساتھ اس پیغمبر کے ایمان لاؤ اور اس کتاب کو سچا جانو پھر بھی تمہارے ذمہ واجب تھا کہ اس کتاب پر ایمان لاتے تم اس واسطے کہ جو موافق حق کے ہو البتہ حق ہے اور یہ کام عاقل کا نہیں کہ جس چیز کو حق جانے اور جو چیز اس کے موافق ہو اُس کا انکار کرے اس واسطے کہ اس صورت میں انکار حق کا لازم آتا ہے پس تم اس پیغمبر کو برحق جانو وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ اور ایمان لاؤ تم ساتھ اُس کتاب کے کہ اُتاری میں نے اور تم کو یقیناً معلوم ہوا کہ میری اتاری ہوئی ہے اس واسطے کہ معجزہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سراسر ہدایت ہے اس واسطے کہ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ یعنی موافق ہے اُس چیز کے کہ ہمراہ تمہارے ہے یعنی توریت اور انجیل اور زبور اور موافق ہے ساتھ صحیفوں پہلے نبیوں سے بیچ اعتقادات اور صفات اور احوال کے اور نبیوں کے قصوں میں اور بہشت اور دوزخ کے ذکر میں اور توحید اور عبادت کے امر میں اور کبائر کی نہی میں اور جس چیز میں اس کو مخالفت کتابوں اپنی کے جانتے ہو یعنی منسوخ ہونا،

marfat.com

بعض حکموں توریت اور انجیل کے کہ اپنے وقت کے میں حق تھے پس ایمان لانا ساتھ قرآن کے تاکید تصدیق اس کی ہے اس واسطے کہ اس کتاب میں جا بجا مذکور ہے کہ دین موسیٰ اور دین عیسیٰ کا حق ہے اور احکام توریت اور انجیل کے اپنے وقت میں حق تھے پس ایمان لانا ساتھ قرآن کے تاکید کرتا ہے ایمان لانے کو ساتھ توریت اور انجیل کے بیچ احکام منسوخہ اُن کے کے اور ان کتابوں میں خوش خبری اس پیغمبر کے آنے کی اور اس کتاب کے اُترنے کی بھی موجود ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ بسبب آنے اس پیغمبر کے اور نازل ہونے اس کتاب کے تکلیفات شاقہ اور احکام بھاری تم سے دفع ہوں گے اگر یہ پیغمبر اور یہ کتاب اُن حکموں کو منسوخ نہ کرے تو وعدہ خلافی اللہ تعالیٰ کی متصور ہو گی پس بسبب نسخ کرنے کے تصدیق اُن کتابوں کی کرتی ہے اور واسطے اسی نکتہ کے صراحۃً اس طرح نہ فرمایا کہ اٰمنوا بالقراٰن وبھٰذا الکتاب بلکہ طریق کنایت کا اختیار کیا اس واسطے کہ کنایت میں مبالغہ زیادہ ہوتا ہے صریح سے اور اس کنایت سے علۃ وجوب ایمان کی بھی سمجھی جاتی ہے اور اگر تم کو اس قرآن میں اور اس پیغمبر پر ایمان لانے میں باوجود قائم ہونے دلیل عقلی کے اور تمسک عہد کے کچھ شبہ باقی ہے تو ایسا نہ کرو کہ پہلی ہی مرتبہ میں ساتھ انکار اور تکذیب کے پیش آؤ بلکہ سوائے ایمان لانے کے اپنی کتابوں کی طرف رجوع کرو اور احوال اس قرآن اور اس پیغمبر کا جیسا کہ اُن کتابوں میں لکھا ہے مطابق کرو کہ شان عقل والوں کی یہی ہے ولا تکونوا اوّل کافر بہ یعنی اور مت ہو تم ہو اوّل ان آدمیوں میں سے کہ دیدہ و دانستہ حق پوشی اس کی کریں اس واسطے کہ دوسرے فرقے اہل کتاب کے تابعداری تمھاری کر کے انکار اور تکذیب کریں گے اور وبال ان کا تمھاری گردن پر پڑے گا اور اس وقت تک کہ مشرکین اور قریش مکہ نے کہ انکار او تکذیب اس پیغمبر کی اور اس قرآن کی کی ہے دیدہ دانستہ حق پوشی نہیں کی بلکہ بسبب جہل اور بے خبری اپنی کے اور جہالت اور نادانی کے سبب سے پس لائق اس کے نہیں کہ کوئی پیروی اُن کی کرے بخلاف تمھارے کہ باوجود واقف ہونے احوال اس پیغمبر کے سے اور اس قرآن کے سے چشم پوشی کر کے حق کو چھپاؤ گے تو حقیقت کفر کی کہ حق پوشی ہے پہلے تم سے وقوع میں آوے گی گو کفر حکمی تم سے پہلے بھی اوروں سے سرزد ہوا ہے اور سوا اس کے کفر اہل مکہ کا خاص اسی قرآن کے ساتھ نہ تھا بلکہ توحید اور معاد اور تمام پیغمبروں

marfat.com

اور تمام کتابوں کا اُن کو انکار تھا اور تم اپنے زعم میں ان سب چیزوں کو برحق سمجھ کر خاص
اسی قرآن کے منکر ہوتے ہو پس تم خاص انکار کرنے والوں قرآن کے سے اوّل شمار کئے جاؤ گے
اور یہ امر بہت بعید ہے اس واسطے کہ جو کچھ اس قرآن کے اندر توحید اور نبوت اور معاد اور خوبی
عبادت اور بُرائی گناہ کی سے ہے سب کو پیچ اعتقاد کر کے پھر انکار اس کا کرتے ہو اور یہ دلیل
تعصب کی ہے اور مشرکین مکہ چونکہ سب چیزوں سے منکر تھے اگر قرآن میں ان چیزوں کا ذکر سُن کر
یقین نہ کریں اور انکار کے ساتھ پیش آویں چنداں بعید نہیں کہ انکار مضمونوں اس کتاب کے سے
انکار کتاب کا بھی لازم آتا ہے اور اگر تصدیق تمام مضمونوں کتاب کی کر کے پھر انکار کتاب کا کریں
دلیل تعصب اور عناد کی ہے اور اگر کہو تم کہ ہر چند یہ کتاب موافق وعدہ توریت اور انجیل کے
نازل ہوئی ہے اور آیتیں توریت اور انجیل کی کہ بیچ اُن کے وعدہ اس کتاب کا ہے ہمارے پاس
موجود ہیں لیکن اگر اُوپر ان آیتوں کے عمل کریں ریاست اور مرتبہ ہمارا بالکل فوت ہو جاوے بلکہ کارخانے
معاش ہماری کے درہم برہم ہوں گے پس واسطے اس ضرورت اور عموم بلوے کے اُن آیتوں کے
اُوپر ہم سے عمل نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ حرج کے سبب سے تکلیف ساقط ہوتی ہے جواب اس
کا یہ ہے کہ یہ سب اس واسطے ہے کہ دُنیا کے مزوں کو بہت بڑا سمجھتے ہو اور ان کا خوف کرتے
ہو اور ناخوشی ہماری سے نہیں ڈرتے اور دُنیا کے فائدوں کو سے افضل سمجھتے ہو اور یہ کام نہایت
قبیح ہے اور توریت اور انجیل میں مذمت اس کی وارد ہے پس اگر ایمان ساتھ توریت اور انجیل
کے رکھتے ہو اس کام سے دست بردار ہو وَلَا تَشْتَرُوْا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا یعنی اور خرید
کرو میری آیتوں کو دُنیا کی تھوڑی قیمت سے کہ بہ نسبت ثواب ان آیتوں کے کہ ان کے سوا کوئی چارہ نہیں اور
باوجود اس کے سب فانی ہے اور کوئی عاقل قلیل کو اوپر کثیر کے اور فانی کو اوپر باقی کے ترجیح نہیں
دیتا ہے وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ یعنی اور ناخوشی میری سے چاہیے کہ پرہیز کرو تم اور مرنے اور
ریاست کے چلے جانے کا اندیشہ نہ کرو اس واسطے کہ عوض اُس کا تم کو بسبب خوشنودی میری
کے حاصل ہو سکتا ہے اور میری خوشنودی سے ریاست اور مرتبہ بدل نہیں ہو سکتا ہے باقی اس جگہ
ایک سوال اور ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ نہ خرید و تم بدلے آیتوں میری کے قیمت تھوڑی
پس خریدنا قیمت کا اس کے کیا معنی ہیں اس واسطے کہ عرف میں رائج اس طرح ہے کہ قیمت سے

marfat.com

اسباب خریدتے ہیں نہ کہ یہ اسباب دیویں اور قیمت کو خریدیں پس اگر آیتوں کو متاع ٹھیرایا جاوے
اس طرح کہنا چاہیئے تھا کہ ولا تبیعوا اٰیاتی بثمن قلیل یعنی مت بیچو تم آیتوں ہماری
کو ساتھ قیمت تھوڑی کے اور اگر آیتوں کو قیمت مقرر کریں پس اس طرح کہنا چاہیئے کہ
ولا تشتروا باٰیاتی ثمنا قلیلا یعنی مت خریدو آیتیں ہماری دے کر متاع تھوڑی کو
اور جو ترکیب کہ اس جگہ مذکور ہے دونوں ترکیبوں سے علٰحدہ ہے تو جہ اس کی کیا ہے جواب
اس کا یہ ہے کہ اصل مقصود بالذات آدمی کے واسطے حاصل ہونا فائدوں آخرت کا ہے کہ بسبب
رضامندی خدا اور فرمانبرداری اُس کی کے میسّر ہوتے ہیں پس حقیقت میں بیچے گئے فائدے آخرت
کے ہیں کہ اہل کتاب ان کے بدلے میں رشوتیں اور تحفے اور ہدیے اور حصے مقرر کئے ہوئے اور کھیتیاں
اور میوے اور اعانت اور نصرت اور دوستی اور قرابت کے فائدے لیتے ہیں اور فائدے دُنیا کے
مقصود بالذات نہیں ہیں بلکہ یہ وسیلے آخرت کے حاصل کرنے کے ہیں جیسا کہ کہا ہے الدنیا
مزرعۃ الاٰخرۃ یعنی دنیا کھیتی آخرت کی ہے پس حقیقت میں دُنیا اور جو چیزیں دُنیا کی
ہیں بمنزلہ نقدی کے ہے کہ قیمت اور چیزوں کی جن سے نفع اٹھایا جاوے ہو سکتی ہیں اور خود نافع
نہیں ہیں اور ہر گاہ کہ اہل کتاب نے فائدے آخرت کے برباد کر کے ان فائدوں فنا ہونیوالوں
کو کہ مقصود بالذات نہ تھے اُس کے عوض میں لیا گویا انھوں نے معاملہ اُلٹا کر لیا کہ جس چیز کو
دینا تھا اُس کو لیا اور جس چیز کو لینا تھا اُس کو دے دیا پس اللہ تعالےٰ نے موافق غلط فہمی
اُن کی کے ایسی ترکیب ارشاد فرمائی کہ ولا تشتروا باٰیاتی ثمنا قلیلاً دیا اس سے اشارہ
فرماتے ہیں کہ آیتیں میری ایسی نہ تھیں کہ اُن کو وسیلہ کسی چیز کے حاصل کرنے کا کرتے بلکہ مقصود
بالذات تھیں اور اگر اُس کے عوض میں کوئی چیز ایسی بھی لیتے کہ قابل ذخیرہ کا بقا کے ہوتی تو بھی
صورت معاملہ کی درست ہوتی لیکن تم نے اس کے عوض میں ایسی چیز لی کہ فانی اور چلی جانے والی
ہے کہ حکم قیمت کا نہیں رکھتی ہے اور دے دینے کے لائق نہیں جیسا کہ حضرت امیر المومنین علی
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے:۔

قد ادلع للناس فی الدنیا بارلجۃ　اکل وشرب وملبوس ونکاح،
ومرجع الکل ان نکرت فیہ الی روث وبول و مطروح ومفضوح

marfat.com

## بیان ملامت کا

یہاں جاننا چاہیئے کہ ہر چند یہ آیت ظاہر میں نصیحت بنی اسرائیل کے واسطے ہے لیکن زجر واسطے چند فریق اس اُمت کے بھی ہے کہ عوض آیتوں الٰہی کے تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں اور وہ نعمت عظمٰے برباد کرتے ہیں فرقہ پہلا علماؤں کا کہ بسبب حرص نفسانی کے دنیاداروں اور ظالموں کے ساتھ خلط کرتے ہیں اور واسطے جائز کرنے اور درست کرنے ناجائز باتوں اُن کی کے روایتیں غیر معتبر در غیر مشہورہ نکالتے ہیں یہاں تک کہ اس حیلہ سے باعث اور شہوتوں اور لذتوں انکی کے ہوتے ہیں فرقہ دوسرا قاضیوں کا کہ رشوت کھاتے ہیں اور مفتیوں بے باک کا کہ حکم شرع کے بدلتے ہیں اور مدعی کو مدعا علیہ اور مدعا علیہ کو مدعی قرار دیتے ہیں۔ فرقہ تیسرا بادشاہوں اور سرداروں ظالم کا کہ داد مظلوموں کی نہیں دیتے ہیں اور اوپر احوال کارندوں اور متصدیوں اور کارپردازوں اپنے کے اطلاع اور تفتیش نہیں رکھتے ہیں اگرچہ رعایا پر تعدی کریں فرقہ چوتھا وزیروں اور متصدیوں دفتر کا کہ بیچ تحصیل کرنے مالوں کے اور خراج لینے رعایا سے خوف آخرت کا نہیں کرتے کہ موافق حکم خدا اور رسول کے لینا چاہیئے فرقہ پانچواں علم پڑھانے والوں اور وعظ کہنے والوں کا غرض اُن کی وہ سکھلانے احکام الٰہی سے حاصل کرنا دنیا کا مطلوب ہوا اور جس شخص سے امید فائدے کی ہو اُس کی طرف خوب متوجہ ہوں اور جس جگہ توقع نفع

لڑکے پڑھانے والے کہ نوکر ہوتے ہیں لاتشتروا بآیاتی ثمناً قلیلاً میں داخل نہیں

کی نہ ہووے بے پروائی اور بدخلقی کریں لیکن فرقہ تعلیم کرنے والے لڑکوں کا کہ لڑکوں کے پڑھانے کے واسطے نوکر ہوتے ہیں وہ اس گروہ میں داخل نہیں اس واسطے کہ نوکری ان کی عوض تعلیم اُن کی کا نہیں ہے بلکہ وہ مشاہرہ اُجرت محنت اُن کی کا ہے کہ صبح سے شام تک اپنے گھر سے علیحدہ ہو کر اور اپنا کاروبار معاش کا چھوڑ کر لڑکوں بے ڈھنگوں کے اوپر جاں فشانی کرتے ہیں اور جیسا کہ چرواہے اپنی بکریوں کو جگہ جگہ سے گھیر گھار کر اکٹھا کرتے ہیں ایسے ہی معلّم لڑکوں کے بھی ان کو جمع کر کے احتیاط سے رکھتے ہیں البتہ یہ بات واقعی ہے کہ جو شخص فقط تعلیم قرآن اور حدیث اور فقہ کے اوپر بغیر مقرر کرنے مکان یا وقت کے اجرت طلب کرے اس فرقہ میں شمار کیا جاتے گا اور بیچ اجرت امامت کے اور اذان اور خطبہ کے اختلاف عالموں کا ہے بعضے یہ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں عبادت میں ہیں اور اُجرت لینے سے عبادت کا ثواب جاتا رہتا ہے پس اس واسطے یہ اُجرت اُوپر اس عبادت کے نہیں بلکہ ادا

marfat.com

کرنے اس عبادت کے بیچ مکان خاص یا وقت خاص کے ہے اور یہ خصوصیت داخل عبادت نہیں
پس اس واسطے وہ اجرت جائز ہے اور تحقیق یہ ہے کہ پہلے زمانہ میں امام اور خطیب اور موذن
خالص خدا کے واسطے یہ کام اختیار کرتے تھے اور قاضی اور مفتی اور محتسب اور خراج اور عشر اور
زکوٰۃ کے جمع کرنے والے اسی نیت سے اپنے کاموں میں مشغول ہوتے تھے اور جس وقت اس زمانہ
میں سلاطین عادل نے دیکھا کہ ان لوگوں نے اللہ کے واسطے ان کاموں کو اختیار رکھا ہے اُن
کی معاش کے واسطے مسلمانوں کے مالوں سے مد خرچ مقرر کی جاوے اور اُجرت کے طور پر
مقرر نہیں کرتے تھے رفتہ رفتہ کہ سستی اسلام کی ہوتی گئی ان کاموں کو بھی مثل اور پیشوں
کے ایک صورت معاش کی مقرر کر لی اسی واسطے اس زمانہ میں یہ وجہ معاش کی مشکوک ہے بلکہ

## بیان عدم جواز اجرت

قریب حرام کے ہے۔ حتی المقدور بچنا اس سے ضروری ہے۔ باقی رہا ایک اور مسئلہ کہ اُجرت لینی
اوپر تعویذ اور منتر کے کہ قرآن میں سے ہو اور یہ بالاجماع جائز ہے اور نص اس کے جواز پر آگئی
ہے جیسا کہ حدیثیں صحیح بخاری اور مسلم نے اس کے جواز میں ذکر کیں اور کتابوں معتبرہ میں بھی اس
کا ذکر ہے اور علماء محققین نے ایک قاعدہ مقرر کیا ہے کہ بہت کام کا ہے انھوں نے کہا ہے کہ
جو چیز بالکل عبادت ہے خواہ فرض عین ہو خواہ فرض کفایہ خواہ سنت موکدہ اس کے اوپر اجرت
لینی جائز نہیں۔ جیسا کہ تعلیم قرآن اور حدیث اور فقہ کی اور قید اس کے ساتھ نہ ہو اور مثل نماز
اور روزہ اور تلاوت اور ذکر اور تسبیح کے اور جو چیز کہ کسی وجہ سے عبادت نہیں اور یہ بھی جاننا چاہئے

## بیان ان لوگوں کا کہ عمل سے باز رکھتے ہیں

کہ جیسا کہ اوپر عبادتوں اور بندگیوں کے اجرت لینی روا نہیں ایسے ہی اوپر چھوڑنے گناہوں اور
بچنے محرمات بسبب مقرر کرنے مدت کے یا تخصیص مکان کے مباح ہوتی ہیں اُن کے اوپر بھی اجرت
لینی جائز ہے جیسا کہ اوپر تعلیم قرآن کی لڑکوں کو کہ فقط تعلیم قرآن ہی نہیں بلکہ صبح سے شام
تک گھر پر بیٹھنا اور خبرداری ان کی کرنی کہ دنگہ اور شرارت نہ کریں بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں
اور یہ چیزیں عبادت نہیں اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ جیسا کہ اوپر عبادتوں اور بندگیوں کے
اجرت لینی جائز نہیں اور یہ بھی اجرت کے حکم میں ہے کہ منصب کے واسطے محرمات سے بچے
رہیں کہ اگر ہم محرمات سے نہ بچیں گے منصب ہم سے چھن جاوے گا۔
گو کہ ظاہر میں اُجرت نہیں دو تین آدمیوں کو مالوں میں سے دیکھا گیا کہ جب تک قضا اور افتا

marfat.com

کے عہدہ پر متعین تھے باجے اور مزامیر کے سُننے سے نہایت کنارہ کش تھے بلکہ لفظ سننے آواز مباح سے بھی اجتناب کرتے تھے جبکہ اس عہدہ سے معزول ہوئے تدارک مافات کا بخوبی عمل میں لائے باقی رہیں اس جگہ کئی بحثیں کہ مفسرین اس مقام میں بیان اُن کا کرتے ہیں اوّل یہ کہ بنی اسرائیل کو فرمایا کہ تم کافر پہلے ساتھ اس کتاب کے نہ ہو اور حال یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا پہلے کافر ہونا ممکن نہ تھا اور منع فعل کی جب ہوتے کہ ممکن ہو اس واسطے کہ آدمی کو نہیں کہہ سکتے کہ اوپر آسمان کے مت اُڑ اور بنی اسرائیل کا اوّل کافر ہونا اس سبب سے نہیں کہ پہلے ان سے مکہ کے مشرکوں نے اور قریش نے دس برس تک کفر اختیار کیا اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم اور مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے جواب اس کا عین تفسیر میں گزرا کہ مراد کافر سے اس جگہ دیدہ و دانستہ حق بات کا چھپانے والا ہے اور یہ معنی سوائے اہل کتاب کے اوروں میں ممکن الحصول نہیں اور اہل کتاب میں سے پہلے دعوت اس دین کی اسی فرقہ بنی اسرائیل کی طرف پہنچی کہ جن سے خطاب اس کلام کا ہے اور دوسرے مفسّرین نے ایسا کہا ہے کہ اس جگہ لفظ مثل کا محذوف ہے اصل میں لا تکونوا مثل اوّل کافر بہ ہے یعنی نہ ہو تم مانند پہلے کافروں کے ساتھ اس کے ہو اور حاصل یہ ہے کہ تم باوجود جاننے نعت اس پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلّم کی اور حقیقت قرآن کی مانند کفار کے نہ ہو تم بعضوں نے کہا ہے کہ من اھل الکتاب اس عبارت میں مقدر ہے اصل میں اس طرح تھا کہ ولا تکونوا اوّل کافرٍ بہ من اھل الکتاب یعنی نہ ہو تم پہلے کافر اہل کتاب میں سے اس واسطے کہ بنی اسرائیل قرآن کے انکار کرنے میں سابق ہیں اور اہل کتاب سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ضمیر بہ کی طرف ما معکم کہ پھرتی ہے نہ طرف ما انزلت کے یعنی تم اوّل اُن لوگوں میں سے نہ ہو کہ ساتھ کتاب اپنی کے کہ کافر ہوں اس واسطے کہ کفر تمہارا ساتھ اس قرآن کے موجب کفر تمہارے کا ساتھ کتاب اپنی کے ہے اور اب تک جہان میں کوئی ایسا نہیں گزرا ہے کہ اپنی کتاب سے کافر ہوا ہو پس اگر تم یہ کام کروگے اوّل مرتبہ میں کافر ہوگے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد اوّل کافر سے وہ ہے کہ بمجرد سننے اس قرآن کے کفر قبول کریں بے اس کے کہ اس کے حال میں تامل اور غور کرے اور عقل اپنی سے سوچے دوسری بحث یہ ہے کہ لا تکونوا اوّل کافر بہ بطریق مفہوم مخالف کے سمجھاتا ہے کہ کافر ہونا اُن کا جائز ہے لیکن اوّل کافر نہ ہونا چاہیئے اور ایسا ہی ہے لا تشتروا بایاتی ثمناً قلیلا بھی اسی راہ سے دلالت کرتا ہے کہ اگر ثمن کثیر ہو تو مضائقہ نہیں جواب اس کا یہ ہے کہ مفہوم مخالف کا اس وقت میں اعتبار کرنا چاہیئے کہ منطوق صریح اوپر خلاف اس کے کوئی نہ ہو

اور اس جگہ میں اٰمنوا بما انزلت اور دوسری بہت آیتیں دلالت اوپر حرمت کفر کے مطلقاً کرتی ہیں علاوہ اس کے دلالت مفہوم مخالف کی کلیہ بھی نہیں جیسا کہ درمیان لا تاکلوا الربٰوا اضعافا مضاعفۃ اور رفع السمٰوات بغیر عمد ترونہا کے کہا ہے بحث تیسری یہ کہ پہلی آیت کو ختم کیا ساتھ فارھبون کے اور دوسری آیت کو ساتھ فاتقون کے اور حال یہ ہے کہ معنی رہبت اور اتقا کے ایک ہیں یعنی ڈرنا اور پرہیز کرنا تخصیص کرنے میں ایک لفظ کے ساتھ ایک آیت اور دوسرے لفظ کے ساتھ دوسری آیت کے کیا نکتہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ آیت پہلی میں اب تک بنی اسرائیل کو صریح خطاب ساتھ ایمان کے نہیں ہوا تھا پس گویا ابھی تک یہودیت اپنی پر باقی ہیں اور یہودیوں کی اصطلاح میں خدا سے ڈرنے کو رہبت اور رہبانیت کہتے ہیں اور خدا سے ڈرنے والے کو اُن کی اصطلاح میں راہب اور رہبان کہتے ہیں پس اُس آیت کے آخر میں خطاب ساتھ لفظ اصطلاحی اُن کے کے مناسب ہوا اور ہرگاہ کہ دوسری آیت میں ساتھ صریح ایمان کے مامور ہوئے اور مومنین کی عرف میں جو شخص کہ خدا سے ڈرتا ہے اُس کو متقی کہتے ہیں اور پرہیزگاری اور دین میں احتیاط کرنے کا نام تقویٰ رکھتے ہیں اسی واسطے اس آیت میں خطاب ساتھ لفظ تقوی کے مناسب زیادہ ہوا تاکہ اشارہ ہو طرف اس کے کہ جس شخص نے ایک دین لا مذہب کا ترک کیا اور دوسرے مذہب میں داخل ہوا اُس کو چاہیئے کہ استعمال کرنے ان لفظوں کے سے کہ پہلے دین میں مروج تھے احتراز کرے اور جو الفاظ کہ مروج اپنے اس دین کے ہیں اُن کو برتے تاکہ التباس اور اشتباہ واقع نہ ہو اور بعضے مفسروں نے کہا ہے کہ اگرچہ رہبت اور اتقا دونوں بیچ معنی پرہیز اور احتراز کے آپس میں شریک ہیں لیکن رہبت اکثر اس جگہ استعمال کی جاتی ہے کہ جائز الوقوع ہو یعنی رہبت خوف ایسی شے کو کہتے ہیں کہ اس شے کا ہونا جائز ہو یقین اس کے ہونے کا ہو یا نہ ہو اور اتقاء اس جگہ بولا جاتا ہے جس شے کا ہونا یقینی ہو پس بیچ پہلی آیت کے کہ ان کو ساتھ ایمان اس کتاب کے امر نہ فرمایا تھا ان کے ذہن میں عذاب اوپر کفر کے جائز تھا یقینی نہ تھا اور دوسری آیت میں کہ ان کو ساتھ ایمان قرآن کے مامور فرمایا اور قرآن میں وعدہ ہو چکا

کہ کافروں کو یقیناً عذاب ہوگا پس وہ جزاز یقین کے ساتھ بدل گیا اور ساتھ اتقاء کے مامور ہوا بحث جو کچھ تھی یہ ہے کہ یہاں تک بنی اسرائیل کو اعتقادوں میں کامل ہونے کا امر فرمایا اور دو طریق سے راہ ہدایت کی کہ ایک پورا کرنا عہد کا ہے اور دُوسرے اتباع دلیل کا اُن کو ابتدائی آب اُن سے فرماتے ہیں کہ جیسا اوپر تمھارے واجب ہے کہ اپنے تئیں گمراہی سے بچاؤ اور اوپر اس کتاب کے ایمان لاؤ اور عمل کرنے بموجب ان آیتوں کے کہ تمھاری کتابوں میں بیچ شان اس پیغمبر اور اس قرآن کے تیار ہو جاؤ سو موجود ہیں، بسبب خیال دُور ہونے مرتبہ اور ریاست کے ان کو نہ چھپاؤ اور ایسے ہی ذمہ تمھارے واجب ہے کہ دوسروں کو اغوا اور گمراہ نہ کرو اور بہکانے اور گمراہ کرنے کے دو طریق ہیں کبھی وہ اور کبھی وہ اس واسطے کہ جس شخص نے دلیل ہدایت کی سُنی اُس کے گمراہ کرنے کا طریق یہ ہے کہ اُس دلیل میں شبہ ڈالیں تاکہ نزدیک اُس شخص کے حق اور باطل رل مل جاوے اور اس کو تشویش ہو جاوے اور جس شخص نے اصل سے دلیل ہدایت کی نہ سُنی ہو پس اُس کے گمراہ کرنے کا طریق یہ ہے کہ ہدایت کی دلیلیں اُس سے پوشیدہ کریں اور اُس کو دلیل تک پہنچنے بھی نہ دیں اور واسطے منع ان دونوں طریقوں کے فرماتے ہیں کہ وَلَا تَلْبِسُوا یعنی اور مشتبہ اور خلط عوام اپنے کے اوپر نہ کرو اَلْحَقَّ یعنی سچی بات کو اور وہ یہ ہے کہ عوام لوگ توریت اور انجیل اور دوسری کتابوں الٰہیہ کی آیتوں سے موافق عبارت اُن کے اور مطابق سیاق اور سباق کے مطلب سمجھتے ہیں اور اُن کے مضمونوں سے نبی آخر الزماں کا اور قرآن کا برحق ہونا اُن کے ذہن میں بیٹھتا ہے بِالْبَاطِلِ یعنی ساتھ تاویل باطل اپنی کے کہ اُس میں حاجت اضمار کی یا معنی غیر حقیقی کی طرف لے جانے کی یا مخالفت سیاق اور سباق کی پڑے جیسا کہ بہت فرقے گمراہ اس امت کے بھی مثل خارجیوں اور رافضیوں اور معتزلوں اور قدریوں اور ملحدوں کے ایسی چیزیں قرآن کی نسبت کرتے ہیں کئی صورتیں اور مثالیں حق بات کی ملانے کی ساتھ باطل کے بیچ ادریں ایام اتامیں نہی اور منع میں داخل ہیں یعنی صورت یہ ہے کہ کوئی لفظ کسی قصہ کی روایت میں اپنی طرف سے بڑھائیں جیسا کہ شیعوں نے یہ حرکت کی ہے کہ ساتھ حدیث جهزوا جيش اسامه کے لفظ من الله من تخلف اعنون کا زیادہ کر لیا ہے اور بیچ حدیث من كنت مولاه فعلى مولاه اللّٰهم وال من والاه وعاد من عاداه کے لفظ وانصر من نصره واخذل من خذله کا بڑھا لیا ہے اور انھیں صورتوں میں سے یہ ہے کہ کسی لفظ قریب المخرج کے ساتھ دوسرے لفظ کو بدل دیں جیسا کہ نواصب اور خوارج کے بیچ حدیث انت منى بمنزلة هارون من موسى کے لفظ

marfat.com

ہارون کو ساتھ قارون کے بدل دیا ہے اور اُنھیں صورتوں میں سے یہ ہے کہ حدیث یا قرآن میں کوئی لفظ مبہم کو بے دلیل کے اپنی خواہش سے معین کرلیں جیسا کہ فرقہ شیعہ نے قرطاس کی حدیث میں کہ قالوا اھجر استفھموہ آیا ہے قال عمر روایت کیا ہے اور نواصب اور خوارج نے بیچ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے کہ وان اٰل ابی فلان لیسوالیٰ باولیاء انما اولیا المتّقون ہے لفظ آل ابی طالب کا روایت کیا ہے اور رافضیوں نے بیچ حدیث ما اظن الافلانا وفلانا لیعرفان من امرنا شیئا کے ما اظن ابابکر وعمر روایت کیا ہے اور تمام کلمے حضرت امیر المومنین علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہٗ کے کہ بیچ حق قریشیوں معاندین کے کہ باعث اوپر جنگ جمل اور صفین کے تھے فرماتے تھے انھیں خلفائے ثلثہ اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور انھیں صورتوں سے یہ ہے کہ اشارہ کسی شے کی طرف ہوا ہو اور اس اشارہ کو دوسری چیز پر منطبق کریں جیسا کہ رافضیوں نے بیچ اس حدیث کے کہ الا ان الفتنۃ ھھنا من حیث یطلع قرنا الشیطان کہ اشارہ شرق کی طرف کرکے ارشاد کیا تھا اس اشارہ کو طرف حجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لے گئے وعلیٰ ہٰذا القیاس وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ یعنے اور مت چھپاؤ حق کو اس طرح پر کہ جو نصوص توریت اور انجیل اور کتب الٰہیہ کی کہ اوپر اس پیغمبر اور اس قرآن کے دلالت کرتی ہیں عام لوگوں سے پوشیدہ رکھو اور ان کو نہ سناؤ اور وقت تلاوت کے اگر ان نصوص پر گذر ہو تو آہستہ پڑھتے ہو اور اگر اس کتاب کو دکھلاؤ گے پس جس صفحہ میں کہ وہ نصوص موجود ہیں اگر وہ ظاہر ہوں اُن پر ہاتھ رکھ لیتے ہو جیسا کہ یہودیوں نے رجم کی آیت میں یہی کام کیا تھا اور اگر کوئی تم سے پوچھے کہ تم نے کوئی آیت توریت اور انجیل میں بیچ شان اس کتاب اور اس پیغمبر کے دیکھی ہے یا سُنی ہے صاف کہہ دو گے کہ ہم نے نہیں دیکھی اور نہ سُنی یا ہم کو یاد نہیں چنانچہ رافضیوں نے بیچ نصوص نہج البلاغت کے یہی کام کیا ہے کہ جو نص مدح اور تعریف میں نزدیک اُن کے متواتر ہے عوام اپنے سے پوشیدہ کرتے ہیں اور حق کے چھپانے کی ایک اور صورت یہ بھی ہے کہ متن کو مبہم کریں جیسا کہ جامع نہج البلاغۃ سید رضی نے للہ بلاد عمر کو للہ بلاد فلاں کرکے نقل کیا خلاصہ یہ ہے کہ اوپر ذمہ علماء کے واجب ہے کہ کوئی وجہ بہکانے اور گمراہ کرنے کی اپنے اندر نہ رکھیں جیسا کہ ذمہ اُن کے واجب ہے کہ خود راہ پانے والے ہوں پس اے بنی اسرائیل تم کو بھی لازم ہے۔

marfat.com

کہ ان دونوں طریق اغوا کے سے پرہیز کرو وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ یعنی اور حال یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ حق حق ہے اور باطل باطل ہے حق کو چھپانا نہ چاہیئے اور باطل کو ہم رنگ حق کے کر کے ظاہر نہ کرنا چاہیئے اور یہ قید اس واسطے بڑھائی ہے کہ کبھی مشتبہ کرنا ساتھ باطل کے اور پوشیدہ کرنا حق کا خطاء فہم کی راہ سے بھی کہ اُس کو بیچ عرف اصول والوں کے خطاء اجتہادی کہتے ہیں ہوتا ہے اور یہ پوشیدہ کرنا حق کا عمل ایسا عذاب سخت کا نہیں کہ کفر کی طرف پہنچاوے بلکہ اس میں تفصیل ہے کہ اگر صاحب اُس خطا کے نے بیچ تلاش کرنے حق اور جمع کرنے اسباب ہدایت کے کوشش کمال درجہ کی کی اور ذہن اُس کا طرف حق صرف کے نہ پہنچا معذور ہے بلکہ اجر دیا جاوے گا اور اگر بیچ دریافت حق کے موافق مقدور اپنے کے کوشش نہ کی اور ساتھ فکر سرسری کے قناعت کر کے خطا کی البتہ وہ مستحق عتاب اور ملامت کا ہے لیکن باوجود اس کے نوبت طرف کفر کے نہیں پہنچے گی بخلاف اس صورت کے کہ حق پوشی اور فریب دیدہ و دانستہ کیا کہ وہ کفر کی طرف پہنچاوے گا اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ معنی وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ کے یہ ہیں کہ تم قباحت اس فعل کی جانتے ہو اور ہر چند حق پوشی اور تلبیس باوجود نہ جاننے قباحت اُس کی کے بھی حرام ہے لیکن باعث جاننے کے نہایت قبیح ہوتی ہے جیسا کہ زہر کو جان کر کھانا بس یہ قید واسطے بیان کرنے زیادتی قباحت اس فعل اُن کے کی ہے اس جگہ جاننا چاہیئے کہ اکثر عوام جانتے ہیں کہ تحصیل علم دینی کی ساتھ خوف اس مفسدہ کے مضر ہے اور جہل میں رہنا بہتر ہے اس واسطے کہ عالم کے حق میں باوجود علم رکھنے کے احکام شرع کے کہ فلانی چیز واجب ہے اور فلانی حرام، مخالفت ان حکموں کی کرنی زیادہ بُرائی ہے بہ نسبت جاہلوں کے کہ اُن سے مخالفت احکام شرع کی نادانستہ ظاہر ہوتی ہے پس علم حاصل کرنے میں یہ وبال سخت اپنی گردن پر لینا ہے اور علم نہ سیکھنے میں اس وبال سے امن میں ہیں اور واسطے تائید اس اعتقاد اپنے کے حدیث ابو الدرداء اور ابن مسعود کی کہ بیچ مصنف ابن ابی شیبہ اور کتاب الزہد امام احمد کے موجود ہے لاتے ہیں کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویل لمن لا یعلم مرۃ ولو شاء اللہ یعلمہ وویل لمن یعلم ولا یعمل سبع مرات یعنی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وبال ہے واسطے اُس شخص کے کہ نہیں علم رکھتا ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم



marfat.com

نے اُس کے حق میں یہ لفظ ایک مرتبہ فرمایا پھر فرمایا اگر چاہے اللہ تعالیٰ البتہ عالم کر دے اُس کو اور
وبال ہے واسطے اُس شخص کے کہ عالم ہے اور عمل نہیں کرتا ہے اور اس کے واسطے سات بار فرمایا
اور رفع اور دُور کرنا اس شبہ کا یہ ہے کہ حقیقت میں وبال جہل کا زیادہ ہے وبال علم بے عمل سے
اس واسطے کہ جہل میں دو فرض ترک ہوئے ایک علم اور دوسرا عمل اور علم بے عمل میں ایک شے فرض
ترک ہوئی کہ وہ عمل ہے پس مواخذہ کہ اوپر ترک دو فرض کے کیا جاوے زیادہ سخت اور بُرا
اس مواخذہ سے کہ اُوپر ترک ایک فرض کے کیا جائے نظر آتا ہے لیکن یہ بات کھلی ہے کہ باوجود علم کے عمل نہ کرنا عقل
کے نزدیک بہت قبیح دکھلائی دیتا ہے اور آدمیوں کے نزدیک جاہل معذور ہوتا ہے لیکن اُس وقت کہ
تحصیل اس علم کی ضروری نہ ہو اور اگر تحصیل اُس علم کی ضروری ہو پس آدمیوں کے نزدیک عالم بے عمل
زیادہ تر مطعون اور ملامت کیا گیا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنے باپ کو نہ پہچانے اور اُس کے ساتھ
معاملہ غلاموں کا کرے یا والدہ اپنی کو نہ پہچانے اور اُس کے ساتھ معاملہ لونڈیوں کا کرے اور
حدیث شریف میں یہ جو جاہل کے حق میں ایک بار ویل آیا ہے اور عالم بے عمل کے حق میں سات بار
پس یہ بات اوپر کم ہونے عذاب جاہل کے دلالت نہیں کرتی ہے بلکہ اوپر کثرت عتاب اور ملامت
عالم بے عمل کے کرتی ہے کہ اُس کو ہر فعل میں ملامت ہو سکتی ہے اور جاہل کے اوپر فقط ملامت نہ
حاصل کرنے علم کی ہے جیسا کہ کافر بسبب انکار کرنے دین کے نماز، روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور
واجبات کے مواخذہ سے چھوٹ جاتا ہے مگر جو عذاب کہ ایمان نہ لانے اُس کے پر مقرر ہے ہزاروں
حصہ سخت اور زیادہ عذاب کرنے ترک واجبات اور محرمات کے سے ہے ایسے ہی اس جگہ سمجھنا چاہیئے
کہ ایک ویل جاہل کا زیادہ سخت ہے ہزار ویل عالم بے عمل کے سے اور ایک ظریف نے اس شبہ
عوام کو ایک شخص سے سُن کر اُس کے جواب میں کہا کہ یہ بھی برکت علم کی سے ہے کہ وبال جاہل کا کثر
وبال عالم بے عمل کے سے ہے اس حدیث سے سمجھ کر یہ شبہ دل میں آیا پس انکار کرنا فضیلت علم
کے اس واسطے کہ اگر علم اس کے ساتھ اس حدیث کے حاصل نہ ہوتا تو یہ شک دل میں گزرتا اور
اس حیلہ سے تخفیف عذاب اُس کے کی کب معلوم ہوتی اور ہرگاہ کہ بنی اسرائیل کو واسطے صحیح کرنے
عقائد کے اور باز رہنے گمراہی اور گمراہ کرنے کا حکم فرمایا اب بیان فرماتے ہیں کہ اگر تم نے ساتھ ایمان
اس کتاب کے اس پیغمبر کی تصدیق کر کے اور حق بات کے چھپانے سے اور خلط کرنے اُس کے سے

marfat.com

بھی بازرہے فقط اس قدر سے نجات تمھاری حاصل نہیں ہوتی ہے جب تک احکام اس کتاب کے نہ مانو اور اس پیغمبر کی اطاعت نہ کرو اور اپنے تئیں اس کے گروہ میں داخل نہ کرو اس واسطے کہ عمل کرنا اس کتاب منسوخ پر اگرچہ کسی طرح کی تغیر اور تبدّل نہ ہوا ور حق پوشی بھی اُس میں نہ ہو جائز بلکہ اوپر تمھارے لازم ہے کہ شریعت کی اصلوں میں پیروی اس کتاب اور اسی پیغمبر کی کرو تم وَاَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ یعنی اور قائم رکھو تم نماز کو اور دو تم زکوٰۃ کو موافق حکم اس کتاب کے اور اس پیغمبر کے بلکہ فضائل اور مستحبات دین میں بھی پیروی اسی کتاب اور اسی پیغمبر کی کرو تم اس واسطے کہ بعضے فضائل اور مستحبات جو اُس جنس سے ہوتے ہیں گویا کہ شعار دین سے ہوتے ہیں اور ان کا کرنا علامت قبول کرنے اُس دین کے ہوتی ہے جیساکہ جماعت ہے اور اسی واسطے نماز کو تنہا نہ پڑھو وَارْکَعُوا مَعَ الرّٰاکِعِیْنَ یعنی اور نماز ساتھ جماعت کے پڑھو ہمراہ اور نمازیوں کے اس واسطے کہ یہودیوں کی نماز میں رکوع نہیں اور رکوع خاصہ اس اُمت کا ہے پس گویا ایسا ارشاد ہوا کہ نماز کو مسلمانوں کے طور پر پڑھو رکوع کے ساتھ اور رکوع اس خوبی کے ساتھ ادا کرو کہ ایسا معلوم ہو کہ مقصود بالذات رکوع ہے سب نماز کے فعلوں میں سے تاکہ تدین تمھارا ساتھ دین اسلام کے یقینی ہو اور اس آیت سے اکثر شافعیوں نے دلیل پکڑی ہے کہ کافروں کو کفر کی حالت میں جیساکہ تکلیف ایمان کی ہے ایسی ہی تکلیف اور عبادتوں کی جیساکہ نماز اور روزہ اور زکوٰۃ بھی ثابت ہے اور حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ یہ خطاب بعد خطاب ایمان کے ہے گویا ایسا فرماتے ہیں کہ اوّل ایمان لاؤ، بعد اُس کے نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو لیکن حرف واؤ کا واسطے مطلق جمع کے ہے اوپر اس تعقّب اور ترتیب کے دلالت نہیں کرتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک خطاب کفار کا ساتھ عبادت کے کہ ملا ہوا ساتھ خطاب کے ہو کچھ مضائقہ نہیں رکھتا ہے اس واسطے کہ خطاب ساتھ مجموع ایمان اور عبادت کے ہے نہ ساتھ صرف عبادت کے اور بعضے حنفیہ نے لفظ اقیموا الصلوٰۃ اور آتوا الزکوٰۃ اوپر قبول کرنے امر نماز اور زکوٰۃ اور اعتقاد فرضیت اُن کی کو حمل کیا ہے لیکن یہ معنے درُست نہیں ہوتے ہیں اس واسطے کہ قبول کرنا نماز اور زکوٰۃ اور اعتقاد فرضیت اُن کی کا بیچ مضمون آمنوا بما انزلت مصدقا لما معکم کے داخل ہے حاجت تکرار کی نہیں اور بعضے علماء ظاہر کے لسبب اقتضا اس آیت کے اس طرف گئے ہیں کہ

marfat.com

تنہا نماز پڑھنی جائز نہیں طلب کرنا جماعت کا نماز میں فرض ہے اور بعضے علماء نے واسطے باطل کرنے تمسک اُن کے کے کہا ہے کہ قید مع الراکعین کی سے ثبوت جماعت کا نہیں ہوتا ہے مقصود یہ ہے کہ ہمراہ مسلمانوں کے تم بھی بطور اُن کے نماز پڑھو کہ جس میں رکوع ہو نہ یہ کہ تحریمہ اور ادا میں بھی موافق ہو جیسا کہ جماعت کے اندر ہوتا ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ لفظ مع کا دلالت اوپر واجب ہونے موافقت کے ساتھ مسلمانوں کے کرتا ہے خواہ ارکان اور ہیئت نماز میں ہو خواہ بیچ ادا اور تحریمہ کے لیکن تحقیق یہ ہے کہ ہر امر واسطے وجوب کے نہیں پس لفظ ارکعوا کا دلالت اوپر اسی قدر کے کرتا ہے کہ جماعت تم سے مطلوب ہے گو واجب نہ ہو خصوصاً جس وقت دلیل دوسری عدم وجوب پر دلالت کرے امر کو اوپر وجوب کے حمل نہ چاہیئے کرنا اور وہ دلیل یہ ہے کہ قدرت اوپر جماعت کے دوسروں کے اوپر موقوف ہے کہ ایک شخص سے جماعت نہیں ہو سکتی ہے اور بسبب غیر کے قدرت ہوتی ہے یعنی حقیقۃً قدرت اوپر جماعت کے متعلق ساتھ غیر کے ہے اور قدرت بالغیر حقیقت میں قدرت نہیں پس جمعہ کی نماز میں کس واسطے تکلیف بے قدرت کے ہوئی اور جواب اس کا یہ ہے کہ فرضیت نماز جمعہ کی اوپر تقدیر بہم پہنچنے جماعت کے ہے اور بیچ صورت نہ منعقد ہونے جماعت کے جمعہ فرض نہیں ہوتا ہے اور بعد حاضر ہونے جماعت کے امام کو اوپر امامت کے اور مقتدیوں کو اوپر اقتدا کے ذات اپنی سے قدرت حاصل ہے پس تکلیف بغیر قدرت کے متحقق نہیں اور اسی واسطے جو اندھا کہ بغیر ہاتھ پکڑنے والے کے مسجد تک نہیں پہنچ سکتا ہے نماز جمعہ کی اس سے ساقط ہے اس واسطے کہ قدرت اُس کی متعلق ساتھ غیر کے ہے نہ اپنی ذات سے حاصل یہ ہے کہ جماعت نماز پنجگانہ میں ہر آدمی کے اوپر سنت موکدہ ہے کہ بغیر عذر کے جیسا کہ بیماری یا سفر یا مینہ یا کیچڑ یا ہوائے سرد اور تیز ہرگز ترک نہ کرے اور اوپر کل مسلمانوں کے فرض کفایہ ہے، اگر آدمی شہر کے سب کے سب جماعت کے چھوڑنے پر اصرار کریں تو گنہگار ہوتے ہیں اس واسطے کہ یہ سنت شعائر دین سے ہے جیسا کہ اذان اور جو سنتیں کہ اس جنس سے ہوں چاہیئے کہ کسی وقت بالکل متروک نہ ہوں والا امتیاز اور تفرق دین کا اور دینوں سے کم ہوگا اور ہر گاہ کہ بنی اسرائیل کو بلکہ اکثر علمائے ظاہر بین کو شبہ اس مقام میں آتا ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت تعلیم کرنے دین اور حکم الٰہی میں قصور نہ کریں اور حق پوشی بھی نہ کریں

marfat.com

پھر ہم کو حاجت نہیں کہ آپ بھی موافق اُن حکموں کے عمل کریں اس واسطے کہ ہمارے فرمانے اور تعلیم ہماری سے بہت آدمی اُن حکموں پر عمل کرتے ہیں اور وہ سب اعمال ہمارے اعمالنامے میں لکھے جاتے ہیں ساتھ حکم الدال علی الخیر کفا علہ کہ راہ بتلانے والا اوپر نیک امر کے مثل کرنے والے اسکے کے ہے مثل نماز سب نماز پڑھنے والوں کی کہ بسبب تعلیم ہماری کے پڑھتے ہیں گویا نماز ہماری ہے اور اسی میں لکھی جاتی ہے اور ایسی ہی روزہ اور زکوٰۃ اور تلاوت اور ذکر اور منشا اس غلط فہمی اُن کی کا یہ ہے کہ شرع کے کاموں کو اوپر امداد مالی اور خدمت بدنی کے قیاس کرتے ہیں جیسا کہ کسی نے کسی کے کہنے سے کسی شخص کو کچھ مال دے دیا یا خدمت ہاتھ پاؤں سے کر دی نزدیک اس شخص کے یہ مدد اور خدمت اس کہنے والے کی ہوتی ہے اور اسی واسطے شکر گزار اُس کا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے یہ کام کیا اور طفیل تیرے یہ نفع مجھ کو پہنچا مگر احکام شرعیہ ایسے نہیں ہیں بلکہ تکلیفات شرعیہ کو ایسا سمجھنا چاہیئے جیسا کہ دوائیں اور پرہیز کرنا مضر چیزوں سے کہ جب تک خود شخص بیمار استعمال دوا کا مفرد اور پرہیز نہ کرے اس کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے اور صحت بدن کی بھی حاصل نہیں ہوتی ہے اگرچہ اُس کے فرمانے سے ہزاروں آدمی اس دوا اور اس پرہیز سے آرام پاویں جیسا کہ اپنی طبیعت کو اگر حاجت ہے تنقیہ اور مسہل کی ہے تو اور بیماروں کے تنقیہ اور مسہل سے اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا اور بدن امتلاء اس کے سبب اخلاط عارض ہوتا ہے پاک نہ ہوگا اور اسی واسطے دُور کرنے اس شبہ کے کہ سبب غلط فہمی کے آیا تھا بطریق

## بیان عذاب واعظ بے عمل کا

عتاب کے فرماتے ہیں اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ یعنی آیا حکم کرتے ہو آدمیوں کو ساتھ نیکی کے مثل ادا کرنے نماز اور دینے زکوٰۃ اور پورا کرنے عہد کے اور ظاہر کرنے حق کے وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ یعنی اور بھلاتے ہو اپنے نفسوں کو نیکیوں کی طرف متوجہ نہیں کرتے ہو اور اصلاح انکی میں مشغول نہیں ہوتے ہو اور اپنے نفسوں کے حال سے ایسے غافل ہو کر جو چیز بھول گئے ہو ہرگز اس کو یاد نہیں کرتے ہو اور غفلت میں گزارتے چلے جاتے ہو وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ یعنی اور حال یہ ہے کہ تم ہمیشہ تلاوت کرتے ہو کتاب الٰہی کی اور دوسرے لوگ اُس کتاب کو تم سے سُن کر اور مضمون اُس کے کے عمل کرتے ہیں پس حق تمھارا یہ ہے کہ سب سے زیادہ اور سب سے پہلے بیچ عمل مضمون اُس کے کے کوشش کرو اور کتاب الٰہی میں بھی جا بجا پڑھتے ہو کہ جو کوئی برخلاف

marfat.com

حکم الٰہی کے عمل کرے اور قول اس کا مخالف عمل اُس کے کے ہو وہ شخص مستحق وبال اور عذاب کا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اسی امر کو تین مقام میں ارشاد فرمایا ہے اوّل بیچ اس آیت کے اور دوسرے بیچ آیت لم تقولون مالا تفعلون کے اور تیسرے بیچ آیت ما ارید ان اخالفکم الیٰ ما انھاکم عنہ کے اور عاقل سے بہت بعید ہے کہ بیچ اصلاح حال غیر کے کوشش کرے اور ہلاکت نفس اپنے کی سے چشم پوشی کرے اور ہمیشہ تلاوت کتاب الٰہی کی کرے اور ہرگز موافق اُس کے عمل نہ کرے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنی آیا پس تم نہیں سمجھتے ہو معنی کتاب الٰہی کے اور برائی کام اپنے کی حال یہ ہے کہ صراحۃً عقل اوپر برائی اس کام کے دلالت کرتی ہے اس واسطے کہ مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے وہ ہے کہ دوسرے لوگ مصلحت اپنی کو جانیں اور ضرر اپنے سے بچیں اور ظاہر ہے کہ مصلحت نفس اپنے کی سمجھنے اور دور کرنا مضرت اس کی کا جاننا زیادہ تر مطلوب ہے اوروں کی مصلحت سمجھانے اور مضرت دور کرنے سے پس جو کوئی اوروں کو نصیحت دے اور اپنے تئیں نصیحت کرنے والا نہ ہو وہ ایسی چیزوں کو اختیار کر رہا ہے کہ اس کو عقل صحیح قبول نہیں کرتی ہے اور یہ کہ اسی قسم کی نصیحتیں دینا سبب دلیر کرنے اوروں کا ہے اوپر گناہ کے سننے والے کہیں گے کہ اگر ان چیزوں کی اس وعظ کرنے والے کے نزدیک کچھ اصل ہوتی اور یہ ڈرانا اور تاکید اس کی سچ ہوتی تو آپ کس واسطے برخلاف اُس کے عمل کرتا پس معلوم ہوا کہ یہ سب نصائح اُس کی بے اصل ہیں اور یہ شبہ ان کا باعث ہلکا جاننے دین کے حکموں کا اور جرأت کرنے کا اوپر گناہوں کے ہوتا ہے اور جو کہ نصیحت اور وعظ سے غرض ہے یہ بات اس کی مخالف ہے اور صاحب عقل ایسا کام نہیں کرتے کہ عین اُس کام میں غرض اُس کی کو توڑ ڈالیں اور اس قسم کا وعظ کہ عمل اُس کا مخالف قول اُس کے کے ہو تو اُس کے وعظ میں بھی تاثیر نہیں ہوتی اور بات اُس کی دل کو نہیں لگتی اور آدمی اُس کی بات کو قبول نہیں کرتے ہیں پس تمام محنت اس کی آدمیوں کے نصیحت کرنے میں رائگاں پڑتی ہے اور کہنا کہا اس کا برابر ہوتا ہے اس مقام میں جاننا چاہیے کہ بعضے ظاہر بینوں نے اس آیت کے ساتھ اور ساتھ دوسری آیت کے جو سورۂ صف میں ہے۔۔ لم تقولون مالا یفعلون دلیل پکڑی ہے اوپر اس بات کے کہ گناہ گار کو جائز نہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور یہ صحیح نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ آدمی کو دو چیزوں کا حکم ہے

marfat.com

آپ بھی گناہ کو چھوڑے اور دوسروں کو بھی اُس سے ہٹاوے اور اگر آپ نے اُس گناہ کو چھوڑا دوسروں کو نصیحت کرنے سے سستی نہ کرے کہ ایک حکم کے چھوڑنے سے لازم نہیں آتا ہے کہ دوسرا حکم اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے اور عتاب اور مذمت کہ ان آیتوں میں آئی ہے۔ واسطے منع کرنے واعظ کے وعظ سے نہیں بلکہ اس واسطے ہے کہ پہلے اپنے نفس کو پاک اور کامل کرے اور قاعدہ مقرر کیا ہوا اصول کا ہے کہ جب انکار مجموع دو چیزوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے ہر ہر چیز پر علیحدہ علیحدہ ان دونوں سے انکار سمجھنا خطا ہے اسی قاعدہ کے موافق اسی آیت میں بھی انکار اوپر مجموع امر کرنے غیر کے اور بُھلانے نفس اپنے کے ہے اگر چہ یہ انکار سبب بھلانے اپنے نبی کے ہو البتہ دن قیامت کے بلکہ دنیا میں بھی اس قسم کے عالم بے عمل کی فضیحت اور رسوائی بہت ہوگی جیسا کہ معراج کی حدیث میں ساتھ روایت انس بن مالک رضی کے کہ تمام صحاح ستہ میں

تمارینیم دل بنی اسرائیل کے

موجود ہے وارد ہوا ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات کو میں نے ایک گروہ دیکھا کہ ان کے ہونٹوں کو آگ کی مقراضوں سے کاٹتے ہیں اور جس وقت کاٹنے سے فراغت ہوتی ہے پھر وہ ہونٹ درست ہو جاتے ہیں حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ جماعت کن لوگوں کی ہے کہا جبرئیل نے کہ یہ وعظ کہنے والے تیری اُمت کے ہیں کہ آدمیوں کو نیکی کے واسطے کہتے تھے اور اپنے تئیں فراموش کرتے تھے اور صحیحین میں ساتھ روایت اسامہ بن زید کے آں حضرتؐ سے وارد ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لاکر دوزخ میں ڈالیں گے اور انتڑیاں اس کی باہر نکل پڑیں گی وہ شخص ان انتڑیوں کو کھینچتا ہوا چکر لگائے گا جیسا کہ گدھا چکی کا چکی کے گرد پھرتا ہے اور دوزخی اس کے پاس آکر کہیں گے کہ اے فلانے تجھ کو کس بلا نے مارا تو ہم کو نیک باتیں بتلایا کرتا تھا اور بُرے کاموں سے منع کیا کرتا تھا وہ کہے گا کہ میں تم کو کہتا تھا اور آپ نہیں کرتا تھا اور تم کو منع کرتا تھا اور آپ اس چیز کو کرتا تھا اور خطیب اور ابن النجار ساتھ روایت جابر کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لاتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک گروہ بہشتیوں کا دوزخ کے آدمیوں کی طرف گزرے گا اور آواز دیں گے کہ اے فلانے اور فلانے تم کو کیا ہوا کہ دوزخ میں جا پڑے اور ہم تمہاری تعلیم سے بہشت میں آئے وہ جواب دیں گے کہ ہم تم کو تعلیم کرتے تھے اور آپ عمل نہیں کرتے تھے اور طبرانی اور خطیب اور ابن ابی شیبہ نے جندب بن عبداللہ بجلی سے

marfat.com

اور ابو ہریرہ اسلمی سے اور سلیک غطفانی سے ساتھ اسناد صحیحہ کے روایت کی ہے کہ آں حضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم فرماتے تھے عالم بے عمل ایسا ہے جیسے کہ چراغ کی بتی کہ اپنے تئیں جلاتی ہے اور دوسروں کو روشنی بخشتی ہے اور ہر گاہ کہ پورا کرنا عہد کا اور ظاہر کرنا حق کا اور چھوڑنا دین مالوف کا اور تابعداری کرنی نئے دین کی اور ادا کرنا نماز کا بطریق ہمیشگی کے اور رعایت جماعت کی اور دینا زکوٰۃ کا کھُلے دل سے نفس کے اُوپر بہت شاق ہے اور بہت بھاری ہے اس واسطے فرماتے ہیں کہ اگر عمل کرنا اُن چیزوں کا جو اوروں کو کہتے ہو خود تم سے نہ ہو سکے اور مشکل معلوم ہو وے پس علاج اُس کا یہ ہے کہ یہ دو دوائیں استعمال کرو وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ یعنی اور طلب مدد کی کرو تم اوپر ان کاموں کے کہ مشکل ہیں ساتھ صبر اور نماز کے اور صبر تین قسم ہے اوّل صبر اوپر مشقت بندگی کے جیسا اُٹھنا واسطے نماز اور غسل اور وضو کے بیچ وقت سردی کے اور جانا مسجد میں گرمی کے وقت اور اندھیرے میں اور اوپر اسی قیاس کے اور عبادتیں دوسرے صبر گناہ کی لذتوں سے کہ بے اختیار طبیعت اُن کی طرف راغب ہوتی ہے تیسرے صبر کرنا اوپر مصیبت کے کہ اپنے تئیں جزع اور فزع اور شکایت اور حرکتوں نامرضیہ سے بزور ہٹا رہے اور جب آدمی نے ان تینوں حالتوں میں اپنے تئیں صبر کی عادت اختیار کی یقین ہے کہ ہر حال میں مالک نفس اپنے کا ہوگا اور نفس اُس کا مغلوب اور عقل اُس کی غالب ہوئی ہوگی اور یہ سب چیزیں اُس پر آسان ہوں گی پس صبر تمثال ورزش اور پرہیز کی ہے یعنی جیسا کہ ورزش اور پرہیز سے حفظ صحت اور امن مرض سے رہتا ہے ایسے ہی صبر سے ایمان سلامت رہتا ہے اور اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ الایمان نصفان نصف فی الصبر و نصف فی الشکر یعنی ایمان کے دو ٹکڑے ہیں ایک ٹکڑا بیچ صبر کے اور ایک ٹکڑا بیچ شکر کے روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے بیچ شعب الایمان کے حضرت انس سے مرفوعاً گویا اس حدیث میں اشارہ فرماتے ہیں اس بات کا کہ ایمان بمنزلہ صحت کے ہے اور صحت دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے پرہیز اور دوا پرہیز صبر ہے اور دوا شکر ہے اور ہر گاہ کہ پرہیز نہ ہو دوا کچھ فائدہ نہیں کرتی ہے اور پرہیز بدون دوا کے بھی مفید پڑتا ہے حضرت امیر المومنین علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہ نے صبر کو جزو اعظم ایمان کا قرار دیا ہے بلکہ اس کے ایمان کو ناقص قرار دیا ہے جس میں صبر نہیں ہے

marfat.com

جیساکہ ابن ابی شیبہ نے بیچ کتاب الایمان کے بیہقی نے اُن سے روایت کی ہے کہ الصبر من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد اذا قطع الراس انتن ما فی الجسد لا ایمان لمن لا صبرلہ یعنی صبر کو ایمان سے ایسی نسبت ہے جیساکہ سر کو بدن سے جس وقت کاٹا جائے سر بگڑ جاتی ہے وہ چیز کہ بدن میں ہے اور نہیں ایمان واسطے اس شخص کے جس کے واسطے صبر نہیں اور اسی واسطے حدیث شریف میں بھی ساتھ روایت عبید بن عمر لیثی کے موافق قول حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے آیا ہے کہ ایک دن ایک شخص آگے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا اور پوچھا کہ ما الایمان قال الصبر والسماحۃ یعنی یارسول اللہ کیا ہے ایمان فرمایا آپ نے صبر اور سماحت اور بھی صحاح ستہ میں روایت ہے کہ ما اعطی احد عطاء خیر من اوسع یعنی نہیں دیا گیا کوئی شخص عطا کہ بہتر ہو صبر سے اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رضی سے روایت کی ہے کہ ایک دن آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے اور اپنے یاروں کو فرمایا کہ تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اس کو خدائے تعالیٰ بغیر سیکھنے کے علم عطا کرے اور بغیر راہ بتلانے کے راستہ ہدایت کا اُس کو ملے اور کوئی تم میں چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ اس کی کورچشمی کو دفع کرے اور اس کو بینا کرے یاروں نے عرض کیا کہ ہر شخص ہم میں سے یہی چاہتا ہے فرمایا کہ جو کوئی دُنیا میں زہد قبول کرے اور رسّی امید اپنی کو کوتاہ کرے حق تعالیٰ اس کو بغیر سیکھنے کے علم عطا فرماتا ہے اور بغیر ہدایت کے اُس کو رشد دیتا ہے اچھی طرح جان لو تم کہ پیچھے میرے آدمی پیدا ہوں گے کہ بادشاہت اُن کی بغیر قتل اور تکبر کے رونق نہ پکڑے گی اور دولت اُن کی بغیر بخل اور ظلم کے برقرار نہ رہے گی اور محبت ان سے بغیر سُستی دین کے اور پیروی خواہش نفس اُن کے کی حاصل نہیں ہوگی پس جو کوئی تم میں سے اس وقت کو پاوے اور پر فقر اپنے کے صبر کرے اور دولت اُن کی سے اپنے تئیں ہٹاوے اور اُوپر ناخوشی اُن کی کے صبر کرے اور محبت انکی سے دست بردار ہو اور اوپر ذلت اپنی کے صبر کرے اور عزت کو چھوڑے اور غرض اُس کی بیچ ان امور کے سوائے رضامند ہونے اللہ کے اور کوئی چیز دوسری نہ ہو حق تعالیٰ اس کو ثواب پچاس ولی کا عنایت کرے اور حکیم ترمذی نوادر الاصول میں روایت ساتھ ابن عباس کے لائے ہیں کہ میں ایک دن ردیف آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا یعنے پس پشت آں حضرت کے سوار تھا فرمایا کہ میں تجھ کو کئی چیزیں کہ نفع دینے والی ہیں تعلیم کروں میں نے کہا فرمائیے فرمایا علیك بالعلم فان

marfat.com

العلم خلیل المومن والحلم وزیرہ والعقل دلیلہ والرفق اخوہ والصبر امیر جنودہ یعنی لازم کرلے علم کو تحقیق علم دوست خیر خواہ مومن کا ہے اور حلم بمنزلہ وزیر اُس کے کے ہے اور عقل بمنزلہ راہبر اُس کے کے ہے اور رفق یعنی تواضع اور نرم خوئی بمنزلہ بھائی اُس کے کے ہے کہ ہر وقت اُس کے کام میں آتی ہے اور صبر بمنزلہ امیر اور سردار اسکے لشکر کے ہے کہ کوئی مہم بدون اعانت اُسکی کے فتح نہیں ہوتی ہے اور بیہقی نے اشعث بن سلامہ سے روایت کی ہے کہ اُس نے ابوحاصرہ اسدی سے سُنا کہ آں حضرت ﷺ نے ایک شخص کو یاروں اپنے سے کہ ہمیشہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا چند روز نہ دیکھا حال اس کا دریافت فرمایا یاروں نے کہا کہ اس نے فلانی پہاڑی میں گوشہ اختیار کیا ہے اور عبادت میں مشغول ہوا ہے فرمایا کہ اس کو میرے سامنے لاؤ جب وہ شخص آں حضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچا فرمایا کہ تجھ کو کیا باعث ہوا ہے کہ پہاڑی میں جاکر گوشہ اختیار کیا تو نے اور مسلمانوں کی صحبت سے کنارہ کیا تو نے اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے تئیں صحبت آدمیوں کی عبادت خدا میں تشویش دیتی ہے فرمایا کہ صبر آدمی کا بیچ ایک صحبت مسلمانوں کے اور مکروہات اس صحبت کے اپنے اوپر گوارا کرنا بہتر اس عبادت سے ہے کہ خلوت میں بیٹھ کر ساٹھ برس تک بجالاوے اور بخاری نے کتاب الادب میں اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ساتھ روایت عبداللہ بن عمرؓ کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو مسلمان آدمیوں کے ساتھ ملا ہے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کرے بہتر ہے اس مسلمان سے کہ اُن کی ایذاؤں پر صبر نہ کرے اور اُن کی صحبت کو چھوڑ دے پس استعانت اس کی دو طریق سے ہے طریق پہلا کہ نصیب عوام کے ہے کہ جب کوئی حاجت در پیش آوے اور کوئی چارہ اُس کا نہ جانے اور سر انجام اس کا نہ کر سکے اور واسطے حاصل ہونے اُس مطلب کے مسجد میں جاوے اور دوگانہ ادا کرنے اور دُعا میں مشغول ہو اور اس طریق کو ترمذی اور دوسری صحاح نے اس وضع پر روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ حاجۃ الی اللہ اوالی احد من بنی اٰدم فلیتوضا ولیحسن الوضوء ثم لیصل رکعتین ثم لیثن علی اللہ ولیصل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لیقل لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم

marfat.com

الحمد للہ رب العالمین اسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا حاجۃ ھی لک رضیً الا قضیتہا یا ارحم الراحمین یعنی کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ہووے اُس کو حاجت طرف اللہ کے یا طرف کسی آدمی کے پس چاہیے کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر چاہیے کہ پڑھے دو رکعتیں پس چاہیے کہ ثنا بھیجے اوپر اللہ کے اور چاہیے کہ دُرود بھیجے اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس چاہیے کہ کہے لا الہ الا اللہ سے آخر تک اور فائدہ اس طریق کی استعانت کا یہ ہے کہ آدمی کو کوئی حاجت دُنیا کی حاجتوں میں سے اُس کو اپنی طرف کھینچے اور بیچ حاصل کرنے اسباب اس کے کے مستغرق نہ کرے اور باعث غفلت کا خدا کی طرف سے نہ ہو جاوے بلکہ پیش آنا حاجتوں دنیاوی کا اس کے حق میں حکم داعی نماز کا پکڑے اور نظر اُس کی اور اسبابوں سے منقطع ہو کر خالص مسبب الاسباب کے ساتھ متعلق ہو اور ہر گاہ کہ تمام اسباب اُس کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور اسی کے تصرف سے جمع ہوتے ہیں اور اسی کے ارادہ سے علیحدہ ہو جاتے ہیں تمام اسباب کے رنجوں سے فراغت حاصل ہووے اور خصوصیتیں اسباب کی کہ اکثر باعث حسد اور بغض اور طول امل اور پاسداری ان آدمیوں کی کہ جنکی طرف سے حصول ان اسباب کا متوقع ہے نظر سے ساقط ہو دیں اور کم ہونا اسباب کا اور زوال اسباب مرتبہ اور ریاست کا عقل کے نزدیک ہلکا معلوم ہو اور چھوٹنا ان کا دشوار نہ ہو اور طریقہ دوسرا یہ ہے کہ بیچ استعانت کے ساتھ نماز کی حاصل ہونا مطلب کا لحاظ میں نہیں رہتا ہے بلکہ کھینچنا نفس کا ساتھ تمام قوت کے طرف جناب کبریا خدائے تعالیٰ کے ہوتا ہے اس واسطے کہ حاجتیں دنیاوی اکثر بسبب تنزیل روح کے طرف شہوتوں اور اسباب شہوتوں کے ہوتی ہیں۔ جب اس عالم سے اس کو طرف عالم بالا کے کھینچا جاوے اور استغراق بیچ لذت مکالمہ اور مناجات الٰہی کے اور حضور انوار جلال اور جمال اس کے کی حاصل ہووے اس طرف سے غفلت آجاوے اور دنیا کی چیزوں سے خواہ درکار اس کو ہوں یا نہ ہوں بے خبر ہو جاوے جیسا کہ زخمی یا ہڈیاں ٹوٹی ہوئے کو وقت سینے زخم اُس کے کے یا باندھنے ہڈی ٹوٹی ہوئی اُس کی کے کوئی چیز نشہ کی کھلاتے ہیں تاکہ درد زخم اور ٹوٹ جانے ہڈی کے سے بے خبر ہو جاوے ایسی ہی اس جگہ جب

حاجتیں، دنیاوی نفس کو ہیچ کشاکش اپنی کے ڈالیں چاہیئے کہ اس کو ہیچ مطالعہ حسن محبوب حقیقی کے مشغول کریں تاکہ بسبب لذتوں مشاہدہ اس جمال کے اپنے تئیں اور اور چیزوں کو فراموش کرے اور بسبب اٹھانے لذتوں کے مکروہات اس کی نظر میں خفیف دکھلائی دیویں اور یہ طریق اکثر معمول آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا تھا کہ خود ساتھ ذات پاک اپنی کے یہی طریقے برتتے تھے اور اس طریقے کا نام قلندریہ کہتے ہیں کہ واسطے غفلت کے امور دُنیا کے سے باوجود آلودگی کے کوئی علاج بہتر اس سے نہیں طریق خوف دلانے اور ڈرانے کا اور سمجھانے حسن آخرت کا اور بقا اس کی کا اور قبح دنیا اور فنا اُس کی کا نہایت دشوار ہے کہ ہر کسی کو آسانی سے میسر نہیں ہوسکتا ہے اور شیطان بسبب القا کرنے شبہوں کے اور وسوسوں کے اس راہ پر چلنے سے اکثر شخصوں کو اکثر وقتوں میں مانع آتا ہے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بیت

صنمارہ قلندر سزد ار بمن نمائی کہ دراز و دور بینم رہ رسم پارسائی

پس یہ نماز حکم شغل کا رکھتی ہے جیسا کہ ذکر نفی و اثبات یا اسم ذات کہ واسطے برانگیختہ کرنے شوق اور دُور کرنے خطروں کے تریاق مجرب ہے، امام احمد اور ابو داؤد نے حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا احزنہ امر فزع الی الصلوٰۃ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب غم میں ہوتے تھے اور کوئی امر در پیش آتا تھا تو التجا کرتے تھے طرف نماز کے اور نسائی اور ابن ماجہ نے ساتھ روایت صہیب رومی کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ کان الانبیاء یفزعون اذا فزعوا فزعوا الی الصلوٰۃ اور ابن عساکر اور ابن ابی الدنیا ساتھ روایت ابی الدردار کے لاتے ہیں کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ ریح کان مفزعہ الی المسجد حتی تسکن واذا حدث فی السماء حدث من کسوف شمس او قمر کان مفزعہ الی الصلوٰۃ حتیٰ ینجلی یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت ہوتی تھی رات کو ہوا سخت واسطے اُس کے التجا کرتے تھے طرف مسجد کے یہاں تک کہ ٹھہر جاتی تھی اور جس وقت پیدا ہوتا تھا آسمان میں کوئی حادثہ جیسا کہ گہن سورج یا چاند کا رجوع کرتے تھے آپ طرف نماز کے یہاں تک کہ صاف ہو جاتا تھا اور محب الدین طبری ساتھ روایت ام المومنین

marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لایا ہے کہ جس وقت آں حضرت ؐ کے گھر میں فاقہ ہوتا تھا اور رات کو کچھ نہ کھاتے تھے اور بھوک غلبہ کرتی تھی تو بار بار مسجد میں جاتے تھے اور نماز میں مشغول ہوتے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک بیٹا اُن کے بیٹوں میں سے قریب مرنے کے ہوا اُن کو خبر پہنچی بمجرد خبر کے نماز میں مشغول ہوئے اور ایسا نماز میں استغراق کیا اور طول بجالائے کہ ان کو کچھ خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ اُس لڑکے کو دفن کر کے آئے۔ آدمیوں نے پوچھا فرمایا کہ مجھ کو محبت اس لڑکے کی غالب تھی صبر اوپر مصیبت اُس کی کے نہ کر سکتا تھا میں لاچار حکم خدا کے ساتھ طرف نماز کے التجا لے گیا میں اور بے خبر ہوا میں گویا اشارہ فرمایا طرف اس بات کے کہ نماز کو صبر سے اس واسطے کہ اس آیت میں موخر کیا یعنی جب صبر سے کاربرآری نہ ہو نماز میں کمال استغراق کے ساتھ التجا لیجاوے کہ وسوسوں عقل اور وہم کے سے بے خبر کرتی ہے اور روح کو ساتھ لذتوں حضور کے پُر کرتی ہے یہاں تک کہ گنجائش کسی خطرہ اور خیال کی اُس میں نہیں رہتی ہے اسی واسطے طریق پہلا استعانت پکڑنے نماز کے ساتھ واسطے عوام کے بیچ کسوف اور خسوف اور نماز استسقا کے کہ وقت شدت قحط کے مشروع ہے ظاہر کیا اور اس طریق دوسرے کو خاص اپنے واسطے اور کاملوں اُمت کے واسطے ٹھیرایا جیسا کہ فرماتے ہیں وَ اِنَّهَا یعنی اور تحقیق وہ نماز کہ ساتھ حضور دل اور تمام شرطوں ظاہر اور باطن کے ہو اور محبت مرتبہ اور ریاست اور عورت اور فرزند اور مال دُنیا کی دل سے دُور کرے لَكَبِيْرَةٌ یعنی البتہ مشکل اور بھاری ہے ہر کسی سے نہیں ہوتی ہے اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ یعنی مگر اُس گروہ سے کہ خوگر ساتھ خشوع اور رجوع الی اللہ کے ہوئے ہیں اور نفس اُن کا ساتھ توجہ الی اللہ کے تسکین قبول کرتا ہے اس واسطے کہ وہ نماز ان کے حق میں قرۃ العین ہے یعنی ٹھنڈک آنکھ کی جیسا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بار ہا فرماتے تھے وقرۃ عینی فی الصلوۃ اور جس وقت نماز میں گئے مشاہدہ حق کا اور میسر ہوا اور بیچ لذت اُس مشاہدہ کے سب چیزوں کو فراموش کیا اور مدت دراز تک اثر اس لذت کا اُنکے نفسوں میں باقی رہا اور اگر بعضوں کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہو کہ مشاہدہ عیانی اُن کو نصیب ہو مگر اس قدر ضرور ہوں گے کہ اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ یعنی وہ لوگ خیال کرتے ہیں بیچ وقت مشغولی نماز کے کہ وہ بیچ نماز کے ملاقات پروردگار اپنے کی کرتے ہیں پس

marfat.com

وہ ان کو دیکھتا ہے گو وہ اُس کو نہ دیکھیں اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص بادشاہ کے دربار میں ساتھ اس وضع کے حاضر ہووے کہ بادشاہ اس کو دیکھے اور وہ بادشاہ کو نہ دیکھے کہ البتہ فی الجملہ لذت حضور کی اس کو حاصل ہوگی اور یہ بھی خیال کرتے ہیں وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ یعنی اور تحقیق وہ طرف پروردگار اپنے کے بیچ نماز اپنی کے رجوع کرنے والے ہیں اور جب کسی کو رجوع طرف کسی شخص کے ہوتا ہے ضرور جو مشقتیں کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے حاصل ہوتی ہیں نظر اپنی سے ڈال دے گا اور شہوتیں بالکل دُور ہو جاویں گی جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے ؎

ہر آنکہ عشق یکے در دلش گرفت قرار روا بود کہ تحمل کند جفائے ہزار

اور حدیث صحیح میں کہ صحیحین میں مذکور فرمایا کہ الاحسان ان تعبد اللّٰہ کانك تراہ فان لم تك تراہ فانہ يراك یعنی نیک کرنا عبادت کا یہ ہے کہ عین عبادت میں ایسا خیال کرے تو کہ میں اپنے معبود کو دیکھتا ہوں پس اگر یہ بات تجھ کو میسر نہیں اس قدر خود مقرر ہے کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے اور یہ بھی حضور میں کفایت کرتا ہے اور لذت بخشتا ہے اور ہرگاہ کہ اس جگہ تک بنی اسرائیل کو طریق حاصل کرنے ایمان اور تقویٰ کا بتلایا کہ وہ صبر اور استغراق بیچ مناجات اور دوام حضور اللہ تعالیٰ سے ہے اور یہ طریق بہت مشکل اور بھاری ہے اس واسطے بیان فرماتے ہیں کہ اگر یہ راہ چلنا تم سے ممکن نہ ہو تو راہ دوسری آسان زیادہ اس راہ سے تم کو بتلاتا ہوں اور وہ راہ شکر خدا کی ہے اس واسطے کہ شکر حقیقت میں ملاحظہ کرنا نعمتوں منعم حقیقی کا ہے اور ملاحظہ نعمتوں کا باعث کثرت محبت کا ہے ساتھ منعم کے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا یعنی پیدا کئے گئے ہیں دل اوپر محبت اُس شخص کے کہ احسان کرے طرف اس کے اور کمال محبت مفید لذت کی ہے کہ لذتوں اور خواہش کی چیزوں سے کامل اور قوی تر ہوتی ہے اور بمقابلہ اس لذت کے سب لذتیں کمتر ہوتی ہیں جیسا کہ پھر خطاب فرما کر ارشاد کرتے ہیں يَا بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ یعنی اے بیٹو یعقوب کے یاد کرو تم اس نعمت میری کو کہ انعام کیا ہے میں نے اوپر تمہارے پس حق تمہارا وہ یہ ہے کہ بیچ شکر اس نعمت کے اعمال نیک بجا لاؤ اور اگر ملاحظہ دوسری نعمتوں کے سے عاجز آؤ تم تو بسبب نعمت کہ تمام نعمتوں کی جمع

کرنے والی ہے ملاحظہ کرو اور وہ نعمت یہ ہے کہ میں نے تم کو سب فرقوں بنی آدم کے سے ممتاز اور مستثنٰی کیا ہے وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ یعنی اور یہ کہ فضیلت دی تم کو میں نے

بیان دفع کرنے عذاب کا

اوپر تمام عالموں کے اس واسطے کہ تمہارے بیچ سے چار ہزار پیغمبر پیدا کئے ہیں اور توریت اور زبور اور انجیل اور دوسرے صحیفے الٰہیہ اُوپر نعمت تمہاری کے اور بیچ ہاتھ تمہارے کے اُتارے ہیں اوپر بادشاہ عادل اور عالم باعمل بیچ تمہارے موجود کئے پس تم سب فرقوں بنی آدم کے سے ساتھ اس بزرگی کے ممتاز ہوئے کہ کوئی فرقہ دوسرا اس وقت تک جائے نزول وحی الٰہی کا اور مخزن کتابوں آسمانی کا اور جاننے والا احکام شرعیہ کا واقف اوضاع اور اطوار نبیوں اور فرشتوں کا نہیں ہوا اور یہی فضیلت تم کو اوپر تمام موجودات کے اس وقت تک حاصل ہے پس حق اُوپر تمہارے یہ ہے کہ اُس وقت میں کہ وقت نزول کتاب جدید کا اور نبوت سیدالمرسلین کا ہے اب بھی سب خلق سے افضل ہو تم تو بیچ نصرت اس دین اور فرماں برداری اس کتاب اور اس پیغمبر کی رہو تم تاکہ فضیلت تمہاری اُوپر تمام عالموں اُس وقت کے بھی باقی رہے اور اس مرتبہ اور منصب سے کہ اس کارخانہ شریعت کا ہے کبھی بھی معزول نہ ہو تم مفسرین ظاہر بین بیچ مضمون اس لفظ کے کہ فضیلت دینی بنی اسرائیل کی اوپر تمام عالموں کے ہے تردد کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ کچھ جگہ تردد کی نہیں اس واسطے کہ جس وقت سے فرقہ بنی اسرائیل کا پیدا ہوا ہے وقت خطاب تک کوئی فرقہ بیچ ان فضیلتوں کے ساتھ اُن کے شریک نہیں ہوا ہے آرے یہ بات ہے کہ بعد اس کے بنی اسرائیل نے دعوت اس پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی قبول نہ کی اور ایمان اس کتاب کا ان کو میسّر نہ ہوا اس منصب سے گرے اور مانند اور آدمیوں کے ہوئے لیکن یہ وقت مضمون کلام سے خارج ہوا ہے کہ تفضیل بنی اسرائیل کی اوپر تمام عالموں کے اس وقت میں اس لفظ سے سمجھی نہیں جاتی ہے تاکہ مآل اشکال کا ہو اور تفضیل مجموع فرقہ بنی اسرائیل کی اور فرقوں دوسرے کے بیچ فضیلتوں بیان کئے ہوؤں کے قطعی ہے گو کہ بعض نااہل فرقہ نے بسبب شامت نفس اپنے کے اس فضیلت اپنی کو برباد کیا اور اسفل السافلین کو پہنچے جیسا کہ قارون اور سامری اس واسطے کہ تفضیل کل فرقہ میں یہ ضروری نہیں کہ ہر ہر فرد اس فرقہ کا اور فرقوں سے افضل ہو جیسا کہ فضیلت فرقہ سادات کی باقی اُمت پر اس بات کو نہیں چاہتی کہ ہر شخص اس فرقہ کا غیر اپنے سے افضل ہو ایسی مثالوں

marfat.com

میں نظر ہیئت مجموعی کی طرف ہوتی ہے نہ ہر ہر فرد کی طرف اور اگر بنی اسرائیل کہیں کہ پہلوں ہمارے نے شکران نعمتوں کا ادا کر لیا ہے اور اس مرتبہ کو پہنچ گئے ہیں کہ اب جو کوئی اولاد اُن کی میں سے ہو یا اُن کے ساتھ وسیلہ پکڑے اس کو خوف باز پُرس کا نہیں اور اُن کی شفاعت اُس کے حق میں کافی ہے جو نظر رحمت الٰہی کی کہ ہمارے بزرگوں کے حال پر مصروف ہوئی ہماری نجات میں کارگر ہو گی کہ نام ان کا ہم لیتے ہیں اور نسل اُن کی سے ہیں کہتے ہیں ہم کہ ساتھ اس خیال کے فریفتہ مت ہو اور آخرت کے دن کو دُنیا کے دن پر قیاس مت کرو وَاتَّقُوْا یَوْمًا یعنی ڈرو تم اُس دن سے کہ لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ یعنی ادا نہیں کرنے کا کوئی نفس اگرچہ کیسا ہی کامل اور نہایت شکر گذار منعم حقیقی کا اور مقرب اُس کی درگاہ کا ہوا ہو عَنْ نَّفْسٍ کسی شخص کی طرف سے گو بیٹا حقیقی اس کا ہو یا تمام عمر نام اُس کا لیا ہو اور اپنے تئیں اُس کی طرف نسبت کیا ہو اگر یہ شخص ناشکرا ہے اور طریق کفر کا اختیار کیا ہو شَیْئًا یعنی کسی چیز کو حقوق شکر کے سے جو ذمہ اس کے واجب الادا ہے یعنی جو حق ذمہ اُس کے تھا دُوسرا شخص وہی حق اُس کی طرف سے ادا کرے اس واسطے کہ اس وقت میں اپنا شکر دُوسرں کو دینا ممکن نہیں وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ یعنی اور قبول نہ کی جاوے گی اُس نفس شکر گزار سے سفارش اُس نفس تقصیر کرنے والے کے حق میں جو ناشکرا اور کافر ہو وَلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ یعنی اور نہ لیا جاوے گا، اُس نفس شکر گزار سے فدیہ یعنی ناشکر اور کافر سے جو حق تلفی اور ناشکری خدا کی ہوئی ہے اُس کے بدلے میں کوئی چیز دوسری دیوے اگر بالفرض وہ چیز اس کو بہم پہنچائے وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ یعنی اور نہ اُن لوگوں کے واسطے کہ تقصیر شکر میں کرتے ہیں کوئی مددگار ہو گا کہ

## بیان شفاعت کا

زور اور غلبہ سے عذاب کو آنے سے دفع کرے اور راستے دفع کرنے عذاب کے منحصر ان چار چیزوں میں ہیں یا ساتھ قہر اور غلبہ کے ہے یعنی کوئی زور سے اُس کے عذاب کو ہٹاوے اور اس کو نصرت کہتے ہیں، یا بغیر قہر اور غلبہ کے ہے اور وہ دو قسم ہے یا مفت بدون دینے کسی چیز کے خلاص کروا دے اور یہ شفاعت ہے اور یا ساتھ دینے کسی چیز کے اور وہ بھی دو قسم ہے یا ساتھ دینے اس چیز کے ہے کہ ذمہ اُس کے واجب تھی بعینہ جیسا کہ ادا کرنا قرض کا اور تاوان اور مال مصادرہ کا یا ساتھ دینے عوض کے خلاصی کراوے اور اس کا نام فدیہ ہے اور ہر گاہ کہ یہ چاروں راستے

marfat.com

خلاصی کے آخرت میں نیست و نابود ہیں پس پھر بھروسا کرنا اس دن میں غیر پر بے وجہ ہے۔ اس مقام میں جاننا چاہیئے کہ معتزلہ انکار شفاعت میں اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دن قیامت کے شفاعت نہیں ہوگی لیکن یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ اس آیت میں نفی شفاعت کی اُس کے واسطے ہے کہ جس نے ہرگز شکر نعمت الٰہی کا نہ کیا ہو اور ایسا شخص اور کوئی نہیں مگر کافر اور شفاعت بیچ حق کافر کے بالاجماع مقبول نہیں کہ اس میں جگہ بحث اور نزاع کی نہیں باقی رہی اس جگہ کئی سوال جواب طلب ہیں اول یہ کہ بیچ نفی شفاعت اور فدیہ کے تاکید ساتھ ضمیر کے نہ فرمائی اور بیچ نفی نصرت کے تاکید ساتھ لفظ ہم کے ارشاد کی اس طریق بدلنے میں کیا نکتہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ لانا ضمیر کا بیچ ایسے مقاموں کے فائدہ حصر کا دیتا ہے جیسا کہ بیچ بحث ما انا قلت کے مقرر ہے پس معنی کلام کے یہ ہوں گے کہ نصرت نہ دینی مخصوص ساتھ کافر کے ہے اور مسلمانوں کے واسطے اس دن میں نصرت ہوگی اس واسطے کہ انتقام ان کا ان کے دشمنوں سے قرار واقعی لیں گے جیسا کہ دوسری آیتوں میں صراحۃً مذکور ہے کہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد وکان حقا علینا نصر المومنین یعنے تحقیق نصرت کریں گے ہم رسولوں اپنے کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لاتے ہیں دنیا میں اور آخرت میں اور ہمارے اوپر ہے نصرت مومنوں کی اور قبول کرنا شفاعت کا کہ بے حکم ہو اور لینا فدیہ اور چھٹی کا کسی کے واسطے خواہ مومن ہو خواہ کافر خواہ صالح ہو خواہ فاسق ہرگز نہ ہوں گے اس واسطے اس جگہ ضمیر حصر کی نہیں لائے سوال دوسرا یہ ہے کہ اس آیت میں قبول شفاعت کو اوپر فدیہ دینے کے مقدم فرمایا اور دوسری آیت میں کہ بیچ آخر اس سپارہ کے ہے بالعکس ارشاد ہوا اس عنوان بدلنے میں نکتہ کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی بلا میں گرفتار ہوتا ہے اور عزیز اُس کے بیچ فکر خلاصی اُس کی کے ہوتے ہیں کوشش اُن کی اسی ترتیب کے ساتھ ہوتی ہے کہ اول جو اُس کے ذمہ حق ہے اُس کے دُور کرنے میں کوشش کرتے ہیں جب اس تدبیر سے بھی عاجز ہوتے ہیں کچھ عوض اور فدیہ اُس کی خلاصی کا دیتے ہیں اگر یہ بھی کارگر نہیں ہوتا سب بھائی اور عزیز جمع ہو کر مستعد لڑائی کیلئے ہوتے ہیں اور مراد نصرت سے یہی ہے پس اس آیت میں یہ ترتیب کہ کثیر الوقوع تھی منظور ہوئی اور چونکہ بعضے شخص محبت مال کی دل میں بہت رکھتے ہیں اور کم ہمت



marfat.com

ہوتے ہیں اور سفارش کرنے والوں کا احسان اٹھانا اور عار اُس کی اختیار کرنی نسبت مال
خرچ کرنے کے خفیف سمجھتے ہیں اور جب تک ہو سکتا ہے مال کو بچاتے ہیں ننگ و ناموس باقی
رہے یا نہ رہے ایسے لوگوں کا قاعدہ یہ ہے کہ اوّل حیلہ سفارش اور وسیلہ کا کھڑا کرتے ہیں بعد
اُس کے جب دیکھتے ہیں کہ بہ سبب اس حیلہ کے کار برآری نہ ہوئی تو لاچاری سے فدیہ دینے پر مستعد
ہوتے ہیں اسی واسطے دوسری آیت میں یہ ترتیب رکھی تاکہ اشارہ طرف حال دونوں فریق
کے ہو جاوے لیکن کثرت کی رعایت کر کے پہلی ترتیب کو مقدم کیا اور دوسری ترتیب کو موخر

بیان اقسام عذاب کا

فرمایا کہ نادر الوقوع ہے اور کام نیست ہمشول کا ہے قابل تقدیم کے نہیں سوال تیسرا یہ ہے
کہ بیچ مقام نفی شفاعت اور نفی فدیہ کے اور ہر چیز مفرد کے کفایت فرمائی ہے اور بیچ مقام
نفی نصرت کے ضمیر جمع نصرت لائے اور اس طرح نہ فرمایا ولاھی تنتصر یا و لاینتصر احد
احد ا جواب اس کا یہ ہے کہ نصرت کو اجتماع لازم ہے کہ تنہا ایک شخص کسی کی نصرت
نہیں کر سکتا ہے اور جب اشخاص دوسرے ہمراہ تقصیر وار کے واسطے نصرت کے جمع ہوتے
ہیں ہر ایک ہر ایک کی مدد کرتا ہے پس مدد کرنے والے بھی بہت ہوتے اور نصرت جن کی کی
وہ بھی بہت ہوئے اس نکتہ کے واسطے ضمیر ہم کو جمع کر کے لائے گویا اشارہ فرماتے ہیں طرف
اس بات کے کہ اگر سب گنہگار مل کر چاہیں کہ کوئی اُن کی نصرت کرے اور اس صورت میں
نصرت ان کی سہل ہے کہ خود ہم جماعت کثیر ہیں قوت مقابلہ کی رکھتے ہیں چاہئے کہ دوسرا
شخص اس حال میں اُن کی نصرت کو قبول کرے لیکن اس پر بھی کوئی قبول نہ کرے گا چہ جائیکہ
اس کے کہ تن تنہا نصرت کا خواہاں اور طالب ہو اُس کی نصرت کرنی بہت مشکل ہے سوال چوتھا
یہ ہے کہ یہ آیت بحسب ظاہر دلالت کرتی ہے اوپر اس کے کہ شفاعت کسی کے واسطے نہ ہو اس
واسطے لفظ نفس کا دونوں جگہ اور شیئاً کا عام واقع ہوا پہلے نفس میں تعمیم نفس شفاعت
کرنے والے کی ہوئی اور دوسرے نفس میں تعمیم اُس نفس کی کہ جس کے واسطے شفاعت ہو
اور شیئاً میں تعمیم اُس چیز کی کہ جس میں شفاعت کی جاوے حاصل یہ ہوا کہ کوئی شفاعت
کرنے والا کسی شخص کا اور کسی امر کے واسطے شفاعت نہ کرے اور حال یہ ہے کہ اہل ملت
کا اتفاق ہے اس بات پر کہ فی الجملہ شفاعت ضرور ہووے گی معتزلہ بیچ حق غیر صاحب

marfat.com

کبیرہ کے شفاعت جائز رکھتے ہیں اور اہل سنت صاحب کبیرہ کے حق میں بھی کہتے ہیں الا کافر کو کوئی شخص قابل شفاعت کا نہیں جانتا ہے جواب اس کا ہے کہ کئی آیتیں اور بہت سی حدیثیں شفاعت کے ہونے پر دلالت کرتی ہیں پس تخصیص اس آیت کی فروری ہے اہل سنت کہتے ہیں کہ خاص کافر کی شفاعت نہ ہوگی اور کہتے ہیں کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ شفاعت بےحکم الٰہی کے اُس دن قبول نہ ہوگی ساتھ دلیل اس کے کہ بہت آیتوں میں نفس شفاعت کو مقید ساتھ اس قید کے فرمایا ہے مانند یومئذ لاتنفع الشفاعة الامن اذن له الرحمٰن ورضی له قولا۔ من ذالذی یشفع عندہٗ الا باذنه من حمیم ولاشفیع یطاع لا تنفع الشفاعة عندہٗ الا لمن اذن لهٗ اور حدیثوں متواترہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے کافر کے بیچ حق گنہگاروں کے حکم شفاعت کا ہوگا پس معلوم ہوا کہ بالکل محروم شفاعت سے فقط کافر ہیں اور مناسب مقام کے بھی نفی اسی شفاعت کی ہے اس واسطے کہ اس کلام کو واسطے رد کرنے خیال فاسد اہل کتاب کے اور جو ہم مذہب اُن کے ہیں لائے ہیں کہ یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اولاد نبیوں کی ہیں اور بزرگوں کے ساتھ توسل ہمارا ہے ہم کو خوف مواخذہ اور باز پرس کا نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ باوجود کفر اور دوسری برائیوں کے بھی بزرگ ہمارے ہم کو عذاب آخرت سے چھڑا لیں گے اور طریق دُور کرنے اس خیال کا یہ ہے کہ جو شفاعت کہ تمہارے ذہن میں ہے اُس کے اوپر فریفتہ مت ہو اس واسطے کہ ایسی شفاعت اُس دن میں نہیں ہونے کی بلکہ شفاعت ہر شفیع کی اُس دن میں موقوف اوپر حکم الٰہی کے ہوگی اور جبکہ شفاعت اوپر حکم الٰہی کے ہوئی جگہ اعتماد کی نہ رہی اس واسطے کہ فقط وسیلہ شفیع کا اس امر میں کفایت نہ کرے گا بلکہ حکم الٰہی بھی درکار ہے اور اُس کا دونوں طرح احتمال ہے چاہے ہو اور چاہے نہ ہو پس چاہیئے کہ محض توسل کے ساتھ نازاں مت ہو کہ یہ توسل سبب مستقل نہیں اور اسی واسطے بعضے مفسرین نے ضمیر منہا کو بیچ لایقبل منها شفاعة ولایوخذ منها عدل کی راجع طرف نفس تقصیروار کے کی ہے اور اُس کو یعنی منہا کو مقید شفاعت منفیہ کے ساتھ کیا ہے یعنی قبول نہ ہوگی کہ وہ شفاعت کہ اس نفس تقصیروار کے وسیلہ اور فریاد اور زاری اور عاجزی اس کی سے وہم

marfat.com

کی جاوے جیسا کہ دنیا میں ہوتا تھا اور اس صورت میں اگلی پچھلی ضمیروں میں انتشار بھی نہیں ہوتا ہے یعنی سب چیزیں ایک شے کی طرف رجوع ہو جاویں گی اور نفی شفاعت کی بھی بالکل لازم نہیں آتی ہے اور اگر حقیقت شفاعت کی غور سے معلوم کریں مذہب اہل سنت کا مانند آفتاب کے روشن ہوتا ہے اس واسطے کہ حقیقت شفاعت کی یہ ہے کہ کمال نفس کاملہ انسانیہ کا کشادگی پیدا کرے اور نفسوں ناقصہ کے تئیں اپنے اندر لے لے اور نقصان اُن کا بیچ ضمن کمال اُن کے کے آجاوے پس مدار شفاعت کا اوپر دو چیز کے ہے اوّل اس بات پر کہ کامل لوگوں کا کمال منتشر اور فراخ ہو جاوے کہ قیامت کے دن حاصل ہونے اُس کے کا محض عنایت اور فضل اپنے سے لبسبب قبول کرنے عمل اور کوشش اُن کی کے وعدہ کیا ہے اس واسطے کہ انتہا عمل اور کوشش کا حاصل کرنا کمالات کا ہے اس وجہ سے کہ اُن کمالات میں پیرو اپنوں کو بھی داخل کر لے کہ اُن کے نقصانوں کو چھپا لے اور کمال کے رنگ میں ظاہر کرے اور یہ رتبہ فقط اُس کے فضل پر موقوف ہے اور اسی لبسط اور احاطہ ذہنی کو شریعت میں اذن اور حکم کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے دوسرے ہونا نفس ناقصہ کا تابعداری کرنے والوں اہل کمال میں سے اور یہ امر بغیر ایمان اور صحت عقائد کے محال ہے اور اُس کو شریعت میں ساتھ اس عبارت کے تعبیر فرمایا ہے کہ کافر اور منافق کے واسطے شفاعت نہیں جیسا کہ بیچ آیت ما کان للنبیّ والذین اٰمنوا ان یستغفروا...... للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ کے مذکور ہے یعنی نہیں لائق ہے واسطے نبی اور مسلمانوں کے کہ مغفرت چاہیں واسطے مشرکوں کے اگرچہ اُن کے قرابتی ہوں اور ولا یصل علیٰ احد منھم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبرہ انھم کفروا باللّٰہ و رسولہ میں مصرح ہے یعنی نہ دُعا کر واسطے کسی کے اُن میں سے کہ مر گیا کبھی بھی اور نہ کھڑا ہو اوپر قبر اُس کی کے تحقیق یہ لوگ منکر ہیں اللہ کے اور رسول اُس کے کے اور جو کہ محققین فلاسفہ کے نے تحقیق معنی شفاعت کے کئے ہیں وہ بھی تائید کرنے والے اسی تقریر کے ہیں کہا ہے انھوں نے کہ حضرت واجب الوجود کا فیض عام ہے قصور جو کچھ ہے قابل کی طرف سے ہے اور جائز ہے یہ بات کہ کسی فرد کو افراد میں سے صلاحیت فیض لینے کی بلا واسطہ جناب الٰہی سے نہ ہو اور دوسروں کاملین کے واسطہ سے اُس فیض کو قبول کر سکتا ہے پس دوسرا قابل درمیان اس شخص کے اور ذات صاحب فیض عام باری کے

marfat.com

واسطہ ہوجاتا ہے اور اُس کی مثال ایسی ہے کہ آفتاب روشن نہیں کرتا ہے مگر مقابل اپنے کو اور آفتاب کے فیض میں مقابلہ شرط ہے یعنی جس شے پر اُس کی روشنی پڑے وہ اُس کے سامنے ہو اور بعضی چیزیں جو اس کے مقابل ہوتی ہیں جیسا کہ گھر کی چھت مگر اس فیض سے وہ محروم ہے لیکن جب ایک طشت بھرا ہوا پانی صاف کا آفتاب میں رکھیں شعاع آفتاب کی اُس پانی صاف سے طرف چھت کے منعکس ہوگی اور اُسے روشن کرے گی پس ارواح انبیاء کے مانند پانی صاف درمیان کے ہیں واسطے بخشش الٰہی کے جیسا کہ پانی صاف کہ شعاع آفتاب کو طرف چھت کے پہنچایا ایسی ہی یہ روحیں رحمت الٰہی کو عام مسلمانوں کی طرف پہنچاتی ہیں مگر پھر بھی استعداد قبولیت نور کی شرط ہے یہاں تک کہ اگر چھت استعداد روشن ہونے کے مطلق نہ رکھے تو پانی صاف کی وساطت سے بھی روشن نہ ہوگی مانند کافر کے کہ استعداد اس کی برباد ہوکر بے نصیب ہوگی اور ہرچند کہ چھت مقابلہ آفتاب کے سے معلوم ہے لیکن صاف پانی کے مقابلہ میں ساتھ کمال درجہ کے ہے اور بسبب اس مقابلہ کے چھت روشنی پاوے گی اور جو کوئی کہ ایمان ساتھ نبیوں کے نہ رکھے مانند اس چھت کے ہے کہ ساتھ پانی صاف کے بھی مقابلہ اُس کو حاصل نہیں اس صورت میں پانی کے سبب سے بھی روشنی اس چھت کی تصور کرنی خیال خام ہے حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو مانند اس خیال خام کے کہ رکھتے تھے مایوس کرکے واسطے تاکید نعمتوں کی اور شکر بعضی نعمتوں کے کہ ان کے اسلاف پر مبذول ہوئی تھی یاد دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم سب نعمتوں میں سے ان نعمتوں کو یاد کرو کہ نمونہ دن قیامت کا تھا اور کوئی شخص زندہ اور مردوں سے تمہاری فریاد کو نہیں پہنچا تھا اور ساتھ کسی وجہ کے اعانت اور امداد کی وجوہات سے خلاصی تمہاری نہیں ہوسکتی تھی وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ یعنی اور یاد کرو تم اس وقت کو کہ خلاصی بخشی اور نجات دی ہم نے تم کو ساتھ قوت اپنی کے نہ کسی اور باپ دادوں تمہارے اور یاروں دوستوں تمہارے کے اور واسطے اشارہ کرنے قوت کے ضمیر جمع کے کہ صیغہ جمع متکلم مع الغیر کا ہے اختیار فرمایا ہے والا شروع یا بنی اسرائیل پہلے سے اس جگہ تک صیغہ متکلم واحد کا مستعمل ہوا تھا تاکہ توحید ذات باری تعالیٰ کی بیچ شکر کے اور ایمان لانے کے ساتھ آیتوں منزلہ اُس کی کے سمجھ جاویں مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یعنی ہاتھوں تابعوں فرعون کے سے کہ بے شمار تھے

marfat.com

اور ذکر تابعین کا کیا باوجود اس کے کہ باعث بدسلوکی کا اصل میں فرعون تھا واسطے اشارہ کے ہے طرف اس کے کہ جو رئیس ساتھ کسی فرقہ کے بدی کا ارادہ کرتا ہے اور وزیر اور امیر اور تابعین باطن میں خیرخواہ اس فرقہ کے ہوں تو اس صورت میں مصیبت اُس کی سہل ہوتی ہے اس واسطے کہ ارادہ اس رئیس کا بغیر مشارکت اور معاونت ملازمین کے چنداں پیش نہیں جاتا ہے اور اس تابعین فرعون کے نے بھی فرعون سے زیادہ کمر اور عداوت اس فرقہ کے باندھی تھی اور سب کے سب برسر پرخاش ہو کر یَسُوْمُوْنَکُمْ یعنی پہنچاتے تھے تمہارے تئیں، سُوْٓءَ الْعَذَابِ یعنی بڑا سخت عذاب اس طرح سے کہ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ یعنی وہ ذبح کرتے تھے بیٹوں تمہارے کو اور یہ عذاب سخت تر عذابوں میں سے ہے اس واسطے کہ ہلاک کرنا بیٹوں کا سبب نیست اور نابود ہونے اُس فرقہ کا ہے اور یہ بھی ہے کہ اگر مرد نہ رہیں معیشت عورتوں کی بہت مکدّر ہوتی ہے اس واسطے کہ کسب اور تلاش معاش کی ذمہ مردوں کے ہے اور یہ بھی قتل کرنا اولاد کا بعد اس کے کہ کوشش اور مشقت مدت تک بیچ حمل اور پیٹ میں رہنے اُس کے کے کھینچی ہو اور وقت پیدا ہونے اُس کے کے اُمید قوی بیچ استفاع لینے کے اس سے ہو وے موجب نہایت کاہش رُوح کا ہے اور یہ کہ جنس بیٹے کی باعتبار جبلت زیادہ محبوب اور مرغوب ہے جنس لڑکی کی سے یہاں تک کہ عربوں نے کہا ہے بیت

سروران ما لھما ثالث حیوٰۃ البنین وموت البنات

پس بیچ ذبح کرنے بیٹوں کے درد عقلی بھی ہے اور درد طبیعی بھی ہے اور دونوں الم کمال شدت کو پہنچے اور کاش توابع فرعون کے تمام اولاد تمہاری کو خواہ لڑکے خواہ لڑکیاں قتل کرتے کہ بسبب اُس کے بعضی مصیبتیں ہلکی ہوتیں لیکن وہ فقط لڑکوں کو مارتے تھے وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ یعنی اور زندہ چھوڑتے تھے لڑکیوں تمہاری کو اور لڑکیاں ہر چند کہ ابتدائے پیدائش میں محبوب اور مرغوب ہوتیں اور پیاری پیاری باتوں سے فریفتہ کرتیں لیکن بعد جوانی کے کہ وہ لڑکیاں بالغ ہوتیں اور ناکتخدا باقی رہتیں طرح طرح کی فکر اُن کی طرف سے بھی واسطے خرچ اور نفقوں کے اور بھی اس جہت سے کہ دشمنوں کے تحت میں آویں گی اور نہایت ذلت اور عار لاحق ہوگی باعث کمال غم اور الم ہوں گی اور واسطے جتلانے اسی نکتہ کے ویستحیون نساءکم

نہ فرمایا اور یذبحون رجالکم نہ فرمایا اور تفصیل اس مقام کی یہ ہے کہ کمال مشقت اور رنج بیٹوں کے مرنے کا بیچ وقت صغر سنی کے ہے کہ اب تک قابل عقوق اور نافرمانی کے نہیں ہوئے اور امید منفعت کی اُن سے بجمیع الوجوہ برقرار ہے اور میل طبیعت کا ان کی حرکتوں کی طرف بدرجہ کمال ہے اور نہایت مشقت اور رنج بیچ زندگی لڑکیوں کے اور وقت بلوغ اُن کے ہے کہ اس وقت میں طبیعت ان کی طرف مائل نہیں رہتی ہے جس کی حالت لڑکپن میں خوش آتی تھی اور طرح کی ذلتیں اور عار ان کی جہت سے ہجوم کرتی ہیں پس اگر یذبحون رجالکم ویستحیون نسائکم یا یذبحون ابنائکم ویستحیون بناتکم فرماتے یہ شدت عذاب کی مفہوم نہ ہوتی باقی رہا ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ اس سورۃ میں یذبحون بدون واؤ کے واقع ہوا اور سورۂ اعراف میں بھی یقتلون بغیر واؤ کے مانند اسی سورۃ کے واقع ہے اور سورۂ ابراہیم میں ویذبحون واؤ کے ساتھ آیا ہے وجہ اس کی کیا ہے، جواب اس کا یہ ہے کہ یسومونکم سوء العذاب کو اس سورۃ میں اور سورۂ اعراف میں ساتھ قتل اور ذبح ابنا اور ما بعد اُس کے کے تفسیر فرمایا ہے پس حاجت واو کی نہیں بلکہ واؤ کا لانا مخل طلب ہے اس واسطے کہ تفسیر اور مفسر دونوں ایک چیز ہیں درمیان ان کے مغایرت نہیں تا کہ گنجائش حرف واؤ کی ہو اور سورۃ ابراہیم میں یسومونکم سوء العذاب ہے اور تکلیفات شاقہ مراد رکھی ہیں کہ فرعون کے متعلقین ساتھ فرقہ بنی اسرائیل کے دیتے تھے

## بیان وجہ دشمنی فرعون

بعضی ان تکلیفات میں سے یہ ہیں کہ جو لوگ ان میں زبردست اور قوت والے تھے ان کو خدمت پتھروں کے اٹھانے کی پہاڑوں میں سے واسطے عمارت باغوں اور عمارت فرعون کے مقرر کی تھی یہاں تک کہ ہاتھوں اور گردنوں میں زخم ہو گئے تھے اور پیٹھیں بھی ان کی مجروح ہو گئی تھیں اور جو لوگ ان میں کمزور تھے ان کو واسطے لے جانے چھوٹے چھوٹے پتھروں اور گارا کے قرار دیا تھا اور بعضوں کو اُن میں سے واسطے بنانے کچی اینٹوں اور پکانے اُنکے کے آوہ میں معین کیا تھا اور جو ان سب سے ضعیف ہوتا تھا اور کسی کام میں نہیں آتا تھا اس کے سر پر جزیہ مقرر کیا تھا کہ سال بسال اور ماہ بماہ ادا کرے اور بنی اسرائیل کی عورتوں کو بطریق واسطے کاتنے کتان کے اور بُننے کپڑوں کتانی کے بعضوں کو واسطے کاموں ذلیل اور ناچیز لے

marfat.com

کے ٹھیرایا تھا یہاں تک کہ مرد اور عورتیں بنی اسرائیل کی اس حالت سخت میں آرزو موت کی کرتی تھیں اور زندگی اپنی سے بیزار ہوئی تھیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ مارنا بیٹوں کا اور یہ چیزیں آپس میں مغایر ہیں واسطے مغایرت کے درمیان مضمون دونوں جملوں کے لانا حرف واو کا کہ دلالت اوپر اس کے کرتا ہے ضروری ہوا باقی رہی یہ بات کہ اس جگہ کس واسطے جملہ یذبحون کو تفسیر یسومونکم کی گردانا اور سورۃ ابراہیم میں کس واسطے تفسیر نہ مقرر کیا اور مغایر اس کے ٹھیرایا اور بلاؤں میں شمار کیا پس وجہ اس کی یہ ہے کہ اس سورۃ میں اور سورۃ اعراف میں یہ جملے کلام الٰہی کے سے واقع ہوئے اور حق تعالیٰ کو بہ سبب کمال مہربانی اور رحمت کے کہ اوپر حال بندوں کے رکھتا ہے شمار کرنا محنتوں اور بلاؤں کا منظور نہ ہوا اس واسطے کہ یاد دلانا بلا کا یہ بھی ایک قسم کا عذاب ہے اور سورۃ ابراہیم میں یہ دونوں جملے حضرت موسیٰؑ کے کلام میں واقع ہوئے اور حضرت موسیٰ کو حکم تھا کہ تمام محنتوں اور مشقتوں کو بنی اسرائیل کو یاد دلاویں کہ فرمایا وذکرھم بایام اللہ اور یہ کہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم عصروں اپنے کے تھا کہ تمام مشقتوں اور محنتوں سے واقف تھے اور یہ عام خطاب ہے ساتھ اُن بنی اسرائیل کے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے کہ ہرگز انھوں نے مشقتیں نہ دیکھی تھیں بلکہ اکثر ان میں سے ان مشقتوں اور محنتوں سے واقف بھی نہ تھے مگر مشقت قتل بیٹوں کی کہ یہ حال ان میں بطریق تواتر کے رائج اور مشہور رہا تھا ضرور اسی مشقت کا نقط اظہار کرنا منظور ہوا اور حقیقت میں یہ بڑی مشقتوں میں سے اور خاتمہ بلاؤں کا تھا جیسا کہ فرماتے ہیں وَفِيْ ذٰلِكُمْ یعنی اور بیچ اس مذکور کے کہ مارنا بیٹوں کا باقی رکھنا لڑکیوں کا ہوا بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ یعنی آزمائش تھی پروردگار تمھارے سے بہت بڑی اس واسطے کہ ساتھ اس مرتبہ کے مسلط کرنا دشمنوں کا کہ بیٹوں کو جو سب سے عزیز ہیں برباد کرے موجب کمال ذلت اور رسوائی اور رنج اور اندوہ کا ہے اور یہ تمام اس واسطے تھا کہ خلاصی بعد اس بلائے عظیم کے تمھاری نظر میں عظمت پیدا کرے اور قدر اس نعمت کی جانو تم اور یہ بھی سمجھو کہ جو کوئی بلا سخت پر صبر کرے مستحق بڑی جزا کا ہوتا ہے خصوصاً بیچ دار الجزا کے اور یہ بھی جانو تم کہ سوائے ذات پاک خدا تعالیٰ کے دنیا کی سختیوں میں بھی کوئی کام نہیں آتا ہے اس واسطے کہ اس وقت میں کوئی

marfat.com

زندوں اور مردوں میں سے تمہاری فریاد کو نہ پہنچا اور نہ تم کو ہاتھ فرعون اور فرعونیوں کے سے ساتھ زور اور غلبہ کے خلاص کیا اور نہ بدلے تمہارے اور کسی کو اس محنتیں اٹھانے کو لایا اور نہ محنتیں تمہاری اپنے اوپر لیں پس جبکہ دُنیا میں کہ وقت اعانت اور نصرت ایک دوسرے کا ہے کوئی تمہارے کام نہ آیا آخرت میں کہ وقت نفسی نفسی کا ہے توقع امداد اور اعانت کی غیر سے رکھنی خیال

## بیان پیدائش حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

خام تمہارا ہے اور وجہ عداوت فرعون اور فرعونیوں کی ساتھ فرقہ بنی اسرائیل کے یہ تھی فرعون کہ نام اس کا ولید بن مصعب تھا اور اُس کا واسطے روشن ہونے چہرہ اُس کے قابوس لقب کیا تھا اس واسطے کہ قابوس چنگاری روشن کو کہتے ہیں اور اس واسطے کہ وہ بادشاہ ملک مصر کا تھا اس کو فرعون کہتے تھے کہ اس لفظ کے معنی قبطیوں کی لغت میں بادشاہ کے ہیں جیسا کہ لفظ سلطان کا بیچ لغت عرب کے اور لفظ شاہ کا بیچ لغت فارسی کے اور لفظ راجہ کا بیچ لغت ہندی کے جب ملک مصر پر قابض ہوا اور سامان مرتبہ اور حشمت کا اُس کو ہر طرف سے بہم پہنچا یہ بات ٹھیرائی کہ تمام رعایا ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک میرے واسطے سجدہ کیا کریں چنانچہ اوّل اُس کو ہامان نے سجدہ کیا بعد اُس کے اور وزیروں اور امیروں اور سرداروں نے سجدہ کیا اور جو لوگ دُور دُور تخت اُس کے سے رہتے تھے اُن کے واسطے تصویریں اپنی شکل کی سونے کی بنوا کر اوپر تختوں ہاتھی دانت اور آبنوس اور چاندی کی قائم کر کے اور گرداگرد اُن درختوں کے درخت سنہری تن کے کہ پتی ان کی زمرد سے بنائی اور اُوپر ہر شاخ اُن کی کے جانور چاندی کے تیار کر کے اور چونچ اُن کی پاکیزہ جواہر سے درست کر کے بٹھلا دیئے اور ہر جانور میں ایسی ترکیب رکھی تھی کہ جس وقت اُن کو خادم اس تخت کے حرکت دیتے اُن کے پیٹ میں سے یہ آواز نکلتی کہ اے مصر کے لوگو فرعون خداوند تمہارا ہے واسطے اُس کے سجدہ کرو اس آواز کو سُن کر آدمی قصبوں اور گاؤں کے بے اختیار سجدہ کرنے لگے اور جس وقت تمام اہل مصر فرعون کی پرستش میں گرفتار ہوئے بنی اسرائیل نے ان کی موافقت نہ کی اور سجدہ نہ کیا فرعون نے سرداروں اُن کے کو بلوا کر تنبیہ کا دے کہا کہ تم میرے واسطے سجدہ نہیں کرتے ہو اور میری تصویروں کو بھی نہیں پوجتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ زندگانی تمہارے اوپر بھاری ہے اور مجھ کو اور میری تصویروں کو سجدہ نہ کرو گے تو تم کو ساتھ طرح طرح کے عذاب کے تکلیف دوں گا یہ کہا اور جلادوں کو مع تمام

marfat.com

سامان عذاب کرنے کے لیئے روبرو بُلایا اور بنی اسرائیل کو ڈرایا بنی اسرائیل کے سرداروں نے کہا کہ عذاب فرعون کا زیادہ ایک ساعت سے نہ رہے گا اور عذاب خدائے تعالیٰ کا ہمیشہ رہنے والا ہے بہتر یہ ہے کہ فرعون کے عذاب پر صبر کرو اور اُس کے واسطے سجدہ نہ کرو تمام فرقہ بنی اسرائیل کے نے اوپر اسی ارادہ کے اتفاق کیا اور فرعون سے ظاہر کیا کہ سجدہ سوائے خدا کے دوسرے کو جائز نہیں ہم ہرگز تجھ کو سجدہ نہ کریں گے جو چاہے سو کر فرعون نے تانبے کی اور لوہے کی بڑی بڑی دیگیں منگوائیں اور اُن دیگوں میں زیتون کا تیل اور گندھک ڈلوا کر آگ پر رکھ کر گرم کروایا جب وہ خوب گرم ہو گئیں اور تیل اور گندھک جوش مارنے لگی تو بنی اسرائیل کو اُن دیگوں میں ڈلوا تا تھا اور جلوا تا تھا اور بنی اسرائیل ہرگز اس کو سجدہ نہ کرتے تھے اور اس عذاب پر صبر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پروردگار ہمارا وہی خدا ہے کہ پروردگار ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا تھا ہم اوپر اُسی پروردگار اپنے کے ایمان رکھتے ہیں، یہاں تک کہ انبوہ کثیر بنی اسرائیل سے جلائے گئے ہامان کہ وزیر فرعون کا تھا واسطے سفارش کے اُٹھا اور عرض کی کہ بادشاہ ابھی ان کو مہلت فرمادے تاکہ سوچ سمجھ کر حکم بادشاہ کا قبول کریں فرعون اُس کے کہنے سے جلانے سے باز رہا لیکن اس فرقہ پر بیگاریں کہ پہلے ذکر اُن کا ہو چکا مقرر کیں یہاں تک کہ فرعون نے تین رات دن خواب دہشت ناک اور وحشت میں ڈالنے والے دیکھے کہتے ہیں کہ ایک آگ اُس کو خواب میں نظر آئی کہ تمام شہر مصر اور قبطیوں کی املاک کو جلاتی ہوئی چلی آتی ہے اور جبکہ محلہ بنی اسرائیل میں گزرتی ہے کسی کو نہیں جلاتی ہے اور بنی اسرائیل کے محلہ میں سے ایک بڑا اژدہا نکلا اور فرعون کے اُوپر دوڑ کر اس کو تخت کے اُوپر سے اوندھا ڈال دیا فجر کو اُٹھا تو نجومیوں اور تعبیر دینے والوں کو جمع کر کے تعبیر اس خواب کی پوچھی سب نے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ اُس کے سبب سے بادشاہت تیری زوال قبول کرے فرعون نے جب یہ تعبیر سُنی کوتوال شہر کو بُلوا کر حکم فرمایا کہ ایک ہزار پیادہ بنی اسرائیل کے محلہ میں مقرر کرے اور ہزار دائیاں ہمراہ اُن کے کیں تاکہ بنی اسرائیل کے گھروں میں تلاش کریں اور جس گھر میں دیکھیں کہ بیٹا پیدا ہوا اُس کو مار ڈالیں اور لڑکیوں کو چھوڑ دیں بموجب حکم فرعون کے دو برس تک اسی طرح کا ظلم بنی اسرائیل پر جاری رہا جب تیسرا سال ہوا عائذ کہ نام عمران

marfat.com

کی بی بی کا تھا اور عمران بنی لاوی کے سرداروں میں سے تھا اور لاوی بڑا بیٹا حضرت یعقوب علیہ السلام کا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اُن کے پیٹ میں رہے اور دائیاں فرعون کی ہر روز اُن کے گھر میں اور پیادے دروازے پر تلاش کے واسطے آتے تھے جب تولد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قریب ہوا ایک دائی نے فرعون کی دائیوں میں احتیاط کے واسطے اُن کے گھر میں رہنا اختیار

## بیان جواز اجرت لینے کا اور عبادت کے

کیا اور حضرتِ موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت پیدا ہوئے تجرد پیدا ہونے کے کہ آنکھ دائی کی اُن کے چہرۂ مبارک پر پڑی بے اختیار محبت اُن کی نے اُس کے دِل میں غلبہ کیا اور ہر چند چاہا کہ ان کو مارے ہرگز قادر نہ ہوئی. آخر ان کی ماں سے کہا کہ میرا ہاتھ اس لڑکے کے مارنے کے واسطے نہیں چلتا ہے اس کی تدبیر کیلئے ان کی ماں نے کہا کہ ہمارے پڑوس میں ایک بکری کا ذبح کرنے والا ہے ایک ٹکڑا بکری کے گوشت کا اُس سے لاکر اور ایک ہانڈی میں ڈال کر پیادوں کو دکھلاوے کہ اس جگہ لڑکا پیدا ہوا تھا میں نے اس کو مارا ہے اور جنگل میں لئے جاتی ہوں پیادے کہ دائیوں کے کہنے پر اعتبار رکھتے تھے زیادہ تحقیق نہ کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر میں رہے لیکن فرعون کو نجومیوں نے اور تعبیر دینے والوں نے جمع ہو کر خبر پہنچائی کہ وہ لڑکا پیدا ہوا ہے اور ستارہ اُس کے نے طلوع کیا ہے خبردار رہنا چاہیئے اور تلاش کرنی ضروری ہے فرعون نے کوتوال کو ڈانٹا اور اُس نے پیادوں پر نہایت سختی کی پیادوں نے کہا کہ ہم نے ایک گھر میں زیادہ تحقیق نہیں کی ہے دائی کے کہنے پر بھروسا کر لیا ہے اگر فرماؤ اس گھر کے اندر جاویں اور تلاش کریں اور دائیوں کے کہنے پر بھروسا نہ کریں کوتوال نے فرمایا جلدی جاؤ اور بے پردہ گھر میں گھس جاؤ تاکہ اگر لڑکے کو چھپا لیا ہو ظاہر ہو جاوے پیادے بغیر اطلاع کے عمران کے گھر میں آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑی بہن اپنی کی گود میں کہ مریم نام تھا تھے بہن اُن کی نے جب دیکھا کہ پیادے شور کرتے ہوئے اندر گھر کے آئے حضرت موسیٰ کو تنور میں ڈال دیا اور تنور اُس وقت گرم تھا اور روشن تھا اور اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اگر یہ لڑکا ظاہر ہو جاوے گا تمام گھر کے آدمی مارے جاویں گے اور یہ لڑکا بھی مارا جاوے گا اور اگر اس لڑکے کو تنور میں ڈالوں فقط جان اس لڑکے کی جاوے گی لیکن اور آدمیوں کی کہ گھر میں ہیں جان بچ رہے گی پیادوں نے تمام گھر کو تلاش کیا کسی جگہ نشان لڑکے کا نہ پایا اور تنور کو کہ دہک رہا تھا نہ دیکھا

اور اُس پر آکر چلے گئے والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کہ اس حادثہ میں نہایت خوف سے بیخود ہوگئی تھیں۔ بیٹی اپنی سے بعد افاقہ کے حال دریافت کیا کہ اس لڑکے کو کہاں ڈالا تونے اُس نے کہا کہ اضطراب کے سبب سے تنور میں ڈالا، ماں ان کی بہت غمناک ہوئیں اور تنور پر آکر دیکھا کہ تنور شعلے مار رہا ہے اس وقت زندگی اُن کی سے مایوس ہوئیں یکایک تنور کے اندر سے آواز آئی کہ اے ماں غم مت کھا کہ حق تعالیٰ نے اس آگ کو میرے اوپر سرد کیا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام دادا میرے پر سرد کیا تھا۔ والدہ ان کی حیران ہوگئیں اور کہا کہ اب کیا تدبیر ہے کہ تجھ کو تنور سے باہر نکالوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاتھ اپنا دراز کرکے تنور سے مجھ کو نکال لے کہ ہاتھ تیرے کو اس آگ سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا اور اس وقت میں عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چالیس دن کی ہوئی تھی بعد اس کے کہ ماں اُن کی نے تنور سے ان کو نکالا، اپنے گھر کے لوگوں سے مشورہ کیا کہ یہ ہر چند عجائبات قدرت الٰہی کے سے ہے آخر لڑکا ہے آواز نکالے گا اور پیادے فرعون کے جابجا گھر گھر تلاش کرتے پھرتے ہیں آواز اس کی سنیں گے اور ہم کو اور اُس کو مار ڈالیں گے بہتر یہ ہے کہ اس لڑکے کو صندوقچہ میں رکھ کر دریائے نیل میں چھوڑ دیں تاکہ گانوؤں میں سے کسی گاؤں میں بیچ ہاتھ کسی کے جا پڑے گا اور زندہ رہے گا اور ہم بھی خوف فرعون کے سے نجات پادیں گے گھر کے لوگ سب اس مشورہ پر متفق ہوئے اور ایک بڑھئی کو کہ سانوم اس کا نام تھا پوشیدہ بُلا کر لائے اور کہا کہ ہم کو ایک صندوقچہ طول اور عرض اُس کا اس قدر ہو بنا دے اور اس طرح تختوں کو وصل کر کہ جگہ آنے جانے پانی کی اس میں نہ رہے اُس بڑھئی نے کہا کہ یہ صندوقچہ کس واسطے بناتے ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے زبان سے نکالا کہ ہمارے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے چاہتے ہیں کہ اس کو دریائے نیل میں چھوڑ دیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ پر ظاہر ہووے اور ہم کو مار ڈالے۔ اُس بڑھئی نے کہا کہ بہت خوب میں رازدار تمہارا ہوں اور کسی سے نہیں کہنے کا اور صندوقچہ تیار کئے دیتا ہوں جب اپنے گھر میں پہنچا سنا کہ منادی فرعون کا پھرتا ہے کہ جو شخص ہم کو اُس لڑکے کا پتہ بتلاوے کہ ان دنوں میں بنی اسرائیل میں پیدا ہوا ہے اُس کو ایسا اور ایسا انعام ملے گا بڑھئی کے تئیں ہانڈی طرح کی جوش میں آئی اور چاہا کہ کوتوال کے رُوبرو یہ ماجرا ظاہر کرے ابھی قدم دروازہ سے باہر رکھا تھا کہ اندھا ہوگیا اور

marfat.com

دونوں پاؤں اُس کے ٹخنوں تک زمین میں دھنس گئے اور غیب سے ایک آواز سُنی کہ اگر اس بھید کو کسی سے تو نے کہا فی الفور زمین میں تجھ کو غرق کر دیں گے بڑھئی نے توبۃ النصوح کی اور اندھے ہونے اور دھنس جانے زمین سے نجات پائی اور اپنے گھر میں آکر راتوں رات صندوقچہ موافق فرمائش والدہ حضرت موسٰی کے تیار کیا اور دریچہ اُس صندوق میں طرف آسمان کے کھول کر رات ہی کو رُوبرو والدہ حضرت موسٰیؑ کے پہنچایا حضرت موسٰی کی والدہ زرخطیر برسم اجرہ کے اس کے روبرو لائیں۔ اُس نے کہا کہ میں دل اور جان سے مرید اور معتقد اس لڑکے کا ہوں، میں بالکل مزدوری اس لڑکے کے کام پر نہ لوں گا مگر اتنا چاہتا ہوں کہ مجھ کو اس لڑکے کی زیارت سے مشرف کرو۔ حضرت موسٰی علیہ السلام کی ماں نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو اُسے دکھلایا اُس نے آنکھیں اپنی اُن کے قدموں پر ملیں اور رخصت ہوا اوّل جو شخص کہ ایمان حضرت موسٰیؑ پر لایا تھا یہی بڑھئی تھا حضرت موسٰی علیہ السلام کی والدہ نے دن میں توقف کیا جب دوسری رات آئی حضرت موسٰی علیہ السلام کو غسل دیا اور خوشبو ملی اور کپڑے پہنائے اور ان کو صندوقچہ میں رکھ کر گریہ اور زاری کرتی ہوئی رود نیل کے کنارے پر لے گئیں یکایک ابلیس لعین بیچ صورت اژدہے سیاہ بہت بڑے کے نمودار ہوا اور کہا کہ اگر اس لڑکے کو دریا میں ڈالے گی تو ایک لقمہ اس کا کر جاؤں گا حضرت موسٰی علیہ السلام کی والدہ بہت عاقل تھیں، معلوم کر لیا کہ اگر یہ اژدہا اصلی ہوتا گویائی اور کلام اُس میں کہاں ہوتی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیطان ہے اُس کے کہنے کا خیال نہ کیا اور ان کو دریا میں ڈال دیا اور بکمال غم اور الم میں بھری ہوئی اپنے گھر کو لوٹ آئیں اور حضرت موسٰی علیہ السلام کی ہمشیرہ کو کہا کہ اگر میری زندگی چاہتی ہے تو پیچھے اس صندوقچہ کے جا اور دیکھتی رہ کہ کہاں جاتا ہے۔ اگر شہر کے کنارے سے علٰحدہ چلا گیا خاطر ہماری جمع ہو گی اور اگر شہر کے آدمیوں میں سے کسی نے اس صندوقچہ کو دیکھ کر اُٹھا لیا یقین ہے کہ بادشاہ کے پاس لے جاوے گا ہمشیرہ حضرت موسٰیؑ کی صندوقچہ کو نظر کرتی ہوئی دریا کے کنارے پر جاتی تھی اور مثل انجان کے دُور سے دیکھتی چلی جاتی تھی کہتے ہیں کہ پیدا ہونے حضرت موسٰیؑ تک بارہ ہزار لڑکے بنی اسرائیل کے قتل کئے گئے تھے اور نوّے ہزار حمل بخوف اس کے کہ مبادا لڑکا پیدا ہو اور فرعونیوں کو ہلاک کرے گرائے گئے تھے اور یہ سب تدبیریں فرعون

marfat.com

کی تقدیر الٰہی کے مقابلہ میں کچھ بھی کارگر نہ ہوئیں القصہ وہ صندوقچہ دریائے نیل کے درمیان میں سے نکل کر اُس نہر میں کہ فرعون نے دریائے نیل سے کھُدوا کر اپنے باغ میں لے گیا تھا اور نام اُس کا عین الشمس رکھا تھا جا پڑا اور پانی میں بہتا ہوا عین فرعون کے باغ میں جا پہنچا، اُس وقت فرعون باغ کی سیر کر رہا تھا اور بی بی اور لڑکی فرعون کی اور اور محل کے لوگ ہمراہ تھے جب دیکھا کہ ایک صندوقچہ نہر میں آتا ہے دوڑے اور اُس صندوقچہ کو اُٹھا کر فرعون کے سامنے لے گئے حضرت موسیٰؑ کی بہن نے جب دیکھا کہ صندوقچہ پانی کے ساتھ نہر میں چلا گیا دوڑی گئی اور اپنی والدہ کو خبر کی اُن کی والدہ اس وقت کمال بے تاب ہوئیں اور قریب تھا کہ بے اختیار ہو کر روتی پیٹتی ہوئی گھر سے نکلے حق تعالیٰ نے اُن کے دل میں الہام فرمایا کہ غم مت کھا اور تماشا قدرت ہماری کا دیکھ کہ اس کو کس تدبیر سے پاس تیرے پہنچاتے ہیں اور آخر کو رسولوں اولوالعزم سے کریں گے القصہ جب فرعون نے دیکھا کہ ایک لڑکا حال کا پیدا ہوا صندوقچہ میں رکھا ہے ہامان وزیر اپنے کو بلایا اور کہا یہ وہی لڑکا ہے کہ نجومی مجھ کو اس سے ڈراتے تھے میرے اقبال کو دیکھ کہ کس طور خود بخود ہمارے پاس آیا اب اس کو مار ڈالو عورت فرعون کی کہ آسیہ نام اُس کا تھا بمجرد دیکھنے جمال جہاں آرائے حضرت موسیٰؑ کے فریفتہ ہوئی اور کہا کہ اُس بے گناہ کو ساتھ گمان فاسد کے مت مارو اور زندہ رہنے دو کہ شاید ہمارے کام میں آوے یا اس کو بیٹا اپنا بنالیں کہ ہمارے بیٹا نہیں ہے۔ فرعون نے بسبب اصرار عورت اپنی کے حضرت موسیٰؑ کے مارنے سے ہاتھ کھینچا اور فرعون کی بی بی نے ان کو بیٹا اپنا کر لیا اور حکم کیا کہ دائیوں کو واسطے اس لڑکے کے لاویں جس دائی کو لاتے تھے حضرت موسیٰؑ دُودھ اُس کا نہیں پیتے تھے یہاں تک کہ بہن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نے کہ اُن کا حال معلوم کرنے کے واسطے باربار فرعون کے دروازہ پر جاتی تھی یہ ماجرا سُن کر کہا کہ میں ایک دائی بتلاتی ہوں کہ لڑکوں کے پرورش کرنے کے طریق خوب جانتی ہے اور اس کام میں وہ بے مثل ہے غالب ہے کہ یہ لڑکا اُس دائی کا دودھ پی لے گا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بُلا کر لے گئی حضرت موسیٰؑ اپنی ماں کا دُودھ پینے لگے۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کیلئے ایک اشرفی اُس ولایت کے چلن کی روزینہ مقرر کیا اور کہا کہ اس لڑکے کو مع اُئی

marfat.com

## بیان مقدار لشکر فرعون کا

دودھ پلاتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ مثال غازیوں امّت میری کی کہ بادشاہ اور وزیر اور امیر سے ماہیانہ یا سالیانہ لیتے ہیں اور بیچ تیاری اسباب جہاد کے خرچ کرتے ہیں اور نیت اُن کی خالص خدا کے واسطے ہے مانند والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہے کہ فرعون سے وزینہ لیتی تھیں اور اپنے بیٹے کو دُودھ دیتی تھیں اور اس احادیث میں اشارہ ہے طرف ایک بڑے قاعدہ کے قاعدوں کلیہ فقہ کے سے یعنی اُجرت عبادت کے اوپر لینی اس صورت میں جائز ہے کہ نیت خالص خدا کے واسطے ہو اور ملنا نہ ملنا اُجرت کا برابر ہو اور اس عبادت کو اپنا کام سمجھے خواہ کوئی اوپر اس کے اجرت دے یا نہ دے اور اگر اُس عبادت کو مثل اور پیشوں اور مزدوریوں کے کہ دنیا میں برتی جاتی ہیں اُجرت ہی کے لینے پر معین کرے کہ اگر اجرت دیویں تو عبادت کی جاوے نہیں تو چھوڑ دی جاوے پس وہ محض مزدوری ہے ثواب اس میں کچھ نہیں بلکہ خوف عذاب کا ہے کہ کام دین کا دنیا کے واسطے کیا اور آخرت کو ساتھ ادنیٰ شے کے بیچا القصہ آسیہ عورت فرعون کی نے حضرت موسیٰؑ کے واسطے ایک گہوارہ سونے کے تختوں سے تیار کروایا اور اُن کو ساتھ کمال عزت اور بزرگی کے رکھا اور دو برس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے فرعون کے گھر میں اُن کو دودھ پلایا جب دو برس کے بعد دُودھ اُن کا چھڑایا آسیہ نے اُن کو ایک خچر بھرا ہوا زر کا اور کئی شتر اور نفیس چیزیں اور تحفے کے دیکر رخصت کیا اور حضرت موسیٰؑ کی اپنے پاس پرورش کرنی شروع کی جب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام تین برس کے ہوئے ایک روز فرعون اُن کو اپنی گودی میں لئے ہوئے کھلا رہا تھا کہ دفعۃً حضرت موسیٰؑ نے اُس کی داڑھی پکڑ کے اپنے ہاتھ سے خوب کھینچی اور فرعون کے منہ پر زور سے طمانچہ مارا فرعون خفا ہوا اور آسیہ سے کہا کہ میں نہیں کہتا تھا کہ یہ لڑکا وہی دشمن میرا ہے کہ جس سے ڈرتا تھا میں اور تو نے مجھ کو مارنے نہیں دیا اب بھی اس سے ہاتھ اُٹھا آسیہ نے کہا کہ تو کس خیال میں ہے لڑکوں سے ایسی حرکتیں بے تمیزی کی بہت ہوتی ہیں ان کی حرکتوں کو دشمنی کا سبب خیال نہ کیا جاوے فرعون نے کہا اس لڑکے کو اور لڑکوں پر قیاس مت کر اس لڑکے کے قیافہ سے تمیز اور عقل اس کی بڑے آدمیوں کی تمیز اور عقل سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور یہ حرکت اس نے سوچ سمجھ کر کی ہے نادانی سے نہیں کی آسیہ نے کہا کہ اس عمر میں تمیز اور عقل کہاں ہے،

marfat.com

دیکھ کر میں امتحان اس کا کرتی ہوں فرمایا کہ ایک طبق سونے کا آگ سے بھرا ہوا اور دوسرا طبق چاندی کا مروارید اور یاقوت سے بھرا ہوا لا دیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دونوں طبق لائے اور اُن سے کہا کہ ان دونوں میں سے جو تجھ کو اچھا معلوم ہو اٹھا لے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ اپنا طرف طبق مروارید و یاقوت کے دراز کیا حضرت جبرئیل نے آ کر ہاتھ اُن کا آگ کے طبق میں ڈال دیا اور ایک دہکتا ہوا کوئلہ اُس میں سے اُٹھا کر اُن کے منہ میں رکھوا دیا یہاں تک کہ زبان ان کی جل گئی اور اسی وقت سے لکنت ان کی زبان میں پیدا ہوئی آسیہ نے فرعون سے کہا کہ تمیز اور عقل اس لڑکے کی دیکھی تو نے بعد اس کے جب حضرت موسیٰ آٹھ برس کے ہوئے ایک دن رُوبرو فرعون کے مودب بیٹھے تھے یکایک فرعون نے مرغبان سے کہا کہ مرغ جنگی ہمارے کو کھول پہلے ایک مُرغ آیا اور اُس نے دونوں بازو اپنے ہلا کر آواز کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ سچ کہا تو نے فرعون نے پوچھا اس نے کیا کہا حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اس نے پروردگار اپنے کی تسبیح کی اس عبارت میں کہ پاک ہے وہ خداوند کہ جس نے ایک چرواہے کے لڑکے کو اتنی مدت دراز تک دولت اور حشمت کے ساتھ نوازا اور طرح طرح کی نعمتیں اس کو عطا فرمائیں باوجودیکہ وہ ہیچ مقابلہ ہر نعمت کے کفران اور ناشکری کرتا ہے فرعون نے کہا اے موسیٰ مرغ کو ان باتوں سے کیا کام تو اپنی طرف سے یہ طوطیا بندی کرتا ہے حضرت موسیٰؑ نے مرغ کو آواز دی کہ آ اور ایسی بولی بول کہ سب عام اور خاص سمجھ لیں مرغ رُوبرو آیا اور زبان فصیح کے ساتھ اُس بات کو خوب کھول کر بیان کیا چہرہ فرعون کا بدل گیا اور نہایت ڈرا۔ ہامان وزیر اُس کا حاضر تھا عرض کی کہ یہ مُرغ کو کسی نے سحر کیا ہے حکم فرمائیں کہ اس کو ذبح کریں جب اُس کو ذبح کیا گیا حق تعالیٰ نے پھر اس میں روح ڈال دی اور ہوا میں اُڑ کر چلا گیا اور آدمیوں کی نظروں سے غائب ہوا اور جب حضرت موسیٰ نو برس کے ہوئے ایک دن فرعون نے اُن کو مہربانی کی راہ سے اپنے تخت پر بٹھلایا اور تمام امیر اور وزیر گرداگرد تخت کے کھڑے تھے فرعون نے موافق عادت اپنی کے کہ تکبر اور نخوت اُس کے سر میں بھر رہی تھی کفر کے کلمے کہنے شروع کئے حضرت موسیٰ علیہ السلام غصہ میں بھر گئے اور تخت سے نیچے اُترے فرعون نے کہا کہاں جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک لات اس تخت پر ماری

marfat.com

کر دو پائے تخت کے ٹوٹ گئے اور تخت اُلٹا ہو گیا اور فرعون تخت سے گر پڑا اور اُس کی ناک میں سے خون بہت بہا اور دربار کے آدمیوں میں ولولہ پڑا حضرت موسیٰ جلدی سے بھاگ کر آسیہ کے پاس آئے اور اس قصہ کی اس کو اطلاع کر دی فرعون جب اندر محل کے آیا اور دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسیہ کے پاس بیٹھے ہوتے ہیں فرعون نے آسیہ پر غصہ کرنا شروع کیا کہ تونے مجھ کو مارنے نہیں دیا اور اب یہ لڑکا بہت شمدہ لشتی کرتا ہے آسیہ نے کہا کہ لڑکے چھٹپن میں ماں باپ کے اوپر شوخیاں کرتے ہیں کچھ شکایت کی جگہ نہیں بلکہ دلیل ہے اس پر کہ بعد بلوغ کے اور تمیز ہونے کے یہ شوخی ماں باپ کے دشمنوں پر کرے گا اور سب امیر اور وزیر اس کی ہیبت سے تیرے روبرو دبتے رہیں گے بعد اس کے دستر خوان چنا اور خاصہ حاضر کیا فرعون کھانا چاہتا تھا اور حضرت موسیٰ بھی ہمراہ اُس کے کھانا کھاتے تھے اتفاقاً ایک چھوٹا بکرا تمام اور کمال تنور میں دم پخت کر کے واسطے فرعون کے لائے تھے حضرت موسیٰ نے اُس بکرے کو فرمایا کہ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ وہ بکرا اُٹھ کر دوڑنے لگا فرعون نہایت متعجب ہوا آسیہ نے کہا کہ یہ سب باتیں واسطے باقی رہنے ملک تیری اور دولت تیری کے کام آویں گی اس لڑکے کو غنیمت جان بعد اس کے فرعون حضرت موسیٰ سے طریق ادب کا چلتا اور اُن سے کچھ تعرض نہ کرتا تھا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ تیئیس ۲۳ برس کے ہوئے ایک دن نیل کے کنارے جا کر وضو کر کے نماز پڑھتے تھے دفعۃً ایک شخص فرعون کے خواصوں میں سے اس جگہ گزرا کہا اس طرح کی عبادت کس کے واسطے کرتے ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا واسطے آقا اور خاوند اپنے کے اس نے کہا کہ تم تو آقا اور خاوند اپنے باپ فرعون کی عبادت کرو تم کو یہی کافی ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اُوپر تیرے اور اُوپر فرعون کے بھی لعنت خدا کی ہو۔ اس نے کہا کہ میں فرعون کو اس ماجرا کی اطلاع کرتا ہوں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اے زمین اس کو پکڑ لے زمین اس کو زانو تک نگل گئی اور ہرگز نہ چھوڑا یہاں تک کہ قسم غلیظ اور سخت اس نے کھائی کہ میں ہرگز اس بات کی فرعون سے خبر نہیں کروں گا بعد اس کے زمین سے خلاص ہو کر چلا گیا لیکن عبادت اور نماز کی بات فرعون کے خاصوں میں پھیل گئی اور رفتہ رفتہ یہ خبر فرعون کو پہنچی فرعون نے کہا کہ جس وقت موسیٰ نماز اور عبادت میں مشغول ہو مجھ کو خبر کیجیو ایک شخص فرعون کے خواصوں میں سے منتظر وقت کا رہا

جب دیکھا کہ حضرت موسیٰؑ نے نماز شروع کی جاکر فرعون سے خبر کی فرعون خود وہاں آیا اور کھڑا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ نماز سے فارغ ہوئے فرعون نے پوچھا کہ اے موسیٰؑ یہ پرستش کس کے واسطے تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ واسطے اُسی آقا اپنے کے کہ مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور پہناتا ہے اور پرورش کرتا ہے فرعون نے کہا سچ کہتا ہے تو وہ میں ہوں کہ یہ کام کرتا ہوں حاصل یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ بعد اس کے بنی اسرائیل کے بڑی عمر والوں کو روبرو اپنے بلاتے تھے اور اُن کے ساتھ صحبت رکھتے اور اُنھیں کے ساتھ انس اور الفت کرتے اور یہ امر فرعونیوں کے اوپر بہت شاق ہوتا تھا یہاں تک کہ ایک دن بنی اسرائیل کے سرداروں کو اپنی مجلس میں جمع فرما کر پوچھا کہ تم لوگ کب تک فرعون کے عذاب میں گرفتار ہو۔ انھوں نے کہا بہت مدت سے اسی عذاب میں گرفتار ہیں حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ عذاب تم پر اللہ کی طرف سے بسبب گناہوں تمھارے ہے تم کو چاہیئے کہ نذر اپنے اوپر لازم کرو تاکہ حق تعالیٰ یہ عذاب تم سے رفع کرے اور اپنا فضل کرے سب نے کہا کہ ہم روزہ اور نماز اور مسکینوں کا کھانا بہت سا کریں گے فرمایا کہ ایک چیز اپنے اوپر قبول کرلو کہ ان سب باتوں کے قائم مقام ہوجاوے گی اور وہ یہ ہے کہ اطاعت اپنے پروردگار کی کرو اور نافرمانی اُس کی نہ کرو سب نے کہا کہ ساتھ جان اور دل کے ہم نے قبول کیا بعد اس کے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا میں نے سُنا ہے کہ زمانہ پہلے میں اللہ تعالیٰ نے ایک بُت پرستوں کی جماعت میں پیغمبر بھیجا تھا انھوں نے قدر اس پیغمبر کی نہ جانی اور واسطے اس پیغمبر کے ڈھیر لکڑیوں کا جمع کرکے اس میں آگ روشن کی اور اس پیغمبر کو آگ میں ڈالا اور اس آگ نے اس کو کچھ ضرر نہ کیا یہ قصہ کس طرح تھا انھوں نے کہا کہ وہ پیغمبر خود جد ہمارے اور تمھارے حضرت ابراہیمؑ تھے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ تم اپنے جد کی طرز پر رہو اور ایذا فرعون اور فرعونیوں کی سے نہ ڈرو تم کہ حق تعالیٰ شر اُن کے کو تم سے دفع کرے گا اور جب حضرت موسیٰؑ تیس برس کے ہوئے ایک دن راستے میں چلے جاتے تھے کہ یکایک ایک پیادہ فرعون کے پیادوں میں سے کہ داروغہ فرعون کے باورچی خانہ کا تھا گٹھا لکڑیوں کا اسرائیلی کے سر پر سے کھینچتا تھا اور کہتا تھا کہ اس گٹھے کو بادشاہ کے باورچی خانہ میں پہنچادے اسرائیلی نے جب حضرت موسیٰؑ کو دیکھا فریاد شروع کی حضرت موسیٰؑ نے ہر چند کہ اُس کو

marfat.com

ظلم سے منع کیا باز نہ آیا ناچار ایک مُکّا اس کی پیشانی پر مارا وہ پیادہ مر گیا اسرائیلی خلاص ہو کر اپنے گھر گیا اور یہ خبر فرعون کو پہنچی۔ فرعون نے کہا یہ جھوٹ ہے موسیٰؑ نے اسرائیلی کی حمایت کے واسطے قبطی کو نہ مارا ہوگا دوسرے دن پھر ایسا ہی اتفاق پڑا کہ اُسی اسرائیلی کے اُوپر دوسرا قبطی ظلم کر رہا ہے اُس نے پھر حضرت موسیٰؑ سے فریاد کی حضرت موسیٰؑ نے اوّل اُسی اسرائیلی کو تنبیہ کی اور جھڑکا یعنے ایک مرتبہ تو نے مجھ سے ایک قبطی کو مروایا آج پھر ویسی ہی حرکت کرنے لگا بعد اُس کے چاہا کہ اس قبطی سے اس کو خلاص کروا دیں اسرائیلی نے جانا کہ مجھ کو مارتے ہیں پکار کر کہا کہ اے موسیٰ آج مجھ کو مارنا چاہتا ہے تو اور کل تو نے فلانے شخص کو مار ڈالا بازاؔ کے تمام آدمیوں نے فرعون کے رُوبرو گواہی دی کہ قاتل قبطی کے موسیٰ علیہ السّلام ہیں اور قبط کے تمام سرداروں نے فرعون سے درخواست کی کہ موسیٰ کو ہمارے حوالے کر تاکہ اُس کو قبطی کے بدلے میں مار ڈالیں فرعون بیچ حکم قتل حضرت موسیٰؑ کے متوقف تھا کہ ایک شخص قبطیوں میں سے کہ نام اس کا حزقیل تھا اور ایمان لایا تھا اور حال اُس کا سورہ حٰمٓ المومن میں انشاء اللہ مذکور ہوگا دوڑا ہوا آیا اور حضرت موسیٰؑ کو آگاہ کیا کہ تمام امیر اور رئیس قبطؔ کے درپے مارنے تمہارے کے ہیں تمہارے حق میں مصلحت یہ ہے کہ چند روز اس شہر سے باہر جاؤ حضرت موسیٰؑ اس خبر کے سُننے سے بے توشہ اور بے سواری مصر سے باہر نکلے اور راہ مدین کی لی راستے میں ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی پوشاک نفیس اپنی کہ پہن رکھی تھی اس کو دیدی اور جبہ بالوں کا اور کملی اس چرواہے کی پہن کے روانہ ہوئے یہاں تک کہ ساتویں دن مدین میں پہنچے اور راہ کے درمیان تمام دن دو شیر ہمراہ رہتے تھے اور رات کے وقت درندوں اور ستانے والی چیزوں سے ان کی محافظت کرتے بعد پہنچنے مدین کے حضرت شعیب علیٰ نبیّنا وعلیہ السلام کے گھر میں ٹھہر گئے اور ان کی لڑکی سے نکاح کیا جیسا کہ سورۂ قصص میں تفصیل اس قصّہ کی مسطور ہے اور بعد دس برس کے کہ حضرت شعیب کی خدمت میں گزارے پھر مصر کا ارادہ کیا راستہ کے درمیان ساتھ نبوّت اور رسالت کے مشرف ہوئے اور مصر میں چالیس برس تک ساتھ فرعون اور فرعونیوں کے مقابلہ اور مخاصمہ کیا اور معجزے بڑے بڑے دکھلانے میں مشغول رہے جیسا کہ سورۂ اعرافؔ میں مذکور ہے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ایمان فرعون اور قبطیوں کے سے مایوس ہوئے

marfat.com

جنابِ الٰہی میں عرض کی کہ بار الٰہا تو مجھے یاد کوئی تدبیر اور حیلہ تعلیم کر کہ بنی اسرائیل کو قبطیوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں تاکہ عبادت تیری بے خوف اور نڈر ہو کر کریں حق تعالیٰ نے طرف اُن کے وحی بھیجی کہ اب تدبیر یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو جمع کر کے راتوں رات کوچ کرو تم اور اگر فرعون تمھارے پیچھے آوے گا اُس کو ہلاک کریں گے انھوں نے بنی اسرائیل کے سرداروں سے یہ تدبیر ارشاد کی سرداروں نے تمام گروہ اپنے کو کہ شہر میں تھے آگاہ کیا اور جو شخص بنی اسرائیل میں سے قبطیوں کے پاس تھا خواہ بطریق نوکری تھا یا کسی نے بیٹا بنا لیا تھا یا اور کسی طرح کا تعلق رکھتا تھا سب اُٹھ کر ایک جگہ جمع ہو گئے فرعون اس جمع ہونے ان کے سے وہم میں پڑا اور پوچھا کہ یہ حرکت کس واسطے ہوئی بنی اسرائیل کے سرداروں نے کہا کہ ہمارے اندر دن عاشورے کا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے تھے اور یہ دن متبرک عید کا دن ہے ہم چاہتے ہیں کہ سب ایک جگہ جمع ہو کر شہر سے باہر عبادت خدا کی بجا لاویں اور ہم رسمیں اپنی عید کی قائم کریں فرعون نے اجازت دی اور عوام بنی اسرائیل نے زینت کے واسطے زیور اور پوشاک بہت سے قبطیوں سے لے لئے اور عید کے بہانے خیمے اور ڈیرے شہر سے باہر کھڑے کئے یہاں تک کہ جب سب جمع ہو گئے پچھلی رات حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے ان کو کوچ کروایا حضرت موسیٰ علیہ السلام پیچھے اُن کے تھے اور حضرت ہارون آگے یہاں تک کہ جنگل میں جا پڑے اور راہ بھول گئے ہر چند کہ دائیں بائیں جاتے تھے سُراغ راہ کا نہیں پاتے تھے اور انبوہ بنی اسرائیل کا چھ لاکھ اور ستر ہزار آدمی کا ہو گیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بڑے بڑے عمروں والوں کو بلوایا اور پوچھا کیا سبب ہے راستہ معلوم نہیں ہوتا ہے اور یہ راستہ شارع عام ہے بارہا اس راستہ میں تم نے بھی آمد و رفت کی ہے انھوں نے عرض کی کہ اصل قصہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات نزدیک پہنچی وصیت فرمائی اور اولاد اپنی اور اولاد بھائیوں اپنی کے سے عہد اور پیمان لیا کہ جس وقت مصر سے جاؤ تابوت میرے کو ہمراہ لے کر جاؤ اور جس جگہ باپ دادے میرے دفن ہوتے ہیں اُس جگہ مجھ کو پہنچاؤ فی الحال ہم مصر سے نکل آئے اور تابوت اُن کا ہم نے نہیں اٹھایا ہے غیب کی طرف سے راستہ بند ہو گیا ہے اور معلوم نہیں ہوتا ہے

marfat.com

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ قبر مبارک اُن کی کہاں ہے تاکہ تابوت ان کا نکالیں اور ہمراہ لیویں بنی اسرائیل کے بڑی بڑی عمر والوں نے کہا کہ ان کی قبر کی جگہ ہم نہیں جانتے ہیں لیکن یہ وصیت اُن کی باپ دادوں اپنے سے سُنی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اُٹھے اور بنی اسرائیل کے لشکر میں منادی کرائی کہ قسم خدا کی دیتا ہوں کہ جس کو جگہ قبر حضرت یوسف علیہ السلام کی معلوم ہو روبرو میرے آئے اور خبر دے کسی نے اقرار نہ کیا مگر ایک بڑھیا عورت نے کہا کہ میں ان کی قبر کی جگہ پہچانتی ہوں لیکن میرے ساتھ عہد کر لو کہ اگر میں قبر ان کی بتلادوں تو جو چاہوں مجھ کو ملے اور مُراد میری حاصل ہو حضرت موسیٰؑ نے توقف اور تامل کیا۔ خدا کی طرف سے وحی آئی کہ اس کے ساتھ عہد کرے اور جو وہ چاہے اُس کے حوالہ کر بڑھیا نے کہا کہ مطلب میرا دو چیزیں ہیں ایک دُنیا میں اور ایک آخرت میں مطلب دُنیا کا یہ ہے کہ میں نہایت ضعیف ہوگئی ہوں طاقت چلنے کی مجھ میں نہیں رہی مجھ کو سواری پر بٹھلاؤ اور مصر سے ہمراہ اپنے لے چلو اور مطلب آخرت کا یہ ہے کہ بہشت میں ہمراہ تمہارے بیچ درجہ تمہارے کے ہوں میں حضرت موسیٰؑ نے دونوں چیزیں قبول فرمائیں بعد اس کے اس بڑھیا نے پتا دیا کہ قبر ان کی عین نیل کے پانی کے اندر فلانی جگہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس مقام میں گئے اور صندوق ان کا کہ سنگ مرمر کا تھا وہاں سے نکالا اور آپ اس کو اُٹھا کر آگے آگے لشکر کے لے جاتے تھے اور راستہ ظاہر ہوتا جاتا تھا اس درمیان میں فجر طلوع ہوئی اور فرعون کے جاسُوسوں نے اس کو خبر پہنچائی کہ بنی اسرائیل جس مقام میں عید کے واسطے جمع ہوئے تھے راتوں رات کوچ کر کے چلے گئے فرعون کے دل میں آگ غصّہ کی روشن ہوئی اور نقیبوں اپنے کو گرد و نواح شہر کے قصبوں اور گاؤں میں بھیجا کہ سوار عمدہ تیز گھوڑوں والے حاضر ہو دیں اور آپ بھی اپنی فوجوں کے ہمراہ سوار ہو کر اشراق کے وقت پیچھا کیا اور

بیان جانے حضرت موسیٰؑ کا واسطے لانے کتاب کے

بہت انبوہ ہمراہ اس کے تھا کہتے ہیں کہ ستر ہزار سوار ابلق گھوڑوں کے مقدمۃ الجیش یعنے پیش رو لشکر اُس کے تھے اور ایک لاکھ سوار تیر انداز اور اسی قدر نیزہ باز اور اسی قدر گرز بردار فرعون کی رکاب میں چلتے تھے القصّہ بنی اسرائیل نہایت جلدی سے روانہ ہوئے اور دوڑتے ہوتے دریائے قلزم کے کنارہ پر پہنچے اور قلزم نام ایک شہر کا ہے کہ اُس کے کنارے پر دریا

marfat.com

جاری ہے اور متصل اسی شہر کے انتہا اس دریا کی ہوتی ہے اسی واسطے اس دریا کو اس کی طرف نسبت کرتے ہیں والا یہ دریا اصل میں ایک شاخ ہے سمندر کی شاخوں میں سے درمیان حبش کے شہروں اور عرب کے گزرتی ہے اور اس کو خلیج احمر کہتے ہیں جیسا کہ دوسری خلیج کو کہ درمیان فارس اور عرب کے حائل ہے خلیج اخضر کہتے ہیں اور طول اس خلیج احمر کا جنوب سے طرف شمال کے چار سو اور ساٹھ فرسنگ ہے اور عرض اُس کا اول میں بقدر ساٹھ فرسنگ کے ہے اور اخیر کی طرف سے عرض اُس کا کمتر ہوتا جاتا ہے اور مصر سے کہ دار السلطنت اُس جگہ کا ہے یہ خلیج تین دن کا راستہ ہے جنگل میں اور رود نیل بیچ جانب غربی شہر مصر کے ہے اور شہر جانب شرقی نیل کے ہے اور اوپر ضلع غربی اس خلیج کے اکثر شہر بربر کے آباد ہیں اور بعضے شہر حبشہ کے بھی ہیں اور اوپر ضلع شرقی اس خلیج کے اکثر سواحل عرب کے واقع ہیں انھیں میں فرضہ ہے کہ ساحل مدینہ منورہ کا ہے اور قافلے مصر اور حبشہ کے حجاز کی طرف اسی بندر سے عبور کرتے ہیں پھر سواحل یمن کے جدہ سے لے کر عدن تک اوپر کنارہ شرقی اسی خلیج کے ہیں اور اس خلیج کے وسط میں بعضے شہر کہ تعلق مصر کے ساتھ رکھتے ہیں بھی آباد ہیں منجملہ انھیں کے ہے دمیاط کہ جیل خانہ مصر کا ہے جیسا کہ قلعہ گوالیار کا ہندوستان میں غلہ وغیرہ کشتی پر مصر سے اُس میں لے جاتے ہیں اور محافظ اس قلعہ کے مصر کے حاکم کی طرف سے رہتے ہیں اور شہر قلزم کہ منتہا اس دریا کا ہے طول اس کا سد یعنی ساٹھ اور چار درجہ ہے اور عرض اس کا کطل یعنی انتیس درجہ اور بیس دقیقہ ہے جب بنی اسرائیل اس دریا کے کنارے پر پہنچے اور پانی کو نہایت زور اور شور میں دیکھا حیران ہوئے اور کہا کہ اتنی کشتیاں ایک دفعہ کہاں سے میسر آویں گی کہ ہم جلدی سے اس دریا سے اُتر جاویں اور اسی اثنا میں کہ آفتاب بھی طلوع ہوا اور دن روشن ہو گیا پیچھے سے آواز گھوڑوں کی سُنی جب غور کیا معلوم ہوا کہ فرعون معہ تمام لشکر اپنے کے پیچھا کئے ہوئے چلا آتا ہے اور مقدمۃ الجیش اس کا نمودار ہوا ہاتھ اور پاؤں بنی اسرائیل کے پھول گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ اب وعدے تمہارے کہاں ہیں یہ فرعون پیچھے ہمارے آیا اور دریائے خار ہمارے سامنے ہے نہ یہ طاقت ہے کہ فرعون کا مقابلہ کریں اور نہ قدرت اسکی ہے

marfat.com

کہ دریا سے خلاص ہو ویں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مایوس مت ہو امداد الٰہی ہمراہ ہمارے ہے مشکل آسان کرے گا اس درمیان میں حضرت موسیٰؑ کو وحی آئی کہ عصا اپنا دریا پر مار اور کہہ کہ پھٹ جا تو اور ہم کو راستہ دے حضرت موسیٰؑ نے ایک بار عصا مارا اور اسی طرح کہا دریا اسی طرح رہا جیسا تھا پھر حکم آیا کہ دریا کو اس کی کنیت کے ساتھ آواز دے حضرت موسیٰؑ نے دوسری بار عصا مارا اور فرمایا کہ پھٹ جا تو اے ابو خالد خدا کے حکم سے وہ دریا پھٹ گیا اور بارہ راستے خشک اس میں ظاہر ہو گئے حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے اس دن ہوا کو اور آفتاب کو دریا پر مسلط کر دیا تھا ہوا پانی کے اندر سے زلزلہ کی مانند نکلی اور پانی کو جدا جدا کر کے کھڑا کر دیا اور آفتاب نے دریا کی زمین کو خشک کر دیا تا کہ بنی اسرائیل آسانی سے چلے جاویں بعد اس کے حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ دریا میں آؤ اور نکل چلو وہ بسبب سستی اعتقاد اپنے کے جرأت نہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کو کیا اعتبار ہے کہ ہمارے نکلنے تک پانی اسی وضع پر اپنی جگہ پر کھڑا رہے ایسا نہ ہو کہ ہم راستے کے درمیان میں رہیں اور دریا آپس میں مل جاوے اور ہم کو غرق کر دے حضرت یوشعؑ نے پہلے گھوڑا اپنا ڈالا بعد اس کے حضرت ہارونؑ آئے اور روانہ ہوئے جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ یہ گزرے چلے جاتے ہیں ناچار دریا میں آئے اور بارہ قوم بنی اسرائیل کی بارہ راستوں میں سے کہ دریا کے اندر ہو گئے تھے داخل ہوئے یہاں تک کہ سب سے پیچھے حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو لے کر دریا میں داخل ہوئے حضرت موسیٰؑ کے گروہ نے کہا کہ اے موسیٰؑ ہم کیا جانتے ہیں کہ دوسرے گروہوں پر کیا گزرا اپنی ذات سے بسبب اس کے کہ تو ہمراہ ہمارے ہے اطمینان رکھتے ہیں لیکن اپنے بھائیوں کی طرف سے ہم کو اطمینان نہیں مبادا کہ پانی ان کے اوپر مل گیا ہو حضرت موسیٰؑ نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ بار خدایا ان کی بری خصلتوں پر میری مدد فرما حق تعالیٰ نے ہوا سخت کو کہا کہ پانی کی دیواروں میں روزن جالی کی مانند پیدا کرے ہر گروہ دوسروں کو دور سے دیکھتے تھے کہ چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ سلامتی سے دریا کے کنارے پر آئے اسی اثنا میں فرعون ساتھ لشکر اپنے کے دریا کے کنارے پر پہنچا اور دیکھا کہ دریا میں راستے راستے ہو رہے ہیں اور دریا درمیان میں دیواروں کی مانند جا بجا کھڑا ہے اور

حیران ہوا اور اپنے لشکر والوں سے کہا کہ یہ میرا اقبال ہے کہ دریا میرے واسطے ایسا ہو گیا تاکہ اپنے غلاموں بھاگے ہوؤں کو پکڑوں اور زندہ اپنے ہاتھ میں لاؤں اگر غرق ہو جاتے کام میرے معطل ہو جاتے لیکن اپنے دل میں ڈرتا تھا کہ پھٹنا دریا کا محل اعتبار نہیں مبادا گزرتے ہوئے درمیان میں یکساں ہو جاوے اور سب کو غرق کر دے اور ہامان کہ وزیر اس کا تھا وہ بھی دریا کے اندر آنے سے منع کرتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ جلدی نہ کرنی چاہیئے، کشتیاں جمع کرتے ہیں اور سہولیت سے ہم اُتریں گے اور اُن کو جس جگہ ہوں گے قید کریں گے اسی حالت میں جبرئیلؑ مادیان کے اوپر فرعون کے مست گھوڑے کے آگے نمودار ہوئے اور اس گھوڑے کو دریا کے درمیان میں ڈال دیا فرعون کا گھوڑا بے اختیار گھوڑی کی بو سونگھ کر دریا میں گھس گیا اور لشکر والوں نے جب دیکھا کہ بادشاہ خود دریا میں داخل ہوا ہے ہر طرف سے ہجوم کر کے آگئے اور اُترنا شروع کیا یہاں تک کہ فرعون اور تمام لشکر کنارے کے پاس پہنچے اس وقت حکم الٰہی دریا کو ہوا کہ جلدی مل جا یکایک دریا نے موجیں مارنی شروع کیں اور تمام پانی میں ڈوب گئے اور بنی اسرائیل اس تمام ماجرا کا دوسرے کنارہ پر کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے اور جس جگہ میں گزرنا بنی اسرائیل کا اور ہلاکت فرعون کی تھی عرض اُس دریا کا اُس وقت نہایت تھوڑا ہو گیا تھا بقدر چار فرسخ کے عرض اُس کا تھا کہ آدھے دن میں قطع ہووے اور یہ قصہ عاشورہ کے دن واقع ہوا جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے ساتھ روایت انس بن مالک کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فلق البحر لبنی اسرائیل یوم عاشورا یعنی پھاڑ اگیا دریا واسطے بنی اسرائیل کے دن عاشورا کے اور صحیحین میں ساتھ روایت ابن عباس کے مروی ہے کہ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودیوں نے ایک دن روزہ رکھا ہے فرمایا کہ کیا سبب ہے آج کے دن تم نے روزہ رکھا ہے انھوں نے کہا کہ آج دن عاشورا کا ہے اسی دن میں حق تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا حضرت موسیٰؑ اس دن میں بطریق شکر کے روزہ رکھتے تھے ہم بھی ان کی پیروی کے واسطے روزہ رکھتے ہیں آں حضرتؐ نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ ہم کو زیادہ لائق ہے اُن سے کہ بسبب پیروی حضرت موسیٰؑ کے روزہ رکھیں

marfat.com

اور آدمیوں کو بھی روزہ کے واسطے فرمایا لیکن آخر عمر میں فرماتے تھے کہ اگر میں سال آئندہ تک زندہ رہا ہمراہ دن عاشورہ کے نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا تاکہ مشابہت یہود کی لازم نہ آوے حق تعالیٰ دریا کی چیرنے کو کہ بڑا معجزہ تھا بطریق نعمت در نعمت کے بنی اسرائیل کو یاد دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَاِذْ فَرَقْنَا یعنی یاد کرو تم واسطے پہچاننے قدر نعمت کے کہ وہ نجات فرعون کے عذاب سے تھی خاص کر واقعہ در ہے کہ گویا نعمت دوسری بالاستقلال ہے سوائے نجات کے فرعون سے اس وقت میں کہ چیرا ہم نے بِكُمُ یعنی بسبب پہنچنے تمہارے کے دریا کے کنارے پر اور مضطر ہونے تمہارے کے رُوبرو حضرت موسیٰؑ کے اس واسطے کہ حقیقت میں باعث چیرنے دریا کا بھی تھا گو کہ مارنا عصا کا بطریق آلہ ہونے کے سبب طریق قریب ہوا اَلْبَحْرَ یعنی دریائے قلزم کو اور بحر لغت میں دریائے شور اور اس کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں اور استعمال بحر کا اگر کسی جگہ شیریں پانی اور شیریں ندیوں میں آگیا ہو بطریق مجاز کے اُن کو نہریں کہتے ہیں اور بحر نہیں کہتے اور ہم نے اس نعمت میں اوپر اس قدر کے کفایت نہیں کرتے کہ فقط پھٹ جانا دریا کا تم کو دکھا دیں بلکہ پورا کرنیکا وعدہ فرمایا ہم نے فَاَنْجَيْنٰكُمْ یعنی پس نجات دی ہم نے تم کو پانی دریا کا اسی شکل پر کہ پھٹا ہوا تھا محفوظ رکھا اور اس کے اوپر ہوا کو مسلط کیا تاکہ آپس میں ملنے نہ دے یہاں تک کہ تم سب ساتھ سلامتی کے اوپر کنارے پر پہنچے اور ڈوبنے کے خوف سے امن میں رہے اور اس کے ضمن میں تمام شبہات کہ بیچ وجود صانع مختار کے یا بیچ نبوت حضرت موسیٰؑ کے آدیں سب رفع ہو گئے اس قدر بھی کفایت نہ کی ہم نے تمہارے لئے بلکہ تم کو اس ہلاکت کی جگہ سے نجات دی اور دشمن تمہارے کو تمہاری آنکھوں کے سامنے اسی ہلاکت کی جگہ میں ہلاک کیا ہم نے وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ یعنی اور غرق کیا ہم نے تابعداروں فرعون کے کو تاکہ تم کو خوشی کے اوپر خوشی زیادہ ہو اور کچھ اثر خوف کا اُس سے تمہارے دل میں باقی نہ رہے اور آئندہ غم جدائی وطن کا کہ وہ مصر تھا وہ بھی تمہارے دل میں نہ رہے اور یہ سب نعمتیں اس طرح تم کو عطا کیں کہ تمہارے تئیں کچھ شک اور شبہ اور احتمال صدق اور کذب خبر کا دل میں نہ گذرے اور اسی واسطے ان سب چیزوں کو تمہارے رُوبرو کیا ہم نے وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ یعنی اور تم دیکھتے تھے پس

marfat.com

اس قسم کی بڑی نعمتوں کا شکر بھی بڑا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ تم بیچ دریا عبادت خاوند اپنے کے غوطہ لگاؤ اور دشمنوں اس کے کو کہ نفس اور شیطان اور محبت خلق اور دنیا کی ہے اس دریا ذخار میں غرق کرو بسبب تزکیہ اور تصفیہ اور دُور کرنے علاقوں کے باقی رہا اس جگہ ایک سوال کہ اہل تفسیر کے دل میں گزرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مضمون وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ کا اور مضمون وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ کا ایک چیز ہے او رحاصل اس کا نجات فرعون سے اس ایک مضمون کو دو نعمتیں کس واسطے ٹھیرائیں اور دو آیتوں میں کس واسطے ذکر فرمایا

جواب اس سوال کا میں تفسیر میں بطریق اشارہ کے مذکور ہوا کہ نجات دینا فرعون سے مختلف رنگتوں میں تھا اور خاص چیرنا دریا کا کہ بڑا معجزہ ہے دوسری نعمت ہے مثلاً کسی شخص کو حق تعالےٰ رزق وافر پہنچاوے اور احتیاج اور فقر کو اُس سے دُور کرے اگر بیچ مقام احسان کرنے کے اس طرح فرماوے کہ اذکر نعمتی علیك اذرزقتك ونجیتك من الفقر والاحتیاج کلام تام ہے پھر اگر رزق پہنچانے کو کہ بطریق دست غیب کے ہو بے منت مخلوق اور بے مشقت اور رنج کہ نعمت دوسری ٹھیرا کر فرماوے کہ اذکر نعمتی علیك اذا جریت علیك الرزق من الغیب بلا منة المخلوق ولا مقاساة تعب ومشقة منك یہ کلام اور ہے کہ فی نفسہٖ مستقل اور تام ہے۔ ہر ایک کو ان دونوں کلاموں سے جدا جدا کرنا بیچ مقام شمار کرنے نعمتوں کے مناسب اور چسپاں ہے اور بعضے مفسرین طرف اس کے گئے ہیں کہ پہلی آیت میں ذکر نعمت نجات دینے کا ہے پکڑ اور قہر فرعون کے سے بمجرد نبوت حضرت موسیٰؑ کے اور آنا اُن کا بنی اسرائیل میں تمام ہوا اس واسطے کہ بنی اسرائیل بعد آنے حضرت موسےٰؑ کے ان تکلیفوں اور زبردستیوں اُس کی سے خلاص ہوئے بلکہ مقابل اُس کے ہو گئے اور دوسری آیت میں مذکور اس نعمت کا ہے کہ بیچ وقت نکلنے مصر کے غلبہ لشکر فرعون کے سے بسبب پار ہونے دریا کے خلاص ہوئے اور بہ سبب غرق ہونے اُس کے اور لشکر والوں اُس کے کے خوف آئندہ کا بھی اُن کے دلوں سے دُور ہوا اور سب طرح سے مطمئن ہوئے (حکایت) کہتے ہیں کہ ایک عورت بنی اسرائیل میں سے پچھلی رات کو واسطے لانے پانی کے دریا کے اوپر گئی برتن اپنا بھر رہی تھی کہ فرعون کی

marfat.com

داڑھی کہ جواہر اور مروارید میں جڑی ہوئی تھی اسکے ہاتھ میں آگئی اسنے بال اسکی داڑھی کے جڑ سے اکھیڑے اور جواہر اُس میں سے نکال لیے اتفاق سے یہی عورت تھی کہ فرعون کے محل میں اس کو مزدوری کے واسطے لے جاتے تھے اور مزدوری اس نے نہ پائی تھی۔ ایک ہاتف نے آواز دی کہ خذی اجرك یعنی لے تو مزدوری اپنی یہ آواز اُس کے کان میں پڑی اور آدمیوں میں آکر نقل کی اور داڑھی فرعون کی اور جواہر اور مروارید اُن کو دکھلائے آدمیوں کو یقین ہوا کہ انجام کار ظلم کا خواری ہے اور آخر مظلوم کے واسطے رستگاری ہے اور جب بنی اسرائیل خوف فرعون اور فرعونیوں کے سے بالکلیہ مطمئن ہوئے حضرت موسیٰؑ نے ان کو یاد دلایا کہ تم نے نذر کی تھی کہ اگر حق تعالیٰ ہم کو شر فرعون کے لوگوں سے خلاص کرے بیچ اطاعت اُس کی کے ہم کوشش کریں گے اب وہ نذر بجالاؤ بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم کو یہ بات جان اور دل سے قبول ہے لیکن ہم کو احکام الٰہی اور اوامر و نواہی کی اطلاع

## بیان تحقیق لفظ موسیٰؑ کی

نہیں تاکہ قدم بیچ راستے اطاعت اس کی کے رکھیں چاہیئے کہ ایک کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہمارے واسطے لاوے تو تاکہ موافق اُس کے حکم بجالاویں حضرت موسیٰؑ نے اس امر کو جناب الٰہی میں عرض کیا حکم آیا کہ تم کوہ طور میں کہ مقام عطا ہونے رسالت تمھاری کا ہے حاضر ہو اور ایک مہینے تک کہ مدت تیس دن کی ہے روزہ رکھو اور اعتکاف کرو بعد اس کے تم کو کتاب کہ تمام اوامر اور نواہی اُس میں ہو دیں گے دیویں گے حضرت موسیٰؑ مطابق ارشاد کے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر اور حضرت ہارون کو اوپر اُن کے خلیفہ کرکے آپ طرف کوہ طور کے روانہ ہوئے اور بعد پاک کرنے بدن اور کپڑوں کے اُس پہاڑ میں معتکف ہوئے اور شروع اعتکاف اُن کے کا غرہ ذی القعد کا تھا جب اعتکاف ان کا تمام ہوا اور ایک دن باقی رہا ان کو لسبب روزہ اور کم خوری کے بو منہ اپنے کی متغیر دکھلائی اس واسطے استعمال مسواک کا کیا غیب کی طرف سے حکم آیا کہ یہ بو تے ناخوش نزدیک ہمارے بہتر مشک کی بو سے تھی اس بو کو کس واسطے تو نے دور کیا اب بیچ اس تقصیر کے دس راتیں اور اعتکاف کرو دسویں دن ذی الحجہ کے کہ دن عید الاضحیٰ کا ہے تم کو کتاب دوں گا اور کلام بھی تمھارے سے کروں گا حضرت موسیٰؑ نے اعتکاف دس راتوں کا اور فرمایا اور اُس مقام میں ٹھیرے

marfat.com

لیکن اُن کے پیچھے بنی اسرائیل میں بڑا حادثہ واقع ہوا اور سبب اس کا یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں ایک شخص کہ نام اُس کا موسیٰ بیٹا ظفر کا قبیلہ سامرہ میں سے زرگری کے ہنر میں اور قالب بنانے میں نہایت اُستاد اور ماہر تھا جس دن کہ فرعون غرق ہوا اور حضرت جبریلؑ مادیان پر سوار ہوکر دریا کے کنارے پھرتے تھے اُس نے دیکھا تھا کہ جس جگہ نقش سُم اس مادیان کا پہنچتا تھا سبز ہوتی تھی اس جہت سے جان لیا تھا کہ اثر حیات کا بیچ نقش سُم اس مادیان کے ہے اس واسطے تھوڑی سی خاک اس گھوڑی کے پاؤں کے نیچے سے اُٹھا کر بہ طریق تبرک کے احتیاط سے رکھا تھا اور جس وقت بنی اسرائیل دریا سے اُتر کر جنگل میں پڑے گزر اُن کا ایک قوم پر ہوا کہ گاؤ پرست تھی اور صورتیں گاؤ کی برنج وغیرہ سے بنا کر پوجتے تھے بنی اسرائیل کو یہ صورت پرستی نہایت خوش آئی تھی جیسا کہ حضرت موسیٰؑ سے درخواست کی تھی کہ ہمارے واسطے بھی صورت پروردگار ہمارے کی بناوے تا کہ حق عبادت اُس کی کا اچھی طرح سے بجالاویں اور حضرت موسیٰؑ نے اُن کو اُوپر اس سوال کے زجر اور توبیخ فرمائی تھی لیکن سامری نے معلوم کیا تھا کہ اس گروہ کو صورت پرستی مرغوب طبع ہے۔ جس وقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے بنی اسرائیل کے سرداروں نے بیچ خدمت حضرت ہارون کے حاضر ہوکر عرض کی کہ ہم نے جس وقت مصر سے نکلے تھے عید کی زینت کے بہانہ سے بہت سا زیور قبطیوں کا مانگ لیا تھا اب اُس زیور کے بابت کیا حکم ہے حضرت ہارونؑ نے فرمایا کہ اُس تمام زیور کو ایک گڑھے میں ڈال کر آگ دے دو جو کچھ جل جاوے اور راکھ کہ اُس کی باقی رہے زمین میں دفن کر دو اس واسطے کہ یہ سب مال کافروں کا ہے جاننا چاہیئے اس مقام میں بعضے فقہا اعتراض کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل شہر مصر میں متامن تھے اور ساتھ قبطیوں کے پناہ پکڑتے تھے متامنوں کو حربیوں کا مال لینا جائز نہیں اور اگر بنی اسرائیل نے معصیت کی راہ سے یہ امر اختیار کیا تھا حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو بھی اس پر اطلاع تھی کس واسطے اُن کو اس حرکت سے منع نہ فرمایا جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ متامن ہونا بنی اسرائیل کا بیچ شہر مصر کے مسلم نہیں بلکہ وہ قیدی تھے کہ زبردستی اور تعدی سے فرعون نے اُن کو نکلنے سے بند رکھا تھا ہر روز ظلم قبطیوں کا کھینچتے تھے اور رنج

marfat.com

اور مشقت ان کی طرف سے دیکھتے تھے اور قیدیوں کو درست ہے کہ مال حربیوں کا جس طرح سے مل سکے خواہ گدائی سے خواہ چوری سے لے لیویں اور اگر بالفرض مستامن بھی تھے زیور اور مال ان کو لے جانے کی ضرورت تھی اس واسطے کہ اگر وقت بھاگنے کے عاریت کر کے پھیرنے میں مشغول ہوتے گرفتار ہو جاتے الغصہ سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ سب زیور میرے حوالے کرو کہ میں طلسم عجیب اس سے بناتا ہوں کہ عصائے موسیٰ سے بھی بہتر ہو اور بعد اس کے تم کو ساتھ موسیٰ کے دعویٰ ہمسری اور برابری کا حاصل ہوگا اور موسیٰ کو تمہارے اوپر بزرگی اور زیادتی نہ رہے گی بنی اسرائیل نے تمام زیور کو حوالہ اس کے کیا سامری نے سونا جدا کیا اور جواہر اور یاقوتوں کو جدا سونے کا ایک بچھڑا بنایا نہایت خوبصورت اور جواہر اور یاقوتوں کو بجائے کانوں اور آنکھوں اور بھونچے اور زانو اور قدم کے موافق قرینہ کے قائم کیا اور شکم اس کا خالی چھوڑا اور اس خالی جگہ میں وہ خاک کہ حضرت جبرئیل کے گھوڑے کے سُم کے نیچے سے لی تھی ڈالی بچھڑا بسبب تاثیر اُس خاک کے ہلنے لگا اور ایک آواز کی مانند بیلوں کے سامری نے کہا کہ دیکھو پروردگار تمہارے نے بیچ صورت اس گوسالہ کے ظہور فرمایا اور وہ تمہارے خیموں میں آیا ہے اور موسیٰ خدا کو ڈھونڈتا ہوا پہاڑ پر دوڑتا ہے اب بنی اسرائیل نے کہا سچ کہتا ہے تو تیس دن گزر گئے کہ موسیٰ نے وعدہ پھرنے کا کیا تھا اور ابھی تک نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خدا کو اس جگہ نہ پایا قریب آٹھ ہزار آدمیوں کے بنی اسرائیل میں سے لبسبب بہکانے سامری کے عبادت اس بچھڑے کی کرنے لگے اور موافق مثل مشہور کے کہ ؏ آنچہ آدم می کند بوزینہ رسم ؏ گرداگرد اُس گوسالہ کے گوشہ نشین ہوئے اور سامری نے ایک بڑا خیمہ اُوپر اُس گوسالہ کے کھڑا کیا اور فرش فروش اور سامان مکلف اس جگہ ڈالا اور گرد اس خیمہ کے نوبت بجانی شروع کی اور اُس گوسالہ کے سامنے گانا بجانا ساتھ چنگ اور رباب کے مقرر کیا اور مرد اور عورتیں تماشے کے واسطے جمع ہونے لگے اور بازار شیطان کا خوب گرم ہوا اور حضرت موسیٰ کو پہاڑ پر دسویں ذی الحجہ کو وقت چاشت کے بارہ تختیاں زمرد کی کہ اُس کے اوپر توریت لکھی ہوئی تھی عطا ہوئی اور کلام کہ جس میں نصیحتیں اور حکمتیں تھیں درمیان میں آئے اور بعد اس کے ارشاد ہوا کہ قوم تیری نے بعد تیرے عجب کفران نعمت اختیار کیا ہے جو کچھ فرعون نے اُن سے خواہش

marfat.com

کی تھا کہ مجھ کو سجدہ کرو اب بدتر اس سے بہ سبب اغوائے سامری کے اپنے اوپر لازم پکڑا ہے۔ اس واسطے کہ تعظیم بادشاہ قدرت والے کی کہ نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے تھوڑی بہت عقل میں آتی ہے اور بچھڑے بے عقل کی کہ حماقت اور بے وقوفی میں ضرب المثل ہے کسی وجہ سے تعظیم کے لائق نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام بسبب سننے اس خبر وحشت اثر کے بے اختیار طرف لشکر کے روانہ ہوئے اور اوّل حضرت ہارون پر غصہ اور سختی شروع کی کہ تم نے کس واسطے یہ حرکت قبیحہ اُن کو کرنے دی حضرت ہارونؑ نے فرمایا کہ میں نے بارہا اس فعل ناشائستہ سے منع کیا لیکن انھوں نے کہا لن نبرح علیہ عاکفین حتیٰ یرجع الینا موسیٰ یعنی ہم ہرگز اعتکاف کر اوپر اس گوسالہ کے ہے موقوف نہ کریں گے جب تک کہ حضرت موسیٰؑ ہماری طرف آویں اور حسن اور قبح اس فعل کا ہم بیان کریں بعد اُس کے حضرت موسیٰؑ طرف اُس گوسالہ کے متوجہ ہوئے اور اس کو آگ میں جلایا اور خاک اُس کی کو دریا میں اُڑایا بچھڑے کے پوجنے والے خفیہ خفیہ جاتے تھے اور اُس پانی کو بطریق تبرک کے لاتے تھے اور پیتے تھے کہتے ہیں کہ گروہ بنی اسرائیل کا بیچ مقدمہ اس گوسالہ کے تین قسم ہوئے ایک گروہ وہ ہے کہ بسبب بہکانے سامری کے فریفتہ ہو کر عبادت اُس گوسالہ کی بجالائے اور دوسرا گروہ وہ ہے کہ حضرت ہارونؑ کے ہمراہ طریق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل میں لائے اور تیسرا گروہ وہ ہے کہ خاموش اور متوقف تھے نہ انکار کرتے تھے اور نہ یہ کام اُن سے سرزد ہوتا تھا پہلا اور تیسرا گروہ معرض عتاب الٰہی میں آئے اور دوسرا گروہ سلامت رہا حق تعالیٰ اس نعمت عمدہ کو یاد دلاتا اس قدر گستاخی کے کہ فرعونیوں کی گستاخی سے بہت کم ہے اور ان کو اس حرکت کے سبب سے غرق کیا تھا بزریعہ بحر کے اور اُن کی گستاخی کو معاف کیا یاد دلاتا ہے وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ یعنی اور یاد دلا اُس وقت کو کہ ہم نے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے وعدہ کیا اور ہر چند کہ لفظ مواعدت کا صدور وعدہ کا جانبین سے چاہتا ہے لیکن اس جگہ یہ لفظ مسافرت اور عاقبت اللص کے قبیلہ سے ہے یعنی مشارکت کے معنی سے مجرد ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں طرف سے وعدہ متحقق ہو حضرت موسیٰؑ کی طرف سے وعدہ پورا کرنے اعتکاف کا اور حق تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کتاب دینے کا اور یہ وعدہ مقرر کیا گیا تھا اس مدت کے ساتھ کہ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً یعنی چالیس راتیں اور اکثر روایتوں میں آیا ہے کہ تیس

marfat.com

راتیں ذی القعدہ کے مہینے کی تھیں اور دس راتیں اوّل ذی الحجہ سے اور دسواں دن کتاب کے دینے کا وقت تھا اسی واسطے اربعین یوماً نہ فرمایا و الّا دن بھی اعتکاف کے دنوں میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ حلال نہیں اور بعضے محققین نے کہا کہ ہر گاہ کہ رات وقت عبادت اور خلوت کا ہے اور ریاضت والے اکثر اسی وقت میں اپنے کام میں مشغول ہوتے ہیں اسی واسطے خاص کر ذکر راتوں کا فرمایا اور یہ بھی ہے کہ مہینے عرب کے اوپر سیر اور گردش چاند کے مقرر ہیں اور ابتدا

## بیان تحقیق چالیس دن کی واسطے عبادت کے

اس کی ہلال سے لیتے ہیں اور یہ معنی خاص رات ہی کے ساتھ ہے اور موسٰی اصل لغت میں عبرانی ہے کہ معرب ہو گیا ہے کہتے ہیں کہ اصل اس کی میشا تھی مُیْ بمعنی پانی کے ہے اور شا بمعنی درخت کے اور چونکہ حضرت موسٰیؑ کو فرعون نے نہر میں درختوں کے نیچے پایا تھا یہ نام ان کے واسطے مقرر کیا اور عربی زبان میں 'یا' کو 'واؤ' سے ساتھ اور 'شین' کو 'سین' کے ساتھ بدل دیا

## بیان نسب حضرت موسٰیؑ کا

موسٰی ہوا۔ عدد چالیس کا بہت مقاموں میں اعتبار ہے اور اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ من اخلص للّٰہ اربعین صباحاً ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ یعنے جو شخص کہ خالص کرے اللہ کے واسطے چالیس دن ظاہر ہوں گے چشمے حکمت کے دل اُس کے سے اوپر زبان اُس کی کے اور بھی آیا ہے کہ خمرت طین اٰدم اربعین صباحاً کہ خمیر کیا گیا مٹی آدم کو چالیس دن اور یہ بچہ آدمی کا پیٹ میں اتنی ہی مدّت میں ایک حال سے دوسرے حال کو انتقال کرتا ہے چالیس روز تک نطفہ رہتا ہے اور چالیس دن تک خون بستہ اور چالیس دن تک گوشت کا ٹکڑا بعد اُس کے قابل نفخ روح الٰہی کا ہوتا ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ تمام صوفیا رحمۃ اللہ علیہم نے چلّہ کو ریاضت اور خلوت کے واسطے مقرر کیا ہے اس واسطے کہ قصہ حضرت موسٰی علیہ السلام کے سے معلوم ہوا کہ اتنی مدّت ریاضت کرنے سے ترقی ہوتی ہے ادنیٰ حال سے طرف اعلیٰ حال کے آئے ہم اوپر اس مطلب کے کہ اس آیت میں چالیس رات کا وعدہ مذکور ہے اور سورۃ اعراف میں وعدہ تیس رات کا ظاہر میں یہ تناقض ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس آیت میں بطریق اجمال کے تمام مدّت خلوت اُن کی کی معہ اصل اور زیادتی کے ذکر فرمائی اور سورۃ اعراف میں بطریق تفصیل کے اصل وعدہ کو کہ تیس راتیں تھیں اور پھر مدت دس روز کی کہ بسبب بے وقت مسواک کرنے کے مواخذہ میں زیادہ ہوئی تھی جدا جدا ذکر فرمایا ہے

maktabah.org

پس تناقض نہیں اس واسطے کہ بیچ اجمال اور تفصیل کے اصل وعدہ کو کہ تیس راتیں تھیں دس راتیں اور زیادہ کر کے چالیس کر دیا گیا مثال اسکی ایسی ہے کہ کسی شخص کے ذمہ چالیس درہم قرض کسی کا ہو اگر یہ کہے کہ میں چالیس درم قرض کسی کا اپنے ذمہ رکھتا ہوں اجمالاً صحیح ہے اور اگر اس طرح کہے کہ میں نے تیس درم بابت فلانے کے اس سے لئے تھے اور دس درم بابت فلانے کے یہ تفصیل بھی درست ہے خصوصاً سورۃ اعراف کی آیت میں حاصل اس تفصیل کا بھی مذکور ہے کہ فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ باقی رہا اس مقام میں ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ الفاظ اربعین لیلۃ کا محل باعتبار ترکیب نحوی کے کیا ہے مفعول نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ جو چیز موعود ہے خدا کی طرف سے کتاب کا دینا تھا اور حضرت موسیٰ کی طرف سے پورا کرنا اعتکاف کا اور ظرف بھی نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ وعدہ دونوں طرف سے چالیس دن کا نہ تھا کہ چالیس دن تک اعتکاف کرتے رہیں جواب اس کا یہ ہے کہ اربعین لیلۃ ظرف ہے لیکن واعدنا کا نہیں بلکہ واعدنا کے مفعول کا ہے اور وہ محذوف ہے تقدیر یہ ہے کہ واعدنا موسیٰ معاملۃ عند القضاء اربعین لیلۃ آگے لفظ القضا کا بھی محذوف ہے اور اربعین لیلۃ کو بسبب محاورت کے مجازاً قائم مقام اُس کے کر دیا جیسا کہ عرف میں کہتے ہیں کہ آج چالیس دن ہوئے کہ فلانا آیا ہے مراد یہ ہے کہ انقضاء چالیس دن کا ہوا ہے اور نسب حضرت موسیٰ کا یہ ہے کہ وہ بیٹے عمران بن یصہر بن

## بیان حقیقت من سلویٰ

قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کے تھے اور لاوی بڑے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے تھے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اوپر فرقہ بنی اسرائیل کے بھی ریاست حقیقی تھی کہ پیغمبر اولوالعزم تھے اور ریاست عرفی بھی اس واسطے کہ عرف عام میں ریاست اور سرداری بڑے کی ہوا کرتی ہے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کتاب لانے کے واسطے سب بنی اسرائیل کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں گئے تھے ان سب کو مناسب یہ تھا کہ انتظار اُن کا کرتے اور نیا طریق نکالنے سے بچتے اور بزرگوں تمہارے نے اے بنی اسرائیل برخلاف اس طریق کے کہ ادنیٰ آدمیوں کا معمول ہے عمل میں لائے اس واسطے کہ معمول یہ ہے کہ جو کوئی سردار کسی گروہ کا حاکم یا بادشاہ کے پاس واسطے عرض کسی مطلب کے جاتا ہے دوسرے لوگ باسداری

marfat.com

اُس رئیس اپنے کی کرتے ہیں اور ہرگز خلاف اور اختلاف نہیں کرتے بلکہ تم نے ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ یعنی بعد جانے موسٰی اور قرار چالیس دن کے بنا لیا تم نے بچھڑے کو بعد موسٰیؑ کے اور اس کی غیبت میں اس واسطے کہ موسٰی جب تک درمیان تمہارے تھا تم کو عبادت فرعون اور ہامان کی سے باز رکھتا تھا حالانکہ فرعون اور ہامان کو ظاہر میں ایک طرح کی قدرت اور اختیار نفع اور ضرر کا تھا پرستش گوسالہ بے عقل کے سے کس طرح ممانعت نہ کرتا اور لفظ ثم کا اصل میں واسطے فراخی زمانہ کے ہے اور اس جگہ واسطے بعید جاننے مضمون ما بعد کے مضمون سے مستعمل ہوا گویا کسی طرح مناسب نہ تھا کہ سردار اپنے کو واسطے عرض مطلب اور درخواست عرض کے ہمارے حضور میں بھیجو اور آپ غیبت اُس سردار کی میں مخالف مرضی ہماری کے کام کرو بلکہ تم کو لازم تھا کہ ہرگز مخالفت ہماری تم سے سرزد نہ ہوتی اور اتخاذ باب افتعال ہے اخذ سے ماخوذ ہے ہمزہ کو بعد تلیین کے تا کے ساتھ بدل کر کے تا کو تا میں ادغام کیا اور ہر گاہ کہ افتعال کے صیغہ پر یہ لفظ بہت آیا ہے عربوں نے وہم کیا کہ شاید تا اصلی ہو اور تخذ یتخذ سے ماخوذ ہوا اور اسی واسطے تخذ یتخذ کو بھی استعمال کرنا پڑا اور اتخاذ کے فعل نے عربوں کے نزدیک حکم افعال قلوب کا لے لیا ہے کہ او پر مبتدا اور خبر کے داخل ہوتا ہے اور دونوں کو اوپر مفعولیت کے نصب دیتا ہے اگر اس استعمال کو اس جگہ مقرر کریں پس دوسرا مفعول محذوف مانیں گے اور تقدیر عبارت کی اس طرح ہوگی ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ اِلٰهًا اور معانی والوں نے وجہ حذف کرنے مفعول ثانی کی اس جگہ قبیح جاننا تصریح اس امر قبیح کی مقرر کی ہے اور اگر اس استعمال کے موافق نہ ٹھیرادیں بلکہ اتخاذ کو ساتھ معنی بنانے کے لیویں اس صورت میں ایک ہی مفعول کہ موجود ہے کفایت کرتا ہے اور اس تقدیر پر بعضے اہل معانی کے دل میں شبہ گزرا ہے کہ فقط بنانے بچھڑے کا محل انکار کا نہ تھا کہ اُس کے جانے سے منع فرمایا ہو اور علاوہ اس کے بنانا گوسالہ کا خاص سامری کا کام تھا باقی بنی اسرائیل اس میں شریک نہ تھے بخلاف معبود ٹھہرانے گوسالہ کے کہ سب اُس میں شریک تھے پس جواب اس کا یہ ہے کہ ان کا کرنا مطلق گوسالہ کا مقصود نہیں بلکہ اُسی گوسالہ معین کا ہے جیسا کہ لام عہد سے سمجھا جاتا ہے اور گوسالہ معہود معبود تھا سوائے اس کے یہ ہے کہ تصویر بنانی بھی محرمات سے ہے


marfat.com

محض بنانا گوسالہ کا بھی محل انکار کا ہوسکتا ہے اور ہر چند کہ قالب گوسالہ کا سامری نے تیار کیا تھا لیکن اُن کی امداد و اعانت سے یہ بات اُس سے ہوئی تھی کہ زر اور جواہر سب نے لاکر اُس کو دیا تھا اور اس فعل میں اس کے شریک رہے اور حسن بصری سے ابن ابی حاتم نے بیچ تفسیر اپنی کے روایت کی ہے کہ نام اُس گوسالہ کا بہیوث تھا ظاہر اس نام میں بھی بوئے شرک آئی تھی اور اسی واسطے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ کاش تم گوسالہ کو محض واسطے لہو ولعب کے مقرر کرتے اور مانند اور کھیلوں اور تصویروں کے کہ لڑکے جن سے کھیلتے ہیں حقیر اور ذلیل رکھتے لیکن تم نے اس گوسالہ کو معبود اپنا ٹھیرایا وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ یعنی اور حال یہ ہے کہ تم نہایت ظلم کرتے تھے اِس واسطے کہ عبادت کمال درجہ کی تعظیم کا نام ہے اور یہ خاص حق علیم اور حکیم کا ہے گوسالہ کی صورت کے واسطے کہ بیل کا بچہ ہے تم بجا لائے اور اُس کو روا رکھا اور یہ امر ظاہر ہے کہ تمام مخلوقات الٰہی میں سے بیل ضرب المثل ہے حماقت اور نافہمی میں اور بچہ بیل سے بھی کم ہے اس میں زیادہ تر بے شعوری پائی گئی پس ایک ادنیٰ اور حقیر کے واسطے کمال تعظیم کہ خدا کا حق تھا تم بجالائے اس جہت سے ظلم تمھارا سخت تر اور بہت قبیح ظلم فرعون کے تابعین سے کئی مرتبہ کر کے ہے، خصوصاً کہ تم سے یہ ظلم بعد ایمان اور معرفت ناقصہ کے وجود میں آیا اور فرعون کے لوگوں سے کفر اور جہل کی حالت میں اہل تحقیق نے کہا ہے کہ ہر قوم کے واسطے ایک ایک گوسالہ ہے کہ اس کی پرستش میں مشغول ہیں گو ظاہر میں اپنے تئیں مسلمان اور دیندار جانتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں بھی اشارہ ہے اس امر کی طرف جس جگہ کہ فرمایا ہے تعس عبد الدینار وعبد الدرھم وعبد الخمیص ان اعطی رضی وان لم یعط سخط یعنی بُرا حال ہے اُس شخص کا کہ بندہ اشرفی یا بندہ روپیہ کا یا بندہ شال اور کپڑے خوبصورت کا ہے اگر اُس کو خدا کی طرف سے یہ چیزیں عطا ہوں خوش ہوتا ہے والا ناخوش رہتا ہے اور شکایت کا دروازہ کھولتا ہے اس جگہ میں جاننا چاہیئے کہ بنی اسرائیل باوجود دیکھنے ان معجزات ظاہر اور خوارق روشن کے کہ بلا اختیار اُن کے دل میں یقین آگیا تھا اور یقین کرنے میں ساختہ صانع قادر مختار کے کوئی امر مانع نہ تھا اِس سامری کی شعبدہ بازی سے فریفتہ ہو کر دفعتہً

marfat.com

بے یقین جاتا رہا اور حضرت موسیٰ کی نبوت میں متردد ہوئے اور اُن کے سچے ہونے میں شک کرنے لگے اور بیچ حال اغوا اُس کی کے گرفتار ہو گئے علما اس کی وجہ بیان کرنے میں مختلف ہیں بعضوں نے اس کی وجہ میں کہا ہے کہ سامری نے بنی اسرائیل کے ذہنوں میں ایسے ایسے شبہے منقش کر دیئے کہ حضرت موسیٰ کو قدرت اوپر اس خوارق عجیبہ کے ساتھ امداد اور اعانت طلسمات اور نیرنجات کے حاصل ہوئی ہے پس تم کو چاہیئے کہ کوئی اور طلسم اور نیرنج اُن کے کے بناؤ تم اور حضرت موسیٰ کے ساتھ برابر ہو تم اور جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ اکثر جہال بنی اسرائیل کا مذہب حلولی تھا یعنی کہتے تھے کہ ذات پروردگار بعضے جسموں کے اندر حلول کرتی ہے اور ان کے اندر پیر جاتی ہے سامری نے ایسے آدمیوں کو یہ بات سمجھائی اور فریفتہ کیا کہ پروردگار تمہارے نے بیچ صورت اس گوسالہ کے ظہور کیا ہے اور آواز اور حرکت اس کی کو کہ اول فقط ایک سونے کا پتلا تھا دلیل اپنے دعوے کی مقرر کی مثال اس کی جیسے کہ ہنود جس جگہ کوئی شے عجیب دیکھتے ہیں اُس میں اللہ تعالیٰ کا حلول اعتقاد کر کے پرستش اور تعظیم نہایت درجہ کی اُس کے واسطے کرتے ہیں، اور آیتیں اور حدیثیں بہت جمہور کے قول کی تائید کرتی ہیں اور پہلے قول کے ساتھ منافات رکھتی ہیں، منجملہ اُن کے یہ ہے کہ سامری نے کہا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِیَ یعنی یہ ہے معبود تمہارا اور معبود موسیٰ کا پس بھول گیا موسیٰ اور بعضی دلیلوں میں سے یہ بھی ہے کہ گرد اگرد اس کے بطریق عبادت کے معتکف ہوتے تھے اور تعظیم اس کی بجالاتے تھے، اور طلسمات اور نیرنجات کے ساتھ ایسے معاملہ کا معمول نہیں سوا اس کے اور بھی دلائل اور شواہد ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ یہ عمل شنیع بنی اسرائیل کا کہ تمام اقسام کفر کی سے بدتر قسم ہے مقتضی اس کا تھا کہ ان کو فی الفور نیست او رنابود کریں اور فرصت توبہ کی بھی نہ دیں اور گنجائش عذر اور معذرت کی نہ چھوڑیں لیکن حق تعالیٰ نے بسبب کمال مہربانی اور رحمت اپنی کے کہ اصالتاً طرف حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے متوجہ تھے اور بطفیل اُن کے بنی اسرائیل کی طرف بھی متوجہ تھے ان کو مواخذۂ عاجلۂ دنیویہ نہ فرمایا اور ہلاک نہ کیا جیسا کہ فرماتے ہیں ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ یعنی پھر معاف کر دیا ہم نے تم سے اور تم کو

marfat.com

فی الفور ساتھ عذاب متاصل کے کہ بالکل نیست اور نابود کردے ہلاک نہ کیا ہم نے جیسا کہ فرعونیوں کو بسبب عدول حکمی کے کہ اس سے کمتر تھی بالکل ہلاک کردیا مِّنۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ یعنی پیچھے بنانے بچھڑے اور پرستش اس صورت بے جان کی کہ تم سے بعد ایمان لانے اور دیکھنے معجزوں اور بڑی بڑی نشانیوں کے صادر ہوئی اور یہ گناہ ان کا نہایت بڑا اور سُست تھا اسی واسطے قابل اس کے ہوا کہ اشارہ بعید اس کی طرف کیا جاوے لیکن یہ سب اس واسطے تھا کہ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ یعنی تاکہ شاید تم آئندہ کو شکر نعمتوں الٰہی کا بجالاؤ اور تحمل مشقتوں کا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گوارا کرو اس واسطے کہ ابھی تک استعداد گروہ تمہارے کی بالکل باطل نہیں ہوئی تم سے توقع تھی کہ نیک اور صالح پیدا ہوں اور بیچ کام معرفت اور عبادت کے قیام کریں بخلاف قوم فرعون کے کہ استعداد ان کی مطلق زائل ہوگئی تھی کوئی ان میں سے قابل تحمل امانت معرفت اور عبادت کا نہ رہا تھا اور لعل اگرچہ لغت عربی میں اس جگہ مستعمل ہوتا ہے کہ امید ہو خواہ وہ شے حاصل ہو یا نہ ہو لیکن کلام الٰہی میں بہت جگہ یقین کے مقام میں بہت ہوتا ہے جیسا کہ اس جگہ بھی اسی قسم کا ہے اس واسطے کہ بنی اسرائیل بعد اس کے معدن علوم الٰہی کے اور حامل معارف اس کی کے ہوئے اور درمیان اُن کے ہزاروں نبی اور شہید اور صالحین پیدا ہوئے اور راہب اور احبار ظاہر ہوئے اور زہد کے کاموں میں معروف رہے اور اس جگہ ایک اشکال ہے نہایت سخت اور وہ یہ ہے کہ پرستش گوسالہ کی بلاشبہ کفر تھی بلکہ سب اقسام کفر کی سے قبیح اور کفر قابل معاف ہونے کے نہیں اور بغیر توبہ کے بخشا نہیں جاتا ہے اور اگر اس طرح کہا جاوے کہ ایسا لفظ کہ دلالت توبہ کے اوپر کرتا ہے اس جگہ مقدر ہے جیسا کہ جمہور مفسرین نے اسی طرح کیا ہے اور کہا ہے کہ تقدیر کلام کی یہ ہے کہ ثم عفونا عنکم حین تبتم لعلکم تشکرون نعمة العفو اس صورت میں لازم آتا ہے کہ مضمون اس آیت کا اور مضمون آیت فتاب علیکم انه هو التواب الرحیم کا ایک چیز ہوا اور مضمون آیت فتاب علیکم کا بعد مضمون اس آیت کے ذکر کرنا تکرار بے فائدہ ہوا اس واسطے کہ یہ مقام مقام نعمتوں کے شمار کرنے کا ہے اور اس آیت میں سوائے قبول توبہ کے کوئی نعمت مذکور نہیں اور جواب

marfat.com

اس اشکال کا آیت کی تفسیر میں اشارۃً گزرا کہ مراد عفو سے ترک کرنا مواخذہ کا ہے کہ دُنیا میں بالکل اُن کو نیست اور نابود کرے نہ چھوڑنا مواخذہ اخروی کا اور کفر میں یہ بات ہو سکتی ہے کہ دُنیا میں امن میں رکھے جیسا کہ کفار اُمتِ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اسی نعمت میں شریک ہیں کہ کفر کرتے ہیں اور دُنیا میں ہلاکت عذاب کے سبب سے نہیں ہوتی گویا کہ مواخذہ اُخروی باقی ہے اور اگلی آیت میں قبول کرنا توبہ بنی اسرائیل کا مذکور ہے اور تعلیم طریق اُس توبہ کی کہ آثار گناہ کے بالکل محو کرے اور دُنیا اور آخرت میں اس کے ضرر سے بے خوف ہو جاوے اور ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے پھر فرماتے ہیں کہ واسطے تعلیم طریق شکر نعمتوں کے نعمت دوسری کہ بہت بڑی اور بزرگ ہے عطا کی ہم نے اور لسبب اس تمہارے گناہ قبیح کے اُس نعمت کو تم سے پھیر نہ لیا ہم نے پس اُس نعمتِ عظمےٰ کو یاد کرو وَ اِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ یعنی اور یاد کرو تم اس وقت کو کہ دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور وہ توریت مقدسہ ہے کہ تمام قواعد شکر گزاری کے اُس میں موجود ہیں تاکہ شکر گزار موجب ان قواعد کے عمل کریں اور شکر حق کا بجالاویں وَ الْفُرْقَانَ یعنی اور بھی دی ہم نے موسیٰ کو وہ چیز کہ باعث فرق کا ہو درمیان اہل حق اور اہلِ باطل کے اور وہ شعائر دین اور ارکان شرع کے ہیں کہ لسبب بجالانے اُن کے کے موافق اور مخالف کے نزدیک معلوم ہو جاتا ہے کہ فلانا اس دین میں آیا اور فلانا اس دین سے باہر گیا مثل تعظیم روز دوشنبہ اور روزہ رکھنے اُس دن کے اور معطل رہنا اُس دن میں دُنیا کے کاموں سے اور سوا اس کے اور رسمیں اور عیدیں دین یہودیت کی اور ترک کرنا گوشت اور دُودھ اور گھی اونٹ کا اور ختنہ اور ذبح اور قربانی کا اور اس دین میں مانند اُن کے یہ چیزیں ہیں اذان اور نماز جمعہ اور جماعتیں اور عیدین اور ختنہ وغیرہ اور بعضے مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد فرقان سے وہی توریت مقدسہ ہے اور عطف واسطے تغایر صفت کے ہے باوجود متحد ہونے ذات کے جیسا کہ عرب کہتے ہیں رایت الغیث واللیث اے رایت الرجل الذی ھو جواد کالغیث و شجاع کاللیث اس مثال میں غیث اور لیث ایک شخص سے مراد ہے لیکن ہر گاہ کہ یہ دونوں لفظ باعتبار معنی کے کہ وہ سخاوت اور شجاعت ہے

marfat.com

مختلف تھے اس واسطے حرف عطف کا اُن کے درمیان میں لایا گیا اور بعضوں نے کہا ہے
کہ مراد فرقان سے معجزے موسوی ہیں کہ درمیان کافر اور مومن کے فرق کرتے تھے اور
ہر تقدیر پر عطا کرنا کتاب اور فرقان کا ساتھ جس معنی کے ہو کچھ حضرت موسیٰؑ کو درکار تھا
مگر اس واسطے کہ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنی تاکہ شاید تم راہ پاؤ ساتھ آئین شکرگزاری
کے اور یہ نعمت دوسری تمہارے اوپر ہوئی اسی واسطے حضرت موسیٰ نے جناب الٰہی میں عرض
کی ہے کہ الٰهی انعمت علی النعم السوابغ وامرتنی بشکرھا وانما
شکرے ایاک نعمته منك فقال الله تعالیٰ یا موسیٰ حسبی من
عبدی ان یعلم ان ما به من نعمه فهی منی یعنی اے بار خدایا!
انعام کیں تو نے میرے اوپر نعمتیں پوری پوری اور حکم کیا تو نے مجھ کو ساتھ شکر اُن کے کے
اور سوا اس کے نہیں کہ شکر کرنا میرا تیرے تئیں یہ بھی اک نعمت ہے تیری طرف سے پس
فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ کفایت ہے مجھ کو بندہ اپنے سے یہ بات کہ جان لے اس امر
کو کہ تحقیق جو چیز کہ بطور نعمت اُس کے پاس ہے پس وہ میری ہی طرف سے ہے حاصل
یہ ہے کہ بندہ کا شکر یہی ہے کہ جو نعمت اس کو حاصل ہے اللہ ہی کی طرف سے اُس کو
سمجھے اور حضرت داؤد نے اس مضمون کو ایسا بیان فرمایا ہے کہ سبحان من
جعل اعتراف العبد بالعجز عن شکرہ شکرہ کما جعل اعترافه
عن معرفته معرفته یعنی پاکی ہے اُس ذات کو کہ ٹھیرایا اقرار بندہ کا ساتھ عاجز
ہونے کے شکر اپنے سے شکر اپنا جیسا کہ ٹھیرایا اقرار اُس کا ساتھ عجز کے معرفت اپنی سے
معرفت اپنی ذات کی یہ دونوں حدیثیں معالم میں نیچے اسی آیت کے مذکور ہیں اور منجملہ ہدایت
اس کتاب کے اور بڑا فرق کرنے والی درمیان سچے اور جھوٹے کے توبہ بھی کہ قتل کرنا نفس
کا بسبب گناہ گوسالہ پرستی کے مقرر ہوئی پس اس ہدایت عمدہ کو یاد کرو وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی
لِقَوْمِهٖ یعنی اور یاد کرو اس وقت کو کہ موسیٰ نے قوم اپنی سے کہا از راہ شفقت اور غمخواری
کے اس واسطے کہ آدمی کو اپنی قوم کی طرف توجہ ہوتی ہے اور علاج بیماری اپنی قوم کا جانتا ہے
اور اگر اُن کو اپنے مرض باطنی سے خبر نہ ہو ساتھ لطف اور عنایت کے اُن کو اس مرض پر خبردار

marfat.com

کرتا ہے یَا قَوْمِ اے قوم میری مقتضائے شفقت ہم قوم ہونے کا یہ ہے کہ تم کو اوپر بیماری اپنی
اور طریق علاج اُس کے کے آگاہ کروں میں پس سنو تم کہ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ ـہ
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ یعنی تحقیق تم نے ظلم کیا ہے اوپر جانوں اپنی کے بسبب بنانے گوسالہ کے
اس واسطے کہ ہر گاہ کہ رُوبرو تمھارے سامری نے زر قبطیوں کے سے گوسالہ تیار کیا اور تم نے
اُس کو دیئے زر وغیرہ اسکی امداد اور اعانت کی اور واسطے آواز کرنے اور ظاہر ہونے اثر حیات
کے بسبب ڈالنے اُس خاک کے کہ نیچے سُم گھوڑی حضرت جبرئیل علیہ السّلام کے اور خاصیت زندہ
کرنے کی اُس میں جان کر اُٹھائی تھی دیدہ ودانستہ اُس کو تم نے اپنا معبُود بنالیا اور اللہ تعالیٰ
کا سماجانا اُس میں اعتقاد کیا پس گویا دعوٰی اس امر کا کیا ہم نے حیات اپنے معبود میں ڈالی
اور ہر چند کہ آواز کرنی اُس گوسالہ کی ایک امر عجیب خارق عادت تھا لیکن جس وقت فعل خارق
عادت کا کسی حکمت اور تدبیر اور کسی کے ہاتھ کے کام سے ظاہر ہووے اُس کو امر غیبی جاننا
عقل سلیم کے خلاف ہے اور اسی واسطے افعال عجیبہ جادوگروں اور نظر بندوں اور بازیگروں
وغیرہ کے صاحب عقلوں کی نظر میں کسی طرح کی قدر اور منزلت نہیں رکھتے ہیں ایسی چیز
ہاتھ کی بنائی ہوئی کو معبُود ہونے سے کیا مناسبت ہے اور الوہیت سے کیا ربط کر فرعون اور
ہامان کے مرتبہ سے بھی نہایت کمتر تھی یہ بات سُن کر موسیٰؑ کی قوم نے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیئے تاکہ
عذاب اس ظلم سے نجات پاویں حضرت موسیٰؑ نے فرمایا فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ یعنی پس توبہ کرو
تم متوجہ ہو کر طرف قالب تراش اپنے کے کہ وہ جناب حق تعالیٰ کی ہے جلّ شانہٗ تاکہ جانیں تمھاری
آلودگی اس ظلم کی سے پاک کرے اس واسطے کہ یہ ظلم تمھاری جانوں میں گھُس گیا اور محکم ہوا
اور بسبب محبت اُس گوسالہ کے جانیں تمھاری آفت ناک ہوگئیں اور باری اصل میں تراشنے
والے قلم کو کہتے ہیں اور اختیار کرنا اس نام کا اس جگہ اور ناموں الٰہی سے اسی واسطے ہے کہ
انھوں نے خدائے قالب تراش کے مقابلہ میں دوسرا قالب تراش مقرر کیا تھا اور لفظ الیٰ
بارئکم کا زیادہ کرنا اس واسطے ہے کہ یہ توبہ دنیا کے طور سے نہ ہو اس واسطے کہ توبہ طرف
خدا کے وہی توبہ ہے کہ دل کی تہ میں سے ہو اور اگر زبان سے ظاہر میں فقط توبہ کی جاوے وہ
توبہ فقط آدمیوں کی ہے نہ طرف خدا کے فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یعنی پس مارو تم اپنے تئیں

marfat.com

اور بجائیں اپنی قالب اپنوں سے جُدا کرو تاکہ کفارہ اس گناہ تمہارے کا ہو سکے کہ دھوکے کی جان پیچ قالب اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے میں ڈالی تم نے اور اُس کو معبود اپنا ٹھیرایا اور علما کا اس میں اختلاف ہے کہ مار ڈالنا اپنا یہی توبہ ان کے واسطے تھی یا یہ تتمہ توبہ کا تھا جیسا کہ بیچ حق قاتل عمد کے کہ قصداً کسی کو ناحق مار ڈالے شریعت میں توبہ اس کی مقبول نہیں مگر اس طرح پر کہ اپنی جان کو مقتول کے وارثوں کے ہاتھ میں سونپ دے اگر چاہیں بخش دیں اور اگر چاہیں مار ڈالیں اور اس قسم کا اپنے تئیں ہلاک کرنا ہر چند کہ ظاہر عقل کے نزدیک بہت قبیح اور زبوں دکھلائی دیتا ہے لیکن ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ یعنی یہ امر عظیم بہتر ہے واسطے تمہارے نزدیک قالب تراشنے والے تمہارے کے اس واسطے کہ دلالت کرتا ہے اوپر کمال محبت تمہاری کے ساتھ اس کے کہ اُس کے رستے میں جان اپنی دی تم نے اور بھی دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ قالب تراشنے اُس کے کو مسلم رکھا تم نے اور جان کے پیدا کرنے کو کہ وہی کرتا ہے تصدیق کیا تم نے اور ساتھ حکم اس کے کے اُس کی امانت کو پھیر اُس کو دے دیا اور بسبب اس محبت اور تابعداری کے عذاب ہمیشگی آخرت کے سے خلاص ہو جاؤ گے اور ضرر اور تکلیف دنیا کی کتنی ہی سخت ہو آخرت کے عذاب سے بہت ہلکی ہے بلکہ متناہی کو کہ جس کی حد ہو ساتھ غیر متناہی کے کہ جس کی حد نہ ہو کچھ مناسبت نہیں اور موت ضرور آنے والی ہے پس سختی قتل کی تحمل کرنے میں کسی طرح کا ضرر نہیں ہے مگر آگے پیچھے ہونے کا اور بھی حرف وہم میں ہے اس واسطے کہ جیسا کہ موت مقرر ہے وقت اس موت کا بھی تقدیر میں لکھ دیا ہے حقیقت میں کمی بیشی نہیں اور جب بنی اسرائیل نے یہ طریق توبہ کا کہ حضرت موسیٰؑ سے تھا قبول کیا حضرت موسیٰؑ نے اُن سے عہد اور پیمان محکم لیا کہ بچھڑے کے پوجنے والے اپنے گھروں سے بے ہتھیار اور بغیر خود اور زرہ کے آئیں اور اُوپر دروازوں اپنے کے زانو مار کر بیٹھ جاویں اور بیٹھیں اپنی زانوؤں سے باندھ لیں اور سروں اپنے کو زانو پر رکھ لیویں اور زخم تلوار کا اپنے سر پر لیویں اور زانو بند نہ کھولیں اور بدن کو نہ ہلادیں اور ہاتھ اور پانوں نہ ماریں اور جو کوئی ان شرطوں سے عدول کرے گا توبہ اس کی قبول نہیں بعد اس کے جب دوسرا دن ہوا صبح کے وقت حضرت ہارون کو فرمایا

کہ بارہ ہزار آدمیوں کو بنی اسرائیل میں سے کہ جنھوں نے گوسالہ پرستی نہ کی تھی اور نہ ہی انکار اس فعل قبیح کے حضرت ہارُون کے شریک رہے تھے شمشیر برہنہ اُن کی کرواکے لے جاؤ اور قتل کرنا اُن کا شروع کرو اور آپ ایک مکان بلند پر کھڑے ہوکر آواز کرتے تھے کہ یامعاشر بنی اسرائیل ان اخوانکم اتوکم شاھرین سیوفھم یریدون ان یقتلوکم فاتقوا اللّٰہ واصبروا یعنی اے گروہ بنی اسرائیل کے تحقیق بھائی تمہارے آئے تمہارے اوپر تلواریں کھینچے ہوئے چاہتے ہیں کہ قتل کریں تم کو پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اور صبر کرو اور حسن بصری رضؓ سے منقول ہے کہ تین گروہ بنی اسرائیل میں سے دو گروہ کو یہ حکم ہوا تھا کہ آپس میں قاتل اور مقتول ہویں جنھوں نے گوسالہ پرستی کی تھی ان کو حکم تھا کہ مقتول ہوں اور جنھوں نے نہ پرستش کی تھی اور نہ انکار اُس کا کیا تھا ان کو حکم ہوا تھا کہ وہ قتل کریں تاکہ توبہ انکار نہ کرنے کی کہ ان سے سرزد ہوا ہے حاصل ہو اور جنھوں نے گوسالہ پرستی نہ کی تھی اور اس کو برُا سمجھتے تھے اس توبہ میں شریک نہ ہوئے اس واسطے کہ وہ محتاج توبہ کے نہ تھے اور اور روایتوں میں آیا ہے کہ جب مارنے والوں نے دیکھا جن کے قتل کرنے کے واسطے حکم ہوا ہے بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اور رشتہ دار اور دوست ہمارے ہیں قتل کرنے میں تردد کیا اور بباعث شفقت طبیعی کے ہاتھ ان کے کام نہ کرتے تھے حق تعالیٰ نے ایک سیاہ غبار بھیج دیا کہ کوئی کسی کو نہ دیکھتا تھا بے دھڑک مارنا شروع کیا اور رحم طبیعت کا مانع قتل سے نہ ہوا یہاں تک کہ صبح سے اخیر دن تک ستر ہزار آدمی قتل ہوئے اور عورتیں اور بچے بنی اسرائیل کے حضرت موسیٰؑ کے رُوبرو فریاد کرنے لگے حضرت موسیٰ نے سر برہنہ کرکے دُعا کی حکم ہوا کہ توبہ مرے ہوؤں اور زندوں کی سب کی قبول ہوئی جو مارا گیا اُس نے مرتبہ شہادت کا پایا اور جو کوئی زندہ رہا وہ بھی گناہوں سے پاک ہوا اس مقام میں جاننا چاہیئے کہ لفظ فاقتلوا انفسکم کا ظاہر میں اس پر دلالت کرتا ہے کہ انھوں نے اپنے تئیں آپ مارا جیسا کہ بعضے مفسرین طرف ظاہر اس آیت کے گئے ہیں لیکن روایتیں اس قصہ کی سب کی سب مخالف اس ظاہر کے ہیں پس حقیقت کلام کی مراد نہیں یا حمل اوپر اسناد مجازی کے ہے کہ اسناد قتل کی طرف سبب ممکن کے فرمائی ہے یعنی ہر گاہ کہ

قاتلین کو قدرت اوپر قتل کرنے کے دے دی گویا آپ ہی اپنے نفسوں کے قاتل ہوئے یا پھر
انفسکم سے باعتبار اسی توجیہ کے آپ ہی مراد ہوں اور معنی مجازی لینے پر نہیں
دلالت کرتے ہیں اور برابر ہر تقدیر کے بنی اسرائیل یہ توبہ شکل سے بجا لائے جیساکہ حق تعالیٰ فرماتا
ہے کہ فَتَابَ عَلَیْکُمْ یعنی تم نے جب یہ کام کیا توبہ تمہاری قبول ہوئی پس قبول کیا
اللہ تعالیٰ نے توبہ تمہاری کو اگرچہ گناہ تمہارا سخت تر گناہ آل فرعون سے تھا اس واسطے
کہ تم نے بعد ایمان کے یہ کفر کیا تھا اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ یعنی تحقیق وہ اللہ بیچ قبول کرنے
توبہ کے مبالغہ فرماتا ہے یہاں تک کہ اس عمل ناشائستہ پر کہ آل فرعون کو اس سے کمتر
پر معذب کیا تھا اس نے توبہ قبول فرمائی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو بندہ صدق دل
سے توبہ کرتا ہے اور اوپر گناہ کے نادم ہوتا ہے حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اگرچہ
ایک دن میں ستر بار اس گناہ کو کرے اور یہ اس واسطے ہے کہ اللہ تعالیٰ الرَّحِیْمُ
یعنی بہت مہربان ہے اوپر بندوں اپنے کے کہ بسبب تحمل اذیت ایک ساعت کے کرامت
ہمیشگی کی عنایت فرماتا ہے اور یہ توبہ بنی اسرائیل کی ایک ہدایت عمدہ تھی کہ اس نے درمیان
محق اور مبطل کے فرق کر دیا اور ان کے بزرگوں نے اس ہدایت کو باوجودیکہ مشقت اس میں
تھی کمال رضامندی اور خوشی سے قبول کیا اور جو گروہ بنی اسرائیل کے کہ خطاب کئے گئے
ساتھ اس کلام کے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہیں ہرگز زبان
سے بھی توبہ نہیں کرتے ہیں اور عبادت اس شریعت کی باوجود کثرت فضائل کے قبول نہیں
کرتے ہیں اور یہ بھی کفران نعمت کے اندر داخل اسی قبیل سے ہے اور اس آیت میں خبردار کرتا
ہے تمام امت کو کہ توبہ اور ندامت سے دل کو نہ ہٹا دیں اس واسطے کہ امت حضرت موسیٰؑ
کی نے اس توبہ میں باوجود نہایت مشقت اس کی کے تن دیا اور انکار نہ کیا اور تم سے سوائے
ندامت کے اور کچھ طلب نہیں کرتے ڈھیل کرنی بہت بعید ہے حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے
باوجود دیکھنے ان آیتوں زبردست کے اور چکھنے ان عذابوں پے در پے کے ہرگز حق شکر
کا ادا نہ کیا بلکہ پھر بھی اسی بے ادبیوں اور بدچلنیوں اپنی میں گرفتار رہے اور سب سے زیادہ
بے ادبی یہ تھی کہ ہرگز ساتھ ہدایت حضرت موسیٰؑ اور فرمان ان کے کے کہ بنی اسرائیل کے پاس

marfat.com

پہنچا تھا کفایت نہ کی یہاں تک درخواست کی کہ ہم سب ان حکموں کو اپنے کانوں سے جناب الٰہی سے سُنیں حضرت موسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سب کے سب علیحدہ علیحدہ یہ بات چاہتے ہو یا جو بعضے نیک بخت تم میں سے ہیں اگر بلا واسطہ وہ اپنے کانوں سے سُن کر آویں البتہ تم یقین کرو گے حضرت موسٰیؑ نے فرمایا کہ بس ایک جماعت کہ تم میں معتبر اور ثقہ ہوں چن کر ہمراہ میرے کرو انھوں نے اپنے نیک بختوں کو بقدر ستر آدمیوں کے چن کر اس کام کے واسطے مقرر کیا حضرت موسٰیؑ نے ان کو فرمایا کہ تم سب غسل کرو اور تمام گناہوں سے توبہ نصوح کرو اور تین تین روزے رکھو اور تسبیح اور تہلیل میں مشغول ہو وہ لوگ موافق ارشاد حضرت موسٰیؑ کے عمل میں لائے اُس وقت حضرت موسٰیؑ اُن کو ہمراہ لے کر کوہ طور پر روانہ ہوئے اور جناب الٰہی میں عرض کی کہ بار خدایا یہ گروہ نیک بختوں کا تیرے بندوں میں سے ہیچ شوق سُننے کلام تیرے کے آئے ہیں اُن کے ساتھ کلام فرما حق تعالیٰ نے حضرت موسٰیؑ کی التجا قبول فرمائی اور جب حضرت موسٰیؑ نزدیک پہاڑ کے پہنچے ایک چھوٹا ستون نور کا ابر سفید کی شکل میں کہ بتیل اور ٹھنڈا ہو نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ پھیلتا گیا اور فراخ ہوا اور تمام پہاڑ کو گھیر لیا اور اُس نور میں حضرت موسٰی غرق ہوئے اور بنی اسرائیل کے گروہ کو پہاڑ کے نیچے کھڑا کر دیا اور فرمایا یہاں کلام الٰہی سنو تم وہ کلام الٰہی اپنے کانوں سے سُنتے تھے جو حضرت موسٰیؑ کو خطاب ہوتا تھا اور امر اور نہی آتا تھا اُنھوں نے فریاد کی کہ یہ تمام خطابات طرف حضرت موسٰیؑ کے ہے ہم کو بھی اس نعمت سے حصہ ملے یکایک ایک تجلی نور کی طرف اُن کے کو دی اور یہ کلام اُس تجلی نور کی سے اُن کے کان میں پہنچا کہ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا ذو بکۃ اخرجتکم من ارض مصر خلا ناعبدونی ولا تعبد وا غیری یعنی تحقیق میں اللہ ہوں نہیں کوئی معبود مگر میں صاحب مکہ کا نکالا تم کو میں نے زمین مصر کی سے پس عبادت کرو میری اور نہ پوجو کسی کو سوائے میرے بعد اس کے کلام منقطع ہوا اور حضرت موسٰیؑ اُس ابر میں غرق رہے جب وہ ابر صاف ہو گیا حضرت موسٰیؑ آئے اور اُس گروہ سے کہا کہ کلام الٰہی کو سُنا اور احکام اُس کے سمجھے اُنھوں نے ساتھ شبہ واہیہ کے دلیل پکڑی اور کہا کہ ہم کو کیونکر معلوم ہووے کہ یہ کلام

marfat.com

خدا کے جتھے مبادا کوئی شیطان یا کوئی جن اس ابر میں سے آواز کرتا ہو پس یہ اعتقاد کہ یہ کلام کلام خدا کا ہے محض تیری تقلید اور تیرے کہنے سے کہیں ہم اور اگر تیرے کہنے کا ہم کو یقین ہوتا تو پہلے ہی یقین کر لیتے علاج اس کا یہ ہے کہ ہم کو خدا کی صورت دکھلا اور اُس صورت سے ہم آواز سنیں اور یقین کریں کہ یہ آواز آواز شیطان کی یا جن کی نہیں پس یہ بے ادبی حضرت موسیٰؑ کے حق میں بچھڑے کی عبادت سے بھی زیادہ واقع ہوئی اور بسبب اس بے ادبی کے پہلے لوگ تمھارے مستحق عذاب کے ہوئے کہ قتل سے زیادہ ہوا اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی دعا سے یہ گناہ معاف کر دیا اور اُس عذاب آئے ہوئے کو بعد پہنچ جانے کے ساتھ کمال کرم اپنے کے اٹھایا اور طرف اسی قصہ کے اشارہ فرماتا ہے اس آیت میں کہ وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی یعنی اور یاد کرو تم اُس وقت کو کہا تم نے اے موسیٰ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ یعنی یقین نہ کریں گے ہم اوپر کہنے تیرے کے کہ جو کچھ ہم سنتے ہیں کلام کلام خدا کا ہے حَتّٰی نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً یعنی یہاں تک کہ دیکھیں ہم خدا کو ساتھ صورت اور شکل کے جیسا کہ آواز بلند اپنے کانوں سے ہم سنتے ہیں نہ جیسا کہ درویش اور عارف شہود اور مشاہدہ میں پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہم اُس کو خیال کی بناوٹوں سے جانتے ہیں اور اوپر اس کے اعتماد نہیں رکھتے ہیں اور نہ جیسا کہ آخرت میں دیدار کا وعدہ ہے کہ بلا کیف میسر ہوگا اس واسطے کہ وہ دیدار بلا کیف ہماری عقلوں ناقصہ میں دیدار نہیں دیدار وہی ہے کہ ظاہر میں ساتھ صورت اور شکل کے محدود سب طرفوں میں ہو پایا جاوے جیسا کہ آواز بلند کانوں سے سنی جاتی ہے پس حق تعالیٰ نے اُوپر اس بے ادبی بزرگوں تمھارے کے غصہ فرمایا بسبب دو وجہ کے اوّل یہ کہ کہا انھوں نے کہ حضرت موسیٰ کے کہنے پر ہم یقین نہ کریں گے حالانکہ ایسے رسول کو کہ تصدیق اُس کی بسبب معجزوں کے ہوگئی ہو یقین نہ کرنا بنیاد کفر کی ہے خصوصاً بیچ مقام حضور اور سننے کلام کے دوسرے یہ کہ حتی نری اللہ جھرۃ کہا اگر اس طرح کہتے کہ ہم آرزومند اللہ تعالیٰ کی رویت کے ہیں ہم کو دیدار اپنا دکھلا تب بھی محل غضب کا نہ ہوتا اس واسطے کہ رویت اللہ تعالیٰ کی دنیا میں بھی محال نہیں اور اس کے طلب کرنے پر غصہ اور عتاب نہیں جواب

marfat.com

اس کا اسی قدر تھا کہ تم اس وقت قابل اس نعمت کے نہیں ہو آخرت میں کہ آلودگیوں اور نجاستوں سے پاک ہو گے دیکھو گے کہ رویت آخرت کی نصیب عام مسلمانوں کے ہے اور رویت دنیوی مخصوص ساتھ خاصوں درگاہ کے بلکہ ساتھ اخص الخواص کے مثل جناب پیغمبر آخر الزمان علیہ الف الف صلوٰۃ والف الف سلام کے لیکن ان لوگوں نے دیدار اللہ کا دنیا کے اندر صورت اور شکل کے پیرایہ میں چاہا اور اسی جہت سے غصّہ خدا کا ان پر ہوا فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ یعنی پکڑا تم کو صاعقہ نے اور وہ ایک آگ ہے کہ آسمان کی طرف سے آوے اور اکثر ابر میں ہوتی ہے اور اگرچہ یہ صاعقہ جو اُن کے اُوپر گری تھی یہ بجلی نہ تھی کہ ابر کے اندر سے گر پڑتی ہے اس واسطے کہ یہ آگ ہوتی ہے اور وہ بجلی نور کی تھی کہ اُس ابر سفید میں چمکتی تھی بسبب غصّہ کے اُن کے اُوپر گری اور مساموں کے راستوں سے اُن کے بدنوں میں گھُس گئی اور اُن کو ہلاک کیا لیکن چونکہ مشابہت اور مناسبت تمام ہلاک کرنے وغیرہ میں صاعقہ حقیقی کے ساتھ اُس کو تھی اس جہت سے اُس کا صاعقہ نام رکھا اور بعضے مفسرین نے صاعقہ کو مصدر صعق کا قرار دیا ہے جیسا کہ کاذبہ اور عافیۃ اور معنی اُس کے بے ہوشی اور غشی کے آتے ہیں لیکن صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ وہی بجلی کوندنے والی نور کی اُوپر اُن کے گر پڑی اور بے حس اور بے حرکت کیا پس اگر یہ معنی بیہوشی اور غشی کے بھی لیا جاوے جب بھی بسبب اُسی بجلی نور کے تھا کہ ساتھ صاعقہ آسمانی کے مشابہت رکھتی تھی بلکہ صاعقہ آسمانی سے قوی اور سخت زیادہ تھی اس واسطے کہ صاعقہ جو مشہور ہے ایک دفعہ میں اس قدر آدمیوں کو نہیں مار ڈالتی ہے اکثر دو تین آدمیوں کو قتل کرتی ہے اور بھی بھاگنا اس صاعقہ سے چھت اور سایہ اور مکانات کے نیچے ممکن ہے اور اس بجلی کوندنے والی سے کہ حرکت اُس کی اختیاری تھی نہ طبیعی تم سے بھاگا نہ گیا کہ اُس نے تم کو پکڑ لیا وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ یعنی اور تم دیکھتے تھے آنا اُس صاعقہ کا اور ہلاک ہونا البعضوں کا بسبب اُس کے اور ہرگز تم اُس سے نہ بھاگ سکے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ایسا واقعہ دیکھا جناب الٰہی میں تضرع اور زاری شروع کی اور عرض کہ بارِ خدایا میں کس منہ سے بنی اسرائیل کے سامنے جاؤں گا

marfat.com

کہ بڑے بڑے سردار اور نیک بخت لوگ جوان کو واسطے گواہی دینے کے لایا تھا وہ سب ہلاک ہوئے اور اس کے بعد بنی اسرائیل مجھ کو جھوٹا جانیں گے اور کہیں گے کہ ہر گاہ اس نے افترا سے دعویٰ ہم کلام ہونے کا خدا کے ساتھ کیا تھا گواہوں کے گروہ کو کسی مکر اور بہانہ سے ہلاک کر کے آ بیٹھا کہ بسبب ظاہر ہونے جھوٹ کے زرد رو نہ ہو پس باوجود ان گستاخیوں کے کہ اُن سے سرزد ہوئیں اُن کے اُوپر بخشش کر اور از سرِ نو ان کو زندہ کر پس ہم نے حضرت موسیٰ کی دُعا قبول کی ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ یعنے پھر زندہ کیا ہم نے تم کو مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ یعنی پیچھے مرنے تمہارے کہ حقیقی تھا اور غشی اور سکتہ کی جنس سے نہ تھا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یعنی تاکہ شاید تم آئندہ کو شکر نعمت اس درگذرنے اور زندہ کرنے موت سے پیچھے کا بجا لاؤ اور یہ نجات اپنی زیادہ تر ہے اُسی نجات دینے سے کہ پیشتر فرعون کے لوگوں سے اور عذاب گوسالہ پرستی سے وقوع میں آئی اور مفسرین نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ یہ واقع گوسالہ پرستی سے پہلے ہوا تھا یا بعد اس کے ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ گوسالہ پرستی سے پہلے تھا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ سورۃ النساء میں آیا ہے یسئلك اھل الکتاب ان تنزل علیھم کتابا من السماء فقد سالوا موسیٰ اکبر من ذلك فقالوا ارنا اللہ جھرۃ فاخذتھم الصاعقۃ بظلمھم ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتھم البینات یعنی اور سوال کرتے ہیں تجھ سے اہلِ کتاب اس بات کا کہ آتارے تو اور اُن کے کتاب آسمان سے پس تاکید طلب کرتے تھے موسیٰ سے اس سے بھی بڑی بات پس کہا تھا انھوں نے دکھلا دے ہم کو اللہ تعالیٰ کو ظاہر پس پکڑ لیا ان کو بجلی نے بسبب ظلم ان کے کے پھر ٹھیر الیا انھوں نے بچھڑے کو بعد آنے دلیلوں روشن کے پاس اُن کے اور اکثر مفسرین اور اہل قصاص نے کہا ہے کہ یہ قصہ بعد گوسالہ پرستی کے تھا بلکہ حضرت موسیٰ اس جماعت کو واسطے عذر گوسالہ پرستی کے کوہ طور پر لے گئے تھے اور وہ لوگ عذر بدتر گناہ سے عمل میں لائے اور دلیل ان کی ذکر اس قصے کا ہے کہ اس سورۃ میں اور سورۃ اعراف اور اور سورتوں میں موجود ہے اس واسطے کہ اکثر ترتیب ذکری میں ترتیب زمانی باعتبار وقوع کے بھی ملحوظ ہوتی ہے اور سورۃ نساء میں کہ کلمہ ثم کا واسطے

marfat.com

ترتیب زمانی کے موضوع ہے واسطے فائدہ دینے ترتیب بیانی اور ترقی کے ادنیٰ سے طرف اعلیٰ کے سمجھا ہے جیسا کہ قول شاعر میں شعر:۔

ان من ساد ثم ساد ابوہ ثم قد ساد قبل ذلك جدہٗ مستعمل ہوا

اور کلام الٰہی میں بھی کثیر الوقوع ہے اور اس مقام میں جاننا چاہیئے کہ منکریں رویت اللہ تعالیٰ کی آخرت میں ہو یا دنیا میں اس آیت سے تمسک پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر دیدار اللہ تعالیٰ کا ممکن ہوتا سوال کرنا اُس کا سبب اتنے غضب کا نہ ہوتا لیکن تفسیر آیت میں معلوم ہو چکا کہ سبب غصّہ کا دو چیز تھیں اوّل کلمہ لن نؤمن لك کا کہ صریح کفر ہے دوسرے قید جہرۃ کی رویت میں کہ محض سرکشی اور بے ادبی ہے اور فقط سوال رویت کا محل غضب کا نہیں تاکہ تمسک اُن کا درست ہوتا بلکہ جب حضرت موسیٰ نے دوسری بار اپنے واسطے رویت طلب فرمائی اور عرض کی کہ ربّ ارنی انظر الیك جواب اُن کے میں سوائے بے طاقتی کے کہ دنیاوی ہے تحمل اُس کا نہ کرے اور کچھ ارشاد نہ ہوا اور فرمایا لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی

القصہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے اس نعمت کے بھی شکر گزاری نہ کی جیسا کہ اور نعمتوں کا شکر بھی نہ کیا اور عنایت الٰہی اُن کے حال پر بسبب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے جاری رہی اور موقوف نہ ہوئی اور اعانت اور نجات دینی اُن کی بعد اس کے بھی کہ اس قدر ناشکریاں عمل میں لائے ہوتی رہی خصوصاً جس وقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سب امور سے فارغ ہوئے بنی اسرائیل کے لشکر میں پہنچے اور ان کو حکم الٰہی پہنچا کہ تم کو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ زمین شام کی کہ مدفن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اولاد اُن کی کا ہے اور بیت المقدس بھی اُس جگہ ہے ہاتھ عمالقہ کے سے کہ ایک قوم جباروں کی تھی خلاص کرو اور اُن کے ساتھ جہاد کرو اور اُسی زمین میں وطن اپنا مقرر کرو اور مصر کو چھوڑ دو اور بھید اس حکم میں یہ تھا کہ بنی اسرائیل جب تک مصر میں تھے عیش فرعون اور اس کے لوگوں کا کہ طرح طرح کے باغوں اور کھیتوں اور خزانوں اور نہروں اور عورتوں اور راگ رنگ میں مصروف تھے دیکھتے تھے اور جب فرعون اور اُس کے لواحق ہلاک ہوئے اور اُن کو

marfat.com

اوپر اُس ملک سیر حاصل کے اختیار حاصل ہوا گمان اس بات کا تھا کہ وہ بھی اُس زمین عیش خیز میں عیش اور آرام میں آجاویں گے اور جہاد اور اللہ کے دشمنوں کے ساتھ لڑنے سے اور ریاضتوں سے اور عبادتوں سے دل چُراویں گے اور تکاہل اور سُستی اختیار کریں گے اور یہ بھی ہے تاکہ خاص اور عام پر ظاہر ہووے کہ حضرت موسٰی اور ہارون علیہما السلام کو فرعون پر غالب ہونے سے یہ منظور نہ تھا کہ اُس کے ملک پر مسلط ہوں اور مرتبہ اور عزت دُنیا کی حاصل کریں جیسا کہ فرعون کو اُن کی طرف یہی خیال دامنگیر ہوا تھا اور بار بار کہتا تھا کہ ان ھذان لساحران یریدان ان یخرجاکم من ارضکم بسحرھما اس آیت کا مطلب بھی یہی ہے پس حق تعالیٰ نے چاہا کہ اُن کو کسی وجہ سے ملک اور مال فرعون کے سے نفع نہ ہو اور بے رغبتی اُن کی دُنیا اور متاع دُنیا کی سے ظاہر ہووے اور بعد اُن کے خلیفوں اُن کے کو بھی یہی بات منظور ہو اور اُن کو لوگ مثل اور دُنیا داروں کے حیلہ باز خیال نہ کریں اور عام بنی اسرائیل کو کہ دُنیا کی محبت میں پھنسے ہوئے تھے اور نکلنا زمین مصر کی سے کہ لقمہ بے دود اُن کے ہاتھ میں آگیا تھا بہت شاق اور گراں دکھلائی دیا اوّل اس حکم کو دفع کیا اور ثانیاً جب چار و ناچار جبر اور ناخوشی سے ہمراہ حضرت موسٰی اور حضرت ہارون علیہما السلام کے روانہ ہوئے راستہ میں اُن پر جو سختی اور مشکل درپیش آتی تھی حضرت موسٰیؑ کو بسبب شکایت اور زبان درازی کے تنگ کرتے تھے اور انھیں شکایتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس وقت ایسے جنگل میں کہ سایہ اور بے گھاس کے تھا جا پڑے گرمی آفتاب کی سے شکایت شروع کی اور غلہ کھانے کی چیز ہمراہ نہ تھی بھوک کے سبب سے بیتاب ہوئے حق تعالیٰ نے اُن کو موسٰیؑ کی دعا سے ان دونوں آفتوں سے نجات دی اور عجیب عجیب خرق عادات ظاہر کیں چنانچہ اشارہ ان نعمتوں کی طرف فرماتے ہیں اس آیت میں کہ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ یعنی اور سائبان کیا ہم نے اوپر تمھارے ابر سفید کہ باریک اور ٹھنڈا تھا واسطے دُور کرنے گرمی آفتاب کے بسبب دُعا حضرت موسٰی کے جس وقت کہ شکایت گرمی کی اُن سے کی تم نے اور یہ نعمت پہلی نعمتوں سے عمدہ تھی اس واسطے کہ اس وقت بسبب عدول حکمی کے کہ تم سے بابت جہاد کرنے کے عمالقہ سے

marfat.com

سرزد ہوئی مستحق عتاب الٰہی کے ہوئے تم پس یہ محل محل انتقام اور عقوبت کا تھا اُس محل میں یہ نعمت عطا کرنی کمال شکر گزاری کو چاہتی ہے اور حضرت ابن عباس سے ایسا منقول ہے کہ یہ غمام اور ابر ایسا نہ تھا جو آدمیوں میں مشہور ہے بلکہ اُس ابر سے زیادہ پاکیزہ اور ٹھنڈا تھا اور یہ غمام وہی ہے کہ جنگ بدر کے دن فرشتے اُس میں اُترے تھے اور مجاہد سے یہ منقول ہے کہ ھو الغمام الذی یاتی اللہ فیہ یوم القیٰمۃ ولیس بالسحاب یعنی یہ غمام وہ غمام تھا جس میں آوے گا اللہ تعالیٰ دن قیامت کے اور نہیں تھا وہ ابر پس ان روایتوں سے مراد یہ ہے کہ ابر کی پیدائش دو طرح سے ہے ایک طبیعی متعارف ہے کہ بسبب جمع ہونے بخار اور غبار اور دخان اور منجمد ہونے اُن کے کے ظاہر ہوتا ہے، دوسرے غیر طبیعی خلاف عادت کہ عالم مثال کی طرف سے اس جہان میں ظاہر ہو گیا تھا اور وہ غمام کہ سائبان بنی اسرائیل کا تیہ کے میدان میں تھا دوسری قسم میں سے تھا نہ پہلی قسم سے اور یہ مراد نہیں کہ وہ غمام بعینہٖ غمام روز قیامت روز بدر کا تھا اُس کو خوب طرح سمجھنا چاہیئے اور مفسرین اور اہل قصص نے لکھا ہے کہ ہمراہ سائبان ابر کے اور نعمتیں بھی اُس سفر اور سرگردانی میں دے رکھی تھیں انھیں نعمتوں سے ایک یہ بھی تھی کہ رات کے وقت ایک ستون نور کا اُن کے لشکر میں کھڑا ہو جاتا تھا کہ اُس کی روشنی میں کام کرتے اور چلتے پھرتے تھے اور یہ بھی تھی کہ کپڑے اُن کے پُرانے اور میلے نہیں ہوتے تھے اور یہ بھی تھی کہ ناخن اور بال اُن کے نہیں بڑھتے تھے کہ حاجت کترنے اور مونڈنے کی پڑے اور یہ بھی تھی کہ جو بچہ اُس سفر میں پیدا ہوتا تھا کپڑا بھی اس کے بدن پر پیدا ہوتا تھا اور جیسا کہ ناخن اور بال بڑھتے ہیں ویسا ہی وہ کپڑا بدن پر بڑھتا جاتا تھا گویا مادہ ناخن اور بال کا اس کپڑے کی طرف آ گیا تھا اور ناخن اور بال کا بڑھنا موقوف ہو گیا تھا وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ یعنی اور اُتارا ہم نے اوپر تمھارے آسمان سے من کو واسطے نجات تمھاری کے عذاب بھوک اور پیاس کے سے کہ صبح صادق کے وقت سے آفتاب کے طلوع تک برف کی مانند برستی تھی اور لشکر کے آدمی چادروں اور کپڑوں پر لیتے اور جمع کرتے کہتے ہیں کہ واسطے ہر ایک آدمی کے بقدر ایک صاع کے کہ قریب چار سیر اس ملک کے ہوتا ہے جمع ہوتی اور تمام دن مانند قند اور



marfat.com

اور شکر کے اس کو کھاتے اور چھ روز تک برابر برستی بلکہ جمعہ کے دن اس قدر برستی کہ ہر ایک آدمی کو دو دن کے واسطے کفایت کرے اور ہفتہ کے دن بالکل نہ برستی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لشکر والوں کو حکم کر دیا تھا کہ جمعہ کے دن دو چند برسے گی چاہیئے کہ ہفتہ کے دن کے واسطے بھی ذخیرہ کر لو کہ اُس دن نہیں برسنے کی اور ایک دن سے زیادہ ذخیرہ نہ کیجیو اور حقیقت من کی بیچ اصطلاح محققین حکماء کے یہ ہے کہ بخار اور دھوُاں جب جدا جدا زمین سے آسمان کی طرف جاتے ہیں ابر اور بجلی اور رعد اور تارے ٹوٹنے والے اور دُم دار ستارے وغیرہ پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ تفصیل اُس کی اپنے موضع میں مشروع ہے اور سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں بھی ربّ العالمین کے بیان میں کچھ ذکر اُس کا آ گیا اور جس وقت بخارات اور دھوُاں آپس میں مل جاتے ہیں اور زمین سے آسمان کی طرف جاتے ہیں پس اگر دھوُاں لطیف اور صاف ہو اور رطوبت غالب ہو جاوے اور حرارت ساتھ اعتدال کے اس میں تاثیر کرے شیرینی اُس میں پیدا ہو جاتی ہے اور برف کی مانند اُلٹ کر زمین پر گرتی ہے اور اس کو ترنجبین کہتے ہیں اور اگر خشکی غالب ہو اور حرارت اعتدال کے ساتھ تاثیر کرے اس کو خشک انجبین کہتے ہیں اور اگر رطوبت اور یبوست دونوں ساتھ اعتدال کے ہوں اور تاثیر حرارت کی بھی اعتدال کے ساتھ ہو اُس کو شیر خشت اور شیر خشک کہتے ہیں اگر بخار اور دھوُاں دونوں لطیف الجواہر ہوں اور اعتدال کے ساتھ حرارت اس میں تاثیر کرے اس کو من کہتے ہیں اور اگر حرارت کم ہو یا بالکل نہ ہو اس کو شبنم کہتے ہیں کہ کچھ مزہ اُس میں نہیں ہوتا ہے اور بالفعل طبیبوں کی اصطلاح میں من کا لفظ عام ہے جو شبنم کہ درخت یا پتھر پر گرے اور وہ مزہ اور مزاج اس میں پایا جاوے سب کا نام من ہے جیسا کہ ترنجبین اور شیر خشت اور گز انگبین اور بید انگبین اور مانند اُسکے اور خاصیت من کی جس کی حقیقت مذکور ہوئی یہ ہے کہ گرم ہے درجہ اوّل میں اور رطوبت اور یبوست میں معتدل ہے سینہ کو مفید ہے اور پھیپھڑے کی رطوبت کو دُور کرتی ہے اور خشونت اُس کی کو نرم کرے اور جو کھانسی کہ رطوبت کے سبب سے ہو اُس کو دُور کرے اور معدہ کے استرخا کو نفع کرے اور طبیعت کو مضبوط رکھے اور زرد پانی کو فائدہ دیوے اگر اُس کے واسطے اُس کو بیویں اور شکم کے

marfat.com

اور ضماد کریں اور اسی واسطے سفر کرنے والوں کو کہ پانی مختلف پیتے ہیں بہت نفع کرتی ہے
اور جو برابر ایک دانگ کے ناک میں چڑھاویں مغز کو پاک کرے اور غلیظ ہواؤں کو اس سے
باہر کرے اور اسی واسطے وسوسہ والوں اور مالیخولیا والوں اور وہم والوں کو مفید پڑتی
ہے اور اسی نکتہ کے واسطے اُتارنا اس قسم کا بنی اسرائیل پر منظور ہوا کہ اُن کے دماغوں کو
صاف کرے تاکہ شبہے واہی وہمیہ اُن کے دماغ میں جا نہ پکڑیں اور عرف میں ہر چیز کو کہ
بغیر رنج اور مشقت کے کھانے کے واسطے میسّر آوے اور حاجت بونے جوتنے اور پانی دینے
اور پکانے اور گوندھنے کی اُس میں نہ ہو من کہتے ہیں اس واسطے کہ هو مما من الله
تعالٰی به علٰی عباده یعنی وہ چیز ہے کہ احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اُس کے
اوپر بندوں اپنے کے اور باعتبار اسی معنی کے مگر جو صحیحین اور دوسری معتبر کتابوں میں
روایت ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الكمأة من المن وماؤها
شفاء للعين یعنی سمارُوغ کہ اس کو نبات الرعد کہتے ہیں اور ہندی میں نام اس کا کھنبی
ہے جنس من کی سے ہے یعنی مہیا کر دی اللہ تعالیٰ نے واسطے تمہارے بغیر اس کے کہ تم نے
بویا ہو یا پرورش اس کی کی ہو اور پانی اس کا شفا ہے واسطے آنکھ کے اور من باعتبار
اس معنی کے بہت چیزوں کو شامل ہے جیسا کہ بیر جھڑبیری کے اور غلہ خودرو مثل سانوک
وغیرہ کے اور من جو حدیث میں ہے اس سے مُراد یہ نہیں کہ کماۃ اور مانند اُس کے بنی اسرائیل
کے من کی جنس سے تھا اس واسطے کہ صحیح روایتوں میں ثابت ہوا کہ من بنی اسرائیل کا وہی
حقیقی من تھا جیسا کہ توریت وغیرہ کے ترجموں میں شکل اور چہرہ اس کا کھول کر بیان کیا ہے
اور جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے پاس شکایت لائے کہ ہر روز اس مٹھائی کو کھاتے کھاتے
ذائقہ ہمارا بگڑ گیا، ہم چاہتے ہیں کہ ذائقہ بدلنے کے واسطے کوئی چیز نمکین بھی جناب الٰہی
سے طلب کرنی چاہیئے بلکہ بعضے شوخ طبیعت والوں نے اُن سے کہا کہ والله قد
قتلنا حلاوته یعنی قسم اللہ کی تحقیق مار ڈالا ہم کو مٹھائی اُس کی نے حضرت موسیٰؑ
نے پھر جناب الٰہی میں دُعا فرمائی حق تعالے نے قبول کی جیسا کہ طرف اُس نعمت کے اشارہ

## بیان تو بہ کرنے کا

فرماتا ہے کہ والسَّلْوٰى یعنی اور بھی دیا اُتارا ہم نے اوپر تمہارے سلویٰ کو اور سلویٰ نام ایک

marfat.com

جانور کا کر اُس کو سمانی کہا اور بروزن حباری کے ہے بھی کہتے ہیں اور مسکن اس جانور کا اکثر دریائے شور کے گرد میں مصر اور حبشہ کی طرفوں میں ہے اور طریق بھیجنے اس جانور کا یہ تھا کہ جب پچھلا دن ہوتا تھا جنوب کی ہوا ان جانوروں پر مسلط کی جاتی کہ دریا کے کنارے سے ہزار ہا جانور بنی اسرائیل کے لشکر میں ڈالتی اور بنی اسرائیل ان جانوروں کو ہاتھ اور چادر اور لکڑی وغیرہ سے شکار کر کے ذبح کرتے اور ہر شخص بقدر کفایت اپنی اور عیال اپنی کے پکڑ لیتا اور ذخیرہ کرنے کا حکم نہ تھا مگر جمعہ کے دن کہ ہفتہ کے دن کے واسطے ذخیرہ کرتے اور ہفتے کے دن اُن جانوروں کا آنا بھی موقوف ہو جاتا تھا اور بعضے حرص والوں نے بنی اسرائیل میں سے اور دن کے واسطے بھی گوشت کو ذخیرہ کیا اور وہ گوشت گندہ اور بدبودار ہوا کہتے ہیں کہ پہلے اس سے کسی زمانہ میں بسبب ذخیرہ کرنے کے گوشت سڑتا نہ تھا اور گندہ نہ ہوتا تھا اُسی وقت سے یہ بات جاری ہوئی جیسا کہ حدیث شریف میں بھی طرف اس کے اشارہ ہوا ہے جس جگہ کہ فرمایا ہے لولا حواء لم تخن انثی زوجها الدھر ولولا بنی اسرائیل لم یخنز اللحم یعنی اگر نہ ہوتی حوا نہ خیانت کرتی کوئی عورت خاوند اپنے کی عمر بھر..... اور اگر نہ ہوتے بنی اسرائیل نہ گندہ ہوتا گوشت اور طب والوں نے سمانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک جانور ہے کہ دریا میں سے پیدا ہوتا ہے اور اس کو قتیل الرعد بھی کہتے ہیں اس واسطے کہ جب آواز رعد کی سنتا ہے مرجاتا ہے اور یہ بسبب کمال ضعف دل اُس کے کے ہے کہ تحمل سخت آواز سننے کا نہیں رکھتا ہے اور پتہ اُس جانور کا بطریق لعوق کے استعمال کرنا واسطے صرع کے بہت مفید کہا ہے اور خون اُس کا کان میں ٹپکانا کان کا درد دُور کر دیتا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر اس جانور کو ہمیشہ کھاویں دل سخت کو نرم کرے اور اسی نکتہ کے واسطے اتارنا اس جانور کا اور کھانا گوشت اس کا بنی اسرائیل کا منظور الٰہی ہوتا کہ بسبب کھانے من کے اعتقاد ان کے پاک ہوں اور بسبب کھانے گوشت اس جانور کے دل اُن کے نرم ہوں اور اخلاق اور اعمال ان کے درست ہوں اور سرگین اس جانور کا مشابہت رکھتا ہے ساتھ سرگین کنجشک کے شکل میں اور جثہ اُس جانور کا قریب چھوٹے مرغ کے ہوتا ہے اور مزاج میں اس سے لطیف ہے اور میلان گرمی کی طرف رکھتا ہے

marfat.com

اور کیموس جید پیدا کرے اور خوش ذائقہ ہووے اور تندرستوں اور کم قوتوں کو غذا خوب بخشے اور گوشت اس کا سنگ گردہ اور مثانے کو نکالے اور ادرار بول کا کرتا ہے اور زبان شیرازی میں اس جانوار کو آردی کہتے ہیں اور عجیب تر یہ کہ بنی اسرائیل سے اس نعمت عمدہ کے اوپر شکر بہت بھاری نہیں طلب کیا تھا اور تکلیف مشکل اس کے اُوپر نہ دی تھی کہ جیسا کہ پیچ نعمت نجات دینے کے گناہ گوسالہ پرستی کے قتل نفس کا طلب کیا تھا ہم نے یا پیچ گناہ سوال بے ادبانہ کے کہ ارنا اللہ جھرۃ کہا تھا ساتھ گرنے بجلی کے تنبیہ کی تھی بلکہ کہا ہم نے ان کو کہ شکر اس نعمت کا یہی ہے کہ کلوا من طیبات ما رزقناکم یعنی کھاؤ پاکیزہ اُن چیزوں سے کہ روزی دی ہم نے تم کو اور کھانے کے اوپر کفایت کرو بس اس کو ذخیرہ نہ کرو اور اس کو کسی اور شے سے بدلو بھی نہیں اس واسطے کہ بات مخالف شکر کے ہے لیکن بنی اسرائیل باوجود اس کے کہ یہ شکر بہت آسان تھا بجا نہ لائے اور ذخیرہ کیا یہاں تک کہ گوشت گندہ ہوا اور لشکر والوں کے دماغ بدبو اس گوشت گندہ کی سے پریشان ہوتے اور بدلہ اُس کا بھی کیا اور کہا کہ ہم سے اوپر ایک خوراک آسمانی کے صبر نہیں ہو سکتا ہے ہمارے واسطے خوراکیں زمین کی جنس مسُور اور ترکاریوں اور گیہوں اور ککڑی اور پیاز اور لہسن اور مانند اس کے سے چاہیئے اور بسبب اس ناشکری کے سرکشی اور نافرمانی میں پڑے اور اپنے تئیں رنج اور مشقت میں ڈالا وَمَا ظَلَمُوْنَا یعنی اور ظلم نہ کیا اوپر ہمارے بسبب اس ناشکری کے اگرچہ فیض ہمارے کا دروازہ انھوں نے بند کیا اور شان رزاقی کی کہ بے وسیلہ اسباب کے ظاہر ہوتی تھی پوشیدہ کی لیکن پوشیدہ ہونے ایک شان کے سے بے نہایت شانوں ہماری میں سے عظمت اور جلال ہمارا کم نہیں ہو جاتا ہے وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور لیکن تھے وہ کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے اور اپنے تئیں تلت اس فیض بڑے کی سے محروم رکھتے تھے جیسا کہ اس زمانے میں نعمت نبوّت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر نہیں جانتے ہیں اور ناشکری کرتے ہیں اور جو کام کہ نہایت سہل اور آسان ہیں پیچ مقام شکر اس بخشش بڑی کے پیچ نعمت نجات اور قبول کرنے اس فیض عام کے سے اپنے تئیں محروم رکھتے ہیں

marfat.com

باقی رہے اس جگہ دو سوال جواب طلب اوّل یہ کہ شروع ہر قصہ کا پہلے قصوں میں سے ساتھ لفظ اِذْ کے تھا اس قصہ میں کہ ابتدا اس کی وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ ہے کس واسطے ساتھ کلمہ اذ کے شروع نہ فرمایا جواب اس کا یہ ہے کہ لفظ وَظَلَّلْنَا کا معطوف اوپر بعثنا کم کے ہے کہ وہ مدلول ثم کا واقع ہوا اور تتمہ نعمت نجات دینے کا صاعقہ سے ہے یعنی باوجود کمال بے ادبی کے سوال رویت میں کہ تم سے سرزد ہوئی تھی ہم نے عذاب کو تم سے موقوف کیا اور پھر از سر نو زندہ کیا اور سائبان ابر کا واسطے تمہارے مقرر کیا اور کھانا آسمان سے اُتارا تاکہ بالکل آثار غضب کے سے نجات پاؤ مثال اس کی یہ ہے کہ ایک شخص کو جیل خانہ سے نکالیں اور پھر اُس کو حمام میں بھیجیں اور ایک حویلی واسطے رہنے اُس کے کے مقرر کریں اور خلعت اُس کو پہناویں اور ایک خوان بھرا ہوا کھانے کا بطریق الوش کے اُس کے واسطے مقرر کریں کہ یہ سب ایک نعمت ہے تتمہ نعمت بندی خانہ سے نکالنے کا اسی واسطے کلمہ اِذْ کا اس مقام میں نہیں لائے اور اگر سایہ کرنا ابر کا نعمت علیحدہ مستقل ہوتی البتہ اُس کو ساتھ کلمہ اِذْ کے شروع فرماتے اور یہ کہ سایہ کرنا ابر کا اور اُتارنا من اور سلوٰی کا ہر چند کہ نعمتیں عمدہ ہیں لیکن یہ نعمتیں اُس وقت میں اُن کو ملیں کہ ویرانہ جنگل میں کہ دانہ پانی اُس جگہ نہ تھا سکونت ان کی ہوئی اور اللہ کی طرف سے یہ تکلیف اُن پر آئی تھی پس بالاستقلال نعمتیں ان کو شمار کرنا بنی اسرائیل کو ممکن تھا کہ اس طرح کہہ دیتے کہ یہ نعمتیں اس وقت ہم کو درکار ہوئیں کہ بسبب فرمانے تیرے کے جنگل بیابان میں سرگردان ہوئے اور بے گھر اور بھوکے پیاسے اس میں آپڑے اگر یہ تکلیف ہم پر نہ ہوتی کس واسطے محتاج ان چیزوں کے ہوتے باغ اور چمن فرعون کے ہمارے سایہ کرنے کے واسطے کیا کم تھے اور کھیتیاں اور میوے مصر کے لذت میں کیا ناقص تھے بخلاف طلب پانی کے کہ آئندہ اس کو نعمت مستقلہ بیان فرمایا اس واسطے کہ موافق ترجمہ توریت کے وہ واقعہ تکلیف سفر شام کے سے پیشتر تھا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس سورۃ اور سورۃ اعراف اور سورۃ توبہ اور سورۃ روم میں اس عبارت کو اس طرح لاتے ہیں، یعنی پہلے لفظ انفسہم کے سے لفظ کانوا کا زیادہ کیا ہے اور سورۃ آل عمران میں ولکن انفسہم یظلمون ارشاد ہوا بغیر لفظ کانوا کے بدلنا اس طریق لفظ کا کس نکتہ کے واسطے ہے

marfat.com

جواب اس کا یہ ہے کہ ان سورتوں میں اُن آدمیوں کے حال سے خبر دیتے ہیں کہ پہلے ہو چکے اور سورۃ آل عمران میں خبر کسی کے حال سے نہیں بلکہ ضرب المثل ہے کسی وقت میں ہو گو حال ہی میں ہو خواہ استقبال میں ہو اس واسطے لفظ کانوا کا اس شے پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے ہو چکی ہو اور اس جگہ حذف فرمایا اس مقام میں جاننا چاہیئے کہ جہاں سے ذکر نعمتوں کا کہ بنی اسرائیل کو عنایت ہوئی تھیں اس نعمت تک کہ اتارنا من اور سلویٰ کا ہے آیا ہے وہ نعمتیں ہیں کہ شکر بھی ان کے بڑے بڑے مقرر فرمائے تھے مثلاً اور پرنجات دینے کے فرعون کے ہاتھ سے اور دریا کے پھاڑنے پر اطاعت اوامر اور نواہی توریت کی خواہش کرنا اور اور پر نعمت دینے کتاب اور فرقان کے بجالانا اُن احکام کا طلب کرنا اور اور پر نعمت نجات کے گوسالہ پرستی اور سوال بے ادبانہ رویت عیانی سے قتل نفس کا اور ہلاکت بسبب صاعقہ کے اور جہاد ساتھ عمالقہ کے اور خلاص کرنا بیت المقدس کا اور زمین شام کا اُن کے ہاتھ سے مقرر ہوا اور جہاد بھی حقیقت میں قتل نفس کا اور ہلاکت میں ڈالنا تھا اور یہ سب چیزیں شاق اور گراں تھیں کہ ان کی طبیعت گوارا نہیں کرتی تھی بخلاف نعمت من اور سلویٰ کے کہ اُس کے اوپر شکر نہایت سہل طلب کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ نہ ذخیرہ کرو اور نہ بدلو اُس کو دوسری شے سے اور یہ بھی اُن سے نہ ہو سکا اور اس پر نہ ٹھیرے اب اشارہ فرماتے ہیں طرف اس کے کہ اس شکر میں یعنی نہ بدلنے اُس کے میں دوسری شے سے ایک قسم کی مشقت تھی کہ ایک ہی چیز پر اور ایک ہی کھانے پر اگر عادت کرے طبیعت پر ناگوار ہوتا ہے اور نفرت کرتی ہے لیکن بزرگوں تمھارے نے اے بنی اسرائیل دوسری نعمت کا بھی شکر ادا نہ کیا باوجود اس کے کہ بالکل اُس میں رنج اور مشقت نہ تھی اور وہ فقط ایک بار سجدہ کرنا اور ایک کلمہ زبان سے کہنا شکر اُس کا مقرر کیا تھا اُس نعمت اور ناشکری اس کی کو یاد کرو وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ یعنی اور یاد کرو تم اُس وقت کو کہ کہا ہم نے بزرگوں تمھارے کو کہ آؤ تم اس گاؤں میں بعد اس کے کہ من اور سلویٰ کھانے اور سایہ ابر اور سفر جنگل سے عاجز ہو گئے تھے اور اختلاف ہے اس میں کہ یہ گاؤں کونسا گاؤں تھا، صحیح یہ ہے کہ اریحا تھا اور وہ گاؤں عمالقہ کے رہنے کی جگہ تھی اور بسبب قریب پہنچنے

marfat.com

لشکر بنی اسرائیل کے وہاں کے رہنے والے اس گاؤں کو خالی کر کے چلے گئے تھے اور غلّے اور میوے اس میں بہت تھے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ گاؤں شہر بیت المقدس میں داخل تھا لیکن یہ قول صحیح نہیں اس واسطے کہ اہل قصص کا اجماع ہے اس پر کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بیت المقدس میں داخل نہیں ہوئے اور منشا اس شبہ کا یہ ہے کہ باب حطہ ایک دروازہ ہے بیت المقدس کے دروازوں میں سے کہ مشہور اور معروف ہے اور اب تک آباد اور زیارت گاہ ہے اور جو کوئی واسطے استغفار گناہوں کے اُس مسجد میں آتا ہے اُسی دروازہ سے آتا ہے اور وہاں مجاوروں کی زبانی مشہور رہے ہے کہ داخل ہونا اس دروازہ سے موجب پاک ہونے کا گناہ سے ہے حالانکہ یہ دروازہ عہد بنا بیت المقدس کے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت میں تیار ہوا آباد ہوا حضرت موسیٰ کے عہد میں نہ بیت المقدس تھا اور نہ یہ دروازہ تھا البتہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان اور پچھلے نبیوں نے بسبب وحی کے یا کشف کے اس دروازہ کو اُس گاؤں کے دروازہ کے ساتھ مشابہت دے کر باب حطہ لقب کیا ہو کہ خاصیت میں دونوں مناسب ہوں، حاصل کلام یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو بسبب علامت سفری اور خوراک آسمانی کے حکم ہوا کہ اس گاؤں میں جا کر آرام کریں اور فرمایا کہ فَكُلُوا مِنْهَا یعنی پس کھاؤ تم غلّوں اور میووں اور اور لذت کی چیزوں اس گاؤں کی سے حَيْثُ شِئْتُمْ یعنی جس جگہ چاہو خواہ اس گانوں میں اور خواہ اپنے لشکر میں لا کر اور زیادہ کرنا لفظ حیث شئتم کا اسی واسطے ہے تاکہ یہ نہ سمجھیں کہ کھانا غلّے اور میوے گاؤں کے اندر ہی درست ہیں باہر اُس سے درست نہیں اور اگر پھر لشکر کی طرف آویں سوائے اُسی خوراک آسمانی کے حلال نہیں اور اُن چیزوں کے کھانے کا کچھ اندازہ بھی کہ اتنا ہی کھاؤ زیادہ نہ ہونا تھا جیسا کہ مضطر کے واسطے سد رمق سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے بلکہ رَغَدًا یعنی کھانا پیٹ بھر کر خوب طرح سے لیکن پہلے ملنے اس نعمت کے سے شکر بھی بجالاؤ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا یعنی آؤ تم بیچ دروازہ اس گاؤں کے سجدہ کرتے ہوئے اور یہ شکر بدنی ہے وَقُولُوا یعنی اور کہو تم ساتھ زبان کے تاکہ توبہ اور شکر زبانی بھی ادا ہو کہ مطلب ہمارا حِطَّةٌ

marfat.com

یعنی معاف ہونا گناہوں ہے اور جس وقت یہ دونوں عمل بدنی اور زبانی ندامت قلبی کے ساتھ کہ وہ موجود ہے جمع ہو جاویں گے توبہ تمہاری صحیح اور مقبول ہو جاوے گی پس نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ یعنی البتہ بخشیں گے ہم گناہ تمہارے اور آلودگی گناہوں کی سے تم کو پاک کردیں گے اور اس دروازہ کو تمہارے حق میں حکم کعبہ کا دیویں گے کہ طواف اس کا اور سجدہ اُس کی طرف دُور کرنے والا گناہوں کا ہے اور ہم نے کفایت فقط گناہگاروں کے بخشنے پر اُوپر نہیں کی کہ جو گنہگار ہوں اُن کے گناہ بخشے جاویں اور گناہ کرنے والوں کو کچھ ترقی نہ ہو بلکہ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ یعنی اور البتہ زیادتی ثواب اور عنایتیں کریں گے بسبب ان دونوں عملوں کے نیک لوگ تمہاروں کے واسطے کہ جو گناہوں سے پاک تھے اس واسطے کہ جو چیزیں گناہ کو چھپا دیتی ہیں جب گناہ نہ پاویں درجوں کو بلند

بہتری بیعت کی

کر دیتی ہیں جاننا چاہیئے کہ اس آیت سے کئی فائدے نکلتے ہیں اوّل یہ کہ بیچ توبہ کے استغفار کرنی زبان سے اور بدن سے نماز اور سجدہ بجا لانا پورے کرنے والے توبہ کے ہیں اور ہر چند کہ حقیقت توبہ کی کہ ندامت اوپر گناہ کے کہ زمانہ ماضی میں ہو چکا اور چھوڑنا گناہ کا فی الحال اور قصد محکم اور ارادہ قطعی چھوڑ دینے گناہ کا زمانہ آئندہ میں ہے اور یہ سب تعلق دل کے ساتھ رکھتے ہیں لیکن صفت دل کی جب قوی ہو جاتی ہے جوارح اور زبان پر بھی بغیر ظاہر ہوئے نہیں رہتی ہے اور اسی واسطے حدیث شریف میں صلوٰۃ التوبہ اور استغفار بھی وقت توبہ کے تعلیم فرمائی ہے دُوسرے یہ کہ علماء نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کرنے میں آدمیوں میں مشہور ہو جاتا ہے اور آدمیوں کو اُس کے گناہ پر اطلاع ہے پس اس کو لازم ہے کہ توبہ ظاہر کرے اور آدمیوں کو اپنی توبہ پر واقف کرے اور جو لوگ کہ ثقہ اور صالح ہیں ان کو گواہ کرے اور صدقوں اور نمازوں پر قائم ہو لیکن یہ چیزیں اس واسطے نہیں کہ توبہ بغیر ان چیزوں کے تمام نہیں ہوتی ہے اس واسطے کہ توبہ گونگے اور لنگڑے لولے کی بھی مقبول ہے اگرچہ اسکو قدرت بولنے یا چلنے پھرنے کی نہیں بلکہ یہ امر واسطے اطلاع دینے آدمیوں کے اُوپر توبہ اپنی کے ہے تاکہ وہ جان لیویں کہ گناہ سے اس شخص نے کنارہ کیا اور راہ پر سیدھے راستے دین کے چلا تاکہ تہمت اُس کے

marfat.com

ذمّہ سے دُور ہو جاوے اور آدمی بدگمانی اور غیبت اس کی سے باز رہیں اور ایسے ہی جو شخص بیچ کسی مذہب باطل کے مبتلا اور متہم ہوا پھر اس کو حق بات ظاہر ہو جاوے اس کو لازم ہے کہ جو آدمی اس کے حال سے واقف ہو گئے تھے اس مذہب سے پھرنے کی ان کو خبر کر دے انھیں وجوہ کے واسطے تیسرے یہ کہ جو مقام متبرک جائے ہوتے ورود نعمت اور رحمت الٰہی کے ہوتے ہیں یا بعضے خاندان قدیم کہ اہل صلاح اور تقویٰ کے ہیں ایسی خاصیت اُن میں پیدا ہو جاتی ہے کہ اُن میں توبہ کرنی اور بندگی بجالانی باعث جلدی قبول ہونے اور حاصل ہونے نیک ثمروں کا ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے حکایت کی ہے کہ ہم ایک دن ہمراہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رات کے وقت کسی غزوہ یا سفر میں جاتے تھے جب پچھلی رات ہوئی بیچ پشتہ ایک پہاڑ کے گذرے کہ اُس کو دار الحنظل کہتے تھے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ما مثل هذه الثنية الا كمثل الباب الذی قال الله لبنی اسرائيل ادخلوا الباب سجداً وّ قولوا حطّة نغفر لكم خطايا كم یعنی نہیں ہے حال اس گھاٹی کا مگر مثل حال اُس دروازہ کے کہ کہا تھا اللہ تعالیٰ نے واسطے بنی اسرائیل کے داخل ہو تم دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو تم حطّۃ بخشیں گے ہم گناہ تمھارے اور ابو بکر بن ابی شیبہ ساتھ روایت صحیح کے حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ سے لایا ہے کہ انّما مثلنا فی هذه الامة كسفينة نوح وكباب حطّة فی بنی اسرائيل یعنی مثال اماموں اہل بیت نبوی کی کہ قائم کرنے والے خاندان نبوت کے اور اٹھانے والے اسرار ولایت اور معرفت کے ہیں اس امّت میں مثال کشتیٔ نوح اور دروازہ حطہ کی ہے اس واسطے کہ نجات طوفان نفس اور شیطان کے ہے اور صحیح ہونا توبہ کا اور پوشیدہ اور معاف ہونا گناہوں کا بسبب داخل ہونے اس امت کے اولیاؤں کے سلسلوں میں تعلق

## بیان فہمالنت بھاگنے کا طاعون سے

انھیں بزرگوں کے ساتھ رکھتے ہیں اور انتہا انھیں کی طرف ہے جیسا کہ اس زمانہ میں ظاہر اور روشن ہے کہ سلسلے سلوک کے اور بیعت اور توبہ کے طرف اسی خاندان کے پہنچتے ہیں القصّہ بنی اسرائیل عہدہ شکر اس نعمت کے سے بھی باوجود آسانی کے باہر نہ نکلے اور

marfat.com

شکر ادا نہ کیا بلکہ ایک جماعت کثیر نے ان میں سے بہت بے ادبی کی اور توبہ اور استغفار کی جگہ میں طریق مسخراپن اور ہنسی کا اختیار کیا جیسا کہ فرماتے ہیں فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا پس بدل ڈالا اُن آدمیوں نے کہ ظالم تھے اُن میں سے استغفار کو ساتھ مسخراپن کے جبکہ کہے اُنھوں نے قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ یعنی کلام کہ مغایرت تمام رکھتے تھے اس کلام کے ساتھ کہ کہے گئے تھے اُن کو یعنی بالکل مختلف تھے اس واسطے کہ جو اُن سے کہے گئے تھے مضمون اُس کا طلب بخشش گناہوں کی اور استغفار تھا اور انھوں نے جو کہا مضمون اُس کا بعد توجیہ اور تکلف اضمار کے طلب کرنے دُنیا کے اور رغبت کرنے غلّوں اور اناجوں کے تھے یا محض استہزاء اور تمسخر تھا اور کاش فقط تبدل لفظی کرتے اور بجائے حطۃ کے تُب علینا یا اغفر لنا یا اعف عنا کہتے ہیں کہ اس قدر بُرائی اس میں نہ تھی اس واسطے کہ لفظوں کا اتنا تغیر ایسے مقام میں مضائقہ نہیں لیکن انھوں نے تبدل معنوی اختیار کیا اور بالکل مخالفت حکم الٰہی کی کی اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ حطّۃ کی جگہ ھطی سھما ثا کہا کہ ان کی زبان میں معنی اس کے حنطۃ حمرا تھے یعنی گیہوں سُرخ چنانچہ بیچ صحیحین اور دوسری صحاح کے ساتھ روایت ابوہریرۃ کے صحت کو پہنچا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قیل لبنی اسرائیل ادخلوا الباب سجدًا وقولوا حطّۃ فدخلوا یزحفون علٰی استاھھم وھم یقولون حنطۃ فی شعیرۃ یعنی کہا گیا واسطے بنی اسرائیل کے کہ آؤ تم دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو تم حطّۃ پس داخل ہوئے اس حال میں کہ چلتے تھے اوپر سرینوں اپنی کے اور کہتے تھے کہ حنطۃ فی لشعیرۃ یعنی گیہوں بیچ جَو کے اس مقام میں جاننا چاہیئے کہ اس آیت سے بعضے علماء شافعیہ نے دلیل پکڑی ہے کہ تحریمہ نماز کی بغیر لفظ اللہ اکبر کے جیسا کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اعظم اور اللہ اجل درست نہیں اس واسطے کہ بسبب بدلنے لفظ کے موجب عتاب کے ہوئے اور بعضے اہل ظاہر نے کہا ہے کہ بدلنا ہر لفظ کا کہ ذکر جس مقام میں آیا ہے درست نہیں یہاں تک کہ بسبب بدلنے لفظ ذکر کے سے فساد نماز کا حکم کرتے ہیں اور اس تبدیلی کو موجب طعن اور سخت مذمت کا کہتے ہیں لیکن تفسیر میں معلوم ہوا کہ مغایرت

marfat.com

کلام کی ساتھ دوسرے کلام کے مدار اُس کے اُوپر مغایرت مضمون کے ہے نہ اُوپر فقط مغایرت لفظی کے پس اگر فقط تبدیل لفظی ہو جائے اور معنی ایک یا قریب ہوں محل طعن اور عتاب کا معلوم نہیں ہوتا ہے واللہ اعلم باقی رہے اس جگہ کئی سوال کہ جواب طلب ہیں، اوّل یہ کہ اس سورۃ میں واذقلنا فرمایا ہے اور سورۃ اعراف میں واذاقیل لھم اسکنوا لفظوں کے بدلنے میں کیا نکتہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس سورۃ میں جہاں سے یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم شروع ہے فعلوں کو طرف ضمیر متکلم کے نسبت کی ہے جیسا کہ ظاہر ہے اس جگہ بھی مناسب ہوا کہ اس قول کو بھی ہر چند کہ حضرت موسیٰؑ کی زبان سے کہلایا تھا اپنی طرف نسبت فرماویں تاکہ کمال بے ادبی بنی اسرائیل کی ظاہر ہووے کہ ہمارے کہنے کے مقابلہ میں تمسخر کے ساتھ پیش آئے اور اس تمسخر کا مزہ انہوں نے چکھ لیا اور سورۃ اعراف میں روانگی کلام کی اس مضمون کے واسطے ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم دو گروہ تھی امۃ یھدون بالحق وبه یعدلون اقامة ضالة جائرۃ یعنی ایک جماعت ہدایت حق کی کرتی تھی اور آپ بھی اس کے ساتھ عمل کرتی تھی اور دوسرا گروہ گمراہ تھا اور ظلم کرنے والا اور اسی تقریب سے دو طرح کا اختلاف اور تفرقہ اُن کا کہ حضرت موسیٰؑ کے عہد میں ہوا تھا یاد دلایا ایک فرقہ بنی اسرائیل کی قوم کا کہ بارہ گروہ اُن کے تھے اور ہر ایک کا چشمہ علیحدہ علیحدہ پتھر میں سے جاری تھا دوسرا اختلاف حال اُن کے کاکہ وقت دخول قریہ کا تھا کہ بعضے موافق حکم کے بجالائے اور بعضوں نے کمال بے ادبی اختیار کی اور بیچ اس غرض کے کہنا خدا کا بلا واسطہ اور کہنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا برابر تھا باوجود اس کے قرینوں سے معلوم ہے کہ کہنے والا کون ہے اور کس کے زبانے سے کہا ہے پس ابہام رفع ہو گیا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس سورۃ میں ادخلوا فرمایا اور سورۃ اعراف میں اسکنوا جواب اس کا یہ ہے کہ سیاق اس آیت کا اس سورۃ میں بیچ کھانے من اور سلویٰ کے اور بدلنے اس کے کے ساتھ اور چیزوں غلہ وغیرہ کے ہے پس مقصود بالذات کا ہے والاذن بالشئ اذن بما یتوقف ھو علیه یعنی اور اذن ساتھ ایک شے کے اذن اُس چیز کے ساتھ بھی ہے جس چیز پر وہ شے موقوف ہے لاچار ذکر دخول کا بھی

marfat.com

ضرور ہوا اور سیاق اس آیت کا سورۃ اعراف میں بیان تفرقہ اور اختلاف اُن کے کا ہے کہ سفر اور حضر میں تھا پس سفر میں پانی پینے میں تفرقہ کیا اور حضر میں بیچ سکونت اور طریق اُس کے کے اختلاف کیا پس لفظ اسکنوا کا مناسب ہوا اور یہ کہ اس سورۃ میں سکونت قریہ کی بھی مقصود بالذات بیان فرمائی اس واسطے کہ جیسا کہ وہ لوگ من اور سلویٰ کے کھانے سے ناخوشی ظاہر کرتے تھے سکونت خیموں اور ڈیروں کی سے بھی عاجز ہوتے تھے اور ہر گاہ کہ دخول مقدم ہے اوپر سکونت کے اور سورۃ بقرۃ میں بھی مقدم ہے اوپر سورۃ اعراف کے پس دخول کو سورۃ بقرۃ میں ذکر کیا اور سورۃ اعراف میں سکونت کو تیسرا سوال یہ ہے کہ اس جگہ فکلوا فا کے ساتھ لائے اور سورۃ اعراف میں وکلوا واؤ کے ساتھ یہ فرق کس جہت سے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس جگہ میں لفظ دخول کا ذکر فرمایا ہے اور دخول گالنڈی کا مقصود بالذات نہیں ہوتا ہے مقصود بالذات چیز دوسری چاہیئے کہ دخول کے اوپر مرتب ہو اور وہ چیز کہ دخول کے اوپر مترتب ہو اور بعد اس کے بھی کھانا اناجوں اور غلوں کا ہے پس ایسا لفظ لانا کہ ترتیب کے اوپر دلالت کرے اور لفظ فا کا سے شروع ہوا اور سورۃ اعراف میں ہر گاہ کہ لفظ اسکنوا کا لائے اور سکونت قریہ کی مقصود بالذات ہوئی ہے اور وسیلہ کسی چیز دوسری کا نہیں اس واسطے مناسب ہوا کہ کھانا دانوں اور غلوں اور جگہ کا بطریق عطف کہ کے مجرد ترتیب سے ہو بیان فرمادیں چوتھا سوال یہ ہے کہ اس جگہ یہ لفظ رغداً کا زیادہ کیا اور اعراف میں اس لفظ کو گرادیا وجہ اس کی کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس سورۃ میں مقصود بالذات اجازت دانوں اور غلوں اور فراخی کرنی ان کے کی ٹھیرائی ہے پس تاکید اس کے ساتھ لفظ رغداً کی مناسب ہوئی اور سورۃ اعراف میں سکونت مقصود بالذات ہے اور کھانا اس واسطے مباح ہوا کہ سکونت بغیر اس کے نہیں ہوتی ہے والضرورة تتقدر بقدر الضرورة یعنی جو چیز ضروری ہے بقدر ضرورت کے اس کو مقرر کیا جاتا ہے پس رغداً کا لانا مناسب ہوا اور یہ کہ داخل ہونا کسی باغ میوہ دار میں مستلزم اس بات کو نہیں کہ وہاں جاکر شکم سیر ہوں اس واسطے کہ شکم سیری کی وہ جگہ ہے جس مقام میں رہتا ہے اور سکونت کسی مقام میں مستلزم اس امر

marfat.com

کو ہے کہ اس مکان کے کھانے سے سیری حاصل ہو اس واسطے کہ جس جگہ کوئی ہمیشہ رہتا ہے کھانا پینا اس کا اسی جگہ ہوتا ہے اور مکان میں اکل اور شرب نہیں ہوتا پس ہرگاہ کہ لفظ دخول اور سکونت کا کہ دونوں صورتوں میں مذکور ہے ایک حال نہیں اس واسطے ایک جگہ رغداً کا ذکر مناسب ہوا اور دوسری جگہ حذف اُس کا پانچواں سوال یہ ہے کہ اس جگہ خطایاکم فرمایا سورۃ اعراف میں موافق بعضے قرأت کے خطیئاتکم جواب اس کا یہ ہے کہ خطایا جمع کثرت ہے اور خطیئاتکم کہ جمع سلامت ہے جمع قلت کے صیغوں میں سے ہے اور جبکہ اس سورۃ میں قول کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت کیا یعنی قلنا فرمایا اور لائق جناب ارحم الراحمین اور اکرم الاکرمین کے یہ ہے کہ ایک سجدہ اور ایک دعا کے بسبب بے شمار گناہوں کو بخش دے پس ایسا لفظ لانا کہ کثرت کے اوپر دلالت کرے مناسب ہوا اور اعراف میں قول کو نسبت اپنی طرف نہیں فرمائی ہے اس جگہ لفظ کثرت کا لانا ضروری نہ تھا اور یہاں سے دوسرا ان واسطے ذکر کرنے رغداً کے اس سورۃ میں اور حذف کرنا اس سورت میں ظاہر ہوا چھٹا سوال یہ ہے کہ اس سورۃ میں دخول باب کو مقدم اوپر قول خطا کے فرمایا ہے اور اعراف میں بالعکس کیا یہ تبدیلی عنوان کی کس واسطے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ مخاطبین دو قسم کے تھے ایک گناہ کرنے والے دوسرے نیکی کرنے والے محسن کو لائق یہ ہے کہ عبادت اور بندگی کو مقدم کرے اور توبہ اور معاف کرنا تقصیروں کا بعد اس کے بجالاوے تاکہ کسر نفسی اور دُور کرنا خود پسندی اور خود بینی کا حاصل ہووے گناہ گار کو لائق بلکہ واجب ہے کہ اول صدق دل سے توبۃ النصوح بجالاوے بعد اُس کے قدم بیچ بندگی اور عاجزی کے رکھے تاکہ وہ طاعت اور عاجزی مقبول ہووے اور سورۃ اعراف میں جو چیز لائق حال گناہ گاروں کے ہے اس کی رعایت اس واسطے ہے کہ اس سورۃ میں مذکور اکثر پہلی اُمتوں کے گناہ گاروں کا ہے اور اس سورۃ میں جو ترتیب کہ لائق حال نیک بختوں اور صالحین کے تھے مناسب ہوئی اس واسطے کہ اس سورۃ میں اکثر صفتیں متقیوں اور نیک بختوں کی بیان ہیں اور یہ کہ اس سورۃ میں ہرگاہ کہ ذکر دخول کا پہلے گزرا پس مناسب ہوا کہ اول کیفیت دخول کی بیان کریں اور اس سورۃ میں ذکر سکونت کا ہے دخول کی کیفیت

marfat.com

کو اُس کے ساتھ چنداں تعلق نہیں ساتواں سوال یہ کہ اس سورۃ میں وسنزید المحسنین ساتھ لفظ واؤ کے لائے ہیں اور سورۃ اعراف میں سنزید ساتھ حذف واؤ کے یہ فرق کس واسطے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس سورۃ میں ہرگاہ کہ داخل ہونا دروازہ میں کہ بندگی اور عبادت کی جنس سے تھا مقدم ہوا اور لفظ حطۃ کا کہ توبہ اور استغفار کی جنس سے تھا نزدیک اُس کے ذکر کیا دونوں فعل مل کر گویا ایک چیز ہوئی پس توبہ کی تاثیر اولاً گناہوں کے دُور کرنے کے واسطے اور ثانیاً واسطے بلند کرنے درجے نیک بختوں کے ہوئی جیسے کہ قاعدہ استعمال دواؤں اور تنقیہ کا ہے بخلاف اعراف کے قول حطۃ کا کہ جنس توبہ اور استغفار کی سے ہے مقدم ہوا پس بیچ دُور کرنے مرض گناہ کی تاثیر کے بعد اس کے کہ دخول باب کا آیا اور یہ جنس عبادت سے ہے بیچ بلند کرنے درجوں اور زیادتی ثواب کے مفید ہوا پس دونوں جزائیں اوپر دونوں فعلوں کے منقسم ہوئیں حرف واؤ کی گنجائش نہ رہی اور اس جگہ نکتہ دوسرا بھی لفظی ہے اور وہ یہ ہے کہ درمیان واذ قلنا کے کہ صیغہ متکلم مع الغیر کا ہے اور درمیان وسنزید کی کہ یہ بھی وہی صیغہ ہے اتصال باعتبار لفظ کے موجود ہے پس مناسبت عطف کے واسطے پائی گئی بخلاف اعراف کے کہ اُس جگہ واذا قیل آیا ہے سنزید کا عطف اس کے اوپر کرنا مناسب تھا اور یہ نکتہ اُس کے اوپر مبنی ہے کہ سنزید اوپر نغفر لکم خطایاکم کے معطوف نہ ہو جیسے کہ واقع میں بھی اسی طرح ہے اس واسطے کہ اگر اُس پر معطوف ہوتا سنزید کی جگہ سنزد جزم کے ساتھ ہوتا تاکہ جواب امر کا ہو جاتا جیساکہ معطوف علیہ جواب امر کا ہے آٹھواں سوال یہ ہے کہ اعراف میں فبدل الذین ظلموا منھم ساتھ زیادتی لفظ منھم کے فرمایا ہے اور اس جگہ اُس لفظ کو حذف کیا اس تغیر کی کیا وجہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اعراف میں پہلے یہ عبارت گزر گئی کہ من قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون اُس جگہ اگر بے تخصیص کے سب کو ظالم فرماتے دونوں کلاموں میں مخالفت ہو جاتی اور اس سورۃ میں اوّل میں کسی طرح کا تفرقہ اور تمیز نہیں گزری پس حاجت لفظ منھم کی نہ پڑی نواں سوال یہ ہے کہ اس سورۃ میں واسطے بیان کرنے عذاب کے فانزلنا

marfat.com

واقع ہوا اور اعراف میں فارسلنا یہ فرق کس وجہ سے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس سورۃ میں اوّل سے ذکر انزال کتاب کا ہے اور یہاں تک اکثر لفظ انزال کا مستعمل ہوا جیسا کہ قریب گزرا ہے وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی اس عذاب کو بھی بطریق استہزاء کے اُسی قبیل سے مقرر کیا گیا گویا اس عذاب کو خوان مہمانی کے ساتھ تشبیہ دیکر اس لفظ کو ذکر فرمایا اور سورۃ اعراف میں اوّل سے لفظ ارسال کا مذکور ہے جیسے کہ بیچ فلنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین کے اور بیچ قصوں پہلی امتوں اور قصہ فرعون کے پس لفظ ارسال کا کہ دلالت اوپر تسلط کے کرتا ہے مناسب ہوا اور بھی لفظ ارسال کا دلالت کرتا ہے اوپر تسلط غالب کے اُن کے اُوپر اور اکھیڑنے جڑ اُن کی کے بالکلیہ پس اس سورۃ میں کہ مقدم اوپر سورۃ اعراف کے ہے ذکر ابتداء نزول عذاب کا مناسب ہوا اور سورۃ اعراف میں ذکر انجام کار کا دسواں سوال یہ ہے کہ اس جگہ بما کانوا یفسقون ذکر فرمایا ہے اور اعراف میں یظلمون بجائے یفسقون کے ارشاد ہوا اس فرق میں کیا نکتہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ فعل ان کا ظلم تھا اپنے حق میں کہ بسبب اُس کے غضب الٰہی میں داخل ہوتے تھے اور فسق تھا بہ نسبت دین خدا کے پس دونوں صورتوں میں دونوں صفتیں قبیح اس فعل کی بیان فرمائیں اور وجہ تخصیص اس سورۃ کی ساتھ ذکر فسق کے یہ ہے کہ ظلم اُن کا اپنے حق میں تھوڑا سا پہلے اس سورۃ میں گزرا بیچ آیت وما ظلمونا ولٰکن کانوا انفسھم یظلمون کے اگر اس جگہ بھی یہی لفظ مذکور ہوتا وہم تکرار کا ہوتا بخلاف اعراف کے کہ اس میں پہلے وصف اُن کے ساتھ ظلم کے نہیں گزرے اس جہت سے افادہ اس معنی کا مناسب ہوا القصہ بنی اسرائیل کو اوپر اس تمسخر اور استہزاء کے چشم نمائی ضروری تھی اسی واسطے اُن سے درگذر نہیں کی ہم نے بلکہ سزا بے ادبی کی چکھائی فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا یعنی پس اُتارا ہم نے اوپر ان آدمیوں کے کہ یہ بے ادبی کی تھی اور تمسخر اور استہزاء کے چشم نمائی کی کہ بے گناہ تھے رِجْزًا یعنی عذاب سخت مِنَ السَّمَآءِ یعنی آسمان سے کہ سب مکانوں سے بڑا اور بلند ہے اور من اور سلویٰ بھی اُسی جگہ سے ان کو عنایت ہوتا تھا بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ یعنی بسبب

marfat.com

اُس کے کہ عادت فسق کی اُنھوں نے کی تھی اور خوگر ہوئے تھے ساتھ فسق کے کہ حقیقت اُس کی باہر ہونا بندگی خدا اور دین اس کے سے ہے اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ وہ عذاب طاعون کا تھا اور لسبب اُس طاعون کے چوبیس ہزار آدمی بنی اسرائیل میں سے ایک دن میں مرگئے اور آثار نا اُس کا آسمان سے اس طرح پر ہوا کہ ہوا زہردار آسمان کی طرف سے آئی اور مساموں کے راستوں سے بدن میں آکر مزاج روح کا فاسد کر دیا اور خون میں سمیت پیدا کر کے پیچ شرائین اور نرم جگہوں بدن کے دفع کیا یہاں تک کہ طاعون ظاہر ہوئی اور لسبب سمیت اُس کی کہ دل کے اندر پہنچی ہلاک ہوئے اور صحیح مسلم اور باقی صحاح ستہ میں موجود ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون رجز ہے اور بقیہ اُس عذاب کا ہے کہ پہلے لوگ ساتھ اُس کے عذاب دیئے گئے پس جب پڑے کسی شہر اور ملک میں اور تم اس شہر اور ملک میں ہو اُس شہر اور ملک سے مت بھاگو اور اگر سنو تم کہ کسی ملک یا شہر میں وبا پڑی ہوئی ہے پس اُس شہر اور ملک میں جاؤ بھی نہیں اس واسطے کہ وہاں سے بھاگنا بھاگنا قضا الٰہی سے ہے اور مخالف توکل اور تسلیم کے ہے اور دوسری صورت میں یعنی جس جگہ وہ وبا پڑی ہوئی ہے اُس جگہ میں جانے میں جرأت کرنی اور پر عذاب الٰہی کے اور

بیان عصائے حضرت موسٰیؑ کا

پیش روی کرنی اور پر غضب اُس کے کے ہے اور بھی حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت وبا کسی جگہ پڑے اور آدمی اُس جگہ کے نہ بھاگیں اور صبر کریں اور خدائے تعالیٰ سے اوپر اس صبر کے توقع اجر کی رکھیں حق تعالیٰ ان کو شہیدوں کے مرتبے کو پہنچاوے اگرچہ وہ زندہ بھی رہیں اور اس جگہ پیچ خاطر اکثر ظاہر بینوں کے ایک اشکال اور شبہ گزرتا ہے کہ بھاگنا قحط اور بلاؤں سے بلاشبہ شریعت میں جائز ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ الفرار ممّا لایطاق من سنن المرسلین یعنی بھاگنا اس چیز سے کہ طاقت اٹھانے اُس کے کی نہ ہو سکے، مرسلین کی سنت ہے وبا اور طاعون کہ سب بلاؤں سے سخت ہے کس واسطے بھاگنا اس سے شریعت میں منع کیا ہے جواب اس کا دو طرح سے ہے اوّل یہ کہ وبا اور طاعون کی صورت میں اکثر شہر والے خصوصاً اپنے نزدیکی اور کنبے والے اور دوست اور جان پہچان والے بیمار ہوتے ہیں اگر آدمیوں کو بھاگنے کے واسطے اجازت ہوتی ان بیماروں کی تیمارداری کون



marfat.com

کرتا سب اپنی جان کے خوف سے کہ نہایت شیریں ہے بھاگ کر چلے جاتے اور بیمار لوگ کمال تکلیف سے مرجاتے اور حرج عظیم کھینچتے پس ایسے وقت میں خدمت بیماروں کی اور نہ توڑنے خاطر اُن کی اور اور عاجزوں اور شکستہ پایوں کی نے کہ بالکل طاقت بھاگنے کی نہیں رکھتے ہیں حکم جہاد کا پیدا کیا ہے اور ایسی جگہ کے ٹھہرنے میں ایسا ثواب ہے جیسے کہ جہاد کی صف میں ٹھہرنے اور قائم رہنے کا ثواب ہے بخلاف اور بلاؤں کے مثل قحط اور خوف دشمن کے کہ وہاں سے بھاگنے میں یہ مانع اور قباحت نہیں پائی جاتی ہے بلکہ فقیر اور مفلس قحط میں سب سے پہلے بھاگتے ہیں اور دشمن کا خوف مالداروں کو ہوتا ہے اگر غریب تنہا پڑے رہیں اور مالدار لوگ بھاگ جاویں اُن کو کوئی نہیں ستاوے گا اور وبا کی صورت میں لاچار آدمی اگر پڑے رہیں اور دوسرے لوگ بھاگ جاویں وہ لوگ بسبب تنہائی اور تکلیف کے مرجاویں گے پس وبا اور قحط وغیرہ میں فرق ہوگیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ طاعون اور وبا اثر خبیث روحوں جنوں کا ہے کہ یکبارگی واسطے ایذا آدمیوں کے خواہ مسلمان ہوں خواہ غیر مسلمان منتشر ہوکر اس قسم کی اذیت پہنچاتے ہیں پس اُن کے مقابلہ سے بھاگنا دلیل ڈرنے کی ان سے ہے اور صبر کرنا اور قائم رہنا باعث ذلت اور توڑنے نخوت ان کی کا ہے پس اس سبب سے بھی اُس نے حکم جہاد کا اور صبر کرنا بیچ لڑائی کفار کے پیدا کیا اور حدیث شریف میں بھی اس طرف اشارہ ہے جس جگہ کہ طاعون کے حق میں فرمایا ہے کہ فانہا وخز اعدائکم من الجن یعنی پس تحقیق وہ طاعون وخز دشمنوں تمہارے کا ہے جنوں میں سے اور ہر گاہ کہ شمار نعمتوں سے کہ بنی اسرائیل پر جناب الٰہی کی طرف سے پہنچی تھیں اور وہ ناشکری کرتے تھے فراغت ہوئی اب اور نعمتیں یاد دلاتے ہیں کہ ہر چند ان میں ناشکری نہ ہوئی لیکن تفرقہ اور اختلاف اور جانبداری کہ جڑ فساد اور اختلاف مذہبوں کی ہے ظہور میں آئی اور وہ یہ ہے کہ جس وقت سفر میں پانی نہ ملا اور تشنہ ہوئے اور شکایت اس امر کی حضرت موسیٰؑ کے رُوبرو لائے حضرت موسیٰؑ نے جناب الٰہی میں واسطے دُور کرنے پیاس ان کی کے دُعا فرمائی جیسا کہ فرماتے ہیں وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى یعنی اور یاد کرو تم اُس وقت کو کہ دُعا استسقاء کی موسیٰؑ نے اور پانی طلب کیا لِقَوْمِهٖ یعنی واسطے قوم اپنی کے

marfat.com

کہ بنی اسرائیل تھی نہ واسطے تمام جہان کے اس واسطے کہ محتاج پانی کی اور گرفتار پیاس کی اُنھیں کی قوم تھی اور اس خاص کرنے میں اشارہ ہوا طرف اس بات کے کہ طریق پانی اُن کے کا نکلنا چشموں پتھر سے کس واسطے ہوا اور مینہ آسمان سے کیوں نہ اُترا جیسا کہ بیچ وقت استسقا پیغمبر آخرالزماں اور دوسرے پیغمبروں کے وقوع میں آیا تھا وجہ اس کی یہی ہے کہ پیغمبر آخرالزماں نے پانی واسطے تمام جہان کے طلب کیا تھا پس پانی مینہ کا آسمان سے آتا ہے اور عام ہوتا ہے عنایت فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خاص اپنی قوم کے واسطے طلب کیا تھا اسی واسطے اُن کو پانی خاص ایک پتھر میں سے نکال دیا اور استسقا سنت موکدہ تمام پیغمبروں کی ہے کہ قحط کے وقت پانی کے واسطے خدا سے دُعا کرتے ہیں اور حقیقت اس کی استغفار اور توبہ اور ظاہر کرنا عجز اور احتیاج کا ہے اور طریق مسنون اس کا فقہ کی کتابوں میں مذکور اور لکھا ہوا ہے پس قبول کی ہم نے دعا حضرت موسیٰ کی فَقُلْنَا

بیان سنتوں سے سستی کرنے کا

اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ یعنی پس کہا ہم نے موسیٰ کو کہ مار ساتھ عصا اپنے کے پتھر کو اور عصا حضرت موسیٰ کا درخت آس بہشت کے سے تھا طول اُن کا بقدر دس ہاتھ آدمی کے کہ برابر قد حضرت موسیٰؑ کے ہوتا تھا اور دو شاخ رکھتا تھا اور وہ دونوں شاخیں بمثال دو مشعل کے تاریکی کے وقت رات کو چمکتی تھیں اصل میں یہ عصا حضرت آدمؑ بہشت سے لائے تھے اور بطریق وراثت کے انبیا کے ہاتھ میں پہنچتا تھا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اُن کے بیٹے کو کہ مدین نام تھا پہنچا اور ان سے ساتھ کئی واسطوں کے حضرت شعیب علیہ السلام کو پہنچا اور حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا اور اختلاف ہے اس میں کہ مراد پتھر سے پتھر غیر معین ہے یعنی کوئی پتھر پس حضرت موسیٰؑ جس پتھر کو چاہتے تھے اُس پر عصا مارتے تھے اور پانی نکلتا تھا جیسے کہ حسن بصری اور وہب بن منبہؓ نے کہا ہے اور الف اور لام جنسی ہے اور اشارہ اس کا طرف ایک جنس کے ہے پس اس صورت میں یہ معجزہ بھی عصا کے اندر ہو بلا واسطہ پتھر کے یا وہ پتھر معین تھا اور روایتوں میں یہ قول ثابت ہوا ہے کہ وہ پتھر معین تھا کہ حضرت موسیٰؑ نے اس کو ایک تھیلے میں رکھ چھوڑا تھا اور وقت حاجت کے اُس سے یہ کام لیتے تھے بعضے کہتے ہیں کہ وہ پتھر تھا

marfat.com

کو کپڑے حضرت موسیٰ کے لے کر بھاگ گیا تھا چنانچہ قصہ اس کا سورۂ احزاب میں بطریق اشارہ کے مذکور ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ اس پتھر کو اُٹھا لو اور احتیاط سے رکھو کہ یہ پتھر کسی وقت میں خدا کی قدرتوں میں سے بڑی قدرت ظاہر کرے گا اور عمدہ معجزہ تمہارے معجزوں میں سے ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ پتھر تھا کہ حضرت موسیٰؑ طور پر سے اُٹھا لائے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ پتھر بھی اصل میں بہشت کا تھا اور ہمراہ حضرت آدم علیہ السلام کے دُنیا میں پہنچا تھا اور وراثت کی راہ سے طرف حضرت شعیبؑ کے پہنچا تھا اور انھوں نے ہمراہ عصا کے وہ پتھر بھی دیا تھا بہر تقدیر وہ پتھر مرمر کا تھا ایک ایک گز ہر طرف سے اور بارہ سطح اس میں تھیں چھ سطح محیط رکھتا تھا اور دو سطح نیچے اوپر اور چار سطح اور تھیں کہ ہر سطح سے تین تین چشمے جاری ہوتے تھے اور عظام ور مفسرین سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ بارہ مرتبہ عصا کو اوپر بارہ جگہ کے مارتے تھے پس ہر جگہ سے عورت کے پستان کا سا سر ظاہر ہوتا تھا اول عرق سا آتا اور پھر قطرہ قطرہ ٹپکتا اور پھر پانی بہنے لگتا تھا اور حضرت موسیٰؑ نے لشکر کے لوگوں کو کہ بارہ گروہ تھے فرمایا تھا کہ بارہ گڑھے عمیق کھود لیویں تاکہ پانی ہر چشمے کا اُس گڑھے میں جمع ہووے اور اس سے پیویں اور جب اُس پتھر کو وقت کوچ کے اُٹھاتے تھے خشک ہوتا تھا اور پانی بند ہو جاتا گویا کہ مارنا حضرت موسیٰؑ کا اُس پتھر کو ساتھ عصا کے باعث پیدا کرنے قوت کا اُس پتھر میں ہوتا تھا کہ بسبب اُس کے وہ فعل عجیب صادر ہوتے تھے اول جذب کرنا ہوا پاس والی کا پے درپے دوسرے بدلنا اس ہوا کا ساتھ صورت پانی کے بسبب کثرت سردی پیدا کرنے کے اور اس قسم کے خواص عجیب پتھروں میں بہت دیکھے اور سُنے جاتے ہیں جیسا کہ جذب لوہے کا بیچ مقناطیس کے اور جیسے کہ خواص حجر المطر وغیرہ میں لکھتے ہیں اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ صحیحین میں ساتھ روایت انس بن مالک اور صحابہؓ کے مروی ہوا ہے کہ ایک دن آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مقام زوار میں تشریف رکھتے تھے ایک برتن چھوٹا پانی سے بھرا ہوا واسطے وضو کے آگے آں حضرت صلے اللہ علیہ السلام کے رکھا پانی انگلیوں مبارک سے فوارہ کی مانند جوش کرتا تھا اور بہت آدمی اُس پانی سے وضو کرتے تھے اور بعضے تبرک کے واسطے نوش کرتے تھے

marfat.com

قتادہ کہ شاگرد انس رضی اللہ عنہ کے ہیں انھوں نے انس سے پوچھا کہ کتنے آدمی تھے جنھوں نے اس پانی سے وضو کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تین سو یا قریب تین سو کے القصہ حضرت موسٰی علیہ السلام نے بموجب ارشاد الٰہی کے اُس پتھر کو ساتھ عصا کے مارا فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا یعنی پس جاری ہوئے اُس پتھر سے بارہ چشمے اور اُس پتھر کے چار منہ تھے ہر ایک منہ سے تین چشمے جاری ہوتے کہ بنی اسرائیل کے بھی اتنے گروہ تھے تاکہ وقت پینے پانی اور پلانے چوپاؤں کے جھگڑا نہ کریں اور واسطے دُور کرنے اسی تنازع کے تفریق چشموں کی اس طرح بھی نہ ہوئی کہ ایک دن ایک گروہ ایک چشمہ سے پانی پیوے اور دوسرے دن وہی گروہ دوسرے چشمہ سے بلکہ چشمے بھی علیحدہ مقرر کئے گئے تاکہ ہر ایک گروہ ہر روز ایک چشمے اپنے سے پانی کے واسطے آوے بعد یکہ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ یعنی تحقیق جان تھی ہر ایک گروہ نے جگہ پانی پینے اپنے کی کہ فلانا منہ پتھر کا فلانی طرف سے ہمارا چشمہ ہے اور یہ فرق اور اختلاف پانی غیبی کے جوش کرنے میں اس واسطے تھا کہ جب اتفاق بنی اسرائیل کا ایک پانی پینے کی جگہ پر حضرت موسٰی علیہ السلام کی زندگی میں باوجودیکہ وہ ان کو ملانے والے تھے بسبب قصور استعداد ان کی کے ممکن نہ ہوا بعد وفات حضرت موسٰیؑ کے کہ ظاہری جمعیت ان کی بھی برہم ہو گئی اجتماع ان کا اُوپر ایک شریعت کے کیا ممکن ہے باقی رہا اس مقام میں ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ فانفجرت معطوف اوپر قلنا کے نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ حرف فا کا موضوع واسطے تعقیب بلا مہلت کے ہے یعنی اگرچہ معطوف کا رتبہ پیچھے ہو لیکن بیچ میں فصل نہ ہو اور انفجار ملا ہوا ساتھ قول مذکور کے نہ تھا پس ضرور عطف اوپر محذوف کے ہے یعنی فَضَرَبَ بِهِ الْعَصَا فَانْفَجَرَتْ وجہ اس حذف کی کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس حذف کرنے میں دلالت اس پر ہو گئی کہ حضرت موسٰیؑ نے معصوم ہونے کی جہت سے ہرگز بیچ بجالانے اس امر کے توقف نہ فرمایا اور فی الفور جو کچھ فرمایا گیا عمل میں لائے اور فرمانبرداری اُن کی حکم الٰہی کی ایسی قطعی اور یقینی ہے کہ حاجت ذکر اور تصریح کرنے کی نہیں بلکہ بیچ حق تمام نبیوں کے وارد ہونا امر الٰہی کا کفایت کرتا ہے بلا ذکر کرنے اطاعت اُس امر کے سے

marfat.com

بسبب معصومیت اُن کی کے گناہوں سے اور بعضے وقت طلب اس امر کو بھی پوچھتے ہیں کہ اس سورۃ میں فانفجرت واقع ہوا اور سورۃ اعراف میں فانبجست اور انفجار شدت سے جاری ہونے کو کہتے ہیں اور انبجاس تھوڑے تھوڑے ٹپکنے کو وجہ فرق کی کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے مذکور ہوا یعنی اُس پتھر میں اوّل انبجاس ہوتا تھا بعد اس کے انفجار اور اس صورۃ میں ہرگاہ ذکر استسقا حضرت موسٰی علیہ السلام کا ہے پروردگار اپنے سے اور وہ بہت قوی ہے استسقا امت کی پیغمبر اپنے سے لاچار نہایت کار اور اخیر اس کا کہ انفجار ہے اور دلالت اوپر تمام قبولیت اور عنایت عام کے کرتا ہے مناسب ہوا اور اسی واسطے لفظ فقلناہ کا کہ مدلول قول صریح کا ہے اس سورۃ میں لائے اور سورۃ اعراف میں ہرگاہ کہ ذکر استسقا بنی اسرائیل کا حضرت موسٰی علیہ السلام سے ہے ذکر شروع قبولیت دعا کا کہ تھوڑا تھوڑا ترشح ہے کافی ہوا اور اسی واسطے اس جگہ لفظ واوحینا کا کہ بمعنی اشارہ خفیہ کے ہے لائے القصہ اُن سے اوپر اس نعمت کے کوئی شکر سوائے پرہیز کرنے گناہوں سے در طلب نہ کیا اور فرمایا کُلُوْا وَاشْرَبُوْا یعنی کھاؤ تم طعام سے کہ وہ من اور سلوٰی ہے اور پیو تم پانی پتھر کے چشموں سے کہ ساختہ پرداختہ تمہارے نہیں بلکہ تم کو پہنچتا ہے مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ یعنی روزی خالص خدا کی ہے کہ بلا واسطہ اسباب اور رنگ و دود تمہاری کے آتا ہے اور اس کھانے اور پینے کو باعث نافرمانبرداری اور عدول حکمی اس کی کا نہ ٹھیراؤ بلکہ اُس کی حمد اور بندگی اس کی کرو اور دلیل اوپر عنایت اور کرم اس کے ٹھیراؤ وَلَا تَعْثَوْا اور تباہی نہ کرو اس قسم کی کہ اثر اس کا پھیل جاوے فِی الْاَرْضِ یعنی زمین میں حالانکہ تم بسبب تفرقہ اور اختلاف کے ہو گئے ہو مُفْسِدِیْنَ یعنی فساد کرنیوالے لیکن یہ فساد تمہارا اب تک پوشیدہ ہے بیچ دلوں تمہارے کے اور جو کہ موجب فساد استعداد تمہاری کا ہے اثر اُس کا زمین پر نہیں پہنچا اور بیچ فعلوں تمہارے کے ظہور نہیں کیا اگر احتیاط نہ کرو گے یہی فساد بشدت تمام ظہور پکڑے گا اور ایک جہان کو خراب کرے گا پس معلوم ہوا کہ نعمتیں الٰہی بیچ حق بزرگوں تمہارے کے اے بنی اسرائیل سبب زیادتی فساد اُن کے کا ہوئی ہیں اور اسی سبب سے ہے کہ بعد مبعوث ہونے اس پیغمبر علیہ السلام کے زیادہ تر حال اُن کا

marfat.com

تباہ ہوا باقی رہے اس جگہ دو سوال اوّل یہ ہے کہ لا تعثوا مشتق ہے عثی سے اور عثی بمعنی مبالغہ کرنے کے فساد میں ہے پس ذکر مفسدین کا بعد اس کے نکمہ ہو گیا جواب اس کا یہ ہے کہ لا تعثوا صیغہ فعل کا ہے دلالت اوپر حدوث اور پیدا ہونے فساد کے کرتا ہے اور مفسدین کہ صیغہ اسم کا ہے دلالت اوپر ثبوت اس کے کے کرتا ہے پس حاصل کلام کا ایسا ہوا کہ لا تحدثوا المبالغۃ فی الافساد حال کونکم ثابتین فی الافساد گویا ایسا فرماتے ہیں کہ بچنا تمہارا مطلق فساد سے خود ممکن نہیں اس واسطے کہ فساد نے تمہارے دلوں میں جڑ پکڑلی ہے لیکن احتیاط کرو کہ وہ فساد زیادتی قبول نہ کرے اور حد مبالغہ کو نہ پہنچے اور وجہ اس کی تفسیر میں گزری دوسرا یہ ہے کہ بحسب ظاہر کے ایسا مناسب معلوم ہوا کہ نعمت جاری ہونے چشموں کی پتھر سے بھی ہمراہ سایہ کرنے ابر اور اُتارنے من اور سلوٰی کے ذکر فرماتے تاکہ رفع تمام حاجتوں اُن کی کا کہ سفر میں درپیش آتی تھیں کھانے اور پینے اور سایہ پکڑنے سے ایک جگہ مذکور ہو جاتیں کہ سب ایک جنس سے ہیں اس نعمت کو جدا بیان کرنا اور سایہ ابر کا اور انزال من اور سلوٰی کا ایک جگہ لانا اور بیچ تتمہ نعمت نجات کے عذاب صاعقہ سے داخل کرنا اس میں کیا نکتہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ ہر گاہ کہ صاعقہ اُن کے اُوپر آسمان کی طرف سے ابر سفید کے درمیان سے کہ وہ غمام نور کا تھا گرمی تھی پس بیچ تتمہ نعمت نجات کی سے اسی آفت سے ذکر اس کا کہ ہم نے اُسی غمام کو کہ سبب ہلاک کا ہوا تھا اور اُسی آسمان کو کہ جائے صدور اس آفت جان کا ہوا تھا از راہ کرم اور عنایت کے تمہارے کام میں مصروف کر دیا یہاں تک کہ اس غمام نے تم کو گرمی آفتاب کی سے نگاہ رکھا اور اُس آسمان نے اوپر تمہارے من اور سلوٰی برسایا مناسب ہوا بخلاف نعمت جاری ہونے چشموں کے پتھر سے کہ نعمت زمینی تھی نہ آسمانی اور ابر اور آسمان سے کچھ تعلق اُس کو نہ تھا اور بھی یہ نعمت یعنی پھاڑنا چشموں کا پتھر سے ہر چند کہ ظاہر میں نعمت تھی لیکن دلیل اختلاف اور تفرقہ اُن کے دلوں کی بھی تھی پس یہ ایک امر مستقل تھا خبر دینے والا ساتھ اس بات کے کہ درمیان ان کے اختلاف اور تفرقہ امورات میں موجود ہو گا اور بسبب اس کے مصدر فساد کے ہوں گے بخلاف تظلیل غمام اور انزال

marfat.com

من اور سلوٰی کے کہ سب ان میں شریک تھے اور کسی طرح کا تفرق اور اختلاف نہیں رکھتے تھے اور اسی واسطے اوپر ذکر اس نعمت کے شمار نعمتوں کی ختم فرمائی اور آئندہ ذکر قصور استعداد ان کی کا اور مخالف ہونا اُن کا نبیوں سے اور نافرمانی اُن کی اور رجوع اُن کا طرف پستی کے کہ ان سے بار بار سرزد ہوتا تھا بیان فرماتے ہیں اور ارشاد کرتے ہیں کہ نعمتیں ذکر کی گئیں اس واسطے ان کے حق میں سبب کفر اور تفرقہ کا ہوئی تھیں کہ یہ نعمتیں تمام امور سماویہ اور خصائص غیبیہ تھیں اور پر ان کے صبر کرنا ان نعمتوں پر شاق اور گراں ہوا اس واسطے کہ طبیعتیں اُن کی مائل ادنیٰ ادنیٰ زمین کی چیزوں کی طرف تھیں اور بالکل علویت سے ان کو حصہ نہ تھا چنانچہ اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرنے کے واسطے کئی واقعے یاد دلاتے ہیں کہ وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی یعنی اور یاد کرو تم اس وقت کو کہ کہا تم نے اے موسیٰ اور اس پکارنے میں کمال بے ادبی ہوئی کہ ایسے پیغمبر اولوالعزم کو نام لے کر پکارا اور یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ اور مانند اس کے نہ کہا اور مضمون کلام تمہارے کا بھی کمال بے ادبی تھی اس واسطے کہ کہا تم نے لَنْ نَّصْبِرَ یعنی ہم ہرگز صبر نہ کریں گے اور ایسا کلام دلالت کرتا ہے اوپر اس کے کہ صبر تو کر سکتے ہیں لیکن قصداً ہم نہیں کرتے ورنہ اس لفظ کی جگہ لن تستطیع الصبر یا لا یمکن منا الصبر کہنا چاہیئے تھا یعنی نہیں طاقت رکھتے ہیں ہم صبر کی یا نہیں ممکن ہے ہم سے صبر عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ یعنی اوپر ایک جنس کے کھانے کے کہ آسمان سے آتا ہے کئی وجہ سے اول یہ کہ وہ کھانا آسمانی ہے اس واسطے کہ من بھی اصل میں وہ شبنم ہے کہ بیچ بعضے طبقوں ہوا کے مزہ اور مزاج پیدا کر کے گرتی ہے اور سلوٰی بھی جانور اڑنے والا ہے کہ ہوا اس کو اڑا کر ہمارے آگے ڈالتی ہے اور ہم زمین کی پیدائش ہیں ہمارے تئیں چاہیئے کہ غذا بھی ایسی چیز میسر ہو کہ حکم زمین کا اس میں غالب ہو دوسرے یہ کہ ہمیشگی کرنی اوپر کھانے ایک قسم طعام کے اشتہا کو مارتی ہے اور ہضم کو ضعیف کرتی ہے تیسرے یہ کہ اس طعام کی عادت ہم کو نہیں تھی اور جس کھانے کی عادت نہیں ہوتی ہر چند کہ اعلیٰ اور شریف ہو ایسا مرغوب نہیں ہوتا ہے جیسا کہ کھانا عادت پڑا ہوا مرغوب ہوتا ہے

marfat.com

ہر چند کہ ادنیٰ اور معمولی ہو اور اسی سبب سے ہے کہ دیہات کے زمینداروں کو شہر والوں
کے کھانے اور مزہ کی چیزیں مرغوب نہیں ہوتی ہیں اور اس سے شکم سیری اُن کی نہیں ہوتی
سوا اس کے کہ مزہ بدلنے کے واسطے ایک دو مرتبہ کھالیویں اور اس مقام میں ایک
سوال ہے کہ من اور سلویٰ دو کھانے تھے ایک کھانا ان کو کس واسطے کہا جواب اس
کا یہ ہے کہ مراد وحدت سے کہ آیت میں مذکور ہے وحدت فردی اور جنسی نہیں بلکہ وحدت
تکراری ہے یعنی ہر روز وہی کھانا آتا ہے اگرچہ دو جنس تھیں اور عرف میں رائج ہے کہ
کئی کھانے اگرچہ مختلف ہوں اور ہر روز وہی کھانے استعمال میں آویں ان کو ایک
کھانا کہتے ہیں اور اس وحدت اعتباری کو بجائے وحدت حقیقی کے استعمال کرتے ہیں
اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ جب طعام سالن کے ساتھ ملتا ہے ایک کھانا ہوتا ہے
مثل قلیہ اور خشکہ اور دال اور خشکہ اور شیر اور برنج زردی اور قورمہ اور روٹی اور کباب کے
لیکن اس جواب میں خدشہ ہے اس واسطے کہ من اور سلویٰ آپس میں ملتے نہ تھے تاکہ
ایک کو طعام اور دوسرے کو سالن ٹھیرایا جاوے القصہ بنی اسرائیل ہمیشہ کھانے اس
طعام کے سے عاجز آئے اور کہا کہ فَادْعُ لَنَا پس دُعا کرو واسطے آسانی ہماری کی کے
رَبَّكَ یعنی رب اپنے سے کہ اصل میں پرورش اور عنایتیں اُس کی متوجہ تیرے حال پر
ہیں اور تیرے طفیل سے ہماری بھی پرورش فرماتا ہے اور اس اضافت میں بھی بو تے
بیگانگی کی آتی ہے کہ انھوں نے فَادْعُ لَنَا رَبَّنَا نہ کہا يُخْرِجْ لَنَا یعنی تاکہ نکالے
واسطے کھانے ہماری کے کہ اسباب ظاہری جوتنے بونے اور پانی دینے وغیرہ کے اس واسطے
کہ یہ چیزیں حالت سفر اور سرگردانی اور مقام بمقام کوچ کرنے میں ممکن نہیں پس چاہیے کہ
بطریق خلاف عادت کے جیسا کہ من اور سلویٰ آسمان سے برستا ہے جس وقت لشکر ہمارا
کسی جگہ پہنچے اس جگہ موجود اور تیار پاویں مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ یعنی ان چیزوں سے کہ
اگاتی ہے ان کو زمین مِنْ بَقْلِهَا یعنی ساگ اور سبزی اپنی سے مثل خرفہ اور پالک کے
کہ اُس کو اسفاناخ کہتے ہیں اور مثل میتھی کے کہ اُس کو حلبہ کہتے ہیں اور مثل سویہ کے کہ
اس کو شبت کہتے ہیں اور سبزی یعنی ترکاری کھانے کی دو قسم ہے ایک قسم وہ ہے کہ اس کا

کچا کھانا بھی رائج اور متعارف ہے مثل پودینہ اور دھنیہ اور اجمود اور ترہ تیزک اور گندنے کے اور اس قسم کو احرار البقول کہتے ہیں اور دوسری قسم یہ ہے کہ اُس کو پکا کر کھاتے ہیں اور کچا نہیں کھاتے مثل میتھی اور پالک اور سویہ وغیرہ کے اور ساگ سبزی کو طلب کرتے ہیں اس واسطے مقدم کیا کہ جو چیز وقت نہ ملنے کھانے کے سریع النفع زمین کی چیزوں میں سے ہو یہی جنس ہے کہ تنہا کھائی جاتی ہے بےانتظار دانہ اور غلہ اور میوہ کے خصوصاً احرار البقول کہ ان میں حاجت جوش دینے اور نمک ڈالنے کی بھی نہیں ہوتی ہے اور نقد سودا ہے وَقِثَّآئِهَا اور خیار اس زمین کا خواہ خیار دراز ہو کہ اس کو ہندی میں ککڑی کہتے ہیں یا چھوٹا خیار ہو کہ اس کو کھیرا کہتے ہیں اور یہ جنس بھی کچی کھائی جاتی ہے اور قائم مقام غذا کے ہوتی ہے اور پکا کر بھی بطریق سالن کے استعمال کرتے ہیں اور نفع عمدہ ظاہر میں یہی ہے وَفُومِهَا یعنی اور گیہوں اس زمین کے سے کہ نفع اس کا محتاج طرف پیسنے اور پکانے کے ہے وَعَدَسِهَا یعنی اور مسور اس کی کہ روٹی کے ساتھ سالن کے کام آتی ہے اور اس کے دانہ کو حاجت چھیلنے کی بھی نہیں بلکہ لذت بن چھیلی کی زیادہ ہوتی ہے برنسبت چھیلی ہوئی کے بخلاف اور دانوں کے مثل چنے اور ماش وغیرہ کے کہ اکثر ان کو حاجت طرف چھیلنے اور صاف کرنے کے پڑتی ہے وَبَصَلِهَا یعنی اور پیاز اس زمین کی سے کہ بسبب خوشبو اپنی کے اصلاح تمام سالنوں کی کرتی ہے اور آپ بھی بعضے وقت سالن کی جگہ استعمال میں آتی ہے اور بعضے مفسرین نے صحابہ میں سے فوم کو لہسن کے معنی میں لیا ہے بصل کی مناسبت کے واسطے اس واسطے کہ اصل میں یہ کلمہ فوم کا ثوم تھا فا کو ثا سے بدل دیتے ہیں اور بالعکس بھی جیسا کہ فروغ الدلو میں ثروغ الدلو کہتے ہیں اور حدث کہ معنی قبر کے ہے اُس کو جدف بول دیتے ہیں اور ہا گا اس طرح نہ کہیں پس فوم کو کہ فا کے ساتھ ہے اس کے معنی فقط گیہوں کے ہیں ابو محجن ثقفی نے کہا ہے۔ شعر

قد کنت احسبنی کاعین واحد قدم المدینة عن زراعة فوم

عرب بیچ مقام طلب کرنے نان گندم کے کہتے ہیں کہ فوّموا لنا ای اخبزوا لنا خبز الحنطة یعنی پکاؤ تم واسطے ہمارے روٹی گیہوں کی اور اتصال اُس کا

marfat.com

عدس کے ساتھ اور جُدا کرنا اُس کا بصل سے بھی دلالت اسی بات پر کرتا ہے کہ فا اس میں اصلی ہے اور بمعنی گیہوں کے ہے البتہ اس قدر ہے کہ قرآت حضرت عبداللہ بن مسعود کی میں وثومها بجائے وفومها کے آیا ہے اور اس قرآت میں لہسن ہی کے معنی متعین ہیں، ابوبکر بن ابی الدنیا نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے قرآت بہتر میرے نزدیک قرآت زید بن ثابت کی ہے مگر سولہ[16] حرفوں میں قرآت ابن مسعود کی اختیار کرتا ہوں اُنھیں میں سے من بقلها وقثائها وثومها ہے اور ظاہر اسبب اختیار کرنے اس حرف کا ابن مسعود کی قرآت میں سے بسبب ایک شبہ کے ہے کہ ان کی خاطر میں گزرا ہے اور وہی شبہ ایک جماعت پچھلے مفسرین کے ذہن میں بھی آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ بیچ آخر اس آیت کے ادنیٰ اور خسیس کھانوں کا کہ بنی اسرائیل نے طلب کئے تھے ذکر فرمایا ہے اور ساگ اور کھیرا اور مسور اور پیاز یہ بھی ردی کھانوں میں سے ہیں اور گیہوں عمدہ اناجوں سے ہے اُس کو ردی کھانوں میں کیونکر داخل کیا جاوے پس سوائے اس کے نہیں کہ اس جگہ فا بدل ثا سے ہوا اور ثوم بمعنی لہسن کے ہے کہ ردی ہونا اس کا پوشیدہ نہیں اور حل اس شبہ کا یہ ہے کہ جوہر گیہوں کا فی نفسہٖ بلاشبہ اعلیٰ اناجوں میں سے ہے لیکن جب ساگ اور پیاز اور مسور اور ککڑی سے کھائی جاوے ادنیٰ ہو جاتا ہے اس واسطے کہ اعلےٰ اور ادنیٰ ہونا گیہوں کا تابع سالن کے ہے جیسا ہو اگر نفیس سالن ہو وہ بھی نفیس ہوتا ہے اور اگر خسیس ہے تو خسیس ہوتا ہے اسی واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے جواب میں قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی یعنی فرمایا کہ آیا چاہتے ہو کہ بدل میں لے لو اُس چیز کو کہ وہ ادنیٰ ہے قدر میں بھی اور قیمت میں بھی اور فائدہ اور نفع کی جہت سے بھی اور مزہ اور لذت کی جہت سے بھی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ یعنی بعوض اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے باعتبار ان وصفوں کے اور ہر چند کہ یہ بدل لینا فی نفسہٖ گناہ شرعی نہیں اس واسطے کہ سنوار نا مزہ کا حلال چیز دل سے ہے لیکن اخیر میں پست ہمتی اور کم حوصلگی ان کی طرف لینے دُنیا کے بدل آخرت کے اور اختیار کرنے شریعت منسوخہ کے بدل شریعت مقبولہ کے کھینچ لے گی اور اسی قیاس پر ہر محل میں پستی اور نیچے گرنا عادت اُن کی ہو جاوے گی اور عالی ہمتوں کے کام سے باز رہیں گے پس میں عرض

اس مطلب کی جناب الٰہی میں نہ کروں گا کہ یہ مطلب قابل عرض کے نہیں اگر تم باوصف تنبیہ اور جتلانے کے اوپر طلب اور خواہش ان کھانوں ردی کے اصرار رکھتے ہو پس علاج اس کا یہ ہے اِهْبِطُوْا مِصْرًا یعنی اُترو کسی شہر میں شام کے شہروں میں سے اور مراد اس مصر سے مصر فرعون کا نہیں اس واسطے کہ جو مصر نام شہر معین کا ہے وہ غیر منصرف ہے تنوین اس کے اوپر داخل نہیں ہوتی ہے عاصم کی قرأت میں جیسے کہ فرمایا ہے الیس لی ملك مصر وقال ادخلوا مصر ان شاء الله آمنین اگرچہ موافق قاعدہ ہندا اور مانند اُس کے کہ منصرف پڑھنا بھی اس کا جائز ہے جیسا کہ کتابوں نحوم کی میں مذکور ہے فَاِنَّ لَكُمْ یعنی پس تاکید واسطے تمہارے میسر ہوگا اس شہر میں مَا سَاَلْتُمْ یعنی وہ چیز کہ سوال کی ہے تم نے مسور اور پیاز وغیرہ سے بغیر حاجت دُعا کسی کے اور مجھ کو لائق نہیں کہ ایسا سوال جناب الٰہی میں کروں پس بنی اسرائیل کو ہمیشہ میلان اور رجوع طرف پستی اور کم ہمتی کے لازم رہا جب تک کہ آدمی عالی ہمت اور بڑے حوصلے والے ان میں موجود رہے مثل حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ اور حضرت یوشعؑ اور اور انبیاءؑ عالی قدر کے اور ان نبیوں کے حکم ان پہ غالب رہے پستی ہمت ان کی اس قدر تاثیر نہیں کرتی تھی اور جب یہ لوگ عالی ہمت ان میں نہ رہے خصلت ردی کہ طبیعت انکی میں سمائی ہوئی تھی اُس نے ظہور کیا اور کام ذلیل لوگوں کے اختیار کئے اور خواہش طرف کھیتی اور بونے جوتنے کے کی اور رعیت گری اختیار کی اور جہاد اور لڑائی کفار سے اور چھین لینے شہروں کے دین کے دشمنوں کے ہاتھ سے دل چرایا، یہاں تک کہ مانند زمینداروں اور کھیتی کرنے والوں کے ذلیل اور ہلکے ہوتے اور وجاہت اور دبدبہ باقی نہ رہا اور اس واقعہ نے بعد غالب ہونے جالوت کے اُن کے اوپر اور بعد حادثہ بخت نصر اور سنجاریب کے کمال رسوخ پیدا کیا وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ یعنی اور مانند خیمہ کے ماری گئی اوپر اُن کے ذلت اور فقر پس ذلت اس جہت سے کہ ہمیشہ زیردست مسلمانوں اور نصاریٰ کے رہتے ہیں اور خود حاکم کسی جگہ کے نہیں ہوتے ہیں اور محتاج اس واسطے رہتے ہیں کہ سبب بھرنے تاوان اور مصادرات اور ادا کرنے خراج اور عشر وغیرہ کے خرچ اُن کا زیادہ آمدنی سے رہتا ہے اور اگر کبھی کسی کو ان میں سے تونگری

marfat.com

بھی حاصل ہوتی ہے پھر بھی بباعث خوف مصادرات اور پکڑ پادشاہی کے اپنے تئیں مانند مفلسوں ناچیز کے پہننے اور کھانے میں ٹوٹا حال ظاہر کرتا ہے تاکہ حکام اس کو مالدار جان کر مال اس کا کسی حیلہ سے نہ چھین لیویں اور یہ ذلت اور فقر ان کا برابر ذلت اور فقر مسلمانوں کے نہیں اس واسطے کہ مسلمانوں کو اس کے صبر کرنے پر خوشنودی خدا کی اور بلند ہونا درجوں کا حاصل ہوتا ہے اور سبب دخول بہشت کا اور تخفیف حساب کا ہے اور ان کو یہ بات حاصل نہیں بلکہ بہ سبب اس ذلت اور فقر کے زیادہ تر رضائے الٰہی سے دُور پڑے وَبَآءُوْ یعنی پھرے اس مرتبہ بلند سے کہ بطفیل انبیاء اور صلحا کے اُن کو حاصل ہوا تھا طرف ذلّت اور فقر ذاتی اپنے کے جیسا کہ کوئی سفر سے اپنے گھر کی طرف پھرتا ہے بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ یعنی بہ سبب غصہ کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب اُن کے ہوا کہ قہر اپنا اُن کے اوپر مسلط فرمایا اور لطف اور عنایت ظاہری اور باطنی اپنی ان سے باز رکھی اور یہ اسی سبب سے ہے کہ کفر ان کی جبلّت میں بیٹھ گیا ہے اور ایمان ان کو ہرگز میسر نہیں ہوتا ہے اور یہ حالت قبیحہ اُن کو کچھ اسی سبب سے لاحق نہیں ہوئی تھی کہ طعام زمین کا آسمان کے طعام سے بدل لیا اور گستاخیاں اور بے ادبیاں کہ حضرت موسٰی کے زمانہ میں اُن سے صادر ہوتی تھیں بلکہ ہمیشہ سے یہی حال ان کا رہا اور استعداد باطل ہی اور اعمال برے برے اور گناہ سخت اُن سے صادر ہوتے رہے اور اسی سبب سے یہ لوگ مستحق اس خرابی کے ہوئے جیسا کہ فرماتے ہیں ذٰلِكَ یعنی یہ ذلّت اور فقر کہ غضب الٰہی کے ساتھ ملا ہوا تھا بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ یعنی بہ سبب اس کے ہے کہ وہ انکار کرتے تھے ساتھ آیتوں خدا کے اور جو آیتیں کہ توریت میں مخالف خواہش نفس ان کے کے ہوتی ہے اُن کو نہ مانتے تھے اور تغیر اور تحریف لفظی یا معنوی کرتے تھے اور آیتیں صحیفوں دوسرے نبیوں کے اور زبور اور انجیل کا بھی اس طریق پر انکار کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن کی آیتوں کے بھی منکر ہوئے اور جو آیتیں روشن کہ ہر پیغمبر کے ہاتھ سے معجزوں کی جنس سے ہوتی تھیں ان کو نسبت طرف سحر اور کہانت اور استدراج کے کرتے تھے اور یقین نہیں رکھتے تھے۔

وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ یعنی اور قتل کرتے تھے پیغمبروں کو جیسا کہ حضرت شعیب اور حضرت زکریا علیہما السلام کو قتل کیا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اپنے گمان میں دار پر کھینچا اور پیغمبر

marfat.com

آخر الزماں کو سحر کیا اور زہر دیا اور جو حیلے اُن سے ہو سکے نفس مبارک کے قتل کرنے کے واسطے کام میں لاتے اور حدیث شریف میں کہ اُس کو امام احمد نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے وارد ہوا ہے کہ اشد الناس عذابا رجل قتله نبی او قتل نبیا او امام ضلالة او ممثل من الممثلین یعنی سخت تر باعتبار عذاب کے اور آدمیوں سے وہ شخص ہے کہ اُس کو پیغمبر نے قتل کیا ہو یا اُس نے کسی پیغمبر کو قتل کیا ہو یا پیشوا گمراہی کا گذرا ہو کہ بسبب اغوا اُس کے کے بہت آدمی گمراہی میں پڑے ہوں یا تصویر بنانے والا جاندار کی پس بیچ حق اُن لوگوں کے اسباب غضب کے بشدت تمام جمع ہوتے تھے کہ کفر بھی کرتے تھے اور قتل بھی کہ وہ بھی بعد کفر کے سب کبائر سے بڑا کبیرہ ہے اور قتل کی قسموں میں سے بھی جو کہ بہت بدتر ہوتا تھا اختیار کرتے تھے یعنی قتل کرنا پیغمبر کا کہ اس میں موقوف کرنا ہدایت کا کہ خدا کی طرف سے تھی اور ناشکری سب سے بہتر نعمتوں کی اور بند کرنا دروازۂ فیض کا ہے کہ توقع نفع عام کی اُس سے تھی اور وہ بھی بِغَیْرِ الْحَقِّ یعنی بغیر سبب شرعی کے اُن کے گمان میں بھی اس واسطے کہ فی نفسہ قتل پیغمبر کا بلا موجب شرعی کے ہوتا ہے لیکن کبھی بسبب شبہ کے کہ منکر کے ذہن میں ہوتا ہے ناحق ہونا اُس کے نزدیک یقینی نہیں ہوتا ہے اور اس جگہ اس قسم کا شبہ بھی نہ تھا دیدہ و دانستہ مارتے تھے اور اگر کسی کو استبعاد اس بات کا خاطر میں گذرے کہ وہ بھی آخر اہل کتاب تھے اور دعویٰ ایمان کا اُوپر حضرت موسیٰ اور اور پیغمبروں کے کرتے تھے ان سے یہ کیونکر ہو سکے کہ بے موجب شرعی اور بغیر شبہ کے اوپر کفر صریح اور مارنے پیغمبروں کے پیش دستی کریں کہتے ہیں ہم ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا یعنی یہ جرأت اُن کی اوپر کفر کے اور قتل کرنے پیغمبروں کے اس سبب سے تھی کہ نافرمانی کی انھوں نے پیغمبروں کی اور آہستہ آہستہ خصلت نافرمانی کی بیچ اُن کے محکم ہوئی اور گناہ کرنے میں ایک دو مرتبہ پر کفایت نہیں کرتے تھے کہ جلد ہی تدارک اس کا ساتھ توبہ اور ندامت کے ہو سکے بلکہ اس گناہ میں کمال مبالغہ رکھتے تھے وَكَانُوا يَعْتَدُونَ یعنی اور تھے وہ کہ تجاوز حد سے کرتے تھے بیچ گناہوں کے پس گناہوں کو بہتر جانتے تھے اور جو کوئی ان کے تئیں گناہوں سے منع اور تنبیہ کرتا تھا اس کو دشمن سمجھتے اور جو آیتیں الٰہی کہ دلالت اوپر قباحت ان گناہوں

کے کرتی تھیں انہیں تاویل باطل سے دفع کرتے تھے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ پیغمبروں کو کہ جو گناہوں کے منع کرنے میں مبالغہ کرتے تھے مار ڈالا اور کتاب الٰہی کی آیتوں کا صریح انکار کیا اور یہ شامت گناہ کی ہے کہ آہستہ آہستہ اعتقاد میں بھی فتور بلکہ تغیر اور تبدل پیدا کرتا ہے اور اسی واسطے علمار ربانی گناہوں کی مداومت اور لذت اور عادت پکڑنے ان کی سے نہایت تاکید کے ساتھ منع کرتے ہیں کہ رفتہ رفتہ اچھا معلوم ہونا گناہوں کا اور بُرائی اُس کی جو اُس سے منع کرے دل میں بیٹھ جاتی ہے اور یہاں تک اخیر کو نوبت پہنچ جاتی ہے کہ شرع کے حکموں

## بیان وجہ تسمیہ یہودیوں کا

کو بھی مکروہ جاننے لگتا ہے اور کفر کی حد کو پہنچا تا ہے جیسا کہ کہا ہے من تهاون بالآداب عوقب بحرمان السنة ومن تهاون بالسنّة عوقب بحرمان الفرائض ومن تهاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفة یعنی جس نے خفیف جانا ادب کی باتوں کو عذاب دیا جاوے گا ساتھ محروم ہونے سنّت سے اور جس نے کہ خفیف جانا اور سُستی کی سنّت سے عذاب دیا جائے گا ساتھ محروم ہونے کے فرضوں سے اور جس نے سُستی کی فرضوں سے عذاب دیا جاوے گا ساتھ محروم ہونے کے، معرفت سے باقی رہے اس آیۃ کئی سوال کہ حاجت جواب کی رکھتے ہیں اول یہ کہ بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ ہم اوپر ایک قسم کے کھانے کے صبر نہ کریں گے ہمارے ذائقہ بدلنے اور تفنن طبیعت کے واسطے دوسرا کھانا زمین کے کھانوں کی جنس سے چاہیئے کھلانا پس مُدعا اُن کا یہ تھا کہ ہمراہ من اور سلوی کے کھانا کوئی دوسرا زمین کا بھی آتا رہے نہ یہ کہ من اور سلوی مطلق موقوف ہو جاوے اور اُس کے بدلے میں طعام زمین کا ملتا رہے پس غرض اُن کی جمع کرنا دونوں کھانوں کا تھا نہ استبدال ایک کا ساتھ دوسرے کے کلام اُن کے کو استبدال کے اوپر کس واسطے حمل فرمایا اور اس طرح کیوں اُن کو کہا کہ اتستبدلون الذی هو ادنیٰ بالذی هو خیر جواب اس کا یہ ہے کہ جب اُنھوں نے ناخوشی اپنی طعام آسمانی سے بیان کی اور یہ بھی کہا ہے کہ فادع لنا ربك يخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها و قثائها الخ اس سے صریح معلوم ہوا کہ وہ بعد اس کے یا طعام آسمانی کو مطلق نہ کھاویں گے کہ اُس سے عاجز آئے ہیں یا بقدر شکم سیری کے نہ کھاویں گے بلکہ طعام زمینی سے شکم سیر

marfat.com

ہوں گے اور یہ بات ظاہر ہے کہ شکم آدمی کا سوائے اندازہ کے زیادہ غذا کو اٹھا نہیں سکتا
ہے جس وقت تھوڑا سا ایک کھانا کھاتا ہے دوسرا کھانا اسی قدر کم کھاتا ہے پس تبدیل ادنیٰ
کی عوض اعلیٰ کے لازم آئی گو بعضے کھانے میں ہو دوسرا سوال یہ ہے کہ ہبوط لغت میں نیچے آنا
بلندی سے پستی کی طرف ہے سفر سے شہر میں آنے کو ہبوط کس واسطے فرمایا کہ اهبطوا مصرا
جواب اس کا یہ ہے کہ جب کوئی قافلہ لشکر جب تک سفر میں ہوتا ہے سواریوں کے اوپر سوار ہوتا
ہے اور مال اور اسباب اونٹوں کی پشت پر یا خچروں پر لدا ہوا ہوتا ہے اور خیمے ڈیرے بھی
چوپایوں پر رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور جب شہر میں پہنچتے ہیں ان سب کو بلندی سے طرف
پستی کے نقل کرتے ہیں اور آپ بھی سواری سے نیچے اترتے ہیں اس سبب سے سفر سے شہر میں
آنے کو ساتھ ہبوط اور نزول اور فروکش ہونے اور اُترنے کے تعبیر کرتے ہیں اور ۔۔ اس انتقال
میں ہبوط معنوی بھی تھا کہ علو ہمتی سے طرف پست ہمتی کے انتقال کرتے تھے اور مرتبہ بلند طعام
آسمانی کے سے طعام زمینی کی پستی میں نزول کرتے تھے پس استعمال لفظ ہبوط کا بہت مناسب
ہوا تیسرا سوال یہ ہے کہ اس سورۃ میں ویقتلون النبیین بغیر الحق فرمایا ہے
اور لفظ حق کو معرف با لام کر کے لائے اور سورۃ آل عمران میں بغیر حق ارشاد فرمایا
یعنی لفظ حق کو نکرہ کر کے لائے جواب اس کا یہ ہے کہ حق معلوم نزدیک تمام اہل کتاب کے
کہ جس کے سبب سے آدمی کو قتل کیا جاوے ، ایک ان تین چیزوں میں سے ہے مرتد ہونا یا
قتل ناحق کرنا یا زنا بعد محصن ہونے کے یعنی عاقل بالغ نکاح والا زنا کرے پس اس جگہ کو
حق کو معرف ذکر کر کے لائے اشارہ طرف حق معلوم کے ہے اور سورۂ آلِ عمران میں کہ حق کو نکرہ
کر کے لائے غرض یہ ہے کہ کوئی حق نہ تھا نہ یہ حق معلوم اور نہ حق دوسرا اُن کے زعم میں
اور وجہ اس فرق کی کہ اس سورہ میں خاص حق کی اور اس سورہ میں عام کی نفی کی یہ ہے کہ اس
جگہ خاص ذکر بُرائی بنی اسرائیل کا کیا ہے کہ وہ اہل کتاب تھے اور ان سے قتل نبیوں کا سرزد
ہونا نہایت قبیح ہے بخلاف سورۂ آل عمران کے کہ اس مقام میں کلام خاص ساتھ فرقہ بنی اسرائیل
کے نہیں بلکہ بطریق عموم کے قاعدہ کلیہ ارشاد ہوتا ہے اس جگہ ذکر کرنا ناحق خاص کا
بلا وجہ ہے اور ہر چند کہ اصرار کرنا اوپر کبائر کے کفر کی طرف ۔ کھینچتا ہے جیسا کہ فرقہ یہود میں یہی بات پائی گئی ۔

marfat.com

محدثِ جلیل و مفسرِ بے عدیل علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتیؒ
خلیفۂ اجل حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ کی شہرہ آفاق تصنیف

# تفسیر مظہری

ایک عظیم علمی کارنامہ — نایاب تفسیر — پاکستان میں پہلی بار اشاعت

علامہ موصوف دنیائے علم و ادب کی ایک نمایاں اور جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ آپ کے علمی کارناموں کو شہرتِ دوام حاصل ہے۔ خصوصاً آپ کی یہ تفسیر ایک عظیم علمی کارنامہ ہے۔ جس کی خصوصیت یہ ہے کہ صاحبِ تفسیر نے ہر آیت کے مضمون کو احادیث نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اقوالِ سلف سے واضح فرمایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آیاتِ قرآنی کی تفہیم میں احناف، شوافع وغیرہما کے نظریاتی اختلافات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ جس کی وجہ سے اس تفسیر کی افادیت میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا ہے۔

اس بیش بہا تفسیر کا اردو ترجمہ ندوۃ المصنفین دہلی کے زیر اہتمام شائع ہوا تھا۔ پاکستان میں اس نایاب تصنیف کا حصول کم و بیش ہمیشہ ہی دشوار رہا ہے۔ اور اب تو یہ تفسیر سالہا سال سے نایاب بلکہ ناپید ہے۔ لہٰذا اس تفسیر کی افادیت اور زمانۂ حال کی ضروریات کے پیشِ نظر یہاں اس کی اشاعت کا انتظام کیا گیا ہے۔ کامل ۱۲ جلدیں

ناشر:
ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی